انہا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ
اولیاء اللہ قدست اسرارہم کے مقدس حالات کا تذکرہ یعنی
گلزار ابرار کا اردو ترجمہ موسوم بہ
اذکار ابرار
حسب فرمائش جناب منشی الٰہ یار خان صاحب رئیس اُجین
محمد قادر علی خان صوفی کے
مطبع مفید عام آگرہ میں طبع ہوا

فہرست اذکار ابرار

مضامین کی فہرست

(صاحب) ذکر کی اسم وار فہرست

وصول توفیق تحریر حالات

بساط زندگانی

...ناظرین ترجمہ گلزار سے بھی دیکھ سکیں گے۔

تمت بالخیر

مصنف کے مختصر حالات اصل کتاب موسوم بہ گلزار ابرار کے مصنف کا نام مولوی محمد غوثی ابن حسن ابن موسیٰ شطاری ہے مصنف نے کتاب کے آخری حصہ میں جہاں پر اپنے والد ماجد شیخ حسن کا بیان لکھا ہے۔ وہیں بلکہ اُسی ضمن میں اپنے حالات اور واقعات بھی۔ بالتفصیل تحریر فرمائے ہیں۔ مگر اجمالاً بیان اِس طرح پر ہے۔ کہ مولانا ہجری سنہ نوسو باسٹھ میں قصبہ مانڈو کے اندر پیدا ہوئے تھے۔ مانڈو کو زمانہ قدیم میں منڈو کرکے بولتے اور لکھتے تھے۔ یہیں پرورش پائی۔ اور یہیں بود و باش بھی رکھی تحصیل علوم میں شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمدآبادی کے شاگرد تھے۔ اور طریقت میں سلسلۂ بیعت غوث الاولیا شیخ محمد غوث گوالیاری قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے۔ اکبری سلطنت کا خاتمہ۔ اور جہانگیری عہد کا آغاز۔ آپ کے ہی زمانہ میں ہوا ہے چونکہ یہ زمانہ۔ علم۔ فضل۔ معرفت۔ ثروت۔ اور اعزاز و وقار کے اعتبار سے اہل اسلام کے حق میں گویا خورشید نصف النہار تھا۔ اسواسطے فقرا۔ صلحا۔ اولیا۔ علما۔ فضلا۔ اور امرا وغیرہ وغیرہ بڑے اچھے اچھے لوگ اِس بے نظیر قدر شناس زمانہ میں رونق بخش بزم حیات تھے۔ مصنف کا علمی تبحر معمولی صرف عقلی و نقلی علوم میں منحصر نہ تھا۔ بلکہ عرفانی و وجدانی کمالات بھی حاصل تھے۔ اگر کوئی اندازہ شناس مصنف کا زور قلم اور عرفانی و وجدانی معلومات کا صحیح اندازہ دریافت کرنا چاہے۔ تو اُس کو ... کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ صناع کی دستگاہ کا صحیح اندازہ۔ خود صنعت سے ہی ہو سکتا ... اس ترجمہ گلزار سے بھی دیکھ سکیں گے۔

مصنف کے مسکن مانڈو کے مختصر حالات - کسی زمانہ مین مانڈو ایک عجیب پرفضا شاہی اور اولیاءاللہ کا شہر رہ چکا ہے - یہ
بستی ملک مالوہ مین شہر دہار سے بارہ کوس کے فاصلہ پر جنوبی سمت مین واقع ہے
زمانہ قدیم - اسی بستی کے قلعہ مین ایک مدت دراز تک سلاطین خلجی اور غوری کا پایۂ تخت رہا تھا کہتے
ہین - اب بے شمار بڑی بڑی عالیشان عمارتین - اِس اجڑی ہوئی بستی مین ویران پڑی ہوئی بہا یئن
جا یئن کر رہی ہین - اور زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہین - **بیت**

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ	آثار پدید است صنادید عجم را

تمام بستی مین اب چند مفلس بے سروسامان آدمی آباد ہین - افسوس - وہ ذی ثروت اصحاب کہان گئے
جنہون نے یہ محلات اپنے اور اپنی جانشین اولاد کے آباد رہنے - اور عیش و آرام پانے کے واسطے
بے شمار روپیہ لگا کر تعمیر کرائے تھے - اب نہ وہ لوگ ہین - نہ اُن کی اولاد ہے - اور نہ کوئی اور نام لیوا ہے
واہ عجب خداوند جل شانہ کی شان بے نیازی ہے - کیسی آباد اور سرسبز بستی - کس تباہ حالت مین جا پڑی

کتاب کے مختصر حالات اس کتاب کا اصلی نسخہ فارسی زبان مین ہے - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ اور ایک ہزار بیس
کے درمیان مین یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی - اُس وقت مین جہانگیری سلطنت کا دور دورہ تھا - اسی مرحوم
شاہنشاہ کے نامی نام پر کتاب معنون بھی کی گئی ہے اولیاءاللہ کے حالات مین یہ عجیب و غریب کتاب
ہے - اولیاءاللہ کے تذکرے اور بھی موجودِ زمانہ ہین - مگر یہ کتاب یہی کتاب ہے - اس کے اندر بضمن
حالات - جابجا تقریب تقریب اور موقع موقع سے تصوف کے نکات بلکہ وحدۃ وجود کے اقوال
بھی بیان کئے گئے ہین مصنف نے حمد و نعت کے بعد - الٰہی اسمائی جنگ کی داستان عجب
دلچسپی کے ساتھ لکھی ہے - اس مین شک نہین - اللہ تعالیٰ عزاسمہ کی مقدس ذات - قدیم ہے - نہ اُس کی
ابتدا ہے - نہ انتہا ہے - ہمیشہ سے تھی - اور ہمیشہ ہمیشہ (ابدالاباد) تک رہے گی - اور جس طرح اُس کی ذات قدیم
ہے - اُسی طرح اُس کی صفات بھی قدیم ہین - اِس بنیاد پر مصنف نے ثابت کیا ہے - کہ زمین - آسمان -
شمس - قمر - نیز دیگر کواکب - حیوانات - نباتات - جمادات - غرض کہ تمام عالم کا ظہور جو کچھ بھی ہوا ہے - باقتضاء
کمالات اسمائی ہوا ہے - اور اس داستان مین ظاہر - باطن - قابض - باسط - اول - آخر - ضار نافع رحیم
کریم - عدل وغیرہ وغیرہ اسما کے افعال نہایت خوش نما شان مین بیان کئے ہین - یہ کتاب سن اول الی آخر
اردو کے استعارات اور اچھوتی تشبیہات سے مالامال ہے - سچ ہے - **بیت**

یہ کہنا غالبًا ناموزون نہین ہے - کہ اس کتاب کی جان یا روح جو کچھ ہین - یہ استعارات اور تشبیہات ہی ہین - ایک تو اولیاء اللہ کے حالات - دوسرے ان حالات کے اداکا رنگ - بالکل زمانہ سے نرالا جس نے اصلی کتاب کا حسن دوبالا کر دیا ہے - آج کل کا تو کیا ذکر ہے - غالبًا اپنے زمانہ تصنیف مین بھی یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہوگی - اس کتاب مین ہجری ساتوین صدی کے آغاز سے لیکر سنہ ایک ہزار بائیس تک چارسو بائیس برس کے اولیاء اللہ کے حالات - جہان تک بھی مصنف کو بہم پہونچے ہین - چار چمن اور ایک ضمیمہ (خاتمہ) مین درج کئے ہین - ہر ایک صدی کے حالات جداگانہ چمن مین اور بائیس برس کے حالات کچھ تو چوتھے چمن مین شامل کئے ہین - اور کچھ ضمیمہ مین - انہین مین وہ بزرگ بھی ہین - جن کے مبارک وجود سے بزمانہ تصنیف بزم حیات مین زیب و زینت تھی -

ترجمہ کا خیال پیدا ہونے کی بنیاد - - -

یہ کتاب اب تک طبع نہین ہوئی - بلکہ روز تصنیف سے آج تک سواے معدودے چند قلمی نسخون کے - نقل کے ذریعہ سے بھی اس کی اشاعت کا ہونا پایا نہین جاتا ہے - اور بڑے افسوس کی بات ہے - کہ ایسی بے نظیر کتاب اس طرح کنج گمنامی مین پڑی رہے - اتفاق وقت سے اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ تقریبًا دو سو برس کا لکھا ہوا - مکرمی و محترمی مجمع خوبی ہاے بیکران خان ذی شان جناب منشی محمد الہ یار خان صاحب عام فیضہ کو دستیاب ہوا - منشی الہ یار خان صاحب - اور منشی خدا یار خان صاحب دونون حقیقی بھائی شہر اُجین کے دولت مند امراء مین سے ہین - صاحب اخلاق - صاحب مروت - عالی درجات - ستودہ صفات - سراپا نیک - اور نیک سیرت ہین - ان دونون بھائیون کو اگر نیرین برج سعادت کہا جاوے - تو ناموزون نہین ہے - اور شہر اُجین وہی پرانی اُجین نگری ہے - جو زمانہ قدیم مین راجہ راجگان بکرماجیت کا پایہ تخت رہ چکی ہے - غرض کہ جب اس کتاب کا قلمی نسخہ - منشی الہ یار خان صاحب کو دستیاب ہوا - تو صاحب ممدوح نے از راہ دریا دلی و عام فیض رسانی چاہا - کہ یہ کتاب طبع کرا کر عام طور پر شایع کی جاوے - لیکن چونکہ اس کی دقیق عبارت - زمانہ قدیم کے رنگ مین بلاغت اور فصاحت کے حسن سے سرشار ہے - اور زمانہ حال کی جدت پسند طبیعتین اس رنگ سے مانوس نہین -

اسواسطے ارباب مطابع کے انکار پر یہ خیال مین آیا - کہ چونکہ عام طور پر سب لوگ اصل کتاب سے
حظ نہین اٹھا سکتے ہین - لہذا اس کا اُردو ترجمہ ہوکر شایع کیا جاوے - اِس بنیاد پر خان صاحب
ممدوح نے ازراہ حُسن ظن - ترجمہ کے واسطے یہ کتاب حوالہ فقیر مترجم کی -

ترجمہ کے آغاز اور انجام کا بیان

یہ مہتم بالشان کام مجھہ ہیچ مدان کی طاقت سے بہت زیادہ تہا - اسواسطے
باوجودیکہ سات آٹھہ برس تک اصل نسخہ میرے پاس رہا - مگر مین کچھہ کام نہ کرسکا - اور اس عرصہ مین باظہار
عجز و معذرت چندبار مین نے معافی بہی چاہی - مگر وہ مقبول نہین ہوئی - بلکہ بجاے اس کے
خان والاشان کا اصرار شروع ہوا - مجبور ہوکر اِس کام پر دل بنہاد ہونا پڑا - اللہ تعالی جل شانہ کو یہ کام
مجھہ ناچیز سے لینا تہا - اور کچھہ اِن بزرگون کا تصرف تہا - جن کے حالات زینت بخش کتاب ہین -
کہ اِس کام پر میری ہمت ہوئی اور زمانہ کی طرف سے بہی موقع فرصت کافی طور پر ملا - لہذا حق سبحانہ کا
نام لیکر مینے ہجری سنہ تیرہ سو چہبیس مین ترجمہ کا کام شروع کیا - اور اسی سال مین محض عنایت
الٰہی سے ختم بہی کردیا -

ترجمہ کے متعلق حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی فیضان کا بیان -

یہ بہی حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی تصرف کا فیضان تہا - کہ دوران
ترجمہ مین فقیر کو جو مشکلات اور دشواریان پیش آئین - وہ وقتاً فوقتاً ادنی توجہ سے
حل ہوتی گئین - نیز خان والاشان کے دل مین اولاً ترجمہ کرانے - اور اِس کے
بعد بصرف زر کثیر چہپوانے کا خیال پیدا ہوا - اور بالآخر چہپوا بہی دیا - اور یہ بہی کچھہ اللہ جل شانہ کی عنایت
اور فیضان مذکور کی برکت ہے - کہ اصل کتاب کا نام **گلزار ابرار** ہے - اِس ردیف کو ساتھہ لیے ہوئے
ترجمہ کا تاریخی نام - مناسب مضمون کتاب اور بے نظیر **اذکار ابرار** برآمد ہوا جس کو عزیزی قاضی عزیزالدین
رخشان جیوری سلمہ[1] نے تجویز فرمایا ہے - بارے اللہ تعالی جل شانہ کا بے انتہا شکر ہے - کہ یہ کام ہوگیا - اور
خوش اسلوبی کے ساتھہ ہوگیا -

حق سبحانہ کی عنایت کا شکریہ اور مترجم کی دعا -

یادگارون مین بہترین یادگار تصنیف اور تالیف ہے - اور تصنیف و تالیف مین بہی
وہ حصہ جس کا موضوع حمد یا نعت یا اولیاء اللہ کے مقدس اور بابرکت حالات
ہون - مین اپنے حقیقی منعم حق سبحانہ کا شکریہ کیون کر ادا کرون - کہ اُس نے مجھہ ناچیز کے ہاتھہ سے ایسی

[1] ضلع بلندشہر قسمت میرٹھہ مین جیور نامی ایک قصبہ ہے - قاضی عزیزالدین رخشان اور مترجم اسی قصبہ کے باشندے ہین

مقدس کتاب کے ترجمہ کی خدمت کی - اور محض اپنی عنایت سے پورا بھی کرا دیا - اب بکمال ادب اُسکے
حضور مین اِس عاجز کی دست لبستہ یہ دعا ہے - کہ جس طرح ترجمہ کے کام مین اُس نے بلا استحقاق مجھکو
امداد دی ہے اسی طرح محض اپنے فضل - احسان سے اِس ہدیہ محقر کو مقبول عام بھی فرما وے - نیز ناظرین
کو اِس کے فیض و فائدہ کا کامل حصہ عطا کرے - نیز اِس خدمت کے صلہ مین نہین - بلکہ محض اپنے انعام و
اکرام سے - حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاے کرام کے تصدق مین اس روسیاہ
خاکسار مترجم کے گناہون کو معاف فرماوے - اور جناب والا خان صاحب کو جو خالصًا مخلصًا
لوجہ اللہ ترجمہ اور اشاعت ترجمہ کا باعث ہوئے ہین - اُن کی خلوص نیت کے صلہ میں دینی اور
دنیاوی مرادون مین کامیاب کرے - آمین - وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۝

ذرہ ناچیز

فضل احمد عفاعنہ

مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این خطبۂ من سکۂ شاہی دارد
کارے نکشاید زہوادین نگہسان

این شاہی من شانِ الٰہی دارد
کین نامہ بسے زرفت نگاہی دارد

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ ۵۱ کی تسبیح خانہ مین تمام کائنات اور موجودات کے افراد پردہ علم (عدم) سے بزم عین (وجود) مین آکر سخن سرائی کر رہے ہین - بعض لسان حال سے اور بعض زبان قال سے - تاکہ ہر ایک فرد جس حرف کو سب سے زیادہ عالی مرتبہ سمجھے - اُس کو اپنے لیے تجویز کرکے خداوند متعال اور آفریدگار جہان کی ستایش اور شکرگزاری کے لایق قرار دیوے - اگرچہ ایسے حروف سے آفریدگار عالم کی حمد کا کمال توظاہر ہوتا نہین ہے - اور نہ آواز لَاۤ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ ۵۲ کے سوا کوئی اور بات گوش الہام نیوش مین پہونچتی ہے - لیکن باینہمہ جس حرف کی آواز مین درستی کا آہنگ ہوتا ہے وہ درجہ قبولیت پاتی ہے - اور نیز اُس کو وحدت کے باصفا اور عالی شان محل مین الٰہی نوازش کا شرف حاصل ہوتا ہے - اور جو قول صدق وصفا کے نغمے سے معرّا ہوتا ہے - وہ یہین حالت پستی مین رہجاتا ہے

۵۱ - جتنی چیزین ہین - سب اوس کی حمد وثنا کے ساتھ اوس کی تسبیح وتقدیس کر رہی ہین ۱۲

۵۲ - اے پروردگار عالم - جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے - اوس کا مین احاطہ نہین کر سکتا ہون - ۱۲

اور اُس کو رحمانی سرودخانہ مین قانون طریقت پر جگہہ نہین ملتی -

جس طرح حمد الٰہی کے تسبیح خانہ مین تسبیح و تقدیس کا دور جاری ہے - اسی طرح اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کی خانقاہ مین موالید ثلثہ - آبا سبعہ - اور امہات اربعہ غرض سب نے خط فرمان برداری پر سر رکھہ چھوڑا ہے - بعض الفاظ کے ذریعے سے - اور بعض معنیٰ مثل پرکار درود خوانی کے چکر مین ہین تاکہ ہر ایک - اِس درود خوانی کے پردہ مین - اپنی دعا اور ستایش کا اظہار کرکے سرمایہ درود کو بانی شریعت و طریقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگشتری کا نگینہ اور حلقہ کرکے مانے - گو نگینہ ہو یا حلقہ ہو - کوئی بھی ایسی قابلیت نہین رکھتا ہے - کہ انگشت نبوت اور دست رسالت کے واسطے موزون ہو - تاہم جو حلقہ اخلاص کے نگینہ سے مرصع ہوتا ہے - وہ ضرور انگشت قبول مین جگہہ پاتا ہے اور جس حلقہ مین غرض کے میل کا میل ہوتا ہے - وہ پھینک دیا جاتا ہے - اور نیز آہنی کڑہ ون کی طرح - نامقبول دروازون پر آویزان کردیا جاتا ہے -

علیٰ ہذا القیاس اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّہَارِ کے ہنگامہ مین انواع و اقسام کے کونی و مکانی مظاہر اور جواہر - کمالات اسمائی کے فرمان سے وجود مین آئے ہین - جن مین سے بعض نے طریق ہدایت قبول کیا ہے اور بعض غار گمراہی مین اوندھے منہ جا پڑے ہین - مگر کیا باعتبار ترکیب - اور کیا باعتبار بساطت سب نے ہستی کی دورنگی قبا اولٹی زیب بدن کر رکھی ہے تاکہ ہر ایک فرد - ایک جداگانہ مظہر کی پیروی اور پرستش اختیار کرکے عنصری اور فلکی نمایش گاہ کی اصلی غرض سمجھے - نیز علمی اور عینی تعینات کی علت غائی معلوم کرے - اور نیز انتظام عالم کو اوسکی قدرتی رفتار کے موجب قایم رکھے - باوجودیکہ نفس الامری حقیقت اور اصلی کیفیت مخفی ہی رہتی ہے - لیکن جس خدمت کا سبب خدا طلبی ہوتا ہے - اُس خدمت کا انجام دینے والا بالآخر اُس خدائی اسم کو پہونچ جاتا ہے - کہ جس اسم کی خصوصیت کے ساتھہ (جس احد کی بعثت کے ذریعہ سے) وجود مطلق اوس فرمان بردار کی ماہیت مین مقید ہوا ہے - اور نیز وہ اِنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃً کی وسیع اور پرفضا آبادی مین خرامان خرامان پھرتا ہے - اور جس بندگی کا باعث دنیاوی نمود و نمایش ہوتا ہے - اُس کے کرنے والہ کو بحالت بیداری - اُوس کی

لہ اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے رہتے ہین ۱۲ ‌‌‌ ع ۱۳ بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات اور دن کے آمد و شد مین ۱۲ ‌ ع ۱۳ بیشک جنت اللہ کی ہی ہے ۱۲ -

آرزوؤن کی شکلون مین چند خواب نظر آتے ہین - اور وہ اپنی کوتاہ بینی سے فوری فائدہ پر راضی ہو کر مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ کے لق و دق میدان مین سرگردان اور پریشان رہ جاتا ہے اَيُّهَا الْعَاشِقُوْنَ اسی صفات کے باہمی رنگارنگ صلح و جنگ کا رنگین قصہ ایک عظیم الشان داستان ہے اور ایزدی اسما کی شاخ در شاخ منازعت ایک عجیب باغ ہے - خالق کائنات کی شانین اور قابلیتین ایک مرد آزما معرکہ ہے - اور خدائی تجلیات کی کشاکش سے دل کو صحیح و سالم بچا لیجانا ایک جاودانی بہشت ہے - یہ گفت و گو عجب دل آویز گفت گو ہے - اس کا مختصراً بیان اس طور پر ہے - یعنی **باطن** کا اندیشہ یہ کہ كُنْتُ كَنْزًا کے بے بہا جواہر کو ظاہر کا ہاتھ تک نہ لگنے پاوے - اور **ظاہر** کی فکر یہ - کہ اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ نفیس خزانے باطن کے تہ خانہ مین مخفی نہ رہین - اور علی ہذا **قابض و باسط - اول و آخر - ضار و نافع** یہ سب اور نیز دیگر تمام اسما جو باہم متقابل یک دیگر ہین - خواہان کار ہوئے - اور ہر ایک اپنی ذاتی خصوصیات پر ناز کر کے خلافت - اور سلطنت کا طلبگار ہوا - پس چار و ناچار نتیجہ یہ ہوا - کہ سب نے اپنا قضیہ مدار المہام **مالک** کی بارگاہ مین رجوع کیا مدار المہام نے آنے والون کو **ملک** کے پائے تخت مین حاضر کر دیا - وہان پر سلطان الاسما نے ارباب تنازع کو اپنی نوازش اور خاص توجہ سے خوش کر کے اولاً دولت خانہ جمال و جلال مین ٹھیرایا - اور بعدہٗ بہ توسط **ستار** پردہ دار فرمان وہی عطا فرمانے کا عہد و پیمان ہر واحد کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اس طرح کیا کہ ایک کے عہد و پیمان سے دوسرے کو بالکل آگاہی نہ ہوئی - اس کا آخرین نتیجہ یہ ہوا - کہ سب کے دماغون مین آرزوے فرمان روائی کا ایک جوش پیدا ہو گیا - جب اس طرح سے آمادگی جنگ ہو کر علم کس گئے - تو **خبیر** جاسوس نے شاہنشاہ ذات کے حضور مین اسما اور صفات کی باہمی جنگ و جدال کا حال اس طرح پر ظاہر کیا - کہ اسما - صفات - اور افعال کے لشکرون مین کمال کش مکش اور دار و گیر پیدا ہو گئی ہے - اُس وقت سلطان احدیت کا حکم صادر ہوا - جس کے بموجب **قہار** نقیب نے سب کے ہاتھ باندھ کر حضور ذات مین حاضر کر دیا - حضور سے **نور** وزیر کو حکم دیا گیا - کہ صلح کرا دی جاوے - اس طرح کہ پیمان شکنی نہ ہو - اور ہر ایک کی آرزو پوری ہو جاوے - **نور** نے

له - وہ آخرت مین بے نصیب ہے ۱۲ **مه** اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے کے خزانے بھرے پڑے ہین ۱۲ -

تمنا بیکار کے مشورہ سے حکیم اور عدل کو منتخب کیا - اور کہا - کہ اسمائی شورش ایسی تدبیر سے دور ہونی چاہیئے - کہ سلطان الاسما کے قرارداد مین تغیر و تبدل نہ آوے - اور باینہمہ سب کی خواہش پوری ہوجاوے - ان دونون برگزیدہ اصحاب نے یہ باہمی مصالحت کا کام علیم و خالق کے سپرد کیا - اور ان دونون صاحبان دانش و بینش نے مبدع اور مُبدیٔ کے اتفاق سے مظاہر کی بہت سی اقلیمین - ہر ایک اسم کے مناسب حال عالم کے بہدتخانہ اور صین کی بزمگاہ مین ترتیب دین - اس تجویز سے ظاہر و باطن کا شور و غوغا یکبارگی مبدل بہ سکوت ہوگیا - اور جس قدر تقاضائی تھے - سب کے سب کسی جگہ آمر اور کسی جگہہ مامور ہوکر اپنے اپنے حصہ ملک مین فرمان روا ہوگئے -

القصہ ایک روز جامع کے دلکشا مکان مین - صفات جلیلہ کے بہت سے گروہ فراہم ہوئے - اور اس بات کے تشکرانہ مین - کہ تنازع کا گرد و غبار فرو ہوگیا - جشن کے نام سے ایک انجمن منعقد کی - اور اُس مین باہم استحکام کے ساتہہ عہد و پیمان کیا - کہ ہم اس صاحب صلح کل کے بہشت نما مکان سے ہرگز جنبش نہ کرینگے - جامع نے یہ حال ذات مقدس کے حضور مین عرض کیا - حضور ذات نے قبول کرکے تخت وجوب پر اجلاس فرمایا اور اذن عام دیا - اُس وقت یکایک اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً[لہ] کی منادی ہوئی اور آدم خاکی کا کالبد بنایا گیا -

بیت

	دوش دیدم - کہ ملائک در میخانہ زدند	گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند	

یہ حال دیکہکر صلح کرانے والون نے اور نیز صلح کرنے والون نے غرض کہ سب نے اس نزہت آباد و مقام پر ترنم کنان ایک مجلس حقائق ترتیب دی - اور اُس مین از راہ اُلفت و محبت بادہ وحدت کا دور چلا - اور عالم مدہوشی مین ایک دوسرے کے ساتہہ اتفاق کرکے راحت یاب ہوئے - اور ذات اقدس کی حمد و ثنا کرکے اپنا اعتبار پیدا کیا - خلاصہ یہ - کہ صاحبان جمال و جلال نے جب جامع نامی مجموعہ قابلیات کا تماشاخانہ اچھی طرح دیکہہ لیا - تو ہر ایک کے دل مین ہوس اور سابقہ عہد و پیمان کے خیال سے یہ جوش پیدا ہوا - کہ ایسی آباد اقلیم کا صاحب تاج تنہا مین ہی ہون - اسواسطے نسل آدم سے

لہ - مین زمین مین (اپنا ایک) نائب بنانے والا ہون ۱۲

بے شمار انسانی مظاہر پیدا کیے گئے۔ اور چہرہ نویس مصور نے اون کی فہرست کے اوراق کو مکمل
مصفی کیا۔ اور بفرمان اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ[1] اور بامتثال قَالُوْا بَلٰی ہر ایک انسانی مظہر کو منجملہ اسمائے
اسم کے تحت مین لکھکر انسانی مظہر کو اُس اسم کی حکومت کی قلم رو قرار دیا۔ لیکن جو صوبہ دار قایم ہو چکے
تہے۔ وہ بوجہ سابقہ عہد و پیمان کے جامع اور احدیت کی دار السلطنۃ سے اپنے اپنے حصہ ملک
کو جو اونہین دار الملک شہود مین ملا تہا۔ کوچ کر نہین سکتے تہے۔ لہذا چار و نا چار اپنے آثار و احکام
یعنی گماشتون کو مقرر کیا۔ کہ ہر ایک مالکانہ حیثیت سے اپنے مقام پر سلوک کرے۔ حکیم اور عادل نے
بہی حکمت و عدالت کو امین الملکی کا عہدہ عطا فرما کر صدر الذکر حکام کے گماشتون کے عقب مین
روانہ کیا۔ چونکہ سلطان وجود کے قرب اور نیز قہر کے سبب سے اسما کے شہر مین آثار تقابل سر نہین
اوٹہا سکتے تہے۔ اسواسطے حکام صوبہ دار نے ستّار و غفّار کو درمیان مین ڈالکر حضرت سلطان
الاسما سے اس طرح خفیہ اجازت حاصل کر لی۔ کہ عدل کو خبر بہی نہین ہوئی۔ جو گروہ باہم متقابل
اور ضد یک دیگر تہے۔ اب اُنہون نے اختلاف اور تباین کے خاندان ناسوتی اقلیم (عالم
اجسام) مین مقرر کیے۔ آثار و احکام یعنی صوبہ دارون کے گماشتے بہی اِن معانی (تقابل) کو اپنی
حکام مین مخفی سمجھے ہوئے تہے۔ اِس لیے اُنہون نے آنے والون کو ہاتہون ہاتہ لیکر اپنے دار الخلافت
مین ہر ایک کے واسطے جو مکان مناسب سمجہا۔ نامزد کر دیا۔ اِس اثنا مین یکایک شاہنشاہ احدیت کی بارگاہ
سے دوری پیدا ہو گئی اور عقل و نفس کے بارہ مین۔ اور نیز یہ کہ جواہر و اعراض جداگانہ صورت مین کس
منشا سے پیدا کیے گئے ہین۔ اِس کے بارہ مین اختلافات جو ظاہر ہوئے۔ وہ الگ رہے پس جس قدر
خرابی ملک مین پیدا ہوتی گئی اُسی قدر صفات حمیدہ یہان سے سامان اقامت اوٹہا کر عالم
ملکوت کو ہجرت کرتی گئین۔ اوصاف ذمیمہ کے ساز و سامان فراہم ہو گئے ملک کی کارروائی نفس
کے ہاتہ مین آئی۔ روح جس کو رب مطلق کا نائب کہنا چاہیے۔ اُس کے خان و مان کی رونق جاتی رہی
اور خاندان نفس کی آبادی شروع ہو گئی۔ امین الملک کو معزول کر کے۔ قید کر دیا۔ اس سبب سے اکثر ملک
کو چیکے شہر تاراج۔ اور بہت سے انسان تباہ ہو گئے۔ مگر جو لوگ کوشش کر کے از راہ و خلاص امین کے
عزلت خانہ مین پہونچ گئے۔ اور ہدایت کا ارشاد گوش قبول سے سنکر اپنے دل کا دامن آہستہ آہستہ

---

[1] کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون ؟ سب بولے۔ ہان ۱۲

کارکنان نفس کے ہاتھ سے کھینچ لیا - اور جس طرح کہ امین نے راستہ بتایا - اُسی طرح منزل در منزل قافلہ ہدایت کے ہمراہ چلکر وحدت کے دار السلطنت مین جا پہونچے تو اون کو راہبر یعنی امین نے **ھادی** کی بارگاہ مین حاضر کر دیا - اس حقیقی رہنما یعنی **ھادی** نے دادخواہان عالم خاکی کی حقیقت حال کا ترجمہ اپنی زبان مین بحضور اقدس عرض کرکے التماس کیا - کہ نفس کی دست ظلم سے رہائی دیجاوے ارشاد ہوا کہ جو لوگ بارگاہ وحدت مین حاضر آئے ہین - یہ سب **حفیظ** اور **مغیث** کی حمایت مین سپرد کر دئے جاوین - تاکہ آیندہ پہر اوس نالائق نفس کی بد اندیشی سے ان کو اذیت نہ پہونچے - اور جبکہ شیوہ صلح کل کا اسماء صفات کے لشکرون مین **حکیم** و **عدل** کی تدبیر سے قایم ہو گیا ہے - وہ ہی طریقہ صلح کا بیان ذریعہ فرمان مین الملک جاری کر دیا جاوے - ان دونون صاحبون نے باہم موافقت اور مصالحت کر لینے کے واسطے حکم صادر فرما کر جو مظلوم تھے - اُن کو یکبال سرفرازی واپس کیا - اس حال پر جب فسادیان عالم ناسوت کو آگاہی ہوئی - تب وہ اسپہ اُلٹے پاؤن بہاگے اور اسفل السافلین مین آکر دم لیا - اور انسانی دربار مین جابجا گوشہ گزین ہو گئے - اس کے بعد پہر ملکوت اعلیٰ کے قافلہ والون کی آمد و رفت کا سلسلہ اس عالم مین شروع ہوا - اور عالم جبروت کے سوداگرون کا داد و ستد عالم شہود کے باشندون کے ساتھ ازسرنو آغاز ہوا - غرض کہ جہان وجوب نے صحراے امکان کے ساتھ اتصال پیدا کیا - خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو افراد بارگاہ الٰہی مین گئے تھے - اُن مین سے بعض افراد نبوت و رسالت کے معزز تخت پر جلوس فرما ہوئے - اور بعض کو ولایت و امامت کی اقلیم کشائی کا مرتبہ عطا ہوا - اور اس طور پر سب نے طریقہ رہنمائی اختیار کرکے خودشناسی کے چہرہ کو خدادانی کے رنگ سے رونق دی - اور منجملہ کارفرمایان بارگاہ الوہیت کسی نہ کسی کے ساتھ - ہر ایک نے نسبت پیدا کرکے صوبہ آفرینش مین اپنی اپنی باری سے ورود فرمایا - اور تذکرہ نویسون کا گروہ جو عقب سے پہونچا - اُس نے اپنی قلم کو اُن اصحاب کے حالات لکھنے مین رطب اللسان کیا - جو بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ[1] کے سنسان جنگل مین بیٹھے ہوئے اپنے دلون کی تعمیر و صفائی مین مصروف ہین - اور اوراق تحریر کو ارباب بصیرت کے لیے عبرت نامہ بنایا - یہ مختصر حالات جو گزارش ہوئے - ازل سے ابد تک کی

---

[1] یعنی دروازہ کے اندرونی طرف ہے - (جدہر مسلمان ہین) اوس سے تو (خدا کی) رحمت ہوگی اور اُس کے بیرونی طرف (جدہر منافق ہین) عذاب (الٰہی) ہوگا - ۱۲

سرگذشت کا ایک نمونہ ہین - کیونکہ حال جو گزر رہا ہے وہ ایک ہی طریقہ پر گذر رہا ہے - ماضی و مستقبل زمانہ کے صرف اعتباری نام ہین - درویشون کی معلومات جس صیغہ مین کہ قلم تعبیر سے ادا ہونگی - اُس مین تغیر و تبدل نہین ہے - معنی بس حاصل بالمصدر ہے - اِس کے سوا کچھہ بہی نہین -

بیت

امروز و پری و دی و فردا ‖ ہر چار یکے بود تو فردا آ

بیت

آنچہ ما گفتیم دی امروز میگوید کسے ‖ باز چون فردا شود شخصے دگر متکلم است

تمہید فراہم آمدن این نامہ و شمہ از بیان باعث

امابعد - حیران انجمن دانش و بینش - سرگردان بادیہ عجز و نادانی - نوآموز دبستان عقل و نقل ہیچمدان صومعہ کشف و تحقیق محمد غوثی ابن حسن ابن موسی شطاری جعلہ اللہ ممن احبہم عرض کرتا ہے - کہ جب حسب فرمان امرایجادی - اِس ہیچمدان کی نوبت آئی - **حافظ** -

دور مجنون گزشت و نوبت ماست ‖ ہر یکے پنج روز نوبت اوست

تو دل مین یہ خیال پیدا ہوا - کہ مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے حالات ترتیب اور تالیف کرنے چاہئین - یہ آرزو میرے دل مین ہجری سنہ نو سو اٹھانوین کے آغاز سے آتی تہی - اور جاتی تہی - جب ہجری سنہ ایک ہزار آٹھہ شروع ہوا - اور اولیاے ہند کے کچھہ حالات - کتاب اکبرنامہ مین نظر سے گزرے - تو آرزوے مذکورہ دل مین جاگزین ہوگئی - لیکن خلوتخانہ دل سے باہر نکل کر میدان عبارت مین نہین آتی تہی حتی کہ ہجری سنہ ایک ہزار دس ۱۰۱۰ آگیا - اور کشورکشا شہنشاہ اکبر شاہ نے بارادہ فتح دکن و خاندیس کوچ فرماکر دارالاسلام برہانپور مین مقام کیا - یہان لشکر کے ہمراہ اُمرا اور فضلا بہی تہے جن مین سے بعض کو متاخرین اور ہم عصر بزرگون کے احوال و اطوار کے مطالعہ کا شوق تہا اور میرے ارادہ سے بہی واقفیت تہی - ایک روز ان اصحاب کے جلسہ مین مجہسے دریافت کیا گیا - کہ جو خیالات تمہارے ضمیر مین ہین - اون کو بذریعہ قلم سیاہ عبارت مین اب تک کیون پیش نہین کیا - اسکے جواب مین مجہسکو حیرت ہوئی - اگرچہ کہتا ہون - کہ زمانہ کی کج رفتاری و ناموافقت اور

میری غفلت و کم استعدادی نے مجکو باز رکہا - تو یہ جواب معمولی اور عادۂ عام ظاہر بین لوگون کا ہے -
اور اگر یہ کہتا ہون - کہ کارخانہ الٰہی مین بحکم لایُسئَل عَمّا یَفعَل[1] و گفت و شنید کی گنجایش نہین -
تو یہ گفت و گو اُن یکتا لوگون کی ہے جنہون نے گوشۂ وحدت اختیار کر رکہا ہے - چونکہ کوئی طرح جواب
کے واسطے موزون معلوم نہین ہوئی - لہذا چار و ناچار خاموشی اختیار کی - اس بنیاد پر سوائے بے توجہی
کے کوئی مانع نہین سمجہا گیا - اور ادہر اصحاب موصوف کی خواہش اور آرزو حد درجہ کی بڑہی ہوئی
تہی - پس جہان تک ہو سکا - کمال کوشش اور ترغیب کام مین لائی گئی - اور نامہ و پیام کے ذریعہ
سے اہتمام سابق کی تجدید کی گئی - اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو منظور تہا - کہ جو بات اندیشہ مین تہی - وہ
ظہور پذیر ہو گئی - اور قلم نے تحریر کرنا شروع کیا - خداشناسون کے برگزیدہ احوال و اوصاف ہجری
ساتوین صدی کے آغاز سے لیکر ایک ہزار سے کچہہ زیادہ تک فراہم کیے گئے - اور یادداشتون کی
نوبہار سے ارباب زمانہ کے دلون مین بے انتہا شگفتگی پیدا کی گئی - خدا کرے - دوستون کا
معرفت پذیر دماغ یقین و عبرت کی خوشبو سے معطر ہو -

سخن در آرایش نامہ بنامی نامی کہ بنوید غیبی دواشتہ آمد

زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے - کہ سخن کے تصویر خانہ کا نقش و نگار سے سجانے والا جس کو ارباب
علم نفس ناطقہ سے تعبیر کرتے ہین - پیدایش کے اولین روز سے اِس وقت تک اپنی فصاحت و بلاغت
کی قلم سے سابقہ تصویر خانون مین یعنی معرفت و کرامت کی تصنیفات و تالیفات مین گوناگون رنگ آمیزی
اور چہرہ کشائی کام مین لا چکا ہے - اور افسانہ نگاری مین کمال صفائی پیدا کی ہے - تاکہ عروس الفاظ کی
زیب و زینت، اور شاہد معانی کا حُسن دوبالا ہو - پس اسی طرح اُس نے راقم کے رسالہ کی طرف بہی توجہ
فرمائی جس مین باکمال مشائخ کے احوال کی صورتین دکہائی گئی ہین - عبارت کے قالب کو یوسفی حسن سے آرایش
دی - اور اشارات کے کالبد مین عیسوی نفاس پہونک کر جان ڈالی - اور معًا اُسی وقت یہ خیال بہی پیدا ہوا
پہر کہ اِن چند یادداشتون کو مجہہ جیسے شخص کی قلم نے ترتیب دیا ہے - جو زمانہ کے نزدیک محض نا آشنا ہے
لہذا یہ رسالہ اِس قابل نہین ہے - کہ اِس کا دیباچہ شہنشاہ زمانہ کے نام خجستہ فرجام سے معنون کرنے کی دلیری
کی جاوے - پس بہتر یہ ہے - کہ بارگاہ خلافت مین جو اصحاب - ظاہری و معنوی دولت کے اعتبار سے برگزیدہ

[1] جو کچھ کرتا ہے - اُس کی بازپرس اُس سے نہین کیجا سکتی -

ہین - ان مین سے کسی ایسے عالی درجہ صاحب کو اپنی امتیازی نظر سے منتخب کرون جو ہر ایک گل کے رنگ و روش اور راز ہیئات سے واقفیت رکھتے ہون - اور پھر اُن کی بزم نشاط مین باغچہ درویشی کے اس گلدستہ کو ہدیۃً پیش کرون - اس ارادہ سے جن عالی رتبہ اصحاب کی ذاتی و صفاتی خوبیان مجکو ذریعہ عقل و نقل معلوم ہوئی تہین - اُن کے محامد و محاسن - خصوصیت کے ساتھ ذہن مین مستحضر کیے - اور چمن خیال مین سب کو مدعو کر کے ایک محفل ترتیب دی - اور بہت کچھ غور و فکر کو کام مین لایا - کہ اِس حور سرشت عروس کا خطبہ کس کے نام نامی سے نامزد کرون - بعد غور یہ مناسب معلوم ہوا - چونکہ یہ ناطقہ کی حسین و جمیل دختر نسل خرد سے ہے - لہذا خیالی انجمن مین جو اصحاب تشریف رکھتے ہین - ان مین سے خرد ہی جس کسی کو منتخب کرے - اُسی کے نام سے یہ دختر نامزد کر دی جاوے - مگر اِس فیصلہ پر حضرت انصاف گوشۂ دل سے اور قوت دوربینی کنارۂ باطن سے - گھبرا کر پریشان حال دونون اوٹھ کھڑی ہوئین اور کہنے لگین - اس کار خیر کا اختیار تنہا خرد کو نہین ہو سکتا ہے - بلکہ ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ اِس بارہ مین مشورہ اُن اصحاب سے لیا جاوے - جو اس کاغذی خانقاہ مین گوشہ گزین ہین - اور جب اجازت ان کی طرف سے حاصل ہو جاوے تب دلی مدعا ظاہر کرنا چاہیئے - اِس قرارداد پر دل نہاد ہو کر چند سال تک انتظار کرتا رہا - لیکن جو اصحاب عالم خاک سے رخصت ہو چکے ہین - اُن کی طرف سے کسی قسم کا ایمانہ ہوا - ایک دفعہ رات کا ذکر ہے - کہ دل ملول تہا اور حالت غم مین سر بزانو بیٹھا ہوا تہا - نسبت نامقبولیت نامہ طرح طرح کے خیالات ستا رہے تہے - اسی اثنا مین غنودگی جو مقدمہ بیہوشی ہے - پیدا ہوئی - حواس جو غم ناامیدی سے نصف کے قریب جا چکے تہے - تمام و کمال رہے سہے بہی باطل ہو گئے - اور روح جو قائل لفظ انا (مین) اور اِس ویرانہ کا شحنہ ہے - بحکم اَللّٰهُ يَتَوَفَّى[1] الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ عالم مثال مین جا پہونچی - جب راستہ مین ایک سایہ دار درخت کے قریب پہونچی - تو وہان پر درخت کے نیچے ایک نورانی شکل پیر کو دیکہا کہ ایک آراستہ تخت پر متمکن ہین - صاحب تخت کی کمال ہیبت اور حسن ہیأت کے مشاہدہ نے مجکو آگے بڑہنے سے باز رکہا - ناچار از راہ امیدواری و ادب ہاتہ باندہ کر خادمانہ سایہ کے ایک گوشہ مین کہڑا ہو گیا - کیا دیکہتا ہون - کہ یکایک ایک پرندے نے جو طوطی کی طرح سبز رنگ اور ایک شاخ درخت پر بیٹہا ہے

[1] لوگون کے مرتے وقت اللہ اون کی روحون کو (اپنے پاس) بلا لیتا ہے - اور جو لوگ مرے نہین (اون کی روحین بہی) اون کے سوتے وقت (خدا کے ہان بلائی جاتی ہین) تو جن کی نسبت (خدا) موت کا حکم صادر فرما چکا ہے - اون کو (اپنے ہان) روک رکہتا ہے - باقی (روحون) کو (پہر دنیا) مین بہیج دیتا ہے ۱۲ -

تہا اپنا سرا اونچا کرکے۔ ایک لپٹا ہوا کاغذ اپنی نقارے تخت پر چھوڑ دیا۔ اُس وقت اُس روحانی شکل تخت نشین نے باواز اُنس و محبت مجکو پکارا جب مین دو تین قدم آگے بڑہا۔ تو دل مین یہ خلش پیدا ہوئی کہ اس وقت موقع گفتار تو حاصل ہے۔ لیکن دریافت کے واسطے زبان کس طرح کہولون۔ کیونکہ تخت نشین کا رعب بیان تک غالب ہوگیا تہا۔ کہ دیکھنے کی آنکھ مین اور نام پوچھنے کی۔ زبان مین بلکہ جان مین بہی۔ طاقت نہین رہی تہی۔ صاحب تخت نے یہ کیفیت میری موجودہ حالت سے معلوم کرلی۔ اور فرمایا۔ کہ میرا نام عبد اللہ ہے۔ اور نامہ لانے والا زید تمہاری صورت علمیہ کی مثال ہے۔ یہ ارشاد سنتے ہی مجکو یقین ہوگیا۔ کہ شاہ عبد اللہ شطاری ہین۔ قدسنا اللہ باسرارہ المقدسۃ اس کے بعد وہ لپٹا ہوا کاغذ میرے سپرد کیا۔ اور فرمایا۔ کہ پڑہو۔ مضمون مندرجہ کاغذ یہ تہا۔ جو سر تا سر بشارت تہا۔ کہ ملک کتاب جو عبارت اور الفاظ ہین۔ اگر اسیر تم کو اعتماد نہین ہے۔ تو مضائقہ نہین۔ لیکن کتاب کے ملکوت پر جو احوال مشائخ کا بیان ہے تکیہ کرکے شہنشاہ زمانہ کے عظیم الشان نام پر کتاب کو معنون کرنا چاہیئے اور تواضع کو جس کا ثمرہ اس خاص جگہ پر محرومی ہے۔ کسی دوسرے مقام پر کام مین لانا۔ جہان تواضع کا نتیجہ التفات ہو۔ تم کلامہ الحاصل یہ جامع کلام سنکر فوراً یہ بات ذہن مین نقش ہوگئی کہ درحقیقت الفاظ بہ لفافہ مین معانی نفیسہ کا۔ عبارت ڈبہ ہے مفہومات کے جواہر کا۔ اور کاغذی نقوش عاریت ہے معشوقان مدلولات کی تسخیر کا۔ نظا اور فکر کو صرف لفافہ۔ ڈبہ۔ اور نقوش تک قائم۔ اور نفائس۔ جواہر۔ اور جمال کے نظارہ سے محروم رکہنا گویا ایسا ہے۔ کہ جیسے دقیقہ شناسی کو معطل کرکے ظاہر بینی کو مدنظر رکہنا۔ اس مین شک نہین۔ کہ جب اس خیال کی تائید فرردہ غیبی نے کی۔ تو مینے قلم کو دلیری کے ساتہ جنبش دی۔ اور دیرینہ مطلوب۔ جس کے چہرہ کو اوس کے کمالات اور استغنا نے میری تواضع اور عجز کے برقع مین اہل کتاب کی نظر سے چہپا رکہا تہا۔ اوس پر عرصہ کے بعد مین کامیاب ہوا۔ ان الفاظ مین جناب باری عز اسمہ کا شکریہ ادا کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتَابَ[1] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ الْحَزَنَ[2] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ هَدٰی[3] اور جو احباب اس نامہ کے ختم کا انتظار فرما رہے تہے۔ اُن کو یہ غیبی مژدہ سناکر خوش کیا بے اختیار صاحبان دانش و بینش۔ ارباب کشف و یقین اصحاب بندہ و بیخودی کو جو حضور

[1] ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے اپنے بندہ (محمد) پر قرآن اتارا ۱۲ [2] خدا کا شکر ہے جس نے (ہر طرح کا) رنج و غم ہم سے دور کیا ۱۲ [3] ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے ہر مخلوق کو اُس کے (خاص طرح کی) بناوٹ عطا فرمائی پہر اوس کو زندگانی کے اغراض حاصل کرنے کی راہ دکہائی۔ (جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے) ۱۲

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ[۱] کے شاہی محل مین اور لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ[۲] کی خلوتگاہ مین شرف حضوری رکھتے تھے۔ تشریف آوری کی تکلیف دی رباعی

مردانِ خدا آمدہ از گنج حضور	گردند برین روضۂ جان بخش عبور
کو منکر حشر تا نمایم بعیان	آن محشر موعود بچشم مغرور

تا کہ تفکری برقع مین تشریف ارزانی فرما کر بذریعہ گویائی وشنوائی اپنے تعبیری وجود سے فیض بخشی فرماوین جس طرح کہ اوس وقت اپنی نمود نمائش سے حس باصرہ کو فیضان نور فرماتے تھے۔ جب کہ عنصری ترکیب کا جامہ زیب بدن کیئے ہوئے تھے اور عبارت کی آب حیات سے جسکو روح القدس کی رشحات کہنا زیبا ہے۔ اور کلمات کی مسیحائی سے جو نفس رحمانی کی باد نسیم ہے حیات جاوید حاصل کرین۔ اور اس گلزار ابرار کی فضا مین اپنے قیام کے لئے انجمن بنائین۔ تا کہ راقم کے مراد باحسن الوجوہ حاصل ہو۔ جو بحکم غیبی اس معنوی مجلس کا ترتیب دینا ہی اس غرض ہے کہ وارث یکتائی فرمان دہان باستحقاق خلف یگانہ جہان داران بسعادت ہم وثاق۔ رائگنی بادپائے بینائی و بینش۔ مرکز دائرہ فطرت و آفرینش۔ جامع مراسم خلافت نشانیتن مجموعہ لوازم کمال صورت ومعنی۔ پرتو مرایای قلوب۔ مرآۃ مرادات انا۔ منوی ضمیر خاص وعام۔ سایہ الطاف پروردگار۔ سرمایۂ بقائے روزگار۔ گوہر افروز دیہیم صاحبقرانی۔ زلف آرائے جبین مملکت فغفوری۔ چہرہ نمائے آئینہ تصرف سکندری۔ بادہ گسار جام عشرت جمشیدی۔ آئین بند نقد معدلت نوشیروانی۔ ناوک انداز کمان نیروی رستمی۔ رونق افزائے سریر سلطنت کیخسروی۔ نقش نگین ملک سلیمانی۔ تمثیل معجزہ انفاس عیسوی۔ صورت گفتار فصیح جبرئیلی۔ ہیکل محکمات صحیح تنزیلی۔ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی ابن ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اس کو مشاہدہ اور مطالعہ فرماوین خَلَّدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ وَسُلْطَانَہٗ وَاَفَاضَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ بِرَّہٗ وَاِحْسَانَہٗ اَبَدَ الْاٰبِدِیْن[۳]

شمہ از گزارش پیرایستگی زمانہ و آراستگی زمانیان برکات دور دولت بروا اور

خدائے تبارک وتعالیٰ کا کمال احسان اور شکر ہے۔ کہ اس شہنشاہ کونین جہانگیر خلد ملکہ و مدظلہ کے

---

[۱] اور تم لوگ کہین بھی ہو۔ وہ تمہارے ساتھ ہے ۱۲۔

[۲] مجکو اللہ جل شانہ کے ساتھ ایک وقت خاص ہوتا ہے۔

[۳] اللہ تعالیٰ اس بادشاہ کے ملک اور حکومت کو ہمیشہ رکھے۔ اور نیز اس بادشاہ کی بھلائیان اور احسان تمام مخلوقات کو ہمیشہ پہونچاوے۔ یا اللہ تو ایسا ہی کر ۱۲۔

زمانہ میں اس کی حکمت۔ معدلت۔ مبارک صورت۔ نیک عادت۔ عمدہ فکر۔ اور سلیم راے کی بدولت تمام
ناشائستہ اوصاف وافعال۔ ناپسندیدہ حالات ومعاملات۔ اور اندوہ فزا واقعات جملہ بنی آدم کی سرشت سے
یک لخت نکل گئے اور ایسے مقام پر جا گزین ہوئے ہیں۔ جہان وہ خوبی اور عمدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔
اس اجمالی گزارش کی تفصیل تو بے نہایت۔ مگر مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ کسی قدر نمونہ کے طور پر ارباب
اعتبار اور اصحاب قیاس کی خدمت میں عرض کرتا ہون وہو ہذا۔

(۱) پریشانی زلف مین اور سنبل مین
(۲) کجی ابرو مین اور ماہ نو مین -
(۳) تنگی ماہ وشون کے دہن مین اور غنچہ مین - -
(۴) لاغری کمر مین اور بالون مین
(۵) کجی بدکرداری مین اور عمر دشمن مین - - -
(۶) تیرگی ابر مین - -
(۷) رونا باران مین - -
(۸) نالہ کرنا رعد مین - -
(۹) زود رفتاری برق مین اور دشمن کے نام مین - - -
(۱۰) سرنگونی قلم مین - -
(۱۱) پیچیدگی نامہ مین -
(۱۲) شکستگی خط مین -
(۱۳) کشاکش کمان مین -
(۱۴) نفرت تیر مین - -

(۱۵) تیزی تلوار مین -
(۱۶) مار ڈالنا صید مین -
(۱۷) دوہم جنس کی جدائی تاک اور غام مین - - -
(۱۸) عالمون کا تنازعہ نحو مین -
(۱۹) منع ومعارضہ آداب جت مین
(۲۰) اختلاف روایات فقہ مین -
(۲۱) دروغ تاریخ کے افسانون مین اور اشعار کے مضامین مین -
(۲۲) فریب جادو کے افسونون مین اور دلبرون کے وعدون مین -
(۲۳) تلخی ناصح کے پندنامون مین اور اطبا کی دواؤن مین -
(۲۴) بھاگنا اعدا کی صفون مین اور لوگون کی آمیزش سے صلحا مین -
(۲۵) سرگردانی آسمان مین چکی مین اور دولاب اور رہٹ مین -

(۲۶) سیلنا ارمین لکڑیون مین اور چورون مین - - -
(۲۷) جوش کہ نا فوارہ مین دیگ مین اور پانی کے چشمہ مین - -
(۲۸) نیستی افلاس مین اور اسباب محنت مین - - -
(۲۹) نایابی ستم مین زبان مین اور شکایت مین - - -
(۳۰) سوال گور مین اور قیامت مین
(۳۱) عذاب طبقات دوزخ مین
(۳۲) بیکاری حالت خواب مین -
(۳۳) گرانی طالب مین اور التماس مین
(۳۴) ارزانی عطا مین اور انعام مین
(۳۵) زنجیر ہاتھی کے پانون مین اور دیوانہ مین - - -
(۳۶) بیماری نرگس مین اور راے مخالف دوبادشاہ اور تیاری جنگ مین

ملہ جو شے تمام وکمال ادراک مین نہین آسکتی ہے۔ وہ سب کے سب چھوڑی بھی نہین جا سکتی ہے ۱۲۔

(۲۷) خانۂ خالی بساط شطرنج مین نہ روسے زمین مین	(۲۸) شمار کرنا نقش کعبتین مین نہ لوگون کے نقد و جنس مین	(۲۹) خواہش دولت سلطان کی دوام مین نہ دیگر تمام اشیا مین
	(۳۰) آرزو شہنشاہ کی جاودانی حیات مین نہ دوسرے امور مین	.

غرض کے عینی و علمی - اور خارجی و ذہنی تمام موجودات کیا جوہر اور کیا عرض کچھہ باعتبار محل اور کچھہ باعتبار حالات زشتی کے ساتھہ منسوب تہین - لیکن اس شاہی عہد مین محل اور حالات تبدیل ہوکر لباس خوبی سے آراستہ ہوگئی ہین اور اب خلقت کی آسایش و آرام کا باعث ہین - لہذا بہتر یہ ہے کہ اب قلم کے برق رفتار گھوڑے کو مونہ نویسی مین تیز رفتار - اور گرم جولان نہ کرون - بلکہ عنان قلم کھینچکر دوسرے راستہ پر ڈال دون -

گفتار در پوزش آنکہ دعاے قدس اللہ سرہٗ در پاے نام مشایخ ننوشتہ و ہریک را بصیغہ وحدت یاد کردہ

جو ضمیر انوار قدسی سے روشن - اور رسمی قیدون سے آزاد ہین - وہ سمجھتے ہین - کہ الفاظ رضی اللہ عنہ اور قدس اللہ سرہٗ اور نیز دیگر تیمن و تبرک کے کلمات جو کتاب ہذا مین اُن اصحاب کے مبارک نامون کے ساتھہ نہین لکھے گئے ہین - جنھون نے اس کتاب کے عبارتی حجرون مین گوشہ نشین ہوکر شرف سعادت بخشا ہے - یہ فروگذاشت کچھہ از راہ رعونت نہین ہے - بلکہ جس طرح افصح العرب والعجم علیہ السلام نے بمضمون [۵۱] لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اپنے تئین ذات باری جَلَّتْ صِفَاتُہٗ کی ثنا سے عاجز تصور فرماکر اوس کی توصیف کا حوالہ بقول [۵۲] اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اُسی کی پاک ذات پر رکہا تہا اسی طرح راقم نے بہی اس ادب آموز کلام سے عجز و تواضع کی تعلیم حاصل کرکے - اس تصور مین کہ فرد

مردان خدا خدا نہ باشند	لیکن ز خدا جدا نہ باشند

اپنے تئین اُن نامورون کی دعا اور ثنا سے جن کے مقدس اسما ہر ایک کی یاد مین مذکور ہین - یہ کہکر قاصر پایا فرد

ہمچو اولیٰ است دمعرفت او	این زمان در جہان چو اولیٰ کو

[۵۱] جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے - اُس کا احاطہ مین نہین کرسکتا ہون ۱۲

[۵۲] تو ایسا ہے جیسے تو نے اپنی ثنا خود کی ہے ۱۲

اور صدرالذکر مقدس کلمات کو داخل سطور کتاب نہ کیا۔ اس مین شک نہین کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
ترک ثناے ایزدی کو نظر مین لیکر سواے گزشتہ صورتون (یعنی بزرگان دین کی نسبت ثنائیہ اور دعائیہ الفاظ ترک
کرنے) کے اتباع کی دعوی صحیح نہین ہے۔ نہ یہ کوئی ادب کی بات ہے۔ اور نہ ایسا اتباع امت کی طاقت سے
دوسرے جو طبیعتین رعونت غرور۔ اور خشونت کے غبار سے پاک صاف ہین۔ وہ اچھی طرح جانتی ہین۔ کہ
ولایت وفضیلت کے اقطاب (اولیاء اللہ) جن کے حالات اس گلزار کے ہر مین اور ہر انجمن مین گزارش ہوئے
ہین۔ اُن کو بصیغہ واحد جو یاد کیا گیا ہے اس سے یہ مراد نہین ہے۔ کہ تعظیم مین کچھ کمی کیجاوے۔ بلکہ ہنگام
تحریر حالات اس بلند مرتبہ گروہ کی یکتائی بیان تک دل مین جاگزین ہوئی کہ لفظ واحد اور مفرد کے سوا ناطقہ نے
زبان کو اور زبان نے قلم کو کوئی لفظ حوالہ نہ کیا۔ ہر کاملہ اس طرح پر ایک شخص کو بطریق مفرد یاد کرنا کہ واقع مین بھی
ایسا ہی ہے۔ فروگذاشت تعظیم کا نقصان دور کرکے کمال وحدت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اختصار کتابت سے
نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر بھی ایک قسم کی مہربانی نکل آتی ہے۔ تو اس طریق کے اختیار کرنے سے کیسے
اعتراض لازم آویگا۔ اگر کوئی کہے۔ کہ کتابت کا اختصار۔ اور اختصار کی وجہ سے نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر
مہربانی بہ نسبت ترک تعظیم کے سہل ہے۔ اور اصلی غرض بھی یہ نہین ہے۔ تو مین یہ جواب دون گا۔ کہ اس طرز تحریر
مین جو نقصان سمجھا جاتا ہے۔ یہ اولین توجیہ سے دور ہو گیا ہے۔ جس سے ہر ایک کی وحدت کا ثبوت ملتا ہے
باایں ہمہ اگر اختصار کتابت اور مہربانی کی رعایت بھی اولین توجیہ کے علاوہ پیدا ہو جاوے۔ تو بیان عذر
مین ایک قسم کی قوت ہی حاصل ہو جاویگی۔ دوسرے یہ کہ سہل سمجھنا طاقت ور جوانون کا خیال ہے۔ اور
مہربانی پیران ناتوان سے تعلق رکھتی ہے۔ بیشک جس کسی کے پاؤن مین بھاگ دوڑ کی قوت ہوتی ہے
وہ اونچے اونچے ٹیلون پر بھی ہموار زمین کی طرح چلتا ہے۔ اور جس کا پاؤن آبلون سے زخمی ہوتا ہے
وہ ہموار زمین پر ایک قدم اُٹھانا بھی ایک گھاٹی کاٹنے کرنا سمجھتا ہے۔ بہ ناظرین کے التفات اور حسن اخلاق
سے التماس یہ ہے۔ کہ جب کتاب ہذا کی لکھی ہوئی عبارت کو مطالعہ فرماوین۔ تب صدرالذکر کلمات ترضی
وتقدیس کو اور تعظیمی کلمات جمع کو لکھا ہوا تصور کرین۔ اور اپنی نانوشتہ خوان زبان کو ایسی عبارت سے
شیرین کام فرماوین جس کو طرفین کے اعتبار سے مناسب جانین۔ اور اس گدائی ادب کے قلم کو عبارت مذکورہ
نہ لکھنے کے الزام سے بری الذمہ تصور کرین۔ اور اگر از راہ عنایت چشم انصاف سے دیکھیے گے۔ تو ذکر کا میدان صحرا
تقدیر کی بہ نسبت زیادہ تنگ معلوم ہوگا۔ القصہ جن اصحاب کو یہ عذر اور اصلیت معاملہ پسند نہ آوے۔ اون کے

واسطے اس کے سوا کوئی علاج نہین ہے - کہ کتاب ہذا کے گریبان مین جو عیب کا چاک آگیا ہے - اُس کو از راہ عنایت
فرماوین اور ایسا نہ کرین کہ مذکورہ بالا نہ لکھے ہوئے کلمات زبان سے نہ نکال کر اوس چاک کو تا بدامن پہونچاوین
اور اپنے تئین عیب دعار مین راقم کے شریک نہ کرین - مین نہین جانتا - اِس کے سوا اور کیا کہون - اور کیا لکھون
جس سے نکتہ چین لوگون کی خاموشی اور تسکین ہو راقم کی فراست اور حقیقت حال کے موافق کوشش جو
کچھ ہے - بس اسی قدر ہے - اور عذر خواہی کے بارہ مین جو بات زیادہ قابل پسند ہو سکتی ہے - وہ لائق معترضین
کے نزدیک ہوگی - امید ہے کہ جس فکر سے اعتراضات چھانٹنے مین کام لیا جا سکتا ہے اُس فکر سے بجاے
اعتراضات کے تحسین و آفرین کی توجیہات پیدا کرنے مین کام لیا جاویگا وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی[۱]

گفتار در سر انجام سراے کردار و رفتار

یہ بالکل سچ ہے - اگر تعینات کا برقع جو حقیقی وجود کے چہرہ پر پڑا ہوا ہے - اُٹھا دیا جاوے - تو عیب
اور ہنر دونون ایک درجہ مین ہو جاوین - اور امکانی نسبتین اور امکانی اعتبارات - واجب الوجود کے
خاص افعال کی طرف منسوب ہو جاوین - بھلائی اور بُرائی کے ساتھ اشیا کی تمیز اوسی وقت تک ہے
کہ جس وقت تک وہ اشیا جمال و جلال کے پردہ مین مخفی ہین - بیشک دوئی اور دوبینی پر دل ہنادہ ہونے
کا آخرین نتیجہ سرزنش ہوتا ہے - اور کسی غیر کی طرف سے بھلائی اور بُرائی دیکھکر آرام اور نفرت ہونا شرمندگی
پیدا کرتا ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ مین آج خیالات اور اوہام کے شکنجہ سے آزادی حاصل کر کے نہ تو عیب
نکالنے والے سے انصاف کی خواہش کرون - اور نہ ہنر مین سے امید آفرین رکھون - بلکہ خود اپنی ذات کو
این و آن کا آئینہ سمجھکر بہ صفا ایک رنگ ہو جاؤن **بیت**

آن کس کہ زشہر آشنائی ست	داند کہ متاع من کجائی ست

کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے - حریف بیگانہ وار کی خاطر مین جو کچھ ہوتا ہے - وہ اوپر آجاتا ہے - کیونکہ وہ
بات اوس کے باطن کی فرستادہ ہوتی ہے - نہ کہنے والہ کا مافی الضمیر اور نہ لکھنے والہ کی قلم کی تحریر - **مصرع**

خدایا از دوئی یکتائیم بخش -

گفتار در التماس تسمیہ این مجموعہ

ایک روز مینے اپنے ہم نشینون کے ساتھ انجمن یک جہتی منعقد کی تھی جس مین کتاب ہذا کے مسودہ

[۱] جس شخص نے راہ ہدایت کی پیروی کی - اُس کی سلامتی ہے ۱۲

کہ آج کی رات سامعین کے حالات بیان ہو رہے تھے - مینے عرض کیا ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - عالم مثال مین جو نام ظاہر ہو - یا قلب مین ذریعہ الہام القا ہو - وہی نام ان چند فراہم شدہ یادداشتون کا رکھ دیا جاوے - اِس کے دوسرے روز منجملہ سامعین شیخ قطب عالم پنڈوی نے بیان کیا - گزشتہ شب کو مینے شیخ قطب عالم ابن سید جی کو جو سید علاء الدین راقم کے پیرون مین سے ہین - خواب مین دیکھا کہ سفر حجاز سے واپس تشریف لائے ہین - اور راقم کے مکان مین آتے ہوے ہین - جب مین اُن کی خدمت مین حاضر ہوا - تو شیخ نے مالک خانہ کے حالات دریافت فرمائے - مینے جواب دیا

غولی حسن آج کل مشائخ **قدسنا اللہ باسرارہم** کے کچھ حالات معرفت ماہر رہے ہین - اور نام کی تلاش ہے - ارشاد فرمایا - ہمارا سلام کہنا - اور یہ مصرع پڑہ دینا **مصرع** نہادہ ام مین کلزار ابرار امید ہے کہ اس مبارک نام کی نوید پاکر ناسوران جہان مین جلد اس کو شایع اور عالمگیر کر دینگے -

گفتار در تمہید آنکہ معنی ہر عالم را صورتی ست مناسب آن

واضح ہو کہ مراتب وجود مین کوئی مرتبہ ایسا نہین ہے - کہ جہان حصول حقائق و ماہیات کے واسطے خاص اسم اور رسم معین نہ ہو - اسواسطے اسما اور صفات کے آثار و احکام جو کائنات کے اصول ہین - مناسب مناسب طور پر ہر ایک عالم مین جلوہ گر ہین - پس تمام معانی تین قسم سے باہم معین ہین - **عام مشترک** اور **خاص** عام کے واسطے تمام عالمون مین - اور مشترک - کے واسطے مقامات اشتراک مین مخاص صورتین اور رسمین مقرر ہین - لیکن جس طرح ہر ایک عالم کی مناسبتین مختلف ہین - اسی طرح مذکورہ بالا صورتین اور رسمین بھی مختلف ہین - رہا خاص اس کا حال اور شان اوسی عالم کے طریقہ پر - کہ جس کا یہ خاص ہے - ایسا قرار دیا گیا ہے - کہ اوس کی ماہیت اگر صاحب کشف و مشاہدہ - رسم و عبارت کا تو کیا ذکر ہے - اشارات کے ذریعہ سے بھی دوسرے عالم مین آشکار کرنا چاہے - تو نہ کر سکے - مگر مانند اور مثال کے ساتھ جس کا نام دوسرے الفاظ مین اصطلاحات ہے -

گفتار در تشبیہ و تعبیر آلہیات

اصطلاح محققان بالکل اس طرح پر ہے - کہ جیسے کوئی شخص صحرا مین پیدا ہوا - وہین اوس نے

پرورش پائی اور وہین بڑہا- بہر وہ کسی آباد شہر مین گیا- اور چند روز وہان رہکر انواع واقسام کے کہانون- عمدہ لباسون- اور خوش فضا عمارتون سے مستفید ہوا اس کے بعد جب وہ پہر اپنے مسکن صحرا مین جاویگا تو صحراوائے اُن چیزون کا حال اُس سے دریافت کرینگے - جو مخصوصات شہر مین سے ہونگی بیابانی نہ ہونگی - اور نہ صحراوالون کی زبان مین بمقابلہ اُن چیزون کے کوئی لفظ موضوع ہوگا- تو ایسی صورت مین وہ صحرائی شہر کی عجیب وغریب اشیا کی خصوصیات کس طرح بیان کرسکیگا- سوائے اسکے کہ اُسی صحرا مین سے تلاش کرکے ایسی چند چیزین بہم پہونچاوے گا جو فی الجملہ شہر کی موجودہ اشیاء سے مشابہ ہون گی اور اُن مشابہ منتخب چیزون کے نامون کے ذریعہ سے شہر کے عجائبات کو جواب مین بیان کرے گا- اور یہ طریقہ بیان کا شہر جانے والون کو صحرا مین واپس آنے پر خصوصیات شہر بیان کرنے کے واسطے اور نیز جو دوسرے صحرائی جو شہر مین جاتے آتے ہین- اون کو ماہیت اشیا جاننے کے واسطے دستور العمل ہوجاوے گا- بس اسی طرح پر ہے ہر ایک فن کی اصطلاحات کی وضع-

گفتار در التزام ملازمت دانایان فنون

واضح ہو کہ ہر ایک فن کا اوستاد اُس فن کی جزئیات کو اچھی طرح پہچانتا ہے- لہذا جو شخص کسی فن کا طالب ہو- اُس کو اُستاد فن کی تعلیم گاہ کی حاضر باشی ضروری بات ہے- اسی وجہ سے کہتے ہین کہ نوآموز جب تک رازشناسان فنون کے مدرسہ تعلیم مین ایک مدت تک حاضر رہ کر اکتساب علم نہین کرتا ہے- الفاظ سے آگے بڑہ کر معانی مصطلحہ پر عبور نہین پاتا ہے- گو لغات والفاظ کی بندش اپنے مقامات کے اعتبار سے کتنی ہی چست اور درست ہو- لیکن گوہر مراد ہاتھ نہین آتا ہے- اُس شخص کو ہوشیار سمجھنا چاہیے جو یہ خیال نہ کرے- کہ مینے جو کچھہ استنباط کیا ہے- یہی مراد قوم ہے- بالخصوص صوفیون کی اصطلاح مین اپنی لغت دانی پر ہرگز فریفتہ نہین ہونا چاہیئے- کیونکہ لفظی مفہومات اور اصطلاحی معانی مین بے نہایت بعد ہوتا ہے **فرد**

ہر دو جان بخشند اما این کجا وآن کجا	چشمہ حیوان کجا لعل لب جانان کجا

یہ بالکل صحیح ہے- کہ کتب تصوف کے پڑہنے والے یہی اہل کشف ہین- نہ اہل اکتساب- اور نہ وہ لوگ جنہون نے صرف ظاہری علوم تحصیل کیے ہین بس جو شخص بتان وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا

نوآموز طالب علم ہے۔ اُس کو مناسب یہ ہے کہ خود دانی پر گھمنڈ نہ کرے۔ اور اگر الفاظ کے ذریعہ سے مراد قوم
معلوم نہ کر سکے۔ یا اپنی رفتار سے کسی طرف راستہ نہ نکال سکے۔ تو نفس کو اپنا پیشوا نہ بناوے۔ جو غیرت
دلانے والا ہے۔ بلکہ جبین نیاز خاکساران طریقت کے پاؤں پر رکھے۔ کیونکہ یہ شاہبازان عرش پرواز
ہیں اور ان سے ہمت اور توجہ کی درخواست کرنی چاہیئے۔ اور اس اہل حقیقت خدائی گروہ کی ہدایت
و تلقین سے سلوک و طریقت کا فائدہ اوٹھانا چاہیئے۔ پھر اس کے بعد چاہیئے۔ کہ کمر ہمت باندہ کر توفیق الٰہی
کی مدد سے اس راہ میں قدم رکھے۔ اور عدم حصول سے دل تنگ نہ ہو کر صبر و سکون کے ساتھ توجہ اور
کوشش کرے۔

گفتار در انگارہ فہرست نامہ

کمترین بندہ آوارہ گار گوناگون الفاظ و نگار رنگ معانی۔ فرمان پذیر اوامر و نواہی پیام آوران کیش آرا۔
آرزومند آستان بوس صفا سگالان حقیقت پژوہ۔ فریفتہ گرہ کشائی دانشوران مشکل کشا
ہوس پیرائے ہمدردی عقیدت امنعران اخلاص آمود۔ دیوانہ دیدار فرشتہ منشان یوسف رو
ہم روز گردہ گرفتاران یعقوب اندوہ۔ شیدائی سخن سنجی فصاحت وران جادوکار
شیفتہ غزل سرائی داؤدی نوایان دل نواز۔ مومیائی جوی شکستہ دلان خرابہ نشین
جاروب فرسہ مطارع برہنہ پایان بادیہ پیما۔ نگارندہ احوال ناموران فردوس خرام
یعنی **غوثی حسن** نے خدا اس کو بھی کسی قدر انہی معرفت نصیب کرے۔ جب قلم و زبان سے اس
پُر بہار ورستہ نگاری آراتیں اور نخلبندی کی۔ تو اولین مسودہ میں بہ ین تنصیل پانچ قسم کے اصحاب
کی یادداشتوں سے پودے لگائے تھے۔ ایک وہ لوگ جنہوں نے ظاہری و باطنی صفائی حاصل کی ہے۔
اور جن کو زمانہ سابق کے تاریخ نگار اصحاب تحقیق اور مالکان ہر دو عالم کہتے ہیں دوسرے وہ لوگ جو صاحب
علم ہیں۔ اور وہ تاریخ قدیم میں دانشمند اصحاب کے نام سے یاد کیے گئے ہیں۔ تیسرے وہ گروہ جو پہلو نشین
دشمن (نفس) اسکے مقابلہ میں فوج آرائی کر رہے ہیں۔ اور جن کو مورخان سابق بلفظ سالوک لکھتے ہیں۔
چوتھے وہ قوم جو شریعت و سنت کی راہ راست پر گرم رفتار ہے۔ اور جس کے افراد کو زبان قدیم میں زہاد
لکھے ہیں۔ پانچویں وہ جماعت جس کا اندرون آباد اور بیرون ویران ہے اور جس کا نام اہل اصطلاح کے

نزدیک مجاز ہے - مگر از راہ احتیاط و اہتمام تصحیح کے وقت زائد شاخین کاٹ چھانٹکر دوسرا نسخہ اور دوسرے نسخہ سے تیسرا نسخہ مرتب کیا - اور اس تیسرے نسخہ کے مقدس زمین مین پانچون قسم کے سرسبز پودون کو چار چمن مین تقسیم کیا - اور ہر ایک چمن مین شائستہ انجمنین قایم کین - رباعی

غوثی قلمے سرکن و سرکن سخنے	کار استہ نوبہار ہر سو چمنے
بر یاد گزشتگان گلزار درون	در ہر چمنے فراہم آراستہ انجمنے

مذکورہ بالا صورت کے ساتھ ترتیب و تقسیم اس غرض سے کی گئی ہے - تاکہ اُس دل آویز چمن اور دلستان انجمن کے تماشائی - اپنے باعبرت دلون کو نور بینش سے - اور احول آنکھون کو دست بینی کے سرمہ سے روشن کرین - اور اپنا اندر اور باہر یعنی تمام جسم و جان ایک ہی کے خیال مین مصروف کرکے حُسن - اخلاق اور مبارک عادات اختیار کرین - جس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ عالم عقبیٰ مین صدرہ الذر نیک اخلاق اور عادات صورت عروسی قبول کرکے زینت بہشت کا سرمایہ اور الٰہی صفات کا مظہر ہوجاوینگے -

پُرانے کشف و کرامات سے بھرے ہوئے تاریخی حقائق نامون کی جن صاحبون نے ورق گردانی کی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہین کہ بہشت اور جو کچھ بہشت مین ہے - دل واہ کے رویت - دل آرام کا دیدار - دلکش مکانات - دل کشا کھڑکیان - دل فروز جالیان - دل آرا تخت - دل نشین فرش - دل پسند طعام دل فریب لباس - دل آشوب غلمان - دل نواز نغمہ - دل آویز درخت - دل خواہ پھولون کی کلیان - اور دلخواہ بہتے ہوئے چشمے وغیرہ وغیرہ - یہ سب آدم زاد کے افعال و اخلاق کی صورتین ہین - جو مجرد نفس و عقل کے بیابان مین - مرکب اجسام کے ذریعہ سے نمایان ہوئی ہین - علیٰ ہذا القیاس دوزخ اور ما فیہا[لہ] من اسباب العذاب یہی صورتین ہی ہین - جنھون نے انسانی افعال کے طلسم مین حلول کیا ہے - دوستون کو واضح ہو - کہ محقق قدماکی یہ دریافت اور کشف بمنزلہ ایک آئینہ کے ہے - جو ہر فرد کے ہاتھ مین ہے تاکہ وہ اپنے دوسرے عالم کی حالت کو اپنے پیش بین آنکھ سے دیکھ سکے - پس جس شخص کا وجود مظاہر مین تجلیات جمالی کا مقتضی ہے - اُس کو چاہیئے کہ وہ اپنے تئین ظاہر ظہور معنوی فردوس مین سمجھکر خداے پاک کا شکر بجالاوے - اور جس کی صورت علمیہ خارج مین اسماے جلالی کی مظہر قرار دی گئی ہے - اُس کو اپنے تئین حکمی دوزخ مین شمار کرکے - اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پناہ مانگنی چاہیئے - اور پھر ہر ایک کو اس نفس لامی معرفت کی اطلا

لہ - اور جو اسباب عذاب دوزخ مین ہین ۱۲

سے چاہیے۔ کہ خداشناسی کے بلند مرتبہ کو پہونچکر یہ بات دریافت کریوے۔ کہ مطلق خلافت ہم شکل سمجھنے کا ذریعہ۔ اور ہمسری کا نمونہ ہے۔ اور اس معما کو اس طریقہ سے حل کرنا چاہیئے۔ کہ ناسوتی عالم صورت۔ خداوند تعالیٰ کی ازلی صفات کے علم و آثار ہیں۔ اور جہان قدسی۔ انسان کے افعال و احوال کی تصویر۔ کیونکہ ملک و ملکوت کی پیدایش۔ واجب الوجود کے اسماء وصفات سے اور بہشت و دوزخ کی آفرینش۔ انسان کے اعمال اور اخلاق سے ہے۔ لیکن جب تک انسانی آنکھوں کو خاک گور کا سرمہ۔ ناسوتی رمدت نجات۔ اور اُخروی زندگانی کا کحل الجواہر۔ لطافت میں روشنی نہیں بخشتا ہے۔ تب تک وہ آنکھیں بیداروں کی طرح۔ جا دید باغوں اور آتشکدوں کا تماشا نہیں کرسکتی ہیں۔ جس طرح کہ صفات وجوبیہ قدیمیہ کا اقتضا جب تک وجود مطلق کو تعینات کی امداد اور اعیان ثابتہ کی اجازت سے امکانی صورتوں کا لباس نہیں پہناتا ہے۔ تب تک وجود مطلق کو آسمان بیچونی و بیچگونگی سے ملک وملکوت کے میدان میں (جس میں چون وچند کی گنجایش ہوسکتی ہے) نزول نہیں ہوسکتا۔ اس قسم کے سوحدانہ کلام اور حرف وصوت سے بیگانہ مفہوم کی تمہید وتفصیل کے لیے فی نفسہ سیداگانہ دفتر چاہیئے۔ جو لوح محفوظ کی مثل ہو۔ ایسی عظیم اور عظیم الشان تمہید وتفصیل کتاب ہذا کے دیباچہ میں تاویل کے ذریعہ سے کیونکر آسکتی ہے۔ جو کوتاہی کلام کے ساتھ نامزد ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ تمام فہرست جس قدر کلام سے انجام کو پہونچ جاوے۔ بس اسی پر اکتفا کروں۔ اور زبان و قلم کو بزرگان دین ویقین کی یادنگاری میں مشغول کروں۔ باصفا گروہ کی دوستی کی بدولت اپنے نامۂ اعمال سے گناہوں کی سیاہی دور کرکے۔ اس کی جگہہ التماس کی قلم سے یہ عقیدہ لکھدوں **مصرع** بدان را بہ نیکان ببخشد کریم۔ اور بکمال ادب یہ نالہ **مصرع** الشفاعۃ الشفاعۃ اے بزرگان عاصیم۔ معنوی قیامت میں بلند کروں۔ کہ عبارت اپنے احوال اور افعال کے محاسبے ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا مَا اَعْطَیْتَ فِیْ عِلْمِكَ بِلَا عَمَلٍ مِّنَّا حَتّٰی نَعْلَمَ حَقِیْقَةَ قَوْلِنَا بِاَمْرِكَ قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا[1]

گفتار در تعین القاب

خدا کرے۔ دانش آباد دل کی عمارت۔ جہالت کی خرابی سے۔ اور آزاد خاطر کی بے تعلقی کی نوبہار۔

---

[1] یا اللہ تم کو وہ شے عطا فرما جو تونے ہمارے لیے بلا ہمارے عمل کے اپنے علم میں عطا فرمائی ہے تاکہ تیرے ارشاد قل لن یصیبنا الخ میں ہم اپنا قول ہے اوس کی حقیقت ہم جان لیں۔ اور وہ قول یہ ہے۔ اے پیغمبر تم ان لوگوں سے کہو۔ کہ جو کچھ خدا نے ہمارے لیے لکھدیا ہے۔ اوس کے سوا کوئی اور مصیبت تو ہم کو پہونچ سکتی نہیں ہے۔ ۱۲

علائق کی خزان سے محفوظ رہے - یہ چند باتین جن کو میرا قلم تالیف کا.. رہا ہے - اِس بارہ مین ہین - کہ اس کتاب کے مطالعہ کے وقت جس شخص کا دل زود فہمی اور سرعت انتقال کا مشتاق ہو - اُس کو کسی لقب اور خطاب کے معلوم کرنے مین یہ تامل اور فکر پیدا نہ ہو - کہ فلان لقب اور خطاب کس کا ہے - اور مرجع اس کا کون بزرگ ہین - اس لئے ایک معین صفحہ مین قلم صراحت سے لکھتا ہون - (۱) معین الاولیا سے مراد سلطان کشور کشاے ولایت وکرامت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی ہین - جنکی خوابگاہ اجمیر مین ہے - (۲) قطب المشائخ یا قطب الاولیا سے مراد - خداوند خلافت عظمیٰ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی بابرکات ذات ہے (۳) نظام العرفا یا نظام الاولیا سلطان مشائخ عارف اطوار کاشف اسرار شیخ نظام الاولیا کا مبارک لقب ہے - یہ دونون بزرگ خاندان چشت کے چراغ ہین - اور شہر دہلی مین ان کے مرقدہا ے منورہ ہین - (۴) بہار الاسلام یا بہار الاولیا سے مقصود قافلہ سالار رہروان طریقت - رہنماے سالکان شاہراہ حقیقت مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی ہین - (۵) غوث الرحمٰن یا غوث الاولیا - شاہنشاہ اقلیم جامعیت ابو المویّد حمید الدین شیخ محمد غوث کا خطاب پاک ہے - جن کا مزار مبارک شہر گوالیار مین ہے - (۶) لفظ وجیہ الملۃ سے مراد - دانش آموز صوری ومعنوی - بنیش اندوز حقیقی ومجازی اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد ابن نصر اللہ علوی احمد آبادی ہین - (۷) اور کلمات مسیح القلوب یا مسیح الاولیا سے مراد - حافظ الاوقات رافع الدرجات شیخ عیسیٰ ابن قاسم سندہی کی ذات فیض آیات ہے - منظلہ -
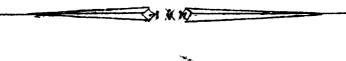
اس چمن مین ساتوین صدی کے صوفیون علم والون - پرہیزگارون - خداپرستون - مجذوبون کے احوال واشغال کا بیان ہے - اے خرد - اُٹھہ بیٹھ - اور کچہہ ذوق سے کام لے - دیکھہ اس چمن کی ہرایک یاد بجاے خود ایک نہال ہے - جس کو طوبیٰ کہہ سکتے ہین - اور جس مین ہرایک طرح کے دلخواہ میوے موجود ہین - ان میوون سے ہرناکام اور کامیاب دونون کو اُس خداوند تعالیٰ شانہٗ کے شکر و سپاس کا مزہ حاصل ہوتا ہے - جس نے انسان کا عجیب و غریب پودہ اولاً علم اور بعدہٗ عین کے باغ مین لگایا - اور جب تک قیامت کی خزان نہ آوے گی تب تک وہ اُسکی نوعی تنہ سے افراد اور احوال کی گوناگون شاخین اور پتے اس طرح پیدا کرتا رہے گا - کہ اگر سابقہ شاخ یا پتہ ٹوٹ جاوے - توبجاے اُسکے فوراً دوسری شاخ یا پتہ قایم ہوجاوے - اور غرض اس سے یہ ہے - کہ حقیقی وجود کے درخت کی مشابہت اس مین نمایان ہو - جس کا عظیم الشان تنہ وحدت ذاتی ڈالیان صفات - اور پتے تجلیات ہین - ایدہر آؤ ایدہر مصرع

بوستان از دوستان سازیم و مستی ہا کنیم

پادشاہ یوسف ملتانی

پیدایش تو کرویز علاقہ کابل مین ہوئی تہی - مگر آپنے ہجری سنہ پانسو پچاس مین بہ ترک سکونت ملتان مین آکر قیام فرمایا - آپ کے زمانہ زندگی کے واقعات عجیب و غریب اور بے شمار ہین - جو تمام دکمال بیان مین نہین آسکتے ہین - رحلت فرمائی کے بعد بہی بہت سی کرامتین آپ کی ظاہر ہوئی ہین - سب سے زیادہ عجیب یہ بات ہے - کہ جب کوئی شخص بارادہ بیعت آپ کی قبر کے پاس جاتا تھا - تو آپ مزار کے اندر سے ہاتہہ نکال دیتے

تھے - اور مرید کے ہاتھ پر رکھکر یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ[1] کے آثار کا ثبوت دیتے تھے - شیخ صدرالدین ابن شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہما کے مبارک زمانہ تک یہ سلسلہ جاری رہا - چونکہ صدرالملة کی کوشش اس بارہ مین زیادہ رہتی تھی - کہ انکے باطنی معاملات مخفی رہین - لہذا آپ کی یہ روشن صدرالملة کی طبیعت کے خلاف واقع ہوتی تھی - ایک روز صدرالملة شاہ یوسف کی قبر پر پہونچے اور فرمایا - یوسف - ہاتھ اندر کھینچ لو - اور درازدستی چھوڑدو - اس کے جواب مین قبر کے اندر سے آواز آئی - صدر - آج درویش کا ہاتھ تمنے کوتاہ کیا تو تمہارا نام درویش نے بھی لوح زمانہ سے مٹادیا - یہی وجہ ہے کہ شیخ بہاءالدین کے بعد شیخ رکن الدین کا نام لوگون کی زبانون پر روان ہے - اور صدرالاسلام کا نام درمیان مین نہین آتا باوجودیکہ صدرالاسلام - رکن الاولیا کے پدر بزرگوار ہین - قدس سرہم - شاہ یوسف کے پیر شاہ قسورؒ جنیدی علوی کردیزی ہین - یہ اویسی تھے -

اُویس صوفیون کی اصطلاح مین اوس شخص کو کہتے ہین - جس کو پیر ہدایت کے واسطہ کے بدون خاص مبدا الیة سے فیض ولایت پہونچے اور بس بعض کی راے یہ ہے - کہ جو شخص قول مین فعل مین اور اعتقاد مین سنت رسول کا اتباع کرے - اور اوسی پر چلے - اور اس نہج پر جناب خاتم النبوة والشریعة علیہ السلام کے باطن اقدس سے فیض پاوے وہ اویسی ہوتا ہے - بعض یہ کہتے ہین - کہ حضرت خضر علیہ السلام سے جس کو فیض پہونچے - وہ اویسی ہے - بعض کا خیال یہ ہے - کہ جو صاحب ولایت جامع محمدیہ کے سجادہ نشین ہین - عَلٰی صَاحِبِھَا اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ اون کے باطن سے جس شخص کو فیض حاصل ہو بغیر اسکے - کہ وہ ظاہر مین ملازمت کرے وہ اُویسی ہوتا ہے اور بعض کا عقیدہ یہ ہے - کہ جس شخص کو اولیاے اُمت مین سے کسی کے بھی باطن سے بدون توسط رسمی بیعت کے فروغ ہدایت حاصل ہو - اُس کو اویسی کہتے ہین -

یہ مرتبہ اکثر اصحاب کو گزشتہ زمانہ مین حاصل تھا - اور اب بھی حاصل ہے (۱) باباحاجی روزبہ یہ زمانہ سلف کے اولیاے دہلی مین سے ہین مشہور یہ ہے - کہ بزمانہ راجہ پتھورا قلعہ کی خندق مین گوشہ گزین تھے - آپ کی بدولت ہزارون آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے (۲) پیر علی ہجویری غزنوی جن کی خوابگاہ لاہور مین ہے (۳) شیخ جلال الدین پورانی جن کا حال مولانا جامی قدس سرہ نے بھی کتاب نفحات الانس مین لکھا ہے - (۴) شیخ حسین زنجانی - (۵) سید ابراہیم اویسی (۶) شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری - (۷) شیخ محمد نومسلم بنگشی افغانون کے پیر (۸) شیخ احمد متوکل حبشی - اور نیز ان کے سوا اور بزرگ بھی اویسی ہوچکے

[1] اللہ جل شانہ کا ہاتھ اون کے ہاتھون کے اوپر ہے - ۱۲ - ۵۲ سورہ فتح سیپرہ ۲۶

ہین - قدس اسرارہم چنانچہ ہرایک کی یاد مین یہ ذکر کیا گیا ہے مصرع ست پشو واسطی اولیسی کیست

یاد شیخ ابوالحسن علی

آپ ابو علی عثمان ہجویری جلاّ لی غزنوی کے فرزند ہین - خوابگاہ لاہور مین ہے - عارف - عالم - موحد - محقق - اہل تصنیفات اور صاحب اشعار تھے - کشف المحجوب مین لکھا ہے - مینے ایک دیوان ترتیب دیا تھا - جس کی غزلون کے مقطع مین تخلص نہین کہا تھا - ایک چوری پیشہ شخص نے کیا کیا - اُن غزلیات مین اول سے آخر تک اپنا تخلص داخل کر دیا - لہذا مین اس خوف سے رسالہ ہذا کے اندر ہرایک مقام پر بتقریب نکال کر اپنا نام وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھتا ہون بعض کا خیال ایسا ہے کہ شیخ آغاز سلوک مین اویسیہ تھے - لیکن شیخ نے خود لکھا ہے - کہ طریقت مین میرے پیر شیخ ابوالفضل محمد ابن حسن جیلانی ہین - جو ابوالحسین خضرمی کے بزرگ خلیفہ ہین - اور ابوالحسین - ابوبکر شبلی کے شاگرد ہین قدس اللہ باسرارہم -

تواریخ مشائخ کے سابقہ مصنفین کا خیال ہے - کشف المحجوب کے مصنّف وہ بزرگ ہین - جن کا مبارک مزار لاہور مین ہے - اور بعض کہتے ہین - کہ مصنّف کشف کی خوابگاہ غزنین مین ہے لیکن اولین بیان - دوسرے بیان کی بہ نسبت قریب بصحّت زیادہ ہے مصرع گر بگویم ور نگویم نام او نامی بود

یاد شیخ فخرالدین حسین زنجانی خوابگاہ لاہور

آپ کے موحدانہ اقوال مین سے ہے - اَلْفَقِیْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَّا قَلْبَ لَہٗ وَلَا رَبَّ لَہٗ [ا] توحید ذاتی کی تجلیات کے جہان اور کشف ہین - اُنہین مین سے ایک یہ کشف بھی ہے - اور نہایت بلند مرتبہ کشف ہے اِس کے عالی مقام کو ہر ایک سالک نہین پہونچ سکتا - شیخ جمالی دہلوی نے سیرالعارفین مین لکھا ہے - کہ شیخ سعدالدین حموی اگرچہ شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید ہین - قدس سرہم لیکن سلوک اور توحید کے مدارج - پیر زنجانی کی ہدایت سے طے کرکے کمال حاصل کیا تھا - اور جب خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری ہند کو تشریف لائے تھے تو اُس وقت چند روز لاہور مین پیر زنجانی کی

[ا] میرے نزدیک فقیر وہ ہے - جس کا قلب نہو - اور نہ اوس کا کوئی رب ہو ۱۲

مصاحبت مین بھی قیام فرمایا تھا - باہم پائداری و خدا شناسی کی باتین ہوا کرتی تھین - قدسنا اللہ

باسرارھما - مصرع نقر ادہم نکہت الفقر فخری ہیدہد

یا د بابا حاجی رتن ابن نصر ھندی

آپ کی کنیت ابو الرضا ہے - بعض کہتے ہین - کہ آپ اولیاے اُمت مین سے ہین - اور بعض کہتے
ہین - اصحاب مین سے ہین - ایک بزرگ شیخ رضی الدین علی ابن سعید لالا ابن عبد الجلیل غزنوی تھے - جو
حکیم سنائی کے چچازاد بھائی تھے - اور حکیم سنائی شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید - اور ایکسو چوبیس مردان خدا
کے خلیفہ تھے - یہ بزرگ لکھتے ہین - کہ مین ہجری سنہ چھ سو بیس مین ہندوستان کے اندر آیا اور بابا سے
ملا تھا - اُس وقت بابا نے حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام کا خاص شانہ مبارک جو میرے نام زد تھا
مجکو عطا فرمایا تھا اور نیز سرور انبیا علیہ السلام کے بلسہ کی چند باتین فرمائی تھین -

شیخ علاء الدین سمنانی نے ایک کتاب لکھی ہے فصل الخطاب جس مین اُنھون نے احادیث رتنیہ
کی تصدیق کی ہے - اور نیز اُس مین خواجہ محمد پارسا بخاری نقشبندی کی بھی روایت لکھی ہے اس کتا
مین لکھا ہے - کہ مین شیخ علی لالا کی خدمت مین پہونچا - اور بابا کے ہاتھ سے شانہ ملنے کا معاملہ مینے سنا - اور وہ
شانہ آج مجھکو پہونچا ہے - لیکن محدثین کی جماعت ان پر طعن کرتی ہے -

کہتے ہین - سبکتگین کا بیٹا سلطان محمود - حدیث نبوی ایسے شخص سے سننا چاہتا تھا جس نے بلا واسطہ
خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہو - اس اثنا مین خبر ملی - کہ ہند مین ایک بڑے مرد
شخص موجود ہین - جو اپنے تئین صحابہ مین شمار کرتے ہین - سلطان نے کمال عزت اور التجا کے ساتھ
آپ کو غزنین مین آنے کی تکلیف دینی چاہی - مگر آپنے آنا قبول نہین کیا - جب تک بہت سا مال و متا
آپ کے پاس نہین پہونچا - جب آپ کہ پیر فرتوت تھے دار الخلافہ مین پہونچے - تو سلطان نے استقبا
کیا - اور طلائی و نقرئی پھول آپ کے گھوڑے پر نثار کیے آپنے اپنے ہاتھ سے اُن منتشر سنگ ریزون کو فو
کیا یہ حال دیکھکر سلطان اور نیز تمام امرا سخت متعجب ہوے اور دریافت کیا کہ اولا اس قدر علما اور مشا
آپکی طلب مین گئے مگر آپنے قبول نہ کیا - جب تک ہمنے مال نہین بھیجا - اور یہان بھی آپ کی طرف
سے جواہرات کو فراہم کرنا دیکھا گیا - یہ اصحاب فنا کا کام نہین ہے - آپنے جواب مین یہ دو حدیثین روایت

کہین۔ ایک یہ[۱] اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ دوسری یہ[۲] یَشِیْبُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْہُ خَصْلَتَانِ الْحِرْصُ وَطُوْلُ الْاَمَلِ یہ دو حدیثین سنا کر آپنے سلطان اور تمام اکابر کی دیرینہ آرزو پوری کی۔ راقم کے خیال مین یہ بات آتی ہے۔ کہ جب سوال اس قسم کا تہا۔ کہ ہیچو فعل کا ارتکاب منصب درویشی کے مناسب نہین ہے۔ تو مجیب نے مقام جواب مین یہ دو حدیثین بیان کرنے سے تین کام کئے اول آرزوے سلطان پوری کی جو صحابہ کی زبانی حدیث کا سننا تہی۔ دوسرے از راہ کسر نفسی اپنے تئین عوام مین سے شمار کر کے۔ دونون حدیثون کو بظاہر سوال مذکور کا جواب بنایا۔ تیسرے اشارہ سے بتلویا کہ ہاتہ آلودہ کرنا حرص اور احتیاج سے نہین ہے۔ بلکہ روایت حدیثین کی تقریب سے ہے۔

شیخ ابن حجر عسقلانی نے کتاب اَلْاِصَابَۃُ فِیْ تَعْرِیْفِ الصَّحَابَۃِ مین بابا کا ذکر لکہا ہے اور آپ کے حالات کے متعلق بہت سی باتین تحریر کی ہین۔ لیکن اس مین شک نہین۔ کہ وہ بہ تی کے سایہ سے خالی نہین ہین۔ مختصر یہ ہے۔ کہ بابا کے نفس قدسی نے زمانہ جاہلیت مین عنصری لباس پہنا تہا۔ ایک قصبہ متعلقہ دہلی یا لاہور مین۔ اور آغاز ہوش مین آپنے ایک قافلہ کے ساتہ عربستان کا سفر کیا۔ عربستان کی سیر کے بعد معاودت کی جب ہند مین واپس آئے تو خبر ملی۔ کہ پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی بعثت ہوئی ہے۔ چنانچہ پہر دریا کے راستے سے مکہ معظمہ کو کوچ کیا۔ اور سعادت صحبت سے سرفرازی حاصل کی۔ چند روز خدمت مین قیام کر کے پہر جانب ہند معاودت فرمائی۔ اور اپنے مکار نفس کے ساتہ بہت سی لڑائیان لڑ کر بالآخر فتح پائی۔ اور تمام جہان کو مشرق سے مغرب تک ناپ ڈالا۔ عجیب عجیب خوفناک مقامات مین چلہ کشیان کین۔ رہبو پہڑیان بنائین چہٹی صدی مین جو ارباب سعادت تہے۔ وہ بابا کی بدولت تابعین۔ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے شرف سے مشرف ہوئے اور بابا نے ساتوین صدی مین رحلت فرمائی۔ ہوشیار سیاح کہتے ہین۔ کہ سراندیپ مین صفی اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَامُ کے قدمگاہ کے نزدیک آپ کی قبر ہے۔

یاد خواجہ معین الدین حسن حسینی سنجری قدس سرہ

ہجری سنہ پانسو سینتیس مین آپ کی علمی صورت نے عنصری خلعت پہنکر قصبہ سنجر مین جو علاقہ سجستان مین ہے پردہ غیب سے عالم شہود مین ورود فرمایا لیکن پرورش آپ کی صوبہ خراسان مین ہوئی۔ آپ کے پدر بزرگوار غیاث الدین حسن نے آپ کو گیارہ سال کی عمر مین یتیم چہوڑا۔ اسی اثنا مین ایک روز مجذوب آہی ابراہیم نام کا آپکے باغ مین گذرا

[۱] انسان۔ احسان کا غلام ہوتا ہے۔ [۲] آدم زاد بڈہا ہوجاتا ہے۔ مگر اس کے اندر دو عادتین جوان ہوجاتی ہین۔ ایک حرص دوسرے طول امل

آپ نے انگور کا ایک خوشہ نہایت ادب اور انکسار کے ساتھہ مجذوب کے آگے پیش کیا - مجذوب کے ہاتھہ مین ایک ٹکڑا کھل کا - وہ اپنے دانتون سے چاب کر آپکے منہ مین ڈالا - جب وہ پیٹ مین پہونچا - تو اندرون جسم ایسا روشن ہوگیا - کہ جس سے تمام علائق یک لخت نیست و نابود ہوگئے - لہذا کل تعلقات سے دل ہٹا کر حقیقی رہنما کی جستجو مین چلے - اور تقدیر کی رہنمائی سے اولاً ہرون مین پہونچے - جو نیشاپور کے اعمال مین سے ہے - یہان پر قدوۃ الاولیا خواجہ عثمان ہرونی کی ملازمت حاصل کی - اور مدارج بیعت ادا کرکے ڈہائی سال برابر پہلو نشین دشمن یعنی نفس کی اصلاح مین کمربستہ رہے - اور بالآخر کامیاب ہوئے جب یہان سے خرقہ خلافت عطا ہوا - اور سند مل گئی - تو دیگر خدا شناسان ملک کی ملاقات کے ارادہ پر جہان گردی شروع کی مشائخ قدس سرہم کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض پایا اولاً کوہ جودی کے دامن مین جو بغداد سے سات منزل دور ہے اسوۃ العرفا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کے حضور مین پہونچے - اور جو کچھہ ازلی حصہ نصیب مین لکھا تہا - وہ حاصل کیا - اسی طرح بہ سنجار مین نجم الاولیا شیخ نجم الدین کبری کو - بغداد مین شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی - شیخ اوحد الدین کرمانی - اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کو - ہمدان مین شیخ یوسف ہمدانی کو - تبریز مین شیخ ابوسعید - اور شیخ جلال الدین تبریزی کو - استرآباد مین شیخ ناصر الدین کو - غزنین مین شمس العارفین عبد الواحد پیر شیخ نظام الدین ابو المو مد کو اور لاہور مین شیخ حسین زنجانی مرشد شیخ سعد الدین حمویہ کو دیکھا - ان باخبر مقبولان بارگاہ ایزدی مین سے ہر ایک کی خدمت مین تہوڑے تہوڑے روز حاضر رہ کر ملازمت کی - رازداری کی باتین ہوتی رہین - اور بہت کچھہ معرفت الٰہی کا سرمایہ بہم پہونچایا - گویا خدائی معرفتون کا آپ خزانہ ہوگئے تہے -

آپ کے حالات کا مختصر بیان اس طرح پر ہے - کہ لوگون سے بہت کم ملتے تہے - پہاڑ اور صحرا کے دامن مین بود و باش رکہتے تہے - ہمیشہ تیر و کمان پاس رکہتے تہے - اپنی خورش شکار سے بہم پہونچاتے تہے - پرانی چندیان پیوند لگا لگا کر پہنتے تہے - کم کہانے کی عادت تہی - صبح کے وضو سے عشا کی نماز پڑہا کرتے تہے - اور دن مین دو دفعہ قرآن ختم کیا کرتے تہے -

ایک دفعہ کا ذکر ہے - آپ سبزوار مین ایک ستم پیشہ شخص کے باغ مین اترے ہوئے تہے باغبان نے حاضر ہوکر مالک باغ کی ناقابلیت سے کچھہ گزارش کیا - آپنے اوس پر کچھہ خیال نہ فرمایا - اور باغ سے باہر نہین گئے - اسی اثنا مین مالک باغ اپنے تونگرانہ ساز و سامان کے ساتھہ آگیا جب خواجہ معین الاولیا کے نزدیک پہونچا - تو اوس کے جسم پر ہر عضو مین لرزہ پیدا ہوا - اور چہرہ کا رنگ زرد پڑگیا - ناچار تونگری شوکت کا ساز و سامان تہہ کرکے خادمانہ ہاتھہ باندہ کر

کھڑا ہوا - خواجہ نے ایک بے پروایانہ نگاہ سے اُس کو دیکھا آخر دور گئی سوختہ جاتا رہا - جب باغبان کے نے حسب ارشاد خواجہ - بیہوش کے منہ پر پانی چھڑکا - تب بیہوشی دور ہو کر ہوش مین آیا - اور نیازمندانہ زمین پر سامنے گر پڑا - ارشاد ہوا - نالائق حرکات سے باز آ - چنانچہ باز آیا - اور بیعت ہوا - اوس کے سب ہمراہیون نے بھی فرمان برداری قبول کی -

کہتے ہین - کہ جس سال معزالدین سام نے دہلی فتح کر کے قطب الدین ایبک کے سپرد کی - اور ہنگام واپسی غزنین کے راستہ مین دنیا سے رخصت ہوا اوسی سال خواجہ کے قدوم مبارک سے خاک دہلی نے شرف حاصل کیا ہے - چونکہ یہان پر لوگون کی آمد و رفت زیادہ ہوئی - اور یہ ہجوم آپ کو پسند نہین آیا - لہذا آپنے اجمیر کی طرف عزم فرمایا - حاکم وقت نے سید حسین مشہدی کو اجمیر کا فوجدار مقرر کر کے خواجہ کے ہمرکاب روانہ کیا - فوجدار کمال دل آوری اور شجاعت کام مین لایا جس کے سبب سے بعض اہل زمین مسلمان - اور بعض مطیع اسلام ہوئے - بالآخر فوجدار نے شربت شہادت پیا - اور وہین ایک پہاڑ پر ہمیشہ کے واسطے جا سویا -

کہتے ہین - خواجہ دو دفعہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے دیدار کے لیے دہلی مین تشریف لائے تہے - اور جس مکان مین اب شیخ رشید ملکی کی خوابگاہ ہے - اُس مین اوترا کرتے تہے پہلی بار جو دہلی سے اجمیر کو گئے تہے - تو سید حسین مشہدی فوجدار کے عم بزرگوار سید وجیہ الدین حسینی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر کے ہمراہ لے گئے تہے - ستائیس سال اوس پردہ نشین باعصمت بی بی کے ساتھ بہ خوشی و خورمی زندگی گزاری - اور پسری اولاد بھی ہوئی - ستانوین (۹۷) سال کی عمر آپنے پائی - بعدہ چھٹی رجب ہجری سنہ چھ سو تینتیس (۶۳۳) روز شنبہ کو عالم آخرت کی جانب کوچ فرمایا - اور اجمیر مین خوابگاہ تیار ہوئی - آج اوس کی عمارت نہایت عالیشان ہے - اور ہر سال لوگ گروہ کے گروہ ہر ایک ملک سے عرس کے موقع پر آکر جمع ہوتے ہین - اور جس قدر مشائخ چشت ہند مین مدفون ہین - سب اپنی خلافت کے سلسلہ کو حضرت خواجہ تک منتہی کرتے تہے قدس اسرارہم سوائے ایک سلسلہ شیخ عزیزاللہ منڈو (مانڈو) والہ کے - کہ وہ شیخ رکن الدین نہروالہ سے ملتا ہے - اور شیخ رکن الدین اپنے تیئن چھ واسطے سے خواجہ مودود چشتی تک پہونچاتے ہین - انشاءاللہ العزیز یہ حال اُن کی یاد مین لکھا جاوے گا -

انجمن

یہ انجمن اون خدا بین ذی بصیرت اصحاب کے با فروغ حالات کے بیان مین ہے جنہون نے اپنی نسبت کے

[illegible] ہے میں کا اولیا قدس سرہ [illegible] اور آپ کی رہنمائی سے خداطلبی کے راستہ مین قدم
[illegible] ہے۔ بعض نے خرقہ خلافت [illegible] زندہ دلی حاصل کی۔ اور اُن کے سلسلہ پر ارباب دانش گروہ
کے گروہ چلے۔ اور بعض نے اس طریقہ پر چلنے کی آرزو ہی نہین کی۔ اور ہمیشہ اپنے حجرہ وحدت مین تنہا نشین رہے
قصہ کوتاہ جن معانی کا چہرہ واضح کے رنگ آمیز قلم نے الفاظ کے صفحہ پر کھولا ہی نہین ہے۔ اُن معانی کا راستہ اندیشہ
و دخیال۔ سوائے تمثیل کے پاؤن کے کیسے چل سکتے ہین۔ اس لئے اس ذی معرفت گروہ کی پرحقیقت
حالات کی تعریفات صراحت کے ساتھ نہین لکھ سکا۔ اور چونکہ تشبیہ سے دل ناخوش اور رمیدہ تھا لہذا تشبیہات
سے بھی کام نہ لیا۔ ناچار ہر ایک کے نسب وحسب۔ وطن ومرقد۔ اور بیعت وسلسلہ کے متعلق چند باتین ایسی قلم سے
لکھی ہین۔ جو بالکل سادہ اور صنایع وبدائع کے زیور اور آرائش سے برہنہ ہے۔ تاکہ سننے والے کو آگاہی ہو۔
باوجودیکہ تمثیل اصل کے چہرہ پر ایک نقاب ہوتا ہے۔ تاہم تمثیل اپنی چمک دمک دکھانے سے۔ روحانی
چہرہ کو آئینہ کی طرح جسمانی عکس کی شکل دیتی ہے۔ تمثیل دور بیٹھے ہوئے۔ گوشہ نشینون کو ویسی ہی جلوہ کا سامان
بہم پہونچاتی ہے۔ جیسا کہ نزدیک والون کو نظر آتا ہے۔ تمثیل معنی کی پردہ نشین عروس کی صورت کشادہ رو شاہدون
کے طور پر دکھلاتی ہے اور نیز جن سنور چہرون پر مثل آفتاب کے نگاہ دشواری سے پڑسکتی ہے تمثیل اُن
چہرون کو آسانی کے ساتھ نظر آنے والے ماہ وشون کے سلسلہ مین عیان کرتی ہے۔ لیکن اگرچہ
نکتہ آفرین طبیعت ان ساکنان شہر کشف کو تشبیہ وتمثیل کی امداد سے محسوسات کی آبادی مین پہونچاتی ہے
اور نیز اُن کو کنفی مکان سے نکال کر خیالی مسند پر اس طرح لا بٹھاتی ہے۔ کہ جو کچھ سنا جاوے اقرب بہ فہم ہو۔
با اینہمہ اگر ناظرین غور سے دیکھینگے۔ تو عالم غیب کی مستورون کا حال ٹھیک طور پر اس طرح معلوم نہ کرسکینگے
کہ جس طرح اُن لوگون کا حال معلوم کرسکتے ہین۔ جو حواس اور عقول کے میخانہ مین مست پڑے ہین۔ یہ ایسا ہے کہ
جیسے قیاس غائب کا شاہد پر ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر عالم کے ادراک کے واسطے جداگانہ رسم معین کیگئی ہے۔ ایک عالم
کی اشیا کا۔ دوسرے عالم کی رسمون کے ذریعہ سے ادراک صرف اُنہین اشیا تک پہونچ سکتا ہے۔ جو دونون عالم
مین مشترک ہین۔ اس سے آگے خصوصیات تک نہین پہونچتا **ما بہ الاختلاف** جو عالم کثرت کی آفرینش کا
سبب ہے۔ معرفت کے سامنے ظاہر نہین ہوسکتا۔ ہر موجود او مظہر جس کو اسمائی کمالات اور تفصیلی حسن حاصل
ہے اُس کی ماہیت کی شناخت ہاتھ نہین آتی۔ کائنات کے ذرے ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا نہین ہوسکتے
[illegible] پاسنہ چلنے والا اس طرح کی رفتار سے منزل تحقیق کو نہین پہونچ سکتا۔ پس ایسے مقام پر چپ رہنا۔ سخن کا

مغز پوست سے جدا نہ کرنا - اور راست گوئی سے کام نہ لینا - دورنگی کی علامت ہے -
سنو جی - وہ شخص دانا ہے - جو ہستی کی تعریف کو جس کو ارباب ظاہر نے یونانی حکمت و فلسفہ کی کتابون مین مکڑی کے تنے ہوئے تانے بانے کی طرح تنا ہے چند پست آوازگس طنیتون کا جال سمجھے - مکھی کی طرح اپنی ہمت کا پنجہ اوس مین نہ پھنسا دے - مانند طفل رنگین باتون کے فریب مین نہ آوے - اپنے تئین اس تھوڑی سی طمع شناسی پر حقیقت اشیا کا جاننے والا تصور نہ کرے - وہم مین ڈالنے والے کاغذی نقوش کو نگینہ کی طرح صفحہ دل پر جگہ نہ دیوے - جن نقوش نے جگہ پکڑلی ہے - اون کو مٹ جانے والا سمجھکر فراموشی کی امداد سے صفحہ دل کو سادہ بنانے مین کوشش کرے

شعر	دیوانگی می باید دنا دانیم	المولفہ	تیرگی بخشید دل را حکمت یونانیم	

اس بلند مرتبہ گروہ کی پیروی سے عرفان کا راستہ اختیار کرکے صفائی قلب وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا کی جیسی ریاضت سے حاصل کرے - کشف کی آنکھون سے اصحاب خلوت اور ارباب جلوہ دونون کا تماشا کرکے - ناشناسائی اور وہم پرستی کے کوچہ سے نکل جاوے - اور باطنی ادراک کی روشنی مین حقیقت کے باغون کی سیر فرما کر جامعیت کے تخت پر بحیثیت خلیفہ متمکن ہو - تاکہ اُس کے قوی ادراک کے سامنے دوسرے ضعیف ادراک والون کی لیچ اور پوچ اصطلاحین - عمدہ حیثیت سے فروخت نہ ہونے پاوین - اور سب کی استعداد کا ذاتی جوہر - جس قدر قیمت کا ہو - اُسی اصلی قدر و قیمت پر خریدا جاوے - اُس وقت مضمون لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُّ یَقِیْنًا کا نقد اُس کو حاصل ہوگا - اور اُس کا یقین ایسے بلند درجہ پر پہونچ جاوے گا - جہان نہ افزونی کو گنجایش ہوگی - اور نہ کم و کاست کو - اب مین اُن چند اصحاب کا حال لکھتا ہون - جو اس خوبی اور حسن شمائل کے ساتھ موصوف ہین -

یادِ ارجمند فرزندان معین الاولیا قدس اللہ اسرارہم

بعض کہتے ہین کہ آپ کے کوئی فرزند نہ تھا - آپ حصور تھے - اور بعض کہتے ہین کہ آپ کی دو بیویان تھین - ایک سید وجیہ الدین مشہدی کی دختر - دوسری ایک راجہ کی بیٹی جو خواجہ کے مرید ملک خطاب کی قید مین آگئی تھی - اُس کو مرید نے کو رونمے پیر کی خدمت مین بھیج دیا تھا - علی ہذا القیاس سلطان التارکین ناگوری کا بیان

ل - اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کین - ہم بھی اُن کو ضرور اپنے رستے دکھائین گے ۱۲

ل - اگر پردہ کھل جاوے - تو مین یقین کے اعتبار سے کچھ زیادہ نہ ہو جاؤنگا ۱۲ -

بہی خواجہ کے عیال دار ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جس کو اُن کے فرزند شیخ فریدنے کتاب سرور الصدور مین لکہا ہے۔ وہ یہ ہے۔ ایک روز خواجہ معین اولالیانے عیال دار اور صاحب اولاد ہونے کے بعد مجہہ سے کہا جمیلہ پیشتر جوانی اور تجرد کے زمانے مین جو بات دل مین آتی تہی بطلب یا بلا طلب ظہور پذیر ہوجاتی تہی ۔ اوراب اس زمانہ مین ۔ کبیری اور عیال داری دونون ہوگئی ہین ۔ دل مین آئی ہوئی کوئی بات بہی علم سے عین مین نہین آتی ہے ۔ مینے جواب مین عرض کیا ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے حضرت مریم علیہا السلام کا حال یہ تہا کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا [۵۲] اور ولادت کے بعد یہ درجہ ہوگیا هُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ آپ یہ جواب سنکر بہت خوش ہوئے ۔

خلاصہ کلام یہ ۔ کہ جو بعض اصحاب خواجہ معین الاولیا کو حصور سمجہتے ہین ۔ یہ ان مدارالذکر بیانات کے بموجب محض خیال ہی خیال ہے ۔ بی بی حافظ جمال خاص خواجہ کی دختر ہین ۔ عام شہرت ۔ واقعی امر نہین ہے ۔ شیخ رضی کے نکاح مین تہین ۔ جن کی قبر مندلا کے حوض کے کنارہ پر ہے ۔ جو مضافات ناگور مین سے ہے ۔ اور بی بی نور کی قبر حضرت خواجہ کی پائین ہے ۔ سید محمد گیسو دراز دوسرے فرزندون کو بی بی عصمت سے سمجہتے ہین ۔ اور خواجہ شمس الدین طاہر کو امۃ اللہ کنیز سے کہتے ہین مصرع بجز خدا ے نداند کسے حقیقت حال چند اصحاب کا خیال یہ ہے ۔ کہ آپ کی اولاد تہوئی ۔ مگر خورد سالی سے کوئی بچہ آگے نہین بڑہا ۔ سب خورد سالی مین ہی عالم قدس کو کوچ فرماگئے ۔ بعض نے یہ بہی لکہا ہے ۔ کہ آپ کے فرزندون مین سے چند کس عمرین پاکر درجہ رہنمائی پر پہونچے تہے ۔ اور یہ بیان بہت ہی درست ہے ۔ کہ آپ کے تین فرزند رشید تہے ۔ جو مرشد بہی تہے ۔

سب سے بڑے خواجہ فخر الدین محمد اجمیری ہین ۔ دونون علم کے کمالات سے آراستہ تہے اور صاحب تصرف بہی تہے ۔ پدر بزرگوار کے بعد شیخی اور ہدایت کی مسند کو انہین کے وجود سے آرائش ہوئی تہی ۔

جب خواجہ فخر الدین تاریخ پانچوین شعبان ہجری سنہ چہہ سو اکسٹہہ کو دنیا سے رخصت ہوگئے ۔ تو ان کے منجہلے بہائی خواجہ ضیاء الدین ابوالخیر جانشین ہوئے ۔ بعض کے نزدیک آپ کی کنیت ابوسعید ہے بڑے صاحب کمال اور صاحب حال تہے ۔ یہ بہی ہجری سنہ چہہ سو پچانوین مین عالم صورت سے رحلت فرماگئے ۔

---

[۵۲] جب جب زکریا مریم کے دیکہنے کو اُن پاس اُن کے رہنے کے حجرے مین جاتے تو مریم کے پاس میوہ جات کی قسم مین سے کچہہ نہ کچہہ کہانے کی چیز موجود پاتے ۱۲ [۵۳] کہجور کی جڑ کو پکڑ کر اپنی طرف کو ہلاؤ ۱۲

[۵۳] تنبیہ اس طرح بہی کہا جاسکتا ہے ۔ شاید حضرت خواجہ کو تجرد کے زمانہ مین قرب فرائض کا رتبہ حاصل تہا ۔

تیسرے بھائی شیخ حسام الدین صدر اللہ کر دونون بھائیون سے چھوٹے تھے - یہ لوگون کی نظر سے غائب ہوکر ابدال اور رجال الغیب کے گروہ مین جاملے تھے - اسواسطے سجادہ نشینی پوتون اور نواسون کی طرف منتقل ہوئی سلسلہ اور خانوادہ کا اجرا خود مشرب چشت کے مالک خواجہ معین الاولیا نے خواجہ قطب الاولیا کے سپرد فرمادیا تھا -

شیخ رفیع الدین بایزید اور شیخ نور الدین محمد اجمیری خواجہ معین الاولیا کے پوتون مین سے تھے - یہ دونون بزرگوار تصوف اور سلوک کے طریقون ظاہر و باطن سے آراستہ تھے - بہت برسون تک آباے کرام کے سجادہ پر طالبان خدا کی رہنمائی کرتے رہے -

شیخ حسام الدین سوختہ - خواجہ فخر الدین اجمیری کے فرزند ہین - آپ کا سینہ سوز محبت سے داغدار تھا اور آنکھین درد طلب سے اشکبار رہتی تھین - سلطان نظام الاولیا کی صحبت مین جا پہونچے تھے - ان کی قبر قصبہ سانبھر مین جانب مشرق اجمیر کے راستہ پر ہے - ان کے پدر بزرگوار نے گم شدہ بھائی کی یاد مین ان کے نام پر ان کا نام رکھا تھا - ان کے دو فرزند تھے -

ایک خواجہ معین الدین خرد آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ ہین بیعت ہونے سے پہلے ہی - نفس نافرجام کو لڑائی مین زیر کر لیا تھا - اور خواجہ معین الاولیا کے باطن سے آپ کو فیض حاصل تھا -

دوسرے شیخ قیام الدین بابر بال[۵۱] آپ خوب صورت - دلاور - دلیر - اور بزرگ طینت تھے ان دونون صدر اللہ کر فرزندان شیخ حسام الدین کے بھی فرزندان نامور ہین -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ - جس کا مطلب یہ ہے - وحدت اور وجوب کی جانب کا کثرت اور امکان کی جانب پر غالب ہونا - اس صورت مین حق عیان ہوتا ہے - اور خلق مختفی جس شخص کو یہ قرب حاصل ہوتا ہے - وہ تمام افعال بلکہ احوال کو حق کی طرف منسوب کرتا ہے - اور اپنے تئین بمنزلۂ آلہ کے سمجھتا ہے - اور حضرت خواجہ عیال داری کے زمانہ مین قرب نوافل سے متصف ہوگئے تھے جس کا مطلب یہ ہے - جانب کثرت کا ظاہر ہونا - اور جانب وحدت کا مختفی ہونا - اس صورت مین خلق فاعل نظر آتی ہے - اور حق اوس کا آلہ - بی یبصر وبی یسمع کی حدیث مین اشارہ اسی مرتبہ کی طرف ہے یہ بات میرے ذہن مین آئی ہے - ۱۲ راجی محمد غوثی -

[۵۱] بال یعنی عظمت و شان ۱۲ -

شیخ قطب الدین - آپ خواجہ معین الدین خُرد کے بیٹے ہیں - اجمیر سے آغاز ہوش ہی میں
ہی منڈو (مانڈو)[1] کو چلے آئے - سلطان محمود خلجی نے زمانہ شباب ہی میں آپ کو خطاب چشت خانی
دیکر بارہ ہزار سوار کا افسر کر دیا تھا - جب ایک مدت کے بعد سلطانی تخت کے اثر سے اجمیر پر [illegible] تازہ
ہوا - تو سلطان نے امیر چشت خان کو دینا چاہا - چشت خان کو دلچسپی منڈو (مانڈو) سے ہو گئی تھی اس واسطے قبول نہ کیا

شیخ قیام الدین کے بیٹے شیخ بایزید بزرگ ہیں - آپ صاحب علم تھے - خواجہ معین الاولیا کے روضہ
میں برسوں درس دیا - شیخ احمد مجد اور دوسرے بزرگ آپ کے شاگرد ہیں - جب حکومت دہلی میں بل
چل پیدا ہوئی - تو [illegible] کا غلبہ ہوا - اس وقت شیخ بایزید خود دکن کی طرف کوچ کر گئے - اور
اسی سرزمین میں ایک عمر گزاری - جب خبر ملی کہ اجمیر میں اسلام کو رونق ہوئی - تو پھر آپ [illegible]
سے منڈو (مانڈو) میں آئے - سلطان نے اپنے حسن عقیدت میں شیخ بایزید کو چشت خان کا شریک
کر لیا - چشت خان کو یہ حرکت ناگوار گزری - کسی اہم کام کے بہانہ سے شیخ بایزید کو دور بھیجنا چاہا
اور حضور سلطان میں عرض کیا - کہ [illegible] شیخ بایزید بزرگ پیشتر مدرس اجمیر تھے وہاں کے
اسلام میں سستی آگئی تھی - اس وقت [illegible] نے جہان گردی کو مناسب سمجھا تھا - اب چونکہ اس
شاہی عہد میں بتائید اجمیر بنیاد اسلام از سر نو قائم ہوئی ہے - لہذا ایسا سمجھ میں آتا ہے - کہ اگر صاحب موصوف
اجمیر میں بھیج دئے جاوینگے - تو اس تبدیلی سے [illegible] صورت استحکام پیدا ہو جاویگی چشت خان کی اس گفتگو
پر شیخ بایزید کا اجمیر میں رہنا [illegible] - اسی زمانہ میں بعض لوگوں نے حضور سلطان میں یہ بھی عرض کیا
کہ شیخ بایزید بزرگ - حد سے ضعیف ہیں [illegible] - اس پر سلطان نے اپنی قلم رو کے پرانے اور [illegible]
حال عالموں [illegible] کو طلب کر کے دریافت حال کیا - مخدوم شیخ حسین ناگوری - اور مولانا رستم
نے جو اجمیر کے علما اور مشائخ میں یکتا تھے - [illegible] نے شیخ بایزید بزرگ کی ترقی نسب پر گواہی
دی - شیخ حسین ناگوری نے شیخ بایزید کے فرزند [illegible] کے ساتھ پیوند خویشی بھی پیدا کر لیا تو یہ معاملہ بھی ایک
عادل گواہ ہے -

یادگار ہے از خلفائے معین الاولیا

مولانا ضیاء الدین حامد - آپ حکیم - صاحب علم ریاضیات و طبیعیات تھے - بلکہ کثیر فنون

[1] - مانڈو زمان قدیم میں ایک عظیم الشان شہر آباد تھا [illegible] دھار کے پاس آباد ہیں - اب بالکل ویران ہے - سنگین محلات اور

مدتون کو تفضیح کے ساتھ جانتے تھے۔ لیکن مشایخ کے انکار سے آپ کا دل سیاہ تھا۔ جب صفائی کا وقت آیا۔ تو خواجہ کی خدمت سے اعتقاد کے چراغ نے آپ کے دل کو پر نور روشن بنا دیا۔

ایک امیر ظالم اور فاسق تھا۔ اُس کو خواجہ کے دیدار کی بدولت توبہ نصوح نصیب ہوئی۔ اور جب وہ راہ تصوف میں راسخ ہو گیا۔ تو اُس کو خوان ولایت کی چاشنی ملی۔ اور اپنے وطن بلخ کو اُس نے چھوڑ کر سفر اختیار کی جس وقت حصار میں پہونچا۔ تو جل کے لشکر نے اُس کی عمر کا حصار توڑ پھوڑ کر تباہ کر دیا۔ اسی مقام میں اس کی قبر ہی ہے

اجمیر کے کوہستان میں ایک شخص بلباس جوگیان **اجیپال** نامی تھا۔ ریاضت کی بدولت وہ صاحب استدراج تھا طلسمی علموں کی نمود و نمائش بہت کچھ جانتا تھا۔ اور بہت سے مرید اوس کی خدمت میں جان نثاری کو حاضر رہتے تھے ان میں سے اکثر مریدوں کو اجیپال نے سانپ بنا کر حضرت خواجہ کے تکیہ گاہ پر تعینات کیا تھا۔ حضرت خواجہ نے موسوی معجزہ دکھا کر فرمایا۔ چند سانپوں کو عصا سے مار ڈالا۔ اور بعض کا سر پکڑ کر زمین میں گاڑ دیا۔ کہتے ہیں۔ اُس مقام سے ایک قسم کی گھاس اُگتی ہے۔ جو پیچ کھائے ہوئے سانپ کی شکل کی ہوتی ہے۔ اور لوگ اُس کا نام پیچ اول کہتے ہیں۔ یہ ایک لکڑی ہے ظاہر میں سیاہ اور اندر سے سفید۔ اجمیر کے مہرہ بنانے والے اسکی تسبیح بناتے ہیں مشہور ہے۔ کہ یہ تسبیح جس کے پاس ہوتی ہے وہ سانپ وغیرہ کے آزار سے امن میں رہتا ہے۔

سید حسین مشہدی آپ سلطان قطب الدین ایبک کے امرا میں سردار۔ اور سرکار اجمیر کے لشکر میں افسر تھے۔ حضرت خواجہ کے خاص مریدوں میں سے ہیں۔ اس زمانہ میں خنگ سوار کر کے مشہور ہیں۔ یہیں ایک پہاڑی کے پشتہ پر آپ کی قبر ہے۔

مولانا احمد خادم آپ نے ہمیشہ خدمت گزاری میں عمر بسر کی۔ راز دو جہان کے محرم تھے۔ اجمیر میں قبر ہے

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی۔ آپ کا ظہور مثل آفتاب کے روشنی بیان کا محتاج نہیں ہے

سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی سعیدی سوالی۔ آپ خواجہ کے بزرگ خلفا میں سے ہیں۔ عارفانہ اشعار کہنے کا ذوق تھا۔ یہ رباعی آپ ہی کی ہے **رباعی**

	در باغ وفائے تو نوائے تو گرفت		اے دوست دل خستہ ہوائے تو گرفت	

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ — عمارات حالت تباہی میں ہیں۔ ان میں کچھ بھیل آباد ہیں۔ سابقہ زمانہ میں اس کو منڈد کہتے تھے

ہر چیز کہ گذشت برائے تو گذشت	ہر چیز کہ بگذشت برائے تو گذشت

شیخ نظام ناگوری آپ کا کلمۂ غاب غاب پر عمل تھا - ہمیشہ اپنے پیر کے آستانہ پر معتکف رہتے تھے - الفتح پر آپ کی زبان تھی - اور بدالی پر ایک لحظہ بھی صبر نہین کر سکتے تھے -

شیخ محی الدین سنجری آپ خواجہ کے سفر و حضر مین رفیق اور ہمنشین تھے - خواجہ کی خدمت اور ملازمت سے - جو آپ کی خاص عادت حمیدہ تھی - اپنی مراد کو پہونچ گئے -

غدتی مینی نو دہوتا ہے عقیدت - رغبت - اور صدق کے بار ور درختوں کا جو زمانہ مین ہم عدم سے وجود مین آئے ہین اس زمانہ مین ان بارور درختون کو لوگون کی بد تمیزی کا پالا حادث ہوتا - جس کی وجہ سے یہ تمام درخت خشک ہو کر ایندھن ہوگئے - شیخ عزیز زریا ابن شیخ ... سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی سوالی ناگوری نے ایک کتاب ... تصنیف کی ہے جس مین مذکورہ بالا مضمون کو اس طرح پر درج کیا ہے "ایک روز پدر بزرگوار زبان حقائق بیان سے اس قسم کی حسرت ناک گفت گو فرماتے تھے - کہ"

مجکو بہ قربان ایزدی مشیت اہل زمانہ کو پند و نصیحت ... تین قرن گذر گیے - ہر ایک قرن مین لوگون کے حالات کے اندر جداگانہ کیفیت دیکھنے مین آئی - اول قرن مین ایسا پایا - کہ جس وقت مین منبر پر چڑھ کر بے مثل و بے مانند اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مقدس ... کے متعلق حکمت اور بیان کا آغاز کرتا تھا - تو منبر کے دونون جانب حاضرین مجلس گریہ و نالہ شروع کر دیتے تھے - پھر دوسرے قرن مین یہ حالت دیکھی گئی - کہ اس اندرونی آگ سے شعلہ بھڑکنے کی کیفیت تو جاتی رہی - مگر تاہم اتنی گرمی اور اخگری اثر ضرور باقی تھا - کہ اس کی حرارت - واعظ کے قلب سے متجاوز ہو کر سامعین کی بے رغبتی کی سردی کو دور کر دیا کرتی تھی - اور تیسرے قرن مین یہ کیفیت ہو گئی - کہ تمام حاضرین کی طبیعتین چنگاری کی طرح گرم تھین - مثل کوئلے باہر سے سیاہ اور اندر سے افسردہ ہو گئے - یہانتک کہ بجز جذبۂ عادت کے سوا - مسجد مین آنے کے واسطے کوئی باعث باقی نہین رہا - اور اب اہل زمانہ کے دلون مین بجاے رغبت کے مین سراسر نفرت اور کراہت پاتا ہون -

اور یہ بھی پدر بزرگوار نے فرمایا - کہ"

جس طرح خاتم النبوۃ علیہ السلام کے مبارک عہد مین ... سے دل کی خوشبو آتی تھی - اسی طرح

اب ایسا زمانہ آگیا ہے - کہ دل سے پتھر کی بو آتی ہے - لہذا اس زمانہ مین جس شخص کی ملاقات سے اہل دل ہونے کی خوشبو تم پاؤ - اُس کو اس طرح غنیمت جانو - کہ جس طرح سامان ارث بے رنج و مشقت مل جاتا ہے - اور مال غنیمت کی مانند مفت سمجھکر غیر مترقبہ نعمت تصور کرو - کیونکہ اس زمانہ مین جوہر دل - مٹی مین پڑی ہوئی کوڑی کا حکم رکھتا ہے -

یاد حکیم ضیاء الدین حامد بلخی

آپ - کو فنون علم حکمت سے آگاہ [illegible] تھے - کیا آلہیات اور کیا طبیعیات - لیکن سیاہی باطن سے تصوف کی اصطلاحات کو واہی تباہی باتین سمجھکر گریزان رہتے تھے - ایک روز تقدیر سے آپ کی ایک صحرا مین [illegible] خواجہ معین الاولیا اپنے رفیق کے ساتھ ایک کلنگ کا شکار کرکے کباب بنا رہے تھے - سخن کوتاہ حکیم کو بھوک نے یہانتک مجبور کیا کہ ان دونون بزرگون کی خدمت مین جانا پڑا - اُس شکار کا [illegible] نیچے [illegible] - تو تمام فلسفی حروف بھول گئے اور اُن کی آواز یاد سے جاتی رہی انکار کا [illegible] ہو گیا [illegible] فرشتہ کردیا - آپ مع اپنے تمام شاگردون کے بیعت ہوگئے - اور درجہ ولایت سے [illegible] فرمائے گئے - مصرع ولایت باسعادت ہم قرین شد -

یاد شیخ حمید الدین دہلوی رحمہ اللہ

جس سال اور جس مہینے مین سلطان شہاب الدین محمد سام غوری کی ہیبت سے راجہ پتھورا نے ملک عدم سدھارا لیا - اور دارالسلطنت دہلی فتح ہوا - اُنہین ایام مین خواجہ معین الاولیا غزنین سے لاہور مین تشریف لائے - اور لاہور سے دہلی مین - اثنائے راہ مین ایک روز ایک بتخانہ کے آگے - سات آدمیون کو دیکھا تمام آسایش و آرام سے درگزر کر چند تراشیدہ پتھرون کی پرستش مین مصروف ہین - جو شخص سب مین بڑا تھا اُس کے ساتھ خواجہ نے ایسی رہنمایانہ گفت گو کی - اور ایسا نصیحت آمیز کلام فرمایا - کہ وہ اسلام کا مشتاق ہوگیا - اور اُس نصیحت کی بدولت سب کے سب صورت پرستی کی قید سے نکل کر صورت آفرین کی پرستش کرنے لگے - خواجہ نے سب سے بڑے شخص کا نام حمید الدین رکھکر دوسرون کے نام رکھنے کا وعدہ کیا ہی تھا کہ [illegible] اُس کیا - ہمنے جس طرح کفر مین اور نیز اسلام مین شرکت ہاتھ سے نہین

۔ اسی طرح بہتر ہے۔ کہ نام میں جو ہم سب شریک ہی رہیں۔ اس سبب سے ساتون اشخاص اسی تہہ نام زد تھے۔

یاد شیخ مجدالدین سنجری

آپ نے۔ پیر کی جہان بیمائی کے زمانہ میں۔ پیر کی ہمراہی اور کمان برداری سے اپنے تئین کسی وقت نہ رکھا اس سبب سے آپکی رسائی کا تیر راست پیر کی بدولت۔ مراد کے نشانہ پر بیٹھا۔

یاد شیخ نظام ناگوری قدس سرہ

آپنے اپنی گوشہ نشینی کے واسطے۔ اپنے پیر بزرگوار کے عالیشان آستانہ پر ایک گوشہ اختیار کر لیا تھا۔ درگاہ سے کبھی سر نہیں اٹھایا۔ اور پیر کی خدمت سے ایک لحظہ کی جدائی ہی کمال نقصان کا باعث سمجھتے تھے اکثر پیر کی زبان مبارک پر یہ کلمات آجاتے تھے۔ ہمارا فخر فخرالدین کے ساتھ۔ اور ہمارا نظام نظام الدین کے ساتھ ہے۔ مصرع۔ ناوک اہل دل باآہنشہ بر ہدف ۔

یاد شیخ فخرالدین احمد اجمیری رحمۃ اللہ

آپ کو پیر کی خدمتگاری اور پرستاری میں درجہ غلامی حاصل تہا۔ اور پیر کے ناصحانہ کلام کو قلم سے ما کرتے تھے۔ تمام اپنی زندگی۔ عبادت۔ اور ریاضت میں صرف کر رکھی تھی۔

یاد شیخ عبداللہ رازی

آپ اولاً ایک آتش پرست تھے۔ خواجہ عثمان ہرونی سے مثل خلیل اللہ کرامت دیکھکر اسلام قبول لیا تھا۔ مع خاندان آپکے اسلام لانے کا قصہ طول طویل ہے۔ سابقہ کتب تواریخ میں لکھا ہوا ہے۔ دیکھ لیا جاوے آخر کار خواجہ معین الاولیا کی نظر معرفت سے ولایت اور کمالات کی چاشنی حاصل کرکے درجہ حق شناسی پر سرفراز ہو گئے۔

یاد شیخ صفی الدین ابراہیم پسر عبداللہ رازی

آپ وہی طفل ہیں جس کو کند بہ بناکر خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہ مشتعل آگ میں گھس گئے تھے

گئے تھے اور نمرودی آگ والہ ابراہیمی جلوہ دکھا کر صحیح و سالم نکل آئے۔ کہتے ہیں آپ بہ تلاش پیر ہندوستان میں آئے تھے۔ جب اجمیر میں پہونچے تو خواجہ معین الاولیا کی ملازمت سے شرف حاصل کیا۔ اور خواجہ کی خدمت کے واسطے کمر باندہ کر کھڑے ہوگئے آخر کار ہمت کے ہاتہہ سے ولایت اور سعادت کا دامن پکڑ ہی لیا۔ اور رحلت کے بعد آپ کے روضہ کی دیوار کے نیچے قبر کو جگہ ملی۔

طالبان ہدایت کو واضح ہو۔ کہ صاحبان ارشاد کی تلاش کا خیال ایک تخم ہے جس کو نہ معلوم۔ تقدیر کونسی دل کی ہمیاز مین میں بو کر اُس دل والہ کے ہاتہہ اور پانون مین ایسا دہقانی حوصلہ اور کاشتکارانہ سلیقہ عطا کرے۔ جس کے ذریعہ سے تخم خیال کی پرورش ہوسکتی ہے۔ تاکہ وہ اہل دل اُس بوئے ہوئے تخم کو شائستہ عمل کے ساتہہ سرسبز کرکے نشو ونما مین لاوے۔ اور اُس کے محصول سے خود فائدہ اوٹھا کر ذی احتیاج خوشہ چینون کو بہی اُن کی استعداد کے موافق روزی پہونچاوے۔

یاد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

آپ شیخ کمال الدین احمد موسیٰ اوشی کے فرزند ہین۔ اُوش ماورا ءالنہر مین ایک قصبہ ہے۔ کہتے ہین۔ ڈیڑہ برس کی عمر تہی۔ کہ آپ یتیم ہوگئے۔ جب پانچ سال کے ہوئے۔ تو آپ کی مان نے ایک مہربان ہمسایہ کے سپرد کیا۔ کہ کسی ذی علم معلم کے مکتب مین بٹھا آوے۔ اثناے راہ مین ایک نورانی شکل پیر ہمراہ ہوگئے۔ ان دونون بزرگون نے بالاتفاق آپ کو مولانا حفص کے سپرد کیا۔ اور اُس خضر صورت پیر نے اُستاد سے سفارش کی۔ کہ یہ لڑکا اولیائے کرام مین سے ہوگا۔ اِس کی تعلیم مین کاہلی نہ کی جاوے۔ غالبًا یہ نورانی شخص خضر علیہ السلام تھے آپ کو آغاز ہوش مین پیر طریقت کی تلاش ہوئی۔ چاہا۔ کہ شیخ محمود کے مرید ہوجاوین۔ کہ اسی اثنا مین خواجہ معین الاولیا اوش مین تشریف لائے۔ آپ پہلی ہی ملازمت مین بیعت ہوگئے۔ اور بہت تہوڑے عرصہ مین خلعت خلافت پہنکر سرفرازی حاصل کی بیس سال کی عمر مین ہدایت دہی کی استعداد بہم پہونچا کر بہت سے ارباب سعادت کو دونون عالم کی کمالات پر پہونچایا اُس زمانہ مین آپ کا وظیفہ شبانہ روز کا یہ تہا ڈہائی سو رکعت نماز اور تین ہزار بار درود۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو بقید تاہل پابند کردیا تہا۔ اِس سبب سے تین روز تک معینہ معتاد ادا نہ ہوسکا۔ تیسری شب رئیس احمد کو جو آپ کے خاص مریدون مین سے ہین۔ خاتم الانبیا علیہ السلام کا شرف ملازمت خواب مین حاصل ہوا فرمایا احمد۔ ہمارا سلام قطب الدین کو پہونچا کر ارشاد کرو۔ تین راتین ہوگئین۔ اُن کا تحفہ ہمارے پاس نہین آتا ہے جب

یہ پیغام خواجہ کے کان مین پہونچا - تو خواجہ قطع علاقہ کرکے پیر بزرگوار کی تلاش مین وطن سے چلے - اور بغداد کا راستہ لیا جب بغداد مین پہونچے - تو شیخ الشیوخ شہاب الحق شہروردی شیخ اوحدالدین کرمانی - اور نیز اس شہر کے دیگر مشائخ قدس سرہم کی ملازمت حاصل کرکے استفادہ کیا - ایک روز خبر ملی کہ خواجہ معین الاولیا شہر دہلی مین تشریف رکھتے ہین - جو ہندوستان کا پایہ تخت ہے - لہذا وہان سے شیخ جلال الدین تبریزی کی رفاقت مین ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے - جب ملتان مین پہونچے - تو شیخ بہاء الدین زکریا کی محبت کی وجہ سے یہان چند روز توقف فرمایا - اس زمانہ مین ترکون کے لشکر نے خطا و ختن سے آکر ملتان کے قلعہ کا محاصرہ کر رکہا تہا - قباچہ بیگ وہان کا حاکم تہا - اُس نے دعا کے واسطے التجا کی - کہ دشمنون کی آفت اور ایذا دور ہوجاوے - خواجہ نے اُس کو ایک تیر عنایت کرکے فرمایا - کہ رات کے وقت برج سے ترکون کے لشکر کی طرف چہوڑ دینا - چنانچہ جیسا ارشاد تہا تعمیل کی گئی - بحکم خدائے لایزال صبح تک دشمن کے لشکر مین سے اطراف قلعہ مین ایک متنفس بہی باقی نہین رہا -

القصہ - خواجہ نے دہلی کے دلکشا خطہ مین پہونچکر کیلوکہری مقام مین قیام فرمایا - دہلی کے شیخ الاسلام شیخ جمال الدین محمد بسطامی - اور قاضی حمیدالدین ناگوری جن کا نام محمد ابن عطا ہے - ان اصحاب کی آمد و رفت ہمیشہ آپ کی صحبت مین رہتی تہی - لیکن بوجہ زیادہ مسافت ہونیکے دیر دیر سے پہونچتے تہے - اور اس سبب سے دل تنگ رہتے تہ - لہذا سلطان شمس الدین التمش کی خدمت مین عرض معروض کرکے خواجہ کو شہر مین لے آئے اور ملک اعزالدین کی مسجد کی برابر مین آپ کے اُترنے کے واسطے ایک مکان تجویز کیا - خواجہ نے چند روز بعد خواجہ معین الاولیا کی خدمت مین عریضہ بہیجکر اجازت حاضری چاہی - جواب پہونچا - کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[۵] وہین ٹہیرو - کیونکہ ملاقات کا مقام دہلی ہی قایم ہوچکا ہے - درویش بہی انشاءاللہ وہین آتا ہے ناچار قیام پر راضی ہونا پڑا - چند روز بعد پیر بزرگوار دہلی مین تشریف لائے - اور اون کی ملازمت سے خواجہ نے دلی مراد پائی -

بعض کہتے ہین - کہ جب قطب الاولیا اپنے جملہ دوستون اور متعلقین کے ساتہ ہمراہی پیر روانہ اجمیر ہوئے اور سلطان اقلیم شمس الدین التمش نے مع سلطان تمام امرا اور شرفائے شہر کے عقب سے نالان اور حیران پہونچکر کمال منت اور سماجت سے خواجہ کو لوٹانا چاہا - تو اُس وقت خواجہ معین الاولیا نے بہی فرمایا - قطب الدین - ایک شہر بہر کا دل شکستہ کرنا درست نہین ہے - اور ہمارا فیض کچہہ قرب مکان پر منحصر نہین - لوٹ جاؤ - اور خوش رہو - ہم اور تم ہمیشہ ملے ہوئے ہین - اور اس جگہہ فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ نہ کہ خط مین -

[۵] آدمی جس کو دوست رکہتا ہے - اوسی کے ساتہ ہوتا ہے - ۱۲

ایک روز قاضی حمید الدین ناگوری - خواجہ محمود پوستین دوز - شیخ بدرالدین غزنوی - اور شیخ تاج الدین منور اوشی آپ کی ملازمت مین حوض شمسی کے کنارہ پر ایک مسجد کے دالان مین جمع تھے - اور باہم حقائق کی گفتگو ہورہی تھی ناگاہ ایک شتر سوار جو کبود پوش تھا - اُس حوض کے کنارہ سے غسل کرکے نکلا - اور شیخ تاج الدین منور کو کہا - کہ ابوسعید دمشقی جو دیرینہ نیازمندون مین سے ہے - اُس کا سلام خواجہ کی خدمت مین عرض کردو جب شیخ تاج الدین نے ابوسعید کا نام سنا - فوراً اوٹھ کھڑے ہوئے - جب تک شیخ تاج الدین اُس کنارہ تک پہونچین - تب تک وہ نظر سے غائب ہوگئے -

خواجہ کی بعض خارق عادات کرامتین لکھتا ہون - شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - ایک روز اثنائے راہ مین جس مقام پر آپ کی خوابگاہ ہے - بہت دیر تک کھڑے رہے - اور روتے رہے - اور فرمایا - کہ اس زمین سے دلہائے سوختہ افروختہ کی بو آتی ہے - اُس کے مالک کو بلایا - اور کچھ روپیہ دیکر زمین مذکور خرید لی -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - چونکہ خواجہ کسی کے دئے ہوئے روپیہ کو ہاتھ نہین لگاتے تھے ناچار متعلقین کو روزمرہ کے خرچ کے واسطے قرض لینا پڑتا تھا - ایک روز ایک قرض خواہ نے اپنا قرضہ مانگنے مین آپ کے لوگون پر بڑائی جتائی - لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ[۱] اُن لوگون نے دل تنگ ہوکر عہد کیا - کہ قرض نہ کرینگے اگرچہ فاقہ سے مرجاوین - آپ کو اس کیفیت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگون کو جو خانہ نشین تھے - فرمادیا - کہ اس طاق سے فی کس ایک کاک (روغنی روٹی) گرم روزانہ لے لیاکرین - چنانچہ لے لیا کرتے تھے - اس سبب سے آپ کا نام کاکی ہوگیا -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - کہ ایک روز مین قطب الاولیا کے مرقد مبارک کی زیارت کررہا تھا - اُس وقت یکایک میرے دل مین یہ خطرہ گزرا - کیا صاحب روضہ کو زائر کی آمد و رفت سے آگاہی ہوگی ناگاہ زبان غیب سے یہ بیت میرے کان مین پہونچی - جس نے مجکو آگاہ کیا - **نظامی**

سن آیم بجان گر تو آئی بہ تن	مرا زندہ پندار چون خویشتن

کہتے ہین - کہ شیخ علی سجستانی کی خانقاہ مین ہجری سنہ چھ سو تینتیس تھا - (اور مشائخ چشت کے بعض تذکرون مین چھ سو پینتیس لکھا ہے - اور یہی بیان صحیح اور درست بھی ہے) کہ ایک قوال آیا اور یہ بیت گائی بیت

ہر زمان از غیب جانے دیگر ست	کشتگان خنجر تسلیم را

[۱] - صاحب حق کو حق گفتار حاصل ہے - ۱۲

خواجہ قطب پر بیہوشی طاری ہوئی - اور تین روز تک یہی حالت رہی - جب ہوش ہوا - اور حال دگرگون دیکھا گیا - تو قاضی حمیدالدین نے جانشین کے لیے التماس کیا - فرمایا - پیر بزرگوار کا خرقہ خاص مع مصلیٰ - عصا - اور نعلین کے شیخ فریدالدین مسعود کو پہونچا دینا چاہیے - کیونکہ خانوادہ چشت کا چراغ انہین سے روشن ہوگا - بعدہٗ روز دوشنبہ تاریخ چودھوین ربیع الاول کو آپ واصل محبوب حقیقی ہوئے - خوابگاہ دہلی -

انجمن فرزندان وخلفائے کامگار خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی

النسانی مخصوصات اور اوصاف کے دائرہ کا مرکز - شیوہ سخن دانی اور معرفت ربانی ہے [۱] اور ان دونون عالی قدر جوہرون کا معدن - ذی فیض عالمون - اور صاحب ارشاد خداشناسون کی مجلس عَلَیْہِمْ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰنِ نَعَلَیْکَ بِدَوَامِ لِلْمُلَازَمَۃِ کہتے ہین - آپکے دو بیٹے تھے - ایک خواجہ محمدؒ - یہ خردسالی مین ہی دنیا سے کوچ کر گئے - دوسرے خواجہ تماجی - ان کو رحمانی جذبات اور سکر وصحو کے حالات زیادہ رہتے تھے - ان کی خوابگاہ ان کے پدر بزرگوار کے مرقد کی برابر مین ہے - آپ کے خلفائے کرام بہت سے ہین - مین بعض کے ذکر پر اکتفا کرتا ہون -

(۱) اشرف الخلفا شیخ الاسلام مخدوم **شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہ** ہین - آپکے حالات شہرت مین مثل آفتاب ہین - یہ چند فقرے آپ کے دل پذیر کلام مین سے ہین - یعنی فنا -

(الف) مرتبہ ممکنات مین عبارت ہے اس سے - کہ سالک اپنے حول وقوۃ سے باز آوے -

(ب) - مقام تحقق صفات مین عبارت ہے اس سے - کہ سالک جملہ امور کی نسبتین اپنی طرف سے ساقط کردے - اور

(ج) مقام شہود ذات مین عبارت ہے اس سے - کہ اپنی ہستی سے فراموش اور غائب ہوجاوے اور بقا -

(الف) - اولین درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے - کہ انسان کامل موجودات ممکنہ مین تصرف کرے حق سبحانہ کے حول وقوۃ سے -

(ب) دوسرے درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے کہ انسان کامل اپنے تئین متصف باخلاق الٰہی کرے اور

[۱] - ان پر رحمانی رحمت نازل ہو - پس تمہارے اوپر دوام ملازمت لازم ہے - ۱۲

ج - تیسرے درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے - کہ انسان کامل اپنے تئین ذات باری تعالی مین محو کرے

جو صوفی باقی بعد الفنا ہوتا ہے - وہ ہمیشہ ظاہر مین شریعت کے لباس سے آراستہ - عالم صفات مین

مراسم طریقت ادا کرنے والا - اور ہنگام تجلی ذات - حقیقت قایم کرنے کے ساتھ متصف ہوتا ہے -

(۲) **شیخ محمود بہروالہ** آپ اپنے پیر کے جمال باکمال پر عاشق تھے - ہنگام دیدار کبھی پلک نہین ماری

اور خدمت حضوری سے دوری کبھی پسند نہین کی - برخلاف شیخ گنج شکر کے - کہ وہ دوری کو نزدیکی کے مقابلہ

مین پسند کرتے تھے - اور اس باب مین ذی ارادت صوفیون کے دو مشرب ہین - بعض کا خیال یہ ہے - کہ مبادا

بمقتضائے بشریت پیر کے حضور مین خادم سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جاوے جس مین سوء ادب کا لگاو پایا جاوے

اور یہ بات مخدوم کے تکدر خاطر کا باعث ہو - لہذا دور رہنا - اور پیر کے عادات کا تصور باندھ کر اپنے تئین اُس مین

فانی کرنا بہتر ہے اور بعض نے حضور اور نزدیک رہنے کو اولی سمجھا ہے - اور بعد پر قرب کو فضیلت ہونے کے

بارہ مین بہت سی دلیلین بیان کی ہین - اور دوری پسند کرنے والون کی دلیل کو رد کیا ہے - اور کہا ہے - کہ

تھوڑے سے ضرر کے احتمال سے فوائد کثیرہ کو چھوڑ دینا عقلاً اور نقلاً مستحسن نہین ہے وللناس فیما یعشقون مذاہب[۵]

(۳) **شیخ معز الدین دہلوی** - آپ اولاً تخت دہلی کے سلاطین کے نائب رہ چکے ہین مگر

بعد مین قطب الاولیا کے فقر اور کرامات نے آپ کو درویشی کی طرف کھینچ لیا - لہذا تونگری لباس کو فقیری خرقہ سے

بدل ڈالا - اور پیر کی خدمت مین بیعت ہوگئے - اور معنوی کامیابی حاصل ہوئی -

(۴) **شیخ حامد الدین احمد نہروالہ** - آپ گجرات کے نامور عالمون مین سے تھے - خدا شناسی

کا شوق تھا جب قطب الاولیا کی رہنمائی کا شہرہ متواتر آپ کے کان مین پہونچا - تو عزم دہلی کر کے شرف ملازمت

حاصل کیا - مرید ہوگئے - اور بیعت کے بعد خلعت خلافت پا کر دارین کامیاب ہوئے -

(۵ و ۶) **قاضی سعد و قاضی عماد** ان دونون صاحبون کا تعصب بنائے بدعت منہدم کرنے

مین حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا - ایک روز سماع روکنے کے ارادہ سے قطب الاولیا کی خانقاہ مین پہونچے

روح اللہ روحہ چونکہ صوفیون کے سماع مین حقانی نشہ اور بے اختیاری نشان تھا - اسواسطے آنے والے

بھی جن کی طینت مین منع کرنا داخل تھا - رقص اور ہاتھ ہلانے مین شامل ہوگئے اور پھر مرید بھی ہوئے **بیت** -

کر روی بر سر آن کوچہ وہشیار آئی	او عوی زہد تو آن روز مسلم دارم

[۵] جس شے کے ساتھ لوگ عشق رکھتے ہین - اوس کے بارہ مین اون کے جداگانہ طریقے ہوتے مین ۱۲ -

یاد شیخ محمود نہروالہ

آپ قطب الاولیا کے مرید ہین - قدس سرہ ہمیشہ پیر کی ملازمت مین رہ کر ایک پلک مارنے کی بھی جدائی اپنے واسطے پسند نہین کی - اس مین شک نہین - خداوندان ارادت یعنی مریدون کا دستور دو طرح پر ہوتا ہے بعض مرید ہمیشہ مرشد کے دیدار پر گویا آنکھین سی دیتے ہین - اس خیال سے کہ حقیقی جمال کا مشاہدہ اسی خدا نما آئینہ مین ہوتا ہے - اور اس ذریعہ سے تمام ظلمانی اور نورانی حجاب جو ہستی موہوم اور وجود حق کے درمیان مین ہوتے ہین - مٹا دیتے ہین - اور جدائی کا نام زبان پر لانے کو طریقت کے اندر ناجائز سمجھتے ہین - اور بعض مرید - پیر کے ساتھ یک جہتی اور محبت مستحکم طور پر قایم کر کے ہمیشہ دوری مین پیر کا حلیہ نظر کے سامنے رکھتے ہین - اور ان کو جو کچھ عشق ہوتا ہے - غائبانہ ہوتا ہے - ملازمت اور صحبت پیر سے گوشہ تنہائی کی طرف بھاگتے ہین - خوف یہ ہوتا ہے - کہ مبادا از روے بشریت کوئی بات خلاف ادب سرزد ہو جاوے - کہتے ہین - کہ فرید الحق گنج شکر بھی خیال کر کے ایک مدت کے بعد خدمت پیر مین حاضر ہوا کرتے تھے - اور مجلس سے جلدی ہی اوٹھکر اپنے حجرہ مین چلے جایا کرتے تھے - اور محمود الدہر نہروالہ نے یہ رفتار پسند نہین کی - اور پیر کی خدمت سے اپنی زندگی مین کبھی دور نہین ہوئے - اور پیر کی اجازت سے پیر کی رحلت کے بعد گجرات کو چلے گئے - نہروالہ مین قیام کیا - اور وہین خوابگاہ بھی اختیار کی -

یاد حاجی مجد الدین حاجرمی دہلوی رحمہ اللہ

آپ رسمی علوم کے عالم تھے - مگر سلوک کا قدم - علم ظاہر کے تنگ کوچہ سے باہر نکال کر شوق اور عشق کے میدان مین کبھی نہین ڈالا تھا - ہمیشہ صاحب سماع صوفیون کی سرزنش کیا کرتے تھے - بالخصوص قطب الاولیا اور قاضی حمید الدین کی مجلس سماع کے انکار پر تو آپ کی زندگی تھی - آخر کار جب وقت آیا - تو آپ کی قابلیت نے صوفیون کے عالی مرتبہ گروہ کی طرف اعتقاد پیدا کیا - واقف کار راستہ چلنے والون - صاحب قیاس درویشون اور کامیاب عارفون کی امداد سے مجلس رقص سرود پر فریفتہ ہو گئے - آپ کی یہ ایک دلچسپ بات ہے - کہ محبت کے سات لاکھ مقام ہین - ان مین پہلا مقام یہ ہے - کہ محبوب کے ساتھ موافقت ہو - در اس مقام کا چھوٹے سے چھوٹا درجہ یہ ہے - کہ محبوب کے فرمان پر سر جھکا دیا جاوے - جب تک کسی کو یہ مقام حاصل نہین ہوتا - آگے کو

قدم اُٹھانا دشوار ہوتا ہے۔ لیکن جس وقت محبت مین جوش آتا ہے ۔صبر۔ آرام۔خواب۔ خورش۔ ہوش اور خرد یہ سب کے سب کوچ کرجاتے ہین۔ اور نالہ۔ فریاد۔ بیخودی۔ بیدلی۔گریہ۔ اور شیفتگی۔ یہ تمام صورتین پیدا ہوجاتی ہین۔ اِس وقت مین اگر حکم کے دائرہ سے فرمان برداری کا قدم کسی شخص کا باہرجا پڑے۔ اور وہ سماع مین دست افشانی کرنے لگے۔ تو معذور ہوگا۔ کہتے ہین۔ قاضی سعد اور قاضی عماد۔ سماع کے انکار مین قاضی جلیوری کے شریک غالب تھے ایک روز قطب الاولیا کی مجلس سماع گرم تھی اور صوفیون کی جماعت نالہ وفغان کررہی تھی۔ اِس مجلس کے برہم کرنے کا ارادہ کرکے دونون قاضی مجلس کی عین گرماگرمی کے وقت چلے آئے مگر یہان پہونچکر پابندی شریعت کی طاقت ایک بارگی جاتی رہی۔ اور صوفیون کی طرح دست افشانی کرنے لگے۔ جب پھر اپنی اصلی حالت پر آئے۔ تو اس عجیب وغریب حرکت سے سخت متعجب ہوئے۔ آخرکار منصب قضا چھوڑکر صوفیانہ حجرون مین آبیٹھے۔ اور کاملانِ زمانہ ہوکر درجہ شہادت حاصل کیا۔

یاد شیخ وجیہ الدین یحییٰ دہلوی رحمہ اللہ

صفائی۔ پرہیزگاری۔ ریاضت کا فروغ۔ اور آشنائی کی شعاع۔ یہ صفات آپ کے اقوال اور افعال مین موجود تھین۔ ہمیشہ آنکھون مین آنسو جی مین شوق۔ لبون مین نالہ وولولہ۔ اور دل مین غم وبے آرامی رہتی تھی زمانہ پرست لوگون کے ملنے سے کنارہ رہنا۔ اور تمام وکمال زمانہ زندگی۔ خاموشی کے ساتھ بسر کرنا۔ آپ کی عادت مین داخل تھا۔ رحلت کے بعد دہلی مین خوابگاہ بنائی گئی۔

یاد شیخ فخر الدین زاہدی

مولدا ورخوابگاہ دونون مرٹھ مین ہین۔ اسکندر ذوالقرنین کے خاندان مین اور خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے ہم عصر تھے۔ کہتے ہین۔ ایک سال مال ومتاع سے بھری ہوئی ایک کشتی دریاے جمنا مین ڈوب گئی جن مال والون کو نقصان پہونچا تھا۔ اُنھون نے اپنا حالِ درد۔ خواجہ کی خدمت مین عرض کیا۔ خواجہ نے فرمایا۔ دریا کا یہ کنارہ اِس درویش کے سپرد ہے۔ اور وہ کنارہ برادر فخر الدین سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ کشتی اُس کنارہ پر ڈوبی تھی لہٰذا آفت زدہ لوگ شیخ فخر الدین کے آستانہ پر حاضر ہوکر روئے جھینکے۔ شیخ نے اس مضمون کا رقعہ لکھکر دریا مین ڈالا۔ کہ کشتی کو صحیح وسالم کنارہ پر پہونچادیوے۔ رقعہ نیچے بیٹھ گیا۔ اور کشتی مع مال ومتاع پانی کے اوپر آگئی

سکتے ہین - ایک روز چالیس آدمیون مین سے ایک آدمی نکلکر آپ کے پاس آیا جس کی پیشانی پر کلمہ طیبہ کے حروف لکھے ہوئے تھے - اوسنے کہا - کہ آسمانی آفت اِس ملک کے واسطے بھیجی گئی ہے - لیکن یہ شہر اس زاہد کے ظل حمایت مین ہے - لہذا خرابی سے محفوظ رہے گا - اس بنیاد پر آپ کا سلسلہ زاہدی لفظ کے ساتھ مشہور ہوا مصرع

قبول بندگی مخصوص و باد

یاد شیخ شہاب الدین حق گو

آپ شیخ فخر الدین زاہدی کے فرزند ہین - اور اپنے پدر بزرگوار کے ہی مرید بھی ہین - جہان گردی کا خیال پیدا ہوا تو باپ سے اجازت چاہی - مگر وہ قبول نہین ہوئی - چونکہ باپ کی ناخوشی سے بھی آپ کا ارادہ فسخ نہین ہوا - تو باپ نے دعا دی - کہ جس کو تم سر بر آوردہ کرو - خدا کرے وہ تمہارے ساتھ ایسا برتاو کرے جیسا تم میرے ساتھ کرتے ہو - بات ختم ہوئی - جب آپ دہلی مین پہونچے - تو شروع شروع مین کسی نے ازراہ قبول آپ کی عزت نہین کی - آپنے غصہ مین آکر فرمایا - کہ مین اس اقلیم کی سلطنت فروخت کرتا ہون - خریدار کی تلاش ہے محمد شاہ راستہ مین جا رہا تھا جو تغلق شاہ کا بیٹا - اور شیخ نظام الاولیا کا مرید تھا - اُس کے کان مین یہ آواز پہونچی - نیازمندانہ - آواز دینے والے کے پاس آ بیٹھا - اور نرمی کے ساتھ عرض کیا - اِس متاع کا خریدار مجکو سمجھیے - آپنے فرمایا - تیری منکسرانہ گزارش پر تجھہ کو مفت دیدی گئی - تغلق شاہ کو یہ واقعہ ناگوار گزرا - لیکن جب معلوم ہوا کہ دادوستد اُسی کے بیٹے کے ساتھ ہوا ہے - تو خدائے لایزال کا شکر بجالایا - جب ہر کی تکمیل قبضہ کے ساتھ ہو گئی - تو اوس کو حکمرانی کے نشہ مین بدمستی پیدا ہوئی - یہانتک کہ اُس زمانہ کے عالمون کو اپنی بارگاہ مین فراہم کرکے - ازراہ نالائقی زبان پر لایا - کہ ولایت کے خاتمہ کی طرح - نبوت کے خاتمہ کو عقل تسلیم نہین کرتی ہے اِس بیہودہ بات کے جواب مین علما دور دراز اندیشہ مین جا پڑے - اور بالآخر عرض کیا - کہ شیخ شہاب الدین زاہدی ہم سب سے زیادہ بزرگ اور دنیا و آخرت دونون سے بہرہ ور ہین - اس معرکہ مین اون کا موجود ہونا ضروری بات ہے تاکہ اُن کے اتفاق سے اِس بارہ مین گفتگو کی جاوے - جب شیخ شہاب الدین - اِس پریشان مجمع مین پہونچے - اور حکمران کا مالیخولیا بیان مین آیا - تو شیخ کو غصہ آگیا - چونکہ کوئی ہتیار اُس وقت بہم نہین پہونچا - چارجوتہ اپنے پانون سے نکال کر حکمران کے منہ پر مارا - تاکہ خونخواری کے ساتھ قتل نہ کیے جاوین - اور راہ شہادت مین برہنہ پا جانا نصیب ہو - محمد شاہ یہ حال دیکھکر برہم ہوا - حکم دیا - کہ اس سخت سست کہنے والے شخص کو قلعہ کے اوپر سے خندق مین ڈال دو دو دفعہ اوپر سے نیچے ڈالنے مین تو کوئی اذیت نہین

پہونچی - مگر تیسری دفعہ گرنے کی حالت مین آپ کے پدر بزرگوار کی مثالی صورت نظر آئی - اور آپ کو ہدایت کی - کہ خودداری سے پرہیز کرکے سرائے فیستی سے ملک ہستی کو کوچ کر جاؤ - لہذا آپنے اپنے تئین ایزدی مشیت کے حوالہ کرکے ولایت کو شہادت کے ساتھہ شامل کیا - اور حسینی درجہ پایا - پُرانی دہلی مین آپ کی قبر بنائی گئی - اُس وقت سے آپ بہ لفظ حق گو نام زد ہین - مصرع جزاے کار او دیدار حق باد

یاد قاضی حمید الدین ناگوری

آپ کا نام محمد ہے - اپنے باپ خواجہ عطاء اللہ کے ساتھہ - بزمانہ سلطان معز الدین سام - دہلی مین آئے تھے آپ کو سبھی علوم مین اجتہاد کا درجہ حاصل تھا - پدر بزرگوار کی وفات کے بعد قصبہ ناگور کا عہدہ قضا آپ کے نام سے نامزد ہوا - کمال جرأت کو کام فرما کر منصب کی رعایت کرتے تھے - تیسرے سال خواب مین خاتم الانبیا علیہ السلام نے آپ کو اپنی طرف بلایا - صبح ہوتے ہی عہدہ قضا ترک کرکے خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین کو روانہ ہوئے - زادہما اللہ شرفا - بغداد مین شہاب الاولیا سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - آنکھون نے اور دل نے نور پایا - اور خدمت کے ذریعہ سے تھوڑے ہی دنون مین خرقہ خلافت حاصل کیا - اُن ایام مین خواجہ قطب الدین اوشی بغداد مین تشریف رکھتے تھے - ان دونون صاحبون کے درمیان مین دوستی اور رازداری کا عہد و پیمان استحکام کے ساتھہ ہوا - جب قاضی صاحب - اُس شہر ولایت (بغداد) سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ مین پہونچے - تو ایک روز طواف کے اندر ایک درویش کے پیچھے پیچھے ہو لئے - بیشتر درویش نے پیچھے مڑکر دیکھا - فرمایا - پیروی فی الحقیقة اچھی بات ہے لیکن جب تک صورۃً اور معنیً دونون ہم رنگ نہ ہون - کچھہ سودمند نہین - مین ہر قدم مین ختم قرآن الحمد سے والناس تک کرتا ہون - تم ایسا نہین کرتے ہو - حقیقت مین ایسا اتباع درست نہین ہے - یہ سنکر قاضی صاحب کا حال دگرگون ہوا - القصہ ایک سال مدینہ منورہ مین مجاور رہکر اسکے بعد پھر دہلی مین آکر قطب الاولیا سے ملاقی ہوئے - باہم ایک کو دوسرے کے دیدار سے خوشی ہوئی - وہی دیرینہ دوستی بڑھنے لگی -

کہتے ہین - اُن ایام مین دہلی کے فتوی نویسون اور کاغذی علوم کے عالمون نے راگ کی حرمت اور سننے والون کے تعزیر کے بارہ مین فتوی لکھے تھے - اور کئے بادیگرے دستخطون سے اُنکو مزین کیا تھا - اور قاضی حمید الدین کا یہ حال تھا - کہ سرود و سماع پر فریفتہ تھے - جب یہ مضمون آپ کے کان مین پہونچا - تو شیخ جمال الدین داؤد سے فرمایا - (جو آپ کے محرم دوستون مین سے تھے - اور مذکورہ بالا فتوے پر اُن کی بھی مہر تھی) داؤد - جو جماعت ہنوز قید طبیعت

سے آزاد نہین ہوئی ہے وہ اگر ایسا فتویٰ لکھے۔ تو چندان تعجب کی بات نہین ہے۔ لیکن تعجب تم سے ہے۔ کہ درویشون کی توجہ کی بدولت۔ مردان خدا مین سے ہو گئے ہو۔ اور ابہی تک طفلانہ دہول مٹی سے کہیلتے ہو۔

شیخ جمال الدین داؤد نے پشیمان ہو کر قاضی صاحب کے قدمون پر سر رکہہ دیا۔

سخندانی اور سخنوری مین آپ کو بہت کچہہ کمال تہا۔ اور آپ کی تصنیفات آپ کی سخندانی کی گواہ ہین جیسے لوائح۔ طوالع الشموس در شرح اسماء الحسنی مشتمل بر دو مجلد۔ بہت سی حقائق اور معرفت کی باتین ان دونون کتابون مین اپنی قلم سے صفحہ بر صفحہ لکہی ہین۔

ایک روز شیخ برہان الدین بلخی۔ اور شیخ کبیر خوارزمی عربی گہوڑون پر۔ اور آپ ایک چہوٹے سے خچر پر سوار تہے۔ شیخ کبیر نے فرمایا حمید۔ تمہارا مرکب ضعیف ہے۔ آپنے جواب دیا۔ بیشک لیکن رفتار مین کبیر سے بڑہ کر ہے۔ کہتے ہین۔ تاریخ انتیسوین رمضان ہجری سنہ چہہ سو تینتالیس مین ایکبارگی آپ کو بارگاہ مولیٰ کا اشتیاق حد سے زیادہ ہوا۔ اور اس ناپائدار دنیا سے ملول ہوئے۔ تراویح اور وتر سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ مین سر رکہہ دیا۔ اور واصل حق ہوئے۔ حال آنکہ کسی قسم کی بیماری لاحق حال نہ تہی۔

یاد شیخ فریدالدین گنج شکر

آپ کا نام مسعود ابن سلیمان ابن قاضی شعیب ابن احمد ابن یوسف ابن شہاب الدین ابن فرخ شاہ کابلی ہے کہ دس واسطے سے سلسلہ نسب حضرت فاروق اکبر سے جا ملتا ہے۔ آپکے تیسرے دادا یوسف چنگیزی عہد مین ہندوستان آئے تہے۔ اور قصبہ کہتوال مین قیام فرمایا تہا۔ اسی مقام مین آپ کی باسعادت ولادت بہی ہوئی تہی آغاز جوانی مین رسمی علوم کی تحصیل کرتے رہے۔ پہر ملتان مین آکر ایک مسجد مین گوشہ اختیار کیا۔ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی۔ سمرقند سے۔ سیاحت کنان۔ پیر بزرگوار کی ملازمت کے ارادہ پر۔ دہلی کی طرف جارہے تہے۔ اثنائے راہ میں اس مسجد پر بہی گذر ہوا۔ اور آپ کو ملاقات فیض آثار نصیب ہوئی۔ ایک کتاب سامنے تہی۔ خواجہ نے دریافت فرمایا۔ کیا کتاب ہے۔ جواب دیا۔ نافع فرمایا۔ نافع ہو۔ عرض کیا۔ درویش کا نفع تو خدمت مین تہا۔ بعض کہتے ہیں۔ خواجہ اسی دعہ بنے ہمراہ دہلی کو لیگئے۔ اور بعض کہتے ہین کہ آپنے اثنائے راہ مین سے بارادہ تحصیل علم قندہار اور سیستان جانے کی اجازت لے لی۔ اور تحصیل سے فارغ ہو کر دہلی مین آئے۔ اور خواجہ کے مرید ہو گئے۔ چونکہ اس شہر مین لوگون کے ہجوم سے تشویش پیدا ہوئی۔ اور فراغ عبادت حاصل نہین ہوا۔ اسواسطے ہانسی کی طرف روانہ

ہو گئے - وہان بہی اسی طرح خلائق کا ازدحام ہوا - اور وقت یون ہی غارت جاتا تہا - ناچار اجودہن[۵۱] مین آپہونچے -
چونکہ اس موضع کے لوگ ملنسار اور درویش دوست نہین تہے - لہذا یہین قیام فرمایا - اور نفس کی لڑائی مین کمال
کوشش کی - چند سال تک جو کی ٹکیا پیٹ پر باندہ کر پہلو نشین دشمن (نفس) کو فریب دیتے رہے - اور آخر کار
فتح مند ہوئے - ہند کے تمام مشائخ متفق اللفظ کہتے ہین کہ ریاضت اور پرورش روح مین گنج شکر کی مانند کوئی
درویش پیدا نہین ہوا -

گنج شکر خطاب ہونے کی وجہ مین کئی قسم کے بیانات دیکہنے مین آئے ہین زیادہ تر مشہور یہ ہے - کہ بنجارون
کا ایک قافلہ سر راہ ملا - دریافت کیا تمہارے پاس کیا سامان ہے - اُنہون نے جواب دیا - نمک ہے - فرمایا - نمک ہوگا
آپکے فرمانے کے اثر سے شکر کی بوریان نمک کی بوریان ہوگئین - قافلہ والے بنجارے پشیمان ہوئے - اور اصلیت
معاملہ حاضر ہو کر ظاہر کی - فرمایا - غم نہ کرو - اگر شکر تہی - تو شکر ہوجاویگی - **القصہ** آپ کی عجیب وغریب باتین
سابقہ تواریخ کی کتابون مین بہت کچہہ لکہی ہوئی ہین - راقم کو اُن کے لکہنے کی ضرورت نہین ہے -

ایک روز شیخ نظام الاولیا نے نمک قرض لیکر فقرا کے کہانے مین ڈال دیا تہا جب آپنے اُس مین سے لقمہ اوٹہایا
تو ہاتہہ مین وزن معلوم ہوا - فرمایا - لقمہ کے وزنی ہونے کا کیا سبب ہے - کیفیت حال عرض کیگئی - ارشاد ہوا - صوفی
کو قرض لینا جائز نہین ہے - جو کچہہ ملے - اوسی پر قناعت کرنا چاہئیے - اور فرمایا **الصوفی**[۵۲] **من رضی بالموجود ولا یسعی بطلب المفقود**

عوارف سہروردیہ پر عمدہ عمدہ حاشیے اور اونچی اونچی باتین لکہی ہین - جو مطالعہ سے تعلق رکہتی ہین -
شیخ بدرالدین اسحٰق کو شب رحلت مین فرمایا شیخ نظام الاولیا کو سلام کے بعد کہنا - کہ دوستون کی
جدائی کا رنج اور ملاقات کا شوق - فریدا پنے ہمراہ لیچلا - اور پیر بزرگوار کا خرقہ تمہارے واسطے بہیجا ہے - مبارک ہو
تاریخ پانچوین محرم ہجری سنہ چہ سو چونسٹہہ کو پچانوین سال کی عمر کے بعد - عالم ظاہری سے قدیمی وطن کو
بازگشت فرمائی - جو غیب الغیوب کی بارگاہ ہے -

انجمن فرزندان وچندے از خلفائے شیخ الاسلامی مخدوم شیخ فریدالدین گنجشکر اجودہنی کابلی

کہتے ہین - شیخ الاسلام کے کنار عاطفت مین پانچ فرزند اور تین لڑکیان تہین - انہین آٹہون کے احوال اخلاق
اور افعال - آٹہون بہشت کے لیے سامان سرسبزی ہین - ان آٹہون بارور اور سایہ دار پودون کی برکت سے دنیا کے

[۵۱] اب پٹن کے نام سے نامزد ہے ۱۲ [۵۲] صوفی وہ شخص ہے - جو موجود پر راضی ہو - اور معدوم موجود کی تلاش مین کوشش نہ کرے ۱۲ -

بلاغ مین ولایت اور ہدایت کے بہت سے ثمر ایسے بہم پہونچے - جن کی شان لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ ہے - اور جن سے ارباب زمانہ کو کمال فیض اور فائدہ پہونچا ہے -

پہلے فرزند کا مبارک نام **شیخ نصیر الدین نصر اللہ** ہے - آپ کے بھی ایک لڑکے تھے **شیخ بایزید** نام - درویشون کی خواہ بو بالکل انہین موجود تھی - شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ کمال مالوہ - جن کا روضہ قصبہ دہار مین ہے - انہین شیخ بایزید کے فرزند ارجمند ہین - اس زمانہ مین مالوہ کے اندر شیخ کمال کی نسل سے ایک جماعت کی جماعت ہے - اللہ جل شانہ اس جماعت کو اس کے آبائے کرام کی نیک عادتین عطا فرماوے -

دوسرے فرزند **شیخ شہاب الدین** تھے - آپ درسی اور حقیقی علوم کے عالم - اور شاہراہ تقوی تحقیق کے سالک تھے - عوارف کے درس مین شیخ نظام الاولیا کے ہم سبق رہ چکے ہین شیخ نظام الاولیا کا بیان ہے چونکہ گنجشکر والا نسخہ باریک قلم سے لکھا ہوا - اور کسی قدر غیر صحیح تھا - اسوجہ سے درس کے وقت تامل اور دیر لازمی ہوا کی - ایک روز عرض کیا گیا - کہ شیخ نجیب الدین متوکل کے پاس جو کتاب ہے - اُس کی عبارت صحیح ہے اور خوش خط ہے یہ بات طبع مبارک پر شاق گزری - اور تھوڑی دیر غور کیا - پھر عصہ مین آکر کئی دفعہ فرمایا - شاید درویش کو غیر صحیح کی تصحیح کی طاقت نہین ہے - فقیر نے سر نشگاکر کے قدم مبارک پر رکھدیا - اور عذر کر کے معافی تقصیر چاہی - قبول نہین ہوئی - مین تنگ دل ہوکر جنگل کی طرف چلا آیا - اور جان و ایمان کے سلب ہوجانے کا خوف تھا - جس کے سبب سے حیران وبیقرار پھرتا تھا - اتنے مین شیخ شہاب الدین کو یہ حال معلوم ہوا - آپنے میری شرمندگی اور غمگینی اس خوبی کے ساتھ اپنے پدر بزرگوار کے حضور مین بیان کی - کہ مقبول ہوگئی - چنانچہ پیر بزرگوار نے اپنے حضور مین مجکو طلب فرماکر قصور معاف کیا خوف اور نا امیدی کا میل کچیل - اندوہگین خاطر سے دور کردیا اور پریشان دل کو امیدوار کر کے اطمینان دلایا - دوسرے روز ارشاد کیا کہ پیر مرید کی مشاطہ ہوتا ہے - اور اُسی روز خلافت کا خلعت عطا فرماکر سرفرازی بخشی -

تیسرے فرزند **شیخ بدر الدین سلیمان** تھے - چونکہ انوار الٰہی کی چمک دمک آپ کی سیرت اور صورت سے نمایان تھی - لہذا آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے - اور گنجشکری سجادہ کا بچھانا - اور شیخ الاسلامی راستہ کا چلنا آپ کو نصیب ہوا - کہتے ہین - خواجہ زور اور خواجہ عوریہ دونون بزرگ چشت سے اجودھن مین آئے ہوئے تھے حضرت گنجشکر نے سجادہ نشین کو ان دونون بزرگون کا مرید کراکر آپ کو کلاہ خلافت دلوادی تھی - جب آپ کی عمر کی باری تمام ہوئی تو اپنے باپ کے حظیرہ منورہ مین خوابگاہ تجویز کر کے سو رہے -

چوتھے فرزند **خواجہ نظام الدین** تھے - آپ کے مہربان باپ - آپ کو اپنا یوسف سمجھکر آپ کے ساتھ

یعقوبی برتاؤ کیا کرتے تھے - اور آپ اپنا احوال حقیقت سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکھتے تھے۔ ایک فوز مشرکون کے
ساتھ جنگ غزا کا اتفاق آپڑا - تو تنہا چند آدمیون کو روانہ دوزخ کرکے خود ذریعہ شہادت عازم بہشت ہوئے -
کہتے ہین - آپ کا کالبد لڑائی کے مقام پر باوجود تلاش دستیاب نہین ہوا - آپکے ایک فرزند تھے صاحب کمالات
خواجہ ابراہیم نام اور خواجہ ابراہیم کے بھی ایک لڑکے تھے - **خواجہ عزیزالدین** نام جن کو شیخ نظام الاولیا
کی ملازمت سے ظاہری اور باطنی فضیلت اور ولایت حاصل ہوئی تھی - اور روضہ نظامیہ مین ہی آپ کی
بھی قبر ہے -

پانچوین فرزند **شیخ یعقوب** تھے - آپ سب سے چھوٹے تھے - سید امیر خرد کرمانی اپنے والد ماجد کے زبانی
روایت کرتے ہین - کہ وہ فرماتے تھے - مین شیخ یعقوب کی خدمت مین کمال دلبستگی رکھتا تھا - آپنے ملامت اور خرابات
نشینی کو اپنے درویشانہ مراتب کا برقع بنا رکھا تھا - چنانچہ ایک دفعہ رات کا ذکر ہے جس شہر مین آپ رہتے تھے - وہان
کے حاکم کے پیٹ مین ایسا سخت درد ہوا - کہ گویا اُس نے ملک زندگانی کے غارت کرنے پر کمر ہی باندھ لی تھی - حاکم کے
ملازمین شیخ یعقوب کی جستجو مین پھرنے لگے - کہ شاید آپ کی جان فزا دعا کی برکت سے ہی یہ ملک آباد رہے -
کمال تلاش کے بعد سر ننگا اور بال اُلجھے ہوئے - اِس حیثیت کے ساتھ ایک میخانہ مین پڑے ہوئے ملے - حاکم کے درد
کی کیفیت عرض کی گئی - فرمایا - ہمارا یومیہ خرچ تمام ہوگیا تھا - وہان سے اوٹھے اور حاکم کے مکان مین پہونچے - اور اپنے
دست مبارک سے شکم حاکم کو مس کیا - اُسی وقت فوراً صحت ہوگئی - حاکم نے بہت کچھ جنس اور نقد نذر کیا -
کہتے ہین صبح تک تمام خیرات کردیا - آفتاب نکلتے نکلتے ایک کوڑی بھی باقی نہین رہی - آپ کو قصبہ امروہہ کے حدود
مین رجال الغیب اپنے ساتھ لے گئے - اور لوگون کی نظرون سے چھپا دیا - آپ نے دو لڑکے چھوڑے جن کے عادات اور
اطوار بزرگان سلف کی مثل تھے - اور نیز ظاہری و باطنی فضیلتین بھی رکھتے تھے - ایک **خواجہ معزالدین**
جنھون نے مقام دیوگیر مین شہادت پائی - دیوگیر کو اس زمانہ مین دولت آباد کہتے ہین - دوسرے **خواجہ قاضی**
اِنھون نے دہلی مین رحلت کی -

پانچون فرزندون کا تو بیان ہوچکا - اب سنئے لڑکیون کا حال اس طرح پر ہے کہ بڑی لڑکی کا نام **بی بی
مستورہ** تھا - جنھون نے اپنی تمام عمر عصمت و عفت کے ساتھ گزاری -

دوسری **بی بی شریفہ** جو زہد و عبادت مین اپنے زمانہ کی رابعہ تھین - اور حضرت گنجشکر آپ کے بارہ مین
اکثر فرمایا کرتے تھے - کہ اگر عورتون کو خلیفہ کرنا جائز ہوتا تو مین شریفہ کو اپنا خلیفہ اور سجادہ نشین کردیتا -

تیسری بی بی فاطمہ جو مولانا بدرالدین اسحٰق کے نکاح مین آکر خانوادۂ مشیخت کی دلہن بنین۔

اولین بختہ ستورہ کے ایک فرزند تھے خواجہ عزیز صوفی نام تہا۔ ابوالآبا آدم صفی اللہ کی خلافت

کے تمام اطوار آپ مین پائے جاتے تھے۔ اپنی قلم سے مختلف طرح کے خطوط نہایت خوبصورتی سے لکھتے تھے۔

تحفۃ الابرار فی کرامتہ الاخیار شیخ نظام الاولیا کے مناقب مین اور نیز اُن کی عمدہ عمدہ باتون کے بیان مین آپ کی

تصنیفات سے ہے۔ آپ کے ایک لڑکے تھے خواجہ قطب الدین حسن ان کو خلافت کا خلعت چراغ دہلی

شیخ نصیرالدین محمود کی خدمت سے حاصل ہوا تہا

تیسری دختر بی بی فاطمہ جو تہین۔ ان کے شوہر بدر اسحٰق جب عالم بقا کو کوچ فرما گئے۔ تو شیخ نظام الاولیا نے

دہلی مین بلالیا۔ اور کمال درجہ خدمت گزاری کی۔ آپ سے دو فرزند یادگار رہے۔ خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ

خواجہ احمد نیشاپوری شیخ الاسلام کے خاص مریدون مین سے تھے۔ اُنہون نے باتفاق رائے شیخ نظام الاولیا

ان دونون عالی قدر گوہرون کی پرورش فرمائی۔ اور کمالات انسانی کو پہونچایا جس کے معنی یہین "بازگشت کرنا اس

عالم خاک سے عنصری لباس مین وحدت کے جہان پاک کو" جب عنصری علائق سے علیحدہ ہو کر کوچ کرنے کا

وقت آیا۔ تو روضہ نظامیہ مین خوابگاہ بنی۔

شمارۂ برگزیدہ خلفائے گنجشکری

شیخ جمال الدین احمد ہانسوی جونکہ طریقت اور حقیقت کا جمال اور جمال کی چمک سلوک کا آپ کے

حالات سے عیان تہی۔ لہذا پیر کی قلبی اور نظری توجہ کے اثر سے آپ کا صدق وصفا حد کمال کو پہونچ گیا تہا۔

مولانا برہان الدین ابن شیخ جمال ہانسوی۔ کہتے ہین۔ جب شیخ جمال کی روح بدن کے مستعار

لباس سے مجرد ہو کر رحلت کر گئی۔ تو خلافت کا خرقہ اور عصا جو شیخ جمال کے پاس تہا۔ باشارہ پیر منجملہ تمام فرزندون

کے صرف برہان الاولیا کو عنایت ہوا۔

شیخ علی صابر جب آپ کی سند جمال الخلفا نے چاک کردی۔ تو آپ کی مان نے جو حضرت گنجشکر کی

ہمشیرہ تہین۔ کیفیت حال بہائی کی خدمت مین عرض کی۔ فرمایا جمال کے چاک کیے ہوئے کو فرید نہین سی سکتا ہے

جب صابر نے جواب کا مضمون سنا۔ تو اپنے اسم اور رسم کے مطابق اپنی مان کو بہی تلقین صبر کی۔ اور کہا۔ کوئی غم کی

بات نہین ہے اگر جمال کے مضطرب ہاتہ نے صابر کی خلافت کی سند چاک کردی۔ تو صابر کے صبر کے ہاتہ نے بہی

جمال کی سند کا ورق پھاڑ ڈالا - اب کوئی بزرگ جمال کی رہنمائی سے حضرت گنجشکر کے سلسلہ کو نہیں پہونچ سکتے ہین - شیخ جمال کی خلافت شیخ جمال پر ہی ختم ہو گئی - اور کوئی شخص ان کے ذریعے سے سلسلہ داری کے درجہ کو نہین پہونچا -

شیخ علاء الدین محمد ابن شیخ بدر الدین سلیمان ابن شیخ الاسلامی - اپنے باپ کے بعد دو قرن تک اپنے موروثی سجادہ پر سلسلہ داری کی - اور سجدہ شکر گزاری ادا کرتے رہے - جب آخرین سفر پیش آیا - تو اپنے جد امجد کی حظیرہ کی زمین مین خوابگاہ اختیار فرمائی - سلطان محمد تغلق نے ایک بلند کرسی کا گنبد آپ کے مرقد پر تعمیر کرایا - اور آپکے فرزند **شیخ معز الدین** کو معز الملک کا خطاب دیکر گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا - شیخ معز الدین نے گجرات مین ہی رحلت کی - شیخ علاء الدین کے دوسرے فرزند **شیخ علم الحق والدین** تھے - یہ شیخ الاسلامی کے منصب پر سرفراز ہو گئے تھے - اور نیز آپ کو دونون عالم مین تصرف حاصل تھا -

شیخ محمد تاج پسر خواجہ تاج الدین محمد - آپ کے حالات مین ایک بزرگ شان پیدا ہوتی تھی آپنے سلطان مظفر گجراتی کے عہد مین تاج العلما کا خطاب پایا تھا -

شیخ نور الدین احمد منڈو (مانڈو) والہ آپ بھی حضرت گنجشکر کی پاک نسل سے ہین - ہمیشہ سُکر کی حالت مین رہتے تھے -

شیخ فخر الدین گنج اسرار جونپوری - آپ کا باصفا دل - انوار اور اسرار کا خزانہ تھا فرمایا کرتے تھے - کہ درویشانہ کمال نے میرے باطن مین بدون کسی مظہری (انسانی) منت کے خود از طرف رب ظہور کیا ہے - اور شیخ نظامی گنجوی کی ابیات اپنے حال سے منطبق کرکے پڑھا کرتے تھے - یہ ابیات آپکے جداگانہ بیان مین لکھی جائینگی - آپ کے مرید بہت ہین - خوابگاہ جونپور -

شیخ علاء الدین عرف فیل مست - آپ بہ لفظ فیل مست نامزد تھے -

شیخ نور الدین - آپ حضرت گنجشکر کی اولاد مین سے ہین - اپنے دادا شیخ تاج الدین ابن شیخ عبد الصمد ابن شیخ منور اجودھنی کے مرید ہین - جن کو لوگ فرید ثانی - اور اپنے وقت کا گنجشکر کہا کرتے تھے تاریخ پندرھوین ربیع الثانی ہجری سنہ نو سو سینتالیس کو عالم فانی سے کوچ کیا - قلعہ دہلی کے میدان مین آپ کی قبر ہے -

القصہ - ہند اور سندہ کے تمام شہر اور اطراف تمام و کمال شیخ الاسلام کی اولاد کی سکن اور قدوم کی برکت سے دار الولایت بنے ہوئے ہین - اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی عنایت سے اس فروغ کو افزونی - اور استمرار عطا فرماوے **الی یوم التناد**

یاد شیخ جمال الدین احمد خطیب ہانسوی

آپ حنفی النسل ہین - حضرت گنجشکر آپ کو بہت دوست رکھتے تھے - یہانتک کہ آپ کی محبت مین بارہ سال کامل ہانسی مین قیام فرمایا - اور یہ بات قرار پاگئی تھی - کہ میرے خلیفون مین سے جس کسی کو میرا جمال مناسب جانے اُس کی خلافت مجکو تسلیم ہے شیخ جمال الدین جب کسی کا اجازت نامہ چاک کر دیتے تھے - تو اس کے بارہ مین حضرت گنجشکر فرمایا کرتے تھے - جمال کے چاک کیئے ہوئے کو فرید نہین سی سکتا ہے - یہ شیخ جمال کے سراپا نصیحت کلمات مین سے ہین "گفتار بے کردار زیب نہین دیتی ہے - جس کی سی رفتار تم نہ چل سکو - اُس کی گفتار چھوڑ دو - کیونکہ ایسی گفتار بالکل غیر موثر ہوتی ہے" جب آپکی ملاقات شیخ بہاءالدین زکریا سے ہوئی - تو شیخ زکریا نے آپ کو اپنے جملہ خلفا پر ترجیح دی تھی - اور جو دعوی از روئے صحبت حضرت گنجشکر کی خدمت مین حاصل تھا اُس بنیاد پر لکھہ بھیجا تھا - کہ مین اپنی تمام مریدون اور خلفا کو تنہا شیخ جمال الدین سے بدلہ مین آپکے روبرو پیش کرتا ہون - مروت کی بات یہ ہے - کہ سودا درہم برہم نہ کیا جاوے" حضرت گنجشکر نے جواب مین لکھا "جمال میرا جمال ہے - معاوضہ مال مین ہوسکتا ہے نہ جمال مین" شیخ جمال الدین کی ایک نظم ہے - جس مین اولیائے خدا کے مراتب اور رجال اللہ کے حالات نظم کیے ہین - اس نظم کے پڑھنے سے آپ کی عمارہ خوا ور عرفان کی کیفیت کسی قدر نمایان ہوتی ہے -

یاد شیخ عارف ملتانی رحمہ اللہ

آپ حاکم ملتان کے پیش امام تھے کہتے ہین - حاکم ملتان نے ایک دفعہ کچھہ نقد آپکے ہاتھہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین بھیجا تھا - آپنے از روے حرص و طمع آدھون آدہ کر کے ایک حصہ نظر عالی مین پیش کیا حضرت گنجشکر نے فرمایا - عارف - تمنے برادرانہ حصہ اچھا کیا - آپ یہ نکتہ بالت مین تو دبتے - اور جو کچھ چھپایا تھا - سامنے لاکر رکھہ دیا اور نوکری کو الوداع کہکر حضرت گنجشکر کی ملازمت اختیار کی - چند روز بعد آپکے کام مین شائستگی پیدا ہوگئی - لہذا حضرت گنجشکر نے خرقہ خلافت اور اجازت نامہ آپ کو دیکر قندہار اور سیستان جانے کا حکم صادر فرمایا - کہ وہان کے باشندون کی رہنمائی کرنا - آپنے نامہ کو بوسہ دیکر خدمت مین رکھہ دیا - اور عرض کیا - کہ رہنمائی بہت بڑا کام ہے - مجھہ جیسے شخص سے خوبی اور شائستگی کے ساتھہ انجام نہین پاسکتا ہے - بہتر یہ ہے - کہ سفر حجاز کی مجکو اجازت فرمائی جاوے - تاکہ باقی ماندہ زندگانی مسی ابراہیمی مقام مین بسر کرون - القصہ دونون طرف سے آخرین بات پر قرار داد ہو کر عمل در آمد ہوا صبح سعادت سعادت در وزنشین باد

یاد شیخ شمس الدین داؤد پالھی

پالھی - رودلی کے دیہات مین سے ایک دیہ ہے - آپ حضرت گنجشکر کے خاص مرید - اور شیخ نظام الاولیا کے ہمراز اور ہم سفر تھے کہتے ہین - ہر روز صبح کو گہر سے نکل کر جنگل مین چلے جایا کرتے تھے - جنگل کے تمام جانور آپ کے گرد جمع ہوجاتے تھے - اور کسی درندہ اور چرندہ مین کسی قسم کی آزار رسانی اور خوف باقی نہین رہتا تھا - منتظرانہ آپ کے جمال مین نظر کرتے رہتے تھے - اور آپ حالت مراقبہ مین مستغرق ہوتے تھے جب رات ہوجاتی تہی - تو اپنے گہر آجاتے تھے - اسی حالت سے زندگی گزاردی مصرع دل رباے النفس و آفاق بود -

یاد مولانا احمد حافظ دہلوی

آپ رسمی اور حقیقی علوم کا خزانہ - اور پرہیزگاری اور معرفت کی کان تھے - شیخ نظام الاولیا سے روایت ہے - فرماتے تھے - مین ایک بار حضرت گنجشکر کے مقدس روضہ کی آستانہ بوسی کے لیے جارہا تھا - سرسی موضع مین آپ سے ملاقات ہوئی جب آپ کو معلوم ہوا - کہ مین کہان کا عزم رکہتا ہون - تو پیغام فرمایا - امید ہے - کہ تم جلد پہونچوگے - روضہ مقدس کو میرا سلام کہنا اور التماس کرنا - کہ دنیا کے طالب - آخرت کے طالب - اور نیز دونون کے طالب - روے زمین پر بہت ہین - لیکن اس نیازمند کی آرزو سواے اس کے نہین ہے - کہ اس کی دعاے تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ قبول ہوجاوے -

مصرع رفیق جان تنہا یا داد باد

یاد شیخ بہاء الدین محمد سیکری وال

آپ شیخ الاسلام گنجشکر کی پاک نسل سے ہین - نافرمان نفس کی جنگ مین - فقر اور تنگ دستی کے قبول کرنے مین اور مال و منال چہوڑ دینے مین - اپنی بزرگوار آباؤ اجداد کی مثل تھے - اور بہت کچھ شائستگی کے آثار آپ کی پیشانی سے نمایان تھے رحمہ اللہ مصرع دلش بود از مواہب بحر مواج -

یاد شیخ بہاء الدین زکریا پور مولانا وجیہ الدین ابن علی شاہ قریشی خوارزمی

آپ کی والدہ ماجدہ - مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر ہین - آپ کی ولادت کوت کرور مین ہوئی - جو قلعی سبکتگین کے بیٹے نے ہندمین فتح کیئے تھے اُن مین پہلا قلعہ ہے - آپ کی خوابگاہ ملتان مین ہے - بارہ سال کی عمر مین قرآن حفظ کرلیا تہا - اور قرأت بہی حاصل کرلی تہی باپ کے ذریکدانہ کی طرح آپ کو یتیم چہوڑا - خراسان مین جاکر کتابی علم سیکھا - اور بخارا مین

۵۱ - تو مجکو اپنی فرمان داری کی حالت مین (دنیا سے) اوٹھا لے - اور مجکو (اچھے) نیک بندون مین لے جا داخل کر ۱۲ -

پہونچکر درجہ اجتہاد مین قدم رکہا۔ اخلاق مین ایسی شائستگی بہم پہونچائی۔ کہ اہل زمانہ آپ کو بہاءالدین فرشتہ کہتے تہے۔ بہر حرمین کی خاک بوسی کے لیے بخارا سے جنبش فرمائی زادھما اللہ شرفاً پانچ سال مدینہ منورہ مین قیام فرمایا۔ اُس زمانہ مین شیخ کمال الدین محمد یمنی موجود تہے۔ جو عرب کے محدثین مین سے تہے۔ اون سے احادیث صحاح کی تصحیح کرکے سند حاصل کی اور برسال اُن کی ہمراہی مین حج کو آتے تہے۔ پہر بغداد مین شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کی ملازمت مین پہونچکر حقیقۃً بیعت ہوگئے۔ اور سترہ روز کے اندر خرقہ خلافت حسب فرمان خاتم الانبیا علیہ السلام لیکر واسطے ملتان کی اجازت لی۔ جو صوفی لوگ سابق سے حاضر خدمت تہے اُنہون نے اس حال پر رشک کیا۔ اور شیخ کو فروغ باطن سے یہ حال معلوم ہوگیا۔ فرمایا۔ کہ تمہاری لکڑیون مین اسکان کی نمی ابہی باقی ہے۔ اس سبب سے آگ جلد اثر نہین کرتی ہے۔ اور بہاءالدین کی لکڑیان خشک ہوگئی ہین۔ اس وجہ سے پہونچتے جلد شعلہ پکڑلیا۔ حضرت گنجشکر فرماتے ہین۔ ایک روز مین شیخ بہاءالدین کے نام خط لکہنا چاہتا تہا۔ یہ تامل تہا کہ عنوان القاب کیا لکہون۔ اتنے مین لوح محفوظ پر نگاہ جا پڑی وہان آپ کا لقب شیخ الاسلام لکہا ہوا دیکہا۔ چنانچہ یہی لقب لکہدیا۔ کہتے ہین۔ دونون جہان کا کمال آپ کو حاصل تہا۔ اور خرق عادات یعنی کرامتین انواع و اقسام کی واپسین نفس تک آپ سے صادر ہوئین۔ ساتوین صفر ہجری سنہ چہہ سو پینسٹہ ۶۶۵ کو ایک روشن ضمیر مرد آیا۔ اور شیخ صدرالدین عارف کو سربمہر رقعہ دیا۔ اور کہا۔ اپنے پدر بزرگوار کے پاس پہونچادو چنانچہ پہونچادیا گیا۔ محبوب کے خط کا پڑہنا تہا۔ کہ عمر گرامی کا زمانہ پورا ہوا۔ شیخ صدرالدین نے باہر سے وَصَلَ الْحَبِیبُ اِلَی الْحَبِیبِ[۵۱] کی آواز سنی۔ جب اندر پہونچے۔ تو باپ کو واصل بحق پایا۔ اور کہنے والا کوئی موجود نہ تہا جس طرح بفحوائے وَلَقَدْ زَیَّنَّا[۵۲] السَّمَاءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیحَ دنیا کی آسمان کو ستارون کے چراغون سے آرائش ہے۔ اسی طرح آپ کی نسل کے آسمان کو سات اختر سے آرائش حاصل ہوئی تہی۔ (۱) شیخ کمال الدین (۲) شیخ صدرالدین عارف (۳) شیخ شمس الدین محمد (۴) شیخ علاءالدین یحیی (۵) شیخ محبوب مجذوب (۶) شیخ برہان احمد (۷) شیخ ضیاءالدین حامد قدس اللہ اسرارہم ایک روز چند صوفی آپ کے نزدیک تونگری کی مذمت کرتے تہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ دنیا تہوڑی سی چیز ہے جو تمام دنیا والون مین تقسیم ہے۔ پس ایک چہوٹے سے حصہ کی مقدار کتنی ہوگی۔ نیز فرمایا کرتے تہے۔ مال معنوی سانپ ہے جو شخص سانپ کا افسون جانتا ہے اوس کو سانپ کا زہر نقصان نہین پہونچاتا ہے اور کبہی یہ بہی فرمایا کرتے تہے دنیاداری کو درویش کے رخسارہ پر نیل کا نشان سمجہنا چاہیئے۔

---

۵۱ حبیب حبیب سے مل گیا ۱۲ ۵۲ اور ہمنے ورے آسمان کو (ستارون کے) چراغون سے سجا رکہا ہے ۱۲

یاد شیخ فخر الدین ثانی

آپ شیخ شہاب الدین حق گو کے فرزند۔ خلیفہ۔ اور جانشین ہین۔ کہتے ہین۔ فیروز شاہ کے عہد مین سید جلال مخدوم جہانیان آپ کی ملاقات کے واسطے اوچہ سے دہلی مین تشریف لائے تھے۔ سلطان فیروز نے استقبال کیا۔ جب مخدوم کا دیدار دیکھا۔ تو سلطان کو سعادت حاصل ہوئی۔ اور اعتقاد زیادہ ہوا بیعت ہوگیا۔ دوسرے روز مخدوم جہانیان۔ آپ کی خانقاہ مین آئے۔ آپ کی عادت تھی۔ کہ ہمیشہ بے لکھے ہوئے چند ورق سامنے رکھا کرتے تھے۔ اور ہر ایک کام کے آغاز مین اُن کو کھول کر دیکھا کرتے تھے۔ اگر لفظ **اِفعَل** نکلتا تھا۔ تو وہ کام کیا کرتے تھے اور اگر لفظ **لاتفعل** نکلتا تھا۔ تو اُس کام سے باز رہتے تھے گویا اِس ترازو سے۔ خدائے پاک کی رضامندی کا اندازہ کرلیا کرتے تھے۔ جب آپنے مخدوم کی ملاقات کے لیے ورق کشائی کی۔ تو ہر بار لفظ **لاتفعل** برآمد ہوا۔ لہذا مجبوراً عذر کیا۔ اور کہا کہ آج کے روز حکم خدا ملاقات کے واسطے نہین ہے۔ انشاءاللہ العزیز پھر کسی روز مین اپنی آنکھہ اور دل آپکے دیدار سے منور کرون گا۔ ہر چند باہر سے دلیری کی زنجیر دروازہ پر ہلاتے تھے۔ لیکن اندر سے امتناع کی زنجیر نہ کھلی پر نہ کھلی۔ ناچار مخدوم نے معاودت فرمائی چونکہ شیخ کو بھی ازحد زیادہ شوق ملاقات تھا۔ اسواسطے پانچوین دفعہ پھر فال کھولی۔ اِس دفعہ صیغہ امر نکل آیا۔ فوراً جگہہ سے اُٹھہ کھڑے ہوئے۔ مخدوم کو بھی خبر ہوئی۔ کہ شیخ عقب سے پیادہ پا آرہے ہین۔ ٹھیر گئے اور پالکی سے اُتر آئے۔ اور شیخ کی رفتار مین متحیرانہ نظر کی۔ اور کہا۔ درست! درست!! درویش کو ایسا ہی چاہیئے۔ کہ بے فرمان خدا ایک قدم بھی نہ اُٹھاوے۔ جب باہم دست بوس ہو چکے۔ تو مخدوم نے قصد معانقہ کیا۔ شیخ کو مخدوم کی خفیہ کارروائی معلوم تھی۔ کہ جس کسی سے معانقہ کرتے ہین جو کچھہ اُس کے پاس از قسم معرفت ہوتا ہے۔ سب سلب کر لیتے ہین اِس سبب سے شیخ نے اپنے تئین چورایا۔ اور از راہ عذر خواہی کہا۔ میرے فرزند بہت ہین۔ اور نعمت کم ہے۔ اور یہ آیۃ پڑہی[ملہ] **هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا** مخدوم نے ہونٹون ہی ہونٹون مین تبسم فرماکر اپنی نعمتون سے فرزندان شیخ کو کامیاب کیا اور ہر ایک کو ایک مناسب سمت کے ساتھہ نامزد فرمایا شیخ بہاء الدین گنج رواں کو سرکار کالپی عطا کی۔ شیخ صدر کو صوبہ جونپور دیا۔ شیخ بدر کا تقرر سرکار بہار مین کیا۔ اور کہا۔ ان صاحبان ہمت کا رتبہ اتنا بلند ہے کہ بیان مین نہین آتا ہے۔ مصرع ع باد لطف خدا قرین ہمہ

یاد سیّد جلال سرخ بخاری

آپ شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید۔ اور مخدوم جہانیان کے دادا ہین قدس سرہم کہتے ہین۔ تقدیر الٰہی آپکو

ملہ۔ یہ میرا بھائی ہے (اس کے پاس) ننانوے دنبیان ہین۔ اور میرے (پاس صرف) ایک ہی دنبی ہے (اب) یہ کہتا ہے کہ یہ بھی مجھہ کو دیدو کما

بخارا سے بھکر مین کھینچ لائی تھی - اِس کے چند روز بعد آپ غیبی اشارہ کے بموجب سید بدرالدین بھکری کی دختر کے لیے خواستگار ہوئے سید بدرالدین نے الہامی اجازت کا انتظار کیا - اور اِس سبب سے جواب دینے مین کسی قدر توقف فرمایا - جب سید بدرالدین کے باطن مین بھی اسی مضمون کا الہام ہوا - تو عقد کر دیا - خانہ اور خاندان دونون ملگئے - مگر آخر کار آسمانی گردش سے بھائیون کے دلون مین حسد اور کینہ پیدا ہوا - اِس سبب سے سید جلال الدین بترک سکونت اچہ مین آکر گوشہ گزین ہوئے بہت مدت تک خدا پرستی مین مشغول رہے - اور رحلت کے بعد بھی یہی شہر آپ کی خوابگاہ بنا مصرع جہان از نسل او آباد باد

یاد شیخ حسین کاہ بُر

آپ کی خوابگاہ ملتان مین ہے - قدوۃ الاولیا شیخ بہاءالدین زکریا کے ہم عصر تھے - زمانہ ہوش مین گھاس کھودنے سے معاش بہم پہونچاتے تھے - جب حالت جذبہ پیدا ہوئی - تو خرابات مین جا بیٹھے - ایک روز عنفوان جوانی مین شیخ زکریا خرابات نشین شیخ کے پاس جا نکلے - شیخ حسین نے ہاتھ پر پیالہ رکھکر سامنے کیا شیخ زکریا نے ازراہ ادب لیکر گریبان مین اولٹ لیا جب گھر آئے - تو پیرہن اپنی دیرینہ دایہ کے سپرد کیا - چونکہ پیرہن کا داغ دہونے سے دور نہین ہوا - تو دایہ نے اُس مقام کو منھ سے چوس لیا - بس یہ شیخ بھی جہان پہونچ گئی - کہتے ہین - دایہ عارف زمان ہو گئی - اور اکثر اُسکی زبان ایزدی تقدیر کا پیغام ہوتی تھین مصرع روحش مدام جرعہ کش بزم وصل باد -

یاد شیخ بھر ملتانی

آپ بھائیہ نسل مین سے ہین - تجرید اور آزادگی کے گویا دریا تھے - قرآن - شیخ محمد مغربی کا دیوان - اور پیوند لگا ہوا خرقہ - اِن چیزون کے سوا کوئی چیز پاس نہین رکھتے تھے - ملتان سے نکلکر کئی سال گجرات کے جنگلون مین بسر کیے - آخر الامر کرہ مین آکر گوشہ اختیار کیا - جب آخرین سفر کا وقت آ پہونچا - تو خواجہ کرک کی قبر کی برابر مین سو رہے مصرع شیخ بھر درجہان بہ مرد بود -

یاد شیخ رکن الدین ابو الفتح

آپ شیخ صدرالدین کے بیٹے - اور شیخ صدرالدین شیخ بہاءالدین زکریا کے فرزند تھے - قدس اسرارہم خلافت کا خرقہ - اپنے جد بزرگوار سے پایا تھا - کہتے ہین سلطان قطب الدین ابن علاءالدین کے دل مین اُس کی نالایقی سے شیخ نظام الاولیا قدس سرہ کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا - لہذا سلطان نے کمال منت وسماجت کے ساتھ شیخ رکن الدین کو ملتان سے دہلی مین بلایا اِس ارادہ پر کہ شیخ رکن الدین کی درویشی کے کروفر سے شیخ نظام الاولیا کی خانقاہ کی رونق جاتی رہی - جب شیخ رکن الدین کی تشریف آوری کی خبر آئی - تو سلطان المشایخ - علائی حوض تک

استقبال کے واسطے گئے - اور دونون بندگانِ خدا ایک دوسرے کے دیدار سے خوش ہوکر اللہ عز اسمہ کا شکر بجالائے اور جب بساط رازداری پر بیٹھے - تو معرفت کی باتین کین - شیخ نظام الاولیا کے مکان مین ایک انجمن منعقد ہوئی تمام ارباب ظاہر اور اصحاب باطن حاضر تھے - منجملہ ان کے مولانا عماد الدین اسمعیل نے ملتان سے دہلی مین آنے کی وجہ اس پردہ مین دریافت کی - کہ مکہ سے مدینہ کو خاتم الانبیا علیہ السلام کی ہجرت کا سبب کیا تہا - شیخ رکن الدین نے جواب دیا - کہ خاتمیت کے متعلق بعض کمالات کا - اور نبوت کے متعلق بعض مراتب کا حاصل ہونا - زمین مدینہ کے ساتہ وابستہ تہا - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - نہین - وجہ سوجہ یہ ہے کہ بہت سے مقامی ناتوان لوگون کو مکہ معظمہ مین جانا میسر نہین ہوتا تہا - اُن کی تکمیل کے واسطے آنحضرت نے مدینہ منورہ مین نزول فرمایا - اس قسم کی دلچسپ اور لطیف باتون سے دونون نے یکے بادیگرے تواضع کا اظہار کیا - دوسرے روز سلطان قطب الدین شیخ رکن الملۃ کی خدمت مین حاضر آیا - اور دریافت کیا - شہر والون مین سب سے زیادہ آگے چلنے والا سعید کون ہے - شیخ رکن الملۃ نے فرمایا - وہ شخص ہے - جو اس دارالامان مین بہترین خلائق ہے - اور اس قسم کے اشارون کے ذریعہ سے چاہا - کہ جو وسوسے سلطان کے خیال مین چھپے ہوئے ہین - مین اُن کو دور کردون - اور جو بیہودہ خواہش میری نسبت سلطان رکہتا ہے - اُس کے بارہ مین اپنی طرف سے ناامیدی دلاؤن - مگر سلطان کے دل مین بدباطنی سے کچہ اثر نہین ہوا - اسکے بعد ایک روز سلطان قطب الدین کا گزر نظامیہ خانقاہ پر سے ہوا - اُس وقت خلائق کا ہجوم و ازدحام شمار اور زیادہ تہا - دریافت کیا آج - کس بزرگوار کا عرس ہے - بدباطن وزیر نے ایسی طرز سے جواب دیا - کہ دریافت کرنے والے کے دل مین از سر نو کینہ اور غیرت کا غبار پیدا ہوا جب سلطان اپنے دولت خانہ مین واپس آیا تو لکہ بہیجا - کہ صاحب خانقاہ ہماری قلمرو سے اپنا سامان اقامت اُٹہا لیجاوے - رقعہ حجرہ مین پہونچا - آستانہ مین کہولا صحن مین پڑہا - اور اُس کی تعمیل راہ مین ہوئی -

القصہ - رات کے وقت فرمان روا کے پیٹ مین درد پیدا ہوا - اور اطبا نے جس قدر دوا کی - اسی قدر درد مین زیادتی ہوتی چلی گئی - اُس وقت جانا - کہ یہ اُس گستاخی کا طمانچہ ہے - پس سلطان نے عالمون و عارفون کو شفیع بنایا - اور شیخ نظام الاولیا کی خدمت مین بہیج کر عذر خواہی کی - معاودت کے واسطے اور حصول صحت کی دعا کیواسطے التماس کیا - فرمایا نظام کو خدائی کارخانہ مین کیا دخل ہے اور دوا اور دعا دونون تقدیری حرف ہین - چونکہ صرف شفیعون کی علی الاتصال (لگاتار) آمد و رفت سے بدون علاج کے کسی قسم کا نتیجہ پیدا نہین ہوا تو بیمار کی والدہ نے حاضر حضور ہو کر بساط بوسی کی اور بہت کچہ دردآمیز لہجہ مین روئی جہینکی - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - اس شرط

علاج کرون گا - کہ سلطنت دہلی کا کاغذ خاص مہر اور ارباب مناصب کی مہرون سے مرتب کرکے پیشاب کے قارورہ
کے ہمراہ بہیج دین - تاکہ تجویز نسخہ کی جاوے - یہ شرط قبول کرکے نہایت جلد مسک اور قارورہ حاضر کیا گیا - شیخ
نظام الاولیانے اُسی وقت قبالہ کو لپیٹ کر اُسی پیشاب کے شیشہ مین ڈال دیا - اور فرمایا - کہ دہلی کی سلطنت
درویش کے نزدیک بیمار کے پیشاب کی برابر ہے - آخرکار دعا کرتے ہی فوراً صحت حاصل ہوگئی - اور ہر ایک اپنی
اپنی جگہ لوٹ گئے - کہتے ہین - جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کے
بعد دہلی کا فرمان روا ہوا - اور ہجری سنہ سات سو پچیس مین - بنگالہ سے دہلی مین معاودت کرکے ایک عالی شان
محل مین اُترا جو اُس کے نام سے تعمیر کیا گیا تہا - تو شیخ رکن الدین اور نیز دیگر روساے زمانہ وہان مسند پر تشریف
رکھتے تہے - شیخ نے وہان سے جلد اُٹھنے کے واسطے بارہا عسار رتا اور اشارت دونون طرح سے کہا - مگر کارگر نہین
ہوا - جب دسترخوان بچہایا گیا - تو شیخ تہوڑی دیر بیٹھے - اور اس سے پہلے - کہ دسترخوان زیادہ کیا جاوے -
اُٹھکر باہر چلے آئے - دوسرے اصحاب بہی آپکے پیچھے پیچھے اُٹھ آئے - اتفاق سے ہاتھ دہو ہی رہے تہے - کہ عمارت
مذکور بیٹھہ گئی - سلطان مع اپنے چند مقربون کے اُسکے نیچے دب گیا - اور مرگیا -

دیکھو تقریب کی تحریک - یہ تحریک کیونکر دل مین چھپے ہوئے واقعات کو افشاے راز کرنے والی زبان کے حوالہ
کرکے واقعہ نگار قلم کے ذریعہ سے کتابت مین لاتی ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سو ربیع الاول کے مہینے مین - مرزا
ابراہیم ابن مرزا سلیمان حاکم بدخشان کے بیٹے مرزا شاہرخ نے جو اکبر شاہ کے زمانہ مین صوبہ مالوہ کا حاکم تہا - اُنہین
مین عالم علوی کو کوچ فرمایا تہا - راقم تعزیت کے واسطے مرحوم کے فرزند مرزا فتح پوری کے پاس جن کا مبارک نام
بدیع الزمان مرزا ہے - اپنے مسکن منڈو (مانڈو) سے گیا تہا - بڑے بڑے امیر اور سردار مرزا شاہرخ کے زمانہ مین بدیع الزمان
کے برتاؤ سے ناخوش تہے - خراب فکر اور نالائق اندیشہ سے اس وقت کو بدلہ لینے کے واسطے موزون سمجھکر مشورہ
کے پردہ مین دورنگی کو کام مین لائے - اور عبداللہ خان کے نزدیک جو جہانگیر شاہ کا نوازش یافتہ تہا - ہر ایک نے
مکر و زور سے بہرے ہوئے خطوط لکھکر بہیجے - کہ ہمارے صاحبزادہ کے دماغ مین خودسری کی ہوا بہری ہوئی ہے -
اور شہنشاہی ملازمت کا اندیشہ اُس کے دل مین قطعی ہے ہی نہین - یہ مخفی فتنہ ظاہر ہونے سے پہلے ہی
اسکی مشکین باندہکر دربار معلی مین بہیج دینا چاہیے - فقیر کو اس کام کی اصلیت سے پوری آگاہی ہے - کہ یہ آفت
بہولے بہولے گفتار مرزا کے بارہ مین صرف تہمت اور محض بہتان ہے - آخرکار زمانہ کی پریشانی پر نظر کرکے مین مرزا
سے بصد خون جگر رخصت ہوا - اور بوجہ سابقہ دلبستگی کے - جو نامہ خان کے مال یا کمال سے ساتھ تہی -

موضع محمد پور مین گیا - یہ موضع ناہر خان کی جاگیر مین ہے - اپنے مکان کو بازگشت کا ارادہ تہا - مگر اس شورش کے فرو ہونے کا انتظار کر رہا تہا - الحاصل مکتوب الیہ عبداللہ خان نے ایک مدت تک تو انہی نیک عادت اور فرشتہ منشی سے ان نوشتون کو تامل مین ڈالے رکہا - مگر چونکہ اس طرف کا امر احد سے زیادہ گزر گیا تہا - اس واسطے ناچار اس طرف روانہ ہونا پڑا اور صوبہ کے جاگیر دارون کے نام بلانے کے واسطے پروانجات بہیجے - کہ جملہ اطراف سے سپاہ فراہم ہو کر حاضر آوے - آخر کار عبداللہ خان وسط جمادی الاول مین اجین آ پہونچا - صاف دل جوان (مبیع الزمان) سیاہ باطن سفید ریش والون کی پر فریب باتون پر بہروسہ کر کے آنے والے کے استقبال کے واسطے باہر نکلا - عبداللہ خان مرزا کو اپنے خیمہ گاہ (کیمپ) مین لے گیا - اور پہرہ والون کے سپرد کر دیا -

اُسی روز تعمیل پروانہ ناہر خان اجین مین پہونچکر عبداللہ خان کے لشکر مین جا ملا - چند روز بعد راقم بہی اجین مین آیا - اور دولت خانہ ناہر خان کی برابر مین اپنا خیمہ نصب کیا - عبداللہ خان نے حکم دیا کہ سردار سپاہ لشکر کے گرد چارون طرف قلعہ تیار کر لیوین - اس بنیاد پر ناہر خان نے بہی اپنی سپاہ کے گرداگرد ایک حصار کہنچوایا - اور حویلی بنالی فرزندون کو بہی بلا بہیجا کیونکہ نزدیک تہے -

ایک روز دیوار حویلی کے سایہ مین ناہر خان چند درویشون کے ساتہہ خاص طور پر بیٹہا ہوا تہا - چونکہ مٹی کی دیوار اُٹہانے والون نے دیوار اُٹہانے مین مضبوط کام نہین بنایا تہا - اسواسطے دیوار جہک گئی تہی - اور اس سبب سے اس کے گرنے کا خیال راقم کے دل مین پیدا ہوتا تہا - ہر چند راقم نے اپنا دلی خیال صراحت کے ساتہہ بیان کیا - مگر ہمنشینون نے بعید سمجہکر التفات نہین فرمایا - اس اثنا مین کہانے کے واسطے دسترخوان بچہایا گیا - اور جب کہانے سے فراغت پا کر زیادہ کیا گیا - تو راقم بدون ہاتہہ دہوئے وہان سے اُٹہہ کہڑا ہوا - ہنوز اپنے خیمہ مین پہونچنے نہین پایا تہا - کہ دیوار کے گرنے کی آواز آئی - ناہر خان خود جگہہ کر کے درمیان مین سے نکل آیا - اور ہاتہہ بڑہا کر شیخ عبداللطیف کو جو ایک آزاد شخص ہے - مصیبت مین نکالا - اپنے پنجسالہ لڑکے کا کچہہ خیال نہ کیا - جس کا نام دلاور خان ہے - اور سامنے کہیل رہا تہا - وہ خاک مین اور ڈہیلون مین پڑا رہا - کچہہ دیر بعد اُس کو بہی نیچے سے نکالا - نیک کرداری اور درویش دوستی کی بدولت حی لایموت نے بیٹے کو از سر نو زندگی بخشی -

یاد شیخ حماد الدین اسمعیل ملتانی

آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح کے چہوٹے بہائی ہین - لیکن اُن کی مان سے نہین - آپ کو دین اور دنیا

یعنی دونوں جہان کی سعادت مندی حاصل تھی۔ بزرگوار دادا۔ صاحب ولایت باپ اور بابرکت بھائی سے بہت کچھ فیض اور فائدہ پایا تھا۔ فقہ کے علم میں یہاں تک تحقیق کو بڑھایا تھا۔ کہ درجہ اجتہاد حاصل ہوگیا تھا۔ جس مسئلہ میں ملتان کے تمام فقیہ اور مفتی عاجز ہوجاتے تھے۔ وہ مسئلہ آپ کی توجہ سے حل ہوجاتا تھا۔ آخرکار درسی علوم کو الوداع کہکر اپنے بڑے بھائی کی خدمت میں داخل ہوگئے تھے۔ اور اُن کی خدمت کے طفیل سے جب پہلو نشین دشمن (نفس) کے ساتھ لڑائی شروع کی۔ تو فتح پائی۔ جب رکن الاولیا کا آخرین وقت آیا۔ اور اُنکے کوئی فرزند نہتا تھا۔ اور نیز یہ بزرگوار نے فرمادیا تھا۔ کہ چھوٹا بھائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے لہذا رکن الاولیا نے اپنا سجادہ چھوٹے بھائی کے سپرد کرکے اُن کو رہنماء زمانہ بنایا۔ آپکے بعد شیخ صدرالدین حلیم ابن شیخ عمادالدین مسند پر بیٹھے۔ شیخ صدرالدین حلیم کے بعد شیخ صدرالدین شہراللہ ابن حلیم قایم مقام ہوئے۔ معلوم جبراً سجادہ نشین عمادیہ نسل مین رہے مصرع۔ عمادالدین عماد قصبہ دین بود۔

یاد شیخ علم الہدیٰ

آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے چچازاد بھائی ہیں۔ جدامجد کے زندگی مین ہی جہان بیانی کی ہوا سر مین بھرگئی تھی۔ ماوراءالنہر خراسان۔ اور پارس میں جاکر نقلی علوم اور عقلی فنون تحصیل کیے۔ اور کمال تجربہ پہنچاکر ہجری سنہ سات سو چالیس مین جب کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا عہد تھا۔ دہلی میں آئے۔ سیاہ باطنی سے اپنے چچازاد بڑے بھائی کی خدمت میں مناظرہ کرنا چاہا۔ چونکہ رکن الاولیا کے ظاہری علم کو روشنی قلب کی قوت سے استحکام حاصل تھا۔ علم الہدیٰ کی تیزی مناظرہ کے اندر پیش نہیں گئی۔ بلکہ باعث خجالت ہوئی۔

واضح ہو۔ کہ عالم صورت کا پہلوان۔ عالم معنی کے پہلوان کے ساتھ مقابل نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ بساط ادب کے کنارہ پر کھڑا ہوکر اس اندیشہ مین ڈوب جاتا ہے۔ کہ نمود مین آنے والی موجودات حقیقۃ الحقائق کا عکس ہے۔ اور عکس معنی سے عاری ایک صورت ہوتی ہے۔ اور اصل علم ظاہر میں ایک ملک ہوتا ہے۔ جو ملکوت یعنی عالم ارواح کی مدد رہتا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ بیت

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات	با دردکشان ہر کہ درافتاد برافتاد

یاد شیخ الہداد احمد آبادی

آپ سہروردیہ سلسلہ مین سے ہین۔ اپنے وقت کے پرہیزگار اور خدا پرست تھے۔ حقیقی اور درسی علوم ہی جب تحصیل پا کیے (معرفت) جس کے ہاتھ مین ہر چیز کا کامل اختیار ہے۔ اور دوسرے پیچھے ہم سب الادرسی کی طرف توڑ کر سد۔ چھوڑ گئے ہو

ستے تمام کہانے کی چیزین چہوڑدین تہین - صرف ایک پیالہ دودہ سے بہوک کا علاج کرتے تہے خواہ وہ کہین سے
ہی بہم پہونچاتے تہے معرفت دانی مین دوسرے معرفت فہمون پر سبقت رکہتے تہے - جو عمدہ مضامین اور اُن کے
نئے نئے حل خاص آپکی طبیعت اور فہم بہم پہونچاتی تہی - اُن کا فیضان درس دیتے وقت سننے والون کو پہونچاتے
تہے - شریعت کی رعایت کرکے سرود سماع کی مجلس مین نہین جاتے تہے شیخ زین الدین خوافی کے سلسلہ سے
کمال وابستگی تہی -

یادِ شیخ موسیٰ

آشکارا کرامتین آپ سے اکثر ظاہر ہوئی ہین - صاحب موسوی ولایت تہے - کہتے ہین - ستہ سے قدوۃ الاولیا
شیخ بہاء الدین زکریا کی ملاقات کے واسطے ملتان کو آتے تہے - جب دریاے راوی کے کنارہ پر پہونچے - تو ملاح سے نے
کشتی لگانے مین توقف کیا - آپ اُس دریا کا تمام پانی ایک ابریق مین اوٹہا کر شیخ کی خدمت مین لے گئے - شیخ نے
فرمایا - اس پانی سے لوگون کو فیض پہونچتا ہے - بدستور سابق چہوڑدو - آپنے کہا - نہین یہ پانی آستانہ بوسی کے
مشتاقون کو روکتا تہا - اور اس مزاحمت سے اُن کو نقصان پہونچتا تہا - اب اس شرط پر چہوڑا جاوے گا - کہ شہر کے
کنارہ سے بہت دور بہنے لگے - اُس روز سے دریاے راوی ملتان سے دور بہتا ہے - اِن دونون صاحبون کی
بدولت چند روز انجمن حقیقت بیانی ایسی عمدہ طور پر ہوتی رہی - کہ اُسکی خوبی بیان مین نہین آسکتی ہے -
مصرع - طور دیدار باد میقاتش -

یادِ شیخ حمید الدین صوفی سعیدی ناگوری سوالی

آپ کا لقب سلطان التارکین ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مرید اور خلیفہ ہین قدس سرہما
بعض کہتے ہین کہ آپ موضع سوال کے باشندہ ہین - جو مضافات اجمیر سے ہے - اور بعض کا یہ خیال ہے - چونکہ تصوف
کی مشکلات کے بارہ مین آپ سوال وجواب بہت کیا کرتے تہے - اسواسطے سوالی لفظ کے ساتہہ شہرت ہوگئی
کہتے ہین - کہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین جب دہلی کے شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری نے شیخ
جلال الدین تبریزی کے نام پر ایک بہتان لگایا - تو سلطان نے حقیقت تہمت معلوم کرنے کے واسطے بزرگان
وقت کو ہر ایک شہر سے بلا کر ایک مجمع کیا تہا - اُس درمیان مین شیخ حمید الدین نے تعرض کے طور پر شیخ بہاء الحق
زکریا سے دریافت کیا - کہ مال کے ساتہہ سانپ کس مناسبت سے تعلق رکہتا ہے - فرمایا - کہ دونون مہلک ہین
اور تعلق کا سبب دونون کا ہلاک کرنے مین اشتراک ہے - اسی کے ساتہہ یہ بہی کہا - کہ وہ شخص عقلمند ہے - جو

مہلک شے سے دور دور رہے - نہ اُس کی دوستی کی طرف مائل ہو - اور نہ اُس کی نزدیکی سے خوش ہو - بہاءالاولیا نے
جواب دیا کہ جو شخص افسون جانتا ہے - اُس کو سانپ کے زہر - اور مال کی مستی سے نقصان نہین پہونچتا ہے -
اسپر حمید العرفا نے کہا کہ سانپ کو افسون کے ذریعے سے بھی پاس رکھنا اچھی بات نہین ہے - بہاءالحق نے اِس بات
کے جواب مین توقف کیا - تو ناگاہ اپنے پیر شیخ الشیوخ کو دیکھا - کہ وہ فرماتے ہین - بہاءالحق - یون کیون نہین کہتے
ہو - کہ دنیا - اہل کمال کے جمال کے رخسارہ پر نیل کا داغ ہے - جس طرح حسینان صورت کے ابرو پر وسمہ - رخسارہ پر نیل
اور دنیا گوش پر خالیہ - نظر بد سے بچاتا - اور زیبائش کو بڑھاتا ہے - اسی طرح معنوی محبوبون کو دنیا وی اسباب نیلہ
رنگ کا کام کر کے خود بینی کی نظر بد سے محفوظ رکہتا ہے - اور اس کے اندر یہ حُسن بھی موجود ہے - کہ دوسرون کے ساتھ
احسان کرنے کا موقع ملتا ہے - لکھا ہے کہ حمید العرفا نے ایک خط بہاءالاولیا کی خدمت مین بھیجا تھا - جس مین لکھا تھا - کہ بہت
سی قرآنی آیات - احادیث - اور آثار اس مضمون کی شہادت دیتی ہین - کہ دنیا کو دوست رکھنے والے اور اِن کے دوست
خدا کو نہین پہونچتے ہین - اور واقعی حال یہ ہے - کہ بہت سے ارباب ثروت اور اصحاب دولت قطبیت اور غوثیت
کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین - حَسْبَۃً لِلّٰہِ[1] اور رَحْمَۃً عَلَی الْفَقِیْرِ اس شکل کو حل فرمائے - تاکہ
آپ کے رنگین خط کو اپنا امام بنا کر اطمینان حاصل کرون - اور اُس معجون حقیقت سے علاج باطنی عمل مین لاؤن نیز یہ
جو ایک بات ہے - کہ دنیا ہاتھ مین ہو - تو دوا ہے اور دل مین ہو - تو درد ہے - اس بنیاد پر اُس شخص کو تو فائدہ ہے
جس کے واسطے دنیا دوا ہے اور اُس شخص کو نقصان ہے - جس کے واسطے دنیا درد ہے - اور نیز سلطان سہرورد کا جو ایک
یہ فقرہ ہے کہ "میخ اسپ در گل زدہ ام نہ در دل" اِس فقرہ سے تسلی نہین ہوتی ہے - کیونکہ نیت کی بنیاد ظاہر دنیا
پر ہے - نہ نیت پر جو مخفی چیز ہے - بہاءالاولیا نے جواب نامہ بھیجنے کو الہام پر موقوف رکھکر دو سال تک توقف فرمایا
اور حمید العرفا جواب کے انتظار مین دعا کرکے امیدوار قبولیت رہے - اسی کشمکش مین تھے - کہ ایک روز ایک
حریری ورق لپٹا ہوا عالم غیب سے مصلے کے نیچے نکلا - اُس مین جو کچھ لکھا تھا - اُس کا ماحصل یہ ہے - کہ راہ حق کے
چلنے والے تین گروہ پر منقسم ہین - ایک گروہ بالکل محجوب ہے - جس کو غایت استغراق ہے اور وجوبی صفات مین
امکانی رسوم کو حد درجہ کم کر دینے سے کونین کی بالکل خبر نہین - دوسرا گروہ اُس جماعت کو سمجھنا چاہیے - جو ظاہر
کو کہ محض ممکن ہے - امکانی لوازم کے ساتھ مخصوص کرتی ہے - اور باطن کو کہ عین واجب ہے - خاص ایزدی
تجلیات کے مشاہدہ مین مشغول رکھتی ہے - اور تیسرا گروہ وہ ہے - جو کہ دنیا و مافیہا کا ترک بہشت اور آنجہانی
درجات کے واسطے کرتا ہے - اور یہ تمام موجودہ معانی اور آئین تینون گروہون مین علمی صورتون کا اقتضا ہے

[1] اللہ کے واسطے اور فقیر پر مہربانی کرکے ۱۲ -

جو واجب الوجود کا خاص فعل ہے اسما اور صفات کے اقتضا کی رو سے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ سلوک اور تصوف کے علم مین بہت سے رسالے آپ کے تصنیف کردہ ہین - اشعار اور دیگر نظم کو آپنے نصاحت اور مقبولیت کی اسی پر سوز و گداز کے رنگ مین پہونچایا تھا - یہ آپ کی ہی رباعی ہے رباعی

تا کے غم آن خوری کہ بار دیا نے	یا تخم برویدو برار دیا نے
رو در غم آن باش کہ محبوب ترا	اندر حرم وصل گزارد یا نے

بعض کتابون مین لکھا ہے - کہ آپ شیخ احمد تارک لاہوری کے بیٹے تھے - شیخ احمد تارک - ابراہیم کے - ابراہیم محمد کے - اور محمد - سعید فاروقی کے بیٹے تھے - جو فاروق اعظم کی نسل مین سے ہین - رضی اللہ عنہم اس بنیاد پر آپ کو سعیدی کہتے ہین - تاریخ اُنتیس ربیع الآخر ہجری سنہ چہ سو تہتر کو اور بعض کے نزدیک ہجری سنہ اوسٹھہ کو واصل حق ہوئے - تبر ناگور مین بزار و یتبرک بہی الی یومنا ہذا -

یاد اولاد سلطان التارکین قدس اسرارہم

آپ کے دو بیٹے تھے شیخ عزیز اور شیخ مجیب - بڑے کے تین فرزند تھے شیخ وحید الدین احمد - شیخ فرید الدین محمود - اور شیخ نجیب الدین قاسم - شیخ حسین ابن خالد تین واسطے سے شیخ وحید کو پہونچتے ہین -

مختصر حالات شیخ فرید

آپ اپنے جد بزرگوار کے مرید - خلیفہ - اور جانشین ہین - بعض کہتے ہین - کہ کتاب سرور الصدور آپ کی ہی تصنیف کی ہوئی ہے - سلطان محمد تغلق کے عہد مین ناگور سے دہلی مین آئے - اور مشرق کی طرف جے منڈل مین جو ایک شہر ہے سکونت اختیار کی اور رحلت کے بعد اُسی کو جہ مین خوابگاہ بھی بنی - مقام قطب الاولیا کے ستر مین قدس سرہٗ - شیخ فرید کے سات فرزند تھے - ان مین سے ایک شیخ عزیز بہی تھے - بعض کے نزدیک سرور الصدور - نور البدور - آپ کی ہی تصنیفات مین سے ہے - اور بعض شیخ احمد کی تالیف سے سمجھتے ہین - شیخ عزیز سے بڑے تھے - بعض شیخ سعید کی تالیف سے کہتے ہین - جو شیخ عزیز کے چھوٹے بھائی ہین بہر تقدیر اب مذکور لکھی ہوئی شیخ فرید الدین کی یا اُن کے فرزندون مین سے کسی ایک کی ہے - بہت سے خاص خاص فائدے لطیفے جو اپنے بزرگوار باپ سے ستائیس برس کے عرصہ مین سنے تھے - اس کتاب مین فراہم کیے ہین - اور یہ بھی

ہا ہے - کہ عنفوان سالی مین جد اعلیٰ سلطان التارکین کی ملازمت کی ہے - اس بنیاد پر آپ کی عمر قریب نتو برس کی ہوگی - اِس کے بعد لکھتے ہین - تاریخ دوسری ربیع الاول ہجری سنہ سات سو چھبیس کو پدر عزیز نے حدیث اور دعوت کا اجازت نامہ عطا فرمایا - جد اعلیٰ کا خرقہ پہنایا - اور اپنی خاص کلاہ میرے سر پر رکھی اور اچھی اچھی دعائین دیکر سرفراز کیا مصرع - اولاد حمید دصفات حمید بودند -

یاد شیخ جلال الدین تبریزی

آپ شیخ ابو سعید تبریزی کے مرید ہین اور زادبوم تبریز ہے - دیو محل بندر مین جو دار الملک بنگالہ مین ہے آپ کی خوابگاہ ہے - جب آپکے پیر دنیا کے تنگ و تاریک کوچہ سے فردوس برین کی سیر و سیاحت کے واسطے تشریف لے گئے - تو آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - اور اپنی شایستہ خدمات سے دل مین جگہہ پیدا کر کے فائدہ اُٹھایا - ملتان مین شیخ بہاء الدین زکریا سے کمال دوستی اور یکجہتی ہوگئی تھی - خواجہ قطب الدین اوشی کی ملاقات کے شوق مین دہلی آئے - مشائخ چشت کے تذکرون سے کچھہ آپ کے حالات معرفت معلوم ہو سکتے ہین - شیخ نجم الدین صغری نے (جن کا مرقد دہلی مین مولانا برہان الدین بلخی کی خوابگاہ کے برابر مین ہے) سیاہ دلی اور خیال فاسد سے آپ کو ایک مطربہ عورت کے ساتھہ دلبستگی مین ناشائستہ حرکات کے ساتھہ متہم کیا تھا - اور ایسی شورش و رسوائی تھی - جس کی وجہ سے آپ کو دہلی جیسے شہر ولایت سے بنگالہ کی طرف سفر کرنا پڑا - ایک روز آپ ایک دریا کے کنارہ کنارہ چلے جا رہے تھے - چلتے چلتے خود بخود کہنے لگے - کہ شیخ الاسلام نے اگرچہ درویشون کو اپنے شہر سے نکال دیا - مگر درویشون کے خدا نے آج شیخ الاسلام کو جہان سے نکال دیا - اور جنازہ کی نماز بھی پڑھ لی گئی - خبر آنے پر تحقیق ہوا - کہ شیخ الاسلام کی رحلت کا وہی روز تھا - کہتے ہین - دیو محل مین آبادی سے دور ایک جنگل تھا - وہان پر آپنے جگہہ بنانے کی چاہا کہ اِس زمین کو خرید لیا جاوے چونکہ جنگل تھا - اور اس کا کوئی مالک بھی نہین تھا - لہذا باشندگان شہر نے خوش طبعی سے قیمت مین اتنا زیادہ نقد مانگا - کہ وہ مقدار - سوائے شاہی خزانون کے دوسری جگہہ گمان مین بھی نہین آ سکتی ہے آپنے قبول فرمایا - اور مریدون کو ارشاد کیا - فلان جگہہ بجا ستون کا اور گوبر کا تودہ ہے - اوس مین آگ لگادو - چنانچہ تعمیل کی گئی - خالص اور کامل العیار سونا ہو گیا - زمین کی قیمت مین دیدیا یہ عظیم الشان کرامت دیکھکر وہان کے لوگ اکثر اسلام کے احاطہ مین - اور آپ کی بیعت کے سلسلہ مین داخل ہوئے اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کی - حافظ

آنان کہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند

یاد شیخ صوفی بدھنے

شیخ نظام الاولیا قدس سرہٗ سے روایت ہے - فرماتے تھے - ایک جری پرانے معمر شخص موضع کیتھل مین رہتے تھے جن کا باطن تجرید اور تفرید کے زیور سے آراستہ تھا - وہان کے باشندے آپ کو شیخ بدھنے کہا کرتے تھے اکثر لوگون کی زبانون پر یہ قصہ اس طرح سے روان ہے - کہ ساتوین صدی کے آغاز مین جب سپاہ مغل ہند پر قابض ہوئی - مال واسباب سب لٹ گیا - اور چھوٹے بڑے سب قید ہو گئے - تو اس عام بلوہ مین خواجہ قطب الدین اور شیخ صوفی جھبے تیزانہ حالت مین زندگی بسر کر رہے تھے - یہ دونون بھی گرفتار ہوئے - دو تین روز بعد گرفتارون کو بھوک اور پیاس بہت شدت سے معلوم ہوئی - ناچار خواجہ ایک کاک (روغنی روٹی) خرقہ کے اندر سے نکالکر ہر ایک شخص کو دیتے تھے اور صوفی بدھنے سے (کہ ایک مٹی کے ظرف کا نام ہے) سب کو پانی پلاکر سیراب کرتے تھے کہتے ہین - کہ خواجہ کا خطاب کاکی اور صوفی کا لقب بدھنے جو ہوا - اس کی وجہ یہی ہے - شیخ عثمان ابن لادن بھی یہ حکایت بارہا بیان کیا کرتے تھے - اور کہا کرتے تھے - یہ حال مینے اپنے پیر شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین چشتی کی زبانی سنا ہے **القصہ** - سوائے اس قدر بیان کے جو اوپر لکھا گیا کسی کاغذ مین کوئی بات آپکے حالات کے متعلق دیکھنے مین نہین آئی ہے - نہ اہل زمانہ کے زبانی کوئی حرف آپ کی ماندو بود (رہنے سہنے) کے متعلق سننے مین آیا ہے - اور ایسا شخص جس کے سینہ مین آپ کے حالات مخفی ہون - اب بہشت کے سوا کہین بہم نہین پہونچ سکتا ہے - **مصرع** - کیست کزوی باز جویم حالِ او -

یاد شیخ نورالدین دہلوی

درسی علوم مین آپ کا دل تونگر تھا - اور مسائل کے بیان کرنے مین زبان طاقت ور تھی - آپ سلطان ناصرالدین ابن سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین علما مین سے تھے - کتاب جامع الحکایات آپ کی ہی تصنیف ہے - عمدہ کتاب ہے - اس مین ہر ایک طرح کا نمونہ اور ہر ایک قسم کی نمایش موجود ہے - زمانہ کے کامنگار مشایخ اور اولیا کی آپ پر نظر تھی - صوفی گروہ کے ساتھ کمال عجز و انکسار سے پیش آیا کرتے تھے -

القصہ - اس عمدہ زمانہ مین ہر ایک فن کے اُستاد اور ہر ایک قسم کے بزرگ موجود تھے جن کا وجود زیبائش زمانہ کا باعث تھا -

(۱) **سیّد تاج الدین** ابن سید جلال الدین بدایونی - آپ کو علم - تقوی - وجدان - استقلال ذہن خوشخوئی خوش باشی - اور ریاضت مین بڑا مرتبہ حاصل تھا -

(۲و۳) سید مغیث الدین مفتی اور سید منتجب یہ دستار دونون بھائی تھے۔ کتھین۔ دانش دیانت۔ امانت۔ وہش۔ مہربانی۔ خوش خلقی۔ اور گوشہ نشینی یہ تمام حمیدہ صفات اِن دونون بھائیون کی سرشت مین گویا خمیر تھین باانیہمہ کسی شخص سے کسی قسم کی نذر وغیرہ نہین لیا کرتے تھے۔

(۴و۵) سید علاءالدین اور سید قطب الدین یہ دونون بھائی بھی تھے ترک و تجرید۔ اور تصوف و توحید مین یگانہ روزگار تھے۔ کہتے ہین شیخ نظام الاولیا۔ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو سید علاءالدین کی شکل مین خواب کے اندر دیکھا کرتے تھے۔

(۶) مولانا حمیدالدین مخلص گویا دریکدانہ تھے۔ جو اُس زمانہ کے دانشمندون کی لڑی مین ممتاز تھے۔ ہدایہ فقہ پر ایک بڑی لمبی شکل کشا شرح لکھی ہے۔

(۷-۸-۹-۱۰-۱۱) مولانا عمادالدین حسام واعظ مولانا جمال الدین شاطبی قاری مولانا کبیرالدین عراقی مورخ تاریخ جہانگیری جو سلطان علاءالدین کے نام پر ترتیب دی گئی ہے۔ مولانا بدرالدین دمشقی طبیب اور مولانا حمیدالدین بنبانی منجم۔ یہ تمام سادات اور علما سلطان غیاث الدین بلبن۔ سلطان جلال الدین خلجی۔ اور سلطان علاؤالدین خلجی کے زمانہ مین دہلی اور پرگنات دہلی مین ملک کی زیب و زینت تھے۔ بعض حضرت گنجشکر کی خدمت مین اور بعض۔ بزرگوار خلفاے حضرت گنجشکر کی خدمت مین بیعت تھے۔

غوثی جب تم زمانہ کے حالات۔ اور مشائخ کے واقعات لکھنا چاہو۔ تو دیکھو ہوش سے لکھنا۔ کیونکہ آسودگانِ جہان کے حالات بالخصوص بزرگون کے سرتاپا معرفت سے بھرے ہوئے حالات ایسی عجیب و غریب سیرگاہ ہے کہ نہ تو جنگلون جنگلون پھرنے سے پاؤن مین کوئی تکان آتی ہے۔ اور نہ وطن کی جدائی سے دل مین کچھ تکدر پیدا ہوتا ہے۔ اس بنا پر مناسب ہے۔ کہ سفر در وطن کے نقرہ کی توجیہ خوش طبعانہ۔ اور آیہ قُلْ سِیْرُوا فِی الْاَرْضِ کی وجہ۔ عارفانہ بیان کی جاوے۔ عبرت کا چراغ۔ سینہ کے برآمدہ مین جلایا جاوے۔ اور ہدایت کا علم۔ دل کے میدان مین نصب کیا جاوے۔ کیونکہ جہان پیما لوگون کے دلون مین بس اس کے سوا کوئی خیال اور کوئی آرزو نہین ہے۔

یاد شیخ محمد ترک نارنولی

آپ مجرد و متوکل اور حصور تھے۔ ترکستان سے ہندمین آئے۔ اور نارنول مین حوض کے کنارہ گوشہ اختیار

۵؎۔ (اے پیغمبر لوگون سے) کہو کہ ملک مین چلو پھرو ۱۲۔

کر لیا تھا - یہ حوض اب مٹی سے بھر گیا - اور آبادی مین آگیا ہے - ابھی زندگی مین کسی کو مرید نہین کیا - کہتے ہین -
اُس زمانہ مین غیر مسلمون کا گروہ خدا پرستون پر غالب تھا - جمعہ کے روز مسلمان لوگ جامع مسجد مین جمع تھے
موقع پاکر ہنود کی ایک جماعت ننگی تلوارین لیکر آ پہونچی - اور بہت سے لوگون کو شہید کیا - اُسی عام بلوہ
مین شیخ محمدؒ ترک نے بھی غزا اور شہادت دونون درجے پائے - اُسی جھونپڑہ مین قبر بنائی گئی جس مین آپ
رہتے تھے - اُن لوگون مین سے جو شہید ہوئے - دو صاحب اور بھی ہین - پشتہ کے اوپر جو صاحب مدفون ہین
اُن کو اوپر والہ شہید کہتے ہین - اور پشتہ کے نیچے جو صاحب مدفون ہین - اُن کو نیچے والہ شہید کہتے ہین - یہ
بھی لوگ کہتے ہین کہ دونون حافظ تھے - اور اب بھی اُن کی قبر سے تلاوت کی آواز آتی ہے - روایت ہے کہ
شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو بادشاہ وقت نے ناخوش ہو کر ٹھٹہ کی طرف جانے کا حکم دیا تھا - جب آپ
حدود نارنول مین پہونچے - تو سواری سے اُتر پڑے - اور پیادہ پا شیخ محمدؒ ترک کے روضہ پر آئے - اولاً ایک
پتھر کی طرف جو وہان تھا - دیر تک متوجہ رہے - پوچھا گیا - کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کی مقدس روح کو
اُس پتھر کے اوپر پایا تھا - بعدہٗ شیخ محمدؒ کی تربت کی طرف منہ کر کے مراقبہ مین مستغرق ہوئے - جب سر
اُٹھایا - تو فرمایا - جس کسی کو دشواری پیش آوے اُس کو چاہیے - کہ وہ جبین نیاز ان حضرت کی خاک پر رگڑے
اور اپنی اڑی ہوئی مشکل کی کشائش چاہے - ایک کوتہ اندیش بول اُٹھا - اب حضور کو مشکل درپیش ہے
فرمایا - اس بارہ مین عرض کر دیا گیا ہے - کہتے ہین - ابھی تین روز نہین ہوئے تھے کہ بادشاہ ایک ہولناک
واقعہ مین مبتلا ہوا - چراغ دہلی نے معاودت فرما کر پھر دہلی کو اپنے مقدم سے مستفیض کیا - وہ پتھر ابھی
تک شیخ محمدؒ کی قبر کی برابر بدستور موجود ہے - آنے والے اُس پتھر کا بوسہ لیتے ہین - پھر اس کے بعد مزار
شیخ کی زیارت کرتے ہین -

یاد مولانا معین الدین عمرانی

آپ سلطان محمد ابن تغلق شاہ کے عہد مین - عالم اور استاد شہر تھے - کنز - حسامی - اور مصباح
پر آپ کے حاشیے ہین - شاہ وقت نے آپ کو قاضی عضد کے لانے کے واسطے بے شمار مال اور خلعت دیکر
شیراز کو بھیجا تھا - کیونکہ یہ کام اہم تھا اور یہ آرزو کی تھی - کہ مواقف کے متن کا حاشیہ میرے نام پر لکھ دیجیے - باوجودیکہ
شہر شیراز علم کا گھر ہے مگر عمرانی کا علم اور دانش اس دار العلم مین بھی اپنا جلوہ دکھائے بغیر نہین رہا - اور وہان کے لوگ
بھی آپ کی فیض رسانی سے متمتع ہوئے - خلاصہ کلام یہ کہ جب شاہ شیراز کو معلوم ہوا - کہ شاہ دہلی نے

مولوی عمرانی کو قاضی صاحب کی طلب مین بھیجا ہے - اور قاضی صاحب بھی سفر کا سامان مہیا کر رہے ہین - تو قاضی صاحب کی خدمت مین خود بھو بجکر عرض کیا - اگر جانا دنیاوی طمع سے ہے - تو عورت اور فرزندون کے سوا - تخت - رخت ملک مال سپاہ - اور رعیت وغیرہ وغیرہ جو کچھ میرے پاس ہے - یہ سب مین آپ کے سامنے پیش کر کے اپنے اوپر حرام کیے دیتا ہون - جب قاضی صاحب نے اپنے بادشاہ کی اس درجہ جوانمردی اور گرمجوشی دیکھی تو ہند آنے کے واسطے اُن کی مروت نے اجازت نہ دی -

یاد سید معروف شہید

کہتے ہین - آپ سید حسین مشہدی کے یارون مین سے تھے - جن کا لقب خنگ سوار ہے - ساتوین صدی مین شاہ دہلی کی طرف سے ایک بڑا لشکر - اس ملک کی فتح کے لیے نامزد ہوا تھا - جہان آپ کی خوابگاہ ہے کیونکہ یہ ملک پیکر پرست راجپوتون کے قبضہ مین تھا - لشکر نے بڑی لڑائیان لڑین - اور اللہ کا بول بالا کرنے مین بہت جانین نثار کر کے ملک کو پیکر پرستون کے قبضہ سے نکالا - اس لڑائی مین سید معروف - اور نیز آپ کے سوا بہت سے نیک آدمی شہید ہوئے - روایت ہے - کہ آپ کی قبر کا ایسا فیض جاری ہے - کہ خوش اعتقادی کی بدولت ارباب نذر و نیاز اپنی مرادین اور آرزوئین پاتے ہین - شیخ چندن چشتی دسور (مندسور) سے قصبہ نڈہ[۵] مین آپ کی قبر پر ہمیشہ جایا کرتے تھے - اور انواع و اقسام کے کھانے پکوا کر درویشون و اور بھوکون کو کھلایا کرتے تھے - اپنی خوش اعتقادی اور دوستی کا اظہار اس طرز سے کیا کرتے تھے -

انہین شہدا مین سے ایک توغان شہید بھی ہین - آپ کی قبر قصبہ ٹوڈہا (نواح مندسور) مین ہے سب سے زیادہ تعجب انگیز آپ کی یہ خرقِ عادت ہے - کہ جو شخص درست نیت اور نجاست سے پاک ہوتا ہے - وہ مزار کے پاس رات کے وقت رہ سکتا ہے - اور جس شخص کی عادتین خراب اور ظاہرنا پاک ہوتا ہے - اُس پر اس قدر پتھر آسمان سے برستے ہین - کہ وہ لاچار ہو کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے

انہین شہدا مین سے ایک میان ثمن شہید ہین - جو موضع جانگلی[۶] مین قصبہ نڈہ کے نزدیک سوئے ہوئے ہین - اس سرکار کی جاگیردار سید راجو ہین - سید راجو کے خویش سید ابراہیم نے بزمانہ ناامیدی دل مین مستحکم وعدہ کر لیا تھا - کہ اگر میرے لڑکا پیدا ہوگا - تو ان شہید مرد کے نام سے ایک نذر کرون گا کہتے ہین بہت جلد امید ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا -

[۵] اب اس قصبہ کو نفس پور کہتے ہین - مندسور سے ۵ - ۶ کوس ہے - [۶] جانگلی گاؤں سے سور سے تقریباً ڈیڑھ دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ۱۲

انہین شہدا مین سے ایک شیخ وُدُو ہن شہید ہین۔ حدود دسور (مندسور) مین۔ آپ کی قبر کا نشان باقی نہین رہا تھا۔ سید اجو کے زمانہ مین ایک دولتمند نے چاہا۔ کہ چوگان بازی کے واسطے میدان صاف کر لینا چاہیے آپنے اُس کی خواب مین آکر اپنے حقیقت حال سے آگاہی دی۔ مشار الیہ نے خواب کا بیان سید سے کیا۔ سید نے فرمایا۔ آپ کی قبر کی عمارت بنادی جاوے۔ چنانچہ بنادی گئی۔ اور شہید کے فرمانے کے بموجب گھوڑے کی بھی قبر بنادی گئی **مصرع** ۔ کشتہ دشمن ست زندہ دوست۔

یاد شیخ احمد نہروالہ

لبعض کے نزدیک آپ کا لقب حامدالدین ہے۔ قاضی حمیدالدین ناگوری کے مرید ہین۔ خوابگاہ بدایون۔ پیران سہرورد کا مشرب تھا۔ روایت ہے۔ شیخ بہاؤالدین زکریا نے۔ صوفیون مین سے ایسی تعریف کسی کی کمتر کی ہے۔ یعنی آپ کے بارہ مین فرمایا ہے۔ اگر آپ کی معرفت۔ حقیقت۔ اور استعداد تولی جاوے اور نیز آپکے اذکار۔ اشغال۔ اور افکار۔ ترازو مین وزن کیے جاوین۔ تو ہُل خدا شناس صوفیون کے سرمایہ پربھی آپ کا سرمایہ غالب اور وزنی ہوگا۔

اِس دلکش تقریر مین تحت الذکر حدیث نبوی علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے۔ ایک روز امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کی کثرت حسنات کے بارہ مین حضور ارشاد فرماتے تھے۔ کہ عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیون سے آسمان اور زمین پر ہوگئے ہین۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُس وقت موجود تھین۔ یہ التفات سے بھرا ہوا کلام سنکر آپنے فرمایا مَا بقیت لابی بکر یارسول اللہ فرمایا عمر و حسناتہ حسنۃ من حسنات ابی بکر رضی اللہ عنہما [۵۱][۵۲]

جمعہ کے روز بحکم اِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا [۵۳] جب لوگ چلے جاتے۔ تو آپ اپنے مریدون اور دوستون کو ہمراہ لیکر شام تک شہر کے کوچون اور صحرا کے گوشون کی سیر کرتے پھرا کرتے تھے۔ اِن ایام مین ایک مجذوب تھا۔ جو جماعت باندہ کر آپکے گشت کرنے سے سخت تعجب کیا کرتا تھا۔ ایک روز آپنے دیکھا۔ چند طاقت ور ظالمون نے ایک نہایت ناتوان عاجز گروہ پر دست درازی کرکے مجبور کر رکھا ہے۔ آپنے صوفیون کی جماعت کے ذریعہ سے امداد کرکے ناتوانون کو سیاہ دل ظالمون کے پنجہ ظلم سے رہائی دی۔ اتفاق سے تعجب کرنے والا مجذوب بھی کہین اِس معرکہ کو دیکھ رہا تھا۔ سامنے آگیا۔ سب متفق اللفظ بول اُٹھے۔ ہان دوست

۵۱۔ اے رسول اللہ حضرت ابو بکر کے واسطے کیا باقی رہا ۱۲۔ ۵۲ حضرت عمر اور اون کے جملہ حسنات مجملہ حسنات حضرت ابو بکر کے ایک نیکی ہے اللہ تعالیٰ اِن دونون سے راضی ہو ۱۲۔ ۵۳۔ جب نماز ہو چکے تو (تم کو اختیار ہے۔ کہ) اپنی اپنی راہ لو ۱۲۔

جماعت ایسے ہی پوشیدہ کامون کے واسطے ہے - وگرنہ درویشون کو کسی کے ساتھ کیا سروکار ہے -

یاد امام الدین ابدال دہلوی

آپ شیخ ضیاالدین مرد غیب کی بہن کے بیٹے بھانجے ہین - خرقۂ خلافت تو شیخ بدرالدین غزنوی کی خدمت سے ملا تھا لیکن بہت سا زمانہ آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کی غلامی مین بسر کیا تھا - اس عرصہ مین نفس نافرجام کے ساتھ لڑائیان رہین - اور بالآخر فتح پائی - اور اس بات کی بڑی خوشی مانی کہ مرشد نے آپ کا عمل پذیرائی کی نگاہ سے دیکھا جب آپ نے سلوک کے راستہ مین قدم رکھا تھا تب سے جس وقت تک زندہ رہے اُس وقت تک گوشہ نشینی کے ذریعے سے خواہش کو قیدی بنا کر رکھا - شیخ نظام الاولیا قدس سرہٗ قوالی کی مجلس آپ کے بدون بہت کم کیا کرتے تھے - بڑی عمر پائی - اور ہمت بلند تھی ہجری سنہ سات سو اسی مین عالم قدس کو کوچ فرگئے مصرع خرامان شد بکوی قدس تا دید ار او بینید -

یاد سید مولہ عرب زاد دہلی آباد

آپ جیسے بلند رتبہ تھے - ویسی ہی روز افزون آپ کی ریاضت بھی تھی - گیہون کی روٹی اور گوشت کو ہاتھ تک نہین لگاتے تھے - باوجودیکہ ہر روز خانقاہ کے رہنے والون اور نیز دوسرے لوگون کے واسطے خسروانہ کھانا پکواتے تھے خود چانول کے آٹے کا خشک کلچہ شہد کے ساتھ کھایا کرتے تھے - یہ آپ کی غذا تھی - اس کے سوا کچھ نہین کھاتے تھے - نذر و نیاز کا نقد و جنس کسی سے نہین لیتے تھے - سلطان جلال الدین خلجی کے اولین زمانہ مین آپ کی شیخی کو رونق ہو گئی تھی - اور نیز سلطان کا بیٹا خانخانان مرید ہو گیا تھا - یہ امر زیادہ تر باعث لوگون کی فریفتگی اور دلبستگی کا تھا بالآخر لوگون کے متوجہ ہونے سے آپ کے سودائی دماغ مین - سلطنت دہلی کی ہوا سما گئی - اور کچھ لوگ متفق ہو کر کام بنانے کی فکر مین روانہ بھی ہوئے - اتنے مین یہ خفیہ سازش سلطان کے کان مین پہونچی - غصہ اور غضب مین بھر گیا اور فرمایا خود آپ اور آپ کے دوست اور یار تمام آگ مین گھسین - شاید اُس وقت ہر ایک کا نیک و بد معلوم ہو جاوے گا - فتوی نویس عالمون نے کہا - آگ راست کو دروغ سے جدا نہین کر سکتی ہے - القصہ جب تک درویش اور دیگر ارباب دانش تاخیر اور بہانہ جوئی سے فرمان روا کی آتش غضب کو فرو کرین ہی کرین تب تک دشمن مزاج اور خراب باطن لوگون نے جلدی کر کے خود سید کو بالکل فرو کر دیا - یعنی مست ہاتھی کے پانون مین ڈال دیا - ضیای برنی لکھتے ہین کہ یہ قتل سلطان کو سازگار نہین ہوا - اور بہت کچھ خراب باتین اُس کے زمانہ مین پیدا ہوئین - یہین سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا بہتان اُس کامگار شہید پر ناحق باندھا تھا -

خاتمہ چمن اول

عنوان کے شنگرفی حروف کو ارغوانی پھول سمجھنا چاہیے جو نکتہ پروری کے چمن مین خامۂ عقل کے درخت پر کھلے ہوئے ہین - اور مضمون جس کا یہ عنوان ہے - اسکی مشکین سواد کو خاکستری رنگ کی بلبلین تصور کرنا چاہیے - جو سخنوری کے باغیچہ مین - ہمت اور فطرت کے آشیانہ سے پرواز کر رہی ہین - غرض یہ ہے - کہ رنگین پھول - اپنی اجمالی خوشبو برگزیدہ دماغون مین پہونچا دین - اور بلبلین اپنا تفصیلی ترانہ - جو گلشن کی رنگینی کی نسبت ہے - گوش حکمت کو سنا دین - اور نیز زبان رمز سے یہ نغمہ گا دین - کہ ہر ایک نامہ بجاے خود - نقش و نگار کا ایک محل ہے - دانش کے بہشت نامون مین سے - جس کی محکم بنیاد - خداے عز اسمہ کے سپاس - اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ستایش ہے - اور جس کا دل آویز کام - ایسے فن کے مقاصد کا بیان ہے - جو ہنوز صاحب عمارت کے ضمیر مین پردہ نشین ہے - اور اس بنیاد کی تعمیر سے مطلب یہ ہے - کہ بانی کے معنوی جسم کے واسطے ایک عمدہ آرامگاہ تعمیر کیجاوے - تاکہ جب دانش وبینش کے تماشائی - اس محل مین آوین - اگر ان مین سے کسی کے دل مین - ایسے گروہ کے ساتھ جو ہمارا مکان سے رخصت ہو چکے ہین - روحانی راز و نیاز کی باتین کرنے کی آرزو پیدا ہو - تو ان فطرت کے مکانون مین (جن کو دوسرے الفاظ مین نگارین نامے کہہ سکتے ہین) جس دروازہ سے چاہے - اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ [ف۱] کی کنجی سے کھول کر اندر آجاوے - اور اپنے ادراک کو اُس میزبان کی مہمانی - ایسے مین شیرین کام کرے - جس کے ہان ما حضر ہمیشہ تیار رہتا ہے - اور معلوم کرے - کہ اس کتابی عمارت کا ہر ایک قطعہ - بلحاظ حیثیت کے ساتھ شہرون کے مکانات اور عمارات کی وضع پر ہے اس طرح سے کہ جیسے شہرون کے مکانات اور عمارات کھلے طور پر - بنانے والے کی دنیاوی استطاعت ظاہر کرتے ہین - ایسے ہی یہ کتابی عمارت سنجیدہ عبارت کے ساتھ خداوند عمارت کی عقل و دانش کا رتبہ - لوگون کے ذہن نشین کرتی ہے - بہت اچھا ہے وہ صاحب توفیق زندہ دل - جو حمد و نعت کی سرزمین سے - فطرت کا خاکہ دکھانے والے منظر کی بنیاد ڈالے - اور اُس کو تمہیدات اور مسائل کی زمین کو علمی عمارت کا طاق اور برآمدہ سمجھنا چاہیے) ترتیب تمام کرنے مین ایزدی تقدیر یاوری دیوے - اور یہ نظر طبع آزمائی کرنے والون کے واسطے - امتحان کا ذریعہ - اور حقیقت کی تلاش والون کے واسطے آسایش کا وسیلہ ہو - اللہ جل شانہ جو کن فیکون کا ایجاد کرنے والا ہے - اُس کے خزانہ سے بہت کچھ اُمید ہے - کہ سخن آفرینی کا خوان بچھانے کی جن اصحاب نے بنیاد ڈالی ہے - اُن کے طفیل مین وہ غوثی حسن کی اس کوزہ گر کٹ سے بہری خانقاہ

ف۱ - (اے پیغمبر قرآن جو وقتاً فوقتاً تم پر نازل ہوگا - اس کو) اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑھا کرو جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا ۱۲

بذریعہ پرداخت - اتمام کے زیورسے زیب و زینت بخشے گا۔

ابتداے دومی چمن

یہ چمن اُن اصحاب کے حالات اور معارف کے بیان مین ہے - جو ہجری آٹھوین صدی مین عربی و فارسی کی تابون کے پڑہنے والے تھے - انفس و آفاق یعنی عالم ارواح اور عالم اجسام کے رموز سے آگاہ تھے - خدا کی پرستش اور معرفت مین ہمہ تن مصروف تھے - اور الہی جذبات اور مشاہدہ تجلیات مین بالکل مستغرق تھے اب اے دل ہوشیار ہوجا - ایک دماغ درکار ہے - دیکہ ہر فرد کا ذکر گویا ایسے گلشن کی نسیم ہے - جس کے ہر ایک درخت سے نسیم - انواع و اقسام کے دل فریب پہول کہلا کر ہر ایک سونگہنے والے کے دماغ مین - اُس آفریدگار کی سپاس و ستائش کی خوشبو پہونچاتی ہے - جو عجیب و غریب نئی نئی چیزین ظہور مین لاتا ہے - اور جس نے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ[ل] کے افسون سے آدمی کو بصورت تخم - اور جہان کو بشکل درخت پیدا کیا - تاکہ جہان بمقتضاے سَنُرِیْہِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِہِمْ[ع] اپنے اجمال کے اعتبار سے - اور آدمی بفحواے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ[س] اپنے جمال احسن تقویم سے عالم واحدیت کا نمونہ ہو - کیونکہ رویت حق کا گلزار - آدمی کے طلسمی غنچہ مین مین کے اعتبار سے اجمالی طور پر چہپا ہوا ہے - اور کونی و مکانی درخت کا چہرہ مع اپنے جملہ اجزا کے - حضرت حق مین - علم کے اعتبار سے - مخفی ہے - دیکہو دیکہو مصرع شاخِ گُلے بصورت انسان برآمدہ -

بادشاہ مدار

آپ کا لقب بدیع الدین ہے - اور مکار مکن پور - وہان خرابگاہ ہے - آپ کے حالات تذکرہ نویسون نے امکان عقلی پر مبنی کرکے لکھے ہین - مگر راقم نے ان مین سے جو حکایتین عادۃً ممکنات سے نہین تہین - اور جن سے عقل جو مقید بہ دتوع ہے گریز کرتی تہی نہین لکہی ہین - جیسے آپ عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت مین رہتے تہے - ابدی زندگی کا آپ کو اختیار حاصل تہا - پیغمبر آخرالزمان علیہ السلام کی ملازمت سے آپ مشرف ہوئے تہے - اور مسیحا کا سلام حضور نبوی مین پہونچایا تہا - آپ کی خلافت کا سلسلہ (۱) شیخ طیفور شامی (۲) شیخ یمین الدین شامی (۳) امام عبداللہ علمدار - (۴) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہم ان چار واسطون سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے - ولیکن تین صاحبون کی گرامی عمر دو سو برس سے

ل بیشک اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے ۱۲ ع عنقریب ہم ان لوگون کو اپنی (قدرت کی نشانیان (دنیا کے) اطراف مین بہی دکہائینگے - اور اِن کے اپنے درمیان مین بہی ۱۲ س ہمنے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا ۱۲ -

زیادہ سے بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہین۔ کشف اسرار۔ دلون کے حالات پر وقوف۔ اور ادراک معانی مین آپ کو مرتبہ عالی حاصل تھا۔ اور آپ کے جمال مین نور الٰہی کی جھلک نظر آتی تھی۔ جس کی وجہ سے دیکھنے والا بے ارادہ سجدہ مین گر پڑتا تھا۔ اس سبب سے آپ ہمیشہ چہرہ پر نقاب رکھا کرتے تھے۔ مگر دربار عام کے روز۔ خلائق کے فائدہ رسانی کی غرض سے چہرہ سے نقاب اوٹھا دیتے تھے۔ اور ارباب زمانہ مین سے جس کسی کو کسی علم مین دشواری اور اُلجھن پیش آتی تھی۔ وہ اُسی دربار عام کے روز آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ اُس وقت آپ بدون دریافت کرنے۔ کے ہر ایک قسم کی باتین فرمایا کرتے تھے۔ اُسی ضمن مین حاضرین دربار اپنی مراد کے موافق جواب پاکر۔ اور اپنی مشکل حل کر کے واپس چلے جایا کرتے تھے۔ یہ امور آپ کی کرامات مین سے ہین (۱) مردہ کو زندہ کیا (۲) مدتون ا ور برسون کچھ نہین کہایا۔ (۳) آپ کے کپڑے بغیر دھلنے کے سفید رہتے تھے۔ بدیر بدنے سے میلے نہین ہوتے تھے۔ (۴) ایک روز خضر علیہ السلام نے بزم اسرار مین آپ سے کہا۔ مینے سنا ہے۔ کہ آپ کو حاکم حی وحیی نے مختار کر دیا ہے۔ جب تک آپ خود نہ چاہین گے مُمیت کا حکم آپ پر نہ چلے گا اور خلعت خاص میرا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ اس کو آپ عام نہ کردین۔ اور اپنے تئین میرے ساتھ شریک نہ بنادین۔ چونکہ آپ کی طبیعت۔ خواہش پذیر واقع ہوئی تھی۔ لہذا اس التماس کو قبول کیا۔ اور اُسی سال عالم ظاہر سے سفر کر گئے ہجری سنہ آٹھ سو تھے۔ مصرع ظاہرش پاک بود و باطن صاف

انجمن

یہ انجمن اُن پاک اصحاب کے بیان مین ہے۔ جو سلسلہ مداریہ طیفوریہ کے راستہ پر گرم رفتار ہین۔ اور نیز اس انجمن مین اُس جماعت کے حالات کی بھی تحقیق ہے۔ جو مداریہ مشرب کے مقلد ہو کر احتیاج اور انتظار آمرزش رکھتی ہے۔ کہتے ہین۔ کہ اس سلسلہ کے سر حلقہ امام عبد اللہ علمدار [illegible] ہین۔ اور بعض اصحاب کی رعایت سے آپ کا سلسلہ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو بتوسط حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بعض کی روایت سے بتوسط شاہ مردان شیر یزدان حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہونچتا ہے لیکن دونون رعایتون مین اصح روایت پہلی ہے۔ شیخ بدیع الدین مدار۔ شیخ محمد طیفور شامی کے مرید۔ اور شیخ محمد طیفور شیخ یمین الدین شامی کے مرید ہین۔ جو امام علمدار کے خاص خلیفہ تھے۔ اس سلسلہ مین چونکہ وسائط تھوڑے ہین۔ لہذا یہ سلسلہ ازروے عدد سب سلسلون مین قریب تر ہے۔ اور اس خانوادہ کے لوگ توحید کشفی کے بیان مین غلو (حد سے زیادہ مبالغہ) رکھتے ہین۔ اور وحدت وجود کا اعتقاد بلند آواز سے بیان کرتے ہین۔ اور ظاہر شریعت

جو مشہور ہین - اور جن کے حالات مین تحت مین لکھتا ہون - اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی نصیب ہو -

اول درمسند خلافت کے صدر نشینون مین اکمل **سید جمن بہاری** ہین جو ارباب تجرید و تفرید

اور توحید کے سرحلقہ تھے - سوا ایک تختہ چادر کے جو ستر عورت کا کام دیتی تھی - قبا اور عبا کی قسم سے کوئی ٹکڑا ان

کپڑا اختیار نہین کیا - بہت کثرت سے آپکے مکاشفے اور خرق عادات ظہور مین آئے ہین - وندہبار کے علاقہ

کے اندر ایک قصبہ ہے وہان آپ کی قبر ہے -

دوسرے **قاضی محمود** - آپ اپنے زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ فاضل - کامل - عالم - اور عارف

تھے - آپ کی قبر کنتور مین جو علاقہ لکھنؤ مین ہے - اہل زمانہ کی زیارتگاہ ہے -

تیسرے **قاضی شہاب الدین** - آپ پرکالۂ آتش کرکے نامزد تھے - جذبہ ایسا قوی تھا کہ

حقل [illegible] پر چلتے تھے - اور بڑے صاحب جلال تھے - آپ کی قبر ایک موضع کے اندر سرکار لکھنؤ مین ہے -

چوتھے **قاضی مطہر** کلہ شیر آپ ولایت کے بیابان مین آہو چشم شیر بر - اور توحید کی شکارگاہ مین

مفتون العین بازکنا زیبا ہے - ایک مقام مضافات کالپی مین ہے - وہان آپ کی قبر ہے

پانچوین **قاضی عبد الملک** بہرایچی - آپ کے زمانہ کے تمام اہل دولت شاہ سے لیکر سپاہی تک

دوام دولت اور قیام سلطنت کے بارہ مین آپ کی مرادبخش دعا کے نیازمند تھے - اور نیز آپ کی فاتحہ کو خاتمہ بخیر کے

بالکل ساتھ پاتے تھے - آپ کی تربت بہرایچ مین ہے -

چھٹے **سید خاصہ** - حضرت شاہ مدار ہمیشہ آپ کو کہا کرتے تھے " درون خاصہ بیرون خاصہ " کہتے ہین آپکو

شاہ صاحب کی خدمت مین بہت کچھ خصوصیت تھی - اور شاہ صاحب کے راز و نیاز اور سوز و گداز کے محرم تھے - آپکے

روضہ کا مقام راقم کو معلوم نہین ہوا

ساتوین **سید راجی** [illegible] - آپ [illegible] کے عمدہ اوصاف اور صوفیون کے سنجیدہ اخلاق سے موصوف

تھے - اور انہین امور کی رعایت [illegible] عالی مدارج حاصل کیے تھے - بزرگان عہد کی رجوعات آپ کی

طرف بہت کچھ تھی - آپ کی [illegible] قبر [illegible] مین [illegible]

آٹھوین **شیخ بہیکھا مجذوب** اور نوین **شیخ بہیکھا ثانی** یہ دونون شخص نام مقصد - جذبہ -

اور عشق مین متماثل بلکہ متحد تھے ہمیشہ حالت بیہوشی مین رہتے تھے - ان دونون صاحبون کی کرامتون

کی داستانین لوگون کی زبانون پر بہت کچھ ہین - اولین شیخ کی قبر قنوج کے قلعہ مین ہے -

دسوین **شیخ الاّ** - اس سلسلہ کے بعض فصیح اللسان لوگ آپ کو شیخ اعلیٰ بھی کہتے ہین - لیکن عوام کے نزدیک آپ شیخ الاّ کے نام سے ہی نامزد ہین - آپ بھی اُنھین مجذوبون مین سے ہین - جو مشہور دنیا ہین - آپ کو ا ہی جذبہ اور حقیقی جنون کی لہرین کی لہرین آیا کرتی تہین - آپ کی گور گور مین ہے -

گیارہوین **شیخ محمد جہندہ** - آپ کی پیدایش بدایون کی ہے - عجیب وغریب اسرار آلہی اور امور غیبی آپ سے ظاہر ہوا کرتے تہے - آپ کی قبر زاد بوم مین ہی ہے -

بارہوین **شیخ محمد بائین پانون** - اس خطاب کے ساتھہ آپ کے ملقب ہونے کی وجہ لوگ اس طرح بیان کرتے ہین - کہ آپنے رات اوردن برابر بائین پانون پر کہڑے رہ کر بارہ سال گذار دیئے - اور اس عرصہ مین داہنا پانون قطعی زمین پر رکہا ہی نہین - اس طرح کی ریاضت مین آپنے عجیب وغریب بات پیدا کی تہی - آپ کا پُرانوار مزار کہریسہ کے حدود مین ہے -

صدر الذکر بزرگوارون کے سوا - ان مین سے ہر ایک کے جانشین بھی علی الاتصال ہر ایک عہد مین ہوئے ہین جو ہمیشہ اپنے پیشواؤن کے افعال اور احوال کے ساتہہ متصف تہے - اور کارگزاری اور رسم سلسلہ داری ادا کیا کرتے تہے - اُمید ہے - کہ کوئی اور شوقین مزاج صاحب - اُن اصحاب کا تذکرہ (جن کے حالات پر راقم کو علم حاصل نہین ہے) لکھکر اپنی اخروی نجات کے واسطے سعادت نامہ فرین بہ مہر فرما دینگے -

یاد شیخ یحیی ابن شیخ اسرائیل منیری

خدائی معرفت مین آپ کا مرتبہ نہایت بلند تہا - آپ چشتی سلسلہ کے سرگروہ اور فردوسی خانوادہ کے سر دفتر تہے حضرت زبدالحق گنجشکر کی خدمت مین بھی آپ کو ایک حق حاصل ہے - میر سید علی ہمدانی نے جب سیاحت کنان ہند مین گزر فرمایا - تو آپکے باوگیرے دیدار دیکھکر باہم فیض خدا شناسی سے کامیاب ہوئے تہے - آپکے خطوط جن کو اہل طریقت اور اہل سلوک کا دستور العمل کہہ سکتے ہین - اکثر قاضی شمس الدین سونتیہی کے نام ہین - جو اکابر زمانہ مین سے تہے اور نیز پرہیزگار اور آپ کے معتقد تہے - آٹھوین صدی کے آغاز مین دنیا سے کوچ فرماکر بمقام منیر اپنے بزرگوار باپ کے مقبرہ مین خوابگاہ قبول کی -

یاد سید محمد کرمانی رحمہ اللہ

آپ ایک مدت دراز تک حضرت گنجشکر کی خدمت مین شادکام رہے - اُسی اثنا مین شیخ نظام الاولیا کی بھی فرمان برداری کرتے تہے - اور اس ذریعہ سے دل مین دوستی اور برادری کا ربط بڑہتا جاتا تہا - اتفاقاً زمانہ کی

کج رفتاری سے ان دونون بزرگون کے دلون مین ایک دوسرے کی طرف سے غبار پیدا ہوا - اور ایک مدت اسی حالت مین گذر گئی - ایک روز رات کے وقت خواب مین حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام نے شیخ نظام کو فرمایا - سید محمد ہمارا فرزند خاص ہے - اُس کی دوستی کو ناخوشی کے ساتھ بدلنا نہین چاہیے - علی الصباح شیخ سید کے نزدیک گئے - اور عذر معذرت کر کے صلح کرنی چاہی - سید مسکرائے - اور کہا - کیون - جب تک بھیجے نہین گئے - نہین آئے - یہ کہکر کمال خوشی اور صفائی کا اظہار کیا - اور پھر دوستی تا بہ زندگی قائم رہی ہجری سنہ سات سو ایک مین عالم ملکوت کو رخصت ہوئے مصرع - پیوستہ باد کرمت مصطفی براو

یاد مولانا سراج منہاج

ہجری سنہ چھ سو ایک سے لیکر چھ سو پچاسی تک یعنی سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ سے سلطان ناصر الدین محمود کے زمانہ تک واعظ - صدر - قاضی - اور محتسب ان عہدون پر آپ مامور رہے - بعدہٗ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین صدر جہان کا لقب ملا - طبقات ناصری آپ کی ہی تصنیف ہے شمسیہ نسل سے لیکر ناصریہ نسل تک تمام فرمان رواؤن کی تعریف - ظاہری اور باطنی کمالات کے ساتھ آپنے لکھی ہے یہ زیادہ تر تعجب کی بات ہے - کہ مشایخ زمانہ کو قطعی یاد نہین کیا - لہذا یہ بات گروہ مشائخ کے نزدیک کھٹک گئی - کہ یہ صورت - عدم محبت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے - خدا دشمنی کے نتیجے سے محفوظ رکھے -

خداشناسون سے اور اس ماجرا کے جاننے والون سے راقم کی التماس یہ ہے - کہ دعا کے ساتھ امداد کر کے آپ کی مغفرت چاہین - اور قیامت کے روز بھی یہی درخواست کرین مصرع خدا بنقد بیامرزش کہ یارے بود - اگرچہ یہ خیال ہوسکتا ہے - کہ درویشون کے حالات معرفت نہ لکھنے کا کوئی اور ہی سبب ہوگا - جیسے یہ کہ کتاب مین بادشاہون کے حالات کا بیان تھا - درویشون کے حالات کا ذیل مین لکھنا تو مناسب معلوم نہین ہوا اور صدر مین اُن اصحاب کے ملاحظہ نے اجازت نہین دی - جن کے حالات کتاب مذکور مین لکھے گئے ہین - دوسرے یہ کہ آپ کی کتاب تاریخ کی وضع پر بھی نہین ہے - جس کی وجہ سے اولین دل خراش گمان کی خلش پیدا ہو -

یاد شیخ صدر الدین عارف ابن شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہٗ

آپ کا مولد ملتان ہے - کتابی اور کشفی دونون قسم کے علم آپ جانتے تھے - اچھی اچھی کرامتین جماعت خلافت ہین - آپ سے اکثر ظاہر ہوتی تھین - ایک روز خردسالی مین آپ کے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین

نہین آسکتا ہے - یہ اندرونی قوت دیکھکر آپ کو ملک یار پران کہتے ہین شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین ایک بار
مین جمعہ کی نماز کو جا رہا تہا - پیادہ پا چلنے سے تکلیف ہوئی - دل مین خیال آیا - کیا اچھا ہوتا - اگر سواری ہوتی
اور پہر یہ خیال فوراً ہی رفع ہوگیا - دوشنبہ کے روز ملک یار پران کا جانشین گھوڑی میرے پاس لایا - اور کہا - تین رات
سے متواتر میرے پیر اس جانور کے پیش کش کرنے کے واسطے فرما رہے تہے شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین
مینے قبول نہین کیا - اور کہا - کہ جب تک میرے پیر کا اشارہ نہ ہوگا - مین نہین لونگا - مجبوراً جانشین مذکور چلا گیا
اور دوسرے روز پہر لایا - مینے دیکہا - کہ نہ لینے سے آپ رنج مانتے ہین ناچار مینے قبول کرکے آپ کا دل خوش
کردیا - فرمایا - آیندہ خانہ درویش بے اسپ نہین رہے گا - آپ کی خوابگاہ دریاے جمنا کے کنارہ شیخ طوسی
کی خانقاہ کی برابر مین ہے - قدس سرہٗ مصرع در رہ وصل یار پران بود -

یاد شیخ برہان الدین محمود ابن ابی الخیر بلخی

سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین جو ارباب علم اور اصحاب معرفت تہے - انہین مین سے ایک آپ
بہی تہے - دونون عالم کے علوم اور حقائق سے آپ کو واقفیت تہی طبیعت بہی صوفیانہ اور موزون واقع ہوئی
تہی - صوفیانہ فارسی اشعار کہا کرتے تہے - مشارق حدیث کی سند اصل مصنف سے حاصل کی تہی - کہتے ہین - آپ
فرماتے تہے - جب مین لڑکا تہا - تو ایک روز پدر بزرگوار کے ساتہ ایک راستہ مین جا رہا تہا - مولانا برہان الدین مرغینانی
مصنف ہدایہ فقہ کی آمد سننے مین آئی - پدر بزرگوار جلدی سے ایک دوسرے کوچہ مین گہس گئے - اور مجکو وہین راستہ
پر چہوڑا - جب مولانا آپہونچے - تو مینے آگے بڑہ کر سلام عرض کیا - فرمایا - مین بحکم ازلی کہتا ہون - کہ یہ لڑکا عالم
عامل - اور عارف کامل ہوگا - حتیٰ کہ سلاطین کشور بہی اس کی آستانہ بوسی کو نیازمندانہ آوینگے - دوسرے
آپ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تہے - کہ مین کسی کبیرہ گناہ کے عوض مین پکڑا نہین جاؤنگا - البتہ ایک کبیرہ کے
عوض مین - کہ وہ چنگ اور نی کا سننا ہے - اور مین باوصف جاننے کے سنتا ہون - اور سننے کا شوق
رکہتا ہون - واہ عجب دلبستگی تہی - آپ کی قبر حوض شمسی کی شرقی سمت مین ہے - جو تختہ نور کے نام سے
نام زد ہے - وہان کے باشندے علم و فہم زیادہ ہونے کی امید پر آپ کی قبر کی خاک چہوٹے چہوٹے نادان بچون
کو کہلاتے ہین - کئی دفعہ آپ کی قبر کی اطراف تعمیر ہوچکی ہین - لمولفہ

عجب نباشد اگر خاک من شکر گردد	چنین کہ نام لبت کردہ کام من شیرین

یاد سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ

آپ کا نام محمد ابن احمد ابن علی بخاری ہے اور آپ شیخ فریدالدین گنجشکر کے مریدین قدس سرہم آپ کے دادا اور آپ کی والدہ کے باپ خواجہ عرب دونون بخارا سے آئے تھے - اولاً لاہور مین چند روز بود وباش رکھی تھی پھر وہان سے ایزدی مشیت قصبہ بدایون مین لے آئی - اور یہان گوشہ نشینی اختیار کرلی - یہان پر ہجری سنہ چھ سو چھتیس مین عنصری جسم کے ساتھ آپ کی روح مبارک کا پیوند ہوکر صحراے غیب سے عالم شہود مین ظہور ہوا - فوراً پدر بزرگوار کو طلبی کا فرمان آیا - اسواسطے آپ کی پرورش مادر مہربان نے کی - چار سال کی عمر مین آپ مکتب مین داخل ہوئے -

آپ فرماتے تھے - ایک روز اُستادی ابوبکر کے پاس ملتان کا ایک قوال آیا تھا - اوسنے شیخ بہاءالدین زکریا قدس سرہٗ کے سماع کی رونق اور اُس کی کیفیت نہایت تعریف کے ساتھ بیان کی - لیکن کوئی بات دل مین نہین جمی - پھر اُس نے بیان کیا - کہ مین اجودھن مین شیخ فرید گنجشکر کی خدمت مین بھی حاضر ہوا تھا - اور سرود سماع کی مجلس منعقد ہوئی تھی - عجب سوز اور وجد تھا جس کی رقت سے در و دیوار رقص کرنے لگے تھے - یہ خبر دو سوز حقیقت سنتے ہی دل مین ایک آگ سی لگ گئی - اور کسی طرح اُسکے سوزش فرو نہین ہوئی - جس قدر چلتا تھا اُسی قدر سوزش زیادہ بڑھتی جاتی تھی القصہ سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین رسمی علوم تحصیل کرنے کے واسطے دہلی آیا - اور مولانا علاءالدین اصولی کی شاگردی سے فیض حاصل کیا - دیرینہ خاش اور علاقہ خاطر کا بقیہ دل مین بدستور تھا - اور آیندہ طاقت ضبط نہین رہی تھی - ناچار براہ اجودھن چل نکلا - تقدیر نے مدد دی کہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین حاضر ہوگیا - اُس وقت عمر بیس سال کی تھی - حضرت گنجشکر نے اپنا التفات اور انتظار ظاہر کرنے کے واسطے زبان مبارک سے یہ بیت فرمائی **بیت**

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ	سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

حضرت گنجشکر نے جو اس طرح سے التفات فرمایا - اور بیت مین لفظ دلہا - اور جانہا بصیغہ جمع ارشاد کیا - اس مین ایک ماجرا کی طرف اشارہ ہے - جو تحت مین بیان ہوگا - کہتے ہین - یہان پر آپنے از سر نو تجوید قرآن کی - اور عوارف کے چند باب اور تمہید عین القضاۃ کی چند فصلین بھی مطالعہ کین - اس عرصہ مین پیر کے باطن کی صفائی کا یہ اثر ہوا - کہ بزرگی کے صدر مین آپ مسند نشین ہوگئے - خرقہ خلافت ملا - اور دوسرون کی تکمیل کی اجازت بھی حاصل ہوئی - اور پھر دہلی مین تشریف لے آئے -

اب مین یہان پر تفصیل کے ساتھ اُن حالات کو بیان کرتا ہون جو اجمالی عنوان کے اندر پیچ در پیچ ہین بہت تھوڑے عرصہ مین آپ کی درویشی و مرید پروری۔ رہنمائی و رہبری کا شہرہ تمام دنیاوی آبادی کے ہر ایک گوشہ مین اور ہر ایک کے کان مین پہونچ گیا۔ اور ناقصون کی تکمیل اور کاملون کی تائید کے واسطے ہر ایک سمت مین اور ہر ایک صوبہ مین آپ کے ہادی اور ولی خلفا مین سے ایک خلیفہ پہونچ گئے۔ جن کا حال اِس تذکرہ مین حسب مقام گزارش کیا جاویگا۔ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ملفوظات مین لکھا ہے۔ خطاب آیا۔ اے فضیل عیاض۔ شیخ محمد جن کا ستودہ لقب نظام الدین اولیا ہوگا۔ ہماری درگاہ کے خاصون مین سے ہین۔ اِن کو ہمنے تمہارے پیروانِ طریقت مین سے کیا ہے۔ رہنمائی کے معاملہ کو یا اِس طرح کرسی نشین کرینگے۔ کہ اِن کے فیض صحبت کئی ہزار کامل خدا شناس ہونگے۔ خواجہ فضیل یہ الہامی مژدہ سنکر بہت خوش ہوئے اور واپسین دم تک انتظار کرتے رہے۔ بالآخر اپنے خلیفہ کو وصیّت فرمائی۔ کہ اگر تمہاری بیعت کے دام مین کوئی ایسا مبارک ہما پھنس جاوے تو میرا سلام پہونچا کر دعا کی التماس کرنا القصّہ اسی طرح پر یہ وصیت درجہ بدرجہ شیخ فرید گنجشکر تک پہونچی۔ جب سلطان المشائخ شیخ گنجشکر کے حضور مین حاضر ہوئے۔ تو حضرت گنجشکر نے نور باطن سے معلوم کر کے خرقہ خلافت پہنایا اور آغاز اپنی ذات سے کر کے صعودی ترتیب سے صاحب الہام تک سب کے منتظر رہنے کا ماجرا بیان کیا۔ ہر ایک کا سلام اور قبول سلطان المشائخ کو پہونچا کر ہر ایک کے نام سے جدا جدا دعا اور ثنا چاہی۔ دریائے حیا کے غریق سلطان الاولیا نے فرمان پر سر جھکا کر آداب نیاز کے مراسم ادا کئے۔

کہتے ہین۔ سلطان علاء الدین کے دل مین ہمیشہ یہ خلش رہتی تھی۔ کہ شیخ نظام الاولیا سلطنت اور حکمرانی کا خیال اپنے دل مین رکھتے ہین۔ اور فرصت اور موقع کے انتظار مین ہین اسواسطے سلیقہ سلطنت کے امتحان کے لیے۔ ملکی امور کے متعلق چند دقیق باتین بطور استصواب لکھکر آپ کی خدمت مین بھیجین۔ اور التماس کیا کہ جواب باصواب سے ان لکھی ہوئی مشکلات کو حل فرمائے۔ تاکہ اوس پر عمل کرنے سے یہ دقتون کی تنگی رفع ہو جاوے۔ اور حصول مراد نصیب ہو۔ جب یہ امتحانی پرچہ آپکے روبرو پڑھا گیا۔ تو فرمایا۔ کہ بوریا نشین درویشون کو تخت کی زیب و زینت دینے والے بادشاہون کے کاروبار کی کیا خبر۔ بہتر یہ ہے۔ کہ اِس قسم کے مقدمات کے متعلق دریافت حال فرمانے سے۔ بیچارون کا وقت غارت نہ کیجئے۔ اور فقرا کے ضمیر کا امتحان نہ فرمائے۔ القصّہ جب سلطان کا اندرونی زخم اِس پُر حقیقت جواب کے مرہم سے اندمال پذیر ہوا تو آستانہ بوسی کے لیے التماس کیا۔ شیخ نظام الاولیا نے قبول نہین کیا۔ اور فرمایا۔ درویش کے اُنس کو ایک پرند سمجھنا چاہیے۔ جس کے لیے وحشت پیدا کرنے والا

سلطانی کروفر شکاری بازہے - لہذا یہی بہتر ہے - کہ صرف دعا اور سلام سے جو توسط پیغام ہو - باہم آشنا رہیں -
شیخ نظام الاولیا - کا بیان ہے - کہ جب حضرت گنجشکر کی ملازمت حاصل ہوئی - اور مرید ہو کر سرفراز
ہوگیا - تو مینے عرض کیا کہ نفیر کو تحصیل علم سے دلبستگی ہے - اگر علم کے شغل ورا تمام مین ناخوشی ہو - تو یہ شغل
ترک کر کے جس شغل - ذکر - خدمت - یا کام کے واسطے ارشاد فرمایا جاوے - مشغول ہوجاؤن - فرمایا تحصیل
علم سے باز رکھنا اس درویش کا شیوہ نہیں ہے - کیونکہ سالکانِ طریقت کو ظاہری علم سے چارہ نہین ہے
لیکن میری نصیحت تم کو یہ ہے - کہ اس کے بعد جو صورت غالب آجاوے - اسی کے ہوجانا - بالآخر
نہ کسی کو غالب دیکھا - اور نہ کسی کو مغلوب پایا - یون ہی درجہ کمال کو پہونچ گیا - اور ظاہری و باطنی دونون
قسم کے علم حاصل ہوگئے -

صدر الذکر دونون مقولے اور نیز دیگر عرفانی واقعات لوگون کی زبانون پر ہین - اور اوراق پر بھی لکھے
ہوئے ہین - خدا کرے ارباب ذوق کے کانون مین پہونچین - اور اُن کی نظرون سے گزرین - تاریخ اٹھارہوین
ربیع الثانی ہجری سنہ سات سو چھبیس کو آپ کی رُوح کا بیش بہا جوہر وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ
الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ کے عنصری خزانہ سے نکلکر ۵ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا
خَزَآئِنُهٗ کے صدر خزانہ مین داخل ہوگیا جو عبارت ایزدی اسما و صفات کے مخزن سے ہے -

انجمن

اس انجمن مین ان اصحاب کے حالات دکہائے گئے ہین - جو تن گدازی اور جان نوازی کے جنگل مین گرم رفتار
ہین - خود شناسی کے دریا - اور خدا دانی کے عمیق پانی مین ڈوبے ہوئے ہین - اور سلطان المشائخ نظام الاولیا
قدس سرہٗ کی رہنمائی کی امداد سے شاہراہ طریقت پر چلے جارہے ہین - جنہون نے آپکی تلقین سے سعادت دیدار
اور شرف تحقیق حاصل کیا - اور آپ کی کمال ہدایت کی بدولت بعض تو اپنے تئین مثل طلا آمایش دیگرا پنی
استعداد سے عارف ہوگئے - اور بعض نے صورت اکسیر اختیار کر کے - اکثر دوسرے مس طبیعت آدمیون کو کندن
بنادیا - کہتے ہین - ان ایام مین زمین ہند کو عجیب زمانہ حاصل تھا - کیونکہ آپ کی بارگاہ خلافت سے وقتاً فوقتاً
جو نئے نئے خلیفہ روانہ ہوتے تھے - اُن کی فیض پاشی سے ہند کا ہر مکان - اور ہر قطعہ زمین ہدایت آباد تھا - ایک

---

۵ - اور ہمنے اُن کو ایسے جسم نہین بنائے تھے - کہ کہانا نہ کہاتے ہون - اور نہ وہ لوگ دنیا مین ہمیشہ رہنے والے ہی تھے ۱۲ ۵ۡ اور جتنی
چیزین ہین ہمارے ہان سب کے خزانے کے خزانے بھرے پڑے ہین ۱۲

روایت ہے۔ کہ آپنے بڑے بڑے شہرون مین بڑے بڑے مرتبہ اور بڑی بڑی کرامتون والے سات سو خلیفہ ایسے روانہ کیے تھے بلکہ ہر شخص کے سینہ سے گویا عرفان کا آفتاب طلوع کرتا تھا۔ اور نیز اُن سینون سے بزرگوار پیر کے اسرار عیان ہوتے تھے۔

یہ بالکل سچ ہے۔ جب کسی شخص کو کسی بزرگ کی خدمت سے معرفت کا سرمایہ ہاتھ آجاتا ہے۔ اور ایک منزل سے دوسری منزل کو اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ اور فنا کے درجات سے عبور کرکے بقاے اصلی کے مقام کو پہونچ جاتا ہے۔ تو اِس وقت مین نام اور صورت کے فرق کے سوا معنی کسی قسم کی دوئی کی شکل اِن دونون شخصون مین قایم نہین رہتی ہے۔

جس طرح کوئی طفل تقدیر اور تدبیر کی پرورش سے بلوغ کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے تو باپ کے تمام حالات اوسپر منکشف ہوجاتے ہین۔ اور اگر نسبت باہم ملحوظ نہ رکھی جاوے تو دیگر معنوی مایہ الا متیاز کل درمیان مین سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور رجل کی تعریف جو یہ ہے ذَكَرٌ مِّنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ جَاوَزَ حَدَّ الصِّغَرِ اِس تعریف مین دونون داخل ہوتے ہین۔ جب اللہ تعالیٰ عز اسمہ اُس کو بھی کوئی لڑکا عطا فرمادیتا ہے تو وہ ابوۃ کی وصف سے بھی متصف ہوکر جمیع مراتب مین اپنے باپ کی برابر ہوجاتا ہے۔

اور وہ دوئی جو اعتباری اختلاف کے سبب سے غیریت اور اثنینیت کے اشتباہ کا باعث ہوتی تھی۔ اب یک رنگی اور یک روئی پیدا ہوجانیکے سبب سے بالکل دور ہوجاتی ہے۔ پس جب تعینات کا حجاب درمیان مین سے اُٹھا دیا جاوے گا۔ تو ممکنات کی وحدت وجود کا حال بھی اسی طرح پر نظر آوے گا۔ اب دیکھو۔ ہر طرح سے گزارش ذیل کے حروف۔ وحدت وجود کا ثبوت۔ موجودات محسوسہ سے دے رہے ہین۔

واقفان اسرار حقیقت کے باخبر اور نور توحید سے منور ضمیر پر اچھی طرح روشن ہے۔ کہ تمام ثوابت اور سیارے آسمانی طبقات کے اندر۔ نورانی چمک دمک مین آفتاب کی شرکت کا دم بھرتے ہین۔ لیکن جب آفتاب طلوع کرتا ہے۔ تو وہ اپنے آثار اور انوار سے جو شرکت کا ذریعہ ہین بالکل معرا ہوجاتے ہین۔ اور کائنات کے دیگر اجرام ذرے اور پہاڑ وغیرہ جن کو خاص مرتبہ مین آفتاب کی ہمسری کا دعوی نہین ہے۔ اُن کے احکام و آثار قوی ہوجاتے ہین۔ اسی طرح جب حقیقی وجود کا جہان افروز شمس جو ہمیشہ کمال ارتفاع مین ہے۔ جمالی اور جلالی صفات کے آسمان پر طلوع کرتا ہے۔ تو حقائق مین سے جن اشیا مین دعوی الوہیت کا شایبہ ہے۔ وہ [illegible] کے حجاب مین چھپ جاتی ہین۔ اور جو اشیا اہل شہود کی نظر مین اس مرتبہ کی نہین ہوتی ہین۔ [illegible]

بک دمک اور اُسکے کون ومکان مین ساری ہونے کی بدولت۔ تعین اور تشخیص کے ساتھہ۔ امتیازی اور
دی شکل سے اپنے حال پر بدستور قایم رہتی ہین۔ پس اشیا کی فراوانی سے ہستی مطلق کی وحدت مین منافات
م نہین آتی ہے۔ جیسے بسائط محسوس اور ترکیبات عنصری کے ظہور سے آفتاب کی یکتائی مین اُس کے طلوع
ہنے پر کوئی نقصان نہین آتا ہے۔ کیونکہ طلوع ہونے والون مین ایسا کوئی موجود نہین ہے۔ جو خورشید
ی وحدت شکست کرکے اُسکی چمک دمک مین شرکت پیدا کرے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ باوجودیکہ موجودات
ن بے انتہا کثرت۔ اور مخلوقات مین بے غایت تنوعین پائی جاتی ہین۔ مگر کسی فرد کی ہستی کی استحوان
ن ایسا مغز نہین ہے کہ وجود کی خصوصیات مین مشارکت۔ مساواۃ۔ مماثلت۔ اور مشاکلت کا دم
ر سکے۔ جس سے کمال وحدت مین کوئی نقصان پیدا ہو۔ جب اِس تمثیل کے بیان کرنے سے ہر ایک
ی عقل نے سمجھ لیا۔ کہ ایسا موجود۔ عالم امکان کی نمایان بساط پر ظاہر نہین ہے۔ لہذا اس معنی مین
جود کو یقیناً واحد تسلیم کرنا چاہیے وَاِلّا لَا یَعْلَمُ تَوْحِیْدَهٗ الْحَقِیْقِیَّ اِلَّا هُوَ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْمَعْرِفَۃِ
یقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِوَحْدَتِهٖ سُبْحَانَهٗ

یاد خلفائے شیخ نظام الاولیا قدس اللہ سرہم

یاد مولانا علاء الدین نیلی

آپ اپنے وقت کے زبردست عالمون مین سے تھے۔ باوجودیکہ پیر بزرگوار کی اجازت تھی۔ بلکہ تاکید تھی۔ مگر
آپ ازراہ کسر نفسی اپنے تئین مسند شیخی سے اور مرید کرنے سے دور رکھتے تھے۔ آخر مین تو یہانتک کیا تھا۔ کہ کتابون
کا دیکھنا۔ بلکہ کاغذ کو ہاتھہ تک لگانا ترک کر دیا تھا۔ صرف فوائد الفواد کے مطالعہ مین مشغول رہتے تھے۔ اور فرمایا
رتے تھے۔ کہ معانی اور معاملہ جو سب جگہہ ہے۔ اِس جگہہ بھی ہے۔ اور جو اِس جگہہ ہے۔ وہ کسی ورق اور
سی سطر مین نہین ہے۔ بیت

دلم تو باد صبا کجاست کہ نیست	کجاست زلف تو مشک خطا کجاست کہ نیست	

رحلت کے بعد پیر کے روضہ میں قبر بنائی گئی۔

۱ؔ۵ ورنہ اُس کی حقیقی توحید سوائے اُسکے کوئی نہین جانتا ہے۔ اور جو لوگ معرفت مین راسخ ہین۔ وہ کہتے ہین۔ ہم تو خدائے
سبحانہ کی وحدت پر ایمان لائے ہین ۱۲ –

یاد خواجہ ابوبکر

آپ سلطان نظام الاولیا کے دوست مصاحب۔ ہمدم اور ہمنشین تھے۔ اور یہ عہد تھا۔ کہ جب آپ کی ذات شریف مین ابوبکر کے اعتقاد سے۔ انسان کامل کے آثار ظاہر ہوجاوینگے۔ ابوبکر بیعت ہوجاویگا بالآخر جب سلطان الاولیا ملازمت حضرت گنجشکر سے رخصت ہوکر دہلی مین واپس آئے۔ اور بزرگی کے آثار عام وخاص لوگون نے اُن کی پیشانی مین اپنی نظر سے دیکھ لیے۔ تو خواجہ نے اپنا وعدہ وفا کیا۔ مات فی دھلی ودفن فی حظیرۃ شیخہٖ

یاد مولانا وجیہ الدین پائلی

چونکہ فقہ دانی مین دخل زیادہ تھا۔ اسواسطے لوگ آپ کو ابوحنیفہ ثانی کہا کرتے تھے۔ اپنے وطن سے آپنے اجودھن مین جاکر حضرت گنجشکر کے روضہ کی زیارت کی۔ اور اس زیارت کے طفیل مین۔ حضرت خضر علیہ السلام کا دیدار فیض آثار بھی حاصل ہوا جس سے چشم بصیرت کی روشنی بڑھ گئی۔ اور بہ فرمان حضرت خضر آپ دہلی مین آکر شیخ نظام الاولیا کے مرید ہوئے۔ چونکہ آپ دنیاوی کاروبار کے اندر کمال بے نیاز اور بے پروا تھے۔ اسواسطے لوگ آپ کو دیوانہ کہا کرتے تھے۔ یہ بالکل سچ ہے لایکمل[۵] ایمان المؤمن حتی یقال انہ مجنون جب آپ زندگانی کا سامان باندھ کر عالم علوی کو چلے گئے۔ تو آپ کی قبر حوض شمسی کے ایک طرف بنائی گئی

یاد مولانا جمال الملۃ والدین دہلوی

آپ کو کمال استغراق رہتا تھا۔ اور آپ نے گویا اپنے تیئن بالکل ہلاک کردیا تھا۔ سلطان نظام الاولیا آپکے بارہ مین اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے جمال کو کوئی وقت ایسا پیش آتا ہے۔ کہ حق کے سوا کوئی چیز نہ اِن کی ظاہری اور باطنی نظر مین آتی ہے۔ اور نہ دل کے کسی گوشہ مین رہتی ہے۔

یاد مولانا جلال الدین اودھی

آپ کا فقر۔ آپ کی ہمت۔ آپ کی گرفتگی۔ آپ کی وارفتگی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ آپنے تمام گرفتاریون سے آزاد ہوکر اپنے تیئن پیر بزرگوار کی ملازمت کا اسیر بنادیا تھا۔

یاد شیخ مبارک گوپاموی

ابتدائے احوال مین آپ سلطان علاءالدین کے میر عدل تھے۔ میر خورد جامع سیرالاولیا ولد سید محمد کرمانی بیان کرتے ہین کہ آپ کے ساتھ اور آپ کو میرے ساتھ خاص خصوصیت تھی۔ اکثر اتفاقات آپ کی

[۵] انسان کا ایمان اُس وقت تک کامل نہین ہوتا ہے۔ کہ جس وقت تک یہ نہ کہا جاوے۔ کہ یہ مجنون ہے ۱۲

زبان سے یہ باتیں نکلا کرتی تھیں - کہ مبارک آپکے پدر بزرگوار کا مسلمان کیا ہوا ہے - اس طرح کہ پہلے درویشوں کے احوال کا منکر تھا - ایک روز آپ کے پدر بزرگوار مجکو سلطان نظام الاولیا کی خدمت میں لے گیے - اور انکا کے شکنجہ سے رہائی دلاکر میرا اعتقاد اور اخلاص درست کرادیا - اور انکی باعظمت ملازمت سے دنیاوی سازو سامان کے ترک کی استعداد میرے قلب میں پیدا ہوئی -

یاد خواجہ موید الدین کرئی

آپ تخت سلطنت پر جلوس فرمانے سے پہلے سلطان علاءالدین کے ہمراز - اور ہم نشین تھے جب ازلی عنایت سے شیخ کی خدمت میں پہونچنا نصیب ہوا - تو اوصاف درویشی کا زیور پہنکر بن سنور گئے اور حصول دولت کے راستہ میں بھاگنے دوڑنے سے فارغ ہوئے - جب سلطان نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا - تو آپ کو یاد کیا - ایک مقرب سلطان نظام الاولیا کی خدمت میں بھیجا کہ خواجہ موید کو اجازت دیجیے سلطنت کے کام میں مشغول ہوں - فرمایا - کہ موید کو ایک اور کام پیش آگیا ہے - بادشاہ کا بھیجا ہوا شخص اس جواب سے ناخوش ہوا - اور ازراہ جرات عرض کیا - مخدوم - کیا آپ سب کو اپنی مثل بنانا چاہتے ہیں - جواب دیا - اپنی مثل بنالینا بہت سہل ہے - نہیں - اپنے سے بہتر بنانا چاہتا ہوں - اگرچہ مجھسے سازگاری رکھیں جو نقص کے تمام و کمال سلطانی عمل ان کو فقیری کے جھونپڑہ سے دنیاداری اور حکومت کی عشرت گاہ کی طرف کھینچ کر نہیں لیجا سکتے ہیں -

یاد خواجہ کریم الدین سمرقندی

آپ نے ملکہا میں سلاطین کے وزیرہ چکے ہیں - جب ازلی سعادت نے زنجیر ہلائی - تو آپنے سب چیزوں کو چھوڑدیا - اور اپنے ملک سے ہندمیں آکر شیخ فرید گنجشکر کی خدمت - تمام دوجہانی کاموں پر اختیار کی - اور نسبت صہارت (خسر و داماد ہونا) آپ کو نصیب ہوئی - وہاں سے جب سامان اقامت دہلی میں لے آئے تو خلافت کا خلعت - سلطان نظام الاولیا سے ملا - امیر خسرو - اور خواجہ حسن ہمیشہ آپ کی فیض بخش صحبت سے خوش ہوا کرتے تھے - اور مولانا ضیاءالدین برنی بھی اپنی تالیفات کو بغرض اصلاح آپکے روبرو پیش کیا کرتے تھے سلطان نظام الاولیا کی رحلت کے بعد سلطان محمد تغلق نے آپ کو دہلی کا شیخ الاسلام کردیا تھا - اور انوار الملک خطاب عطا فرمایا تھا - آپ کے دو فرزند ارجمند تھے شیخ احمد اور خواجہ نظام الدین ہر ایک حسب و نسب سے درست اپنے وقت کے امام تھے -

یاد خواجہ شیخ علی شاہ ابن شیخ محمود جاندار

آپ سلطان نظام الاولیا کے پرانے مریدون مین سے ہین۔ ہمیشہ حلقہ کی طرح ملازم درگاہ رہتے تھے۔ نظامیہ ارشادات اور تمام اپنی مسموعات کو ایک رسالہ کے اندر فراہم کرکے دُرر نظامی نام رکہا تہا۔ تصوف کے بہت سے حقائق اور اسرار اُن اوراق مین تحریر ہین۔ اسی رسالہ مین لکھا ہے کہ سلطان ابوسعید ابوالخیر خیرات کرنے مین حد سے زیادہ مبالغہ اور کوشش کیا کرتے تہے۔ ایک صاحب نے اثنائے گفت وگو مین کہا۔ لاخیر فی الاسراف۔ آپنے فوراً جواب دیا۔ لا اسراف فی الخیر سننے والے متحیر رہ گئے۔ اسی دُرر مین لکھا ہے صوفیون کے نزدیک بدترین گفتار یہ ہے۔ کہ سالک ایسے مقام اور ایسے حال کی خبر دیوے۔ جو اُس کو حاصل نہین ہے۔ ابیات

از درد نشان مدہ۔ کہ درجانِ تونیست	مگذر بہ دلائیکہ از آنِ تونیست
از بے ہنری بود کہ باجوہریان	وصفِ گہرے کنی کہ درکانِ تونیست

نیز اسی رسالہ مین لکھا ہے ایک مرید نے بیعت ہونے کے وقت اپنے پیر سے نصیحت کے لیے عرض کیا۔ فرمایا۔ خدائی کے دعوی اور پیغمبری کے دعوی سے تم کو بچنا چاہیئے۔ مرید کو حیرت ہوئی۔ گہبرایا۔ یہ کیسی نصیحت ہے۔ کیونکر صحیح ہوسکتی ہے۔ اور اس مین کیا بہید ہے۔ عرض کیا۔ کہول کر ارشاد فرمائیے۔ فرمایا۔ خدائی کا دعوی تو یہ ہے کہ تم کل کامون کا ہونا اپنی مراد کے موافق چاہو۔ اور پیغمبری کا دعوی یہ ہے۔ کہ تم چاہتے ہو سب گرویدہ ہون کہ لوگ تمہارے چاہنے والے اور دوست ہون۔ اور جو ایسے نہون وہ تمہارے گرویدہ نہ ہون۔

یاد مولانا فصیح الدین

آپ اصول فقہ کے علم مین عضد الملۃ قاضی عضد کا مرتبہ رکہتے تہے۔ آپ نے باتفاق مولانا محی الدین قاضی کاشانی سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین حاضر ہو کر بیعت کے واسطے التماس کیا۔ سلطان نظام الاولیا نے مولانا محی الدین کو تو کلاہ مریدی پہنا دی۔ مگر مولانا فصیح الدین کا مرید کرنا۔ استخارہ اور پیر گنجشکر کی اجازت پر موقوف رکہا۔ اِس سبب سے آپ کو کمال نا اُمیدی ہوئی۔ اور نہایت حزین اور ملول رہنے لگے جب پہر دوسری بار بسلسلہ بوسی کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا۔ تمہاری نسبت بہی پیران چشت کے باطن سے قبول بیعت کی اجازت ہے۔ آؤ۔ مایوسی دور کرو۔ اور بیعت کا ہاتہ آستین سے نکالکر درویش کے ہاتہ کے نیچے رکہو۔ تاکہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کا مضمون صادق آئے پس بہ کمال خوشی اور خوشحالی کے ساتہ مدارج بیعت طے کیے۔ اور سلطان نظام الاولیا سے چند سال پیشتر ملک تقدس کو روانہ ہوگئے۔ خوابگاہ دہلی۔

ف اللہ جل شانہ کا ہاتہ اون کے ہاتہون کے اوپر ہے ۱۲۔ ۱۳

قاضی کاشانی کو سلطان نظام الاولیا بہت دوست رکھتے تھے جس مجلس مین قاضی جی ہوتے تھے۔ معرفت اور شرائع طریقت کی بہت سی باتین سلطان نظام الاولیا کی زبان مبارک سے بیان ہو کرتی تھین۔ آپ کے حالات بالتفصیل سابقہ تذکرون مین لکھے ہوئے ہین منظور ہے شوقین اصحاب اُنکو مطالعہ کرین۔

یاد مولانا فخر الدین المروزی

آپ آغاز سلوک سے انجام حالت تک وقتا فوقتا درجہ پرہیزگاری مین ترقی فرماتے رہے۔ جبال الغیب حسب مدعا جو کچھ آپ کی خواہش ہوتی تھی۔ مہیا کر دیتے تھے لیکن آپ اُسکو تصرف مین نہین لاتے تھے۔ پیر بزرگوار کے روضہ مین آپ کی قبر ہے۔

یاد شیخ برہان الدین غریب

صدری اور درسی کمالات عشق اور شوق کے مقامات۔ وجد اور شیفتگی کے حالات یہ سب آپ کی ذات مین جمع تھے۔ خلافت کا خلعت زیب بدن کرنے کے بعد۔ قلعہ دیوگیر دکن مین رہنے کی اجازت ملی تھی۔ جو آج دولت آباد کے نام سے نامزد ہے۔ ایک مدت تک آپنے اُس سرزمین مین رہکر معرفت اور خداشناسی کے ذریعے سے دلون کو سرسبز اور شاداب کیا۔ جب آپکے عنصری باغ کی بہار مین رحلت کی خزان نے تغیر پیدا کیا۔ تو قلعے سے دو میل دوری پر ایک پُرفیض صحرا ہے۔ اُس صحرا کو اپنے روضہ پاک کے لیے پسند فرمایا۔ واقعی عجب راحت افزا اور روح بخش جگہ ہے۔ راقم نے ہجری سنہ ایکہزار ایک مین اس مقام کی زیارت کی تھی۔ دل مین صفائی حاصل ہوئی۔ آپکے عرس کے روز ہر ایک ملک سے لوگ وہان آکر جمع ہوتے ہین۔ اور شہر کے باشندے مجاور چند روز پیشتر سے اُس جگہ جاکر مکانات اپنے واسطے بنا لیتے ہین۔ اس طریقہ سے مسافر اور مجاور اُس بانظام مقام سے غیبی فیض پاکر خوش وقت ہوتے ہین۔ خاندیس کا پائے تخت جسکا برہان پور نام ہے آپ کے ہی نام پر نامزد ہے۔ کہتے ہین جب شیخ برہان الدین اپنے پیر کی خدمت سے اجازت لیکر دیوگیر کو جا رہے تھے۔ اثنائے راہ مین ایک روز رات کو اُس مقام پر اُترے جہان اب برہان پور آباد ہے۔ اُس زمانہ مین والیان خاندیس کے آباد اجداد مین سے ایک شخص اُس موضع کا شحنہ تھا۔ اُس نے حتی المقدور خدمت گزاری اور درویش پرستی مین کوتاہی نہین کی جب صبح کو روانہ ہونے کے وقت حاضر ہوکر فاتحہ کی درخواست کی۔ تو فرمایا۔ بموجب ازلی حکم کے اس جگہ ایک شہر آباد ہوگا۔ انشاءاللہ فرزندان کے فرمان روا ہونگے۔ مناسب یہ ہے کہ اُس نوآباد شہر کا نام اس درویش کے نام پر رکہا جاوے۔ اس بشارت کی بنا پر برہان پور نام رکہا گیا۔ اور چند دیہ سجادہ اور روضہ کے واسطے بطریق مدد معاش پیش کیے گئے۔ آج تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بیس ہے۔ مذکورہ بالا وظیفے بدستور مقرر اور جاری ہین۔

یاد شیخ کمال الدین یعقوب نہروالہ

آپ کو عالی مقامات اور نقلی و لدنی کمالات حاصل تھی - پیر کے حکم سے ذی استعداد گجرات والون کی رہنمائی کے واسطے مامور ہوئے تھے - بہت سے شخص آپ کی تلقین سے صراط مستقیم پر چل کر اپنے مقصد کو پہونچ گئے حصار نہروالہ کے باہر سہسلنگ تالاب کے کنارہ آپ کی خوابگاہ ہے -

یاد مولانا شہاب الدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے امام تھے - ربانی کلام لفظاً اور معنیً از بر تھا - اور ایسی عمدہ طرز سے تلاوت فرماتے تھے کہ سننے والون کو زمزم کلیم اللّٰہی مین حاضر ہونے کا مزہ آجاتا تھا - امیرخسرو کو آپ کے ساتھ بہت کچھ دلبستگی اور عقیدت تھی انہون نے اپنے خمسہ مین آپ کی نہایت تعریف لکھی ہے - یہ دو تین بیت اُسی خمسہ کی ہین - ابیات

چون از سوز زد کلام احمد	+ نفد البحر قبل ان تنفد
او چو ابر کرم لقب رق جہان	زیر کان چون صدف کشادہ دہان
شمع من یافتہ ضیا از وے	مس من گشتہ کیمیا از وے

آپ کی قبر دہلی مین ہے -

یاد امیر خسرو

آپ کا لقب یمین الدین - کنیت ابوالحسن - اور پیر کی طرف سے خطاب ترک اللہ ہے - اور آپ کے پدر بزرگوار کا نام سیف الدین تھا - سخن سنج - سخن پرور - اور سخن آفرین نامورون کے آپ سرو فتر تھے - آپ کے کمالات اور حالات کی شرح کیا کی جاوے - آپ گویا آسمان ستائش کے قطب ہین - یعنی جو مدح (خواہ وہ کسی قسم کی ہو) نفس ناطقہ عبارت کے حوالہ کرتا ہے - اور آپ از روئے مشاطگی اُس مفہوم کو بدایع اور معانی کے انواع و اقسام کے زیور سے آراستہ کر کے نوعروسی کے لباس مین دکہاتے ہین - تو وہ آراستگی اُس مفہوم کے بالکل برابر - اور نیز گرد اُس کے چکر کہاتی ہوئی نظر آیا کرتی ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ اس سلسلہ کو حقیقت شناس دانشمندون کے حوالہ کر کے آپ کے نمایان واقعات مین سے چند منتخب باتین حوالہ قلم کرون -

جب قصبہ پٹیالی مین جو دریائے گنگا کے کنارہ آباد ہے - آپ کی مبارک صورت کا نقشہ - خدائی علم کے تصویر خانہ سے معرض تقدیر نے اُٹھا کر عین امکانی کے ورق پر لا جمایا - تو آپ کے پدر بزرگوار دایہ کے دھونے اور پاک صاف کرنے کے بعد آپ کو پارچہ قماط مین لپیٹ کر ایک مجذوب کے نزدیک لے گئے - جو ہمسایہ مین رہتے تھے - مجذوب نے فرمایا

۹۱ در ربا تا - بحر خشک ہو جاوے اس کے کلام تمام ہو ۱۲ -

یہ لڑکا ایسا فصیح البیان ہوگا۔ کہ اُستاد خاقانی سے دو قدم آگے ہی رہے گا کہتے ہین دو قدم سے مراد مثنوی اور غزل ہے۔ آپ سے عمر مین اور سب باتون مین بڑے آپ کے دو بہائی اور بہی تہے۔ ایک کا نام اعزالدین شاہ اور دوسرے کا نام حسام الدین احمد تہا۔ جب آپ کی عمر آٹہہ سال کی ہوئی۔ اور فارسی مین کچہہ شدبد ہوگئی۔ تو آپ کے پدر بزرگوار اپنے تینون لڑکون کو سلطان نظام الاولیا کی غلامی مین لے گئے۔ اور بیعت کرا دیا۔ ایک سال بعد سیف الدین شہید ہو گئے۔ اب آپ کی پرورش کی نوبت عماد الملک آپکے نانا کو پہونچی۔ جو شاہ وقت کے میر عرض تہے۔ اُنہون نے آپ کی اصلاح مین بہت کچہہ کوشش فرمائی۔ اور وہ مشکور بہی ہوئی۔ آپ نے دیوان غرۃ الکمال کے خطبہ مین اپنے اِن مربی کی تعریف لکہکر حق شکر گزاری ادا کیا ہے۔

کہتے ہین۔ جب آپنے نظم کلام شروع کیا تہا۔ تو آپ کلام کو ناصحانہ طریقہ پر لکہا کرتے تہے۔ مگر پیر بزرگوار کے ارشاد سے غزل گوئی مین عاشقانہ وضع اختیار کرکے بالآخر مضامین نیاز کی طرف رجوع کیا اور غزل کا پایہ ایسے عالی مقام کو پہونچایا۔ کہ کسی غزل گو اہل سخن کا نغمہ وہان تک نہین پہنچ سکا۔

آغاز جوانی مین بظاہر والیان ملک اور دولتمندان دنیا کی ملازمت کی طرف میلان تہا لیکن باطن مین ہمیشہ درویشون کی خدمت اور صحبت کی خواہش رہتی تہی۔ بالخصوص اپنے پیر دستگیر کے ساتہہ حسن عقیدت مین کمال رسوخ تہا۔ اس کے متعلق تہوڑا سا بطور نمونہ لکہتا ہون۔ جب سلطان علاءالدین کے دل سے بدگمانی کا میل کچیل دہل گیا۔ تو بادشاہ کے دل مین حضرت سلطان نظام الاولیا کی بکرامت ملازمت مین حاضر ہونے کی خواہش پیدا ہوئی اور یہ آرزو پوری ہونے کے لیے بہت کچہہ التماس۔ اہتمام۔ چاپلوسی اور مبالغہ کیا۔ لیکن سلطان نظام الاولیا کے حضور سے قبولیت کی بو تک نہین آئی۔ بلکہ ممانعت اور گریز کے آثار پیدا ہوتے تہے۔ اس سببسے بادشاہ نے اپنے دل مین ٹہان لیا تہا۔ کہ کسی روز خفیہ طور سے حضور کی ملازمت مین سر دیکر گہس جاؤن گا۔ یہ راز ایک روز بادشاہ نے امیر خسرو سے کہکر اپنا رازدار بنایا۔ اور امیر خسرو نے اس مشورہ کی کیفیت اپنے پیر کے حضور مین عرض کردی۔ سلطان نظام الاولیا یہ مضمون سنتے ہی حضرت گنجشکر کی زیارت کے ارادہ پر اجودہن کی طرف روانہ ہوگئے۔ بادشاہ امیر خسرو سے ناراض ہوا۔ اور روبرو گفت و شنید مین کمال غصہ کا اظہار کیا۔ امیر نے عرض کیا۔ کہ سلطانی رنجش مین صرف جان کا خطرہ ہے۔ اور پیر کی ناخوشی مین جان کی آفت سلب ایمان کے ساتہہ لگی ہوئی ہے اُس وقت بادشاہ امیر خسرو کے حسن عقیدت اور دور اندیشی پر آگاہ ہوکر صاف ہوگیا۔ اور بر سر انصاف آکر خوش ہوا۔ اور امیر خسرو کو روز افزون خاص عنایت سے سرفراز کیا رحم اللہ من انصف (جس نے انصاف

اللہ تعالی اوس پر رحم کرے ۱۲)

کہتے ہین جو نقد و جنس صلہ اور انعام کے ذریعہ سے آپ کو ملا کرتا تھا۔ اُس کو آپ کا دست ہمت ید علیا سے لیکر ہتھیلی کی طرح ید سفلی مین پہونچا دیتا تہا۔ یعنی جو اصحاب فقر کے گوشون مین بیٹھے ہوتے تھے اُن کی آرزوئین پوری کرنے۔ اور حاجتون کے برلانے مین صرف ہوا کرتا تہا۔ ایک روز پیر نے ارباب دولت کی مصاحبت چھوڑ دینے کے واسطے آپ کے نام نصیحت نامہ بہیجا اور اِس بیت پر تمام کیا۔ بیت

آمد گہ آنکہ عہد ہا تازہ کنیم	شد آنچہ شد ای صنم گذاشت آنچہ گذشت

اس خط کے پڑہنے سے معلوم ہوا۔ کہ درجہ مین ترقی ہوئی ہے۔ اور پہر ظاہر کو باطن کے ساتہ ہم رنگ بنا کر اپنے تئین کوچہ درویشی مین بالکل داخل کر دیا۔

کہتے ہین۔ جن ایام مین سلطان نظام الاولیا نے فرق کے وحشت انگیز مکان سے جمع کے مانوس اور عالی شان محل کی طرف کوچ فرمایا ہے۔ اُن ایام مین امیر خسرو۔ بنگالہ کی طرف سفر کو گئے ہوئے تہے۔ جب دہلی مین واپس آئے۔ تو شیخ کو زندہ نہ پایا۔ سخت بے تاب ہوئے۔ اور بے صبری سے اپنے تئین زمین پر گرا دیا۔ نالہ و فریاد کرنا شروع کیا اور یہ تو پہلے سے ہی فرمایا کرتے تہے۔ کہ خسرو کی زندگی۔ نظام کی حیات کے ساتہ وابستہ ہے۔ یہ بات یاد کر کے ہمیشہ خواہش کیا کرتے تہے کہ اس پیشین گوئی کا وقوع جلدی سے ہو جاوے۔ آخر کار ہلالی چہرہ کے بعد کہ مہینا رمضان اور ہجری سنہ سات سو پچیس تہا نَحْنُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ کے زمزمہ کی آواز بلند کی۔ اور اپنے پیر کے حظیرہ مین سو رہے۔

یاد امیر حسن علا سنجری

آپ کے والد ماجد سجستان کے ہین۔ جو خواجہ معین الاولیا کی ولادت کا مقام ہے۔ علم۔ عرفان۔ فضل یقین۔ فصاحت۔ بلاغت سخن کی نازکی۔ اور کلام کی رنگینی یہ جمیع اوصاف آپ کی طبیعت کے لوازم۔ اور آپ کا حصہ تہے۔ ابتدا ابتدا مین بڑے بڑے حاکم اور سلاطین وقت کو آپکی صحبت کی آرزو تہی۔ اور آپ بہی اہل عشرت کے ساتہ محبانہ میل جول رکہا کرتے تہے۔ عمر کا بہت بڑا حصہ اسی طرح پر گذر گیا۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا کا گذر اُس مکان مین ہوا۔ جہان آپ چند ظریفون کے ساتہ جلسہ نشاط مین مصروف تہے۔ جب شیخ کے باکمال جمال پر آپ کی نظر پڑی۔ تو یہ دو بیتین آپنے پڑہین۔ قطعہ

سالہائے شد کہ ما ہم صحبتیم	این کہ صحبت را اثر باشد کجاست
زہد تان فسق از دل ما کم نہ کرد	فسق ما محکم تر از زہد شماست

ؔ۵۔ ہم تم سے ملتے رہنے والے ہین ۱۲

سلطان نظام العرفا نے فرمایا صحبت اُس وقت مین تاثیر رکھتی ہے۔ کہ جب حُسنِ نیت بھی اسکے ساتھ ہو۔ بیت

یک صبح باخلاص بیا بر درِ من
گر کار تو بر نیاید آنگہ گلہ کن

چونکہ اصلاح اعمال کا وقت آگیا تھا۔ توفیق توبہ نصیب ہوئی۔ اور ہمیشہ شیخ کی ملازمت مین بنا رہنا اپنے اوپر لازم کرلیا۔ جو کچھ بزرگوار کی زبان سے وقتاً فوقتاً سُنا۔ اکثر فوائد کو بے تغیر و تبدیل لکھتے گئے۔ اور چند روز مین ایک کتاب تیار ہوگئی۔ جس مین انواع و اقسام کے حقائق۔ سلوک کی باتین۔ نصیحتین۔ و مسائل درج ہین۔ فوائد الفواد نام رکھا گیا۔ چونکہ اس کتاب کی اکثر عبارت شیخ کی ہی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہے۔ لہذا اس کتاب کو ملفوظات شیخ نظام بھی کہتے ہین عجب مقبول مجموعہ ہے۔ امیر خسرو آرزو اور حسرت کے ساتھ ہمیشہ خلا اور ملا مین کہا کرتے تھے۔ کاش خسرو کی تصنیف اور تالیف کی ہوئی تمام کتابین برادر حسن کی ہوتین۔ اور تنہا اس نسخہ کی شہرت میرے نام سے ہوجاتی۔ بس دنیا اور آخرت کی بہبودی کا سرمایہ اسی قدر کافی تھا۔

روایت ہے جس روز پیر نے شیخ برہان الدین غریب کو خلافت کا خلعت عطا فرمایا۔ اور دیوگیر مین رہنے کی اجازت دیکر رخصت کیا تو شیخ برہان الدین نے ہنگام قدم بوسی حسرت کے ساتھ آہ کھینچی۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور کی خدمت سے دوری کا درد لیا ہے۔ جس کا علاج ممکن نہین ہے۔ فرمایا۔ اس مجلس مین امیر خسرو کے سوا۔ جو صاحب بھی حاضر ہین۔ وہ تمہارے رفیق راہ ہوسکتے ہین۔ اور آداب سلوک کی رعایت جس طرح اس درویش کے ساتھ مدنظر رکھتے ہین۔ اُسی طرح تمہارے ساتھ بھی مدنظر رکھ سکتے ہین۔ چونکہ اُس وقت مین حاضر حضور امیر حسن تھے۔ اس بنیاد پر دیوگیر کو برہان الاولیا کی رفاقت مین آپ بھی روانہ کیے گئے۔ جب ایام عمر ختم ہوئے تو اسی جگہ روضہ برہانیہ مین دو تین تیر کے فاصلہ پر آپ کی قبر بنائی گئی۔

فوائد الفواد مین لکھا ہے۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا نے فرمایا۔ تائب متقی کے برابر ہوتا ہے متقی وہ ہے جس نے اپنی تمام عمر مین گناہ اور نامشروع باتون کا ارتکاب کیا ہی نہ ہو۔ اور تائب وہ ہے کہ اس سے گناہ تو سرزد ہوئے ہون مگر پھر اُس نے بازگشت کرلی ہو۔ پس اس حدیث[1] کے بموجب اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ دونون برابر ہوجاتے ہین۔ شیخ مبارک خیر جونپوری کے مکتوبات مین لکھا ہے۔ اے عزیز متقی وہ ہے۔ جو شر کے وقوع مین اپنے نفس سے محافظت حق کرے۔ یعنی خداوند اکبر کے سامنے اپنے نفس کو سپر کردیوے تاکہ جو مذمت کا تیر نقصان کے کمان سے چھوٹے نفس پر پہونچے۔ اور جو امور خیر و کمال کے مقولہ مین داخل ہین۔ اُن کی نسبت

[1] گناہ سے توبہ کرنے والا شخص مثل اُس شخص کے ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہین ہے۔

حق سبحانہ کی طرف کرے - اپنی طرف نہ کرے۵ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِی کونوا وقایۃ فی المذام واجعلوہ تعالی وقایتکم فی المحامد تکونوا ادباء عالمین اگرچہ توحید کا اقتضا یہ ہے - کہ امان خوب و زشت - خیر و شر - نفع و ضرر وغیرہ وغیرہ تمام افعال کو حق تعالی کی طرف منسوب کرکے اپنا قدم درمیان مین نہ پہنسادے - لیکن ادب کی بات یہ ہے - کہ بدی کی نسبت اپنی طرف اور نیکیون کی نسبت باری تعالی عزاسمہ کی طرف کرے - تاکہ اُن ادیبون مین سے شمار کیا جاوے - جو انبیا اور مرسلین کے اخلاق کے ساتہہ تہذیب یافتہ ہین اور تاکہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کے شرف سے خصوصیت پاکر دونون جہان مین سربلند ہو - راقم کی خاطر فاتر مین غیب سے یہ بات آتی ہے - کہ تمام پرہیزگارون مین زیادہ پرہیزگار وہ شخص ہے - جس کی حقیقت بین آنکہہ اور کُنہ شناس دل مین کوئی چیز - شر - اور کوئی فعل - زشت معلوم نہ ہو - اور جو کچہہ ظہور مین آوے - اُس کو محض خیر سمجھے - اور اس وجہ سے تمام افعال اور احوال کا مصدر - الٰہی اسما اور صفات کو تصور کرے -

یاد شیخ نظام الدین ابو المؤید نبیرہ شمس العارفین

آپ نے اپنے بزرگوار باپ اور ماموں کی خدمت سے کتابی علم تحصیل کیا تہا - اور نیز طریقت کی تعلیم پائی تہی - اور شیخ عبدالواحد ابن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی کی ملازمت مین جو سید نور الدین مبارک کے پیر ہین - پہونچکر بہت کچہہ فائدہ اوٹہایا تہا - خواجہ قطب الدین اوشی - اور سلطان نظام الاولیا بدایونی - آپ کے دیدار کو خدائی جمال کا آئینہ جانتے تہے - اور ہمیشہ آپکی مصاحبت کی خواہش کیا کرتے تہے - کہتے ہین - ایک سال دہلی اور اطراف دہلی مین آسمان نے زمین پر اور زمین والون کے حال زار پر رحم کہا کر آنسو نہین ٹپکائے - غلہ کمیاب ہوگیا - اور لوگون نے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر گریہ و زاری کے ساتہہ بارش کی درخواست کی - آپ قبول فرماکر منبر پر چڑہ گئے - اور آستین کے اندر سے ایک جامہ نکالا - اور کہا اے پاک خداوند - اس خلعت کی پاک دامنی کے طفیل مین اور اس محبت اور راز کے استحقاق کے عوض مین جو اس خلعت کا مالک تیرے ساتہہ رکہتا تہا - از راہ بخشش مینہہ برسا ورنہ مین جنگل کا راستہ اختیار کرونگا - اور پہر آبادی مین نہ آؤنگا - اُسی وقت ایک سیاہ ابر اٹہا - اور بے انتہا پانی برسا - یہانتک کہ ہر طرف نالون مین سیلاب آگیا - خلاصہ دانشوران روزگار مولانا وجیہ الدین یحییٰ قدس سرہ نے لکہا ہے - کہ وہ جامہ آپ کی والدہ بی بی سارا کا پیرہن تہا -

---

۵ لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو - یعنی بدیون مین اُسکی سپر تم ہو جاؤ اور نیکیون مین پروردگار کو اپنی سپر بنالو - ایسا کروگے - تو تم تمام عالم مین ادیب قرار دئے جاؤگے ۱۲ ۵۲ بیشک تم سب مین بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے - جو تم سب مین زیادہ متقی ہے ۱۲

یاد شیخ قطب الدین منور ابن شیخ برہان الدین ابن شیخ جمال ہانسوی

آپ تنہائی پر عاشق۔ اور گوشہ نشینی کے عشق میں سوختہ تھے۔ وہ جمالی کمالات کے آثار۔ اہل دنیا کے سامنے اپنے اقوال اور افعال کے ذریعے ظاہر کیا کرتے تھے۔ روایت ہے۔ کہ سلطان محمد تغلق نے قاضی کمال الدین صدر جہان کے ہاتھ چند دیہ کا فرمان۔ آپ کے نام پر کے نیازمندانہ آپکے پاس بھیجا تھا۔ آپ نے لانے والے سے کہا۔ میں نے سنا ہے۔ کہ سلطان نصیر الدین جس سال کہ اوچہ اور ملتان کو گیا تھا۔ اُس نے بھی اسی مضمون کا طغرا۔ امیر غیاث الدین سپہ سالار کے ہاتھ۔ حضرت گنجشکر کی خدمت میں اجودھن کو بھیجا تھا۔ جب وہ طغرا آپ کی نظر سے گزرا۔ تو آپنے سپہ سالار کو فرمایا۔ ہمارے بزرگوں نے بادشاہوں سے اس طرح پر کبھی کچھ قبول نہیں کیا ہے۔ اور اس درویش کو بھی اپنے پیروں کی پیروی سے چارہ نہیں ہے۔ لہذا اگر عذر کر دیا جاوے۔ تو گنجائش ہے۔ اور اس بات کی خواہش مند بے شک ہوں۔ بہتر ہے کہ یہ اُن کو پہونچایا جاوے۔ یہ حقیقت حال سنکر فرمان لانے والا ناچار فرمان کو واپس لے گیا القصہ شیخ قطب الدین نے تمام عمر متوکلانہ اور عالی ہمتی سے بسر کی۔ آپ کی قبر شہر ہانسی کے میدان میں ایک گنبد کے اندر ہے۔ جس کو اب اقطاب اربعہ کا مقام کہتے ہیں۔ کیونکہ شیخ جمال۔ شیخ برہان الدین۔ شیخ قطب الدین منور اور آپ کے فرزند شیخ نور اُسی میں سوئے ہوئے ہیں قدس اسرارہم

یاد شیخ بدر الدین سمرقندی

آپ شیخ سیف الدین کے خلیفہ ہیں۔ جو شیخ نجم الدین کبریٰ کے بزرگ خلیفہ تھے۔ الٰہی معرفتوں کے آسمان کا آپ کو بلکہ آفتاب کہنا ناموزون نہیں ہے۔ بخارا سے ہند میں آئے۔ اور دہلی میں سلطان المشائخ نظام الاولیا کی مصاحبت کے واسطے قیام فرمایا۔ کتاب دُرر نظامی میں لکھا ہے۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا۔ اور بدر الدین دونوں امیر خورد کی ملاقات کے واسطے گئے تھے۔ امیر اُس وقت ایک عظیم مراقبہ میں تھے۔ اور کمال استغراق تھا۔ بدر الملۃ نے ایک تقریب سے عرض کیا۔ میں نے فلاں شہر میں فلاں بزرگ کو دیکھا۔ اور اسی طرح ہر ایک بزرگ کو ایک ایک مدت تک جہاں جہاں دیکھا شمار کرنا شروع کیا۔ جب بدر الملۃ کی گفت وگو بہت بڑھ گئی۔ تو سلطان الاولیا نے فرمایا۔ بھائی سخن کوتاہ کرو۔ شاید ان بزرگ کی زبان سے کوئی ایسی بات سننے میں آوے۔ کہ جس کے واسطے کان پیدا کیے گئے ہیں۔ اسپر بھی بدر اپنی گفت وگو سے باز نہیں آئے۔ امیر نے سر زانو سے اُٹھا کر فرمایا۔ بدر الدین۔ جتنے بزرگوں کو تم نے دیکھا بیان کیا کیا کوئی ان میں سے تم کو بھی کسی نے دیکھا۔ شیخ بدر الدین کی قبر دہلی میں مشہور۔ اور ہمیشہ بزرگان مقیم اور مسافر کی زیارت گاہ ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ بیت۔

تو چشم خویش وقف اہل دل کن		با میدے کہ چشمی بر تو افتد

یاد شیخ رکن الدین فردوسی

آپ حقائق اور معارف کے عالم تھے - ایزدی جھلک اور خدائی صفت آپکے ظاہر و باطن سے جوش کرتی تھی شیخ عماد الدین طوسی آپکے ہی مرید اور خلیفہ ہین - دہلی مین دریائے جمنا کے کنارہ شیخ محمود مجذوب بہاری کا مرقد ہے جن کو خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری سے فیض تہا - اُسی مرقد کی برابر مین آپ کی بہی قبر ہے قدس سرہم بیشک عجب ایک بہشت نما مکان ہے - جو مدینہ منورہ کی طرح لوگون کا مرجع ہے مصرع مرقد او مہبط نور خداست -

یاد شیخ نجیب الدین فردوسی

آپ شیخ بدر الدین سمرقندی کے مرید ہین - قدس سرہما کمالات اور حالات کی گویا آپ کان تہے - اپنی صورت اور سیرت سے ہمنشین دوستون کو بہشت یاد دلاتے تہے - آپ کی خوبیون کا بیان بہت طویل ہے - سابقہ تذکرون مین لکہا ہوا ہے - لہذا بہتر ہے - کہ مین اُس کو نہ لکہکر تکرار سے محفوظ رہون حوض شمسی کے کنارہ آپ کی قبر ہے مشہور ہے - اور اُس کی زیارت بہی ہوتی ہے مصرع درکنار حوض شمسی شد فرد آب حیات -

یاد شیخ شرف

آپ شیخ یحیٰی ابن اسرائیل منیری کے فرزند ہین - جو شیخ نجیب الدین فردوسی کے مرید تہے - اولاً آغاز سلوک مین نفس نافرجام کی اصلاح کے واسطے ایک پہاڑ کے دامن مین جا رہے تہے - وہان پر آپ کی مادر بزرگوار ایک غلام فتوحا نامی کے ہاتہہ کہانا بہیج دیا کرتی تہین ایک روز دریافت کیا - فتوحا - تجہہ کہانا بہیجا آتا ہے - اس مین سے شرف کچہہ کہاتا بہی ہے - اُسنے کہا - مجہے معلوم نہین - مین تو کہانا اُس جگہہ رکہہ آتا ہون - جہان اُنہون نے فرما دیا ہے - خیر - اُس روز چند چہوہارے دودہ مین بہگو کر اور شکر ڈال کر بہیجے - اور کہا - لڑکے سے کہدینا تیری مان نے قسم کہا کر کہا ہے - اگر اس کہانے مین سے نہ کہاویگا - تو مین تجہہ سے ناراض ہو جاوُن گی - ناچار شیخ شرف نے لقمہ اُٹہایا حلق سے اُترنے نہین پایا تہا کہ بیہوشی طاری ہوئی - اب چیونٹیون کا ہجوم شروع ہوا - اور اُس لقمہ کو آپکے حلق مین سے ذرہ ذرہ کرکے نکال لیا - تب ہوش آیا - فتوحا نے واپس آ کر یہ تمام حقیقت اُس باعصمت بی بی سے عرض کر دی - اُنہون نے ایک نعرہ مارا - اور کہا سچ ہے جو شخص [۵] ابیت عند ربی وهو یطعمنی ویسقینی کے خوان مین سے روزی کہاویگا - وہ اِس دنیا کی خوراک سے اپنا ہاتہہ کیون ملوث کریگا - اِس کے بعد آپ اور آپکے بہائی شیخ جلال الدین محمد اپنے وطن سے جو ہندمین شرقی سمت کی حدود پر ہے - شیخ نظام الاولیا سے بیعت ہونے کے

[۵] مین اپنے رب کے نزدیک رات کو ہوتا ہون اور وہ مجہکو کہانا کہلاتا ہے - اور مانی پلاتا ہے - ۱۲

ارادہ پروانہ دہلی ہوئے - ایک روایت تو یہ ہے - کہ ان دونوں مشتاقوں کے پہونچنے سے پہلے سلطان نظام الاولیا رحلت فرما گئے تھے - اور دوسری روایت یہ ہے - کہ نہیں ملاقات ہوئی - لیکن سلطان نظام الاولیا نے شیخ نجیب الدین فردوسی کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا - بہر تقدیر جب شیخ نجیب الدین کی ملازمت میں حاضر ہوئے - تو فرمایا - شرف - تم بہت اچھے آئے - بہت برسوں سے یہ درویش تمہاری امانت تم کو دینے کے واسطے تمہارا منتظر ہے - اُسی وقت بیعت ہوئے تھوڑے عرصہ میں خرقۂ خلافت مل گیا - اور باشندگان ولایت بہار کی رہنمائی کے واسطے اجازت ہوئی - کہتے ہیں - آپ کے پاؤں میں کسی قدر لنگ تھا - اس کا سبب جو دریافت کیا گیا - تو جواب دیا - کہ میں نے ازل میں اولیا کی صفوں سے آگے بڑھکر انبیا کی صفوں میں قدم رکھ دیا تھا - دنیا کی لنگ اُس کی سزا ہے - القصہ آپ کی ہمت کو بڑا درجہ حاصل تھا -

ایک دفعہ آپنے اکسیر کا ایک ڈبہ پیر کی خدمت میں پیش کیا - پیر نے پانی میں بہا دیا - آپ ہنسے - اور کہا اگرچہ اس خاک سے تانبا طلا ہو جاتا تھا - اور احتیاج والوں کو فائدہ بھی پہونچتا تھا - لیکن اس کی حفاظت سے دل پر گرانی رہتی تھی - اور نیز یہ دوری کا بھی سبب تھا - الحمد عز اسمہٗ کا شکر ہے - کہ اس استغنا کی بدولت آرزو کی قید سے مجکو رہائی ہوئی - پیر یہ بات سنکر بہت خوش ہوئے اور چند حرف لکھکر آپ کو دئے - جب آپنے اُن کو سر پر رکھا - تو زمین کے اندر کی تمام مخفی چیزیں ظاہر ظہور نظر آگئیں - پھر آپنے اُس کاغذ کو بوسہ دیکر زمین پر رکھدیا اور کہا - یہ چیزیں دل کی پریشانی کا سامان ہیں - دوسرے شخص کو دیدی جائیں - جوان کا خواستگار ہو - یہ بات سنکر پیر نے آپکو مقبول اور موثر دعائیں دیں - اور آپ کی ہمت پر آفریں کہی -

آپ کی عمدہ عمدہ تصانیف بہت سی ہیں - سب میں بہتر معدن المعانی اور مکتوبات ہیں - جو کوئی دیکھے گا - اُس کی آنکھوں پر گراں نہ گزرینگی - آپ کی قبر بہار سرحد بنگالہ میں ہے -

یاد شیخ بدر الدین غزنوی

ایک شب آپنے اپنی زاد بوم میں خواب دیکھا - کہ میری بیعت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی نے قبول فرماکر سلسلہ مضبوط کر دیا ہے - گھبراکر خواب سے اُٹھ بیٹھے چند روز بعد شوق کا ایسا سیلاب آیا - کہ صبر کوچ کر گیا - ناچار آپ خواجہ صاحب کی مثالی صورت دیکھنے کے واسطے حیران و پریشان مسافرت میں چل نکلے - اثناے راہ میں متعدد با فیض صحابہ سے ملاقات ہوئی جن کی ملازمت سے معرفت کے سرمایہ میں کچھ نہ کچھ اضافہ ہی ہوا - لیکن اُس نورانی شکل کو دیکھنے کی آرزو اور زیادہ بڑھ گئی - جس کو خواب میں دیکھا تھا - لاہور کے راستہ سے دہلی پہونچے - اور خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت

مین حاضر ہوئے - جب آپنے اپنا سر پائے مبارک پر رکھا - تو خواجہ نے فرمایا۔ ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ[۵] فوراً مرہم بیعت ادا کئے گئے - سلطان نظام الاولیا فرمایا کرتے تھے ہمارے یارون مین سے بدر الدین سرود و سماع کے بہت کچھ عاشق تھے - پیری کی وجہ سے باوجودیکہ آپ کا قد بے عصا کے نہین اُٹھتا تھا - مگر جب راگ کی آواز کان مین پہونچ جاتی تھی - تو مستانہ نعرے مارا کرتے تھے - اور جوانانہ رقص کرنے لگتے تھے - اگر کہا جاتا تھا کہ بوڑھا آدمی ایسی ناتوانی ہوتے ہوئے سماع مین کس طرح جوانانہ رقص کرتا ہے - تو جواب دیتے تھے - کہ ضعیفی مانع نہین ہے - عشق اور شوق کی طاقت سے کرسکتا ہے - بیت

عشق ہر جا علم برافرازد	پیر صد سالہ را جوان سازد

آپ کی گرامی صحبت مین قاضی حمید الدین ناگوری شیخ فرید گنجشکر - سید مبارک غزنوی مولانا مجد الدین جرجانی شیخ ضیاء الدین دہلوی وغیرہم بہت سے بزرگان وقت کی دانش بینش (سمجھہ بوجھہ) کا ہنگامہ گرم ہوا کرتا تھا - اور خدائی عرفان کی انجمن فراہم ہوا کرتی تھی - ہر جمعہ کے روز مجلس وعظ ہوا کرتی تھی - حقائق اور معارف کے بارہ مین صفت و گو یہان تک کیا کرتے تھے - کہ کشف کے عالی مرتبہ کو پہونچا دیتے تھے - انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم اجسام) کا معما بالتصریح عمدہ طور سے حل فرمایا کرتے تھے - سخن کو مولی کے شوق اور محبت مین قبولیت کا رنگ دیتے تھے - حضرت گنجشکر - اور نیز دوسرے خدائی بندے - آپ کے ذکر کرنے کے وقت بہت خوش ہوا کرتے تھے ایک روایت ہے کہ خضر علیہ السلام کا بھی اس مجمع مین گذر ہوا کرتا تھا - سعدی

ہزارت آفرین سعدی برین شیرین سخن گفتن	مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی

یاد مولانا کمال الدین زاہد

آپ اپنے وقت کے متقیون مین سر برآوردہ تھے - کہتے ہین - سلطان نظام الاولیا نے مشارق حدیث کو آپکے سامنے پڑھا تھا - اور آپنے مولانا برہان الدین بلخی سے سند حاصل کی تھی - جو خود مصنف کے شاگرد تھے - اور نسخہ اجازت نامہ جو آخر کتاب مین سلطان نظام الاولیا نے اپنے دستخط سے لکھا ہے - سیر الاولیا مین مرقوم ہے - کہتے ہین سلطان غیاث الدین بلبن نے آپ کی خدمت مین التماس کیا تھا - کہ اے سید پیر - کہ میری نماز درست اور قبول ہو کمال اشتیاق کے ساتھ میری یہ آرزو ہے - کہ ہمیشہ آپ امام ہوا کرین - فرمایا - دنیا کے متعات* ثلثہ مین پیغمبر کو بھی

[۵] - یہ میری پہلی خواب کی تعبیر ہے ۱۲ * متعات ثلثہ سے مراد مضمون حدیث ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - حبب الی من دنیاکم ثلثۃ - الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوۃ -

ایک نماز تو دی گئی ہے۔ اُس کو بھی آپ لینا چاہتے ہیں۔ چونکہ جواب سے صورت ناخوشی پائی گئی۔ سلطان نے عذر معذرت کی۔ اور پھر دوبارہ اظہار آرزو نہ کیا مصرع زہد او سرمایۂ دیدار باد

یاد شیخ شرف پانی پتی

ابو علی قلندر آپ کی کنیت ہے۔ دونوں عالم اور دونوں عالموں کے دونوں علم آپ میں جمع تھے بعض کہتے ہیں۔ کہ آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید تھے۔ اور ایک روایت یہ ہے۔ کہ آپ شیخ شرف طعمہ کے مرید اور نیز شاگرد تھے۔ جو آپکے وقت میں بزرگ علما اور اولیا میں سے تھے۔ لیکن صحیح طور پر معلوم نہیں ہوا۔ کہ فی الواقع کس کے مرید تھے۔ امیر خسرو۔ اور خواجہ حسن۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اشعار پیش کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ مقبول ہوئے ہیں۔ منجملہ آپ کی تصنیفات کے ایک کتاب حکمت نامہ بھی ہے۔ اُس میں آپ نے اپنی تھوڑی سی سرگزشت لکھی ہے۔ اُس کا مضمون یہ ہے۔

چالیس برس کی عمر میں اپنے وطن سے چل کر دارالملک دہلی میں پہونچا۔ اور وہاں خواجہ قطب الدین اوشی کے روضہ کا طواف کیا۔ من لدن حکیم علیم کے مدرسے کتابی و قلبی علم ہوا۔ جملہ عالمان وقت بالخصوص مولانا وجیہ الدین پائلی۔ مولانا صدر الدین۔ مولانا فخر الدین ناقلہ۔ مولانا ناصر الدین۔ مولانا معین الدین دولت آبادی۔ مولانا نجیب الدین سمرقندی۔ مولانا قطب الدین بکی۔ اور مولانا احمد بخاری نے کمال کوشش فرما کر مجکو دہلی کے درس اور فتوی نگاری کا منصب سپرد فرمایا۔ چنانچہ میں بیس سال تک دہلی میں مفت کا مفتی اور ہر ایک قسم کے علوم کا مدرس رہا جب جذبہ نے جوش کیا۔ تو درس اور فتوی کا کاروبار درہم برہم کر کے وہاں سے چل دیا اس طرح۔ کہ کسی کو معلوم نہیں ہوا۔ اثنائے سفر میں شیخ شمس الدین تبریزی اور مولانا جلال الدین رومی کی ملازمت حاصل ہوئی۔ ان اصحاب نے اپنا جبہ اور دستار مجکو عنایت فرمایا جب پھر ہند میں واپس آیا تو جذبہ اور زیادہ قوی ہو گیا تھا۔ دو کان شیخی کی جو کچھ پونجی تھی۔ تمام جمنا کے پانی میں بہادی اور قلندرانہ حیثیت سے اپنے اصلی وطن میں پہونچا۔ اشرف موجودات علیہ الصلوۃ نے سنت اور اللہ تعالی عز اسمہ نے فرض مجکو معاف کر کے ارشاد فرمایا۔ شرف۔ تو عین ہم ہیں۔ (تیری ذات عین ہماری ذات ہے۔) مولانا سراج الدین اور سید امیر علی وغیرہا علمائے وقت نے اعتراضات کرنے شروع کئے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ لوگ کتابی علوم میں گرفتار رہیں۔ خاموش

رہیئے - آپ لوگون کے اُستادون کو بھی بات کرنے اور سرزنش فرمانے کا منصب یہن ہے -
اسی برس خرقہ پوش رہا - اور بے شمار مرید کئے - سلطان جلال الدین خلجی اور سلطان علاء الدین
خلجی مع تمام فرزندون اور سپاہ کے - اور نیز دیگر سلاطین ہند میرے مرید تھے - اور کسی سے ایک
قیراط کی برابر بھی کچھ نہین لیا - اور اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ کے خزانہ سے
ہر روز ہزارون ذی احتیاج لوگون کو ادنیٰ بخشش سے تونگر کردیتا تھا - اور میرے مریدون مین
بعض نے آگ کے اندر - اور بعض نے ندی آپ پر سجادہ بچھا کر نماز پڑھی ہے - ایک مدت تک
ہوا مین مکان و زمان طے کرنے کی یعنی اُڑنے کی مجکو طاقت تھی - ایک روز ایک خوش گلو
جوان میرے پاس آیا - اور اُس نے ایک غزل گائی - اُس کے سننے سے مستی اور شورش
پیدا ہوئی - جو کچھ طمطراق میرے ساتھ تھا سب کو مینے چھوڑ دیا - اور اُس قوال کا مدعا ایک
دعا دیکر پورا کیا -

جو شخص درویشون کے اسرار پر درست اعتقاد رکھتا ہے - وہ اس جہان مین اور نیز اُس جہان مین اپنی مرادین
پاتا ہے مصرع اعتقاد تو بہار گلستان سعی تست -

یاد شیخ نظام الدین شیرازی

آپ نے حرمین شریفین بطحا و یثرب زادھما اللہ شرفاً کے طواف سے دو جہانی سعادت حاصل کی تھی
اور آپ کے دل مین سماع و سرود کی فریفتگی اور شیفتگی بے انتہا تھی - خدا بینی کا توفروغ حاصل تھا ہی - شریعت
و طریقت کے اصول پر بھی اندرونی علائق اور بیرونی آلائش کی شست و شو کمال کی تھی - اور یہ مزید بران تھی
جسم مین - گوش سر مین اور دل مین حق کی باتین سننے کی استعداد بہت کچھ تھی - سلطان نظام الاولیا کی
خدمت مین دوستی رکھتے تھے - اس وجہ سے رازداری کی بزم مین آپ کی آمد و رفت رہتی تھی - قبر سلطان علاء الدین
کی دہلی مین آپ کے مکان کی برابر مین بنائی گئی مصرع زخود خالی و پُر از معرفت بود -

یاد شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری

آپ سلطان نظام الاولیا کے بڑے خلیفہ ہین - قدس سرھما درد اور سوز بہت تھا - اپنے پیر سے خلافت
کا خرقہ مکرر حاصل کیا تھا - کہتے ہین جب اپنے وطن سے پیر کی ملازمت مین جایا کرتے تھے - تو کئی کئی منزل
کی ایک ایک منزل کیا کرتے تھے - ایک روز لوگون نے آپ سے کہا - آپ پاؤن سے نہین چلتے ہین - بلکہ پر سے اڑتے

ف جیسی چیز ہو (یعنی) ہمارے پاس اس کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲

طرح اُڑتے ہین۔جواب دیا۔ یہ مرتبہ پانون کے ساتھ چلنے اور پرون کے ساتھ اُڑنے سے نہین ملتا ہے۔ بلکہ یہ
شوق جو ہے یہ ملے مکان کا ذریعہ ہے۔ اور یہ حکایت بیان کی۔ زمانہ سابق مین ایک شخص حاکم قنوج ہو گیا ہے
جس نے حوض کیتیل کے پانی سے پرورش پائی تھی۔ اور اس پانی کے سوا دوسرا پانی اُس کے مزاج کے موافق
نہین آتا تھا۔ ناچار ایک شتر سوار کی ہر روز اس کام پر نوکری رہتی تھی۔ باوجودیکہ پانچ منزل کا فاصلہ تھا
مگر شتر سوار ایک رات دن مین پانی قنوج مین پہونچا تا تھا۔ ایک اور جوان تھا جس کی قنوج مین ایک
خوبصورت معشوق کے ساتھ دلبستگی تھی۔ ایک روز یہ عاشق جوان حوض کیتیل کے کنارہ شتر سوار سے
ملاقی ہوا۔ چونکہ وہ شناسا نکل آیا۔ اسواسطے اب اُس نے پیغام دینا شروع کیا۔ اور عاشقی کی باتون مین
یہان تک محو ہوا۔ کہ اونٹ کے ساتھ قدم بقدم چلتے چلتے دور تک نکل گیا۔ یکایک اُسکو اپنے دور تک نکل آنے کی
آگاہی ہوئی تو جنمست ہونے لگا۔ شتر سوار نے کہا۔ اے سودائی مزاج عاشق۔ اب تو قنوج کی حدود مین
تو آگیا ہے۔ اپنے محبوب کو بغیر دیکھے ہوئے کیون لوٹا جاتا ہے۔ سخن کوتاہ۔ چند قدم چلا تھا۔ کہ شہر مین آگیا۔
اور دلدار کے دیدار سے آنکھون مین فروغ۔ اور دل مین فراغ حاصل ہوا۔ روسعدیہ یہ وہ محبت کے اس قسم
کے عجائبات اتنے زیادہ ہین۔ کہ لکھنے سے اتمام پذیر نہین ہو سکتے ہین۔ خوابگاہ چندیری لمولفہ

اگر خوش جذبہ تا برساند بکوسے یار		آکین سطے ارض کا تا بہ چند نغیست	

یاد خواجہ موئد الملۃ والدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے مریدون اور نیازمندون مین سے ہین۔ آپکی تائیدات کی بدولت دونون جہان کی
سعادت سے آپ کامیاب تھے۔ سرود و سماع کا ذوق گویا آپ کے خمیر مین تھا۔ لیکن بیٹے کے واسطے کمال بیقرار رہتے
تھے۔ بالآخر پیر کی بشارت سے بیٹا نصیب ہوا۔ نور الدین محمد انصاری نام رکھا۔ اور اُسنے باپ کے سایہ پرورش مین بہت
کچھ کمالات اور فضیلتین حاصل کرلی تہین۔ موئد کی ابدی خوابگاہ۔ مقدس حظیرہ نظامیہ مین ہے۔

یاد مولانا حسام الدین ملتانی

آپ سلطان المشایخ نظام الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ اتقا پرستش۔ اور عرفان مین آپ کو کمال
تھا۔ جب آپ حجاز کے سفر سے واپس آکر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت مین پہونچے۔ تو سلطان الاولیا نے فرمایا۔
حسام الدین۔ مدینہ منورہ کی زیارت علی صاحبہا افضل الصلوۃ کے طفیل مین کرنا محبت والے درویش کا
شیوہ نہین ہے۔ اس بنیاد پر آپ زیارت مدینہ کا عزم کر کے سفر کے واسطے دوبارہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور واپسی

بعد پیر کی اجازت سے پٹن گجرات مین گوشہ گزین ہوگئے - کہتے ہین آپ اپنے حالات درویشی کے اخفا مین بہت
کوشش کیا کرتے تھے - اور ہمیشہ ٹاٹ بیچنے سے روزمرہ کی قوت بہم پہونچاتے تھے - اور جو کچھ بہم پہونچتا تھا اُس
مین سے بھی آدھون آدھ کسی ایسے شخص کو دیدیا کرتے تھے - جو مستحق ہوتا تھا - اور رسمی علوم کی درس مین مشغول
رہتے تھے - رحلت کے وقت تک یہی روش ورفتار اور کاروبار رہا -

اِن بزرگوار کی کیفیت ظاہر ہونے کا سبب لوگ اِس طرح بیان کرتے ہین - ہجری سنہ سات پینتیس
تھا - ایک شخص نے اس سال کے کسی مہینے مین بخدمت سلطان نظام الاولیا دہلی مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا
گھر شہر نہروالہ[۵] مین ہے - اور لڑکی کی شادی اتنی نزدیک آگئی ہے کہ مدت معلوم اِس قدر مسافت طے کرنے کے
واسطے کافی نہین ہے - سلطان المشائخ نظام الاولیا نے فرمایا شیخ حسام الدین نہروالہ کے رہنے والے ہین - ہر روز صبح
کو نماز کے واسطے ہماری مسجد مین آیا کرتے ہین - اور ہر چاشت کے وقت تک اپنے مکان پر پہونچ جاتے ہین ہم تم کو
اُن کے ساتھ کردین گے - تاکہ تم بہت جلد اپنے مکان کو پہونچ جاؤ - دوسرے روز وعدہ پورا ہوگیا - اور یہ بات کرامات
حسامیہ کی ظہور کا باعث ہوئی - پھر آپ نے لوگون کی رہنمائی کرنا اختیار کر لیا تھا - چھوٹے بڑے سب آپ کی طرف متوجہ
ہوگئے تھے - کہتے ہین - اس خرق عادت کے بعد آپ کی زندگی - ہا لالی ایک دور سے آگے نہین بڑھی - آپکے
روضہ کا آستانہ - سجدہ گاہ تعظیم بنا - خوابگاہ نہروالہ ہے - مصرع تیز روی کرد و ز دنیا گزشت -

یاد مولانا حسام الدین نہروالہ قدس سرہ

آپ کا سینہ دانش کا دریا تھا - اور دانش جوہر بینش سے آراستہ تھی - پرہیزگاری داخل عادت تھی - اور
خوف الٰہی جملہ کاروبار کا مدار تھا مغربی مشائخ کے سلسلہ بیعت مین تھے - اور کمال دلبستگی رکھتے تھے - طریقت کی رفتار
پیران خانوادہ مذکور کی روش پر تھی - خوابگاہ نہروالہ مصرع خاندان مغربیہ شرق دیدار اوست -

یاد شیخ سراج الدین عثمان نامور باخی سراج

آپ کی زاد بوم بنگالہ ہے - زمانہ ہوش شروع ہوا ہی تھا - کہ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین پہونچ کر حلقہ
بیعت گوش عقیدت مین پہن لیا - حسن خدمت اور نیز حسن سعادت کی وجہ سے مریدی منصب برادری نسبت سے
بدل گیا کہتے ہین - آپ کو آغاز جوانی مین ظاہری علم سے کوئی نسبت نہین تھی - مولانا فخر الدین زرآدی رحمہ اللہ
نے ایک روز پیر کے حضور مین عرض کیا - کہ ایسا شایستہ زیرک طبیعت کا جوان - علوم سے معرا رہے - یہ اچھا معلوم نہین
ہوتا ہے - اگر یہ جوان اپنے تئین چھ مہینے کے واسطے میرے حوالہ کر دیوے تو اِس کا سینہ ایسے علوم سے بہرہ ور کردونگا

۵ - پٹن گجرات کا قدیمی نام ہے - ۱۲

جن کا گھر دقیقہ شناس عالمون کا ہی ضمیر ہو سکتا ہے - چنانچہ بہت تہوڑی کوشش مین آپنے علم تحصیل کر لیا اور آئینہ ہندوستان لقب پایا - کہتے ہین - اُسی خدمت گزاری کے زمانہ مین چندبار پیر سے اجازت لیکر اپنی مہربان مان کے دیدار کے واسطے بنگالہ کو گئے - اور آئے - القصہ جب دونون جہان کی سعادت حاصل کر لی توپیر نے خرقہ خلافت دیکر اپنی زاد بوم مین رہنے کی اجازت دی - یہان پر بہت تہوڑے دنون مین جملہ خورد و کلان کے پیشوا ہو گئے - اور رحلت کے بعد اُسی جگہہ آرام ہی کیا - **بیت**

مہر گردون سراج عالم تن	مہر جان ہا اخی سراج بود

یاد شیخ عمر اسعد لاہوری

علاء الحق مخدوم العالم علاء الحق بنگالی آپ کا القاب ہے - آپ دونون جہان کے سردار تہے - اور درسی ولدنی دونون علم آپ کو حاصل تہے شیخ اخی سراج کے مرید ہین - جو سلطان نظام الاولیا چشتی کے بزرگ خلیفہ تہے - اخیر مین داماد ہو گئے - اور ملک بنگالہ و بہار مین تمام رہروان حقیقت کے پیشوا ہوئے - آپ کی قبر پنڈوہ مین ہے قدس سرہ

مصرع مشتاق طوف مرقدِ او خازنِ بہشت

یاد شیخ نور قطب عالم

آپکا نام احمد - اور لقب نور الدین اور نور الحق ہے شیخ علاء الدین والحق کے بیٹے اور نیز خلیفہ ہین - جو شیخ اخی سراج کے بزرگ خلفا مین سے ہین - خوابگاہ پنڈوہ ہے - جو صوبہ بنگالہ کے شرقی سمت مین ہے - درد و نیاز اور سوز و گداز آپ کو بہت تہا - باپ کی خانقاہ مین جس قدر درویش رہتے تہے - اُن کی تمام خدمتین جیسے کپڑے دہونا - پانی پانی گرم کردینا - ایندہن لادینا - جہاڑو دیدینا - آپ انجام دیتے تہے - ایک روز پدر بزرگوار نے فرمایا - نور - دیکہو فلان مقام پر جس کنوئین سے شہر کی عورتین پانی کہینچتی ہین - اُس کے آس پاس کیچ رہتی ہے - بیچاری عورتون کا پانون پہسلتا ہے - حکم یہ ہے - اُس جگہہ صبح سے چاشت تک - اور تیسرے پہر سے شام تک کہڑے رہا کرو - اور برتنون کو اپنی سر پر اُٹہا کر اُس کیچڑ سے نکال کر جس کے اُس کو دیدیا کرو - چار سال تک آپ یہ فرمان برداری کرتے رہے آپکے مکتوبات بہی ہین جن مین سلوک اور طریقت کو شیرین عبارت کے ساتہ بیان کیا ہے - اور درد و نیاز مندی کے اسرار کو موثر اور شوق افزا الفاظ مین لکہا ہے - ذیل کے چند فقرے انہین مکتوبات مین سے ہین - نور مسکین نے عمر ضائع کر دی - اور حصول مقصد کی اُس کو ہوا بہی نہین لگی - حیرت اور حسرت کے سنسان جنگل مین گیند کی طرح سرگردان اور پریشان پہرتا رہا - عمر ساٹہہ سے گزر گئی تہی جو ہاتہ سے نکل گیا - اور نفس امارہ کی بدی سے نجات نہین ملی -

ہاتھ مین رہا۔ جگر مین آگ۔ آنکھون مین پانی۔ سر پر خاک۔ اور دل مین چاک۔ ان چیزون کے سوا کچھ حاصل نہین ہوا۔ اور ہمیشہ ندامت اور خجالت کے سوا۔ کوئی دست آویز ہاتھ نہین آئی مصرع ع نور رحمت باد شمع مرقدش۔

یاد شیخ جلال الدین جد شیخ حسام الدین مانکپوری

آپ عالم۔ عابد۔ عارف۔ عزیز صابر۔ اور متقی تھے۔ ہمیشہ نماز عشا کے بعد اکتالیس (۴۱) بار سورہ یسین ختم فرمایا کرتے تھے۔ سلطان نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد سے بیعت تھے۔ کہتے ہین۔ شیخ محمد۔ دولتمند سپاہیون۔ اور کامیاب تونگرون کے لباس مین رہکر اپنی حالت کو چھپائے رکھتے تھے۔ اور نیز سلاطین اور ارباب مناصب کی ملازمت مین جاتے آتے تھے۔ ایک روز مانک پور کے قاضی اور اُنکے بیٹے نے۔ امتحان کے واسطے آپ کی ملازمت کا عزم کیا۔ یہ بات قرار دی۔ کہ اگر آپ ہم کو قند دینگے۔ تو ہم آپ کی ولایت تسلیم کرینگے۔ آپنے باطنی فروغ سے آنے والون کا ضمیر پہونچنے سے پہلے معلوم کرلیا۔ فرمایا حسام الدین ابھی اسی دم چند سادہ دل لوگ۔ درویش کے امتحان کے واسطے آنے والے ہین۔ اور اُن کے دل مین قند کی خواہش ہے۔ تھوڑا سا قند لے آؤ۔ تاکہ دل کی طرح اُن کا دہن بھی شیرین ہوجاوے۔ اور اس اُمت کے درویشون کی طرف اعتقاد پیدا ہو جب قاضی جی آپ کی ملازمت مین پہونچے۔ تو اُن پر قند رکھا ہوا دیکھکر تبسم کیا۔ اور خجالت سے سر نیچے کرلیا۔ رخصت کے وقت مہمانی کے لیے التماس کیا۔ فرمایا چالیس سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوتا ہے۔ کہ مینے مقلدان قضا کے خوان سے کھانا نہین کھایا ہے۔ کتابت قرآن کی اجرت سے لقمہ کھاتا ہون اور کبھی بے وضو قلم سیاہی مین تر کرکے صفحہ کاغذ پر نہین چلایا ہے مصرع ع دلش آئینہ نور ازل باد

یاد مولانا خواجہ

آپ شیخ جلال الدین کے بیٹے۔ اور مولانا حسام الدین مانک پوری کے باپ ہین۔ عالم۔ نفیس نفس۔ درویش خو۔ اور فاقہ کش تھے۔ ایک روز تین فاقون کے بعد ایک شخص فتوی لکھنے کے واسطے کچھ نقد آپ کے پاس لایا۔ آپنے قبول نہین فرمایا۔ گھر والون نے لعن طعن کیا۔ آپنے کچھ جواب نہین دیا۔ یہان تک کہ شام ہونے کو آئی۔ ایک امیر آدمی ملک ...ن الدین نام مانک پور مین اُترا ہوا تھا۔ وہ ایک دعا پڑھا کرتا تھا جس مین ایک لفظ پر اُس کے دل کے اندر الجھن ...ا ہوئی۔ شہر والون سے دریافت کیا۔ یہان عالم کون ہین جن کی خدمت مین جا کر علمی مشکلات پیش کی جائین ...ون نے کہا۔ مولانا خواجہ ہین۔ امیر نے کمال عزت اور حرمت کے ساتھ بلاکر جو مشکل تھی۔ آپ کی خدمت مین ...ہر کی۔ آپنے فی البدیہ حل کردی۔ امیر کی اُلجھن دور ہوئی۔ جس قدر نقد دوپہر کے وقت نہین لیا تھا۔ ممی قدر ...ر ایک جوڑہ کپڑون۔ اور کھانا پیش کرکے گھر کو روانہ کیا۔ اُس وقت لعن طعن کرنے والون سے ازراہ مذاق کہا

اور منتبہ کیا - کہ جو کوئی میری طرح ہمت کو کام فرما کر ناجائز چیز نہیں لیتا ہے - جس طرح مجکو آج مشکوک چیز کے عوض مین اُس کے نہ لینے کے بدولت - حلال طیّب مال عطا ہوا ہے - اسی طرح اُسکو بھی عطا ہوتا ہے - خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے - کہ اگر انسان دنیا سے گزر جاوے - تو آخرت اُسکو ملتی ہے - اور اگر آخرت سے بھی اپنے تئین گزار دیوے - تو اِسکے عوض حق سبحانہ ملتا ہے - دیکھو شیوہ گزشتگی - تمہارے حصول کا درجہ کہان سے کہان پہونچاتا ہے

یاد مولانا حسام الدین مانکپوری رحمہ اللہ

آپ دنیا اور آخرت مین مقبول تھے شیخ نور قطب عالم سے خرقہ خلافت ملا تھا شیخ شہاب الدین مانک پوری آپکے بزرگ خلفا مین سے ہین - اُنھون نے اپنے پیر کے تمام مکتوبات کو فراہم کرکے ایک جلد بنالی تھی - جو پیر نے اپنے فرزندون اور خلفا کے نام لکھے تھے - تعداد مکتوبات اکیسو اکیس ہے - ان مکتوبات مین زیادہ حصہ اُن مکتوبات کا ہے - جو مولانا نے اپنے بڑے اور عزیز ترین فرزند شیخ فیض اللہ کے نام لکھے تھے شیخ فیض اللہ قاضی شاہ کے نام سے نامزد ہین - چند خط اپنے دوسرے بیٹے شیخ احمد کے نام بھیجے تھے - شیخ احمد کو آپ شیخ بدھا - نور دیدہ - اور دیدہ نور کہا کرتے تھے بعض خطوط شیخ نعمۃ اللہ کے نام ہین - شیخ نعمۃ اللہ لوگون مین شیخ نتھو کے نام سے مشہور ہین - اور کچھ حصہ خطون کا ایسا ہے - جو شیخ زاہد شیخ اکمل شیخ راجا - اور شیخ خواند عالم مشہور بہ عاشق کے نام بھی لکھے گئے ہین - یہ سب شیخ نور قطب عالم کے نواسے ہین - اِن سب کو خطون اور پیغامون کے ذریعہ سے تلقین فرمائی - سلوک طریقت مین عالی مقامات پر پہونچایا - خلافت کا خلعت پہنایا - ہدایت پائی اور ہدایت دہی کا مرتبہ عطا کیا لیکن سجادہ نشینی بڑے بیٹے شیخ فیض اللہ کو ہی عطا ہوئی - علیٰ ہذا القیاس آج تک شیخ فیض اللہ کے فرزند درجہ بدرجہ اپنے دادا کی جگہ سجادہ نشین ہوتے چلے آئے ہین - تمام بنگالہ والے متفق اللفظ کہتے ہین - کہ مخدوم حسام کے اکیسو بیس خلیفہ تھے جو صاحب کمال واکمال تھے - ان مین سے (۱) سید مسعود ابن سید ظہیر الدین فتحپوری - جو شیخ سیدن کے نام سے مشہور ہین - (۲) سید حامد شاہ ابن سید راجہ شاہ مانک پوری (۳) سید محمد امیر بدہا جن کا لقب سید صوفی ہے - (۴) مولانا کمال الدین عرف اللہ (۵) مولانا شہر اللہ ابو القاسم ملتانی لکھنوری (۶) شیخ نصیر الدین محمود ابن شہر اللہ لکھنوری - (۷) مولانا فرید الدین سالار عراقی (۸) شیخ احمد قنوجی (۹) معین الاسلام اودہی - (۱۰) مولانا منہاج الدین بہاری (۱۱) مولانا جمال الدین حسن - فخر (۱۲) شیخ ضیاء الدین یوسف بن داود کردی (۱۳) مولانا سوندہو کردی (۱۴) مولانا محمد علا کردی - اور (۱۵) شیخ تاج شہاب مانک پوری جن کا لقب ازرانی شاہ ہے - یہ تمام صدر اللہ کر اصحاب اکابر زمانہ کے پیشوا تھے - بعض اہل باطن تھے اور بعض اہل ظاہر اور اہل بیان تھے - قدس اللہ اسرارہم ایک سالہ

ہے رفیق العارفین نام۔ جس مین ایک مرید نے آپ کے دلچسپ باتین فراہم کی ہین۔ اِن باتون مین سے ایک فقرہ
یہہ بھی ہے کہ مرید کی نسبت پیر کے ساتھہ بعینہ ایسی ہے۔ جیسی پیوند کی نسبت جامہ کے ساتھہ ہوتی ہے۔ اگر
پیوند سفید ہے۔ تو جس وقت جامہ دہویا جاوے گا پیوند بھی صاف ہو جاویگا۔ اور اگر پیوند سیاہ ہے۔ تو اُس
کی سیاہی کم ہو کر پیوند مائل بہ سفیدی ہو جاوے گا۔ یہہ بھی اُنھین باتون مین سے ہے۔ اگر مرید نیک ہین تو
پیر اُنھین کی نیکی سمجھین گے۔ اور اگر بد ہین۔ تو اُن کی بدی معاف کر دینگے۔ بہرحال بیعت بے فیض نہین رہتی ہے بیعت

بے خدمت است خواجہ مگر بے ارادت است	خدمت نصیب بندۂ صاحب سعادت است

یاد شیخ کالو

آپ کا نام کمال ہے۔ اور شیخ حسام الدین مانک پوری کے مرید و خلیفہ ہین۔ آپ کی عمدہ ریاضت تھی۔
کڑہ مین قبر ہے۔ بس اتنی باتون کے سوا آپ کے کسی قسم کے حالات راقم کو معلوم نہین ہوے۔ جو حوالہ قلم کیے جاوین

یاد شیخ شمس الدین محمد

آپ نہایت بوڑھے آدمی تھے۔ بیعت تو تھے شیخ نور قطب عالم بنگالہ سے۔ مگر خرقۂ خلافت شیخ رفیع الدین بایزید
سے ملا تھا۔ اور قیام آپ کا اجمیر مین تھا شیخ جمال دہلوی کے پیر شیخ سماء الدین کا دوستی اور یاری کا رابطہ آپ کے ساتھہ بڑا
ہوا تھا شیخ سماء الدین کہتے تھے۔ کہ آپ کی زبان سے بارہا سنا ہے۔ مرشد خواجہ معین الاولیا کی نسل سے ہین قدس اسرارہم

یاد مولانا شیخن مانک پوری

آپ کو ربانی کلام حفظ تھا۔ گوشہ نشینی اور تنہائی سے خوش دل رہتے تھے۔ اسپر بھی اہل جہان آپ کے ہی آستانہ
کی طرف متوجہ تھے۔ کہانا کہانے سے ہاتھ بالکل کھینچ لیا تھا۔ احیاناً اگر اجاتا تھا۔ تو ایک لقمہ سے زیادہ نہ کہاتے
تھے۔ جو شخص آپ کی ملازمت مین جاتا تھا۔ اُس سے گفت و گو اُسی کے حال کے موافق کیا کرتے تھے۔ یعنی اگر
دہقان ہوتا تھا۔ تو اُس سے دریافت کیا کرتے تھے۔ تمہارے بیل تو فربہ ہین۔ کھیتی سرسبز ہے۔ شقہ دار منصف ہے
یا ظالم ہے۔ جب کوئی شخص آپ سے کہتا تھا۔ اس قسم کی باتین کرنا درویش کے مناسب حال نہین ہے۔ تو جواب
دیا کرتے تھے۔ حقائق اور معرفت کی باتین کیونکر دریافت کرون۔ جن کو یہ لوگ سمجھہ ہی نہین سکتے ہین۔ اور اگر
خاموش بیٹھا رہتا ہون۔ تو پاس آنے والے کو وحشت ہوتی ہے۔ ناچار کلام بفحواے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ
عُقُوْلِهِمْ کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ باہم جدا ہووین۔ تو خوشی و خورمی کے ساتھہ ہووین۔ اور جب یہ شخص اپنے
گہر جاویگا۔ تو گہر والون کے سامنے فخر کے ساتھہ کہے گا۔ آج شیخ نے مجھے ایسا کہا۔ اور ایسا دریافت کیا۔

تم لوگون سے اُن کی عقلون کے موافق باتین کیا کرو۔ ١٢

ماسبتون کے سمجھنے والے اہل سخن اچھی طرح جانتے ہین - کہ ہم جنس گفت وگو کی تقریبے برمحل اکثر
جایاکرتی ہین - چنانچہ اس مقام پرایک حکایت یادآئی ہے - دسوین صدی کے اخیر مین چوتھے حصہ
ٰس وقت کاذکر ہے - شہر بڑودہ* مین عمادالملک رومی کا بیٹا چنگیزخان نامی گجرات کے امیران اعظم
نا جب وہ کسی سے بات کیا کرتا تھا تو پانسو درم چاندی اُسکو دیا کرتا تھا - اور کہتا تھا کہ اس قاعدہ کی
س غرض سے ہے - کہ جب یہ شخص اپنے گہر پہونچے گا - اور اپنے اہل وعیال سے کہے گا - کہ آج چنگیزخان
تھہ ہم کلام ہوا ہے - اگر یہ نقد اس کے پاس نہوگا - تو اس کی راست گفتاری کا کوئی گواہ نہین ہے -
ہ شیخ کے اندر اور بہت سے تصرفات اور خوبیان تہین - اُن کا قیاس اُسی نمونہ پر کرلیا جاوے -

یاد مولانا برہان الدین صوفی پور جمال الاولیا صانسوی قدس سرہما

پہ صاحب حال وقال تہے - اور علم حجت وبرہان بہی جانتے تہے - آپ فرمایا کرتے تہے - کہ جب پدر
ماسوتی جہان سے کوچ فرمانے کا وقت پیش آیا - تو اُن کی کنیز جو اپنے وقت کی عارفہ اور عابدہ تہین
حضرت گنجشکر یا در مومنان فرمایا کرتے تہے - جو خرقہ اور عصا پدر بزرگوار کو حضرت گنجشکر نے عطا فرمایا
ہے آیئن - ارشاد ہوا - برہان الدین کو دیدیا - جواب مین عرض کیا - ابہی خورد سال ہے - ارشاد ہوا - کچھہ
نہین - ماہ نو ہے - جلد بدر ہوجاوے گا - اور فرمایا - کہ جب اس کا زمانہ ہوش آجاوے - تو اس کو چاہیئے
ن نظام الاولیا کی خدمت مین کوشش کرے - کہ اُن کی خدمت سے دوجہانی کمالات حاصل ہوجاوینگے

یاد مولانا شمس الدین یحییٰ

ز علمی کتب آپکے مطالعہ سے نکلی ہوئی تہین - بالخصوص اصول فقہ کی کتابین - کہتے ہین - ایک روز آپ مع
ئ مولانا صدرالدین کے جو آپکے ہم سبق تہے - مولانا ظہیرالدین کی ملازمت سے اُٹھکر سلطان نظام الاولیا
ین حاضر ہوئے - سلطان الاولیا نے سبق کا سوال کیا جواب دیا - کشف عنقریب ختم ہونے والی ہے
سلحقہ ایک مشکل جو اُس روز کے سبق مین تہی - عرض کی - سلطان الاولیا نے ادنی توجہ سے وہ دشواری
بل کردی - جو بہت سی لم ولانسلم کے ساتہہ بہی مدرسہ مین حل نہین ہوئی تہی - آپ وہان سے عبرت حاصل
دکی خدمت مین حاضر رہے - اور گزری ہوئی حقیقت حال ظاہر کی - اور پہر دوسرے روز اُستاد کے
ہ نظامیہ مین آکر بیعت ہوئے - اور خرقہ خلافت اور اجازت نامہ لیا - القصہ ایک عرس کا ہنگامہ تہا
ہ تہی - ایک غزل سنکر آپ کا حال دگرگون ہوا - نالہ وفغان کر رہے تہے - کہ آپ کا نفس ناطقہ روح

* بگا بکوار ریاست کا دارالحکومت ہے - زبان قدیم مین اسکو بردہ کہتے تہے ۱۲

رحمانی سے جاملا۔ مصرع ع آفتاب ذات اورا مشرق و مغرب یکے ست۔

یاد مولانا فخرالدین زرادی

آپ سنجیدہ عالمون اور اُستاد نامورون مین سے ہین۔ کہتے ہین۔ ایک روز آپ پر سلطان نظام الاولیا کی نگاہ پڑ گئی تھی۔ کہ رسمی علوم کا خزانہ اور درسی قیل وقال کا دفتر تمام تباہ و برباد ہوگیا۔ ناچار مرید ہوئے۔ تمام کتب خانہ مدرسہ والون کو تقسیم کردیا۔ اور وحدت کے مسئلہ کو اپنی نماز و نیاز کا قبلہ گاہ بنایا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیر کی اجازت سے حجاز کے سفر کو گیے۔ جب واپس آتے تھے۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ دریا مین ڈوب گیے۔ غیب سے ایک شخص نے آواز دی ہذا بحر عمیق غریق فی البحر شیخ نجم الدین ابو البرکات مالکی عربستان سے دہلی مین آئے تھے۔ بیان کرتے تھے۔ سینے ایک زیبا شکل جوان کو انوار الٰہی کا بھرا ہو طبق ہاتھ مین لیے ہوئے دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو۔ کہان جاتے ہو۔ اور کیا لیے جاتے ہو۔ جواب دیا۔ مین فرشتہ ہون۔ لدنی علم زرادی کے لڑکے کے واسطے لیے جاتا ہون جس نے گزشتہ شب کو اکتسابی علوم۔ خدا کی محبت مین چھوڑ دیے ہین۔

یاد شیخ شمس اوتاولہ

اوتاولہ۔ ہندی زبان مین جلد باز کو کہتے ہین۔ ہدایت دہی مین آپ کی شعاع۔ اپنے نام کی طرح مثل آفتاب ادائے نامہ رسانی مین آپ کی رفتار اپنے لقب کی طرح مثل ماہ تھی۔ کہتے ہین۔ آپ سلطان نظام الاولیا کے حضور مین اس قسم کی باتین بہت کیا کرتے تھے۔ کہ ایسی صورت کی آرایش۔ اور طینت کی زیبائی۔ جو اندرونی افسردگی کا نشان اور دلبستگی کا گواہ ہے۔ کیونکر درویش کے واسطے موزون ہوسکتی ہے۔ سلطان نظام الاولیا جواب نہین دیا کرتے تھے۔ اسی اثنا مین ایک رات خواب مین دیکھا۔ کہ سلطان نظام الاولیا اپنا سر پیغمبر علیہ السلام کے مبارک زانو پر رکھے ہوئے سو رہے ہین۔ اُس وقت سے گویا زبان طعن کاٹ کر پھینک دی۔ اور ہر ہمیشہ ادب و اعتقاد ملحوظ رکھا۔ سلطان الاولیا بھی فرمایا کرتے تھے جس کسی کو اپنی مراد بر خواہ وہ انجہانی ہو۔ یا اینجہانی۔ جلد پہونچنا منظور ہو۔ وہ ہمار شمس کی ملازمت کرے۔ اس بنیاد پر آپ کو اوتاولہ کہتے ہین۔ خوابگاہ دہلی۔

مصرع باد خرم جانِ او از فیضِ حق۔

یاد شیخ حیدر

آپنے خاموشی کو اپنے حسنِ حال کا نقاب بنا رکھا تھا۔ اور ہمیشہ اہل جہان کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے۔ آپ سلطان المشائخ نظام الاولیا کے خلفا مین سے ہین۔ خوابگاہ لاڈو کی سرائے مین ہے۔

یاد خواجہ تقی الدین نوح

آپ خواجہ ہارون کے بھائی ہین - درویشون کی سی عادت - عالمون کی سی طبیعت - اور عابدون کی سی
ن بے انتہا عبادت اور ریاضت کرنے سے دن رات مین آپ کو کھانے پینے کی بھی فرصت نہین ہوا کرتی تھی
ز سلطان نظام الاولیا نے دریافت کیا - اس قدر عبادت کرنے سے تمہاری آرزو کیا ہے - جواب دیا -
ہار کی عمر کی درازی - سلطان نظام الاولیا بہت خوش ہوئے کہتے ہین - بالآخر - اپنی صحت - بیماری
کے ہاتھ فروخت کر کے شیخ سے پیشتر ہی کوچ کر گئے -

یاد خواجہ ابوبکر مصلی بردار

آپ گویا مروت و کرم کا خزانہ - اور ذوق و شوق کی کان تھے - آپکے سماع کے وقت خانقاہ کے
در و دیوار جنبش مین آجایا کرتے تھے - اور حاضرین مجلس مین یہانتک جوش ہوتا تھا - کہ فریاد آسمان تک جاتی تھی
ل اور استغنا کے دائرہ سے پانون کبھی باہر نہین نکالا - اہل دولت کے آستانہ پر کبھی احتیاج لیکر نہین گئے
اور باینہمہ سب سے بہتر ایام گزاری کی -

یاد خواجہ رفیع الدین ہارون

آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید اور (بہن کے لڑکے) بھانجے ہین - پیر کی نظر مین تمام عزیزون اور مریدون سے
زیادہ عزیز تھے - پیر آپکے بغیر کھانا نہین کھایا کرتے تھے - کلام ربانی حفظ تھا - تیر اندازی مین ہاتھ بہت ہلکا اور شست
بہت درست تھی - سلطان الاولیا نے اپنی زندگی مین آپ کو اپنی اوقاف کا متولی کر دیا تھا -

یاد شیخ بابو چشتی

آپ کی خوابگاہ کنبایت مین ہے جو ایک بندر ہے احمد آباد سے دو منزل دور - شیخ شیدا آپ کے مرید تھے - پیر
بیدون مرید (شیخ شیدا) کے کھانا نہین کھایا کرتے تھے - ایک روز ایک خادم نے کمینہ پن اور نیز زیادہ بھوکا ہونے کی
وجہ سے کہا - ایک جولاہا کب اس قابل ہو سکتا ہے - کہ اُس کا انتظار کیا جاوے - پیر نے فرمایا - کھانا لاؤ - جب دیگ کے
سرپوش اُٹھایا تو دیگ مین کیڑے کلبلانے لگے - فرمایا - پھر ڈھک دو - اور ڈھکا رکھو جب تک شیدا نہ آوے - شیدا
آئے - اور کھانا نکالا گیا - بالکل پاک صاف نکلا -

غوث طلسمی عالم کو ایک ہنگامہ سمجھنا چاہیئے جس کے اعراض اور جواہر ہر ایک شخص کی نظر مین اُسکے
اندیشہ اور توہم کے تابع ہوتے ہین - لیکن تغیر اکثر معانی مین ہوا کرتا ہے - اور اُس کو ظاہر شریعت مین بھی جائز جانتے

ہین اور صورت کی تبدیلی از قسم خرق عادت ہے - اولیاء اللہ کی کرامات کے ذریعہ سے اُسکو بھی ممکنات سے سمجھتے ہین - اور اشیا کے باطنون پر جو حکم ہے وہ جمال اور جلال کا ہی ہے - جو گوناگون اسما اور صفات کے پردہ مین ظہور کر رہا ہے - جیسے کہ مذکورہ بالا خادم کی نظر مین کھانا کیڑے ہوگیا جس کا دل تجلی جلالی اور حقیقت پوشی کے ساتھ نام زد تھا - اور شیدا کی نظر مین کھانا اپنی اصلی صورت مین معلوم ہوا جس کا دل جمال اور عقیدت کی صفت سے آراستہ تھا - حدیث لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ [۵] اسی مقام کا بیان ہے - مصرع -

یاد احسان صورت و معنی مسخر ش

یاد خواجہ شمس الدین دہلوی

آپ امیر خسرو کے (بہن کے بیٹے) بھانجے ہین - قافیہ کا علم - نظم کا ذوق - اور طبیعت کی موزونی یہ صفات آپ کی ذات مین کمال درجہ موجود تھین سلطان نظام الاولیا کے جمال باکمال پر عاشق تھے - یہانتک کہ نماز پڑھتے وقت جب تک کہ سلطان الاولیا کے چہرہ منور پر نظر نہین کر لیتے تھے - تکبیر تحریمہ نہین کہتے تھے - فرمان بردارانِ نظامیہ مین سے بعض کا یہ قول ہے - کہ عشق کی ہی بیماری مین جان دیدی - اِس بیماری کے سوا کوئی اور علت آپ کے مزاج مین واپسین دم تک نہین تھی - اور جو قبر بزرگوار ماموں کے مزار کے تحت مین ہے - کہتے ہین - کہ وہ آپ کی ہی قبر ہے - شاید ہوگی -

یاد خواجہ عزیز الدین ابن خواجہ ابو بکر

آپ خانہ شریعت کے ستون - اور دربار طریقت کے وزیر تھے - کہتے ہین - آغاز جوانی سے ختم زندگانی تک کبھی تکبیر اولی ہاتھ سے نہین جانے دی - مقدس روضہ نظامیہ مین اکثر اوقات نماز کی امامت کیا کرتے تھے - اور وہان سے باہر نہین جاتے تھے - ہر شب جمعہ مین ختم قرآن کرنا آپ کا وظیفہ تھا -

یاد مولانا مغیث الدین دہلوی

آپ سلطان نظام الاولیا کے مقبول اور بزرگ خلفا مین سے ہین - ہجری سنہ سات سو بیس مین پیر بزرگوار کی اجازت سے مالوہ کی طرف گئے - اور شہر اُجین مین دریاے شپرا کے کنارہ گوشہ گزین ہوگئے - جب عالم علوی کو کوچ فرمایا تو اُسی جگہ قبر بنائی گئی - جہان گوشہ گزین تھے عجیب جگہہ ہے - ہوا اور فضا کے اعتبار سے بہشت کا نمونہ ہے ہر شب جمعہ کو اکثر لوگ نذر و نیاز آپکے مزار کے پاس درویشون کو تقسیم کیا کرتے ہین - سرود و سماع کی مجلس ہوتی ہے - اور نیز حسن و عشق کا بازار گرم ہوتا ہے -

[۵] جو امن کا صدقہ ہے - وہ ہمارے واسطے ہدیہ ہے ۱۲

یاد سید شمس الدین خاموش

آپ سید محمد کرمانی کے فرزند ہین - آپ کا چہرہ حسین تہا - اور عادات دلکش تہین - اکثر خلفاے نظامیہ سرود و سماع کی مجلس آپکے مکان مین کیا کرتے تہے - کہتے ہین - ایک کم فہم آدمی تہا - اُس نے آپ کی سیادت اور ولایت پر اعتراض کیا تھا اُسی دم کیا دیکھتا ہے - غصہ مین بہری ہوئی ایک جماعت اُس شخص کے ہاتہہ باندہکر سولی کے نیچے لیے جاتی ہے - یہ حالت دیکہکر وہ شخص دل مین اپنے خیال سے باز آیا - پس خوف دلانے والی صورت مع اپنے اثرات کی نظر سے غائب ہوگئی شخص معترض نے یہ عجائبات دیکہکر آپ کے قدمون مین سر رکہا - عذر و معذرت سے پیش آیا - اور جو کچہہ اُسپر واقعہ گذرا تہا - بیان کیا - کہتے ہین - آپنے ہجری سنہ سات سو بتیس مین ہستی موہوم کو چہوڑدیا - مصرع داشت روشی در دل و در دیدہ ہم آفتاب -

یاد مخدوم جہانیان قدس سرہ

آپ کا نام سید جلال تہا - آپ بخارا کے سادات عظام مین سے ہین - ظاہری علم اور باطنی معلومات سب کچہہ آپ کو حاصل تہی - عالم غیب سے عالم دنیا مین آپ کے تشریف لانے کی تاریخ پندرہوین شعبان کی رات ہے اور ہجری سنہ سات سو سات تہا - اور امکانی سرا سے وجوب کے محل کو بازگشت کا سال اور مہینا عید قربان کا روز اور ہجری سنہ سات سو بچاسی لوگ بیان کرتے ہین - آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح قرشی کے مرید اور نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین - چند روز آپ کو امام عبد اللہ یافعی صاحب تاریخ کے ساتہہ بہی اتفاق صحبت رہا ہے - ایک کتاب خزانہ جلالی آپ کی ملفوظات مین سے ہے - اُس مین آپنے بہت سی فائدہ مند باتین امام سے لکہی ہین - اور آپ کے ایک مرید تہے شیخ جمال نام تہا - اپنے وقت کے عالم تہے - اُنہون نے جو آپ کی پر اثر باتین بواسطہ یا بیواسطہ سنی تہین - اُن سب کو اپنی قلم سے فراہم کیا ہے بڑی کتاب ہوگئی ہے - جامع العلوم جلالی اُس کا نام بتلاتے ہین -

آپ کے دل چسپ کلمات مین سے یہ بات بہی ہے - کہ آپنے فرمایا ہے - **شریعت** اعضاے بدن کا پاک رہنا ہے تعمیل اوامر اور اجتناب نواہی کے ذریعہ سے - **طریقت** دل کو منور کرنا ہے - تہذیب اخلاق کی مدد سے اور **حقیقت** نفس ناطقہ کو پاک و صاف کرنا ہے آئینہ روح سے ماسوائی زنگ دور کرکے - اس بنیاد پر شریعت کے پہاڑ ون مین کا ایک ذرہ بہی طریقت اور حقیقت کے آفتاب کی شعاعون سے بہتر اور بزرگ تر ہوتا ہے - حال آنکہ شریعت سے مخلوقات کے صرف جسم کی اور ظاہری افعال و اقوال کی آراستگی ہوتی ہے

ت وحقیقت کا تعلق اندرونی آزادی سے ہوتا ہے - اور نیز طریقت وحقیقت اللہ عز اسمہ کی نظرگاہ
یونکہ شریعت کے ساتھ گناہ گاری - واہی تباہی خیالات - اندرونی کفر - اور نہانی شرک یہ تمام چیزین
س کے اندر جمع ہوسکتی ہین - برخلاف طریقت اور حقیقت کے - کہ یہ دونون چیزین روح کی روشن ضمیری
ہین - اور روشن ضمیری کا پیدا ہونا راستی - درستی - یگانگی - یک رنگی - گرشتگی - پرہیز گاری - ایک
- اور ایک ہی سوچنا - اِن صفات کے ساتھ متصف ہونے کے بدون ممکن نہین - اور مذکورہ بالا تین
ں کا نام اصطلاح تصوف مین تزکیہ - تصفیہ - اور تجلیہ ہے - ان طریقون کا مفصل اور صحیح بیان اکثر کتب
ف مین لکھا ہوا ہے - وہ دیکھنے کے قابل ہے -

عید قربان کے روز ملک الموت - مخدوم کے پاس ادائے امانت کا پیغام لائے آپنے فرمایا - لوٹ جاؤ - اور
ر پہر تک صبر کرو - تاکہ جلال کے لڑکون کو خوشی کی صبح - ماتم کی شام نہ ہوجاوے - جب لوگ عید کی چہل پہل
رغ ہوئے - تو آپنے معنوی سفر کیا مصرع باد عید جان او دیدار حق -

سید شرف الدین مشہدی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے - کہ مخدوم کو کچھ اوپر چار سو چالیس اصحاب سے خلافت
جملہ ان کے جس قدر بیان صحت کو پہونچا ہے - اور شجرہ مین لکھا ہوا دیکھا ہے - یادداشت مین لکھ دیا ہے -

فہرست خلافت مخدوم قدس سرہ جو صحیح بیانات سے معلوم ہوئی ہے

مد بزرگوار سید کبیر بخاری سے خلافت تھی	یہ سلسلہ آبا واجداد کے ذریعہ سے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے -
ے - اپنے عم سید محمد بخاری سے تھی -	یہ دونون خانوادے شیخ بہاء الدین زکریا تک منتہی ہوتے ہین -
ر شیخ رکن الدین ابو الفتح سے	
شیخ الاسلام محمود شاہ زادہ بوم تستر مسکن سورکاہ علاقہ ے - - - - - -	مخدوم نے ہجری سنہ سات سو اڑتالیس مین جب کہ محمود شاہ کی عمر ایک سو تیس سال کی تھی - ملازمت مین پہونچکر خرقہ خلافت حاصل کیا تھا - اور کتاب عوارف خطبہ سے خاتمہ تک پیر سے پڑھی تھی پیر نے عوارف کو مصنف کی خدمت مین پڑھا تھا - وہ تین چار ان تینون خانوادون کا سلسلہ شیخ الشیوخ سہروردی تک پہونچتا ہے

پانچوین - امام عبداللہ یافعی سے خلافت تہی -	یہ شجرہ ابومدین مغربی تک پہونچتا ہے -
چھٹے - شیخ ابو عبید عینی سے - -	یہ دونون سلسلے سید محی الدین عبدالقادر جیلانی سے جا ملتی ہین -
ساتوین - شیخ نورالدین علی ابن عبید السطرابلس سے	
آٹھوین - شیخ فریدالدین گنج شکر سے - عالم روحانی ہین -	ان چارون چمنون مین شگفتگی خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کے نوبہار ہدایت سے ہے -
نوین - شیخ قطب الدین سنور سے - -	
دسوین - مولانا شمس الدین یحیی اودہی سے -	
گیارہوین - نصیرالاولیا چراغ دہلی سے - -	
بارہوین - شیخ رکن الدین منجی سے - - -	یہ سلسلہ شیخ ابوعبداللہ خفیف شیرازی کے توسط سے سلطان ابراہیم ادہم کو پہونچکر خواجہ ادریس قرنی تک منتہی ہوتا ہے -
تیرہوین - سید جلال اوچہوی سے - - -	یہ ہدایت کا خاندان شیخ نجم الدین کبریٰ سے جا ملتا ہے -
چودہوین - سید حمید الدین محمود چشتی سمرقندی سے -	یہ خانوادہ خواجہ مودود چشتی تک پہونچتا ہے -
پندرہوین - شیخ نجم الدین اصفہانی سے - -	یہ خاندان شیخ ابوبکر نساج پر تمام ہوتا ہے - قدس اللہ اسرارہم اجمعین -

ان کے سوا اور خلافتین جو صحت کے درجہ کو نہین پہونچی ہین - بہت سی ہین - ایک بیان ہے - کہ سو سے متجاوز ہین - اہی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سید شرف الدین مشہدی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے - کہ کچھہ اوپر چارسو چالیس خداشناس رہنما - اور عالمون سے مخدوم نے ملازمت حاصل کرکے خلعت خلافت - اور فیض پایا تھا جس قدر کوشش کے ذریعہ سے تحقیق ہوا ہے - لکہا گیا - اگرچہ دیگر رسالے ایسے موجود ہین - جن کے اندر مخدوم کی خلافتون کا سلسلہ بعض مین مذکورہ بالا تعداد سے کم اور بعض مین زیادہ لکہا ہے - مگر صحیح طور پر یہ معلوم نہین ہوا ہے - کہ لکہا ہوا حال کہان تک قابل اطمینان ہے - العلم عند اللہ -

یادا میر سید احمد ابن سید محمد کرمانی

آپ کی کرامتین زبردست تہین - اور حالات قوی تے - سلطان محمد تغلق شاہ نے بزعم سلطنت ایکروز

آپ کے پانون مین بیڑیان ڈال دی تہین - مگر وہ بدون ہاتہ لگانے کے فوراً کہل پڑین - جب یہ ماجرا سلطان نے سنا - تو آپ کی محبت اُس کے دل مین پیدا ہوئی - اور استحکام کے ساتہہ پیدا ہوئی - اور از سر نو مصاحبت کا سلسلہ قایم ہوگیا - علمی کمالات سلطان نظام الاولیا سے حاصل ہوئے تہے - خلافت کا خرقہ بہی سلطان سے ہی تہا - سلطان الاولیا کے خلفا کے اجازت نامے آپ لکہا کرتے تہے - روز پنجشنبہ تاریخ اکیسوین شعبان ہجری سنہ سات سو باون کو آپنے اپنی زندگی کا پاؤن تعینات کی زنجیر سے نکال لیا - بیت

گر نیار دبست پائے ہوشمند	حلقہ حلقہ بگسل آن زنجیر را

یاد شیخ نصیر الدین محمود اودہی

گنج معانی اور چراغ دہلی آپ کا لقب ہے - نفس جو بظاہر دوست اور عادۃً دشمن ہے - اِس کی لڑائی مین آپ کو فتح مندی کے ساتہہ کامیابی ہوئی تہی - وجدان - کشف - اور اشراف یہ مدارج ہی آپ کو حاصل تہے - شیخ جمال دہلوی نے سیر العارفین مین لکہا ہے - سلطان نظام الاولیا کا سال زندگانی جب نوے اور چار چورانوے کو پہونچا - تو بروز چہار شنبہ اٹہارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ سات سو پچیس کو خلفا کی انجمن راہم کی اور ہر ایک کو خرقہ خلافت عطا فرماکر جدا جدا سمتون مین مقرر کیا - اخیر مین چراغ دہلی رہ گئے - آپ کو اپنے پیر کا خرقہ - مصلی - تسبیح - اور کاسہ عنایت فرماکر اپنا جانشین کیا - اور دہلی والون کی رہنمائی - آپ کے سپرد کرکے وصیت فرمائی - کہ اغیار کے آزار اور سرزنش پر صبر کرنا - اپنی عادت رکہنا - اُسی روز پچہلے وقت آنکہین بند کرکے عالم قدس کو روانہ ہوگئے - بعد مین جملہ خلفا نے بہی آپ کی جانشینی پر خوشی کے ساتہہ رضامندی ظاہر کی -

کہتے ہین - سلطان محمد تغلق شاہ کا مزاج کج واقع ہوا تہا - بے وقت آرزوئین اور کام پیش کرکے آپ کو ناحق خفت پہونچایا کرتا تھا - رازدارون نے چراغ دہلی کی خدمت مین عرض کیا - جس دعا سے کیفر کردار ملے - ایسی دعا سے بدکردار کو کیون گوشمالی نہین دیجاتی ہے - فرمایا - نصیر کا معاملہ اپنے علیم بصیر کے ساتہہ ایسا ہے - کہ وہ بدون کسی لغزش کے ایسی آزمایش پر گوشمالی نہین دیتا ہے - اِس بنیاد پر سلطان سے دل مین کدورت پیدا کرنا - درویش کے واسطے زیبا نہین ہے - بلکہ احسان مند ہونا مناسب ہے -

القصہ - آپ کے دامن ارشاد سے بہت سے خداشناس لوگون کو ولایت حاصل ہوئی اور وہ قطب بہی ہوئے - بعض کے صحیح حالات اُن اصحاب کے حالات کی یادداشت سے ظاہر ہونگے

بیعت ہین - اور جنہون نے خرقۂ خلافت پایا ہے - آپنے پیر کے بعد ستیس سال تک لوگون کی ہدایت کی - پہر واسیہ

کرتا خورشید را باخویشتن ہمسایہ گرداند	چراغ دہلی از بہر مسیحا آسمانی شد

یاد شیخ ابراہیم

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے امام تہے - کہتے ہین - ہنگام نماز تکبیر اولی مین آپ کی نظر - جمال کعبہ
کرتی تہی - اس سبب سے ناچار آپ الی عین الکعبۃ کہا کرتے تہے - نہ الی جہۃ الکعبۃ - آپ کی قبر کا پہ
ایک قبہ کے اندر ہے جو مولانا خواجگی قدس سرہ کے گنبد کی برابر مین ہے -

مولانا خواجگی کے تین بہائی اور تہے - مولانا مغیث الدین اور مولانا وجیہ الدین
دونون ایک ہی جگہہ اُجین مین پانی کے کنارہ سوئے ہوئے ہین - اکثر لوگ شب جمعہ کو نذر مین لیجاتے ہین
مولانا غیاث الدین نے قصبہ دہار کے حدود مین آرام فرمایا ہے - اور یہ دونون شہر - ملک مالوہ مین ہین

یاد حسین نہروالہ خلیفہ نظام الاولیا

خرق عادات کا لباس - اور توفیق عبادت کا خلعت - جو معرفت اور حقیقت کے سبحان سے آراستہ
آپنے زیب بدن کر رکہا تہا - آپ ہجری سنہ چہ سو اڑسٹہ مین عالم غیب کے خلوتخانہ سے عالم ظہور مین تشریف لا
اور سترہ سال کی عمر کے بعد - خدا طلبی کے راستہ مین قدم رکہا - ایک سو تیرہ سال طریقت کی سیر فرماکر ہجری سنہ
سو اٹہانوے مین عالم صورت سے ملک معنی کو کوچ فرما گئے - آپ کی خوابگاہ نہروالہ شہر مین تالاب سہسلنگ کے کنارہ
کہتے ہین حسن وتجمل کے آغاز مین ایک روز آپ اثنائے راہ مین بہلول مجنون کے پاس جا پہونچے -
کی خدا بین آنکہ آپ کے جمال اور حال پر پڑی - ایسے فریفتہ ہوئے - کہ دل محبت کے جال مین پہنس گیا - ا
ہمراہ ہو گئے - ہرچند پرستاران ہمراہی نے دورباش کی - مگر وہ تو دل دادہ تہے - دورباش کارگر نہ ہوئی - ا
صاحب حسن نے تنگ ہوکر بہلول کی پشت پر ایک تازیانہ رسید کیا - بہلول نے نعرہ مارا - اور رقص کر
تازیانہ نہ مار نوالہ کی آواز سنکر بیہوش بلکہ دیوانہ ہو گیا - بارہ سال برابر ایک درخت کے نیچے گزار دئے - اور
اُسکے گرتے تہے - وہ اپنی قوت کے کام مین لاتے تہے - ناگاہ ایک رات عالم خواب مین حضور خاتم الانبیا علیہ
نے آپ کو اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ کے حلقہ مین لیکر اپنی خاص کلاہ سے سرفراز کیا
اور فرمایا - ہر ایک دور مین ایک شخص اولیاء اللہ کا مدار ہوتا ہے - اس زمانہ مین سلطان نظام الدین بدایونی مدار ہین
کی ملازمت مین چلے جاؤ - ہم بہی سفارش کیے دیتے ہین - حکم کی تعمیل کی گئی - جب آپ خانقاہ کی دہلیز پر پہو

اے پیغمبر! جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہین - وہ لوگ بیشک اللہ سے بیعت کرتے ہین ۱۲

نظام الاولیا بذریعہ اپنے باطنی فروغ کے آپ کے آنے سے آگاہ ہوئے ایک نوکر کو ارشاد کیا سید حسین کو
۔جب نوکر باہر آیا۔ تو اس نام کے بہت لوگون کو کھڑا پایا۔ واپس چلا گیا۔ ارشاد ہوا۔ سید حسین دہلوی کو بلاؤ
اس نام کے چند اشخاص تھے۔ پھر واپس گیا۔ اور جاکر خاموش کھڑا ہوگیا حکم ہوا۔ کہ دہلوی غیاث پوری
چاہتے ہین۔ اس تخصیص سے امتیاز ہوا۔ اور آپ اندر گئے۔ سلطان نظام الاولیا نے اُسی دم اپنے
ہ اُتار کر آپ کو دی۔ آپ نے عرض کیا۔ فقیر خواب مین فاتح وحدت اور خاتم نبوت علیہ السلام سے
ہو چکا ہے۔ جواب دیا۔ یہ محبت کی کلاہ ہے۔ نہ کہ بیعت کی۔ اس بات پر آپنے کمال عجز و انکسار سے
کی۔ چند روز بعد درسی علوم کی تحصیل کے واسطے اجازت ملی۔ اور تھوڑے عرصہ مین علم کے دروازے
رو پر وکھل گئے۔ یہان تک کہ ہدایہ فقہ پر مشکل کشا حاشیہ آپنے لکھا ہے۔
خلاصہ کلام یہ۔ کہ جب دونون عالم کے کمالات سے آپ کامل و مکمل ہوگئے۔ تو آپ کو خرقہ خلافت عطا
ہون کی ہدایت کے واسطے رخصت کیا۔ جب آپ حسب ارشاد پیر اپنی ہمشیرہ بی بی آرام نام کے ہمراہ
طرف آئے۔ تو ایک موضع ہے کہ دوری نام مضافات دیوسی مین وہان پر آپ ایک مدت تک خدا پرستی
۔ اور پھر وہان سے نہروالہ مین جاکر حجرہ بنالیا۔ دونون آدمی مشہور تھے۔ جس حیثیت سے کہ مان کے پیٹ
ہوئے تھے۔ اُسی حیثیت سے خاک کے پیٹ مین جا آرام کیا۔ ایک دفعہ دو مرد سپاہی صورت
پاس آئے۔ آپنے فرمایا۔ سر دوستی کا شوق دل سے جوش کرتا ہے۔ اُن دونون شخصون نے اپنی تلوار
ال کا اور کچہری کا خرچہ بہم پہونچایا۔ اور پھر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ سماع سنکر خوش ہوئے
کو دعاے خیر سے دونون جہان کی نعمتین دیکر مالا مال کیا۔ اُنھون نے بہت جلد تن گدازی اور
ی کی توفیق اور داد دہش کی دستگاہ حاصل کرلی۔
تے ہین سلطان وقت رعایا کے اوپر ظلم کیا کرتا تھا۔ آپنے بہت کچھ پند و نصیحت فرمائی۔ سلطان کے کان
ر کی باتین سننے کے عادی تھے۔ لہذا یہ بات اُسکو پسند نہین آئی۔ آپنے غصہ ہوکر پیغام بھیجا۔ کہ تو
سے زیادہ نہین ہے۔ عزل و نصب ہمارے اختیار مین ہے۔ ظلم کرنے سے باز آ۔ یا واپسین سفر کے واسطے
ے۔ اُس نے بدمستی سے اس تنبیہ کو بھی باد ہوائی سمجھا۔ اُسی روز غول کے غول سانپ اور بچھو آ کر اُسون
ے اُسکے گرد فراہم ہوئے۔ جب سلطان نے یہ صورت خراب دیکھی۔ تو ظلم سے باز آکر توبہ کی۔ اور چند دیہ
میے سید کی آل و عیال کے نام پر مقرر کردے۔ اور مریدانہ سلوک کے ساتھ پیش آیا۔

مصرع حسب و نسب نبی داشت حسین

یاد بی بی آرام حضور

آپ سید حسین نہروالی کی ہمشیرہ ہین شریعت اور طریقت کی راہ چلنے مین اپنے عارف بھائی کی برابر تہین جب ان دونون کو بزرگوار پیر سلطان المشائخ نظام الاولیا کی خدمت سے گجرات جانے اور رہنے کی اجازت ملی۔ تو الٰہی توفیق کو رفیق بناکر دونون اُس ملک مین جا پہونچے۔ موضع کدوری علاقہ دیوہی مین عبادت اور قیام کے واسطے گوشہ اختیار کیا۔ اور خداے تعالیٰ عزاسمہ کی عبادت مین زندگانی کا ماحصل یعنی بے بہا انفاس صرف کرکے دربار الٰہی سے سعادت قبول حاصل کی۔ ایک شخص محض بیہودہ اور بے عقل تھا۔ اتفاقاً وہان آنکلا اور ایسے طریقے سے سوال کیا۔ جو ادب سے بالکل بعید تہا۔ یعنی یہ کہ تم دونون شخصون کے درمیان مین کیا نسبت ہے۔ جواب پایا۔ باہم برادری اور خواہری کی نسبت ہے۔ اُسنے اس جواب کو لغو سمجھا۔ اور ایسی نامناسب گفت وگو سے پیش آیا جس سے آزار پہونچا۔ نیز سیدہ کی پشت پر گستاخانہ لکڑی ماری۔ روایت ہے کہ۔ اُس لکڑی کا نشان اُسی ظالم کی پشت پر پڑا کہتے ہین۔ اس وقت تک اُس موضع مین شخص مذکور کی نسل سے جو بچہ ہوتا ہے۔ اُس کی پشت پر وہ نشان ضرور ہوتا ہے۔ پھر آپنے چند روز بعد پیر بزرگوار کی اجازت سے اپنے بھائی کے ہمراہ شہر نہروالہ مین جاکر حجرہ بنالیا۔ اور ہجری سنہ سات سو نوے مین کوچ کیا۔ خوابگاہ تالاب سہسلنگ کے کنارہ ہے جس کے پانی سے نہروالہ کے لوگ سیراب ہوتے ہین مصرع بادسیرابی ز حوض کوثرش۔

یاد سید نور الدین مبارک

آپ سید محمد کرمانی کے سب سے بڑے بیٹے ہین۔ حضرت گنجشکر کی طرف سے کنیت ابو القاسم ملی تہی۔ اور نیز بہت کچھ عنایتین دیکھی تہین۔ خرقہ خلافت خواجہ قطب الدین ابو محمد چشتی سے حاصل تھا۔ جو اپنے جد اعلیٰ خواجہ مودود چشتی کے سجادہ نشین ہین قدس سرہم فرماتے تہے۔ کہ جس زمانہ مین خواجہ ابو محمد کے پدر بزرگوار نے رحلت فرمائی تہی۔ اُس زمانہ مین خواجہ ابو محمد۔ کم عمر تہے۔ اس سبب سے چچازاد بہائیون نے سجادہ نشینی کے قابل نہ سمجھکر تو قف کیا۔ شیخ نظام الدین علی چشتی خواجہ ابو محمد کے چچا تہے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین خراسان سے آکر دہلی مین اقامت فرمائی تہی۔ عمائد شہر نے خواجہ زور اور خواجہ غور کو شیخ نظام الدین علی چشتی کی خدمت مین بہیجا۔ اور سجادہ نشینی کی تجویز اُن کی راے پر منحصر رکہی شیخ نظام الدین علی چشتی نے جواب مین لکھ بہیجا۔ کہ سجادہ نشینی کا خلعت خواجہ ابو محمد کو ہی ملنا چاہئے۔ چونکہ اس قرار داد مین صورت لغزش پیدا ہوئی۔ لہذا

پسان ملک شمس الدین نے مودودیہ عصا اور خرقہ ایک مکان مین مقفل کیا اور مدعیان منصب کو
ایک کرکے بھیجا - اور کہا - کہ دروازہ مکان کا بدون کنجی کے جس کسی کے واسطے کھل جاویگا - وہی
رہ نشینی کے قابل سمجھا جاوے گا - بالآخر خواجہ ابو محمد کے واسطے دروازہ کھل گیا - پس آپ نے صاحب
ہ ہوکر یوسفی ولایت فتح کی مصرع باد اکشاد بررخ او باب معرفت -

یاد شیخ محمد نہروالہ

آپ ان اطراف مین شیخ حاجی کرکے مشہور ہین - آغاز شباب مین آپ روم کے ایک حصہ زمین مین صاحب
سکہ تھے - ازلی جذبہ نے آپ کا گریبان پکڑ کر ورطہ سلطنت ظاہری سے نکال لیا - اور معنوی سرداری کے باغ
سر مین بھردی - آپ قطب یزدانی سید احمد کبیر رفاعی کی خدمت مین پہونچے - اور بیعت ہوگئے - کسی معین
ت کے واسطے التماس کیا - طعام خاصہ پکانے کا منصب عطا ہوا - اور مرشد کی توجہ سے آپ کی ظاہری وباطنی
ی ہوئی - حالات مین ترقی ہونا شروع ہوا - یہان تک کہ اپنے کمال مین کامیاب ہوئے - ایک روز مطبخ مین
اب ہوگیا تھا - اور کھانا نکالنے کا وقت آپہونچا - تلاش کی گنجایش نہین رہی - آپ نے آیہ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي
بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ پڑھی - اور ہاتھ سے کفگیر کا کام لیکر گرم کھانا نکالا - اور پیر بزرگوار کے
منے لے گئے - چونکہ پیر کو ماجرا پر آگاہی تھی - فرمایا شیخ محمد اب وہ وقت آگیا ہے - کہ تمہاری ابراہیمی ولایت
ت سے لوگ فیض یاب ہون - اور ہدایت سے راہ راست پر آوین - پس خلعت خلافت عطا فرماکر منتخب
ہون کی ایک جماعت ساتھ کی - اور سفر ہندوستان کی اجازت فرمائی - دو خرما کی گٹھلیان رخصت کے وقت
کے سپرد کین - اور فرمایا - ہر ایک منزل مین شام کے وقت ان گٹھلیون کو مٹی مین داب دیا کرنا - جہان کہین
یہان صبح تک اُگ آوین - پس اُسی زمین کو اپنی حیات اور ممات کا مقام سمجھنا چاہیے القصہ مرشد کے
سے لیکر گجرات تک اُن گٹھلیون کے اُگنے کی اجازت نہین ہوئی - جب نہروالہ شہر کی حدود مین پہونچے -
ٹھلیان مٹی مین دابین - تو صبح کے وقت اُن کو اُگا ہوا پایا - وہان پر ایک پرستش گاہ تھی جس مین
ے لوگ چھوٹے بڑے - سب پیکر پرستی - (مورتی پوجن) کے لیے صبح وشام آیا کرتے تھے - حاکم گجرات ایک
بت تھا - نہروالہ مین اُس کا پایہ تخت تھا اس پرستش گاہ کے نزدیک صوفیون کی جماعت کے ساتھ
یش کے اُترنے کی کیفیت حاکم کے گوش گزار ہوئی حکم دیا - کہ ایک جماعت کثیر جاوے - اور آنے والون
خانہ (مندر) کے آس پاس سے بہ تشدد علیحدہ کردیوے - اس حکم کی تعمیل مین لوگ غول کے غول کیا

(آگ کو حکم دیا - کہ اے آگ ابراہیم کے حق مین ٹھنڈک اور سلامتی ہو جا) ۱۷/۱۲

سوار اور کیا پیادہ چارون طرف سے بہے جماکر مندر کی طرف روانہ ہوے صوفیون نے فوج کے مامور ہونے کی کیفیت شیخ کی خدمت مین عرض کی۔ فرمایا۔ استقامت اور صبر کیکر اپنے تئین خدا کے سپرد کردو۔ اُس حقیقی حفیظ کی نگہبانی کے ثمرے خود ظاہر ہونگے۔ کیونکہ آسمان اور زمین کے اندر اور جو کچھ ان دونون کے درمیان مین ہے وہ سب بزمانہ نبوت اصالۃً انبیا علیہم السلام کے مسخر تہے۔ اور خاتمہ نبوت کے بعد بحکم عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وہی تسخیر ازروے اتباع وو راثت اولیاے اُمت محمدیہ کے حوالہ ہوئی ہے عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالصَّلٰوۃُ تہوڑی دیر سر جہکائے رکہا۔ اور پہر ایک خادم کو حکم دیا۔ کہ آنے والے لشکر کی طرف چند قدم جاؤ۔ اور جب لشکر نظر آجاوے۔ اس وقت زمین کو حکم دو۔ کہ آدمیون کے پانون اور گہوڑون کے سم اس طرح محکم پکڑ لیوے۔ کہ ایک قدم ہی آگے نہ بڑہا سکین۔ خادم نے حسب الحکم تعمیل کی۔ اور زمین نے حکم قبول کیا۔ لشکر والے جس قدر نکلنے کی کوشش کام مین لائے۔ اُسی قدر اندر دہنستے گئے آخر کار بمجبوری کمال عجز و انکسار کے ساتہہ پیش آئے۔ اور اس مضمون کا عہد کیا۔ کہ اگر زمین ہم کو چہوڑ دیوےگی۔ تو واپس چلے جاوینگے۔ خادم کے فرمانے سے زمین نے اُس جماعت کو چہوڑا۔ انہون نے راجہ کے نزدیک جاکر حقیقت حال عرض کی۔ راجہ متعجب اور حیران ہوا تمام رات نگرانی مین گزاری۔ علی الصباح چند آدمیون کو ساتہہ لیکر شیخ کی خدمت مین آیا۔ اور ایک نظر دیکہتے ہی فریفتہ ہوگیا۔ فرمایا۔ درویش کی ملاقات کو پرستش بت کے فرع نہ بناؤ۔ جب راجہ پلٹ کر اپنے مکان کو چلا گیا۔ اور شروع سے ہی ملازمت کا عزم کرکے سعادت حضوری سے سرفراز ہوا۔ تو آپنے فرمایا۔ راجہ۔ جو چیزین اپنی بنائی ہوئی ہین۔ اُن کو معبود قرار دینا اہل عقل کو زیبا نہین ہے۔ اب ازروے انصاف تعصب کو دور کرکے بتاؤ۔ کہ کیا یہ سنگین مورتین کام پڑنے پر دعا قبول کرنے کی طاقت رکہتی ہین۔[۵] فَبُہِتَ الَّذِیْ کَفَرَ۔ راجہ نے کچھ جواب نہین دیا۔ پہر آپنے فرمایا اگر یہ تمہارے جہوٹے معبود خداے برحق کے حکم سے میری اطاعت کرین۔ تو کیا تم اسلام قبول کروگے۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ نہ تنہا مین بلکہ مع تمام خاندان کے ایمان لے آؤن گا آپنے بڑے بت سے کہا۔ اُٹہہ اور اس کوزہ کو حوض کے پانی سے بہر لا۔ بت فوراً چہتی اور چالاکی کے ساتھہ اُٹہا اور کوزہ مین حوض کا تمام پانی بہر لایا۔ تہوڑی دیر بعد مرغ و ماہی حیوان و انسان غرض کہ تمام جاندار پانی نہ ہونے سے شور و فغان کرنے لگے۔ شیخ نے فرمایا۔ اے بت۔ تمام پانی تالاب مین ڈال آ۔ اور کوزہ کے معتاد کے موافق اس مین رہنے دینا۔ پہر بت نے بموجب حکم تعمیل کی۔ یہ حال دیکہکر راجہ۔ سپاہ۔ اور رعیت۔ تمام اسلام لاکر ابدی دولت سے سرفراز ہوئے کہتے ہین۔ اُس روز سے پہر از سر نو ہنروالہ مین اسلام اور مسلمانی کی بنیاد جمی ہے۔ عام ہنود اور بالخصوص برہمنون

[۵] یعنی اُمت کے علما بنی اسرائیل کی انبیا کی طرح ۱۰۱۱ لگہ جبر نے کفر کیا تہا۔ وہ ہکا بکا سا رہ گیا۔

نی تاریخ مین یہ کرامت لکھی ہوئی ہے - محرم کے سوا کسی اور کو نہین تبلاتے ہین - بالآخر جب اخروی سفر پیش
جگہہ آپکی عبادت کی تہی - اُسی جگہہ آپ کی ابدی خوابگاہ بنائی گئی ؎ الیوم یتبرک ویزار بہ ہر
آگاہ دل اور بصیر ناظرین کو خیال گزرے گا - کہ اسی قسم کی کرامت کی ایک حکایت بت کی اطاعت اور
نون کے متعلق حضرت معین الاولیا چشتی اجمیری کے نام سے بہی تحریر ہو چکی ہے - اور وہ زمانہ مین زبان زد ہے
یخ فیروز شاہی مین لکھی ہوئی ہے - لیکن نہروالہ کے علما - اور پُرانے آدمی شیخ حاجی کی طرف منسوب کرتے ہین -
مطابقت کچھہ دشوار معلوم نہین ہوتی ہے - کیونکہ عمل کا توارد ممکن اور اتفاقی بات ہے - شاید دونون بزرگون
یلسان عمل صادر ہوا ہو ؎ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مصرع خسرو فرہاد ہر دو عاشق شیرین ماست

یاد خواجہ لیعقوب ابن خواجہ ابن خواجگی

آپ شاہان خُراسان کی نسل مین سے ہین - آپ تصوف اور تحقیق کی بزم کے صدر نشین تہے - آپ کی
بین احمدی معشوقی کی جہلک نمایان تہی - اور آپ کو آسمان حُسن کا خورشید کہنا بے محل نہین ہے - جیسی کمالات
خوبیان - عملی سعادتین - اور علمی مراتب یہ اوصاف آپ کو حاصل تہے - یکایک خدا طلبی کی خواہش آپکے
ین پیدا ہوئی - جو شاہنین آپ کے ہستی کے باغچہ مین تہین - اُن سب مین آلہی جذبات کی تاثیر سے پہل
گئے - اس وقت قوت جاذبہ گریبان پکڑ کر آپ کو فقر کی بارگاہ مین کہینچ لائی - یہان تک کہ آپ اپنا مسکن
اُر کے سیاحی کے واسطے نکل کہڑے ہوئے اور راہ مسافرت اختیار کی - بالآخر تقدیری کرشمے نے آپ کو
ہ شہر مین قیام پذیر کیا جو پٹن کے نام سے مشہور ہے - آپکے گرامی اوصاف اور عالی حالات کی کوئی انتہا
ہے - جب جب راقم کی قلم نے آپ کی صفات لکہنے کی ہمت باندہی - بیان وعبارت - ہمراہی سے
ون قلم سیاہی سے دور رہی - کہتے ہین - فصوص الحکم کی درس کے وقت آپ کا مبارک جسم اپنے ہن
ح جل کر راکہہ ہو گیا تہا - یہ قضیہ اس طرح پر ہے - کہ قاضی کمال الدین نے خواجہ کی خدمت مین فصوص الحکم کے
کی درخواست کی تہی - فرمایا - اس درس کے واسطے لازم ہے - کہ مدرس - خوانندہ اور والی ملک ان تین
سون مین سے ایک شخص کو اپنے تئین فدا کرنا چاہئیے - چونکہ تمہارے واسطے پڑہنے کا باعث اپنی برخورداری
سرون کی تعلیم ہے - اور والی ملک کی عالی صفات ذات کے ساتہہ ناطق اور غیر ناطق بہت سے جاندارون کی
انی وابستہ ہے - اس لیے تم دونون کی سلامتی ضرور درکار ہے - پس لازم آیا - کہ خود مدرس اپنے تئین اس قربانی
ف کر دیوے - کہتے ہین - جب تاریخ تیرہوین جمادی الآخری ہجری سنہ سات سو اٹہانوین کو فصوص الحکم تمام

ؔ جو وہ قبر متبرک زیارت گاہ عوام ہے ؎ اصل حقیقت اللہ ہی خوب جانتا ہے ۱۲

ں۔ آپنے کشادہ پیشانی کے ساتھ خدائی درگاہ کو کوچ فرمایا۔ واپسین سفر کے بعد۔ آپکے بارہ مین چھوٹے سے
نک نہروالہ کے لوگ یہ ترانہ گاتے ہین وَلَا تَقُولُوا لِمَن یُّقْتَلُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ اور یہ بھی کہتے ہین۔ کہ آپ کا
ں تصرف رحلت کے بعد بھی مثل ظاہری زندگانی کے ہے جس کسی کے دل مین آپ کی تلقین وبیعت کا ارادہ
صمم ہوتا ہے وہ آپ کی قبر پر جاکر اپنا اندرونی خیال ظاہر کرتا ہے۔ اور آپ ظاہر ظہور موجود ہوکر ہدایت کے مراسم
بجالاتے ہین۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد کے مریدون مین سے شیخ داؤد۔ شاہ محمد۔ اور سلیمان تین اشخاص تو یہ
ر نیز ان کے سوا دیگر اصحاب بھی تذکرہ ہذا کے سال تصنیف مین بقید حیات ہین شیخ یعقوب صدیقی۔
مدآبادی۔ غوث الرحمٰن کے بزرگ خلفا مین سے تھے۔ بیان کرتے ہین۔ کہ ایک سال مین احمد آباد سے شیخ عبدالعز
وفی کے فیض بخش ملازمت کا بالجزم عزم کرکے آگرہ کو گیا تہا۔ واپسی کے وقت پٹن ہوکر آنا ہوا۔ حوض سہسلنگ کے
نارہ سید خدا بخش کے متبرک روضہ مین اُترا ضروری آرام پانے کے بعد۔ کمال شوق اور بے انتہا عشق سے
خواجہ یعقوب کی زیارت کے واسطے چلا۔ جنکا مرقد منور اس حوض سے دو تیر کے فاصلہ پر ہے۔ جب آپ کی
مسجد شریف مین پہونچا۔ تمام شوق اور وجد کی آگ سرد ہوگئی۔ پکار اوٹھا۔ کہ ترقی کی امیدوار کو بوٹ لینا کب
مناسب ہے۔ اتنے مین ایک بیت ہندی زبان مین مسجد کی دیوار پر لکھی ہوئی دیکھی۔ پڑھتے ہی معرفت اور وجد
کی لہرین آنے لگین۔ اور اُسی دم وہ بیت بھی دیوار پر سے اور نیز صفحہ خاطر سے محو ہوگئی۔ بس معلوم ہوا۔ کہ یہ کرامت
یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ کی قلم سے لکھی گئی تھی جو خواجہ کے دست تصرف مین دیا ہوا ہے

نشہ ازمی جلال وجمال	محو واثبات ہست درہم حال

یاد قاضی علم الدین

آپ پر حقائق علوم کا چہرہ۔ اور دقیق اسرار کا پردہ کہلا ہوا تہا۔ مشائخ وقت کے قطب۔ اہل زمانہ کے شیخ
اور خداشناسانِ عہد کے پیشوا تھے۔ قاضی معین الدین ابن نجم الدین صدیقی کے بیٹے تھے۔ سلطان السادات
صدرالدین سید راجو کے خلیفہ تھے۔ جو مخدوم جہانیان کے بہائی ہین۔ صورۃً اور معنیً دونون طرح سے خواجہ مودود کا
شکر کے مصاحب تھے۔ جو شیخ عزیز اللہ متوکل منڈوی کے پیر ہین۔ علم قراۃ آپ کا موروثی تہا۔ تمام علوم سے زیادہ
اور بہتر جانتے تھے۔ آپکے علمی باغچہ کو افعال کے چشمہ سے بہت کچھ سیرابی تھی۔ اور نامتناہی فیضون سے

ا۵۔ جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جائین۔ انکو مرا ہوا نہ کہنا ۱۲ ۵۲ خدا جس کو چاہتا ہے۔ منسوخ کردیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے
قائم رکھتا ہے۔ اور اُسکے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) موجود ہے ۱۲ منہ

آپ کو اِس قدر کامیابی حاصل ہوئی تھی - کہ احباب آپ کی ملازمت کے باغ سے معرفتون کے بے شمار پہل صرف ایک دفعہ کے دیکھنے اور جانے مین لیجاتے تھے - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ کی بزرگی کی شرح عبارت سنجی کی طاقت سے باہر ہے - عمر اٹھاسی سال کی پائی تھی - آپنے یہ تمام زمانہ آغاز ہوش سے اُس وقت تک کہ روح بدن سے جدا ہوئی - خداطلبی کے راستہ مین صرف کیا تھا - اور عرفان کا گوہر خریدا تھا - تاریخ بیسوین رمضان ہجری سنہ سات سو ساٹھ کو اعلیٰ دارالحکومۃ کی طرف کوچ فرماگئے -

آپ کے بعد آپ کے فرزند شاہ مودود جانشین ہوئے - اور اپنے پدر بزرگوار کی خانقاہ کو از سر نو رونق دی - کیا تصوف کے شیوہ مین - کیا مشیخت کے طریقہ مین - کیا قرأۃ کے علم مین - اور کیا دیگر علوم مین - کمال یکتائی حاصل تہا - ہمیشہ طالبون کے درس و تلقین مین مشغول رہتے تھے - ہمسرون مین سے کوئی شخص آپ کی جامعیت کی برابری نہین کرسکتا تہا - پچاسی سال کی عمر پائی تھی - یہ تمام عمر الٰہی صفات اور الٰہی اخلاق کے ساتھہ متصف ہونے کی کوشش مین گزاری تھی - بالآخر ساتوین رجب ہجری سنہ آٹھہ سو تیرہ مین عاریتی عالم کو رخصت کیا - اور قدسی مکان اختیار فرمایا - خوابگاہ نہروالہ جو اِس زمانہ مین پٹن نام کے ساتھہ مشہور ہے - صوبہ گجرات کے مضافات مین مصرع ع بناشش باد رفع رایتِ دین -

یاد شیخ برہان الدین نہروالہ

آپ شیخ قاضن کے خلیفہ تھے - کشف و کرامات کے خزانہ - اور عقلی و نقلی علوم کے مالک تھے - طبیعت کا سیلان موزون کلام کی طرف تمام باتون سے زیادہ تہا - فارسی غزل اور عربی قصیدہ عاشقانہ اور شاعرانہ کہا کرتے تھے - کہتے ہین - ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا - الحمد للمتکلمین شیخ سعدی شیرازی کو خواجہ خضر علی نبینا و علیہ السلام کے خوان رحمت سے چاشنی ملی تھی - اِس سبب سے اُن کا کلام ایسا شیرین اور نمکین ہوا - اور علیٰ ہذا امیر خسرو دہلوی نے مالک ولایت سلطان المشائخ نظام الاولیا کی عنایت سے اپنی نثر و نظم کا رنگ اعلیٰ درجہ کی پختگی کو پہونچاکر تمام جہان کے ذی مذاق اہل سخن کو بے انتہا لذت بخشی تھی - اسی طرح اب یہ مرید بھی اپنے پیر سے امیدوار ہے - فرمایا - ربانی کلام کے خزانہ سے کچھہ نقد تمہارے اعتقاد کے موافق تم کو بھی دیاگیا - اُس روز سے آپکے کلام مین - اور آپ کی گفتار مین ایک اور ہی رنگ پیدا ہوگیا تہا - اسی جلد کتابین یہ تصنیف اور تالیف کی ہین - اور ہر ایک علم مین باریک باریک اعتراضات اور عمدہ عمدہ بحثین لکھی ہین - جو مایعرف بالذوق ہین - اُن کا اصلی بیان جیسا کہ آپ کے خیال مین تہا -

قلم کی زبان سے ادا نہین ہوسکتا ہے۔ چونکہ اس کتاب کے اوراق نظم سے کمتر تعلق رکھتے ہین۔ لہذا آپ کے کلام کا کوئی حصّہ آپ کے ذکر کے ضمن مین نہین لکہا گیا۔ مصرع ع حدیث دوست نظم و نثر او باد۔

یاد شیخ شہاب الدین عاشق

آپ کا مولد اور قبر دونون دہلی مین ہین حقیقی عشق اور مجازی محبت دونون ساتھ ساتھ رکھتے تھے شیخ بدرالدین غزنوی کی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا تہا۔ ہمیشہ کسی نہ کسی مظہر کے جمال سے وابستگی پیدا کرکے اُسکو حقیقی حالت کا پردہ بنائے رکھتے تھے اور ظاہری و معنوی دونون خوبیان آمیز کرکے مُشَاهَدَةُ الکُلّ فِی الکُلِّ کی استغراقی کیفیت بہم پہونچاتے تھے آپ شیخ امام الدین ابدال کے مرید اور خلیفہ ہین قدس سرہم۔ بیت

از قفس زار مقید بلبلا شس	جست بسوی گلشن مطلق پرید

یاد شیخ عماد الدین دہلوی

آپ۔ خانوادہ چشتیہ کے بزرگون مین سے ہین۔ بہت سے صوفی مشائخ کی خدمت سے استفادہ کیا تہا۔ خرقہ خلافت شیخ شہاب الدین عاشق سے تہا۔ بعض کہتے ہین۔ کہ آپ شیخ امام الدین ابدال کے مرید ہین۔ اور شیخ تاج الدین امام۔ آپ کے مریدان خاص مین سے ہین۔ قدس سرہم مصرع گنج عرفان زیر مشت خاک داشت

یاد شیخ جلال الدین مجرد

آپ ترکستانی تھے۔ مگر پیدائش بنگالہ کی ہے۔ سلطان سید احمد کے خلیفہ ہین۔ کہتے ہین۔ ایک روز روشن ضمیر پیر کی خدمت مین عرض کیا۔ میری آرزو یہ ہے۔ کہ جس طرح حضور کی رہنمائی کی بدولت جہاد اکبر مین کسی قدر فتح مندی حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح حضور کی کام بخش ہمت کے طفیل مین جہاد اصغر سے بہی دل کی تمنا پوری کرون۔ اور جو مقام دار الحرب ہو۔ اُس کے فتح کرنے مین کوشش کرکے غازی یا شہید بنون۔ پیر بزرگوار نے التماس قبول فرماکر اپنے بزرگ خلفا مین سے سات سو آدمی آپ کے ہمراہ کئے۔ الغرض للہ جہان کہین مخالفین سے لڑائی ہوئی۔ فتح حاصل کی۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ اس دور و دراز سہاگ دوڑ مین۔ روزی کا دار و مدار صرف غنیمت کے مال پر تھا۔ اور تونگرانہ زندگانی کرتے تھے۔ جو گہاٹیان اور مولیشی فتح ہوتی تہین ہمراہیون مین سے کسی ایک کو وہان کے اسلام کی اشاعت اور رہنمائی اُس کے سپرد کردیتے تھے۔ القصہ للہ صوبہ بنگالہ کے پرگنات مین ایک قصبہ ہے۔ سرہتہ۔ اُس قصبہ پر جب آپ پہونچے ہین تو تین سو تیرہ آدمی ہمراہی مین باقی رہے تھے۔ ایک لاکہ پیادہ اور کئی ہزار سوار کا مالک راجہ گر گوند قصبہ مذکور کا حاکم تہا۔ وہ اس کم تعداد گروہ کے مقابلہ مین بہت زیادہ تہا۔

کیونکہ یہ گروہ اُس بے انتہا لشکر کے مقابلہ مین وہ نسبت بھی نہین رکھتا تھا۔ جو نمک کو کہانے کے ساتھ ہوتی ہے جب لڑائی آن تلی۔ تو تقدیر کے پردہ سے کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ کی کرامت ظاہر ہوئی۔ اور وہ بیکر پرست بہاگ کر ملک عدم کی طرف سوائے تنہا جان کے نہ لیجا سکا۔ اور تمام زمین غازیون کے ہاتھ آئی۔ شیخ مجرد نے تمام مفتوحہ زمین کا حصہ کر کے اپنے ہمراہیون کو تنخواہ مین دیدی۔ اور ہر ایک کو کدخدا ہونے کی بھی اجازت دی۔ اس تقسیم مین ایک قصبہ شیخ نور الہدیٰ ابو الکرامات سعیدی حسنی کے حصہ مین بھی آیا۔ وہان پر آپ عیال مند ہوگئے۔ اور فرزند بھی ہوئے۔ شیخ علی شیر انہین کی نسل سے ہین۔ شیخ علی شیر نے یہ بیان شرح نزہتہ الارواح کے مقدمہ مین لکھا ہے۔ یہ حال کسی قدر شیخ علی شیر کے ذکر کے ضمن مین بھی لکھا جاویگا۔

یاد سید معین الدین ایرجی

کہتے ہین۔ آپ نے دہلی جا کر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت حاصل کی تھی۔ سلطان الاولیا نے اولین ملاقات مین ہی دریافت فرمایا۔ سید کو کس سلسلہ کے اندر بیعت ہے۔ آپنے عرض کیا۔ اپنے دادا خاتم الانبیا علیہ السلام سے مرید ہون۔ سلطان الاولیا کو آپ کے جواب سے حیرت ہوئی۔ رات کو معاملہ مین رسول خدا علیہ السلام کو دیکھا۔ کہ آپنے ایک ٹوپی سلطان الاولیا کے ہاتھ مین دی ہے۔ اور سید کے نام زد کردی ہے آپنے بھی عالم خواب مین یہی واقعہ دیکھا۔ صبح کو جب باہم ملاقات ہوئی تعمیل ارشاد عمل مین آئی۔ اس بنیاد پر لوگ سید کو سلطان الاولیا کا خلیفہ سمجھتے ہین۔ آپکی قبر ایرج مین ہے مصرع یاد معین روحش روح ریاض رضوان

یاد سید احسن

آپ سید معین الدین ایرجی کے پوتون مین سے ہین۔ آپ کو کمال شریعت اور جمال تقوی حاصل تھا۔ کہتے ہین۔ اثنائے سیاحی مین اہل ولایت بدیع الدین شاہ مدار کا گزر کالپی مین ہوا۔ جو ایرج سے بئیس کوس کے فاصلہ پر ہے اس خیال سے کہ شاہ مدار کا گزر اس قصبہ مین نہ ہو۔ اکابر ایرج نے ایسا قرار داد کیا۔ کہ سید کالپی مین جاوین۔ اور شاہ کے ساتھ اولین ملاقات مین ہی۔ ایسا نقش جما دین کہ ایرج آنے کا خیال شاہ کی خاطر مین آوے ہی نہین۔ جب سید کالپی مین آئے۔ تو اتفاق سے شاہ مدار کے دروازہ پر سید۔ اور علی خان لودہی ایک ہی وقت مین پہونچے۔ شاہ نے خان کو اندر بلالیا۔ اور سید باہر رہ گئے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ یہ عمل دونون کے اندرونی خیالات کا ظہور تھا۔ (انہم عوذ جواسیس القلوب) شاہ کو سید کے تکدر خاطر پر آگاہی ہوئی۔ فرمایا۔

ف اکثر ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے تھوڑی سی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے ۱۲ ف کیونکہ یہ لوگ دلون کے جاسوس ہین ۱۲

سید کو غصہ مین جوش آرہا ہے - نہایت جلد اور عزت کے ساتھ اندر لے آؤ - جب سید اندر پہونچے - تو شاہ کا ہاتھ
پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچ کر آغوش مین دبایا - اور اپنا حسب و نسب بیان کرکے کہا - جو کوئی ایسے شخص کے ساتھ
ہم آغوش ہوجاوے گا وہ آنجہانی شکنجون سے فارغ البال ہوجاویگا - دوسری بات یہ کہی - کہ ملاقات سے
غرض ایک دوسرے کی باہمی شناخت ہوتی ہے - اور نیز یہ کہ طرفین کے چہرہ کا حسن و قبح ظاہر ہوجاتا ہے اور چہرہ پر
برقع رکھنے سے یہ غرض حاصل نہین ہوتی - شاہ نے فرمایا - درویشون کے دیدار کے واسطے خدا بین آنکھ چاہیے
جو تاب لا سکے اور یہ کہکر برقع اٹھایا - سید کا بیان ہے - نظر کے سامنے بجلی جیسے کوند گئی - اور شعاع زیادہ ہونے
سے آنکھین کیفیت چہرہ معلوم نہ کر سکین - اس کے بعد سید رخصتی سلام عرض کرکے ایرج کو روانہ ہوگئے
قاضی شہاب الدین نے جو پرکالہ آتش کرکے مشہور ہین - پیر سے پوچھا یہ شخص جو اتنی دلیری کرکے سلامت
رہا - کون تھا - شاہ نے جواب دیا - فلان سید ہین - اور میرے بھی دل مین آیا تھا - کہ ان کو تیر کا نشانہ بناؤن
لیکن شریعت کے ہتیارون نے ان کے جسم کو پاؤن کے ناخن سے لیکر پیشانی کے بالون تک اس طرح محفوظ
کر رکھا تھا - کہ کسی حکم انداز کا تیر کارگر نہین ہوسکتا تھا - اور نیز حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مقدس روح
میری آنکھون کے سامنے آگئی - اور فرمایا - کہ یہ ہمارا حقیقی فرزند ہے - کہین ایسا نہ ہو - کہ درویش کے غضب سے
جس کو حقیقی قہر کا شعلہ کہنا چاہیے - کوئی نقصان پہونچ جاوے - اس سبب سے ان کا تمام ناز اٹھاتا گیا - اور
مین اپنا تمام غصہ پی گیا - آپ کی قبر ایرج مین ہے - مصرع شہ وحفظ نبی حصارش بود -

یاد مخدوم قاضی برھان الدین

آپ کو سیادت - ولایت - فضیلت - اور مقبولیت مین والا نسبی اور عالی حسبی کا بڑا درجہ حاصل تھا - جب
فیروز شاہ دہلوی کی وفات کے بعد طوائف الملوکی ہوئی - تو دلاور خان کے بیٹے ہوشنگ نے جس کا نام خانی خطاب ملنے سے
پہلے الپ شاہ تھا - شاہان غور کی نسل مین سے ہے - صوبہ مالوہ مین خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کردیا - اسی
کے عہد مین - مخدوم مشرقی ملک سے آکر منڈو (مانڈو) مین آباد ہوگئے تھے - اور سلطان ہوشنگ آپ کا مرید ہوگیا تھا
کہتے ہین - گونڈوانہ کے اطراف مین ایک قلعہ ہے - جاج نگر - اور یہ قلعہ دکن کی سرحد بھی ہے - ایک سال
سلطان نے اس قلعہ پر لشکرکشی کی مقصود یہ تھا - کہ قلعہ مذکور فتح کیا جاوے - اور نیز گونڈوانہ سے ہاتھی بہم پہونچائے
جاوین - وہان پر ایک رات خواب مین دیکھا - کہ منبر کا ایک پایہ گر گیا ہے - اس کی تعبیر ملی - کہ پیر کی یا مرید کی دونون
مین سے ایک کی رحلت قریب ہے - جب سلطان منڈو (مانڈو) مین واپس آیا - تو خبر ملی - کہ پیر عالم دنیا سے عالم علوی کو

کوچ فرما گیے - دریافت کیا - قبر کہان ہے - جواب دیا گیا - اُس زمین مین ہے - جو آپنے خریدی تھی سلطان نے کہا - وفات کے بعد مین اپنے سے پیر بزرگوار کی دوری پسند نہین کرتا ہون - بہتر یہ ہے - کہ مخدوم کی نعش اُس قبر مین سے نکال کر سلطانی مقبرہ مین دفن کی جاوے - تاکہ آپ کی ہمسائگی کی بدولت عالم علوی کی کسی قدر خوشبو ہر شنگ کی خوابگاہ مین بھی آتی رہے - خادمان مخدوم نے ہرچند عذر کیا - لیکن پذیرا نہین ہوا - مجبوراً لوح قبر اُٹھائی گئی مگر قبر کے اندر کفن کے سوا بدن کا کچھہ پتہ نہین ملا - سلطان یہ کرامت مشاہدہ کرکے حیران ہوا - تربت پر پتھر پھر ڈھک دیا گیا - اور سلطانی حکم کے بموجب وہین آپکی قبر پر قبہ بنا دیا گیا - روایت ہے مخدوم نے مرید کی خواب مین آکر فرمایا - کہ درویش کے اسرار کا پردہ تونے اُٹھایا - تو تیری سلطنت کی بنیاد بھی دست تقدیر نے اُکھاڑ پھینکی یعنی تیرے بعد حکومت تیرے فرزندون کو نہین پہونچیگی - آخرکار ایسا ہی ہوا - اور سلطنت مالوہ سلاطین خلجی کے قبضہ مین پہونچی - غوریون کی نسل مین سے کسی کو تخت وتاج میسر نہین ہوا - اس واقعہ کی کیفیت مورخین نے سلاطین مالوہ کی تاریخون مین عمدہ تفصیل سے لکھی ہے - جو شخص اِس معاملہ کو دیکھنا چاہے - اُس کو اوراق تواریخ پر نظر ڈالنی چاہیے -

یاد مخدوم قاضی اسحٰق

آپ حقائق ربانی کے عالم اور پرانے زمانہ کے پیرون کی یادگار تھے - آپ کے خرقہ تصوف مین خلافت کا پیوند اور بیعت کی غنیہ چشتیہ سلسلہ سے تھی - شاہ مالوہ سلطان علاء الدین محمود منڈوی آپ کا مرید ہے - ایک روز حضور پیر مین حاضر ہوا - ایک تقریب کے سلسلہ مین پیر کی زبان سے یہ بات نکلی - کہ خدا کے دوست حقیقی حیات سے زندگی پائے ہوئے ہین - اُن کو موت سے کسی قسم کا نقصان نہین پہونچتا - اور جب صورت جسمیہ حس و حرکت سے بیکار ہو جاتی ہے - تو یہ گویا ایک مکان سے دوسرے مکان کو انتقال کرتا ہے - تب بھی مثل زندون کے رہتے ہین - مرید یہ بیان سنکر سخت متعجب ہوا - اتفاق سے چند روز بعد پیر کا وصال ہو گیا - سلطان تجہیز و تکفین کے بعد حاضر ہوا - اِس سبب سے نماز جنازہ مین شرکت کا موقع نہین ملا - فرمایا - روی تربت کھولو - تاکہ ہم اپنے پیر بزرگوار کا آخری دیدار افسوس کی آنکھہ سے دیکھہ لین - مزار کے پاس جو لوگ کھڑے ہوئے تھے - وہ اس بات کو سنی ان سنی کر گئے - لیکن سلطان کا شوق حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا - اسواسطے اُن لوگون کو قبول کرنا پڑا - مجبوراً قبر کھولی گئی - چونکہ رات تھی - شمع آگے کی گئی - اس درمیان مین شمع کا گل ٹوٹ کر جدا ہوا - قریب تھا کہ کفن کے اوپر جا پڑے - اتنے مین ایک ہاتھہ نکلا - اور گل کو اپنے سے دور پھینک دیا - یہ واقعہ دیکھکر سلطان کو سابقہ پڑا ن

رازکی بات یاد آئی حسرت سے اپنے اوپر بہت رویا ۔ کہ مجکو کچھہ نہ ملا ۔ اور بیر کے جس بیان سے متعجب تہا ۔ وہ حاضرین کو سناکر عبرت دلائی ۔ آپ کی قبر منڈو (مانڈو) مین ہے ۔

یاد خواجہ موید مھنہ

آپ سلطان ابوسعید ابوالخیر کی نسل سے ہین ۔ صاحب کرامات ۔ اور صاحب حمیدہ صفات تہے درسی علم مین اُستاد وقت ۔ افعال کے اعتبار سے زاہد زمانہ ۔ ریاضت اور تزکیہ نفس مین حد درجہ کے مرتاض ۔ رہنمائی اور مشکل کشائی مین سب کے پیشوا اور مجلس کی گرمی اور سخن کی شیرینی اور اُنکی رونق دہی مین نادر عصر تہی ۔

یاد مولانا محمد امین

آپ کا دل حقیقت مین بیدار ۔ اور طریقت مین ہوشیار تہا شیخ زین الدین خوافی کے مریدین جنہون نے مشکوۃ حدیث مولانا جلال الدین قاآنی کے درس مین پڑہی تہی ۔ اور مولانا جلال الدین نے کتاب مذکور عالم خواب مین شاہ مردان شیر یزدان امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے صحیح کی تہی ۔ اور اس کتاب مین ایک جگہہ اصلاح کے لیے چہیلا ہی تہا ۔ کہتے ہین ۔ کہ مولانا جلال الدین روزمرہ اُسی ورق در اُسی سطر مین خاص چہیلنے کا نشان دیکہہ لیا کرتے تہے ۔ بعض کہتے ہین شیخ زین الدین نے وہ نسخہ مولانا محمد امین کو عنایت فرمایا تہا چند روز آپ کے پاس رہا ۔ بعدہٗ چوری جاتا رہا ۔ اس عظیم نقصان سے آپ نہایت غمگین رہا کرتے تہے ۔ القصہ امیر مردان نے ملک روم مین ایک شخص کو خواب مین فرمایا ۔ کہ محمد امین کے پاس سے کتاب مشکوۃ گم ہوگئی ہے ۔ تم اپنی مشکوۃ بہیجکر اُن کی افسردہ خاطر مسرور کرو اُس شخص نے بلا کسی توقف کے صورت خواب لکھکر تحریر مذکور کتاب کے ہمراہ بہیج دی ۔ جب وہ آپ کی نظر سے گزری ۔ تب خوش ہوئے ۔

یاد شیخ محمد

آپ شیخ ابراہیم ملتانی کے بیٹے ہین جو شیخ بہاء الدین ملتانی کے مرید اور خلیفہ تہے ۔ شیخ بہاء الدین کا سلسلہ خلافت اسوۃ العرفا سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے جاملتا ہے شیخ ابراہیم اپنے وقت مین بہا بزرگ تہے ۔ آپ کی خداپرستی اور کرامتین بہت کچھہ لوگون کے زبان زد ہین ۔ غیاث الدین خلجی کا عہد تہا ۔ کہ ابراہیم منڈو (مانڈو) مین آئے تہے ۔ یہان پر بہت برسون تک خداطلبی حق پرستی ۔ فیض رسانی ۔ اور رہنمائی مین آپ نے عمر گزاری پہر بیدر سے گردش زمانہ نے آپ کو شہاب الدین کے عہد مین جنبش دیکر شہر بیدر مین جا پہونچایا اور وہان پر آپ بے شمار لوگون کو گمراہی سے نکال کر طریقت کے سیدہے راستہ پر لائے ۔ جب شیخ ابراہیم نے عالم دنیا سے کوچ فرمایا ۔ اور بجائے

ے۔آپ کی توجہ سے دولت آباد کے معتقدین کو فیض پہونچنے لگا۔ تو منڈو (مانڈو) میں شیخ محمد آپکے جانشین
ئے۔ ایزدی مشیت منڈو (مانڈو) میں شیخ محمد کو بڑی شہرت پیدا ہوئی۔ ان اطراف میں شیخ محمد کی بزرگی
خداشناسی کا شہرہ مشرق۔ خراسان۔ اور نواحی قندہار تک پہونچا۔ وہاں کے باشندوں کے دل میں شکر
ف پیدا ہوا۔ بہت سے حق پرست اور خدا طلب لوگ شیخ محمد کے آستانہ پر ہجوم کر کے آئے۔ اور فیض صحبت سے تحقیق
بلند مرتبہ کو پہونچے۔

کہتے ہیں جن ایام میں آپ ماں کے پیٹ میں تھے۔ ایک لڑاکا عورت آپ کی ماں سے لڑی۔ اور اُن کے
پیٹ پر تھپڑ مارا فوراً اُس عورت کے ہاتھ میں ایسا درد پیدا ہوا۔ کہ برداشت اور صبر کا نشان کو سوں تک نہ تھا۔
مرنے کی نوبت پہونچی۔ آپ کے پدر بزرگوار کو اُس بدذات کا حال معلوم ہوا۔ فرمایا۔ کہ اس پیٹ میں قطب زمانہ
ں ہے۔ اس درد کا علاج سوا اسکے نہیں ہے۔ کہ دردمند عورت۔ حاملہ کے پیٹ پر سے پانی اُتار کر پیوے اور
پر بھی لگا دے۔ تعمیل حکم کی گئی۔ فوراً تکلیف سے نجات ملی۔

لوگ ایسا ہی بیان کرتے ہیں حاکم صوبہ ظالم اور ناخدا ترس تھا۔ اُس کے ملک کی رعایا کا۔ اُس کے ظلم سے
یہ حال تھا دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے رکھتی تھی۔ آنکھوں سے آنسو کی ندیاں جاری رہتی تھیں۔ اور صبح
ام ایسی آہیں کرتی تھی کہ آسمان تک پہونچتی تھیں۔ رعایا مجبور ہو کر ظالم کی شکایت آپ کے پدر بزرگوار کے پاس
ی۔ فرمایا۔ اس نوزاد بچہ کے سامنے عرض کرو۔ اُنہوں نے کہا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّاO
گہوارہ سے فصیح البیانی کے ساتھ جواب دیا عنقریب ظالم کو وہ دن پیش آویگا۔ جو آج ستم رسیدہ رعایا کو پیش
ہے۔ اور تین روز بعد ایک عورت نہایت ذلت کے ساتھ اُس کو بجانب۔ عدم روانہ کریگی۔ چنانچہ جیسا کہا تھا۔ ویسا ہی
عیسوی کرامت آپ سے ظاہر ہوئی۔ اور باپ نے بیٹے یوسف ولایت کے نور سے روشنی حاصل کی مصرع روضۂ خلد برین جانشین باد

یاد شیخ سالار

آپ حالی مقامات میں سب کے پیشوا۔ اور عجیب و غریب کرامتوں کا مجمع تھے۔ آپ کے پدر بزرگوار باپ کا نام
ہے جو شیخ بہاء الدین کے خلیفہ تھے۔ آپ کی زادبوم اور قبر سرکار کالپی کے ایک قصبہ میں ہے۔ شیخ مبارک
کا مولد اور مرقد سندیلہ ہے۔ اور سید عبد الغنی جن کی حیات اور ممات کا مقام فتح پور ہنسوہ ہے۔ شیخ سالار کے مرید
لیفہ ہیں۔ شیخ سالار دونوں جہان کے علم۔ اور علم کی رمزوں سے آگاہ تھے۔ سید صفی۔ شیخ بدرالدین سرہندی۔ اور

ہم گود کے بچہ سے کیسے کلام کریں۔ ۱۲

شیخ ادہن بلگرامی شیخ مبارک سندیلہ والے کے خلفا میں سے ہیں بہت اچھی شان اور حالت تھی۔ اہل زمانہ اور خداشناسی کے کاموں میں ہمیشہ ان بزرگواروں کے آستانہ پر توجہ اور نیاز کے ساتھ حاضر آیا کرتے تھے اور نیز ان بزرگواروں کی پر اسرار گفت و گو سے دوجہانی مشکلات حل کیا کرتے تھے۔

یاد مولانا علم الدین شرف جہان

آپ کو بھی علوم میں کمال تجربہ تھا۔ یقین پر دل نہاد ہو کر حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اور چند سال اسی سرزمین میں قیام فرماکر مشائخ حدیث سے بڑی بڑی سندیں حاصل کیں۔ بزمانہ سلطان غیاث الدین ابن محمود خلجی منڈو (مانڈو) میں آکر درس کی بنیاد ڈالی۔ یہاں کے بزرگوں کو آپ کی ملازمت سے تمام فنون کی مشکلیں آسان ہوگئیں۔ سید بہاء الدین دکنی کی خدمت سے آپنے طریقت کی تلقین پائی تھی معرفت اور حقایق میں مرشد کامل کے درجہ کو پہونچ گئے تھے۔ کیمیا اور (طلسمی علم) سیمیا۔ اور دعوات کے قواعد عمدہ عمدہ اور صحیح صحیح اختیار کر لیے تھے۔ تصوف دانی میں تحقیق کے درجہ کو پہونچکر فصوص الحکم پر محققانہ تعلیقیں لگائی تھیں۔ اور جبل شرح کا خلاصہ فصوص کے کنارہ پر چڑھایا تھا۔ آپ سید ابراہیم ایرجی قادری کے اُستاد ہیں۔

یاد شیخ بنّان

آپ شیخ لال کے مرید ہیں۔ آپ کی طرز زندگی بالکل قاندرانہ تھی۔ برہان پور خاندیس کے بازار میں حجرہ بنا رکھا تھا۔ ممکنات کی منڈی کی اور تعینات کے راستہ کی سیر کیا کرتے تھے۔ زندگی کے اندر جس کو گدڑی اور حجرہ کہتے تھے رحلت کے بعد وہی کفن اور گور بنائی گئی۔ بیت

دی روز اسد جامہ زہجران تو زد چاک	امروز زغم مُردو ہمان جامہ کفن شد

یہ بیت مرزا اسد بیگ کی ہے۔ جو شیخ ابوالفضل مبارک کے ملازم مصاحب تھے۔ جس قدر درستی۔ موزونی اور نازکی آپ کی بلند طبیعت میں ہے۔ دوسرے لوگوں کی طبیعت میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ مصرع

یادش بخیر باد۔ کہ با ہمت آشنا ست

یاد شیخ شہر اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ اور یہ بزرگوار کے ہی مرید اور جانشین بھی ہیں۔ آپکے پوتے شیخ نعمت اللہ بیان کرتے ہیں۔ سکندر خان نامی ایک مرید تھا۔ وہ شیخ کو کمال آرزو اور عجز و انکسار کے ساتھ اپنی جاگیر میں لے گیا تھا۔ معاودت کے وقت ایک گاؤں میں اُترنا ہوا۔ جس کے باشندے قبل از ایں

بسا دیگر شخص شہر اللہ نام کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے۔ جب گانون والون نے شہر اللہ کے آنے کی خبر سنی تو
وقع کی تلاش مین رہے۔ جب آپ کو تنہا نماز مین پایا۔ ننگی تلوارین لیکر آگرے۔ اور آپ کو شہید کیا۔ قصہ کوتاہ
پ کا جنازہ لوگ وہان سے لے آئے۔ اور منڈو (مانڈو) مین پدر بزرگوار کے مقبرہ کے اندر دفن کر دیا۔ اُس
زمانہ مین لوگ قرآن پڑھنے کی آواز اندر سے اور باہر سے سنا کرتے تھے۔ آپ کے بعد آپکے قرۃ العین شیخ احمد
عطاءاللہ کے سر پر دستار رہنمائی باندہی گئی۔ جب شیخ عطاءاللہ کی باری بہی پوری ہوئی۔ تو اُن کے نورچشم
شیخ نوراللہ نے خانقاہ کو رونق دی۔ جب آپ بہی آنجہانی ہوئے۔ تو آپ کے لخت جگر شیخ نعمۃ اللہ اپنے
باپ دادا کے وطن مین صبر و سکون اختیار کرنے ہدایت کے واسطے کہڑے ہوگئے شیخ نعمۃ اللہ کو عمر کا حصہ
فرزندون۔ بیویون۔ اور دیگر عزیزون سے بہت زیادہ ملا ہے۔ یہان تک کہ تنہا رہ گئے ہین اور اِن نورانی
شکل پیر کی غمگساری کی نوبت راقم تک بہی پہونچی ہے۔ اُمید ہے۔ کہ آپ اِس عمدہ شغل کے ذریعے
راقم کو توفیق سعادت بخشینگے۔ مصرع توفیق کار ہائے نکو از سعادت است۔

یاد شیخ جلال ابن شیخ عبداللہ

آپ عالم اور شیخ یوسف انصاری کے چہوٹے بہائی ہین۔ درس دیتے وقت اپنی زبردست باتون سے
تہوڑی سمجھ والے طلبا کی استعداد بڑہایا کرتے تھے۔ ہمیشہ شریعت کی رعایت کرکے سلوک کے طریقت مین
اس کا کوئی دقیقہ نہین چہوڑتے تھے پینتیس سال کی عمر مین عالم دنیا سے عالم قدس کو رحلت فرما گئے۔

یاد شیخ عبدالملک قاری

آپ کلام ربانی کو سات قراء اور چودہ روایت سے پڑہتے تھے۔ اور ہمیشہ سب کو خواہ درویش ہو
خواہ توانگر حسبۃً للہ قرآن اور قراۃ سکہایا کرتے تھے۔ اِسی پسندیدہ طریقہ کے ساتھ ایام عمر پوری کرے۔ اور دارالخلافۃ
آگرہ مین خوابگاہ اختیار کی آپکے بعد آپکے فرزند شیخ محمد قرآن کے شوقین لوگون کے ساتھ۔ باپ کا طریقہ
اختیار کرکے جانشین ہوئے۔ اِن کو بہی معرفت پوری حاصل تہی۔ قبر آگرہ مین ہی ہے۔

خاتمہ چمن دوم

وہ شخص بہت ہی اچہا سعادتمند ہے۔ جس نے ہستی موہوم کا شہر۔ ہوا و ہوس کے تصرف سے
نکال لیا جس نے خیالات باطلہ کے مکانات اور طول امل کے محلات بیخ و بنیاد سے اُکہاڑ کر عالیہا
سافلہا کردئے۔ جس نے تمنیات جبلی کی تمناؤن کو۔ اور لذات جسمانی کی شہوتون کو مذکورہ بالا مکانات

اور محلات مین بود و باش اختیار کرکے اپنے تئین ان مقامات کا مالک سمجھ رہی تہین ذلت اور خواری کے ساتھ باہر نکال پہینکا - اور جن اصحاب نے جہاد اکبر کا میدان فتح کیا ہے - اور نیز جنہون نے سب سے بڑے دشمن کی لڑائی کا معرکہ جیتا ہے - اُن اصحاب کی راہ و روش اور گفت و گو جس نے یاد کرکے امداد حاصل کی - نیز اُس نے اس جنگ کی طرح - طرز بند اور قابو کے موقع معلوم کئے - عند اللہ کر فتح یاب بزرگون کے نیک اعمال اور کامل اعتقادات کے ہتیار زیب بدن کئے - اور لا الٰہ کی تلوار الا اللہ شناسی کے ہاتہ سے اُٹھا کر نفس کی سپاہ - وسواس کے لشکر - اور شیطانی خطرات کی فوج کو - جو انسانی ملک کو اپنی جاگیر سمجھتے تھے - ملک مذکور سے بہگا دیا - کہ جس کی وجہ سے دل کا تخت جسپر نفس امارہ نے قابو پا رکہا تہا - پہر روح قدسی کے قبضہ مین آ گیا - جو نائب مطلق ہے -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا [۵۱] کہ عالم تجرید و تفرید کے آزاد اشخاص - اور تحقیق و توحید کے راستہ پر چلنے والے اصحاب کے ذکر خیر کی بدولت - انواع و اقسام کی معرفتین - راقم کو نصیب ہوئین اور اُن کو راقم بحکم اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ [۵۲] تحریر مین بہی لایا - کسی قدر ان معرفتون کو جو بینے اشیا کے پردہ مین آلہی اسما کے آثار کا - اور آثار کی قوت اور فعل کا تماشا کرکے ازراہ تحقیق بہم پہونچائی ہین - بیان کرتا ہُون

ازلی حکمت اور سابقہ رحمت اس طرح پر مصروف ہے - کہ تمام آلہی اسما - اور آلہی صفات کے - احکام و آثار کو نہایت مناسبت اور مطابقت دیکہکر جداگانہ منافع کے ساتہ خصوصیت دیتی ہے - اور اُن خاص منافع کو انسان کے عنصری جسم پر فائز کرتی ہے - اس بنیاد پر ازلی حکمت نے بہت سے آلہی اسما کے آثار - انواع و اقسام کی موجودات مین - اندرونی طور پر امانت رکہے ہین - تاکہ وہ موجودات ہر ایک درجہ بدرجہ اپنے اپنے تعینی مصرف پر پہونچکر خاص انسانی تصرف کے قابل نہین - اور تاکہ وہ موجودات طرح طرح سے اور نیز اپنی مختلف تصرفات سے انسان کے عنصری جسم کو اُس اسم و صفت کا مظہر قرار دین - کہ جو اسم و صفت انسانی استعداد کے پردہ مین چہپی ہوئی ہین مثلاً وصف بینائی کو اسم البصیر نے سرمہ - سنگ سرمہ اور کحل الجواہر مین اس طرح قایم کیا ہے - کہ اُس کا اثر آدمیون کی آنکہون مین لگانے کے بغیر محسوس نہین ہوتا ہے - پس مغز کلام یہ ہے - کہ تمام ممکنات اور تمام کائنات - خدائی اسما کے آثار و احکام کی آرامگاہ

[۵۱] اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے انتہا شکر اور احسان ہے - اول بہی اور آخر بہی ۱۲ [۵۲] اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا ۱۲ -

کے واسطے شاہراہ بنی ہے۔ تب کمین مَن ثنار نے امکانی زنگ کو استحکام دیا۔ اور اِس غرض سے کہ تعین جامع (یعنی حضرت انسان کی ذات) کے لیے فیض پہونچانے کی مناسبت پیدا ہو۔ استعداد بہم پہونچائی ہے اسواسطے ہر ایک شے اس بات کی آرزومند ہے۔ کہ وہ بنی آدم کے تصرف مین آکر جو آثار اُس کے اندر مخفی ہین وہ جسم انسانی کے اندر ظاہر کرے۔ اور اپنے تئین اَلْاِنْسَانُ مُطِیْعِیْ وَکُلُّ الْاَکْوَانِ مُطِیْعَۃٌ کی معراج پر پہونچاکر بعدہٗ نجات حقیقی سے فیض یاب ہو۔ کیونکہ موالیدثلثہ کا کمال **فنا فی الانسان** مین ہے جس طرح انسان کا کمال **فنا فی اللہ** کے مرتبہ مین ہے۔

القصہ واضح ہو۔ کہ صفی الصفیا کی جامعیت اور خاتم الانبیا **علیہ وعلیہم السلام اجمعین** کے ختمیۃ کے مقام پر آخر کار۔ طبقات۔ زنادمین سے نزول صعودی اُس باصفا گروہ کو نصیب ہوتا ہے۔ جو سنت نبوی پر چلینے کا قدم۔ ریا اور نمود کی گرد آلایش سے خشوع وخضوع کے آنسو۔ اور ریاضت کے خون جگر سے اچھی طرح دھوکر ایجابی صراط مستقیم پر سلوک اختیار کرتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ راہ طریقت مین چلنے والا بانون وہی ہدایت مرشدون کی پیروی مین غبار آلودہ اور فرسودہ کرکے **سائرین الی اللہ** کی منزلین طے کرتا ہے۔ نیز وہ گروہ اسکے بعد اپنے ظاہری ومعنوی کمالات کے تمام سرمایہ کو **فنا فی اللہ** کی کشتی مین بھر دیتا ہے نیز وہ گروہ۔ امکان ووجوب کے دونون دریاؤن کی موجون سے سلامت رہکر **بقا باللہ** کے کنارہ پر سرمایہ مذکور پہونچا دیتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ اسماو صفات کی تجلیات کے مقام پر پہونچکر۔ رسوم اور تعینات کا لباس جس قدر بھی اس تنہاروی مین جسم پر باقی رہ جاتا ہے۔ اُس سے بھی حقیقت وجود کو پاک صاف کر لیتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ توحید کا احرام باندہ کر **سیر فی اللہ** کے کعبہ کا طواف کرتا ہے۔ اور نیز وہ گروہ یک جہتی اور بیخودی کے ارکان حقیقی نجات اور دائمی آزادی کا حج ادا کرنے کے واسطے بجالاتا ہے۔

اس صدر الذکر گروہ کے علاوہ۔ عام اشخاص دُو فریق ہین۔

ایک فریق۔ وہ ہے۔ کہ جس کا صراط ایجادی کا سلوک۔ صراط ایجابی کے ساتھ متحد ہو۔ اور یہ فریق دو قسم پر منقسم ہے۔

ایک قسم۔ وہ ہے۔ کہ آتش دوزخ کا عذاب وہ نہین دیکھے گا۔ اور چونکہ آلہی بخشش اُس کی طرف سبقت کرے گی۔ اس واسطے وہ گلزار فردوس مین خراماں خراماں پھرے گا جس کا وصف یہ

ف۵ - انسان میرا مرکب ہے۔ اور کل کائنات انسان کا مرکب ہے۔

ہے فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ط

دوسری قسم - وہ ہے - کہ مغفرت نہ ہونے کے سبب سے وہ چند روز عذاب نار مین گرفتار رہے گا
اس قصور کے پاداش مین کہ صورت افعال سے گزر کر معنی افعال کی منزل مین اُس کا گزر نہین ہوا -
دوسرا فریق - وہ ہے جو رہنماے فطرت وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا
کے پیچھے پیچھے - ایجادی صراط مستقیم پر بیار پایون کی طرح چلتا ہے - اور ایک قدم ہی شاہراہ توحید پر
(جو ایجابی صراط مستقیم کا پہلا قدم ہے) نہین ڈالتا - یہ گروہ اہل بُعد اور ارباب فرق ہین - اور اِن کا ماویٰ
دوزخ کے طبقون مین ہوگا - **اعوذ بک منک** -

---

۵۱ جس چیز کو اُن کا جی چاہے - اور حیوان کی نظر مین بھلی معلوم ہو - بہشت مین موجود ہوگی ۱۲-

۵۲ جتنے جاندار ہین - سب ہی کی توچوٹی اُس کے ہاتھ مین ہے ۱۲

شروع سومی چمن

اِس چمن مین نوین دور (نوین صدی) کے حسب تفصیل ذیل اصحابہ کی سرگزشت - اور ماندوبود
حالات مذکور ہین -

نلاً - اہل حقیقت اور ذی معرفت درویشون کے حالات -

نیاً - عقلی و نقلی علوم کے علما کے حالات -

لثاً - سلوک اور ریاضت کا راستہ چلنے والے اصحاب کے حالات -

بعاً - جو لوگ خودی سے اور نیز خرد سے آزاد ہین - اُن کے حالات -

ے حوصلہ ایدہر آ - اور کان لگا - دیکھہ - ہر ایک حکایت بجائے خود - گلزار معرفت کی ایک ہزار داستان بلبل ہے -
مام لوگون کو خواہ وہ بہرے ہون - یا صحیح کان والے ہون - اُس جہان آفرین **لاشریک لہ** کی تسبیح اور
ا جوئی کا ترانہ سناتی ہے - جس نے عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[۵] کا سرود - حضرت صفی اللہ کو تعلیم فرمایا
ا تاکہ حضرت صفی اللہ کے ترانہ سے سرزنش کرنے والون کے چہرہ پر خجالت کا پردہ پڑے - اور تاکہ حضرت صفی اللہ
ی ہمہ دانی کا ترانہ - عیب جو ہنر فروش جماعت کو سنا دین جس کو سنکر جماعت مذکور خود ستائی کی بلند پروازی سے
دانی کی پستی مین اوندہی آگرے - اور حضرت صفی اللہ علمی استعداد کی بدولت آفریدگار بے مثل - اور سلطان
مکان کے خلیفہ اور جانشین بنین - یہ بالکل سچ ہے **بیت** -

آن بادشاہ اعظم دربستہ بود محکم | ناگاہ دلق آدم پوشید و بردر آمد

یاد بابا اسحٰق مغربی

آپ شیخ حاجی محمد کیمی مغربی کے مرید ہین - جن کی عمر ایک سو بیس سال کی تہی اور چالیس[۴] حج کئے تہے - کہتے ہین
کے پیر نے آپکے حالات سے صدق و سعادت کے آثار دیکہکر بیعت کے روز ہی خرقہ خلافت بخش دیا تہا - اور تمام
لفا اور مریدون کو فرمایا تہا - کہ اسحٰق ہمارا بڑا خلیفہ ہے اِس کی تعظیم روز افزون زیادہ کرتے رہنا - اسی طریق

۵- آدم کو سب (چیزون کے) نام بتادیے ۱۲-

پر پیر کی خدمت مین رہکر چند سال تک آپنے فائدہ حاصل کیا - بعدۂ اجازت لیکر دہلی مین آئے - سلطان محمد تغلق شاہ
نے آپ کی تعظیم اور خدمت مین بے انتہا کوشش کی - مگر آپ لوگون کے ہجوم سے تنگ دل ہو کر اجمیر کے
کوہستان مین چلے آئے - ایک رات کا ذکر ہے - کہ آپ عالم شال مین خواجہ معین الاولیا اجمیری کی خدمت مین پہونچے
وہان سے اجازت ہونے کے بعد موضع کہٹو[۱۵] مین آکر مکان تجویز کیا - آپکے خلیفہ شیخ احمد کہٹو والہ کا بیان ہے ایکسال
مین اپنے مکان سے چل کر بابا کی ملازمت مین دہلی پہونچا - بابا نے اپنے سابقہ مکانات مجکو دکہائے - اور فرمایا -
کہ بارہ سال کی عمر تہی - اُس وقت مین والدین کی خدمت سے پیر طریقت کی جستجو مین حیران و پریشان
نکل کہڑا ہوا تہا - مختلف طبقون کے چالیس پیرون کی مینے ملازمت کی - جس کسی کو جہان کہین سنا - سر کے
بل گیا - اور اُن کے دیدار سے آنکہون کو منور کیا - اور ہر ایک پیر کی فرمان برداری اور پیروی کر کے - دل کی
اور عادات کی دونون کی اصلاح عمل مین لایا - اور خلافت نامے لیے - اسی بہاگ دوڑ کے درمیان مین ایک شہر
مین گزر ہوا - جہان کا حاکم پیکر پرست تہا - وہ میرا معتقد ہو گیا - مگر وہان کے قلندر مجہپر رشک کرنے لگے - ایک
بڑی اونچی آگ جلائی - اور کوئلون کا ڈہیر فراہم کیا - مجکو دعوت دی - کہ ہمنے حلوائے بے دودہ کا پکایا ہے - مجکو
اِن لوگون کے قانون و قاعدہ کی خبر نہین تہی - لہذا مینے قبول کر لیا - اتنے مین مجکو آگ کے نزدیک لے گئے
مینے ایک بارگی اللہ وحدہ لاشریک لہ کا نام لیکر اُن کی مشتعل کی ہوئی آگ کو پاؤن سے روند ڈالا - ابراہیمی
ہمت نے اظہار ولایت کر کے آگ مین ارغوانی پہول کی خاصیت پیدا کی مصرع آتش نمرودیان گلزار اوست

یاد مولانا سید احمد ابن محمد تہانیسری

آپ ظاہری علوم - کامل طور پر جانتے تہے - سلطان بہلول لودہی کے عہد مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر مکان
بنالیا تہا - شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید - اور مولانا خواجگی نحوی کے بہائی ہین - کہتے ہین - جب بہائی کی
خواب مولانا کے گوش گزار ہوئی جس کی تعبیر دہلی کی بربادی تہی - تو آپنے فرمایا - یہ خواب وخیال عبرت و اعتبار
کے قابل نہین ہین - اور اس بنیاد پر وہان سے نقل وحرکت کا خیال دل مین نہین آنے دیا - آپکے بہائی انہین
ایام مین دہلی سے سامان اقامت اُٹہا کر کالپی مین چلے گئے - چند روز بعد صاحب قرآن امیر تیمور نے دہلی فتح
کر لی - اور دوسرے باشندگان شہر کی طرح - مولانا بہی گرفتار ہوئے - مگر ایسے شخص کی حراست مین آئے - جو
طالب علمی کا شوق رکہتا تہا - ایک روز وہ شخص اپنے ہم مذاق لوگون کے ساتہہ مطول معانی پر مباحثہ کر رہا تہا مولانا نے

۱۵ کہٹو - اجمیر سے تقریباً تیس کوس کے فاصلہ پر شمال اور مغرب کے درمیان مین ایک قصبہ ہے - ناگور ضلع مین ہے ۱۲

ے کے نادرست پڑھنے پر مطلع ہوکر قیدیون کے درمیان سے سر اونچا کیا - اور کہا - اس عبارت کے واسطے یہ
ی موزون نہین ہین - اُس شخص نے متحیر ہوکر مولانا سے عذر و معذرت کی - اور کیفیت حال صاحب قران
حضور مین جاکر بیان کی - اس پر نہایت تعظیم کے ساتھہ مولانا کو بارگاہ سلطانی مین لے گئے اور
رمقام پر بٹھایا - صاحب قران نے بھی معذرت کے طور پر کہا - دہلی پر یورش - ہواے نفسانی سے نہین
ی ہے - بلکہ علماے بخارا کے فتوی سے ہے - فتوی لاؤ - تاکہ ہم دکھائین - مولانا نے فرمایا - اب فتوے کا دکھانا
یکھنا کوئی مفید بات نہین ہے - کاش - اس یورش سے پہلے مین دیکھتا - تاکہ علمی معاملہ پر مباحثہ کیا جاتا -
جائز ناجائز کی تمیز ہوتی اس اثنا مین مولانا برہان الدین ملتانی مرغینانی صاحب ہدایہ فقہ کے پوتے آگئے اور
احمد کے بالاے دست بیٹھے - دریافت فرمایا - یہ کون ہین - لوگون نے کہا - فلان کے پوتے ہین - آپ نے ہنسی کی راہ
لما - جس شخص کے دادا نے فقہ مین چودہ جگہہ خطا کی ہے - ممکن ہے - کہ اُس کا پوتا ادب کے بارہ مین ایک جگہہ
لط ہو - یہ سنکر وہ برہم ہوئے - اور مولانا کے دامن سے اُلجھہ گئے - کہ اس اجمال کی تفصیل کرنی چاہیئے - مولانا نے
کہ وہ خاص خاص مقام اس وقت میرے ذہن مین نہین آتے ہین - میرا لڑکا جمال جانتا ہے - حسب حکم صاحب
ن - نقیبون نے شیخ جمال کو لشکر سے تلاش کرکے نکالا - دوسرے روز لشکر اور شہر کے علما کی مجلس منعقد ہوئی
لمی گفت و گوپیش کی گئی القصہ شیخ جمال نے باپ کے فرمانے کے بموجب - ہدایہ کی وہ چودہ جگہہ جن پر اعتراض
ہے - شمار کرا دین - اور مناظرہ کے ساتھہ ثابت کردین - اسپر چارون طرف سے آفرین آفرین کی آواز آنے لگی
ب قران نے فرمایا - اس شہر مین درس پانے والون کے واسطے خانہ و خانقاہ اور مولانا کے واسطے محل تعمیر کیا
ئے - مولانا نے کہا - مولانا خواجگی - اور نیز دیگر اہل ولایت جو میرے ہم نشین تھے - یہان سے کالپی کو چلے گئے
- اور وہین بود و باش اختیار کرلی ہے - لہذا اب یہی بہتر معلوم ہوتا ہے - کہ مین بھی اُنہین کے ساتھہ رہون اور
ن کے پاس مرون - کیونکہ اب عمر کا آفتاب زرد ہوگیا ہے - بالآخر آپ قلعہ کالپی مین آئے - اور بقیۃ العمر درس دیتے
- عربی زبان کا ایک قصیدہ آپ کا نعت مین ہے - جس کو قصیدہ بردہ کے ہم پلہ کہہ سکتے ہین - مولانا
حق دہلوی نے اپنے تذکرہ مین اُس کی بہت سی ابیات لکھی ہین مصرع باد اکشاد غرفۂ علم ازل برو -

یاد خواجہ ضیاء الدین برنی

آپ نامور اہل سخن - اور مصنفین مین سے تھے - بہت سی تصنیفات اور تالیفات آپکی یادگار ہین جیسے
محمد علیہ السلام - عنایت نامہ الٰہی - ماثر السادات - تاریخ فیروزشاہی - وغیرہ وغیرہ آپ اپنی سخن آرائی سے مجلس

کا حسن - عجیب عجیب صفا مین سے محفل کی نشاط - اور شیرین بیانات سے ہم نشینون کی خوشی بڑہاتے تہے سلطان نظام الاولیا
کے مرید - خسرو اور خواجہ حسن سنجری کے با اخلاص دوست - اور سلطان محمد تغلق کے ندیم خاص تہے - سلطان
آپ کو بہت کچہہ تکلف کے ساتھ اپنے ہمراہ رکہتا تھا - جب سلطنت کی نوبت فیروز شاہ کو پہونچی - آپنے بہی پیری سے
گوشہ نشینی کی درخواست کی - پیری نے قبول فرمایا - اکثر کتابین - اُس فرصت مین تصنیف فرمائی ہین - کہتے ہین
اخیر زندگی مین دنیوی سامان جو کچہہ پاس تھا - پیر بزرگوار کی نذر کرکے درویشون کو دیدیا تہا - جب آپ کا زمانہ زندگی
پورا ہوا - تو آپ کے حجرہ مین چادر اور بوریے کے سوا کچہہ نملا - بعض کہتے ہین - کہ سلطان نظام الاولیا کے زمانہ
مین تین شخص ضیا نام کے تہے - برنی نخشبی - اور سنامی - اولین مرید کامیاب - آخرین منکر ناکام - اور متوسط
دونون سے علیحدہ - اس حالت مین تینون زندگی گزارتے تہے - **قطعہ**

برنی و نخشبی و سنامی	نام این ہر سہ تن ضیا بودہ
اولین معتقد ببین منکر	ثانی از ہر دو بے نوا بودہ

اور بعض کہتے ہین - کہ صرف موضع برن سے ہی - تین کس ضیا نام کے آئے تہے - تینون اہل علم - اہل سخن
مشائخ دوست - مرید اور متمتعات ہر دو عالم سے مستفید تہے - رحمہم اللہ -

یاد شیخ رکن الدین مودود کان شکر نہروالہ

آپ - نسب کے اعتبار سے خواجہ علم الدین محمد کے بیٹے ہین - خواجہ علم الدین محمد - خواجہ علاء الدین یوسف کے بیٹے تہے
خواجہ علاء الدین یوسف - خواجہ بدر الدین سلیمان کے بیٹے تہے - خواجہ بدر الدین سلیمان - اسوۂ اولیائے کرام
مخدوم شیخ فرید الدین مسعود گنجشکر کے بیٹے ہین - قدس ارواحہم اور بیعت و خلافت کے اعتبار سے آپ شیخ
محمد زاہد کے خلیفہ ہین - شیخ محمد زاہد یوسف کے بیٹے - یوسف - احمد کے احمد - محمد کے - محمد - خواجہ علی کے - خواجہ
علی - ابی احمد کے - اور ابی احمد - قطب مشائخ عظام - خواجہ مودود چشتی کے بیٹے ہین - نور مرقدہم - اور نیز آپ شیخ
عزیز اللہ المتوکل علی اللہ مندی کے پیر و مرشد ہین - نزہ سرہٗ تجرید و تفرید کی ریاضت - اس حد تک پہونچی
ہوئی تہی - کہ اکثر راتون کو ایک وضو کا بہی پانی باقی نہین رکہتے تہے - فرماتے تہے - تہجد کے وقت غیب سے ہم کو پانی
پہونچ جاوے گا - آپ کی قبر پٹن گجرات مین ہے - جس کا نام پرانی کتابون مین نہروالہ ہے - کہتے ہین - ایک روز سلطان
عشاق - یگانہ آفاق - سید محمد گیسو دراز - آپ کی ملاقات کے واسطے - آپ کے پاس آئے - باہم معرفت کی
گفت و گو ہوئی - اس ضمن مین سید نے دریافت کیا - کہ جو کشف اور فتوحات سلطان عارفان بایزید بسطامی

اور سید طائفہ جنید بغدادی قدس سرہما کو ہوتی تہین - وہ اس زمانہ مین نہین ہوتی ہین - اس کی کیا وجہ ہے - فرمایا اُس زمانہ کے لوگ کمر مین ہمیانی نہین باندہتے تہے - کہتے ہین - سید کی کمر مین ہمیانی بندہی ہوئی تہی - اُسی وقت کہول ہہینکی - ہجری سنہ سات سو پانچ مین آپ عالم ارواح سے عالم اجسام مین آئے تہے - جب پچیس ۲۵ سال کی عمر ہوئی - تو خداشناسی کی طلب مین قدم رکہا - اور بائیسوین شوال ہجری سنہ آٹہہ سو گیارہ کو عالم قدس کی تیاری فرماکر عالم اجسام کی چاردیواری کو رخصت کیا -

مصرع رکن دین را استواری باد ازاسرار او

یاد سید محمد گیسودراز

آپ شیخ نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین - قبر قصبہ گلبرگہ مین ہے - جو گول کنڈہ صوبہ دکن کی سرکار مین واقع ہے - جب آپ دہلی سے باجازت پیر بزرگوار دکن کی طرف روانہ ہوئے - تو اثنائے راہ مین گوالیار پر بہی گزر ہوا - اُن ایام مین شیخ علاءالدین متوطن کالپی جاگیردار تہا - اُس نے مع تمام علما اور عقلا کے آگے بڑہکر استقبال کیا - اور کمال عزت واکرام کے ساتہہ آپ کو شہر مین لایا - اُس کے چار بیٹے تہے - اور ہر ایک بیٹا - علم کا گویا ایک رکن تہا - ان مین سے شیخ ابوالفضل - ابوسعید - اور ابوالبرکات کو سید کا مرید کرادیا اور اسباب سفر کی تیاری ضرورت سے زیادہ کرکے - رخصت کیا - آپ جب دکن مین پہونچے ہین - اُس وقت سلطان احمد بہمن شاہی کا زمانہ تہا - جب سلطان نے بہت کچہہ تعظیم کرکے مسند سلطنت پر بٹہایا - تاج - تخت - چتر - اور علم پیش کش کئے - اور اپنے پرگنہ مین سے متعدد موضعے اور باغ خانقاہ کے نام سے وقف کئے - چنانچہ مسافر و مقیم - اور تونگر و درویش ملاکر ہزار آدمی صبح وشام آپ کے خوان سے کہانا کہایا کرتے تہے - چراغ دہلی کے سلسلہ کو آفتاب کی طرح فروغ آپ کی ذات سے ہے - آپ کی عمدہ عمدہ تصنیفین بہت سی ہین - منجملہ ان کے ایک کتاب تمم نام ہے سلوک اور تصوف مین - اس کتاب کی عبارت تمام وکمال معما اور تاویل کے طور پر واقع ہے - دوسری معدن المعانی اور تیسری شرح سوانح امام احمد غزالی رح - سوانح کے بارہ مین آپ فرمایا کرتے تہے - یہ ایک دوشیزہ دختر ہے جس کو ہنوز معنی آفرین اہل سخن کے اندیشہ کا ہاتہہ تک نہین لگا ہے - اور الفاظ کا نقاب اس کے مقاصد کے چہرہ پر بدستور پڑا ہوا ہے - کہتے ہین - شرح لکہنے کے بعد پیٹ سے خون آنے لگا تہا - ہجری سنہ آٹہہ سو چبیس مین عالم قدس کو کوچ فرماگئے - آج کل آپ کے فرزند مذکورہ بالا قصبہ مین اُسی سلطنت کی صورت پر سلسلہ کو ظاہر مین جاری رکہتے ہین - باطن کی پیروی بہی خدا کرے - روزی ہو -

یاد سید محمود

آپ سید سماء خورد کے بیٹے ہین - سید سماء خورد - سید سماء بزرگ کے - اور سید سماء بزرگ ناصر مصری کے
فرزند تھے - آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون منڈو (مانڈو) ہین ہین - سید محمد جن کا لقب جوانی مین سید خان
تہا - دولت اور سپاہگری ترک کر کے تمام عمر درویشی اور ریاضت مین گزاری - ان کا بیان ہے کہ سید ناصر مصری
کے یہان اپنے شہر مین ہزار آدمی ذی ہنر اور پیشہ ور ملازم تہے - پیشہ ورون کی محنت کے حصہ مین سے جو کچھ ہر دن
ہاتھہ لگتا تہا - وہ سب سید ناصر خانقاہ کے صوفیون اور مہمان سرا کے آنے والون کے خرچ مین صرف کر دیا
کرتے تھے - ایک روز ایک غلام اپنے ہمرازون سے کہہ رہا تہا - کہ ہمارے سید - اپنے غلامون کے کسب کی
آمدنی پر خانقاہ داری کرتے ہین - اور ہم سب عیال دار ہوگئے ہین - اب آمدنی اُجرت کا یہ حال ہے - کہ بال بچون کے
روزانہ خرچ خوراک کو بہی مکتفی نہین ہوتی ہے - اِس غلام کی یہ شکایت ایک دم خواجہ کے دل مین چبہہ گئی - سید ناصر
مصری نے اِس طرح سے قلندرانہ صورت بنائی کہ کسی نے نہین پہچانا - اور ہند کی طرف چلے آئے - سیر کنان
حصار فیروزہ مین پہونچے - اِس جگہہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی - جو کیمیا کا علم و عمل جانتا تھا - ناصر مصری نے
درویش کی مصاحبت اختیار کی - بالآخر مقیم درویش - آنے والہ کی سرگزشت پر آگاہ ہوا - چونکہ مقیم نے نووارد
کو سنجیدہ آدمی پایا - لہذا اپنا داماد کر لیا - اور علم اکسیر سکہا کر فرمایا - اپنے وطن کو چلے جاؤ - اور تمام غلامون کو آزاد
کر کے اس عمل کے ذریعہ سے عمدہ طور پر خانقاہ کو رونق دو - **القصہ** سید ناصر مصری نے حکم اُستاد کی تعمیل کی
اور چند سال بعد اپنے بیٹے سید سماء کو کیمیا بنانا سکہا کر ہندوستان کی طرف روانہ کیا - اور فرمایا حصار مین جا کر
بزرگ اُستاد کا حال معلوم کرنا - سید سماء جب حصار مین آئے - تو اُس مہربان اُستاد کو زندہ نہ پایا - آخر کار کیمیا
کے ذریعے سے ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لیا - جو سپاہیانہ صورت اور درویشانہ سیرت رکہتے تھے - اور مع ان
سب کے منڈو (مانڈو) مین آئے - اُس زمانہ مین رام دیرا ی - اس صوبہ کا حاکم تہا - وہ حشمت ایزدی سے مقابلہ
نہ کر سکا - منڈو (مانڈو) کا قلعہ خالی چہوڑ کر جنوبی سمت مین چلا گیا - اور یہ بزرگ مقام اہل اسلام کے ہاتھہ آیا - اور
اس وقت سے یہان سر نو بنیاد اسلام قایم ہوئی - اس کے بعد سلطان ہوشنگ پسر دلاور خان غوری نے نوین صدی کے
آغاز مین زیادہ آباد کیا - اور دین محمدی کو بہت کچھہ قوت حاصل ہوئی - اور سید محمود کی درویشی کی رونق کمال
کو پہونچی - آپ صاحب فضیلت و کرامت بہی ہوئے ہین -

یاد شیخ یوسف بدھا ایرجی

مقتول العشق آپ کا خطاب ہے - اتفاق زمانہ نے آپکے بزرگون کو خوارزم سے ہند مین لاکر قصبہ ایرج
ئ یاد کیا تھا - قصہ کوتاہ جب آپ کا زمانہ ہوش آیا - تو خواجہ اختیار الدین عمر کی خدمت سے آپنے کتابی علوم - اور قلبی
لات کی تکمیل کر کے خرقۂ خلافت حاصل کیا - پہر سید جلال الدین بخاری اور شیخ راجو قتال کی ملازمت مین پہونچکر
ن سے بھی بہت کچھہ فائدہ اُٹھایا امام محمد غزالی کے منہاج العابدین کا ترجمہ - آپ ہی کی تالیفات سے ہے -
رسی شعر کا بھی ذوق تھا - تاریخ محمدی کے مصنف نے جو آپ کا مرید ہے - لکھا ہے - کہ آپ کی خانقاہ مین قوالی کی
س ہجری سنہ آٹھہ سو چونتیس مین ہوئی تھی - صوفیون کی جماعت پر حالت طاری تھی - آپ بھی شورش کر رہے تھے
یک آپ کی روح کالبد سے عالم لاہوت کو پرواز کر گئی - آپ کی قبر وہین خانقاہ کے صحن مین بنائی گئی - اور سلطان علاء الدین
سود سپہ خان جہان خلجی ہندوی نے آپ کی قبر پر ایک عالی شان گنبد تعمیر کرادیا مصرع خدایش خیر دہاد آنکہ این عمارت ساخت

یاد شیخ علی پرو

پرو ایک موضع ہے مہائم کے اطراف مین - جو گجرات کے زیرین حصہ مین ایک بندر ہے - آپکے پدر بزرگوار
م احمد مہائمی ہے - دونون جہان کے حقائق اور اسرار کے آپ عارف تھے - صوفیون کی اصطلاحات مین آپ
ی محی الدین عربی اور شیخ صدر الدین قونیوی کے پیرو ہین - اور ان دونون بزرگوارون کی تصنیفات پر آپ نے
رہ شرحین - لکھی ہین - اور سنجیدہ حاشیے لگائے ہین زوارف شرح عوارف آپ کی ہی ہے - اور تفسیر تبصرہ رحمانی
ی جس مین عبارت ترجمہ کے ساتھہ قرآنی ترتیب کو ملایا ہے - اور آیات کو تکرار سے علیحدہ کیا ہے - یہ پسندیدہ
یقہ تمام آپ کی اختراع ہے -

ایک رسالہ مین لکھا ہے - امام جمال الدین محمد نام یمن مین ایک عالم تھے - اُن کا خط ایک خادم میرے پاس لایا -
اُس نے یہ بیان کیا - کہ شرف الدین علم قرآن مینی کی فہم اور بصیرت اِس قدر تو ہے نہین - جس کی شعاعین شیخ
ی الدین عربی کے کلام پر پڑ سکین - باانہمہ اُس کو شیخ سے انکار ہے - گو انکار کا باعث اس کی کوتاہی اور
رسائی ہی - اور شیخ کی اور پیروان شیخ کی تکفیر کرتا ہے - یہ ناصواب بیان سنکر خیال پیدا ہوا کہ حق بات ضرور ظاہر کرنی
ہیئے - اور پہر اس خیال نے مجکو گھر مین بیٹھنے نہین دیا - ناچار سفر کے واسطے کمر باندھکر یمن کے راستہ پر ہولیا -
ور وہان پہونچکر الزامی حجتین اور قطعی دلیلین پیش کین - بالآخر مینے شبہات کا کوڑہ کرکٹ - اور طعن و تشنیع کا گرد و غبار
ملم کے عقائد سے دور کر دیا - کیونکہ گروہ صوفیہ جنہون نے ماسوائے طریقت کو ترک کر کے حقیقت اور شریعت مین

باہم تطبیق دی ہے - اور اپنے تئین نیست شمار کرکے درمیان مین نہین لاتے ہین - ان کی امداد تمام خداشناس
عالمون پر لازم ہے - آپ شیخ صدر الدین قونوی کی نصوص کی شرح لکھنے کے بعد کچھہ کم دس سال امکانی لباس مین
زندہ رہے - اور شرح مذکور کی تالیف ہجری سنہ آٹھہ سو تیس مین ہوئی ہے - اور بعض کے نزدیک آپ کی رحلت
کا سال اور مہینا جمادی الاخری ہجری سنہ آٹھہ سو پینتیس ہے - خوابگاہ مہائم -

یاد مولانا نظام الدین خاموش

آپ گویا وجوب و امکان کے دو دریاؤن کے درمیان مین برزخ تھے - جمالی اور جلالی نمائشین - آپ کی
ذات مین نمایان تہین - اصول حقائق کی مسند کو آپ سے زینت تھی - اور فروع طریقت مین روایتون کا
آپ ماخذ تھے - تصوف کے میخانہ مین آپ کے بیان کی برابر جو سراپا جوہر ہے - کوئی کیف نہین ہے - سماع
کی مجلس مین آپ کو جوش اور خروش نہین ہوتا تہا - ہمیشہ اپنے باطن کو دیکھنے مین ظاہر مین آنکھہ باہر کی طرف
سے بند کرکے اندرونی اور باطنی آرائش کے سامان مین رہتے تھے - جس زمانہ مین بخارا کے مدرسہ مین آپ
تحصیل علم کر رہے تھے - اُس زمانہ مین خواجہ بزرگ کی ملازمت سے توفیق رفیق ہوئی تھی - اور اس خانوادہ کی
محبت کا نقش آپ کے دل پر بیٹھہ گیا تہا - اُسی روز سے آپ نفس کے مجاہدہ اور اصلاح مین سلسلہ جنبانی کر رہے
تھے - بیاشک کہ خواجہ علاء الدین عطار کی خدمت مین پہونچکر آپ کو روشن ضمیری کی قوت حاصل ہوگئی اور
دو دئی نماز خشک سے رہائی پاکر یکتائی سے بہری ہوئی توحید کا گہونٹ پی لیا - اور مست ہوگئے - قدس اللہ سرہم

یاد خواجہ عبد اللہ امامی اصفہانی

آپ معرفت و کمالات کے دریا - توحید کی کان - اور خواجہ علاء الدین عطار کے مریدون اور دوستون کے
سرگروہ تھے - آپنے خواجہ علاء الدین عطار کے دلچسپ بیانات و کرامات کو قلم بند فرماکر اہل زمانہ کے واسطے سامان
استفادہ بہم پہونچایا ہے - اُس مین آپ لکھتے ہین تلقین معرفت کے آغاز مین ہمارے خواجہ کا یہ طریقہ تہا - کہ طالبون
کو یہ تعلیم ہوتی تہی کہ اپنا عنصری خزانہ - اور قوی و ادراکات کے تمام و کمال جواہر - عنصری جسم مرشد کے ہاتھہ فروخت
کردینی چاہئین - جو آلہی ہستی کی آمد و رفت کا دریچہ ہے - زبان تصوف مین ہدایت کی اس شکل کو فنافی الشیخ
کہتے ہین - تاکہ جو شخص ہستی کو فروخت کرکے - اُس کی عوض مین نیستی کا خریدار ہے - اُس شخص کو اگر سلوک کی
گہاٹیون مین انقباض پیدا ہو - تو اُس خدائی آئینہ (مرشد) کے تصور سے مقصد کا راستہ مل جاوے - کہتے ہین
پہلی ہی ملازمت مین پیرنے یہ زمزمہ آپ کو سناکر آپکے ہوش و حواس کہو دئے تھے بیت

توز خود گم شو وصال این ست بس	گم شدن گم کن کمال این ست و بس

یاد مخدوم شیخ جمال الدین کھٹو

کھٹو نام ایک موضع ہے ناگور اور اجمیر کے کوہستان مین۔ یہان آپ رہتے تہے۔ لیکن آپکے آباو اجداد دہلوی ہین۔ آپ کی پیدائش بہی دہلی ہی کی ہے۔ صاحب دانش وبنیش تہے ہجری سنہ سات سو اڑتیس مین آپنے اپنے وجود سے عالم خاک کو شرف بخشا۔ کہتے ہین ایک روز دہلی مین ایسی سخت آندہی آئی تہی۔ کہ بہاری بہاری چیزین ہوا مین اڑکر اپنے مقامات سے منزلون دور جا پڑی تہین۔ اُس زمانہ مین آپ خورد سال تہے۔ ملک نصیرالدین نام تہا۔ گلی کوچہ مین اپنے ہم عمرون کے ساتہہ کہیل رہے تہے۔ بگولہ کے ساتہہ آپ کا دامن بہی لپٹ گیا۔ اور بگولہ آپ کو پتنگ کی طرح ہوا مین اڑائے گیا۔ موضع کہٹو کی سرحد مین۔ جو دہلی سے کوسون دور ہے آپ نیچے اترے اُس زمانہ مین بابا اسحٰق مغربی نے اُس موضع مین حجرہ عبادت بنا رکہا تہا۔ بابا اسحٰق حاجی محمد کیمی کے خلیفہ ہین۔ جنہون نے چالیس حج کئے تہے۔ اور نیز حاجی جی اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی کے سلسلہ مین سرگروہ تہے۔ قدس سرہم اور اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی۔ سید عبدالقادر جیلانی کے ہم عصر ہوئے ہین۔ **القصہ** ازلی سعادت نے اُس طفل کی پرورش کا حکم بابا کے نام جاری کیا۔ بابا نے جمال الدین احمد نام رکہا۔ آپ جب کمال ہوش کو پہونچے۔ حقیقی بیعت کی رسم ادا ہوئی۔ اور تہوڑی سی خدمت اور ریاضت سے علم ارواح اور عالم اجسام کے کمالی مرتبہ پر فائز ہوگئے۔ آٹہوین صدی کے آخرین حصہ مین سلطان احمد ابن مظفر کا عہد تہا۔ کہ پیر کے ارشاد کے بموجب آپ گجرات تشریف لے گئے۔ اور سابرمتی کے کنارہ جو اب قلعہ احمد آباد کے نیچے روان ہے گوشہ گزین ہوئے۔ سلطان وقت نے بہی آپ کی صحبت اور اتفاق کی وجہ سے اُس مقام پر ایک بڑے شہر کی بنیاد ڈال کر احمد آباد نام رکہا۔ ندیمان خاص کو اس بنیاد کی تاریخ کلمہ **بخیر** ملی اس باعث سلطان نے شہر چانپانیر کو جو سابقہ حکمران بادشاہون کا دارالسلطنۃ تہا۔ چہوڑ کر۔ اس نو آباد شہر کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ یہ شہر آپکے قدوم کی برکت سے ایسا اسلامی شہر بنا۔ کہ تمام ہندوستان مین اس کی مثال نہین ہے۔

لکہاہے۔ مشائخ زمان قدس سرہم کی ملازمت کی آرزو آپ کو بہت کچہہ رہتی تہی۔ اور وہ ہمیشہ آپ کو سفر مین رکہتی تہی۔ چنانچہ آپنے ایک خط مین جو شیخ کمال الدین احمد آبادی کے نام سمرقند سے بہیجا تہا۔ لکہاہے۔ مینے ہجری سنہ سات سو تراسی مین بحر اعظم کا سفر اختیار کیا تہا۔ جزیرہ عدن مین پہونچکر شیخ عبداللہ یافعی کے خلیفہ شیخ عبداللطیف یمنی سے ملاقات کی۔ بعدہٗ مکہ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہوکر ارکان حج و عمرہ ادا کئے۔ اور نیز بزرگان مکہ

سے فائدہ اٹھایا - پہر صاحب مدینہ علیہ افضل التحیات کی زیارت سے شرف حاصل کرکے اپنے خاکی چہرہ کو آپ کے آستانہ کی خاک سے منور کیا - اس کے بعد ہجری سنہ آٹھسو آٹھہ مین ہری کو گیا - اُس وقت شیخ شہاب الدین ضیا بانی شیخ خراسان تہے - وہان اُن سے ملاقات کی - پہر سمرقند مین پہونچکر وہان کے مشائخ سے ملازمت حاصل کی - کہتے ہین گجرات مین بازگشت ہوکر بہت جلد یہ سفر انجام کو پہونچ گیا - اور اس بے مثل شہر مین چندسال طالبان ہدایت کو فیض پہونچایا - جب چودھوین ماہ شوال ہجری سنہ آٹھہ سو اونچاس کو فرمان طلب صادر ہوا - تو خوشی کے ساتھہ عالم ظلمانی سے جہان نورانی کو رحلت فرمائی - آپ کی قبر سیر گنج مین ہے - جو اُس شہر کا ایک بازار ہے - آپ کی قبر پر ایک عالی شان گنبد اور بلند عمارت بنی ہوئی ہے - بعض کہتے ہین - کہ آندہی کے حادثہ کے بعد آپ خواجہ نجیب نساج کے ہاتہہ لگے تہے - یہان سے بابا کے ہاتہہ آئے اس طرح پر - کہ مولانا صدرالدین حافد مولانا شہاب الدین عالم ہمدانی ڈیڈدانہ کو جاتے تہے - جو دہلی کا پرگنہ ہے - اسواسطے بابا اسحق کے پاس رخصت ہونے کو گیے - بابانے فرمایا - اگر کوئی ذی شعور لڑکا ہاتہہ آجاوے - تو میرے واسطے لیتے آنا - جب مولانا صدرالدین ڈیڈدانہ مین پہونچے تو خبر ملی - کہ ایک لڑکا نساج کے ہاتہہ آیا ہے - مولانا کو بابا کا پیغام یاد آیا - لڑکے کے دیکھنے کے واسطے گئے - اور نساج سے مانگ کر بابا کے واسطے لیتے آئے -

یاد قاضی شہاب الدین عمر

آپ زابلی - دولت آبادی - جونپوری ہین - زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ عالم - اور جملہ ارباب فنون کے اُستاد تہے - نظم کا شوق تہا - فارسی زبان مین شعر کہا کرتے تہے - آپ کے آبائے بزرگوار کو شیخ الشیوخ سہروردی سے بیعت اور نیز عقیدت تہی - اسواسطے آپ کو تیمنًا یہ سہروردکا رسمی مرید کرادیا تہا ظاہری علوم مین آپ مولانا خواجگی نحوی کے شاگرد ہین - جو مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کے شاگردون مین سے تہے - آپنے ہرایک علم مین بحسبہ - متن - شرح - اور حاشیے لکہے ہین - منجملہ ان کے آپ کی ایک تفسیر بحر مواج ہی ہے - چونکہ یہ فارسی زبان مین ہے - لہذا درسی کتب مین - اس کا شمار نہین ہوا - یہی معانی اگر عربی عبارت مین ہوتے تو عالمون کے نزدیک یہ کتاب کشاف کے ہم پہلو ہوتی -

کہتے ہین - اس زمانہ مین ایک سید تہے اجمل نام - جن کی نسب کا جمال حسب کے زیور سے آراستہ نہین تہا - سید کے سر مین یہ ہوا ہری - کہ ارباب دول کے محفل مین قاضی صاحب کے بالادست بیٹہنا چاہیے - قاضی صاحب نے ایک رسالہ لکہا - کہ جس مین عالم بے سیادت کو سید بے علم پر فوقیت دی - پہر اس کے بعد دونون کے مساوی ہونے

نے کا اقرار کرکے - اس بارہ مین دوسرا رسالہ مرتب کیا - اور اُس مین تصریح کی - کہ میری عالمیت درست اور
ہے - اور تمہاری علویت احتمالی اور مخفی ہے - لہذا بالادست بیٹھنے کا حق مجھکو حاصل ہے - جب یہ مناظرہ
ناخواجگی کے سامنے پیش ہوا - تو مولانا شاگرد پر غصہ ہوئے - اور سخت ناراضی ظاہر کی جس سے آپ کو شرمندگی
مجبوراً سادات کی تعریف مین تیسرا رسالہ لکھا - اور مناقب السادات نام رکھا - اس رسالہ پر آپ کی تمام
صفات کا خاتمہ ہوگیا ہے - بعض کہتے ہین - کہ مناظرہ مذکورہ کے بعد خاتم النبوۃ علیہ السلام نے عالم خواب
قاضی صاحب کو فرمایا - جاؤ - جہانتک ممکن ہو - سید اجمل کی خوش دلی مین کوشش کرو - اس بنیاد پر
سید کی خدمت مین حاضر ہوکر معذرت کی - اور یہ رسالہ تالیف فرمایا - ہجری سنہ آٹھ سو اڑتالیس مین محفل
و سے خلوت عدم کو تشریف لے گئے - خوابگاہ جونپور -

یاد میر سید اشرف جہانگیر

آپ کی پیدائش سمنان کی - اور قبر کچھوچھہ مین ہے - کچھوچھہ ایک موضع ہے جونپور کے علاقہ مین - کشف
مات - اور منازل و مقامات کے آپ مالک تھے - آپ کے بیان سے عرفان کا آبِ حیات بہتا تھا - اور آپ
ل سے شوق و محبت کی آگ کے شعلے اُٹھتے تھے - سیاحی مین میر سید علی ہمدانی کے رفیق تھے قدس سرہما
فات زمانہ سے آپ کا گزر ہندوستان مین بھی ہوا - یہان آکر آپ شیخ علاء الحق بنگالی کے مرید ہوئے - اگرچہ طریقت
ام مرحلے آپ بیعت سے پہلے ہی طے کرچکے تھے - آپکے مکتوبات بھی ہین - جن مین درویشی مسلک کی حقیقتین
یقے کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہین - عرفان کی کونسی ایسی گفت و گوئین ہین - اور ولولہ پیدا کرنے والی کونسی ایسی باتین
- جو ہر ایک مکتوب کی سطر سطر مین نہین ہین - خدا کرے - یہ مکتوبات دوستون کے مطالعہ سے گزرین - آپ کے
زیادہ تر حصہ آپ کے فرزند نے فراہم کرکے ایک بڑی کتاب بنائی ہے - اُس مین لکھتے ہین - ایک قلندر
گانون والے تمام اُس کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے - وہ ہر کسی سے کہا کرتا تھا - کہ اشرف اپنے تئین
یر کہتا ہے - اور صوفیون کی صطلاح مین یہ لقب خاص قطب کا ہے - اور قطب کی علامت یہ ہے کہ اُس کے
کے تمام اعضا ایک دوسرے کا کام کرین - ایک روز ایک جگہہ محفل کی گئی - اور وہ جگہہ امتحان کے لیے قرار دیکر سید کو
ن کیا - کھانا کھانا شروع ہوا - تو آپ نے صرف ہاتھ سے منہ - دانت - اور حلق کا کام لیا - یہ دیکھکر امتحان کرنے
سخت حیرت ہوئی - آپ حاجی قاضی شہاب الدین عمر دولت آبادی کے ہم عصر ہین - آپنے قاضی صاحب
خط کے جواب مین عجب ایک خط لکھا ہے جس مین مبحث فرعون کو حل کیا ہے جو فصوص الحکم مین ہے - چند کلمے

کتاب کو بزرگون کے احوال کے سوا - دوسرے بیانات سے کمتر تعلق ہے - لہذا ہم لوگون کے اکثر مضامین سے یہ کتاب خالی رہی -

یاد مولانا رکن الدین خوافی

آپ شریعت دوست - روشن ضمیر - تلاش کے ساتھہ کامیاب - اور عالم باعمل تھے - کہتے ہین - ایک سال کلونجی کی کاشت کی تھی - جب وہ خرمن مین فراہم ہوئی - تو اُس مین سے ایک پیمانہ بھر کلونجی دہقان نے آپ کی اجازت کے بدون ایک آشنا کو دیدی - اور باقی کے واسطے مولانا سے عرض کیا کہ اُٹھوالی جاوے - آپنے فرمایا - خرمن ابھی ناتمام ہے جب تمام ہوجاوے گا - اُٹھالی جاویگی - اسی طرح پر مولانا کے اور دہقان کے درمیان مین یہ قصہ چلتا رہا - یہان تک کہ کھیت کا کوئی کام باقی نہین رہا - دہقان نے بہت کچھہ غور و فکر کیا - لیکن سواے اُس ایک پیمانہ کے خرمن ناتمام ہونے کا کوئی سبب معلوم نہین ہوا - مجبوراً اُس دی ہوئی کلونجی کو پھر لاکر خرمن مین شامل کردیا - اُس وقت اجازت ہوئی - کہ خرمن اُٹھاؤ - اور واپس لائی ہوئی مقدار کا سہ چند اُس شخص کو پہونچا دو جس سے واپس لائی گئی ہے - اور نیز فرمایا - چونکہ خیانت اور برکت دونون ایک جگہہ جمع نہین ہوتی ہین - اور صورت معاملہ مین خیانت کے معنی پائے جاتے تھے - اِس واسطے اتنے اہتمام کی ضرورت ہوئی -

یاد شیخ سراج سوختہ

آپ کی قبر کالپی مین ہے - کلام ربانی حفظ تھا - مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی امامت کیا کرتے تھے - سید صاحب کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض ملتا تھا - اور اپنے خرق عادت کی قابلیت چھپائے رکھتے تھے - سمندر کی طرح محبت کی آگ آپ کی راحت کا باعث تھی - اور ذرہ کی طرح - آفتاب احدیت کے سامنے سرگشتہ رہتے تھے دنیا کی عمر کو ایک روز کی برابر سمجھکر - تمام سال روزہ گرسنگی کے ساتھہ گزارتے - اور تیسری شام کو پُرانے سرکہ سے افطار کرتے - ہمیشہ اسی طرح ناہموار نفس کے ساتھہ لڑائی رہتی تھی - آپ رسمی علوم کی تحصیل مین مولانا خواجگی نحوی کے شاگرد ہین - ایک روز پڑہنے کے واسطے حاضر ہوئے - تو مولانا کو کان کے درد سے معذور پایا مولانا نے فرمایا - اگر مانع سبق رفع ہوجاوے - تو تم سبق پڑہ سکوگے - آپنے کہا - بہت اچھا - مولانا کے کان کے پاس اپنا سر لے گئے اور آہستہ سے کہا - اے درد گوش - چلا جا - اِس کہنے سے سوزش درد موقوف نہین ہوئی - دوسری بار پھر کہا اے درد گوش تجکو سراج سوختہ کہتا ہے - چلا جا - یہ کہتے ہی - اُسی دم فوراً بالکل درد جاتا رہا - اور صحت ہوگئی - اور درس حسب معمول شروع ہوگیا مصرع فراوان باد از ہر سوز سازش -

یاد قطب عالم بٹوہ

آپ کا نام سید برہان الدین ہے - اور آپ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے پوتے ہین - ہجری سنہ سات سو
مین چودہوین رجب کی صبح کو علم کے وحدت خانہ سے وجود کی محفل مین آپ تشریف لائے - سلطان محمد ابن
بن محمد ابن مظفر کا عہد تھا کہ آپ آپنے خرد سالی مین اپنے بزرگوار دادا کے ارشاد کے بموجب گجرات مین آئے -
وہ ایک کوچہ ہے احمد آباد کا - اُس مین آپنے قیام فرمایا - ایک مدت تک سرکش نفس کے ساتھ مخالفت
ی - اور اس لڑائی مین اُس پر فتح پائی - آپ - گروہ کے گروہ آدمیون کے پشت پناہ بنے - اور آپکے مسیحائے
سے ظاہری و معنوی بیمار شفا پانے لگے - کہتے ہین - جو کچھ آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا - چونکہ آپ کا
ا ارادہ راستی کی ساتھ ہوتا تھا - وہی وقوع مین آجاتا تھا - اِسی قبیل سے تحت الذکر واقعہ بھی ہے -
روز علی الصباح گھر سے چلے - تو آپ کا پانون ایک پتھر سے لگا - فوراً بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا -
ی ہے - یا پتھر ہے - یا لوہا ہے - روشنی ہونے کے بعد جو دیکھا - تو اُس شے مین تینون طرح کا حصہ اور رنگ
یا - ہجری سنہ ایک ہزار تین تک جب کہ راقم گلزار خاندیس سے گجرات کو جاتا تھا سنگ مذکور اُسی جگہہ
ودتھا اور لوگ دیکھنے کے واسطے جابجا سے آتے تھے - آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید ہین - اور قطب الاولیا
حمد کھٹو سے بھی خرقہ خلافت پایا تھا - اور نیز شیخ احمد کی بہت کچھہ نظر پرورش آپ پر تھی - آپ کے گیارہ
تھے سب مین بڑے - نیک منش - اور پسندیدہ اطوار سید محمد ہین - جو شاہ عالم کر کے مشہور عالم ہین -
محمد کے کسی قدر گرامی حالات جداگانہ لکھی جاوینگے - دوسرے بیٹے سید داؤد - سلطان بہادر ابن
طان مظفر گجراتی کے وزیر اعظم ہین - اور اختیار خان کے لقب سے نامور ہین - ان دونون کے سوا
بیٹے جو تھے یہ دین کے بارہ مین پہلے بیٹے سے - اور دنیاوی مرتبہ مین - دوسرے بیٹے سے کمتر تھے -

مصرع مدار قرب حق را قطب این بود

یاد سید تاج الدین سوہی نہروالہ

آپ سراج مشائخ شیخ حسام ملتانی نہروالہ کے روضہ مین مدرس تھے - کسبی اور لدنی علوم آپ کو حاصل تھے خرقہ
ُ سید برہان الدین کی عنایت سے زیب بدن کیا تھا جن کا لقب خاص قطب عالم بخاری گجراتی ہے - اور نیز مخدوم
سے بھی خرقہ خلافت ملا تھا جن کا نام مولانا یوسف ابن احمد سوہی ہے - مولانا یوسف شیخ سوہی کے خلیفہ تھے
ہی کو اپنے پدر بزرگوار مولانا شمس الدین پیر مکہ سے خرقہ خلافت ملا تھا -

یاد خواجہ علاء الدین غجدوانی

آپ کے بیان جادو انی بزم ہمیشہ ہوا کرتی تھی - اسواسطے گویا آپ اِس بزم کے میزبان ہین - اور ایزدی تجلیات
بن مدہوش رہتے تے - خواجہ بزرگ کے برگزیدہ یار تہے - آلہی اسرار کی آگاہی - اور خدائی اطوار کے بیان کرنے مین
پ یگانہ وقت اور صحیح البیان تے - کہتے ہین - جب معرفتون کے بیان کا جلسہ گرمی پر آتا تہا - تو بیخودی شیفتگی
ب پر ہجوم کرکے آتی تہی - اور اِس کے ہجوم سے آپ کا رسمی شعور اور مجازی ادراک بالکل غارت ہوجاتا تہا لیکن
فت دگو کا تار آغاز سے انجام تک نہین ٹوٹتا تھا - غالبًا ظاہری عقل کے رخصت ہوجانے سے معنوی ہوش کا
چہرہ نمایان ہوجاتا تہا - محققون کا قول ہے - اس قسم کا نشہ - طریقت کے سلسلہ مین راستہ چلتے چلتے اُس وقت
یف لاتا ہے - کہ جب لوازم تعینات اور مراتب وجود - جو مطلق ذاتی صفات کے ساتہہ مقید ہین - تبدیل ہوجاتے
ہین آپ نے خواجہ بزرگ کی اجازت سے خواجہ پارسا کی خدمت اختیار کرلی تہی - پہر پارسائے اولیا کا ربط آپ کے
ساتہہ یہان تک بڑہا - کہ خواجہ پارسا کو آپ سے ملنے اور ہمراز ہونے کے بدون صبر نہین آتا تھا - نیز خواجہ پارسا نے
اپنے مین ایک لحظہ بہی دوری کی طاقت نہ پاکر واپسین سفر تک آپ سے جدائی پسند نہین کی - اور ہمیشہ فرمایا کرتے
تے - کہ آپکے دیدار سے خواجہ بزرگ کی گرامی نسبت ہمیشہ دل مین تازہ ہوتی ہے - قدس اللہ اسرارہم

یاد سید علاء الدین راٹھی

آپ سید معین ایرجی کے بہائی کے بیٹے (بہتیجے) اور نیز داماد ہین - آپ کی ذات مین تمام حقیقی کمالات جمع تہے
اور آلہی تجلیات آپ کے اوپر دارو ہوا کرتی تہین - آپنے شب قدر بارہا دیکہی تہی - آپ کی خانقاہ مین ایک درخت تہا -
ایک روز صبح کے وقت دفعتہً شہر والون نے درخت کی سب سے اونچی شاخ پر ایک رومال بندہا ہوا دیکہا - متعجب
ہوکر کیفیت حال آپ سے دریافت کی - آپنے فرمایا - گزشتہ شب کو شب قدر تہی - جس وقت یہ درخت جہک کر
سر بسجدہ ہوا تھا - اُس وقت مینے یہ رومال شاخ مین باندہ دیا تہا - غرض یہ ہے - کہ تمام سال کی راتون مین شب قدر
کے دائر رہنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے - ہمارے زمانہ کے عالمون کو قائلین شب قدر کی طرف مائل ہونا چاہیئے -
آپ کی ابدی آرامگاہ راٹہہ ہے - اور راٹہہ ایک قصبہ ہے - سرکار کالپی کا مصرع عرش علی مقام روحش باد -

یاد شیخ الاسلام

آپکی زاد بوم اچہہ اور خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے - نام آپ کا چاپلدہ - اور شاہ - راجو قتال کے خلیفہ ہین
جن سے خاندان سہروردیہ کا چراغ روشن ہے - اور مخدوم جہانیان قدس سرہ تک سلسلہ بے واسطہ پہنچتا

رہتے ہین۔ آپ عمارت اور آبادی مین کم بیٹھتے تہے۔ ویرانہ اور جنگل مین مقام رکہا کرتے تہے۔ دن کے اولین حصہ مین
چار گہڑی دن چڑہے تک درندے اور حشرات الارض۔ سلام کے واسطے حاضر ہوا کرتے تہے۔ ہجری سنہ آٹہ سو دس
مین سلطان ہوشنگ پسر دلاور خان غوری کا عہد تہا اُس زمانہ مین سفر حجاز کو آپ جاتے تہے۔ کمنڈو (مانڈو) پر
ہی گزر ہوا محمود خان ابن خان جہان خلجی جس کے سر مین بادشاہ ہونے کی ہوا بہری ہوئی تہی۔ آپ کی ملازمت
مین حاضر ہوا۔ کہانا سامنے رکہا گیا۔ آپ نے متواتر چار لقمے محمود خان کے منہ مین دئے۔ اور فرمایا۔ صوبہ مالوہ
کی شاہنشاہی تیرے یہان تیرے دیگر تین فرزندون تک رہے گی۔ محمود خان نے شکریہ ادا کرکے عرض کیا۔ یہ
آرزو اور ہے۔ کہ معاودت اسی راستہ سے فرمائی جاوے۔ آپنے التماس قبول فرماکر کہا۔ اِس راستہ سے معاودت
اگر خدا چاہے گا۔ تو ہوگی۔ اور رخصت فرمایا۔ قصہ کوتاہ جس وقت محمود خان کو فرمانروائی کے عین شباب مین
خط استوا کے آفتاب کی طرح کمال فروغ حاصل تہا۔ اُس وقت پہر شیخ کی تشریف آوری کی خبر ملی استقبال
کرکے کمال تعظیم سے لایا۔ اور جشن۔ شادی کرکے۔ اپنا داماد بنایا۔ اور عبادت کی سہولیت کے واسطے آرام و
آسائش کے بہشت نما مکانات تیار کراکر دنیاوی اسباب جس قدر مناسب تہا۔ جہیز کے طور پر۔ خدمت مین
پیش کیا۔ آپنے ازراہ استغنا دل نہادنہ ہوکر پیش شدہ ہدیہ۔ ہمراہیون کو جو صاحب احتیاج تہے۔ اور نیز
دیگر باشندگان شہر کو عام طور پر تقسیم کردیا۔ اور بقیۃ العمر ظاہری اور باطنی علم کا درس اور تلقین دیتے رہے بہت سے
طلبا کامیاب ہوئے۔ ایک روز سلطان نے عرض کیا جس طرح زندگی مین ہمیشہ ملازمت میسر آتی رہتی ہی
اگر رحلت فرمانے کے بعد بہی ایک ہی جگہہ قبر بنائی جاوے۔ تو دونون جہان کے کام بن جاوین۔ جب آپنے کوچ
فرمایا۔ تو بموجب قرارداد آپ سلطانی مقبرہ مین دفن کیے گئے۔ پہر چند روز بعد سلطان کو بہی واپسین سفر پیش
آیا۔ سرداران ملک نے بالاتفاق گور شیخ سے اوپر کی طرف سلطان کے مزار کا تعویذ بنایا۔ سلطان مرحوم نے
اپنے بیٹے سلطان غیاث الدین کو خواب مین ہدایت کی۔ کہ محمود کا کالبد زمین مین سے نکال کر شیخ کی تربت کے
تحت مین دفن کرنا چاہیے۔ عقلانے غور اور فکر کے بعد کہا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ شیخ کی قبر سلطان کی قبر کی برابر مین
بنادی جاوے۔ اُس وقت شیخ الاسلام کے فرزند شیخ بدہا نے جو استحقاقاً سجادہ نشین تہے۔ بیان کیا۔ آج
کی رات کی مہلت دیجاوے۔ کل کے روز جس طرح مصلحت معلوم ہو عمل کیا جاوے۔ چنانچہ اُس روز کام ملتوی
رہا۔ رات کو شیخ کی قبر اوپر کی طرف چلی گئی۔ آدہی رات کے وقت قبر کے سرکنے کی آواز مقبرہ کے مجاورون نے
اور نیز دیگر لوگون نے بہی سنی صبح کے وقت جب یہ خرق عادت دیکہی گئی۔ تو سلطان غیاث الدین کو اور اُسکے

ساتھ شہر کے سب چھوٹے بڑون کو سخت حیرت ہوئی - اور حیرت کے ساتھ عقیدت بڑہی مصرع خوالگاہش لنسخہ فردوس باد

یاد شیخ محمد پور عیسیٰ

آپ کو محمدی ولایت کے کمالات حاصل تھے - زیادہ عمر پانے مین نوح علیہ السلام کے شریک تھے - اور دونون عالم جن و انس کی بیعت اور تلقین مین پیر ہونے کا مرتبہ پایا تھا - ظاہری علم اور اندرونی بصیرت کا سرمایہ آپ کو شیخ فتح اللہ اودہی کی تعلیم اور رہنمائی سے ملا تھا - جن کو بعض لوگ بدایونی بھی کہتے ہین - ہمیشہ زانوی مراقبہ پر سر رکھنے کے سبب سے کمان کی طرح آپ کی کمر خم ہوگئی تھی تمام زندگی کا زمانہ تنہائی اور تجرید مین گزارا - اس خوف سے کہ نگاہ عورت پر نہ پڑے - آسمان اور زمین کی طرف کبھی آنکھ بھر کر نظر نہین ڈالی - ہجری سنہ آٹھ سو ستر تاریخ چوبیسوین ربیع الاول کو امکان کے طلسمی کارخانہ (دنیا سے) وجوب کی حقیقی فضا (عالم ارواح) کی طرف کوچ فرمایا - آپ کے مریدون اور خلفا مین انیس اشخاص زیادہ بزرگ ہین - ان مین سے (ایک) شیخ بدہا حقانی تھے - جن کی رہنمائی کا شہرہ سلطان حسین شرقی کے زمانہ مین عام تھا - (دوسرے) بہاء الدین نتہو (تیسرے) شیخ نسو ملہو بنارسی (اور چوتھے) شیخ احمد عیسیٰ بھی تھے جو ظاہر کی طرح معنیً آپ کے ساتھ نسبت برادری رکھتے تھے -

یاد مولانا نظام الدین نہروالہ قدس سرہٗ

آپ رسمی علم کے عالم متبحر - اور مستجاب الدعوات تھے - اکثر آپ کی دعاؤن کا تیر نشانہ پر لگتا تھا - کہتے ہین کہ آپ ہمیشہ شاہ احمد آباد سے اُس قدر وجہ معاش کی درخواست کیا کرتے تھے جو ضرورت زندگانی کے واسطے کافی ہو لیکن - قبولیت کا جواب سننے مین نہین آتا تھا - اس سبب سے شکستہ دل رہتے تھے - قصہ کوتاہ ایک روز شاہ احمد آباد ایسے سخت درد شکم مین گرفتار ہوا - کہ کسی درویش کی دعا - اور کسی طبیب کی دوا کارگر نہین ہوئی - شاہ کے خیر طلب لوگ شیخ احمد کہتو قدس سرہٗ کی خدمت مین گئے - اور احتیاج پیش کی - فرمایا - اس بیماری کا سبب برادرم نظام الدین کی ناخوشی ہے - اُن کی دعا کے علاوہ کوئی علاج نہین ہے - ناچار مولانا کے نزدیک حاضر ہوکر گزری ہوئی حقیقت نیازمندانہ عرض کی - فرمایا - مین اس شرط سے دعا کرون گا کہ بیمار اپنی قلمرو کے تمام علما اور محتاجون کے حقوق - فرمانِ شریعت کے مطابق - ہر سال بیت المال مین سے نکالتا رہے - جواب مین عرض کیا گیا - کہ مستحقین کو اُن کے حقوق سے دہ چند زیادہ ہم پہونچا وین گے - فرمایا - ہماری عادت تمہاری جیسی عادت نہین ہے - ہم حق واجب سے زیادہ نہین لیوینگے - القصہ شرط قبول کر کے تعمیل حکم عمل مین آئی - اور ہر فوراً بادشاہ درد دور ہو کر صحت حاصل ہوگئی - کہتے ہین - اس کے بعد بیت المال مین سے جو کچھ آپ کے پاس

پہنچتا تہا - اس مین سے جس سال خرچ سے نا مذجس قدر بچ جاتا تھا - وہ فاتحہ خوانہ کو آپ واپس فرمادیتے تھے

خدا کرے - یہ ناصحانہ ذکر - والیان ملک کے لئے - جو مستحق درویشون کے حقوق پہونچانے مین کوتاہی کیا کرتے

ہین - باعث عبرت ہو مصرع دارستہ بود از دو جہان آن عاشق صادق -

یاد ملک فتح الدین شاہ شہباز

آپ احمد آباد گجرات کے فرزند ہین - جب آپ کی عمر پانچ سال کی تہی - تو آپکے پدر بزرگوار ملک عبدالقدوس

اپنے والی عہد سے ناراض ہوگئے تہے - اور عہدہ سپاہ داری ترک کرکے بترک سکونت خاندیس مین چلے گئے - اس

صوبہ کے حاکم نے بہی والی احمد آباد کی طرح آپ کے باپ کا اعزاز کیا - آپ اُس وقت مکتب مین پڑہا کرتے تہے لیکن

جس قدر عقل اور عمر بڑہتی جاتی تہی - اُسی قدر رسمی علوم سے دلچسپی زیادہ ہوتی جاتی تہی - جب پدر بزرگوار

نے اِس جہان کو رخصت کیا - تو حاکم نے آپ کو باپ کے منصب پر بلایا - مگر آپنے قبول نہین کیا - اور عقلی علوم

کی تحصیل مین کوشش کرنی شروع کی - ایکبارگی خدا طلبی کا درد اور خدا شناسی کا شوق دل کا دامن

پکڑ بیٹہا - اب ہمت کے پانون سے پیر طریقت کی تلاش شروع کی - اُن ایام مین مخدوم شیخ احمد کہٹو[ف] - اور

قطب زمان شاہ علی خطیب قدس سرہما احمد آباد مین تہے - اور طالبان درست اعتقاد کی رہنمائی

مین کامل طور پر شہرت رکہتے تہے - آپنے چاہا - کہ اپنے درد کی دوا - ان دونون صاحبون مین سے کسی ایک

کی خدمت مین حاضر ہوکر طلب کرین - اِسی کشاکش مین تہے کہ ایک رات خواب مین کیا دیکہتے ہین -

شاہ علی خطیب نے اپنا مرید کرکے تلقین کی چاشنی سے شیرین کام کیا ہے - اور خرقہ خلافت پہنا کر فرمایا - کہ جو

خرقہ بے صحبت ہوتا ہے - وہ بے پہل کا درخت ہوتا ہے - اُس شب کی صبح ہوتے ہی - جو کچہہ نقد و جنس

پاس تہا - سب محتاجون کو تقسیم کردیا - اور خالی ہاتہہ احمد آباد کا راستہ لیا - جب پیر نے آپ کو دور سے دیکہا

تو تبسم کنان فرمایا - عالم مثال کا ملاقاتی آگیا - چند سال بعد جب کہ خدمت کی بدولت - معرفت کے عالی

مرتبہ پر سرفرازی ہوئی تو رخصت ملی - مگر تین شرط پر (اول) وطن کو جانا - (دوسرے) کدخدا ہونا - (تیسرے)

لوگون کی رہنمائی کرنا - مجبوراً آپ خاندیس آئے - لیکن ایک پہاڑ کے دامن مین سکونت اختیار کی - اور

سکار نفس کی جنگ مین طرح طرح کی ریاضت کرکے خدا پرستی کا معرکہ جیت لیا - اِس عرصہ مین باطن پیر سے

خواب مین آگاہی ملی - کہ حضور حقیقت سے لوگون کی رہنمائی کے واسطے شہر مین سکونت اختیار

[ف] - نام موضع ہے - اجمیر اور ناگور کے درمیان ہے ۱۲ -

کرنے کا فرمان تمہارے نام صادر تھا۔ تم اس کے برخلاف صحرا نشین ہو گئے ہو۔ آپ اس کو خواب دھیال سمجھکر پھر پیر کی ملازمت مین روانہ ہوئے۔ ملازمت مین پہونچے۔ تو پیر کی زبان سے بھی وہی عالم مثال کا اشارہ پایا گیا۔ اور پہلے ہی رات کو خواب مین دیکھا۔ قیامت کا شور اُٹھا ہوا ہے۔ اور لوگ ہر طرف پریشان دوڑے دوڑے پھرتے ہین۔ آپکے پیر حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کے کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ اور آپ پیر کے کمر کو ہاتھ سے مضبوط تھامے ہوئے ہین۔ اور اسی شکل کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھ رہے ہین۔ اور علیٰ ہذا القیاس آپکے پیچھے بے شمار جماعت ایک دوسرے کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ آپکے نزدیک آ رہی ہے۔ پیر نے یہ خواب سنکر فرمایا۔ کہ یہ جماعت تمام تمہاری پیروی اور رہنمائی سے کرامت اور ولایت کے درجہ کو پہونچیگی۔ لہذا آیندہ لوگون کے ملنے سے کنارہ کشی نہ کیا کرو۔ نیز پیر نے دو بیٹون کی بھی خوشخبری سنائی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ دونون بیٹے عالم دنیا اور عالم غیب مین مشہور ہونگے۔ اور نفس اور شیطان رجیم پر فتح پاوینگے۔ ایک کا نام عبدالرحیم اور دوسرے کا نام عبدالکریم ہوگا۔ ناچار آپنے برہان پور مین آکر شادی کی اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد پیر کے فرمانے کے بموجب نہال زندگانی مین پھل آیا۔ چھیاسٹھ سال ہدایت کی مسند پر بیٹھکر رہنمائی کرتے رہے۔ اور اُن دونون لڑکون نے بھی عالم غیب سے آکر دنیا کی رنگین بساط پر سلف صالحین کی رفتار رکھی۔ اور نیز ان لڑکون کے علاوہ دیگر بہت سے لوگ آپ کی ملازمت سے اس درجہ کو پہونچے۔ کہ خود بھی خلیفہ ہوئے۔ اور اورون کو بھی اپنا خلیفہ بنایا منجملہ اِن کے بعض کے حالات جداگانہ لکھے جاوینگے۔ جن کی ملازمت راقم کو حاصل ہوئی ہے۔ یا جن کے حالات ثقہ لوگون کے زبانی راقم کے سننے مین آئے ہین۔

مسند نشینی کے بعد آپکے بعض گرامی طریقے بیان کرتا ہون (۱) دنیادارون کے دروازہ پر کبھی نہین گئے اور کسی کے کھانے مین سے لقمہ نہین اُٹھایا (۲) جب کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی جنگل کو چلے جایا کرتے تھے۔ اور دو دو رکعت نماز پڑھکر مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اُس وقت حضرت غوث الثقلین سید محی الدین جیلانی قدس سرہ مشکی گھوڑے پر سوار آپ کو نظر آیا کرتے تھے۔ اور نہایت آسانی سے مشکل کے ساتھ مشکل کو حل فرمایا کرتے تھے (۳) ایک روز نماز ظہر کا وقت تھا پانی تلاش کیا۔ تو نہین ملا۔ اس خوف سے کہ وقت نہ نکل جاوے۔ ایک دیگ آگ پر رکھی ہوئی تھی جس مین پانی کھول رہا تھا۔ اُس مین سے آپنے پانی لیکر وضو کیا۔ اور لوگون کو ابراہیمی معجزہ دکھایا۔ (۴) شب قدر کو دیکھا تھا (۵) خواجہ خضر سے ملاقات تھی۔ (۶) اپنے آخرین سفر کی آگاہی۔ دوستون کو نو روز پیشتر دیدی تھی اور اس عرصہ مین سب کو رخصت کر دیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ میرے پاس سے اپنا مقصد بہت سے لوگ حاصل کیا کرتے تھے

اب بھی جو شخص یک دل اور یک رو ہو کر میری قبر کی طرف متوجہ ہوگا - تو جو مہم اُس کی ہوگی - وہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے
پوری کردے گا - آج تک آپ کا فرمانا باثر ہے - جب نوین روز شام در شام کے بعد رات ہوئی - تو آپنے آدھی رات کے
وقت ایک خادم سے پوچھا کہ کتنی رات گئی ہے - ازراہ سہو اُس کی زبان سے نکل گیا - کہ مشرق کا وقت آگیا - آپنے
تبسم کرکے فرمایا - ہان درست ہے - اور اُسی دم آپ کی روح واصل حق ہوئی - اُس وقت شیخ پیر نام ایک شخص
باہر نماز پڑھ رہے تھے - اُنہون نے نور کی ایک مشعل کو دیکھا - کہ حجرہ کی چھت توڑ کر باہر نکل گئی - اس چمک دمک
کے ساتھ - کہ اُن کو طلوع آفتاب کا شبہ ہوا - اور بے اختیار **سُبحانَ رَبِّیَ الاَعلٰی** کہکر زمین پر سر رکھ دیا

مصرع - مطلع خورشید وحدت باد اوج جان او

یاد شیخ حسن محمدؐ اساولی

آپ کا اصلی نام ادہن ہے - اور اساول احمد آباد مین ایک شاہراہ ہے - آپ عالم ارواح اور عالم اجسام
دونون کی رموز سے آگاہ اور عقل و نقل کتب کے عالم تھے - تجرید اور تفرید کے ساتھ آپ کو دلبستگی تھی - ہجری سنہ آٹھ سو
چودہ مین آپ کی مثالی صورت عنصری لباس پہنکر - عالم اجسام مین جلوہ گر ہوئی - اور ہجری سنہ آٹھ سو ستر تاریخ تیرہوین
شوال کو اصلی وطن کی طرف جو علم الٰہی ہے - خاکی مکان سے معاودت فرما گئے - بہت سے مشائخ سے ملاقات کی -
اور فائدہ اُٹھایا - لیکن - خلافت دو جگہہ سے ہے - اولاً خرقہ رہنمائی سید برہان الدین قطب عالم بخاری گجراتی سے ملا
اِس کے بعد کلاہ اجازت شیخ نصیر جمال نوساری کی ملازمت سے سر پر رکھی - خوابگاہ اساول -

یادشاہ نجم الدین منڈوی

آپ ہمیشہ دلخوش - اور ہمت بلند رکھا کرتے تھے - سید نظام الدین ابن سید مبارک غزنوی کے بیٹے ہین
آغاز جوانی مین خداشناسی کی ہوا سر مین بھری - لہذا اولاً نظام العرفا کی خدمت مین مرید ہوئے - اور ایک عمر تک
امیدوار رہے کہ معنوی کشف اور معرفت حاصل ہو - لیکن - اِس آرزو کا قفل نظام العرفا کی کنجی سے نہین کھلا ناچار
پیر کی اجازت سے روم کا سفر اختیار کیا - اُس ملک کی دارالسلطنت مین پہونچے - اور وہان پر شیخ خضر رومی
کی ملازمت حاصل کی جو قطب الاولیا کاکی کے خرقہ پوشون مین سے ہین - فرماتے تھے - الٰہی معرفت کے بارہ مین
نجم الدین کا ادراک بالکل پژمردہ اور افسردہ تھا - مگر ایزدی مشیت اور پیر بزرگوار کی بشارت کی بدولت شیخ خضر
رومی کے عیسوی دیدار نے اولین نوبت مین ہی - نجم الدین کی آرزو مین طراوت حیات پیدا کی - آخر کار آپ
قلندرون کے حلقہ مین شامل ہوگئے - اور ایک مدت تک اُس ملک کی سیر و سیاحت کرتے رہے - پھر تقدیر الٰہی

پ کو ملک ہند مین کھینچ لائی - جب آپ منڈو (مانڈو) مین آئے - تو یہان کی آب وہوا آپ کے پاؤن کی زنجیر بنکر
سفر سے مانع ہوئی - ہر ایک گروہ کے بزرگ اصحاب آپ سے محبت کرنے لگے - جس کی وجہ سے مسافرت کا خیال
آپکے دل سے جاتا رہا منصف بادشاہ کے درویش پرستی اور نیازمندی بھی آپ کی دلچسپی کا باعث ہوئی -
اور جو اصحاب کُنج تنہائی مین گوشہ گزین تھے - اُن کی صحبت کچھ ایسی پسند آئی جس کی چاشنی کے مقابلہ
مین سیاحی کی حلاوت - آپ کو تلخ معلوم ہونے لگی - **القصہ** جو انواع واقسام کی رعنائی اور دلربائی
اس اسلامی شہر مین تمام اطراف سے اُس زمانہ مین جوش کنان پائی جاتی تھی - یہ آپ کی خاطر کے لیے کمند اور
آپ کے قلب کے لیے جال بنی - چنانچہ اس فریفتگی کے سبب سے آپ قلعہ کے دامن مین قصبہ نعلچہ کے کنارہ چنلاو
تالاب کے متصل جو جَنَّاتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[۵۱] کے ہم پہلو ہے - گوشہ نشین ہوئے - اور تجرد
کی آزادی سے نکل کر تاہل کی بھی زنجیر پاؤن مین پہن لی - کم وبیش دو سو برس کی عمر پائی - ہجری سنہ آٹھ سو باون مین
عالم روحانی کا عزم فرمایا - یہ ایام وہ تھے - کہ سلطان ہوشنگ غوری ابن دلاور خان کی عروج زمانہ کے لیے صوبہ
مالوہ مین نماز ظہر کا وقت ہوگیا تھا -

آپ کی بڑی بڑی کراماتین لوگون کے زبان زد ہین - کہتے ہین - ایک رات چراغ مین تیل نہین رہا تھا -
خادم نے تیل کی جگہہ تھوڑا سا پانی فتیل سوز مین ڈالکر بتی جلادی - تیل کی طرح روشنی ہوئی - بعدہ ایک مدت
تک تیل کی جگہہ پانی جلا کرتا تھا - چونکہ خادم کا حوصلہ اس راز کی حفاظت نہ کرسکا - اور یہ راز اُس کے منہ سے
نکلکر - کانون مین پہونچا - تو پانی تیل کی نیابت سے معزول ہوگیا - یہ بالکل سچ ہے - کہ اولیا اور اتقیا کے
اکثر تصرفات ظاہر اور ثابت ہونے کے واسطے لازمی شرط یہ ہے - کہ تصرفات کا بیان منہ سے نہ کیا جاوے
اور وہ کانون تک نہ پہونچین پس جب کبھی اہل کرامت شرطون کے ادا کرنے مین کوتاہی کرتے ہین - تو اللہ
پاک بھی خرق عادت کا شرف اُن اصحاب سے لے لیتا ہے - آیہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى[۵۲]
يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اسی بات کی دلیل ہے -

واضح ہو - کہ جو جزا کا لیف عذاب کو - اور جو پاداش محنت ومشقت کو شامل ہوتی ہے - یہ بندون
کے ناہموار افعال کا عکس ہے - جو آفریدگار عالم کی عدالت اور حکمت کے آئینہ سے منعکس ہوتا ہے -
فَلَا وُجُوْدَ لِلْعَكْسِ دُوْنَ الْاَصْلِ[۵۳] -

---

[۵۱] ایسے باغ ہین - جن کے تلے نہرین بہ رہی ہین ۱۲ [۵۲] جب تک کوئی قوم اپنی ذاتی صلاحیت کو نہ بدلے - خدا اُس مین کسی طرح کا تغیر وتبدل نہین کیا کرتا ۱۲ [۵۳] عکس کا کوئی وجود نہین ہوتا ہے - سوائے اصل کے ۱۲

شاہ قطب الدین بصیر جونپوری نے جن کو طریقت میں اعلیٰ مرتبہ اور حقیقت میں قطبی درجہ حاصل تھا
م السادات منڈوی سے فیض بصیرت پایا تھا - اور آپ کی ہی بدولت شاہ قطب الدین کا سلوک حد کمال
پہونچا تھا - شاہ قطب الدین کی خوابگاہ جونپور میں ہے -

دوسرے شاہ نصیر الدین جونپوری تھے - جو اطراف جونپور کے نامور مشائخ میں شمار ہوتے تھے - شاہ
طب الدین بصیر کے مرید ہیں - آغاز سلوک میں اپنے پیرون کی پیروی کر کے قلندرانہ لباس پہن رہتے تھے - مگر آخیر میں
باس موقوف کر دیا تھا - اور خرقہ صوفیہ پہن لیا تھا - تقویٰ کے حدود سے کبھی سر مو تجاوز نہیں کیا - لیکن شاہ
میر الدین کے مرید اکثر قلندری لباس پہن رہتے ہیں - منجملہ مریدون کے ایک سید عالم جونپوری ہیں - جو چند عرصہ
عالم کون و فساد کے انتظام میں قطب رہے تھے - ہمیشہ اپنی گمائی کا حاصل - دوسرے حاجتمندون پر صرف
تے تھے - کہتے ہیں شیخ امان پانی پتی - ابتدائے طلب میں سید عالم جونپوری سے ہی بیعت تھے چونکہ سید
ہدایت سے شیخ امان کا کمال نوشتہ تقدیر نہیں تھا - اسواسطے کوئی مقصد حاصل نہیں ہوا - ناچار دوسری
ل ہناد ہوئے - اور شیخ مودود لاری کی ملازمت سے کامیاب ہوئے - یہ سرگزشت مفصل طور پر ذکر امانی
ی جاویگی - بِعَونِ اللّٰہِ وَ تَوفِیقِہٖ

جب آپنے رحلت فرمائی - تو چند سال بعد سلطان غیاث الدین احمد خلجی نے آپ کی قبر پر - اُسی تالاب کے کنارہ
نید تعمیر کرا دیا تھا - آج کے دن تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے - عمارت مذکورہ میں رونق تازگی موجود ہے
و آسمان کا خالق - اُس کو آفات سے محفوظ رکھے -

یاد سید احمد

آپ محمود کے بیٹے - اور اپنے بزرگوار چچا سید حسین حضور نہروالہ کے مرید اور نیز خلیفہ ہیں - تجرید و تفرید - اور
و توحید کا راستہ چلنے والون کے پیشوا عشق و شیفتگی کے دریا میں غریق - اور شوق و آلام کی آگ میں لکل
ہوئے تھے - نہروالہ کے صحیح البیان راویون کے مکتوبات سے نقل ہے - جب آپ کے دل کو کمالات کے سرمایہ
حاصل ہوئی - تو آپ کے عم بزرگوار نے عالم جسمانی سے دار القرب روحانی کو انتقال فرمانے کے وقت آپ کو
مین کیا - خرقہ خلافت اور سند اجازت آپ کے سپرد کر کے - کلاہ رہنمائی آپکے سر پر رکھی - اور فرمایا - احمد - درویش
ے بہتر یہ ہے - کہ اپنے حجرہ سے بجز ایک ضرورت کے لئے - باہر نکلے - اور اپنا پانون کسی شخص کے گھر کی آمد و رفت
سے آشنا نہ کرے - مگر یہ - کہ گاہے ماہے - کسی خاص ضرورت سے صحرا اور بیابان کو اپنا جانا جانے

مرشد کی نصیحت اور موثر انفاس کی برکت سے۔ چلنے پہرنے کی خواہش کبھی آپ کی خاطر عاطر مین نہین آئی۔
اور صرف حجرہ کی چاردیوار۔ یا دوست کی صفائی سے آپ کی تماشا گاہ بنی رہی۔

اتفاقاً ان ایام مین المتوکل علی اللہ شیخ عزیزاللہ متوکل منڈوی۔ شہر والہ مین تشریف رکہتے
تہے۔ اپنے پیر خواجہ رکن الدین کان شکر کی خدمت مین الٰہی معرفت کے حصول کے لیے۔ کوشش
کررہے تہے ایک سال خواجہ رکن الدین پیر کی اجازت سے شیخ عزیزاللہ نے حضرت فریدالحق گنجشکر کے عرس کا
ارادہ کیا۔ اور اسواسطے بزرگان شہر کی خدمت مین دعوت کے رقعے بہیجے۔ تمام اکابر نے قبول کیا۔ مگر آپنے
قبول نہین فرمایا۔ قبول نہ کرنے کی وجہ مین اپنے چچا کی وصیت کا عذر کیا۔ کان شکر نے فرمایا عزیزاللہ مجلس
کا انعقاد کسی فرحت افزا صحرا مین کرنا چاہیے۔ تاکہ آپ کو گنجایش عذر باقی نہ رہے۔ اور نقض وصیت بہی
نہ ہونے پاوے۔ آپنے اس قرارداد پر دعوت قبول کرلی۔ اور جب مجلس عرس مین جانے کا عزم کیا۔ تو سجادہ اپنے
چہوٹے بہائی سید یعقوب کے حوالہ فرمایا۔ جو ظاہری اور باطنی کمالات سے آراستہ تہے۔ اسی سلسلہ مین پاس
والون کو یہ بہی فرمایا۔ کہ ہمارے واپسین سفر کا وقت قریب آگیا ہے۔ جب آپ مقام عرس مین پہونچے۔ اور ہر طرح کی
معرفت کی باتین۔ دل کو لبہانے لگین۔ تو آپنے حاضرین کو فرمایا عشق و محبت کی کوئی حکایت اگر یاد ہو تو بیان
کرو۔ کیونکہ درویش کے کان دوستی کا قصہ سننے کے مشتاق ہین۔ ادب کے لحاظ سے ہر ایک نے عذر کیا۔ آپنے فرمایا
نوع ادب مین فرد کامل تعمیل حکم ہے۔ مجبوراً ایک شخص نے قصہ آغاز کیا۔

ایک کلال تہا۔ جس کو اپنی محبوبہ کے ساتھہ کمال محبت اور عشق تھا۔ چونکہ وہ عقیمہ تہی۔ اسواسطے اُسنے
ایک روز اپنے شوہر سے کہا کہ اگر آپ کسی دوسری عورت سے عقد کرلیوین۔ تو نا موزون نہین ہے۔ کیونکہ آپ کا
کوئی جانشین نہین ہے۔ شاید دوسری عورت سے آپ کے کوئی لڑکا پیدا ہوجاوے۔ اور میرے عقد کی وجہ سے آپ کی
نسل ضائع نہ ہو۔ کلال نے جواب دیا۔ کہ محبت کی غیرت مجکو اجازت نہین دیتی ہے۔ کہ تمہارے موجود ہوتے ہوئے
مین کسی اور سے عقد کرون۔ عورت نے پہر کہا۔ جب محبت حد کمال کو پہونچ جاتی ہے۔ تو اس [illegible] اور نقصان
کا کوئی خوف باقی نہین رہتا ہے۔ خدا کا شکر اور احسان ہے۔ کہ میری اور آپ کی محبت کمال کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہے
اور اس عمدہ کام کی اجازت مین اپنی خوشی سے دیتی ہون۔ یقین کرکے ماننا۔ کہ بنیاد محبت مین سے ایک اینٹ کا بہی
نقصان نہین ہونے پائے گا۔ جب عورت کا اصرار حد سے گزر گیا۔ تو مرد مجبور ہوا۔ ایک نئی عورت بہم پہونچائی۔ جو
جمال او جوانی مین تقویم پارینہ سے احسن تہی۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ خوشخوئی۔ اور دلربائی کے اعتبار سے اس حد

کے ربط ورسم نے اُس قدیمہ کی یاد آہستہ آہستہ بالکل دل سے بھلادی - اور اس کے شربت وصال نے اُس کے خیال کا نقش مرد کے صفحہ خاطر سے قطعی دھوڈالا - یہانتک کہ ایک عمر کے بعد بھی قدیمہ کا نام شوہر کی زبان پر نہین آتا تھا - اور وہ بیچاری بہ مجبوری صبر اختیار کرکے جس گھر مین سواری کا جانور بندھتا تھا - گوشہ گزین ہوگئی تھی - اور فراق کا زمانہ یاد دوست مین گزارتی تھی - ایک رات ایسا اتفاق ہوا - کہ اُس مکان مین - آگ لگی - کلال کو بھی خبر پہونچی - کہ فلان گھر مین آگ لگی ہے - نوکرون کو پکارکر کہا - جلد دوڑو اور جو چیز اور اسباب اس مکان مین ہو نکال لو - اور اُس عورت کا نام لیکر کہا - کہ اُس کو بھی اس ناگہانی آفت سے بچاؤ - جب اُس ناامید نے یہ خوش خبری سنی - کہ اس تقریب سے میرا نام شوہر کی زبان پر آیا ہے - تو اپنے دل مین خیال کیا - کہ میرا نام سالہاسال کے بعد آگ لگنے کے طفیل مین دوست کی زبان پر آیا ہے لہذا یہ مناسب نہین ہے - کہ مین اس آگ سے جدائی اختیار کرون - بلکہ بہتر یہ ہے - کہ اپنے تئین پروانہ کی طرح جلادون ہرچند چارون طرف سے کوشش کی گئی - وہ آتش فراق کی جلی ہوئی تھی - اُس نے مشتعل آگ سے قدم باہر نہ نکالا - اور اپنے تئین خدا کے سپرد کردیا"

جب حکایت ختم ہوئی - تو جوش وخروش شروع ہوا - آپ نے قوالون کو فرمایا - کہ وہ غزل گاؤ - جس کو سنکر قطب الاولیا خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اس عالم آب وگل سے - جان ودل کی معراج کو کوچ فرما گئے تھے - چنانچہ غزل گائی گئی جب غزل کے اشعار الاپ مین آئے - اور اس شعر پر نوبت پہونچی بیت

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را	ہر زمان از غیب جانے دیگر ست

سید کے اشتیاق کا شعلہ بھڑک اٹھا - اور طلب کی آگ زیادہ مشتعل ہوئی - اسی حالت مین موذن نے تکبیر کہدی آپ بحضور تمام نماز کی طرف متوجہ ہوئے - اور آخرین سجدہ مین جان سپرد جانان کردی - اور ابدی وصال حاصل ہوگیا - بیت

گر آرزو بقدر گرفتاری دل ست	وصل ابد نمی شکند آرزوے ما

کان ذلک فی السابع من المحرم الحرام من شہور سنہ ثمان مائۃ ونیف[۵۲] ومرقدہ[۵۱] فی روضۃ عمہ الشریف السید حسین قدس سرہما -

یاد مولانا فتح اللہ

آپ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی کے ہم عصر تھے - طریقت اور حقیقت مین آپ کا قدم استحکام کے

[۵۱] یہ واقعہ ہجری سنہ کچھ اُپر آٹھ سَو کے محرم مہینے مین ہوا ہے - اور آپ کا مرقد - آپ کے بزرگوار چچا سید حسین کے روضہ مین ہے - قدس سرہما ۱۲ - [۵۲] عقد پر جس قدر بھی زیادہ ہو - وہ نیّف ہے ۱۲ قاموس -

سابقہ جا ہوا تھا مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت میں ہمیشہ دوستی اور رازداری کی راہ سے آمد و رفت رہتی تھی - ایک
روز بسلسلۂ اظہار خیالات آپنے بیان فرمایا - کہ ظاہری علوم کی تحصیل پر دل کو قناعت نہیں ہے - اگر اجازت
ہو - تو یہ کتابی تحصیل ترک کر کے اپنا زمانہ عمر یاد الٰہی میں گزاروں - اور درویشانہ رفت و روب (جھاڑ پونچھ) سے
دل کا ویران مکان پاک صاف کر کے حزن کی شمع اُس میں روشن کروں - فرمایا - یہ مبارک خیال مولانا جامی
کے حضور میں عرض کرنا چاہئے - چنانچہ تعمیل کی گئی - جواب ملا - جو کتاب تم پڑھ رہے ہو - پریشان حالی اور
آشفتگی کے ساتھ جیسے ہو سکے تمام کر کے فقہ میں سے بقدر ضرورت یاد کر لو - اس کے بعد خدا کے ہو جاؤ اور خودی
کا کانٹا دنیا سے اکھاڑ پھینکو - چنانچہ ایسا ہی کیا - تھوڑا عرصہ گزرنے نہیں پایا تھا - کہ اپنے وقت کے ارباب
طریقت میں ایک سرآوردہ ہو گئے - مصرع ہر دو سنہ از علوم ربی گشت

یاد شیخ عزیز اللہ

آپ شیخ یحییٰ ابن شیخ لطیف الدین کے بیٹے - اور فاروقی نسل ہیں - فرخ شاہ کابلی سے سلسلہ جا ملتا ہے
خواجہ رکن الدین چشتی کے مرید اور خلیفہ ہیں جن کی قبر نہروالہ میں ہے - کہتے ہیں - آپ اور آپکے بھائی شیخ احمد دونوں
خردسال تھے - کہ باپ کا سایہ سر پر سے اٹھ گیا - ماں کی ہمت اور اجازت سے نہروالہ میں خواجہ رکن الدین چشتی کے
پاس آئے - ماں نے اپنے سر کی چادر بیٹوں کو دیدی تھی - کہ میری نشانی ساتھ لیتے جاؤ - جب دونوں بھائی خواجہ کے
آستانہ پر پہنچے - تو خواجہ کی ضمیر میں عکس پڑا - کہ شیخ یحییٰ دہلوی کے دو لڑکے دروازہ پر کھڑے ہیں - خواجہ نے
خادم کو فرمایا - اجازت دو - تاکہ اندر آجاویں - وہ دونوں نوجوان ہاتھ پر چادر رکھے ہوئے اندر آئے - خواجہ نے بے
نہایت نوازش اور مہربانی فرمائی - چند روز بعد شیخ احمد کو انتظام راہ کر کے دہلی کو واپس کر دیا - اور فرمایا کہ شیخ احمد
کی ظاہری و باطنی گرہ کشائی - ماں کی خدمت اور فرمان برداری میں ہے - اور شیخ عزیز اللہ کی کشود کار نہروالہ
درویش کے نام لکھی ہوئی ہے چنانچہ عزیز اللہ کو پاس رکھکر پان کی خدمت سپرد فرمائی - آپ کو بھی اس خدمت
میں دلچسپی ہو گئی - ایک روز رات کو پان نہیں رہے تھے اور رات آدھی سے بھی متجاوز ہو گئی تھی - قلعہ کا دروازہ
بند کر دیا گیا تھا - اس خوف سے کہ خواجہ پان مانگیں گے - اور نہ پاوینگے - تو بد خدمتی کے ساتھ نامزد ہو جاؤں گا موری
کی راہ سے باہر گئے - اور تنبولی کے گھر پہونچکر پان لے آئے - جب وقت ضرورت پان مل گیا - اور خواجہ کو یہ بھی
معلوم ہوا کہ پان نہیں تھے - اور فلاں مشکل سے بہم پہنچائے گئے ہیں - تو کمال عنایت سے فرمایا - کہ الٰہی فیض سے
جو کچھ آج کی رات میں رکن الدین کو پہونچے گا - وہ تمہارے نام کر دیا جاوے گا - آپ ہی کے حوالہ سے لوگ کہتے ہیں

ر بیان کرتے تے - اُسی شب مین صفاتی اور افعالی توحید کا وجدان ہوا - اور دل مین یہان تک فروغ پیدا ہوا - کہ خود بینی سے نجات مل گئی - چند روز بعد آپ پیر کی اجازت سے احمد آباد مین آئے - یہان شیخ احمد کہٹو[۵] سے ملاقات ہوئی ایک روز آپنے شیخ احمد سے پوچہا - اِس صوبہ کا پیر کون ہے شیخ احمد نے کہا - جو شخص جسم کے بار سے جلد سبک دوش ہوجاوے - انہین ایام مین شیخ احمد بیمار ہوئے - اُنہون نے ایک درویش کو دو پارچہ - اور ایک شیشہ گلاب کا دیکر آپکے پاس بہیجا - آپنے قبول نہ فرمایا - اور کہا - درویشون کو دعا ہی کافی ہے - درویش جو کچہ لایا تھا - پہیر گیا - شیخ نے فرمایا - آپ اِس پردہ مین ایسا کہتے ہین - کہ احمد کا کفن اسی پارچہ سے ہوگا - اچہا اس کو حفاظت سے رکہو - یہان تک کہ نتیجہ ظاہر ہو - خلاصہ کلام یہ - کہ جب خیال کے موافق ظہور ہوگیا تو آپنے شیخ احمد کو قبر مین دفن کرکے - دولت آباد دکن کا راستہ لیا - چونکہ وہان پر پیکر پرستی کا رواج تہا - اور لوگون کے کاروبار کا بست وکشاد برہمنون کے ہاتہ نظر آیا - لہذا آپنے ارادہ مالوہ کا کیا - جب آپ دریاے نربدا کے کنارہ پہونچے تو وہان سے سلطان محمود ابن خان جہان کے پاس یہ پیغام بہیجا - مین اس شرط سے شہر مین آتا ہون - کہ سلطان استقبال نہ کرے - اور میرے ملنے کے واسطے نہ آوے - اور نہ کچہ ہدیہ بہیجے - سلطان نے یہ حکم تسلیم کیا - اور آپکے قدوم سے شہر مین رونق حاصل ہوئی - چند روز بعد محمود نے اپنی بیتابی اور محرومی کا گلہ مہربان شیخ کے نزدیک کرنا شروع کیا - آپنے فرمایا اگر صرف ایک دفعہ کے دیکہنے پر سلطان راضی ہو - تو دریغ نہین ہے - اور قسم کا کفارہ سہل ہے - اس کے بعد فرزندون کو گجرات بہیج دیا - اور خود منڈو (مانڈو) مین گوشہ نشین ہوگئے - شیخ صالح ابن رفیع الملک نے مُعَنعَن (اَبًا عَن جَدٍّ) اپنے آباو اجداد سے بیان کیا ہے - ایک رات شیخ عزیز اللہ کی طبیعت مین انقباض پیدا ہوا - حجرہ سے گہر مین چلے آئے - اور اندر والون سے پوچہا - کیا تم لوگون کے پاس دنیاوی چیزون مین سے کچہ ہے - دایہ نے جواب دیا - کہ آج کل بی بی دُر ملکہ کا دودہ چہوڑایا ہوا ہے - اسواسطے اُس کے لیے - روٹی کا ٹکڑہ بارکیک کرکے ایک پیالہ دودہ مین بہگو رکہا ہے - فرمایا - باہر بہیجاؤ - اگر کوئی درویش نہ ملے - تو کسی جانور کو دیدینا - یہ کہکر پہر حجرہ مین چلے آئے - جب شیر خوار بچی نے بہوک سے رونا شروع کیا - تو دایہ اُس کو آپکے پاس لے آئی - اور مصلے کے پائین مین لٹا دیا - آپنے اپنے پانون کا انگوٹہا بچی کے مُنہ کی طرف بڑہایا - بچی انگوٹہا چوسنے لگی - اور رونے سے چپ ہوگئی - اس رات کو بحکم خدا ہاتف غیبی کی طرف سے ستره بار **عزیز اللہ المتوکل علی اللہ** کی ندا سنے مین لی - اُس وقت سے لوگون نے بہی آپ کو اسی خطاب کے ساتہ نامزد کردیا **مصرع** چون نام خویش ہست عزیز خدا و خلق

[۵] - ایک موضع کا نام ہے جو اجمیر اور ناگور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲-

بادشاہ عالم گجراتی

آپ کا نام سید محمد ہے۔ اور آپ قطب عالم کے بیٹے ہیں۔ چونکہ منجھلے بیٹے تھے۔ لہذا منجھن بھی نام تھا جس کے معنی متوسط ہیں۔ آپ تمام تصوف کے مقامات اور طریقت کی منزلوں پر پہنچے ہوئے تھے۔ آپ کے استاد شیخ سراج الدین علی چشتی احمد آبادی سے لوگ روایت کرتے ہیں۔ کہ فرماتے تھے۔ عنصری جسم میں آپ کے نفس ناطقہ کا نزول تاریخ نوین ذی قعدہ ہجری سنہ آٹھ سو سترہ کی رات میں ہوا۔ اور آغاز زمانہ ہوش سے امیروں اور سرداروں کے میل جول سے دور۔ اور دانش و بینش کی تحصیل میں مصروف رہے۔ عہد کر لیا تھا کہ نوکری نہیں کرونگا۔ گو بادشاہ ملک اپنی تمام قلمرو وجہ معاش میں مقرر کر دیوے۔ چونکہ آپنے اس میدان میں قدم استقلام کے ساتھ جمایا تھا۔ لہذا۔ چندروز بعد اُس سرزمین کے تمام امراء اور سلاطین آپ کی آستانہ بوسی کو وجہ پشت پناہ سمجھنے لگے نیز اپنے مکانوں میں آپ کی تشریف آوری کو باعث افتخار جانتے تھے۔ لکھا ہے۔ کہ جب صادق اور با اعتقاد مریدوں کی نظر آپ کے نورانی چہرہ پر پڑتی تھی۔ تو وہ بالکل بے قابو ہو کر سجدہ میں سر رکھہ دیا کرتے تھے۔ جب یہ بات اکثر لوگوں کی زبانی سننے میں آئی۔ تو مولانا سراج الدین عالم ملتانی نہروالہ جن کا عمل علم کے مطابق تھا۔ شاہ کی ملازمت میں آئے۔ تاکہ سجدہ کرانے سے روکیں۔ کیونکہ شریعت میں یہ امر بالکل ناجائز ہے۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ جب مولانا سراج الدین کی نظر شاہ کے جمال پر پڑی۔ تو مولانا نے بے ارادہ سر زمین پر رکھہ دیا۔ اور رسم سجدہ بجالائے۔ شاہ نے فرمایا۔ مخلوق کے سامنے سجدہ کرنا نادرست ہے۔ مولانا نے جواب دیا۔ بیشک یہ ایسا ہی ہے لیکن میں کیا کروں۔ مجھہ میں ضبط کی طاقت ہی نہ رہی۔ اسکے بعد حقائق بیانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور بہت کچھہ اسرار کے معاملے حل کئے گئے۔ تریسٹھہ سال کی عمر پائی۔ اور بیسوین جمادی الثانی ہجری آٹھہ سو اسی کو روحانی عالم کی طرف کوچ فرما گئے۔ آپ کی قبر رسول آباد میں ہے۔ جو احمد آباد گجرات کا ایک محلہ ہے۔

یاد قاضی عطاء اللہ چشتی قدس سرہ

بعض روایت سے آپ کی ولادت دہلی کی ہے۔ بیعت طریقت کے آپ کے پیر کون تھے۔ یہ حال کہیں لکھا ہوا نہیں دیکھا گیا۔ آپ اپنے زمانہ میں عالموں اور کامیاب ارباب سعادت کا مرجع تھے۔ کہتے ہیں۔ جب آپ سفر حجاز سے ہند میں لوٹ کر آئے۔ تو جو مومنہ آپکے نکاح میں تھی۔ وہ دختر کو چھوڑ کر اس جہان سے کوچ کر گئی۔ جب وہ لڑکی باپ کی پرورش سے بڑی ہوئی۔ اور اُس کی عمر دس برس سے متجاوز ہو گئی۔ تو حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے خواب میں ارشاد فرمایا عطاء اللہ تمہاری لڑکی شیخ بہاءالدین صدیقی کے نام سے بروز ازل نامزد ہو چکی ہے۔

منڈو (مانڈو) میں گوشہ گزین ہیں لہذا منڈو میں جاؤ۔ اور تعمیل کرو۔ ناچار آپ گجرات سے منڈو میں آئے۔ اور شیخ بہاؤالدین
و تلاش کیا جب پتہ لگ گیا تو حسب الارشاد نسبت مذکورہ عمل میں لائی گئی خود بھی آپ نے اسی شہر کی اخیر سرحد
کے کنارہ ایک کونہ اختیار کر لیا تھا۔ اور وہیں رہے یہاں تک کہ اخروی سفر کا وقت آگیا۔ آپ کی قبر پر سلاطین
خلجی نے ایک گنبد تعمیر کرا دیا ہے۔ شیخ نجم الدین ابن بہاء الدین جو شاہ میانجی چشتی منڈوی کے باپ ہیں۔ آپ ہی کی اولاد سے ہیں

یاد مولانا سعد الدین کاشغری

آپ **فنا فی اللہ** کے جنگل کی گھاٹیاں طے کر چکے تھے۔ اور **بقا باللہ** کے دریا میں تیرا کرتے تھے حقائق آگاہ
مولانا عبد الرحمن جامی نے لکھا ہے۔ آپ کے جذبات اور حالات کا بیان تک جوش تھا۔ کہ جن ایام میں آپ کی توجہ
عالم اسرار کی طرف ہوئی تھی۔ اُن ایام میں بے خودی اور بیہوشی آپ کو غنودگی کے طور پر ہوا کرتی تھی۔ ایک روز میں نے
واقفیت سے عرض کیا۔ کہ آپ اگر ایک لحظہ کے واسطے تکیہ پر سر رکھکر آرام لے لیں۔ تو نا وقت نہیں ہے۔ فرمایا۔ جامی
گمان نکرنا کہ اس گروہ کو خواب شیریں کے سوا کوئی اور نشہ بھی سرور پیدا کر سکتا ہے۔ یہ ارشاد سرزنش سنکر میں خجالت
سے عرق عرق ہو گیا۔

غوثی اس میں شک نہیں۔ کہ تمام آدمی صورت و شکل میں باہم مشترک ہیں۔ مگر اس اشتراک سے نتیجہ نہیں
نکالنا چاہیئے۔ کہ معنی میں بھی باہم مثل ہیں۔ بلکہ ایسا حال ہے۔ کہ ایک شخص تو آنکھیں۔ بند کر کے الٰہی باغ کی سیر کرتا ہے
اور اُسی طرح کا دوسرا آدمی اُن غافلوں میں سے ہوتا ہے جو بیہوشی کی بساط پر بیٹھے ہوئے اونگھا کرتے ہیں **بیت**

پوشیدہ چشم با تو نشستن بہ بزم فکر	قانون ہم نشینی اہل دیار ماست

یاد شاہ عبد اللہ شطاری

حضرت اعلیٰ آپ کا لقب ہے۔ آپ حسام الدین کے بیٹے ہیں۔ جن کا سلسلہ اس طرح پر ہے۔ حسام الدین ابن رشید الدین
ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین ابن شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی۔ اور شیخ محمد عارف کے
خلیفہ ہیں۔ جن کو شیخ محمد عاشق سے خلافت تھی۔ ان کو اپنے باپ شیخ خدا قلی ماوراء النہری سے ان کو شیخ ابو الحسن
عشقی سے۔ ان کو مولانا ابو المظفر ترک سے۔ ان کو شیخ ابو یزید اعرابی سے۔ ان کو شیخ محمد مغربی سے۔ اور ان کو
سلطان العرفا شیخ ابو یزید بسطامی سے تھی۔ **قدس اسرارہم**۔ اس سبب سے اس سلسلہ کو ایران اور توران میں
عشقیہ۔ اور دار الملک روم میں بسطامیہ کہتے ہیں۔ لکھا ہے۔ دعوت کا علم۔ ذکروں کا طریقہ۔ اور شغلوں کی روش۔
جن پر مشہور سلسلوں میں سلوک و ہدایت کا دارومدار ہے۔ یہ سب کچھ آپ عمل میں لائے۔ اور بزرگان طریقت سے حاصل کئے تھے

ایک رسالہ لطائف غیبیہ آپ کی تصنیفات سے ہے سلطان غیاث الدین خلجی شاہ مالوہ نے نام ترتیب
دیا تھا۔ اس رسالہ مین آپ لکھتے ہین۔ توحید کے اسرار۔ وجد کے اطوار۔ الٰہی حقائق۔ اور طریقت وحقیقت کے
دقیقے جو صفحہ خاطر کی لوح پر محفوظ تھے۔ یا تو وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کی رہنمائی کی بدولت مبدء
فیاض سے بے واسطہ پہونچے تھے یا فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ کے حکم کے بموجب
مشائخ طریقت سے بالواسطہ معلوم ہوئے تھے۔ ان سب باتون کو قلم کے ذریعہ سے اوراق مین ثبت کیا ہے
تاکہ اہل ظاہر اور اہل باطن دونون کو فیض پہونچے۔ اور رحمۃ للعالمین ہونے کا اطلاق خلافۃ حیدریہ پر بھی صادق آئے
نیز لکھا ہے۔ کہ نفی واثبات کے ذکر کی تلقین بہت سادات اور مقبول اصحاب سے مجکو پہونچی ہے۔ مین جن ایام
مین بخارا مین تہا اُس وقت مینے سنا تہا۔ کہ شیخ مظفر کتانی خلوتی۔ جو نیشاپور مین ہین۔ صوفی کو تین روز کی خلوت
مین خدا تک پہونچا دیتے ہین۔ فوراً مین شیخ مظفر کی خدمت مین دوڑا گیا جس قدر کانون سے سنا تہا۔ اُس
سے بڑا حصہ زیادہ آنکھون سے دیکھا ایک مدت تک شیخ مظفر کی ملازمت کرکے نفی واثبات کا ذکر۔ اور اُس کا
مقصد یاد کر لیا۔ بزرگ شیخ مظفر کو شیخ ابراہیم ختلانی سے۔ ان کو سید نظام الدین حسین سے۔ ان کو شیخ [illegible] خلوتی
سے۔ اور ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے حاصل ہوا تہا۔ اسی سلسلہ مین خراسان اور عراق کی سیاحی کرتا ہوا آذر
بیجان کے ملک مین پہونچا۔ یہان پر سید علی موحد کی ملازمت حاصل کی سید علی موحد کو شریعت طریقت
وحقیقت مین زیور کمالات سے آراستہ پایا اور ان کی صحبت سے مجکو بہت فائدہ پہونچا۔ سید علی موحد کو شیخ زین الدین
خوافی سے اجازت تھی۔ جو چار واسطہ سے شیخ الشیوخ سہروردی کو پہونچتے ہین۔
آپ ہجری سنہ آٹھ سو نوے مین ترک اقامت کرکے خلوتخانہ لاتعین کی طرف کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ
منڈو (مانڈو) مین ہے سلاطین خلجی کے مقبرہ کی جنوبی سمت مین
شاہ کے جسم پر سلطانی لباس اور [illegible]۔ نیوان کے جسم پر فوجی وردی ہوتی تھی۔ اس شان کے ساتھ
علم اٹھاتے تھے۔ اور نقارہ بجاتے تھے۔ اسی طمطراق کے ساتھ سیاحی کرتے تھے اہل جہان کا تماشا کرکے فیض پہونچاتے
تھے اور فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ اثنائے راہ مین جب [illegible] مکان پر پہونچتے تھے۔ اُس سرزمین کے مشائخ کو
پیغام بھیجتے تھے۔ کہ ایک درویش نے اس خیال سے سیاحی اختیار کی ہے۔ کہ اگر کلمہ توحید کے معنی کوئی
شخص اُس سے بہتر جانتا ہو۔ تو وہ مسافر کو تفہیم کر دیوے۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو مستفید لوگون کا [illegible] فائدہ

سلہ اور ہمنے اپنی طرف سے اس کو ایک خاص علم سکھا دیا تھا۔ سلہ کہ اگر تم کو معلوم نہین ہے۔ تو اہل کتاب سے پوچھ لیا کرو

اِس مین ہے کہ وہ گنج توحید مسافر سے حاصل کریوین - کیونکہ ایسی فرصت جس مین اسباب سعادت بہی بہم پہونچین -
دشواری سے ہاتھہ آتی ہے - **القصہ** - جب آپ بنگالہ مین پہونچے - توحسب معمول بہی پیغام شیخ محمد عُلا کے پاس
بہی بہیجا - جو آج کے روز شیخ قاضن شطاری کے نام سے نامزد ہین شیخ محمد عُلا نے جواب دیا - کہ ایسی فضول گو
اشخاص خراسان اور پارس سے بہت آتے ہین - پیغام دینے والے شاہ صاحب نے جواب سنکر فرمایا - شیخ
محمد علا کے کمالات کا ظہور مجہہ ہی فضول گو کی تلقین پر منحصر ہے - اِن ایام مین سلطان غیاث الدین خلجی نے
چیتور کے قلعہ کا محاصرہ کر رکہا تہا - آپنے بنگالہ سے معاودت فرمائی - تو اُسی راہ سے آکر قلعہ مذکور کے نیچے آ اُترے -
سلطان نے حاضر ہوکر آستانہ بوسی کی - اُسی مورچہ سے جو آپ کی خیمگاہ کی برابر مین تہا - آپ کی توجہ کی بدولت
اتنے تہوڑے روز کے اندر قلعہ فتح ہوگیا - کہ گمان مین بہی نہین آسکتا ہے - سلطان نے نہایت تعظیم اور اعزاز
کے ساتہہ آپ کو اپنی روانگی سے پیشتر دارالاسلام منڈو (مانڈو) مین روانہ کیا - کہتے ہین - اسی کے قریب قریب
شیخ محمد علا نے چلہ کیا تہا - ایک رات شیخ محمد عُلا کے پدر بزرگوار نے خواب مین فرمایا - عُلا - تمہاری گرہ کشائی اس قسم
کی ریاضت سے تعلق نہین رکہتی ہے بلکہ اُسی خراسانی فضول گو کے حوالہ ہے - جس سے تم کو انکار ہوچکا ہے
مجبوراً دشواری کے ساتہہ اور تن تنہا وطن سے سفر کرنا پڑا - اور منڈو مین حاضر آئے - شاہ کے دروازہ پر تین روز
تک کہڑے رہے - اور انتظار کیا - چوتہے روز کی صبح کو شاہ صاحب باہر تشریف لائے - امتحان لیا - اور بہت کچہہ
سرزنش کی اور موثر نصیحتین فرماکر معلومات سے گران بار کیا چندروز بعد خلعت خلافت سے سرفراز کرکے وطن کو روانہ فرمایا

اس سلسلہ کے پیرون کو شطاری اس سبب سے کہتے ہین - کہ شطاری مشائخ شاہراہ طریقت کے سلوک
مین - دوسرے خانوادون کے مشائخ سے زیادہ تیز - اور تیز رفتار ہوتے ہین - چنانچہ کہتے ہین - جو ان کا اول قدم
ہوتا ہے - وہ دوسرے درویشون کا اخیر قدم ہوتا ہے - ایک مدت تک اس معما کے حل کرنے مین اندیشہ جولانی کرتا
رہا - اور پریشان رہا - جب اس سلسلہ کے اشغال اور اذکار کے اصول پر آگاہی ہوئی - اور دوسرے گروہ کے گروہ
صوفیون کا سلوک - ان کے برابر مین لاکر مقابلہ کیا - تو سوائے اِسکے کوئی تفاوت نظر نہین آیا - کہ شطاری مشرب
مین صوفی اپنے تئین عین ذات جان کر بیٹہہ ہی رہتے ہین - عالم تعینات مین مرکز خاک تک نزول کرتا ہے - اور
اِسکے بعد جیسے نزول کیا تہا - ویسے ہی عروج مین - ہر منزل کے آئین چہوڑتا ہوا - پہر عالم اِلٰہ کو پہونچ جاتا ہے - اور
جمہور مشائخ کے طریقہ مین یہ بات ہے - کہ طالب اولاً درجہ بدرجہ عالم ناسوت سے صعودی سیر فرماتا ہوا - وحدت
وجود کے مرتبہ تک ترقی کرتا ہے - اور پہر اُس مقام سے تعینات کو قبول کرتا ہوا - اور ہر ایک تعین مین اُس کا

رنگ دیتا ہوا عالم شہادت کی طرف چلا آتا ہے - ان دو طریقون کے مقابلہ سے یہ بات سمجھ مین آئی - کہ اول قدم سے عبارت وہی سلوک کا آغاز ہے حضرت ذات سے - اور اخیر قدم سے مراد سیر کا انجام ہے اُسی مرتبہ احدیت کو - اور سوائے اسکے دوسرے معنی جس مین شکل خوبی پیدا ہوتی ہو - غالباً ہرگز مراد نہ ہونگے - بیت

برق صفت غوشیا گام زدی سال ہا	لیک نہ رفتی ہنوز نیم قدم سوے او

جواہراین گزارش گوشوارہ سامع جویندگان معانی القاب باد

جو اصحاب اسرار خانہ تحقیق کے پردہ دار ہین - اور جو ارباب سراپردہ توحید کے محرم ہین - ان کا دستور ہے - کہ آواز اور الفاظ کے ذریعہ سے اپنی واردات کا اظہار - اصطلاحات مین کیا کرتے ہین - ان کے اصول اور اوضاع پر نظر اور قیاس کر کے لقب احرار کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان ہو سکتی ہے - کہ سلوک مین ایک مقام ہوتا ہے حفظ العہد کا جس سے مراد صوفیون کی اصطلاح مین یہ ہے - [۱] هُوَ الْوُقُوْفُ عِنْدَ مَا حَدَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِعِبَادِهٖ اور حفظ کی دو قسمین ہین (ایک) حِفْظُ عَهْدِ الرَّبُوْبِيَّةِ (دوسرے) حِفْظُ عَهْدِ الْعُبُوْدِيَّةِ حفظ عہد الربوبیۃ یہ ہے - کہ جمیع کمالات کی نسبت - رب کی طرف کی جاے - اور حفظ عہد العبودیۃ یہ ہے - کہ تمام نقصانات عبد کی طرف منسوب کئے جاوین - [۲] علی مانطق بہ القرآن مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ پس جس وقت موحد اور باصفا صوفی کو اذکار اور اشغال کی بدولت رعایت حفظ العہد کا حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے - اور اس حفظ کے آثار - صوفی مذکور کے تمام اوقات اور حالات کو پکڑ لیتے ہین - تو اس وقت حکمت اجمالی کا جمال اُس کی چشم بصیرت کو نظر آنے لگتا ہے - اور اجمالی حکمت سے مراد یہ ہے [۳] هِيَ الْعِلْمُ بِحَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ وَاَوْصَافِهَا وَاَحْكَامِهَا عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ وَارْتِبَاطِ الْاَسْبَابِ بِالْمُسَبَّبِ وَاَسْرَارِ انْضِبَاطِ نِظَامِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَالْعَمَلِ بِمُقْتَضَاهُ

اور بحکم [۴] مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا حکمت مذکور کی مفصلہ ذیل چارون قسمون پر بھی صوفی کو اطلاع دیدی جاتی ہے - یہ چارون قسمین ترتیب وار خیر کثیر مین داخل ہین -

---

[۱] اس مقام پر ٹھیرا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کے لئے محدود کر دیا ہے ۱۲ [۲] جیسا کہ قرآن پاک تعلیم فرماتا ہے - اے بندے اگر تجھ کو کوئی نعمت پہنچے تو سمجھ کہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر تجھ کو کوئی نقصان پہونچے - تو سمجھ کہ تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲ [۳] اجمالی حکمت کے مفہوم مین یہ چیزین داخل ہین: (۱) اشیا کی حقیقت اور اُس کے اوصاف و احکام جیسے اور جو کچھ ہین - اُنپر علم حاصل ہونا (۲) اسباب کا ربط مسبب کے ساتھ جو کچھ ہے - اُسپر علم حاصل ہونا (۳) نظام موجودات کس طرح پر منضبط ہے - اس کے اسرار پر علم حاصل ہونا - (۴) اقتضاے علم کے بموجب عمل کرنا ۱۲

[۴] جس شخص کو حکمت دی گئی - اس نے بیشک بڑی دولت پائی ۱۲

اول) الحكمة المنطوق بها وهي علوم
الشريعة والطريقة ـ

جس حکمت کی نسبت کلام کیا جا سکتا ہے۔ وہ شریعت
اور طریقت کے علوم ہین۔

دوسری) الحكمة المسكوت عنها وهي اسرار الحقيقة

جس حکمت کی نسبت کلام سے سکوت اولی ہے وہ
اسرار حقیقت ہین -
جس کو وہ لوگ علی ما ینبغی نہین سمجھہ سکتے ہین - جو استدلال و تقلید مین گرفتار ہین

كما روی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم
كان یمر فی بعض سكك المدینة ویتبعه
صحابه رضی الله عنهم فاقسمت علیه
امراة ان ید خلوا منزلها فدخلوا
ونارا مضطرمة واولاد المراة
حولها فقالت یا رسول الله الله
ارحم بعباده ام انا باولادی فقال
الله ارحم فانه هو ارحم الراحمين
قالت اترانی یا رسول الله احب
القی ولدی فی النار فكيف يلقی
الله عبیده وهو ارحم الراحمين
قال الراوی فبكی رسول الله صلی الله علیه
وسلم وقال هكذا اوحی الی

جیسے کہ روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ کے ایک رستہ مین چلے جا رہے تھے۔ اور آپکے ساتھ آپکے
بعض اصحاب بھی تھے رضی اللہ عنہم۔ آپ کو ایک عورت نے
قسم دی۔ کہ میرے مکان مین آپ جملہ اصحاب تشریف لے چلین چنانچہ وہان گئے
وہان جا کر دیکھا۔ کہ ایک آگ مشتعل ہے۔ اور اُس عورت کی اولاد
آگ کے گرد جمع ہے۔ عورت نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ اللہ جل شانہ
اپنے بندون پر زیادہ رحیم ہے۔ یا اپنی اولاد پر مین۔ آپنے فرمایا
نہین اللہ ہی زیادہ رحیم ہے۔ کہ وہ ارحم الراحمین ہے
پھر اُس عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ مین
اپنے کسی بچہ کو آگ مین ڈال دینا گوارا کرون گی (اگر مین گوارا نہین کرونگی)
تو اللہ جل شانہ اپنے غلامون کو کیسے آگ مین ڈالے گا کہ وہ تو ارحم الراحمین ہے
راوی کہتا ہے۔ یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے
اور فرمایا میرے پاس بھی وحی اسی مضمون کی آئی ہے۔

ی) الحكمة المجهولة وهی ما خفی
ینا وجه الحكمة كایلام بعض العباد
وت الاطفال والخلود فی النار
ب الایمان بها والرضا بوقوعه
عتقاد كونه عدلا وحقا۔

حکمت مجہولہ وہ حکمت ہے جس کی وجہ ہم لوگون سے
مخفی ہے جیسے بعض بندون کی تکلیفات
اطفال کی موت - اور دوزخ مین ہمیشہ رہنا
اس حکمت پر ایمان لانا - اس کے وقوع پر راضی ہونا
اور اس کو عدل اور حق کر کے ماننا اور عقیدہ رکھنا واجب ہے

هی) الحكمة الجامعة وهی معرفة

حکمت جامعہ مین یہ باتین داخل ہین (۱) حق کی

الحق والعمل بہ ومعرفۃ الباطل والاجتناب عنہ کما قال علیہ السلام اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ انک مجیب الدعوات

معرفت اور اوسپر عمل کرنا۔ (۲) باطل کی معرفت اور اُس سے اجتناب کرنا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اے میرے اللہ ہم کو حق دکہا اور اُس کا اتباع نصیب کر اور ہمکو باطل بہ علم دے اور اُس سے اجتناب بروزی کر بیشک تو دعاؤن کا قبول فرمانیوالا ہے

اب سنئے مطلب اصلی اس تمہید کا یہ ہے۔ کہ ہر دو مرتبہ کے حفظ کا ملکہ۔ اور چار رون حکمتین حاصل ہونے کی بدولت۔ صوفی مذکور[1] حجۃ الحق علی الخلق ہوجاتا ہے۔ جو عبارت انسان کامل سے ہے۔ اور خلافت کے مرتبہ کو پہونچکر حریت کا خلعت پہن لیتا ہے۔ حُریۃ۔ اصطلاح صوفیہ مین یہ ہے ھی الانطلاق عن رق الاغیار[2] اور یہ تین قسم پر ہے۔ (اولا) حریۃ عامۃ۔ یہ رہائی پانا ہے زندان شہوت سے (ثانیا) حریۃ خاصۃ۔ یہ ارادات کی قید سے آزاد ہونا ہے کہ فنا فی ارادۃ العبد فی ارادۃ الحق[3] (ثالثا) حریۃ خاصۃ الخاصۃ سالک کو جو نور الانوار کی تجلی مین اپنے تئین ہلاک کردینے کی آرزو۔ اور آرزو کی رسوم اور آثار کے ساتھہ دلبستگی رہتی ہے۔ اس دلبستگی سے نجات پانا۔ یہ تیسری قسم حریۃ کی ہے۔ اسکے بعد جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہین۔ اُس شخص کو جب ان حالات مین دوام اور قیام نصیب ہو۔ تو اُس کو احرار کہتے ہین۔

الحال فی اصطلاحھم مایرد علی القلب بمحض الموھبۃ من غیر تعمل واجتلاب کالرق والعتق والحزن والطرب والبسط والقبض ویزول بظہور صفات النفس سواء یعقبہ المیل اولا فاذا دام صار ملکۃ فسمی مقاما۔

اب اصطلاح صوفیہ مین یہ بات ہے کہ جو شے محض الٰہی بخشش سے بدون عمل اور کوشش کے قلب پر وارد ہوتی ہے جیسے غلامی۔ آزادی۔ غم۔ خوشی۔ بسط اور قبض اور وہ شے نفسانی صفات کے ظہور سے زائل ہوجاتی ہے۔ خواہ اُس کے عقب مین میلان ہو یا نہین یہ شے اگر دوام کے ساتھہ قایم رہے۔ تو اُسکو مقام کہتے ہین

بیان۔ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اصحاب ولایت کے القاب انکے مقامات کے اعتبار سے ہوا کرتے ہین۔ کیونکہ تعین القاب کی وجوہ مین سے یہ گزشتہ بیان ایک وجہ ہے۔

یاد برہان المحققین خواجہ ناصر الدین عبید اللہ

آپ لفظ خواجہ احرار کے ساتھہ نامزد تھے۔ خواجہ محمود ابن خواجہ شہاب الدین شاشی کے فرزند ہین۔ خواجہ

---

[1] خلقت کے اوپر حق کی حجت ہے [2] حریۃ۔ اغیار کی غلامی سے آزاد ہونا ہے۔ [3] عبد کا ارادہ حق کے ارادہ مین فانی ہوجانے سے ۱۲

بہاؤالدین خواجہ محمد نامی کے پوتے تھے۔ جو عالم متبحر ابوبکر محمد ابن اسمعیل قفال شافعی کے بزرگ دوستون میں سے ہیں
ابوبکر کشفی اور کسی علم میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے۔ احرار الاولیا کی والدہ ماجدہ۔ خواجہ داؤد ابن خواجہ
سا وند طہور ابن شیخ عمر باغستانی کی بیٹی ہیں۔ جن کا سلسلہ سولہ واسطون کے بعد امام عبداللہ ابن عمر ابن
پ تک پہونچتا ہے رضی اللہ عنہم۔ آپ کے پیر ارادت مخدوم العرفا مولانا یعقوب چرخی سنری تھے
ضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند کے بزرگ ترین خلفا مین سے ہین۔

ایہا السامعون آپ کے حالات کے بیان مین بہت سے ابواب ہین۔ کتاب رشحات مین آپ کے
ت تھوڑے سے ہی لکھے گئے۔ تھے۔ کہ کتاب مذکور کے تمام صفحے آپ ہی کے حالات سے بھر گئے۔ پھر اس صورت مین
ہمارا تم یہ محض نمونہ کے طور پر ما قل الاختصار ہے سوا۔ اجمالی دو تین حرفون اور عنوانی چند کلمون کے کب گنجائش
مکتی ہے۔ لہذا ہر ایک باب کا ایک نکتہ حوالۂ قلم کرتا ہون۔

آپ کی ولادت ماہ رمضان ہجری سنہ آٹھ سوچھ مین ہوئی۔ اور آپنے عمر اسی اور نو اسی سال کی پائی چوتھے
ل کے آغاز مین تعلیم کا تعلق قارس آلہی کے جناب مین تھا۔ آپ فرماتے تھے۔ بارہ سال کی عمر مین اپنی حالت پر
ل کر کے مین یہ تمیز کرتا تھا کہ الدجل شانہ نے کسی آدم زاد کو اس طور پر پیدا نہین کیا ہے۔ کہ وہ اپنے پیدا کرنے
سے غافل ہو سکے۔ آخرالامر معلوم ہوا۔ کہ یہ عقیدہ ازلی عنایت تھی۔ نیز آپ فرماتے تھے۔ جب مین مرزا شاہرخ
رمانہ مین ہری مین تھا۔ تو مجھکو ایک کوڑی کے بھی صرف کرنے کی استطاعت نہین تھی ایک روز بازار مین
گدا نے گدائی کے طور پر سوال کیا۔ اُس وقت میرے پاس ایک پرانی دستار تھی۔ مین نے پیچ (تلنے) آدھ یران ست
سار مینے ایک طباخ کو دی۔ اور کہا یہ پاک ہے۔ اور دیگ دھونے کے واسطے موزون ہے۔ طباخ نے گدا کو ایک
۔ کے لائق کھانا کہ ملا کر سیر کیا۔ اور دستار مجھکو واپس دیتا تھا مینے نہین لی۔ اور راستہ مین چل نکلا۔

سکتے ہین آپ کی خاطر عاطر کو حمام کی طرف قطعی میلان نہین تھا۔ وجہ دریافت کی گئی۔ تو جواب دیا۔ کہ مین آغاز
ل مین عوام کی خدمت کیا کرتا تھا۔ حمام کے اندر ایک ایک روز مین پندرہ سولہ آدمیون کی کیسہ ملی اور مالش جسم کر لیا
تا۔ ایک دفعہ حمام کی حرارت سے طبیعت بیمار ہوگئی تھی۔ اس سبب سے وہ حمام سے گریز کرتا ہے۔

ایک دفعہ آپ فرماتے تھے طریقۂ خواجگان مین قدس اللہ ارواحہم۔ ہمت اور عاطر مقتضاے وقت کے
ادا اسی مین مصروف ہوتی ہے۔ پس اگر کسی وقت مین کسی خدمت گزاری کے ذریعہ سے کسی مسلمان بھائی کو
راحت پہونچانا ممکن ہو۔ تو اس وقت مین ذکر اور مراقبہ کو کسی دوسرے وقت پر منحصر رکھنا چاہیئے کیونکہ

خدمت کا ثمرہ - دلون کے اندر مقبولیت پیدا ہوتا ہے - اور یہ مقبولیت ذکر و مراقبہ کے نتیجہ پر مقدم ہوتی ہے - اور
مدعو بعض اصحاب نے نفل عبادتون کو اخوان الصفا کی خدمات سے بہتر سمجھا ہے - یہ محض گمان ہی گمان ہے - ثمرات
مذکورہ کی تفاوت کی نسبت آپ یہ فرماتا تھا - کہ مینے اس طریق کو کسی کی تلقین یا تحریر سے اخذ نہین کیا ہے بلکہ خدمات
کے آثار سے تعلیم پائی ہے - کہ خدمت کی خاصیت کیا ہے - ہر ایک شخص کو بارگاہ قرب مین جداگانہ دروازہ سے
لیجاتے ہین - اور مجکو جو اس بارگاہ مین پہونچنا نصیب ہوا ہے تو خدمت کے دروازہ سے ہوا ہے - اس سبب سے
محبوب کی خدمت مجھے محبوب ہے -

مصنف رشحات نے لکھا ہے کہ آپ کا مال - منال - دیہات - اراضی - زراعت - گلہ - مویشی - اسپ
اور املاک یہ سب سامان شمار کے اندازہ سے باہر تھا - چنانچہ ایک روز آپ خود اپنی زبان صادق البیان سے فرماتے
تھے - سمرقند کے خاص مزرعون کی پیداوار سے سمرقندی سیر کے حساب سے اسی ہزار من غلہ میرے حاصلات کے عُشر
(دسوین حصہ) کا سلطان احمد میرزا کی کچہری مین میرے کارندے داخل کرتے ہین - نیز فرماتے تھے - کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی
ازلی عنایت سے میرے نقد اور جنس مین اچھی برکت اور افزونی دی ہے - کبھی ایسا ہی ہوتا ہے - کہ خرچ غلہ کی میزان
جمع کی میزان سے زیادہ آتی ہے - اور غلہ کے کوٹھون مین ابھی بہت سا غلہ ایسا ہے - کہ ترازو کے پلہ پر پہونچا ہی نہین ہے
نیز فرماتے تھے - کہ مین ایک زمانہ مین شہر ہری مین تھا - ایک روز شیخ بہاء الدین عمر کے مکان پر گیا - آپنے حسب
عادت دریافت کیا - کہ شہر مین کیا خبر ہے - مینے کہا - دو خبرین ہین - شیخ زین الدین اور اُنکے یار دوست کہتے ہین
ہمہ از دست اور سید قاسم اور اُن کے پیرو کہتے ہین - ہمہ اوست - فرمایا - اولین بات درستی کی کسوٹی پر چڑھی
ہوئی ہے - تھوڑی دیر بعد چند دلیلین اس راست گفتار کی تائید مین - اس طرح بیان فرمائین - کہ اگر اُن کے
مقدمات مین غور و تامل سے کام لیا جاوے - تو ہر ایک دلیل سے ثانی قول کے مدعا کا ثبوت پیدا ہو جاوے -
آپنے مضامین دلائل کی حقیقت بھی ظاہر فرمائی - کہ اس طرح پر ہے - پھر دوسری چند دلیلین بیان کین - اُن کا
بھی ایسا ہی حال تھا - یہ سب باتین سنکر بے تامل یہ بات ذہن مین آئی - کہ اولین قول کا اقرار - اور پچھلے
قول کا حقیقۃً اعتقاد بہتر ہے -

نیز فرماتے تھے - جب مولانا یعقوب کے دیدار سے میری آنکھین منور ہوئین - تو مولانا کے سلوک سے
مجکو اپنی نسبت ایسا کوئی خاص التفات معلوم نہین ہوا - جس کی وجہ سے دل کے اندر صورت شگفتگی پیدا
ہو - بلکہ مولانا ترش روئی سے پیش آئے اور اپنا ہاتھ نہین بڑھایا - فرمایا - ہم سے بیعت نہ کرو - اتنے مین مولانا کی

پیشانی پر میری نظر جا پڑی - تو ایک سفید داغ نظر آیا جس سے طبیعت کو خلقۃً تنفر ہوتا ہے - یہ دیکھکر میں نے لوازم بیعت ادا کرنے میں توقف کیا - مولانا نے جب میری صورت حال سے یہ معلوم کیا - کہ مجکو بیعت ہونے مین تامل ہے - تو فوراً خلع لبس کے ذریعہ سے اپنے تئین ایک جمیل صورت مین ظاہر فرمایا جس کے دیکھنے سے بے قابو ہوگیا - اور اپنا ہاتھ آستین کے اندر سے نکال کر مراسم بیعت ادا کئے۔

قرآن پاک کی ایک تفسیر ہے (رشحات نام - اُس کے ایک رشحہ مین لکھا ہے - ایک روز آیۃ کریمہ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْهُمْ[له] کی تاویل مین آپنے (خواجہ سے) فرمایا - مراد یہ ہے - کہ صوفی ہمیشہ ذات مطلوب کو واحد تصور کرتا رہے - اور انواع و اقسام کی صفات جو بکثرت دیکھتا ہے - اُن سے گزر جاوے - تم کلامہ حرف ثم جو تراخی کے واسطے موضوع ہے - اس آیۃ کریمہ مین دیکھکر راقم گلزار کے ذہن مین یہ بات آتی ہے - کہ صوفی تخلق اور تبدیل کے بعد ایک مدت پیچھے - اس توحید کے مرتبہ کو پہونچتا ہے - اور ایسی تدریج سے مرتبہ توحید کو پہونچنا - محقق سالکون کا طریقہ ہے - اور بلا توقف فوراً مرتبہ توحید کو پہونچنا - جذبہ کی علامت - اور مجذوبون کی عادت ہے - لَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ[عه]۔

احرار الاولیا کی بیماری کا آغاز یکم محرم ہجری سنہ آٹھ سو چانوے کو ہوا - اور آپ کی رحلت اسی سال کی یکم ربیع الاول کو ہوئی - یہ عجیب لطیفہ اور لطیف نکتہ ہے - کہ جس قدر آپ کی حیات کے سال تھے - یعنی اسی اور نوتو اسی شمار مین اُسی قدر آپ کے ایام مرض ہی آئے - یہ جو حدیث ہے حُمّٰی یَوْمٍ[عه] کَفَّارَۃُ سَنَۃٍ اس سعادت سے آپ کو شرف حاصل ہوا - آپنے دو خلف اپنے قایم مقام چھوڑے - جو آثار سلف سے آراستہ - خلافت و ہدایت کے واسطے شایستہ - اجازت و خدائی تقرب کے لائق تھے - سب سے بڑے خواجہ محمد عبد اللہ تھے - جو خواجہ کلان - اور خواجگان خواجہ کے نام سے مشہور ہین - دوسرے خواجہ محمد یحییٰ ہین - آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے - حضرت حقائق پناہی مولوی سے منقول ہے - کہ فرماتے تھے - جو بڑے ہین - وہ علم و فضیلت مین بہت بڑے ہین - اور جو سجادہ نشین ہین - وہ جذبہ حالت - اور ولایت کے جلال مین سب سے آگے ہین۔

راقم رشحات لکھتے ہین جس زمانہ مین خواجہ محمد یحییٰ ہرات مین تشریف لائے تھے - اُس زمانہ کا ذکر ہے - ایک روز

له - اے پیغمبر کہ دو - کہ (وہ کتاب) اللہ ہی نے (اتاری تھی) پھر اُن کو پڑے جھک مارنے دو ۱۲ عه اللہ کے سوا اس کا اصلی مطلب کسی کو معلوم نہین ۱۲ عه ایک یوم کی تپ ایک سال کا کفارہ ہوتی ہے - ۱۲ -

خواجہ باتفاق حضرت حقائق پناہی - مولانا محمد روحی کی ملاقات کے واسطے گئے تھے - مین بھی ہمرکاب تھا - صاحب مکان (مولانا محمد روحی) نے نہایت ادب بکمال بتلو مہمان عزیز کے ساتھ کیا - اور تواضع وتعظیم سے بہت کچھ گرما گرمی ظاہر فرمائی - لیکن ہم نشینی کا تمام وقت - طرفین کی خاموشی مین گزرا - مین دوسرے روز تنہا مولانا کی خدمت مین گیا - تو ظاہر و باطن کی آراستگی کے متعلق حضرت خواجہ کی تعریف حد سے زیادہ فرمائی - جب لوٹ کر خواجہ کی خدمت مین آیا - تو سنی ہوئی باتین مجمل طور پر مینے ظاہر کین - خواجہ نے فرمایا کل کے روز مین آپ کی صحبت مین اپنی فنا اور مولانا کے اثبات مین مشغول تھا - میری تعریف جو مولانا فرماتے ہین - یہ درحقیقت مولانا کی ہی تعریف ہے - کیونکہ اُس وقت مجھ مین مولانا کی ہی حقیقت جلوہ گر تھی -

سجادہ نشین احراریہ کے جملہ واقعات اور حالات کتاب رشحات مین مصنف نے جیسا جیسا موقع اور وقت پایا ہے - تفصیل کے ساتھ لکھے ہین - یہان پر حضرت کی شہادت کے متعلق مجملاً لکھتا ہون - احرار الاولیا اکثر خلوتون مین خواجہ محمد یحیی سے امیر المومنین ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ کے وقایع کا ذکر کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے - کہ تمہاری روح کو شہید دشت کربلا کی ولایت اور شہادت کے ساتھ کامل نسبت ہے - کہتے ہین جب آپ کے پدر بزرگوار حقیقی محبوب کے باغ کو چلے گئے - تو چند روز بعد شاہ بیگ خان نے پرگنہ سمرقند ضبط کر لیا اور ہجری سنہ نو سو چھ کے اولیں عشرہ محرم مین جمعہ کے روز حضرت خواجہ محمد یحیی سے مواخذہ اور مطالبہ کر کے جو کچھ نقد وجنس مکانات مین تھا سب سرکار مین خالصہ کیا - اور دیہات - اراضی - اور تمام مزرعے سرکاری نوکرون کے سپرد کئے - اور اُن کا قبضہ ہو گیا خواجہ کو انتظار تھا - کہ شاید عاشورہ کے روز شہادت کا واقعہ بھی وقوع مین آکر دائمی آرام مل جاویگا - مگر ایسا نہین ہوا - اس درمیان مین خان نے حکم دیا - کہ آپ مع فرزندون - مریدون - اور متعلقین کے خراسان کو چلے جاوین - خلاصہ یہ ہے - کہ آپ کریمنہ کے راستہ سے خراسان کو روانہ ہوئے - جب آپ تاشقند سے نکل گئے اور محرم کی تاریخ بھی دس سے آگے بڑھ گئی - تو خواجہ کو حیرت ہوئی - اور حیرت سے انقباض خاطر پیدا ہوا کہ حضرت والد ماجد کا کلام صادق تو یحیی کی شہادت پر دلالت کیا کرتا تھا - اور یہان تعویق نظر آرہی ہے - نہ معلوم - اس مین کیا حکمت ہے - اللہ اعلم[ف] اسی خیال مین تاشقند سے دو تین منزل آگے گئے - ناگاہ صحرا مین ازبکون کی ایک فوج نے آکر ظلم و زیادتی شروع کی تیغ و تیر چارون طرف سے پڑنے لگے - بالآخر فوج مذکور نے خواجہ محمد یحیی کو اور اُن کے دونون فرزندون خواجہ محمد زکریا - اور خواجہ عبدالباقی کو اُس صحرا مین شہادت اور مظلومی

ف - اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے ۱۲

کے درجہ کو پہونچایا - تینون نسبی اور حسبی بزرگون کی نعش - خواجہ کفشیر کے محلہ مین لاکر ملّایون کے احاطہ کے اندر خواجہ احرار الاولیا کے جوار مین دفن کی گئی -- اور قبر بنادی گئی - خواجہ شہید کا ایک لڑکا رہا ہے - خواجہ محمد امین نام ہے خدا کرے - اُس کی بزرگ اولاد جہان مین بہت سی ہو۔

انجمن خلفائے کامگار احراریہ قدست اسرارہم

مولانا سید حسن - آپ خلفاے احراریہ مین سب سے زیادہ نیک - سب سے زیادہ عالم - اور سب سے زیادہ پیش رو ہین - کہتے ہین - ایک روز زمانہ طفولیت مین - آپ کے پدر بزرگوار - آپ کو - قدم بوسی کے لیے - خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت مین لے گئے تھے - اتفاقاً مجلس اقدس مین شہد کا پیالہ رکھا ہوا تھا - مولانا از روے خواہش جو زمانہ طفولیت کو لازم ہے - شہد کی طرف دیکھنے لگے - اِس درمیان مین حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا - صاحب زادہ - تمھارا کیا نام ہے - جواب دیا - شہد - خواجہ نے تبسم فرما کر کہا - چھوٹے سے عنصر مین کامل قابلیت اور صحیح قبولیت عطا کی گئی ہے - صرف اتنی سی بات پر - کہ اُس کے دہن نے شہد کا مزہ حاصل کیا ہے - ایسا شہد کے خیال مین مشغول ہے - کہ اپنا نام شہد مین گم کر کے - شہد کے سوا کوئی نام زبان پر نہین لاتا ہے - اگر اِس کی جان مین شہد سے زیادہ شیرین چیز کی چاشنی پہونچائی جاوے - تو ضرور اِس کی توجہ اور استغراقی کیفیت اُس مین زیادہ ہوگی - لاریب فیہ[ؐ] خواجہ احرار الاولیا نے اُس وقت آپ کو آپ کے پدر بزرگوار سے لیکر اپنی تربیت اور ہمت سے فیض بخشا - اور درسی علوم اور معنوی نور کی تحصیل کے واسطے باعث ہوئے مصنف رشحات نے لکھا ہے - خواجہ احرار الاولیا سلاطین زمانہ کے ساتھ اختلاط رکھا کرتے تھے - اور اس اختلاط کی وجہ سے درویش لوگ آپ کے فیض صحبت سے محروم رہتے تھے - ایک روز اِس اختلاط کے بارہ مین اس درویش کے دل پر گرانی کا اثر پیدا ہوا - اور قریب انھین ایام مین مولانا کی خدمت مین جانے کا اتفاق پیش آیا - آپ چند بزرگون کے ساتھ بیٹھے ہوئے - احیاء العلوم کی تصحیح کر رہے تھے اُس کو چھوڑ کر درویش کی طرف متوجہ ہوئے - اور تقریب پیدا کر کے فرمایا -

"ایک دفعہ ایک عالم خواجہ احرار الاولیا کے حضور مین حاضر تھے - خواجہ نے اُن کا اندرونی خدشہ معلوم کر کے"
"دریافت کیا - بادشاہون سے اور حاکمون سے جس شخص کے ملنے مین بہت سے بیکس غریبون کی آرزوئین پوری ہون اور بہت سی"
"گرفتار مظلوم رہائی پا دین - اُس شخص کا کسی پہاڑ کے گوشہ مین بیٹھنا اور نفل عبادت مین اور طالبان علم کی"
"تربیت مین مشغول ہونا کیسا ہے - اور اُس کی حقیقت اور حالت کے اعتبار سے مذکورہ بالا دونون طریقون مین سے"

[ؐ] اِس مین کوئی شک نہین ہے ۱۲۔

گوشئہ طریقہ کا اختیار کرنا اولیٰ اور اہم ہے۔ جواب دیا۔ ارباب دولت سے ملنا۔ اور عاجز غریبون کی حمایت کرنا"
آپ خواجہ نے تبسم کرکے فرمایا۔ اگر آپ ظاہر مین ایسا فتویٰ دیتے ہین۔ تو اس حکم کے عامل کی نسبت
باطن مین اعتراض نہین کرنا چاہیئے"
حضرت مولانا نے دریں۔ سے وکر خاطر پر اطلاع پاکر سر الذکر سرگذشت بیان فرمائی۔ اور پیدا شدہ
گرانی دل سے دور کردی۔

دیگر مولانا قاسم آپ کو سلطان الاولیا کہا کرتے تھے۔ چونکہ پیر کی پیروی مین اور فنا فی الشیخ ہو
مین آپ نے کوشش بہت کچھ کی تھی۔ اسواسطے آپ کی ذات مین شمول سایہ خود داری تھی ہی نہین سلوک
کے رتبا مین آپ کا توحیدی استغراق غالب تھا۔ جناب حقائق پناہی خواجہ احرار الاولیا کے بیان اصحاب
مین سے۔ مولانا قاسم کی برابر کسی کے بھی معتقد نہ تھے۔ اور آپ کی تعریف جدا اور ملا مین بہت کچھ فرمایا
کرتے تھے۔ تاریخ چھٹی ذی حجہ ہجری سنہ آٹھ سو اکیانوین کو۔ غروب آفتاب کے وقت۔ آپ کے عنصری برج کا
آفتاب وصال کے افق مین غروب ہوگیا۔ لفظ **فیاض تاریخ رحلت** ہے۔

دیگر میر عبدالاول۔ آپ نشاپور سے آکر ماوراءالنہر مین خواجہ احرار الاولیا کی خدمت سے
مشرف ہوئے تھے۔ در خواجہ کی ملازمت میں۔ بکر بر ربط اور طریقت ان دونون کو استوار کیا تھا۔ مولانا
واعظ کاشفی تخلص جن ایام مین کہ رسمی فنون کی تحصیل نیشاپور مین کر رہے تھے۔ میر کے ساتھ ہم سبق
اور ہم حجرہ تھے۔ مولانا حسین کے بیٹے مولانا فخرالدین علی صفی۔ لکھتے ہین۔ کہ آپ سابقہ پدری شناسائی
کا خیال کرکے میرے ساتھ کمال توجہ فرمایا کرتے تھے۔ نیز مولانا فخرالدین۔ میر سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا
تھے جب مین حضرت خواجہ کی ملازمت سے سرفراز ہوا۔ تو مینے سات برس کامل ریاضت طریقت مین صرف
کیے۔ اس مدت مین خواجہ بظاہر مطلق میرے حال پر متوجہ نہین ہوئے۔ بلکہ دُکھ درد جو صادق دردمندوں
عصب۔ مین برداشت کیا کرتا تھا۔ اور صبر۔ تحمل۔ اور توکل اختیار کرکے معتقدانہ اپنا اعتقاد درست رکھتا
تھا۔ جب برداشت کی طاقت نہین رہی۔ تو ایک روز حجرہ مین پاؤن پھیلا کر جا پڑا۔ سر اور منہ ننگی کے
ڈھک لیا۔ اپنے تئین لعنت ملامت کرنے لگا۔ اور ناصحانہ اپنے تئین تسلی دیکر کہا۔ عبدالاول۔ اس دنیا
اندر جیسے آدمی ایسے ہین۔ جو ولایت اور قرب کی دولت سے بے بہرہ ہین۔ تو بھی انہین مین شامل ہو
جہاد اور محنت کے برداشت کرنے مین جس قدر انسانی طاقت تھی وہ تو کام مین لاچکا۔ مگر کوئی کشود کار نہیں

ہوئی - اسی قسم کی پشیمانی کی باتین کرتے ہوئے - ایک لحظہ نہین گزراتھا - کہ حجرہ مین پانون کی آہٹ معلوم
ہوئی چونکہ مین دریائے غم کے اندر ڈوبا ہوا تھا آہٹ کی طرف ملتفت نہ ہوکر بدستور پڑا رہا - اتنے مین یکایک
پیر بزرگوار کی یہ آواز آئی - عبداللاول آرام کے ساتھ سوؤ - تمہارے تمام کام کامل طور پر درست ہو گئے ہین - یہ
سنکر مین مضطربانہ اُٹھ کھڑا ہوا - کیا دیکھتا ہون حضرت خواجہ حجرہ سے باہر تشریف لیے جاتے ہین - مین محروم
عاشقون کی طرح بیتاب ہونے لگا - اس کے بعد مجکو راہ طلب مین دوبارہ استقامت اور رسوخ حد سے زیادہ
نصیب ہوا - یہان تک کہ ماہ ذی حجہ ہجری سنہ نوسو بانچ آگیا - اسی مہینے مین آپنے عالم شہادت سے کوچ
فرمایا ہے - عالم شہادت سے کوچ - سفر وجود کے آخرین منزل - اور وحدت کی لامکان کا اولین مقام ہے -
اور یہی اصلی وطن ہے - اسی کی طرف جانا ہوتا ہے -

دیگر مولانا جعفر - آپ عالم - عامل - عارف - عاشق - اور کامل تھے - بیخودی اور بیخودیت - افاقہ
وبہوش پر - اور خاموشی بگویائی پر غالب تھی - ایک روز آپ کہتے تھے مین شروع شروع مین - رسمی علم کی تحصیل
سے افسردہ خاطر تھا - اور طریقہ فقرا کی طرف - طبیعت کی کشش تھی - ایک رات خواب مین خواجہ احرار الاولیا کی
ملازمت حاصل ہوئی - مینے دریافت کیا کہ بندہ کب خدا کو پہونچتا ہے - فرمایا - جب اپنے تئین فنا کر دیوے - جب
مین خواب سے بیدار ہوا تو دل بیحال اثر تھا - علی الصباح حجرہ سے نکلکر - آپ کی ملازمت کے ارادہ پر روانہ ہوا - جب قدم
بوسی حاصل کی - تو فرمایا مولانا جعفر - بندہ خدا کو کب پہونچتا ہے - جب وہ بندگی مین اپنے تئین فنا کر دیوے - اور
آپنے مولوی معنوی کی یہ بیت پڑھی - بیت -

چون تو نبودی کہ بود جملہ خدا بود وبس	چون تو نماندی کہ ماند جملہ خدا اے گدا

القصہ آپ کا آخرین سفر ہجری سنہ آٹھ سو ترانوین کے کسی مہینے مین ہوا ہے - اُس وقت تک طریقت کے سلوک
مین آپنے کوئی دقیقہ نامرعی نہین چھوڑا - بالآخر فقر و فنا کے عنصری خرقہ کو خلعہ اور بقا کی خلعت سے تبدیل کر کے عالم علوی
کو رحلت فرما گئے -

دیگر مولانا برہان الدین ختلانی آپ عالم متبحر تھے - آغاز جوانی مین مختلف علوم کی تحصیل کمال
کو پہونچائی تھی - لوگ سمرقند مین دو شخصون کو مادرزاد عالم کہا کرتے تھے - ایک مولانازادہ مولانا عثمان - دوسرے برہان
الفضلا ختلانی - کہتے ہین - آپ علی الاتصال چالیس سال تک خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت سے خداشناسی کی تحصیل کرتے
رہے - اور آپ کو ایک لحظہ بھی جدائی کی طاقت نہین تھی - ہجری سنہ آٹھ سو ترانوے مین مولانا جعفر کی رحلت سے

اٹھہ روز پیشتر۔ آپ کے آخرین سفر کا سامان ہوگیا تھا۔

دیگر مولانا لطف اللہ ختلانی ۔ آپ مولانا برہان الملۃ ختلانی کی بہن کے بیٹے ہین۔ علوم شریعت اور طریقت کے گویا آپ مالک تہے۔ اور بسط وبشاشت کی اعلیٰ درجہ کی صفات آپ کی ذات مین پائی جاتی تہین آپکے دہان مبارک سے کلام لازمی طور پر تبسم آمیز نکلا کرتا تھا۔ آپ کہا کرتے تہے۔ خواجہ احرار الاولیا کی خدمت مین میری بیعت ہونے کا قوی ترین سبب یہ ہے۔ کہ مینے اپنے وطن مین ایک رات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دل ربا صورت اور جان بخش ہیت کے ساتھ عالم مثال مین مشاہدہ کیا تھا۔ فوراً دل وجان سے اُس نورانی شکل کے جمال پر فریفتہ ہوگیا۔ چند روز بعد مین نے ایزدی مشیت کے موجب حضرت خواجہ کی ملازمت حاصل کی۔ تو ایک روز فرمایا۔ جو سعادت مند لوگ ہین۔ وہ حضرت سید المرسلین علیہ وعلیہم السلام کو خواب مین مختلف لطیف لطیف صورتون کے ساتھ دیکھتے ہین۔ اثناے کلام مین نگاہ میری طرف فرمائی جناب سرور عالم علیہ السلام کی اُسی مثالی صورت کا جلوہ میری نظر مین آگیا۔ جو مجکو عالم خواب مین نظر آیا تھا اور یہ تماشا میری گرفتاری کے لئے زنجیر بنا۔ اور خواجہ کی دوام منوری کی بدولت علی صورتون کے کمال کو پہونچا۔

دیگر مولانا شیخ ۔ تزکیہ۔ تہذیب۔ تصفیہ۔ اور ترتیب یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تہین پیر بزرگوار کی سرکار مین ملکی اور مالی کامون کے انتظام بہت کچہ تو آپ کی رائے پر منحصر تھا۔ ایک روز سلسلہ احراریہ کے بہت سے بااعتقاد مرید خواجہ کفشیر کے محلہ مین جمع تہے۔ اور باہم راز ونیاز کی باتین کر رہے تہے۔ شدہ شدہ سلسلہ کلام کا خواجہ احرار الاولیا کے عجیب وغریب تصرفات اور کرامات کے بیان مین جا پہونچا۔ چنانچہ ہر ایک مرید اس بارہ مین کوئی نقل یا کوئی روایت پیش کرتا تھا۔ مولانا شیخ۔ اس جلسہ مین خاموش۔ اور سب کی باتین سنتے مین مزا پاکر ہے تہے۔ جب حاضرین کے دل مین مولانا کے کلام سننے کی بے انتہا آرزو ہوئی۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ آپ لوگ خواجہ کے عالم اجسام کے تصرفات کا اجرا بیان کرتے ہین۔ لیکن عالم ارواح کے تصرفات مین سے ایک حرف بہی زبان پر نہین لائے جملہ حاضرین نے کہا۔ ہم لوگون کی کیا مجال ہے۔ اس قسم کا کلام۔ مولانا کی فصیح البیان زبان سے ہم سننا چاہتے ہین۔ مولانا نے فرمایا جب شروع شروع مین کمال کوشش سے کسی قدر مجہہ پر ثمرات کوشش کا ظہور ہونے لگا۔ اور خواجہ کی پرورش سے روز بروز خیر وخوبی اپنا رنگ جمانے لگی۔ تو خواجہ نے مجکو زراعت کے کامون کا انصرام کرنے کے واسطے مقرر فرما دیا تھا اور یہ ظاہری کامون کی مصروفیت باطنی عمل مین فتور آنے کا باعث ہوئی۔ اس سبب سے مینے موقع تلاش کرکے۔ خلوت مین شرف حضوری حاصل کیا۔ اور جا‌ہا

ہی تہا - کہ اپنی پریشانی اوقات کا حال کچہ عرض کرون - کہ حضور نے بے ضمیر پر علم باکرارشاد فرمایا - کہ اس خانوادہ کے کاروبار کی بنیاد اور اصل کلی **خلوت در انجمن** ہے - اور نیز غیرون سے طریقہ کو مخفی رکہنا - کیونکہ غیرت دار محب اپنے محبوب کا حجاب پسند کیا کرتا ہے - اور ظاہر کامون مین مشغول کے سوا - اخفائے طریقہ کے واسطے کوئی اور ہیچ نہین ہے - پہر مینے چاہا - کہ یہ عرض کرون - ان دونون عظیم الشان باتون کے جمع کرنے کا میرا حوصلہ نہین ہے - فرمایا - مردانہ قدم رکہو - حق تعالیٰ امیدون کا پورا کرنے والا ہے - اس اثنا مین حضور نے میری کمزوری اور نایابی پر نظر عنایت فرمائی - ایسی توجہ ڈالی - کہ جو شے عمل اور تکلف کے ساتہ گاہے ماہے میسر ہوتی تہی - وہ باطن پر حملہ کرکے آئی - اور ہمیشہ بنی رہی - چنانچہ اس کے بعد وہ شے کسی امکانی ضروری حالت مین بہی دل سے زائل نہین ہوئی -

دیگر مولانا ابو سعید اوبہی - آپنے اولیاء اللہ کی طرح - علم کی عروس کا عمل کے نوشہ کے ساتہ عقد کیا تہا - اور اس سبب سے آپ بہت ثوابون کے امیدوار تہے - پینتس سال کی عمر مین خواجہ احرار الاولیا کے حضور مین آمد و شد رکہتے تہے - کہتے تہے - حضور کی باعظمت خدمت مین تعلق پیدا ہونے کا سبب یہ ہوا - کہ مین مرزا الغ بیگ کے مدرسہ مین رسمی علوم کی تحصیل کمال کوشش سے کر رہا تہا - یکایک بلا سبب ظاہر - رسمی علوم کی طرف سے میرے دل پر ایک کدورت پیدا ہوئی - مینے بے اختیار ہوکر مدرسہ چہوڑنے کا عزم کرلیا - اتنے مین ایک آشنا ملا - مینے پوچہا - کہان سے آتے ہو - اُس نے جواب دیا - شیخ الیاس عشقی کی خدمت سے آتا ہون - جو کوہ نور مین رہتے ہین - مین اُسی وقت کوہ نور کی طرف سیدہا ہولیا - راستہ مین خواجہ احرار الاولیا کے مدرسہ پر سے گذر ہوا - یہ وہ وقت تہا - کہ حضور سواری سے اُتر کر اپنے مدرسہ کے دروازہ پر کہڑے ہوئے تہے میرے دل مین آیا - کہ ان بزرگوار کی ملازمت حاصل کرکے کوہ نور کو چلنا چاہیے - جب مین حضور کی خدمت مین حاضر ہوا - تو خواجہ نے فی الفور یہ بیت پڑہی **بیت**

درکوہ چہ میروی بمن باش
امروز معاذ در جبل نیست

مضمون بیت سننے سے مجکو حیرت پر حیرت ہوئی - اپنے دل مین کہا - اگر اس بیت مین خواجہ نے میرے حسب حال خیال فرمایا ہے - تو ضرور ہے کہ خواجہ یہ بیت بار دیگر بہی پڑہینگے - ہنوز میرے دل مین یہ بات پوری آئی بہی نہین تہی - کہ خواجہ کی زبان مبارک پر میرا نام آیا - باوصفیکہ خواجہ کو پیشتر معلوم نہ تہا - اور فرمایا - تمنے یہ بیت جو شیخ کمال کے اشعار مین سے ہے - اور پہر پڑہی - پس یہ کرامت میری گرفتاری کا اولین سبب ہے

جو آپ کے پاس رہتے ہیں۔ مولانا نے بنا بر تعمیل حکم۔ اُس نقد کو لیکر اپنے اصحاب کی وجہ معاش کے انتظام میں خرچ کیا۔

دیگر مولانا خواجہ علی تاشقندی آپ درگاہ احراریہ کے خادمان قدیم اور کاربرداروں میں سے ہیں جب سلوک کا آغاز ہوا۔ تو قبول و اقبال کا خلعت تاشقند میں ملا۔ آپ کہتے تھے جس زمانہ میں پیر بزرگوار نے خراسان سے اپنے وطن مالوف میں آکر زراعت کا کام شروع کیا تھا۔ اُس وقت میری عمر بیس سال کی تھی۔ کہ میں حاضر ملازمت ہوا۔ خواجہ احرار الاولیا میرے حال پر بہت کچھ عنایت اور التفات فرماتے تھے۔ اُن ایام میں طالبان علم نے جو ہوس میں ڈوبے ہوئے تھے۔ یہ کہکر مجکو فریفتہ کیا۔ کہ تحصیل علوم کے اسباب سب مہیا ہیں۔ لہٰذا علوم حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اُن کی تحریک سے میں سمرقند کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر چونکہ آستانہ پیر سے صریح اجازت لیکر روانہ نہیں ہوا تھا۔ پہلی ہی منزل میں ایسا مرض پیش آیا جو مانع سفر ہوا۔ ایک قدم بھی آگے چلنے کی طاقت میرے پاؤں میں نہیں رہی۔ بالآخر بازگشت کی نیت کی اور نیت بازگشت کے ساتھ عافیت نے بھی بازگشت کی۔ میں تاشقند سے جس قدر نزدیک ہوتا جاتا تھا اُسی قدر ضعف مجھسے دور بھاگتا جاتا تھا۔ **القصہ** اپنے معمولی حجرہ میں جب پہونچا ہوں۔ تو کمال تندرستی کی حالت میں تھا۔ نہایت انفعال کے ساتھ قدم بوس ہوا۔ پیر نے اول اول تو غصہ ہو کر چلے جانے اور لوٹ آنے کے تمام واقعات میرے سامنے بیان فرمائے اور اظہار عتاب کیا۔ مگر آخر کار مرحمت اور عاطفت کے سایہ میں دونوں جہان کے رنج و غم سے مجکو نجات بخشی۔

دیگر شیخ حبیب تاجر تاشقندی۔ معرفت اور حقیقت بالکل آپ کا شعار تھی۔ اور آپ سر تا پا پشت خدمت۔ اور پسندیدہ کار تھے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ[1] کے گروہ کے ساتھ آپ کو نسبت تھی۔ شہر تاشقند کے لنگر کا کھانا۔ اور نیز یہاں کے مخلصوں اور متعلقوں کے خوان کی ترتیب ان خدمات کا انصرام۔ آپ کے سپرد تھا۔ آپ کی کوشش اور تجربہ سے یہ مہمات انجام پاتے تھے۔ آخری دم تک خواجہ احرار الاولیا کے خوان فیض سے معرفت اور قرب کا وظیفہ جاری رہا۔

دیگر مولانا نور الدین تاشقندی۔ آپ آغاز شباب سے۔ بلکہ خردسالی سے ہی۔ خواجہ احرار الاولیا کی محبت کا تصور اپنے دل میں رکھا کرتے تھے **شعر**

فصادف قلبی خالیاً فتمکنا		اتانی هویها قبل ان اعرف الهوی[2]

[1] ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہیں کرنے پاتی ۱۲۔

[2] میرے پاس اُس کی محبت آئی قبل اس کے میں محبت کو پہچانوں اور چونکہ میرا قلب خالی تھا۔ اُس میں گھس گئی۔ اور قیام اختیار کر لیا

بالکل آپکے حسب حال ہے - وبائے اولین سال مین کہ ہجری سنہ آٹھ سو چالیس تہا - نیلے رنگ کا دانہ جو علامت طاعون تہی - خواجہ احرار الاولیا کے بائین پہلو پر برآمد ہوا - مولانا نورالدین نے اس دانہ کو اپنے اوپر لے لیا - اور اپنے تئین خواجہ پر فدا کیا - اسی وقت وہ دانہ مولانا کے پہلو پر منتقل ہوگیا - اور خواجہ کی صحت لوٹ آئی - تین روز بعد مولانا کوچ فرما گیے -

دیگر مولانا زادہ اترازی نامی - آپ کا نام محمد عبداللہ ہے - آپ بیان کرتے تہے - بہت مدت تک ملازمت کرنے کے بعد میرے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ خواجہ دوسرے لوگون کی طرح مجکو بلند نہین فرماتے ہین - میری نیت پر خواجہ کو اشراف ہوا - علم حاصل ہوگیا - تو فرمایا - ذکر کا سبق دوسرون کے مناسب ہے - اور تمہاری استعداد تو کمال لطافت مین اور نہایت بلندی پر ہے - تم تعلیم ذکر کے محتاج نہین ہو - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ آپنے خواجہ کی خدمت مین ظاہری اور باطنی کمالات حاصل کرکے - حج کی اجازت لی - اور حرمین شریفین **زادہما اللہ شرفًا** کی زیارت کرکے سعادت دارین پائی - وہان سے آپ صوبہ شام مین تشریف لائے - دوران اطراف کی سیر کرکے شہر دمشق مین اقامت فرمائی - اس ملک مین آپکے پاس جویندگان طریقت اور سالکان سلوک الی اللہ رجوعات رکہتے تہے - اور آپ وہین بہ سبب عالم علوی کو رحلت ہوئے -

دیگر مولانا ناصر الدین اترازی - آپ مولانا زادہ کے چہوٹے بہائی ہین - ولایت احراریہ کا ستارہ طلوع ہوا ہی تہا - اور ہنوز اس ستارہ کی عالمگیر شعاعین مشرق والون کی آنکہون مین پہونچی نہین تہین - کہ خواجہ کی عجیب و غریب خبرین اور کرامتین سنکر مین کمال اشتیاق دل کے ساتہہ خواجہ کی طرف متوجہ ہوا - باوجودیکہ وطن مین ایک حسین منظر کے ساتہہ میری آنکہہ لڑی ہوئی تہی - اور دل **تعلق عشق** رکہتا تہا - مگر اسیر ہی تاشقند کو روانہ ہو ہی گیا - ان ایام مین خواجہ احرار الاولیا باغستان مین تہے - جو تاشقند کا پہاڑ ہے - چند روز بعد موسم بہار آیا جو عشق و محبت کے سلسلہ کا محرک ہوتا ہے - ادہر جوان محبت کے شورش و ولولہ اور ادہر پہاڑ کی شادابی - ان باتون نے دل کو پریشان کردیا - میں نے چاہا - کہ رخصت مانگون - مگر ہمت نہین آئی - نہایت تنگ دل ہوا - ایک روز خواجہ کے ہم رکاب بادصفیہ دل بہلانے - تہا - ایک صحرا کی سیر کو چلا گیا - وہان پر ہم سب ایک کہیت مین پہونچے - جہان لالہ زار کہلا ہوا تہا - حضرت نے ایک شاخ سے لالہ کا پہول توڑ کر میرے ہاتہہ مین دیا - اور جو باتین میرے دل مین مخفی تہین - تمام و کمال اپنی زبان مبارک سے میرے سامنے ظاہر فرما دین - مین مذکورہ بالا نہانی راز سنکر سر سے پائون تک عرق خجالت مین غرق ہوگیا - اسی وقت حضرت نے بنظر التفات میرے اوپر ایسی نوازش فرمائی - کہ اسی طرفۃ العین مین جوان منظر کا عشق پیر کی محبت سے تبدیل ہوا - اور بہ اطمینان خاطر خواجہ کی خدمت مین حاضر رہ کر دینوی اور اخروی سعادت حاصل کی -

غرض جب خواجگان سلسلہ نقشبندیہ بالخصوص احراریہ کے وجد- معرفت - مقامات - اور کرامات کے حالات قدس اللہ اسرارہم مصنف رشحات تفصیل کے ساتھہ لکہ چکے ہین - تو پہر اجمالی قلم سے تہارا دوبارہ لکہنا بالکل بیکار ہے چونکہ اس اعتراض کا رفع کرنا مجھہ مجمل نویس کی طاقت سے باہر ہے - لہذا عذر و معذرت کے طور پر اپنی حقیقت حال کے دو تین حرف سامعین کی خدمت مین عرض کرتا ہون اس لکہنے سے مقصود ان اصحاب کے ماجرا کا بیان کرنا نہین ہے - بلکہ اُن کے ذکر شریف کو اپنی کتاب کی مقبولیت کا ذریعہ سمجھکر جرأت کی ہے **بیت**

شکر وصال و شکوہ ہجران نہ کار ماست	جان را بہ نام دوست سپردن شعار ماست

اس بنیاد پر مینے ان حضرات کے اسماے گرامی کو کتاب کا عنوان - اور اپنے تذکرہ کا طغرا - اور کتاب کو بجاے فہرست قرار دیا ہے - تاکہ شوقین اصحاب اس جماعت کے مبارک حالات - کتاب رشحات سے جو تفصیل کا سرچشمہ ہے - دیکہکر سیراب ہون - للہ الحمد دائما -

یاد مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی

آپ امام وقت محمد ابن حسن کے فرزند ہین - جو ہرمز شیبانی کی نسل سے ہین - اور ہرمز شیبانی زمانہ جاہلیت مین فرمان رواے وقت تہے - اور امیر المومنین عمر ابن الخطاب کے ہاتہہ پر اسلام اور اعتقاد لائے تہے - بنی شیبان - بہت سے قبائل عرب مین شرافت اور اصالت نسل کے اندر مشہور ہین - بالخصوص مولانا کے دادا - پردادا - جو متقی اور عالم بہی تہے - ازلی تقدیر نے آپ کی حقیقت ذاتی کو ہجری سنہ آٹہہ سو اٹہارہ مین پردہ علم سے نکال کر عنصری ترکیب مین ظاہر فرمایا - اور حاضرین بزم ولادت کو خوشی اور شادکامی کی شراب سے سرمست کیا - ذیل کا دل آویز قصیدہ اس روایت کی تائید کرتا ہے - **قصیدہ** -

منم چو گوے بمیدان نسحت سہ و سال	بہ صولجان قضا منتقل زحال بحال
زاوج قلۂ پرواز گاہ لاہوتی	بدین حضیض ہوا ست کردہ ام پر و بال
میان ہشتصد و ہژدہ زہجرت نبوی	کہ زد زمکہ بہ یثرب سرادقات جلال
چہ ہشتصد و نود و سہ کشیدہ ام امروز	زمام عزم درین تنگناے وہم وخیال

جام مین ایک مقام ہے زندہ فیل شیخ احمد - بیان کی زمین آپ کی زادبوم ہے -

آپ کے حالات لکہنے والے اس طرح بیان کرتے ہین - ایک روز آپ کی خدمت مین آپ کے اُستادون کی تحقیق کا ذکر تہا - تو آپنے فرمایا -

"جب تک مجکو عقل و جوفر نہین آیا تھا - تب تک اپنے وطن مین ہی پدر بزرگوار کی شاگردی سے زباندانی کا قاعدہ و قانون سیکتا رہا - پہر چند روز بعد وہین کے دوسرے مدرسون سے تحصیل علم کی - جب مینے وطن مین کوئی ایسا عالم نپایا جس کے سامنے تعلیم کے واسطے کتاب کہول سکون - تب ہرات مین آکر نظامیہ مدرسہ مین اُس حجرہ کے اندر ٹہیرا جس مین مولانا زین الدین تایبادی - اور مولانا سعد الدین انصاری رہتے تہے باوجودیکہ تمام عقلی و نقلی علوم - اور کل یقینی و کشفی معرفتین وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا[1] کے چشمہ سے دل پر فائز ہوتی تہین - تاہم فنون عربیہ کی کتابین تہوڑے عرصہ مین مولانا جنید کی درس سے نکال لین - جو فن معانی مین اُستاد وقت تہے - نیز جامع العلوم مولانا خواجہ سمرقندی کی درس سے چالیس دن مین فارغ ہوکر اُنکے تمام علمی جواہر حاصل کرلئے - نیز مولانا محمد جاجرمی کی خدمت مین رہکر علم مناظرہ کے آداب اور طریقہ یاد کئے - اور نیز سمرقند مین قاضی زادہ رومی کی صحبت مین پہونچکر علم معقول تحصیل کیا"

خلاصہ کلام یہ ہے - کہ تہوڑی سی مدت مین اُس ملک کے تمام علما اور سالکون پر آپ کو اور آپ کے علم کو بڑا درجہ اور اونچا پایہ حاصل ہوگیا تہا -

کہتے ہین - اُس زمانہ مین اور اُس وقت مین شیخ بہاء الدین عمر - مولانا بایزید پورانی - مولانا محمد اسد - اور نیز دیگر بزرگ اصحاب ایسے جمع ہوئے تہے - جن کی صحبت سے فقر و درویشی - اور تلقین و ارشاد کی خوشبو طالبون کے دماغ مین پہونچا کرتی تہی - ان اصحاب کی مصاحبت سے بہی آپ کو فیض و فائدہ پہونچا تہا - لیکن آغاز زبان دانی سے انجام زندگانی تک نظم اور غزل گوئی کا ذوق آپ کی درویشی اور فقر کے چہرہ پر بدستور نقاب بنا رہا البتہ جیسے جیسے عمر مین تفاوت ہوتا جاتا تہا - جیسے جیسے دل ربا مظاہر کا جمال دیکہنے سے نگاہ کی گرمی مین تفاوت ہوتا جاتا تہا - اور جیسے جیسے حسینون کے آئینہ صورت سے اسمائی کمالات نظر آنے مین تفاوت ہوتا جاتا تہا - ویسے ویسے نظم اور غزل گوئی کے ذوق مین بہی - تفاوت ضرور نمایان ہوتا جاتا تہا - یعنی آپ شعر علم - خوش باشی - اور مردم آمیزی کے لباس مین حق شناسی کے اسرار کو دو وجہ سے پوشیدہ رکہتے تہے - ایک یہ کہ وہ بہائیہ سلسلہ مین تلقین کی رسم اور اخفاے طریقہ ہے دوسرے یہ - کہ سینہ فیاض سے انوار قدسی کا فیضان - ابتداے سلوک مین آپ پر عشق مجازی کی صورت مین ہوا کرتا تہا - تاکہ یہ ظاہری عشق آپ کی حقیقت کے چہرہ پر نقاب بنا رہے اور اغیار کی آنکہ سے آپ کے تصوف کے چہرہ کو نظر نہ لگے - غالباً عالم علوی سے آپ کی کامیابی اسی شکل مین معین کی گئی تہی -

---

[1] اور ہمنے یہی طرف سے سکوایک (خاص) علم سکہایا تہا ۱۲

تکملہ کے بیان سے اس معاملے کی تائید ہوتی ہے۔ کہ ایک روز مولانا فرماتے تھے۔ مین ایک انسانی مظہر کے جمال پر
عشق تھا۔ ایک دفعہ وضو کرنے مین اپنا ہاتھ مینے بلا کسی تفاوت کے بالکل محبوب کا ہاتھ پایا۔ فوراً اُسی وقت اصلی حقیقت کے
طرف رجوع کیا اور دل مین یہ خیال آیا۔ کہ یہ حالت بالکل حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کی جیسی ہی۔ کہ ایک وقت
آپنے فرمایا تھا ہٰذہ یداللّٰہ اور مشار الیہ آپ کا دست مبارک تھا مذکورہ بالا حالات اس پردہ مین درویش پر ظہور کرتی
ہے القصہ چونکہ کسی باکمال زندہ دل کے ساتھ مراسم بیعت کا ادا کرنا۔ خدا شناسون کی سنت ہے۔ لہذا باوجود
صدر اذکر کمالات کے مراسم بیعت کا ادا کرنا ضروری سمجھکر قطب طریقت اور غوث حقیقت مولانا سعد الدین کاشغری
کی خدمت مین دلی خواہش سے حاضر ہوا۔ جو نقشبندیہ خانوادہ مین اُس وقت مسند ہدایت پر صدر نشین تھے۔
علی الاعلان مراسم بیعت ادا کئے۔

مصنف تکملہ مولانا عبد الغفور آپکے مرید ہونے کی بنیاد اس طرح پر لکھتے ہین۔ ایک رات مجازی معشوق کی جدائی
سے آپکے اندر رنج و غم کا کثرت سے ہجوم ہوا۔ یہان تک۔ کہ ہوش۔ خرد۔ صبر۔ آرام۔ معرفت۔ ادراک۔ اور تمیز۔ بلکہ
انسانی سرکار کے تمام نفیس نفیس مکانات تاخت و تاراج ہوگئے۔ ناگاہ غنودگی کی صورت مین بیہوشی پیدا ہوئی۔ اور
بیہوشی نے دل و دماغ پر قبضہ کیا۔ عالم مثال مین کیا دیکھتے ہین۔ کہ مولانا سعد الملۃ والدین کے جمال باکمال سے
آنکھین روشن ہین۔ اور مولانا نے اپنی زبان حقائق بیان سے یہ نصیحت فرمائی ہے جامی اپنا رخ ایسے یار
کی طرف کرو جس کی تم کو لازمی طور پر ضرورت ہے۔ بیت

رو سحر طائر قدسم ز سر سدرہ صفیر	کہ دربن دامگہ حادثہ آرام مگیر

یہ بالکل سچ ہے۔ جب باری تعالیٰ کی پاک ذات چاہتی ہے۔ کہ کسی مظہر کو اس مبدء کی طرف کھینچ لیوے۔
صرف ایک بہانہ سے علائق اور موانع کے تمام حجاب اُس شخص کے رخسارہ پر سے اٹھا دیتی ہے۔ اور جو کمال اس کے
حد کا ہوتا ہے۔ اُس کمال تک پہونچا دیتی ہے۔ جب آپنے سلوک اختیار کیا۔ اور ظاہری اصحاب کی روش چھوڑی
ایک عمر گوشہ نشینی مین بسر کی۔ تو اس درجہ پر آپکا حال پہونچ گیا تھا۔ کہ کیا گفتار۔ کیا رفتار۔ اور کیا کردار۔ یہ جملہ امور
بیعت کو مانوس تھے۔ ایک دم آپ کی عقل و شعور سے پریشان ہو کر نکل گئے تھے۔ اور بیگانہ وار معلوم ہوتے تھے
فرماتے تھے۔ جب ابتدائے سلوک مین انوار کا ظہور ہوا کرتا تھا جس سے ستارہ ہستی چھپ جاتا تھا۔ اُس وقت
پیر فرمایا کرتے تھے۔ کہ کشف اور کرامات پر کوئی اعتماد نہین کرنا چاہیے۔ اِس سے بہتر کوئی کرامت نہین ہے۔ کہ کسی صاحب
دل کی صحبت مین کسی سعادت مند کو کوئی اثر اور کوئی وجہ حاصل ہو۔ اور وہ خودی سے تھوڑی دیر کے واسطے ملک پالیوے

رباعی

یارے کہ بدیدار وے از دست شوی
آن بہ کہ بزیر پائے او پست شوی
اگر نہ خوری زجام وصالش یارے
از شیوہ چشم مست او مست شوی

بیت

زیادہ چیست اگر مست این نہ بس کہ ترا
دمے زوسوسہ عقل بے خبر دارد

مرزا سلطان حسین وزیر تھے۔ مولانا جامی نے عشقیہ مثنوی یوسف زلیخا۔ انہین کے روشن نام پر صرع کی ہے۔ اس مین لکھتے ہین۔ ۵

جہان یکسر چہ ارواح و چہ اجسام
بود شخص معین عالمش نام
بود انسان دران شخص معین
چو عین باصرہ بشناس روشن
دران عین آن کہ چون انسان عین ست
جہان مردمی سلطان حسین ست

اس بے نظیر تعریف کے بارہ مین راقم کا خیال یہ ہے۔ کہ آج تاریخ سترہوین رجب ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے ہرچند اکثر علم والون نے اپنے اپنے فرمان روا کی مدح مین ترکی اور تازی سخن آفرینی فرمائی ہے لیکن آجتک اس طرز کی رعنائی کے کوچہ مین کسی شاعر طبع فاضل اور کسی بافضیلت شاعر کا گزر نہین ہوا ہے۔ امیر علیشیر نوائی تخلص نے ایک ترکی رسالہ مولانا کے حالات مین لکھا ہے۔ اس مین لکھتے ہین کہ مولانا نے نفحات الانس۔ شواہد النبوۃ۔ اور لمعات شیخ فخرالدین ابراہیم عراقی کی شرح یہ کتابین مخلص کی التماس سے تصنیف فرمائی ہین۔

مصنف تکملہ نے لکھا ہے۔ مولانا فرماتے تھے۔ یہ جو بعض اکابر کہتے ہین۔ کہ باطنی شغل کے ساتھہ قلم جمع نہین ہوتا ہے۔ بات بالکل بعید معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ نفحات کی تصنیف کے وقت مین کبھی ایک صفحہ کبھی زیادہ دو صفحہ تک لکھہ لیا کرتا تھا۔ اور دل کو اُس کے لکھنے کی خبر بھی نہین ہوا کرتی تھی۔ اور قلم عادت کے موافق بدستور جاری رہتا تھا۔

آپ کی تصنیفات کا شمار اس طرح پر ہے۔ نثر۔ فارسی مین شواہد النبوۃ۔ نفحات الانس۔ جو مشائخ طبقات وغیرہم کا تذکرہ ہے۔ لوائح جو مولانا کی ہی رباعیات کی شرح ہے۔ بہارستان جو بلبل شیراز (سعدی) کی گلستان کے رنگ مین ہے۔ دیگر سولہ رسالے جن مین چند رسالے تو آیات قرآنی کی تفسیر۔ اور حدیث نبوی علیہ الصلوۃ کے ترجمہ مین ہین بعض تصوف اور سلوک کے علم مین۔ اور بعض معما۔ عروض۔ قافیہ۔ اور

نشا کے علم مین ہین ۔تیرہ نسخہ عربی اور فارسی جو اکابر کی کتب اور ابیات کی شرح مین ہین ۔ **نظم** کلام آپ کا دہ نامہ ہے جس مین سات تو مثنوی ہین ہفت اورنگ نام ہے ۔ اور تین دیوان غزل اور قصائد ہین جملہ تینتالیس کتابین مشہور ہین ۔ اِن کے سوا آپ کی قلم تصنیف کے لکھے ہوئے حاشیئے ۔ تعلیقات ۔ رقعات ۔ اور دیگر متفرق ابیات ہر فن کے اندر موجود زمانہ ہین ۔

کہتے ہین ۔ جب آپ کی عمر عزیز کا شمار عدد اکاسی کے برابر ہوا تو تاریخ پندرہوین محرم الحرام ہجری سنہ آٹھ سو اٹھانوین کو جب کہ رات اور دن برابر ہونے کا موسم تھا ۔ آپ بزم وصال مین پہونچ گئے ۔ اور محبوب حقیقی کے جمال کا شربت نوش فرمایا ۔ اور اوپر سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کا نقل تناول کیا ۔ یہ دردناک واقعہ تجہیز و تکفین نعش ۔ اور نماز کی کیفیت ۔ اور عمارت قبر کا حال مفصل طور پر مولانا عبد الغفور کے تکملہ مین اور امیر علیشیر کے رسالہ تذکیہ مین لکھا ہوا ہے ۔ شوقین اصحاب چاہین ۔ تو اُسکو مطالعہ کر کے صدہا انکے حالات پر مطلع ہو سکتے ہین ۔

صاحب تکملہ لکھتے ہین ۔ کہ آخر زمانہ مین جب کہ یوسف زلیخا کی نظم کا شغل آپنے کر رکھا تھا ۔ فرماتے تھے ۔ کہ دل کی عظیم کشمش ایسی خیالی صورت کی طرف ہے ۔ کہ خارج مین اُسکے وجود کا گمان ہی نہین ہوتا ہے ۔ اور تصنیف کے وقت مین باطنی شورش ۔ اور حرارت کے آثار ۔ آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے ۔ چنانچہ کئی کئی دفعہ حرکت دوریہ کے طور پر آپ سماع فرمانے لگتے تھے ۔ اور اس مین مبالغہ کرتے تھے ۔ یہان تک طول کو نوبت پہونچ جاتی تھی ۔ کہ سازندہ اور مغنی بے طاقت ہو جاتے تھے ۔ اور آپ اُس حال سے باز نہین آتے تھے ۔ بالآخر جب پانون مین درد ہونے لگتا تھا ۔ تو ضرورۃً بیٹھ جاتے تھے ۔ حال آنکہ اس سے پہلے سماع کے بارہ مین آپ کو تردد تھا ۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جب تک کوئی شخص اپنے تئین چھوڑے نہین ۔ اور جو حال اُس کو حاصل ہے ۔ اُس حال سے خالی نہ ہو ۔ تب تک کیونکر سماع کر سکتا ہے ۔ نیز یہ بھی فرمایا کرتے تھے ۔ **بیشک** اولاً چراغ جلانا چاہیئے ۔ پھر بعد مین مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ انسانی روح بنی آدم کے عنصری محل کا چراغ ہے ۔ اس چراغ کو نفسانی پریشان خیالات اور آرزوؤن کی آندھی سے ریاضت کے فانوس مین محفوظ رکھنا چاہیئے ۔ تاکہ وہ چراغ شمع کی طرح ہدایت کے نور سے روشن رہے ۔ اور دلون کے اندر چھپے ہوئے جن معانی اور جن امور کے چہرہ پر موجودات کے الفاظ کا سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے ۔ وہ معانی اور امور ۔ اعتباری نظر مین ظاہر ہو جاوین ۔

یہ گزارش بھی اسی قبیل سے ہے ۔ کہ مولانا عبد الغفور فرماتے ہین ۔ جب مولانا جامی کی خاطر مین یہ خلش

پیدا ہوتی تھی کہ معانی مقصودہ کی اداے عبارت تاب ہے۔ تو لکھنے سے پہلے آپ کی طینت طبیعت اس خلجان کا اثر مانتی تھی۔ اس کی منشا پر غور کرتے تھے۔ مخاطب کی نور فراست سے بھی کچھ مفہوم معلوم کرتے تھے اور نیز توجیہات کے ذریعے سے خدغہ اپنے متردد ذہن کا دور فرمایا کرتے تھے نیز اکثر راست کردار اور راست گفتار لوگوں کی زبانی سنا ہوا ہے۔ کہ ہم نشینان بزم کے مافی الضمیر پر آپ کو اطلاع ہوجایا کرتی تھی۔ اور بہت سی تصوف کی کتابیں جو گذشتہ زمانہ کے مصنفین کی لکھی ہوئی تھیں۔ جن کے معانی اور مضامین۔ دقیقہ شناس علم والوں کی فہم فکر میں نہیں کرتے تھے اُن کتابوں کے مقاصد کو آپ نے اپنے فارسی رسالوں میں اس طرز سے لکھا ہے۔ کہ اُن کتابوں کی تمام تعقیدات اور مشکلات حل ہوگئی ہیں۔ اب تمام اشخاص متقدمین کی اُن کتابوں سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ مرزا شاہرخ کا اوسط زمانہ تھا۔ کہ آپ جام سے آئے۔ اور اخیر زمانہ تک شہر ہری میں مقیم رہے جب زمانہ نے دولت اور سلطنت کا پیمانہ سلطان ابوسعید مرزا کے ہاتھ میں دیا۔ تو آپ شہر مذکور سے خیابان کی زمین میں اُٹھ آئے۔ جہاں پیر بزرگوار کی خوابگاہ ہے۔ اور وہیں قیام فرمایا۔ چند روز بعد ہیں آپ کے آستانہ پر ان اطراف کے فاضل۔ فقیر۔ شاعر۔ اور ظریف گروہ گروہ جمع ہونے لگے۔ اور قاضی صدر۔ شاہ اور وزیر تمام آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کو اپنی سعادت کا عمدہ ذریعہ سمجھتے تھے۔ اور آپ کو اپنے راز و نیاز کا قبلہ بنالیا تھا۔ امیر علی شیر نے اپنی نسبت آپ کے التفات اور اتفاق کی بابت اپنے رسالہ میں جس قدر لکھا ہے۔ بہت کچھ ہے۔ مگر چونکہ درویشوں کے اس خلوت خانہ (کتاب گلزار) میں بوالہوسوں کے ہجوم کی گنجایش نہیں ہے۔ لہذا صرف نمونہ کے طور پر کچھ عرض کرکے اسی پر اکتفا کرتا ہوں

ایک روز مظہر نامی ایک خوش گلو عود نواز نے جو گانا بھی بہت اچھا جانتا تھا۔ خواجہ حسن دہلوی کی ایک غزل گائی۔ جب اس بیت پر نوبت پہونچی **بیت**۔

مثال قطرہ باران سرشک من ہمہ دُر شد
چنین اثر دہد آری طلوع چون تو سہیلے

تو حاضرین محفل سب غزل شناس اور اہل سخن تھے سب نے جن میں صاحب مجلس امیر بھی شامل تھے مضمون بیت پر غور کرکے اعتراض کیا۔ اور قوال کو کہا۔ "سرشک من ہمہ دُر شد" بے معنی ہے۔ یہ نہ کہو بجائے "ہمہ در شد کے" "دریا شد" کہو۔ چونکہ فقیر کو اس بیت کی نسبت کوئی تردد نہیں تھا۔ اسواسطے اعتراض سے باز رکر خاموش تھا معترضین نے کہا۔ آپ کیوں کلام نہیں کرتے ہیں میں نے عرض کیا۔ تقریر اعتراض درست نہیں ہے

امیر حسن دہلوی کا کہنا احسن ہے۔ حاضرین نے یہ بات سنکر نکتہ چینی اُس طرف سے تو چھوڑ دی۔ بجائے اس کے میرے اوپر حملہ کر بیٹھے۔ اور تشنیع کے تیرون کی بوچھار کرنے لگے۔ مینے التماس کیا جب حال اس طرح سے ہوگا۔ تو گفت وگو کا راستہ بند ہوجاویگا۔ البتہ اگر بیغرضی سے گفت وگو کی جاویگی۔ تو بات کی تحقیق ہوسکتی ہے۔ اور مناظرہ خوبصورتی کے ساتھ ختم ہوگا۔ جملہ معترضین نے بالاتفاق حضرت مخدومی حقائق پناہی کو حکم قرار دیا۔ فقیر نے اہل مجلس کے ساتھ مناقشہ ہونے کی کیفیت ادب کے ساتھ لکھکر خدمت مولانا مین بھیجی۔ جو شخص فرستادہ تہا۔ وہ اس کے جواب مین مولانا کا دستخطی رقعہ لایا۔ جس مین اس مصرع کے سوا کوئی حرف نہین تہا۔

مصرع "سخن درست و تعلق بگوش شہ دارد"

اعتراض والون نے اپنی معترض زبانون پر مہر سکوت لگاکر خجالت سے سر جھکا لیا۔ اور خود (امیر علی شیر) جواب کے نشہ مین مست ہوکر لکھتے ہین۔ جس روز سے سوال وجواب کی آمد و رفت تحریر و تقریر کے ذریعہ سے شروع ہوئی ہے۔ آج تک کوئی سوال یا کوئی جواب ایسا دل ربا پیش نہین آیا۔ اس دل آویز گفتار کی ہی قسم ہے۔ کہ تعریف نہایت ہی برمحل ہے۔

جو خطوط مولانا حقائق پناہی نے امیر علی شیر کے جواب مین لکھے ہین۔ اُن کا نمونہ یہ ہے **رباعی**

زان دم کہ فتاد اتفاقِ سفرت	تا بو کہ کنم گے بخاطر گذرت
گر مرغ پرد سوے تو یا باد وزد	خواہم کہ وہم بنامہ در دسرت

جب مینے قلم اُٹھایا اور غور وفکر سے کام لیا۔ تو ایک کے پیچھے دوسرا رقعہ جوان چند روزون مین بھیجنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اِس کے عذر کے سوا۔ کوئی اور بات ذہن مین نہین آئی۔ نہ کوئی اور صورت معلوم ہوئی۔ اگرچہ یہ بہی تکلیف دہی کے دغدغہ سے اور اوقات شریف کی تضیع سے خالی نہین ہے۔ **بیت**

گر بنالم پیش تو آن نالہ دردِ سر بود	ور بجو اہم عذر این دردِ سر دیگر بود

لختی احوال حلاوت بخش مولانا جامی

حضرت کا شبانہ روزی سلوک اس طرح پر تہا۔ جب آپ نماز عشا پڑھ لیتے تہے۔ تو ایک گہنٹہ بہر مجلس ہوا کرتی تہی۔ جس مین حقائق کا بیان ہوتا تہا اس کے بعد اُٹھ کہڑے ہوتے تہے۔ اور پہر خلوت کے اندر ایک گہنٹہ

طریقہ مشائخ مین مشغول رہتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - کہ آرام کرنے سے پہلے اس طریق پر شغل کرنا لازم اور اہم بات ہے
تاکہ اس کا فیضان تمام شب پہونچتا رہے - ابتدا ابتدا مین آپ کا زمانہ خواب بہت تھوڑا ہوتا تھا - لیکن اخیر مین رات
کا صرف پچھلا تیسرا حصہ بیداری کے واسطے خاص کر دیا تھا - اور یہ حصہ نماز اور مراقبہ مین گزرتا تھا - اور فرماتے تھے
سحر کے شغل کی برکت تمام دن بھر رہتی ہے - پھر نماز صبح کے واسطے جدید وضو کرتے تھے - اور جب فرض پڑھ چکتے تھے
تو مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے - یہان تک کہ آفتاب اشراق کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا اُس وقت نماز اشراق ادا
کرکے تصنیف اور مطالعہ مین مشغول ہو جاتے تھے - اس عرصہ مین کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آیندگان بزم کی تفریح
خاطر کے لیے تھوڑی دیر کو متوجہ ہو جاتے تھے اور بیٹھنے کا طریقہ یہ تھا - کہ قبلہ کی برابر مین جلسہ تشہد کے طور پر
بیٹھتے تھے **تعظیما للحق وللخلقہ** اور جو قبا آپ پہنتے تھے وہ اکثر آستین کشادہ ہوتی تھی - اور بیشتر
زمین پر بیٹھتے تھے - کبھی قبا کو جسم پر سے اتار کر پاؤن کے نیچے ڈال لیا کرتے تھے اور یہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ فقیرون
کا جامہ بچھانے کا ٹاٹ ہی ہوتا ہے - اور پہننے کا لباس بھی یہی ہوتا ہے - لباس کی زیب و زینت سے گریزان رہتے
تھے جیسا ہی مل جاتا تھا اس کو پہن جاتے تھے کبھی قبا ہوتی تھی - اور کبھی جبہ ہوتا تھا خلاصہ کلام یہ ہے - کہ اس
ذات بابرکات کی جمیع حرکات و سکنات کمال ہوتا تھا اور پسندیدہ تھین - کلام کی لطافت - آپ کی فصیح البیان
زبان کا نمانتہ - حسن تقریر آپ کے سخن کا کیمیا اور شوق افزائی آپ کے بیان کا سرمایہ تھی - جو کوئی شخص شریف
یا غیر شریف - آپ کی ملازمت مین پہونچ جاتا تھا - آپ اُس کے ساتھ کمال مہربانی سے پیش آکر بیٹھتے تھے - آنے
والے کو جو کچھ تکلیف یا غم ہوتا تھا - وہ رفع ہو جاتا تھا - اُس کے بدلے مین فیض اور خوشی ہمراہ لیجاتا تھا - اور پاس بیٹھنے
مین از روے مروت اپنے اوپر جبر بہیات کے گوارا کرتے تھے - کہ جب تک آنے والا اُٹھ نہین جاتا تھا - خود نہین اُٹھتے
تھے چنانچہ اس التزام سے آپ کو بعض مرض بھی پیدا ہو گئے تھے - پیلا سدن مین اس بات کی تلاش رہتی تھی -
کہ نیچے بیٹھنے کا موقع ملے - اور چھوٹے درجہ کے آدمیون کے ساتھ کھانا کھانے مین ہم پیالہ ہونے کی صورت پیش
آوے - کھانے کی چیزون مین نہایت بے تکلف تھے - اور درویشانہ کھانون کی طرف میلان خاطر زیادہ ہوتا تھا
آپ کے افعال مین کوئی ایسا عمل نہین ہوتا تھا - جس مین ریا کا شائبہ پایا جاوے - اگر کسی شخص کی نسبت
یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ کسی دنیاوی مال کا حاجت مند ہے - تو آپ خفیہ طور پر اُس کو پہونچاتے تھے - لوگون کے
اعتقاد اور انکار سے آپ کی خاطر بالکل فارغ البال تھی - دنیاوی چیزین اہل حاجت سے جس قدر زیادہ بچ
جاتی تھین - خیر کے کامون اور خیر کی جگہ مین صرف کیا کرتے تھے - شہر ہرات مین مدرسہ تعمیر کرا کر دیا گیا - خیابان

مدرسہ اور خانقاہ دونون چیزون کا آغاز کیا - اور اُنہین اتمام کو پہونچایا - اور شہر جام مین جامع مسجد کی بنیاد
ڈالی اور اُس کو مکمل کیا - اکثر ملکین مدرسہ خیابان کے نام سے وقف کین - جو آپ کی درگاہ کی اطراف مین ہین -
صاحب تکملہ نے آپ کے خط مبارک مین سے چند سطرین - اور آپکی دلکش باتون مین سے چند باتین
نقل کی ہین - اور وہ یہ ہین -

کوئی شخص ایسا نہین ہے - جس کی خاطر کبھی حضرت حق سبحانہ کی طرف رجوع نہ ہوتی ہو حضور
قلب حضرت باری تعالیٰ کے ساتھ ہوتا - ذکر کی حقیقت اور نیز اُس کا مغز ہے - اگر کسی دولتمند
شخص کو یہ سعادت حاصل ہو - کہ حضور قلب دائم رہے - اور نیز حضور قلب کا ملکہ دل مین راسخ
ہوجاوے - تو اس کو اصطلاح صوفیہ مین "مشاہدہ" کہتے ہین - اور خواجگان ماوراء النہر کے عرف مین
اس کو "یادداشت" کے نام سے تعبیر کرتے ہین - اور "یادکرد" جو اسم مبارک یا کلمہ طیبہ کی تکرار سے
عبارت ہے اور "نگاہداشت" جو مراقبہ سے مراد ہے (اور یہ اسواسطے ہوتا ہے - کہ پراگندگی خاطر جمع
نہ پاوے) یہ تمام یادداشت کے حصول کے واسطے ہے - وفقنا اللّٰہ بما یحب ویرضاہ[1]

واضح ہو - کہ تمام اشخاص کی پیدایش اصل فطرت کے اعتبار سے چار مقدمات پر مبنی ہے

اوّل - یہ کہ انسان کی حقیقت عدم سے وجود مین آئی ہے -

دوم - یہ کہ بقا کا وجود انسان کی قدرت اور اختیار مین نہین ہے - کیونکہ اگر ایسا ہوتا - تو
انسان اپنے تئین باقی رکھ سکتا - اور فانی ہونے دیتا -

سوم - یہ کہ تمام موجودات ممکنہ کا حال ایسا ہی ہے -

چہارم - یہ کہ جو کچھ عدم سے وجود مین آتا ہے - اُس کے واسطے موجد کا ہونا ضروری بات ہے
یہ چارون مقدمات ایسے صانع کے وجود کا اعتقاد پیدا کرنے کی بنیاد ہین - جو بالذات موجود
ہو - اُسکے موجود ہونے مین کسی غیر کو دخل نہ ہو -

علاوہ ان مقدمات کے انسان جانتا ہے - بلکہ مشاہدہ کرتا ہے - کہ اللہ پاک کے انعام سے اُس کو
عمدہ عمدہ نعمتین ملتی ہین - جیسے خود انسان کا وجود نعمت ہاے الٰہی مین سے ہے - نیز عقلی
قوتین - اور ظاہری و باطنی حُسن وغیرہ وغیرہ اللہ جل شانہ کی غیر متناہی نعمتین - نعمت وجود

---

[1] اللہ تعالیٰ ہم کو اُس شے کی توفیق دیوے - جو اُس کو محبوب ہو - اور جس سے وہ راضی ہو ۱۲

کے تابع- اور اُس کے علاوہ ہین - اس مرتبہ مین خاطر انسان کو بحکم الانسان عبید الاحسان
اپنے مسبب کی طرف طبعًا جذب ہوتا ہے - اور یہ جذب کی ابتدا ہے - بعدہ اگر انسان خیال کرے
کہ نفع یا ضرر جو کچھہ واقع ہوتا ہے - بحکم لافاعل فی الوجود الا اللہ تمام صانع کی ہی طرف
منسوب ہوتا ہے - تعالیٰ شانہ اور ہمیشہ اس خیال مین رہے - تو اُس کا انجذاب وقتًا فوقتًا
بڑہتا - اور لحظہ بلحظہ قوی ہوتا جاتا ہے - اور ممکنات کے ساتھہ جس قدر اُس کا تعلق ہوتا ہے
اُس مین فتور پڑتا جاتا ہے - پہر پورا انقطاع ہوجاتا ہے -

ایک وجہ تو انجذاب خاطر کی یہ ہوئی - دوسری یہ - کہ انسان جب خیال کرتا ہے - کہ
وہ انسانیت اور آدمیت کے اعتبار سے بے لذت نہین ہو سکتا ہے - اور لذت میلان خاطر
کے تابع ہوتی ہے - اور میلان جس کی طرف ہو - وہ ایک امر کامل اور باقی ہونا چاہیے - کیونکہ
ناقص یا فانی کی طرف میلان خاطر ہوگا - تو چونکہ اُسمین نقصان یا فنا کا عیب لگا ہوا ہے
لہذا نتیجہ میلان غم ہوگا - اور ادہر انسان یہ بہی خیال کرتا ہے - کہ کامل مطلق لم یزل اور لایزال
ذوالجلال والافضال کی ذات اقدس ہے - کیونکہ حسن وجمال اور احسان وکمال جو کچھہ
ہے - یہ سب فی الحقیقۃ حق کے ہی واسطے ثابت ہے - اور جو حسن وجمال اور احسان وکمال
ممکنات مین پایا جاتا ہے - یہ فی الحقیقۃ حضرت ذوالجلال کے حسن وجمال اور احسان و
کمال کا پرتو ہے جل وعلا - اور ممکنات کے پاس مستعار ہے - کیونکہ ممکن خود اپنی ذات سے
معدوم ہے - اور معدوم شے کا وصف کمال نہین ہوسکتا اور ممکن مین جو کچھہ نظر آتا ہے معتد بہ
نہین ہے - اسیواسطے معرض فنا اور محل زوال مین ہے - جب انسان کا علم ان مقدمات
پر حاوی ہوگا - تو شک نہین ہے - کہ اُس کا انجذاب ایک مرتبہ اور قوت پکڑ جائے گا - کیونکہ محبت
پیدا ہونے کا باعث حسن ہوتا ہے یا احسان اور یہ دونون خوبیان اللہ جل شانہ کو ہی حاصل
ہین - اور جب انسان حق کے کمال وبقا کا - اور خلق کے نقصان وفنا کا خیال مداومت کے
ساتھہ کرے گا - اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا (ترجمہ - مطلوبی اور محبوبی کے لائق کوئی نہین ہے
مگر خدا جو ان مذکورہ بالا دونون خیالون کو لازم کرتا ہے) ورد کریگا - تو حضرت حق سبحانہ کی طرف
اُس کی کشش اور غیر حق سے اُس کی بے تعلقی اس درجہ کو پہونچ جاویگی - کہ ممکنات سے

متعلق بالکل منقطع ہوجاوے گا بلکہ جو کچھ غیر خدا ہے۔سب کو بھول جاوے گا۔

اگر کسی کو یہ حال حاصل نہ ہو۔ تو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ مذکورہ بالا عقائد مین سے کوئی عقیدہ اُسکو حاصل نہین ہے۔ یا خواہشات طبیعت مین انہماک اس درجہ بڑھا ہوا ہے۔ کہ اُس مین متاثر ہونے کی قابلیت ہی نہین رہی۔ اور وہ شخص گروہ انعام مین شامل ہوگیا اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ یہ گروہ باوجودیکہ اہل ایمان ہین۔ مگر اُن حیوانات کی صورتون مین ہین جو اخلاق کے اعتبار سے اس گروہ سے ملتے جلتے ہین۔ جیسے کہ حدیث نبوی **علی مصدرہ الصلوۃ والسلام** اس بارہ مین ناطق ہے۔ ایک شخص مولانا کی مجلس مین **علیہ الرحمۃ والرضوان** آیا۔ اور کہا۔ مین ہرچند ذکر کرتا ہون۔ متاثر نہین ہوتا ہون۔ فرمایا۔ عقیدہ کو درست کرنا چاہیئے۔ فرماتے تھے۔ بعض مشائخ ذکر مین صرف اسم مبارک **اللہ** پر اکتفا کرتے ہین۔ لقولہ تعالیٰ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ اگرچہ اسم مبارک حق سبحانہ کے کمال پر مشتمل ہے۔ اور اسواسطے یہ حق کے ساتھ ہونگی۔ اور خلق کے ساتھ بے تعلقی کا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ جو اصل مقصود ہے لیکن کلمہ مبترکہ کو اس بارہ مین دخل زیادہ ہے اس لیئے اکثر مشائخ نے اسی کلمہ کو اختیار کیا ہے۔ اور نص نبوی **علیہ الصلوۃ والسلام** اس ذکر کی افضلیت مین شاہد موجود ہے۔ **افضل الذکر لا الہ الا اللہ** اور نیز دیگر بہت سی احادیث اس کے افضل اور ارفع ہونے کے بارہ مین واقع ہین۔ اور مرتبہ کے اعتبار سے ہی اسکو تہلیل کہتے ہین۔ کیونکہ تہلیل کے معنی آواز کا بلند کرنا ہین۔ **اللہ جل شانہ** کے ساتھ حضور قلب اُس صفت سے اور اُس طرح پر پیدا کرنا۔ کہ جس صفت سے اور جس طرح پر یہ انسان **اللہ جل شانہ** کے ساتھ ایمان رکھتا ہو بمثل اس کے ہے۔ کہ جیسے یہ انسان حقیقت ذکر اور اس کی اصلیت کا موجد اور مظہر ہے۔ ذکر کی ایک صورت ہے ایک معنی ہے۔ اور ایک حقیقت ہے۔ صورت ذکر تو عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر لفظ خاص کو جو حروف سے مرکب ہے تکلم کے طریق پر آہستہ یا بلند ادا کرے۔ یا تخیل کے طریق پر ذہن مین حاضر لاوے۔ معنی ذکر عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر لفظ مذکور کے معنی اور مفہوم مین ہی فکر کرے۔ اور حقیقت ذکر عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر صرف اس مقصودی مفہوم کو شعور مین لاوے۔ جو ذکر کی توجہ کا قبلہ اور تیر کا نشانہ ہے۔ آہستہ طور پر تکلم بعض

۵ل ۔ یہ لوگ چارپایون کی مثل ہین۔ بلکہ اُن سے بھی گئے گذرے ہوئے۔ ۱۲

مشائخ کا طریقہ ہے۔ انہین مین شیخ اکبر محی الدین عربی ہین قدس سرہ العزیز اور ذکر کرنے مین اکثر
مشائخ کا طریق تکلم بالجہر ہے۔ اور تخیل، ذکر خفی ہے۔ اور یہ طریق خواجگان ہے قدس اللہ اسرارہم
قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ؕ [1]

یاد مولانا علاء الدین محمد[2] مکتب دار

آپ اُس نبی کے علماے اُمت مین سے ہین جنھون نے انت منی کے ارشاد کو عام کر دیا ہے مولانا
سعد الدین کاشغری کے مرید تھے۔ لیکن راہ سلوک آپ کو طے ہوئی ہے شیخ عبد الکبیر یمنی کے فیض ملازمت سے جو
ایک واسطے سے شیخ عبد الرحمن مصری کے خلیفہ ہین نیز شیخ عبد الکبیر کے فیض ملازمت سے ہی آپ کی ہمت علو
مرتبہ کو پہونچی ہے کہتے ہین۔ ایک روز آپ فرماتے تھے شیخ یمنی نے حدیث قدسی کی تعریف دریافت فرمائی مینے
عرض کیا۔ جو ایزدی کلام بے توسل فرشتہ پیغمبر کے اس ماللہ پر دل نہادے۔ وہ حدیث قدسی ہے شیخ نے فرمایا۔
اس معیار پر تو اس گروہ کے دلاویز اقوال بھی حدیث قدسی ہین۔ اسپر سامعین مین سے ایک شخص نے کہا۔ اگر آپ ایسا
فرما دینگے۔ تو گروہ صوفیہ کی طبقہ انبیا کے ساتھ مساوات لازم آجاویگی۔ جواب دیا۔ مساوات اس سبب سے
لازم نہین آویگی۔ کہ نسبت مذکورہ انبیا مین بالاصالتہ۔ اور اولیا مین بالاتباع ہے راقم کی خاطر فاتر مین یہ بات
آتی ہے۔ کہ جس حالت مین نفس الامر ایک جنس سے ہو۔ اور وہ مختلف الکیفتہ افرادت ظہور پذیر ہو۔ ایسی حالت
مین اُس کو ایک نام سے نامزد کرنا بھی۔ دلیری کے میدان مین قدم رکھنا۔ اور ادب کے آباد شہر سے نکل کر گستاخی کے
ویران صحرا مین جانا ہے۔ اور نام رکھتے ہین۔ درجہ کا لحاظ بھی ضروری بات ہے۔ جیسے خرق عادت کی نمود کیاتیں
ہے جس شخص کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اُس کے اعتبار سے۔ اُس کا نام بھی جداگانہ ہوتا ہے۔ نبی سے
معجزہ۔ ولی سے کرامت۔ مومن سے معونت۔ اور غیر مومن سے استدراج مصرع ع حفظ مراتب ست ہمین شیوہ در خطاب

یاد مولانا عبد اللہ فرنخودی

آپ عالم۔ عارف۔ کامل۔ عامل۔ اور اندر باہر سے یک رو تھے۔ فرماتے تھے۔ مولانا عبد الرحمن احمد جامی
باطنی محل کے کنگرہ پر چڑھتے وقت پرون کو کھول کر جاتے اور آتے ہین۔ لیکن مولانا علاء الدین محمد مکتب دار جانے
اور آنے مین پر کھولتے ہی نہین۔ کہتے ہین اس بیان سے مراد یہ ہے۔ کہ مولانا عبد الرحمن سلوک طریقت مین اضطراب
اور عجلت رکھتے ہین۔ اور مولانا علاء الدین آرام اور آسائش کے ساتھ چلتے ہین۔ راقم کے ذہن مین لکھتے وقت

---

[1] اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہی لوگو اپنے پروردگار سے گڑگڑا گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کرتے رہو ۱۲۔

ایسا آیا۔ کہ پرکھول کر پرواز کرنا عبارت تعرج کے ظاہر کرنے سے ہے۔ اور بغیر پر کھلے ہوئے اڑنا سرا دتعرج کے مخفی رکھنے سے ہے۔ بیشک جامی قدس سرہ کے آثار کا ظاہر ہونا۔ اور مکتب دار رحمہ اللہ کے برکات کا مخفی رہنا۔ اِس توجیہ کے صحیح ہونے پر ایک روشن دلیل ہے۔

یاد درویش منصور سبزواری

آپ اندر اور باہر سے اِس درجہ اُجلے اور منجب تھے۔ کہ بیان مین نہین آسکتا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی کے ہم حصر ہین۔ میر علیشیر نوائی کمال عقیدت رکتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ نہایت دلبتگی اور محبت تہی۔ اکثر آپ کی عمر روزہ وصال مین ہی گزرتی تہی۔

یاد مولانا محمد روحی

آپ کا لقب شمس الدین۔ اور کنیت ابو المکارم ہے۔ ہرات کے پرگنون مین سے کسی پرگنہ کے رہنے والے ہین استقامت اور کرامت مین آپ کو کمال تھا۔ مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید ہین۔ کہتے ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ۔ نہایت پرہیزگار اور صالحہ تہین۔ ان کا رتبہ ریاضت اور بلند ہمتی مین بہت بڑا تہا۔ یہ فرماتی ہین۔ مجکو امید تہی۔ ایک رات مینے عالم مثال مین نبی مصطفی علیہ السلام کی زبان ؎ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى سے نوید پسر سُنی۔ اِس کے بعد اُسی حمل سے یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس واقعہ کی بنیاد پر محمد نام رکہا گیا۔ کہتے ہین آغاز زمانہ ہوش سے بیکر واپسین نفس تک آپ کے سلوک مین کسی قسم کی لغزش نہین آئی۔ آپنے اپنی تمام عمر راست روی اور اتباع شریعت مین گزاری۔ اور صاحب کرامات و مقامات تھے۔

یاد شیخ چھجو اساولی

آپ شیخ نظام عمر اکرم کے مرید ہین۔ جو خلافت مین گیارہ واسطہ کے بعد سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کو پہونچتے ہین۔ مستقیم الطریق اور مستوی الحال تھے۔ چھبیسوین ذی قعدہ کو عالم روحانی کی طرف کوچ فرما گئے۔ شیخ جمال نوساری کو ذکر کی سند شغل کی تلقین۔ ارشاد کی اجازت۔ اور خلافت کا خرقہ۔ یہ چیزین آپ کی ہی ملازمت سے ملی ہین مصرع جمالِ حق فروغ چشم اوباد۔

یاد شیخ فخر الدین گنج اسرار جونپوری

آپ پیر گنجشکر کی نسل سے ہین۔ قدس اللہ سرھما۔ ایزدی اسرار اور آسی انوار کا آپ خزانہ تھے اور بزرگان

؎ ۔ اپنی خواہش نفسانی سے باتین نہین بناتے ہین ۱۲

ساندکو آپ سے فخر تہا - آپ کا دلکش قول ہے - جو کمال مجکو حاصل ہوا - اُس کو مینے دور بین عقل کی بدولت سمجھا کیونکہ کسی شخص کی ہدایت کا احسان - اور احسان کا بار - راہ سلوک مین میرے اوپر نہین ہے - اور شیخ نظامی گنجوی قدس سرہ کے یہ اشعار پڑہا کرتے تے - مثنوی

خرد شیخ الشیوخ راہِ تو بس — از و پرس انچہ می پرسی نہ از کس

بپرس از عقل دور اندیش گستاخ — کہ چون شاید شدن بربام این کاخ

بپا سعلن توانی شد بر افلاک — رہا کن شہر بند خاک باخاک

مگو بربام گردون چون توان رفت — توان رفت ار ز نام خود توان رفت

برین زرین حصار آن شد برومند — کہ از خود برگرفت این آہنین بند

کہ ملک عال و فرزند و زر و زور — ہمہ ہستند با تو تا لبِ گور

ازین مشتِ خیال کار دانن زن — عنان بستان علم بر آسمان زن

یہ مثنوی خبر دیتی ہے - کہ نظم کرنیوالا اور پڑہنے والا دونون اوسیہ گروہ مین سے ہین - القصہ بہت سے خداشناس لوگ آپ کے صادق مرید تے - اور اُن اطراف کے حکام اعلیٰ بہی نہایت نیازمندی اور اعتقاد کے ساتہہ آپ کی ملازمت کی آرزو رکہا کرتے تے - اور ادب اور اہتمام کے ساتہہ آپ کے آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تے - آپ کی قبر جونپور مین زیارت گاہ ہے - اور مشہور ہے - مصرع گنج اسرار است خاکِ پاکِ او -

یاد شیخ بہاء الدین گنج روان

آپ اپنے پدر بزرگوار شیخ فخر الدین ثانی کے خلیفہ ہین - کہتے ہین - قادر شاہی عہد تہا - زمین کالپی کی تلائی مین ایک بہیانک جنگل تہا - اُس تلائی پر شیخ نے اور [illegible] ہوا کہ [illegible] اپرستش [illegible] خدوم انسان کی [illegible] پرستان بنا لیا تھا - اور وہان پر خدائی پرستش کیا کرتے تے - اور اس مین خوشوقتی کے ساتہہ زندگی بسر ہوتی تہی - خوراک کا طریقہ یہ تہا - کہ دیگون کو پانی سے بہر کر چولہہ پر رکہہ دیا کرتے تے - اور ایک معتدبہ عرصہ کے بعد اُتار لیا کرتے تے - گہی سے تربتر کہچڑی اس قدر تیار رہتی تہی - کہ وہ کہانے والون کو مکتفی ہوا کرتی تہی - اس عجیب و غریب خرق عادت کے ذریعہ سے گنج روان آپ کا نام پڑگیا - کہتے ہین ایک روز شکار رتے کرتے - حاکم وقت کا گذر شیخ کی عبادت گاہ کی طرف ہوا - وہان پہاڑی بکرہ کو شیر کے پیچہے پیچہے پہرتا ہوا دیکہا - اُسی وقت دل مین ٹہان لی - کہ یہان پر ایک شہر آباد اور قلعہ تعمیر ہونا چاہیئے - لیکن جب قلعہ کی

دیوار پوری ہونے کو آتی تھی۔ کالپ نام ایک جن اُس کو گرادیتا تھا۔ اس کام کے انتظام کے واسطے حاکم مذکور نے شیخ کے دیدار کے لئے نیازمندانہ رجوع کیا۔ آپ اندرونی سبب سمجھ گئے۔ ایک اینٹ اپنے ہاتھ سے دیوار میں لگا دی۔ اور محمد آباد نام رکھا۔ اور ہندیوں کے نزدیک یہ بات ہے۔ چونکہ مذکورہ بالا بیابان کالپ جن کی رہنے کی جگہ ہے۔ لفظ کالپی کے ساتھ مشہور ہو گیا ہے۔ کہتے ہیں۔ بادشاہ وقت یا دوسرے ذی استطاعت لوگ نقد۔ جنس۔ دیہات۔ باغ غرض جو کچھ بھی شیخ کے حضور میں پیش کرتے تھے۔ قبول نہیں ہوتا تھا۔ اس سبب سے متعلقین تکلیف پاتے تھے۔ ایک روز آپنے متعلقین کو غیر صابر دیکھکر فرمایا۔ کہ تم لوگوں کی قوت کے واسطے آپ جمنا سے ہم کسی قدر زمین لیتے ہیں۔ جو لوگوں کا احسان نہ ہوتے ہوئے خاص روزی رسان کے خزانہ سے ملے گی۔ پس جمنا کو ایک دفعہ اور ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ فرمایا۔ اس کنارہ سے چند جریب زمین ہمارے فرمان برداروں کے لئے چھوڑ دے۔ اور پانی کا راستہ اوپر سے کرے۔ اِن دونوں دفعہ حکم کی تعمیل نہیں ہوئی۔ تیسری دفعہ عصا ہاتھ میں لیکر غصہ سے پانی پر مارا۔ فوراً پانی نے ہٹ کر موضع بہلا سے کجی کے ساتھ بہنا شروع کیا۔ اور کم و بیش تین سو جریب زمین پانی میں سے نکل آئی۔ کہتے ہیں۔ اُسی زمین میں شیخ کی۔ اور شیخ کی تمام نسل والوں کی کھیتی۔ گھر۔ باغ۔ اور خوابگاہ آج تک ہے۔ مصرع بادا شاد در سلامت روی بر رو۔

یاد شیخ کمال الدین حسین

آپ خالد کے فرزند ہیں۔ جو اجمیری ناگوری تھے۔ قدس سرھما کمال دانش و بینش تھی۔ آپنے شیخ ابراہیم قدس سرہ کی خدمت سے ظاہری اور باطنی کمالات تحصیل کرکے۔ خرقہ خلافت لیا تھا۔ شیخ ابراہیم شیخ عبدالعزیز ناگوری کے خلیفہ ہیں۔ شیخ عبدالعزیز شیخ فریدالدین ناگوری کے خلیفہ ہیں۔ اور شیخ فریدالدین ناگوری شیخ حمیدالدین سوالی کی بزرگ اولاد اور خلفا میں سے ہیں۔ قدس اسرارہم بعض کا لکھنا یہ ہے۔ کہ خالد۔ خواجہ بزرگ معین الاولیا کی نسل سے ہیں قدس سرہ۔ تفسیر نور النبی جو بہت سے نکات اور وجوہ تفاسیر کو جامع ہے۔ اور اصول الانوار در باب تذکرہ ابرار یہ دونوں کتابیں آپ کی ہی تصنیف ہیں۔ اصول الانوار میں خانوادہ چشت کے مشائخ کے حالات نسبوں کا حال اصول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ لیکن آپنے اپنے حالات کے بارہ میں صرف اتنا لکھا ہے کہ خالد بیٹا۔ مریدان معینیہ میں کمترین مرید ہے۔ اور اپنی نسب کے متعلق قطعی کوئی بات نہیں لکھی۔ مولانا عالم کابلی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے۔ مینے اجمیر میں شیخ عبدالقادر ابن شیخ ابوالفتح کی ملازمت حاصل کی تھی۔ جو خواجہ معروف ابن شیخ حسین خالد کے پوتے ہیں۔ اور نیز مینے آپ سے تحقیق نسب بھی کی تھی۔ فرمایا۔ کہ ہمارے جد بزرگ

شیخ حمید الدین سوالی کو پہونچتے ہیں قدس اسرارہم مصرع ہم نسب و ہم حسب ہر دو حجاب دل ست۔

یاد سید حامد حسنی چشتی

آپ سید حسین شہر والہ کے برادر زادہ (بھتیجہ) ہیں محبت۔ معرفت۔ عشق اور آگاہی کے دریا تھے۔ نو عمر لڑکے آپ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ اور انہیں سے ایک لڑکے کی طرف میلان خاطر ہی تھا۔ آپنے کبوتر اُس لڑکے کے سپرد کر دیا تھا۔ کہ وہ ہمیشہ ہاتھ میں رکھے۔ غرض اس سے یہ تھی کہ کبوتر کا بظاہر دیکھنا۔ مطلوب کا جمال دیکھنے کے واسطے بہانہ ہو۔ اور نظر بازی کو علی الاعلان شہرت نہ ہو۔ ایک روز کسی عرس میں آپ تشریف لئے جانے تھے منظور نظر کو کہا۔ اگر مجکو ایسی بے ہوشی لاحق ہو جس سے نماز غارت ہوتی ہو۔ تو آگاہ کر دینا۔ جب مجلس سماع میں پہونچے۔ تو ایک گانیوں والہ کو فرمایا۔ کہ کوئی قصہ عشق کا بیان کر۔ مجبوراً اُس نے بیان کرنا شروع کیا۔

ہمارے گانوں میں ایک کمہار تہا۔ جس کو اپنی عورت کے ساتھ عشق تہا۔ اُس کے بدون کسی وقت نہیں رہتا تھا۔ اور نہ مرد اُس کے کہیں جاتا تہا۔ اتفاقاً وہ عورت ایسی بیمار ہوئی۔ کہ مدت تک بیمار ہی چلی گئی۔ اُس عورت نے ایک روز ازراہ مہربانی اپنے شوہر سے کہا۔ میری خوشی یہ ہے۔ کہ آپ دوسرا عقد کر لیویں۔ مرد نے انکار کیا۔ اسی قسم کی گفت و شنید اس درجہ تک بڑہی۔ کہ آخر کار مرد نے دوسری عورت کر لی۔ اور شہوت پرستی سے اُسپر عاشق ہو گیا۔ پہر یہاں تک نوبت پہونچی۔ کہ پہلی عورت سے کبھی ہم بستر نہیں ہوتا تہا۔ اس عرصہ میں گہر میں آگ لگی مرد اپنی نئی عورت کا ہاتہ پکڑ کر باہر نکل آیا۔ اور قدیمہ عورت کو بدستور حالت بیماری میں زمین پر پڑا ہوا چھوڑا اور پکار کر کہا۔ گدہا جو گہر میں بند ہاہے۔ اس کی رسی کہول دے۔ اور باہر چلی آ۔ وہ عورت جفائے شوہر کا بہانہ تلاش کرتی ہی تہی۔ فوراً فرمان شوہر سنتے ہی اُٹھ کہڑی ہوئی۔ اور افتاں خیزاں گدہے کے پاس گئی۔ کہ اُس کی رسی کہولے۔ یکایک وہاں آگ کی لپٹ لگی۔ اور اُس نے جلا کر راکھ کر دیا۔

یہ قصہ گانیوں سے سنکر سید کے دل میں سخت شورش اور سوزش پیدا ہوئی۔ فرمایا۔ انسان کو فرمان برداری میں کمہار کی عورت سے کم نہیں ہونا چاہیے۔ اسکے بعد یہ بیت پڑہی بیت

جہان در چشم مجنون بود از ویرانہ کمتر	درین ویرانہ نتوان بود از دیوانہ کمتر

وجد کی حالت طاری ہوئی - ملک شیر مشائخ کا بیان ہے - کہ اندرونی حرارت سے سید کے بدن مین ہڈیان پانی ہوگئی تہین - نماز عصر کا وقت کا ہوا تو اُس منظور نظر نے عرض کیا - کہ نماز کا وقت جاتا ہے - آپ ہوش مین آکے اور جماعت کے ساتھہ نماز پڑہی - اور اسلام کے ہمراہ زندگی کا سرمایہ بہی - الٰہی وصال کی بارگاہ مین بہیج دیا -

مصرع جان او مسند نشین پیشگاہ وصل باد -

یاد شیخ نور الدین احمد منڈوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتون مین سے ہین قدس سرہما سلاطین خلجی کے عہد مین پٹن ملتان سے مالوہ کی طرف آئے تہے - شہر منڈو (مانڈو) کے کوہستان مین ریاضت اور مجاہدہ مین مشغول ہوئے - اور نا ہنجار نفس کے ساتھہ لڑائی ٹہان کر فتح حاصل کی - یہان تک آپ کا استغراق بڑہ گیا تھا - کہ سکر کی حالت سے ہوش کی حالت مین کمتر آیا کرتے تہے - حتیٰ کہ وحشی اور پرند جانور ہمیشہ آپ کے گرداگرد جمع رہتے تہے - اور آپ کو ان بیابانی جانورون کے ہونے یا نہونے سے قطعی خبر نہین ہوتی تہی - چونکہ ایزدی نگہبانی آپ کی حافظ تہی - اسواسطے آپ کو درندون سے کچہہ آزار نہین پہونچتا تھا - آپ کے زمانہ ہوش کی باتون مین سے یہ باتین بہی ہین جس کسی کو حق کے ساتھہ آرام ملتا ہے - تمام وحشی اُس کے رام ہوجاتے ہین مصرع جان او بامہر جانان رام باد - آپ کی خوابگاہ منڈو (مانڈو) مین ہے -

یاد شیخ داؤد ا ساولی

آپ سید برہان الدین قطب عالم بخاری سے مرید ہین - اللہ جل شانہٗ کی ہستی - اور مخلوق کی نیستی سے ہمیشہ باخبر تہے - کہتے ہین - ذکر کرنے کے وقت جب آپ لا الٰہ کہتے تہے - تو دیکہنے والون کو جاسوسی نگاہ کرنے پر بہی آپکے عنصری جسم سے سوائے پیراہن کے کچہہ معلوم نہین ہوتا تھا - پہر جب الا اللہ کا نعرہ مارتے تہے تو مکان کا اندرونی حصہ آپ کے عنصری کالبد اور اُسکے اقطار ثلثہ پر تنگ نظر آیا کرتا تھا - آٹہوین ذی حجہ کو دنیا سے کوچ کرکے حقیقی دیدار کا احرام باندہا - اور اپنے پیر بزرگوار کے مرقد کی برابر مین آرام فرمایا بیت -

دل بدانش لب پیر ولب را بہ خاموشی دہد		اے خوش آن یادت کہ از خویشم فراموشی دہد

یاد شاہ ابدال

آپ عرب کے ملک سے دریائے اعظم کی سیر کرتے ہوئے - آچہے بندر کے راستہ سے صوبہ کو بنگالہ مین آئے تہے - وہان کے حاکم حسین شاہ نے اپنی لڑکی کا آپ کے ساتھہ عقد کردیا - اُس لڑکی کے ساتھہ ایک

کنیز بھی تھی جو حسن خدمت کی وجہ سے آپکے دل مین گھر رکھتی تھی - ملکہ کنیز کے ساتھ اس قسم کی یک جہتی دیکھکر
ہمیشہ غیرت کیا کرتی تھی - اور فرصت کی تلاش مین تھی - ایک روز شاہ ابدال بغرض تفریح - اپنے دوستون
کے ساتھ گھر سے صحرا کو گئے تھے - ملکہ نے اس موقع کو غنیمت جان کر کنیز کو مار ڈالا - اور اُس کی لاش ایک
گٹھرے مین بھر کر دریا مین بہا دی اتفاق سے آپ سیر کنان دریا کے کنارہ جا پہونچے - وہان آپ کی زبان پر یہ بات آئی
کہ دریا سے میری ریحانہ کی خوشبو آتی ہے - چارون طرف نگاہ دوڑائی - ایک گٹھرا نظر آیا - تیراک لوگ وہ گٹھرا نکال
لائے دیکھا - تو اُس مین آپ کی منظورہ کا جسم تھا - یہ دل آشوب واقعہ دیکھکر آپ کے دل مین بہت کچھہ شورش اور
وجد پیدا ہوا - ناچار مقتولہ کو سپرد خاک کیا - اور خانہ خدا کا عزم مصمم کرکے صحرا کا راستہ لیا - سرگردان اور پریشان
رستہ[1] ہسور کی زمین مین پہونچے - یہان پر ایک مستحکم قلعہ اور ایک بلند پہاڑ ہے - دار الخلافہ آگرہ سے مالوہ کی طرف
پانچ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے - آپنے زمانہ باقی اسی جگہہ بسر کیا - جب فرمان وصال پہونچا - تو یہین خوابگاہ
اختیار کی **مصرع** خدا دارد یہ مطلوبش ہم آغوش -

بادشاہ نعمان

آپ کی قبر قلعہ آسیر کے تحت مین ہے جو خاندیسی سلاطین کا تخت گاہ ہے - آپ حافظ کے بیٹے - حافظ نورالدین
کے بیٹے نورالدین شرف الدین کے بیٹے - اور شرف الدین شیخ محمد زاہد کے بیٹے تھے جنکی قبر دہلی مین ہے - اور زمانہ
سابق دشت قپچاق سے ہند مین آئے تھے - شاہ نعمان نے رحلت غرہ ربیع الاول کو فرمائی ہے - لہذا پہلی تاریخ
سے لیکر پانچوین تاریخ تک عرس ہوتا ہے اور ملک کے چارون طرف سے ہر ایک قسم کے آدمی اپنے کنبہ و قبیلہ
کو ہمراہ لیکر عرس مین آتے ہین - اور برہان پور ایک بڑا شہر یہان سے پانچ کوس پر ہے - برہان پور کے باشندے
چھوٹے بڑے - عورت مرد - نیک و بد - بوڑھے اور جوان - مومن اور کافر - غرض کہ سب اپنے گھرون کے دروازون پر
قفل لگا دیتے ہین - اور اس مقام مین پہونچکر یہ پانچ روز سیر و سرور مین گزارتے ہین - انواع و اقسام کی نذرین
اور نیازین چڑھتی ہین - ہزارون مشتاق باہم اپنی دیرینہ آرزوون مین کامیاب ہوتے ہین - بہت سے آزاد
مران عنبرین جال کے پیچ در پیچ پھندے مین پھنس جاتے ہین - بہت سے لوگ سامان کی خرید و فروخت کرکے
اصل سے کئی حصہ زیادہ نفع اُٹھاتے ہین راقم نے دو دفعہ اس تماشاگاہ مین جاکر ہر قسم کے آدمیون مین گشت

[1] اس نام کے دو موضع ہین - ایک قصبہ تھا جھانیور مالوہ ہے - مگر اس موضع مین قلعہ اور پہاڑ نہین ہے اور آگرہ سے تقریباً ڈیڑہ سو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے - دوسرا موضع آگرہ اور جے پور کے درمیان مین ہے - یہان البتہ دیکھنے والے قلعہ اور پہاڑ ضرور بیان کرتے ہین - اور یہ موضع آگرہ

بیٹھ کر کے حظ اٹھایا ہے - بیت

ہزاران عاشق و معشوق ہر کار	ز ہر سو صد متاع و صد خریدار

کہتے ہین شیخ نعمان شیخ محمد ضیا کے مرید ہین - اور شیخ محمد ضیا کی رہنمائے طریقت - سید نظام الدین ہین - جو شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ تہے - اور سید نظام الدین کا مرقد مونگی پٹن دکن مین ہے - یہ ایک شہر ہے دریاے بان گنگا کے کنارہ پر - جہان سورتی پو جن والون کی بڑی پرستش گاہ (مندر) ہے اور یہان کے کپڑا بننے والے مندیل اور کمر بند ایسے عمدہ بنتے ہین - جو دوسرے اچھے اچھے شہرون مین بہی یہان کے سوا نایاب ہین -

یاد شاہ عبد اللہ

آپ شاہ یوسف بہائی قریشی کے بیٹے تہے - قدس سرہما - سلطان بہلول اور سلطان سکندر لودہی کے عہد مین ملتان سے آکر دہلی مین سکونت اختیار کی تہی - سلطان بہلول نے آپ کو اپنا داماد بنالیا - بزرگی کے آثار اور ولایت کی علامتین - بہت سی آپ کے افعال سے اور آپ کی پیشانی سے عیان تہین - بائیسوین صفر کے روز جہان مجازی کو رخصت کیا - آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین جو تہے یہ سلطان کی لڑکی سے تہے اور اخیر مین دہلی کے شیخ الاسلام ہوگئے تہے شیخ ابو الفتح جو بمقام دہلی دسوین صدی کے آخرین نصف حصہ مین مرجع صغیر و کبیر ہوگئے ہین شیخ الاسلام ابن عبد اللہ کے فرزند تہے -

یاد شاہ نعمت اللہ چشتی

سلطان سکندر لودہی کی اکثر فوج آپ کی معتقد تہی - اور سردار فوج بہی آپ کے ساتہہ مریدانہ سلوک کیا کرتا تہا - القصہ آپ کی پیری اور بزرگی کا یہان تک شہرہ ہوا تہا - کہ سنتے سنتے اہل زمانہ کے کان بہر گئے تہے آپ کی قبر دار السلطنت آگرہ مین ہے -

یاد شیخ تاج الدین محمد دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کی اولاد کبار مین سے ہین - باطن مین مخدوم - ظاہر مین خادم - دل سے آزاد - اور تن سے بندہ ہونا - یہ آپ کی عادت تہی شیخ نظام الاولیا کے روضہ مین اکثر خانقاہ نشین رہتے ہین - اُن کی خدمات اور اُن کے کامون کی دیکھہ بہال - دہلی مین آپکے آبا و اجداد کے تعلق تہی - آج کل آپکے فرزندون سے ان خدمات کا تعلق ہے - اُن کے نام شیخ زکریا - اور شیخ علاء الدین ہین -

یاد میر ابوالنجیب شاہ طیب

آپ کو ظاہری و باطنی روشنی - اور کشف و عرفان کی سعادت حاصل تھی - اور ان امور مین آپ کافی طور پر کامیاب تھے - ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے - دنیا جمع کرنے والون کے سامنے احتیاج نہین لیجاتے تھے - آپ کے اقوال اور افعال سے عجیب عجیب چیزین اہل زمانہ دیکھتے تھے - آپ کی طرز معاشرت سے کرامات کی خوشبو لوگون کو آیا کرتی تھی - آپ کے فرزند سلطان موحد نے پدر بزرگوار کی راہ و روش مین - اپنی پسندیدہ رفتار سے اور زیادہ رونق دیدی تھی - اور اہل طریقت کی شاہراہ پر چلتے تھے - کہتے ہین - ایک روز مولانا غیاث الدین احمد سلطان کی ملاقات کو آئے - جب آپ کی صحبت سے باہر نکلے تو فرمایا - لوگو - دیکھو تو سہی - اس خداشناس نے بظاہر اس جہان مین - اور از رو ئے معنی اُس عالم مین کیسا تماشہ کا بازار گرم کر رکھا ہے مصرع تن بصحبت دل بخلوت کارہاست

یاد مولانا شمس الدین رحمہ اللہ

آپ اپنے زمانہ کے بزرگوں مین سے تھے - روز بلوغ سے لب گور تک اپنی ہمت سے غیر کار آمد وقت کو ہاتھ تک نہین لگایا - اور اعمال کے اعتبار سے بیہودگی کے ساتھ آدھا قدم بھی نہین اٹھایا - ایک روز کا ذکر ہے آپنے ایک مرید کو نصیحت کے طور پر فرمایا تھا - جو دعوت اور جو مجلس تمہارے بدون فراہم ہو سکے - اور شائستگی کے ساتھ انجام کو پہونچ جاوے - وہان تم نہ جانا - کیونکہ ایسے موقع پر جانا بیہودہ بات اور لوگون کے واسطے جگہہ تنگ کرنا ہے مصرع انگشت آز در نمک ہیچ خوان مزن -

یاد مولانا زین الدین تائبادی

آپ نے ابواب سلوک کی کشائش سنت اور کتاب کی پیروی سے کی تھی - اور نیز اس ذریعہ سے طریقت کی گھاٹیان بھی طے فرمائی تھین - آپ بزرگان عہد کے سرگروہ - اور سالکان تحقیق کے سردار تھے - ظاہری بیعت اور عرفی نسبت ذریعہ خلافت کسی سلسلہ کے پیرون سے نہ تھی - خواجہ بزرگ کے روحانی فیض سے اویسی شان آپ کے حالات سے نمایان تھی جب آپنے سفر حجاز کیا تھا - تو پارسائے اولیا کا ساتھ ہو گیا تھا - جب تقلید پرستون کو نصیحت کرنا منظور ہوتا تھا - تو اس طرح پر راز دار بنایا کرتے تھے - کہ زبان حال سے بیان کیا جاوے - اور خاموشی کا فائدہ اور لسانی کا نقصان جتایا کرتے تھے - قطعہ

سر حق آن راسزد آموختن	کو ز گفتن لب تواند دوختن
ہر کرا اسرار کار آموختند	مہر کردند و دہانش دوختند

یاد حاجی شیخ سلیمان بنی اسرائیل

آپ کو یا حقیقت درویشون کے مقامات حاصل تھے - اور طریقت شناس سالکون کے حالات سے پوری واقفیت تھی - آپ کے زمانہ مین اُس شہر کے اندر کوئی شخص آپ کا مقابل نہ تھا - آپ کی زاد بوم لاہور ہے - خانہ کعبہ (خدا کرے خداشناس دلون کی طرح آباد رہے -) سات بار اس کے طواف کا عزم کر کے لاہور سے کبھی پیادہ اور کبھی سوار روانہ ہوئے - اور ارکان حج بجالائے - گروہ گکھر جس کے آدمی شمار کے اعتبار سے ایک جہان کی برابر ہین آپ کے باعقیدت مرید اور دوست تھے - اور اپنے مال مین سے ہرسال ایک معین حصہ آپ کی نذر کرتے رہتے تھے - آج تک بھی کہ ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ ہے - اپنے پیر کے فرزندون کو وہ حصہ پہونچاتے رہتے ہین - آپ کو خرقہ خلافت شیخ صدرالدین حلیم کی خدمت سے تھا شیخ صدرالدین کو اپنے بدر بزرگوار شیخ عمادالدین اسمعیل سے شیخ عمادالدین اسمعیل کو - اپنے والد ماجد شیخ رکن الدین الشہید یہ کلانور سے شیخ رکن الدین کو اپنے عم مکرم شیخ صدرالدین حاجی سے شیخ صدرالدین حاجی کو - اپنے عم مکرم شیخ رکن الدین ابوالفتح فیض اللہ سے شیخ رکن الدین ابوالفتح کو - اپنے پدر بزرگوار شیخ صدرالدین ابوالمعالی محمد سے - اور شیخ صدرالدین ابوالمعالی کو - اپنے والد عزیز شیخ بہاءالدین زکریا سے تھا - **قدس اللہ ارواحہم وتتمۃ السلسلۃ مذکورۃ فی الکتاب**[1] خلاصہ کلام یہ ہے - جب آپ ظاہری زندگانی چھوڑ کر آنجہانی ملک کو کوچ فرما گئے - تو آپ کے لائق فرزند شیخ عبدالشکور آپ کی جگہہ مسند نشین ہوئے شیخ عبدالشکور خداشناسون کی متعدد نیک خصلتون سے آراستہ تھے - جب شیخ عبدالشکور نے بھی عالم خاک سے جان پاک کی ولایت کو معاودت فرمائی تو ان کے فرزند ارجمند شیخ عبدالمجید نے علم درویشی کھڑا کیا - اور سجادہ ولایت بچھایا - شیخ منور عالم انہین کے بیٹے ہین - باقی حال اِن کا جداگانہ لکھا جاوے گا -

آخرین ساغر دور نہم صدا زراح روح مزاج این فوائد لب ریز باد

سخن کی عروس - جو انسانی حقیقت کی بخوا یہ ہے - مناسب نہین ہے - کہ خاموشی کی کھڑکی کا قفل توڑ کر نفس ناطقہ کے پردہ سے باہر نکل آوے - اور لایعنی بوالہوسون کی صحبت کا ارادہ کرے - بہائم کی گریہ آواز کی ہمشیرہ بنے بیت -

بنطق آدمی بہترست از دواب	دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب

[1] باقی سلسلہ کتابون مین مذکور ہے ۱۲-

پس سب سے زیادہ بہتر یہ ہے - کہ بیان کی پردہ نشین جمیلہ - ہمیشہ کے واسطے - آفریدگار ذو الجلال - اور منعم متعال کی یاد اور سپاس مین ہمدم اور محرم بن جاوے - اگر اسقدر پردہ نشینی اور گوشہ گزینی اُس کو میسر نہ ہو - تو اُس وقت بہتر یہ ہے - کہ اصحاب ولایت - اور ارباب ہدایت کے حالات اور اوصاف کا لباس - عبرت کا زیور - اور حکمت کے جواہرات پہنکر معارف بیان کرنے مین - اپنے جمال باکمال کی آرایش دکھاوے - ان دو امرون کو چھوڑکر مذکورہ بالا جمیلہ کے لیے کوئی مہربان محرم - اور حُسن افزا خلعت نہین ہے -

وہ بندہ کمال سعادت مند ہے (۱) جس کی زبان اور لب کو کسی مسخرہ کا پنجہ - اور کسی بیہودہ کا ہاتھ کوئی مضرت نہ پہونچاوے - (۲) نیز جو اپنے بیش بہا انفاس کے جواہرات کا پاس کرے - حق کے ذکر مین - اور اہل حق کی یاد مین - زبان و لب کو مصروف رکھے (۳) نیز جو قوت واہمہ اور قوت متخیلہ کی نگہبانی عقلی اور نقلی دلائل کے ذریعہ سے اس طرح کرے کہ ناجی مذہب اسلامیہ کے بزرگون پر - اور اُن کے کسی حال پر وسوسہ اور انکار کے لیے - اِن دونون محل (یعنی واہمہ اور متخیلہ) مین راہ نہ ملے (۴) اور نیز جو اہل باطن کے معاملات کی اور ظاہر پرست عقل کے حالات سے نہ کرے - کیونکہ یہ مسلک عقول اور نفوس کے مدارج سے پرے ہے -

صحیح بے لوث بات یہ ہے - خداے تعالیٰ ایسا کرے - کہ ظاہربینی اور رکیک چینی کا خان و مان ہی تباہ ہوجاوے - جو کوتہ نظر خرد کا آباد کیا ہوا ہے - تاکہ پھر آیندہ ہر خرق عادت کے نقد کو - اپنی مالوفات اور عادات کی کسوٹی پر نہ پرکھنے پاوے - کیونکہ دشوار تر کرامت کی صحت کو عقل کی ترازو سے تولنا - گویا ایسا ہے کہ شباب کو پہونچے ہوے بالغ کے حال کا قیاس - کوئی نارسا لڑکا - اپنی حالت پر کرے - هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[۱] اور نیز خداوند تعالیٰ ایسا کرے - کہ اعتقاد کا سازوسامان اور تسلیم کے محلات - خرابی اور تباہی سے محفوظ رہین - جو ایمان بالغیب کے آباد کیے ہوے ہین -

(۱) کہ جس سے حق شناسون کی عجیب و غریب باتون کی تمیز کرنے مین تامل پاس تک نہ آنے پاوے - تاکہ جو چیز عقل کی قیاسی ترازو پر پاس الوزن اُترے - اُس کو اعتقاد اور تسلیم - تصدیق کرکے اپنی جیب مین ڈال لیوین (۲) نیز جس سے اولیاء اللہ کی کرامات اور اُن کے تشخیص کرنے مین فکر پاس پھٹکنے نہ پاوے - تاکہ جو شے قواے مدرکہ کے سانچہ مین نہ ڈہل سکے - اُس شے سے اعتقاد اور تسلیم قطعی منکر ہوجاوین اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَنْ اَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ[۲] بلکہ اُس سعادت مند بندہ کو چاہیے - کہ جو اصحاب ہوشیاری کے

[۱] کہین جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی برابر ہوسکتے ہین ۱۲ [۲] مین اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہون - کہ نادانون کی سی ع ۔ باتین کرون - ۱۲

ساتھ باغ توحید کی گلگشت کر رہے ہین جن کا قدم شریعت کی صراط مستقیم پر مضبوطی کے ساتھ جما ہوا ہے۔ اور نیز جو لوگ شکستہ ہوس سے نقل کرنے کے اتفاق ہو گئے ہین جن کے حالات کا صفحہ شرعی تکلیفات کی رقم سے بالکل سادہ ہے ان لوگون سے جو عجیب وغریب بات دیکھے یا سنے سب کو راست سمجھکر ایزد مطلق کی قدرتی ترازو مین وزن کرے۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ کو اپنے عقیدت کے نگینہ پر کندہ کر رہے۔ فالصوفیۃ الذین یعلمون ان اللہ علی کل شیٔ قدیر یعترفون بانہ قادر علی خلق العجائب التی ھی خلاف العادۃ الجاریۃ ویسلمون ما اظہرہ علی ایدی عبادہ من الخوارق ویقولون انہ الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔

اور جل شانہ کا شکر ادا کرتا ہون سے۔ اگرچہ مین کوئی کام نہین بنا سکا۔ اور نیز کسی جگہ نہین پہونچ سکا ہون بیت

از جہہ کیستم کس نمی داند کہ کیستم	ہرچہ ہستم آشکارم ہیچ پنہان نیستم

بلکہ اس درجہ پر گر گیا ہون کہ اپنے تئین اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُہُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا کے گروہ مین شمار کرتا ہون لیکن شصت سالہ زمانہ زندگی اس طرح سے گذرا ہے۔ اولین پانچ برس نادانی مین گئے اس کے بعد سات برس مکتب کے اندر قرآن خوانی مین بسر ہوئے۔ اور اسکے بعد کچھ اوپر تیس سال ظاہری رسمی علوم کی تحصیل مین۔ اور نیز شطاریہ مشرب وغیرہ کے ذی ہمت اصحاب کی ملازمت سے فیض پانے مین صرف ہوئے **قدسنا اللہ باسرارہم** جب دل مین مشائخ **علیہم الرحمۃ** کے اسرار حقائق۔ اطوار۔ اور حالات اچھی طرح سے بھر گئے۔ تو زبان کو میدان حشر بنا کر جو خیالات۔ اندرونی خطرون مین سوئے ہوئے تھے سب کو بیدار کیا۔ اُس وقت کم وبیش سات سال اس طرح گزرے۔ کہ ہر ایک ملک کے مشائخ کے حالات سفر وسیاحت کے ذریعہ سے فراہم کیے۔ اور نیز اہل اسلام بادیانت ثقہ لوگون سے خط وکتابت کر کے بہم پہونچائے۔ بعد دو سال کے اندر عبارت نگاری کی۔ اور اس کی ترتیب دی۔ اور ایک سال مسودہ کے صاف

لطفہ ... اور وہ بہت زیادہ ہے مگر اکثر لوگ نہین جانتے ہین ١٢ ۵۳ جو تھوڑے سے لوگ یہ جانتے ہین۔ کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہ اعتراف کرتے ہین کہ وہ ایسی چیزون کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جو عادت جاریہ کے خلاف ہین۔ اور وہ لوگ یہ بھی تسلیم کرتے ہین۔ کہ اُسنے خرق عادت کی قوت اپنے بندون کے ہاتھون مین رکھی ہے۔ اور وہ لوگ یہ بھی کہتے ہین۔ کہ اے مخاطب یہ خرق عادت تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ بس تم شک کرنے والون مین شامل نہ ہو جانا ١٢ ۵۳ جن لوگون کی دنیاوی زندگی کی کوشش گم گزری ہوئی۔ اور وہ اسی خیال مین ہین کہ اچھا کام کر رہے ہین [illegible] ١٢

کرنے مین صرف ہوا - اور اسی ایکسال کے اندر دو گوہر صدف برخورداری - نیرین آسمان سخن گزاری عبد الاول اور
حسن محمد کی امداد سے زاد هما الله علماً و عمراً ا مذکورہ بالا حالات صحت اور ترتیب سے مکمل ہو گئے
المید ہے - کہ اللہ تعالیٰ حضور مشائخ کی برکات سے جنہون نے فقیر کی ستدعا قبول فرما کر قیل و قال کے دستار خوان
پران ادوار اربعہ (چار صدی) کے دائرون مین تشریف ارزانی فرمائی ہے - اِن دونون امیدوارون کو اپنے
اسم الحفیظ کے سایۂ عنایت مین محفوظ رکھکر دونون جہان کے مہمات سے کامیاب فرماوے - آمین
اور اس گمنام سرگردان کی باقی ماندہ عمر بھی اپنی یاد مین گزارے - بحرمت المذکورین فی هذه
النسخة المترصدة للقبول -

---

[۱] جن اصحاب کے حالات اس کتاب مین مذکور ہین جو امیدوار قبول ہے - اُن کے طفیل مین ۱۲
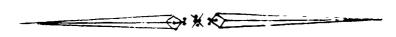
ابتدائے چھارمی چمن

اِس چمن مین دسوین صدی کے مفصلۂ ذیل اصحاب کا طریقہ رفتار اور اُن کے حالات کی کیفیت مذکور ہے

(۱) مراتب وجود کی راہ دروش پہچاننے والے (۲) آلہی احکام کے پڑہنے والے -

(۳) - رسمی علوم کے عالم - (۴) دریاے توحید کے تلاطم مین غوطہ لگانے والے

اے خرد - تو یہان سے جا - اور غور و خوض کو در یوزہ کرلا - دیکھہ ہر ایک فرد کی حقیقت حال چشمہ حیات کی بدولت ایسے ثمر کی مانند ہے جس کے اطراف کے نوخیز سبزے ہر ایک کامیاب اور ناکام کی فطرتی نظر مین خدائی اسرار کے ایسے خطوط - اور موٹے موٹے حروف نمودار کرتے ہین - جن کے ہر ایک صفحہ کے نیچے سے ایک قرآن[۱] لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ؕ کے وصف کو ہمراہ لئے ہوئے نکلتا ہے - اور جس کی ہر ایک سطر کے ضمن مین اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ کی باریک حقیقتون سے بہرا ہوا ایک دفتر مخفی ہے -

یاد شیخ محمد[۲] علا بنگالی

آپ شیخ قاضن شطاری کرکے مشہور ہین - اور شاہ عبداللہ شطاری کے خلیفہ ہین - ریاضت و مجاہدہ اور مراقبہ و مشاہدہ مین آپ کو کمال حاصل تہا - انسانی کمالات اور وجدانی حالات آپ کی ذات مین عیان تہے علماے باللہ مین سرگروہ - اور سالکان سیر فی اللہ مین آپ سردار تہے - نوین صدی کے اوائل نصف حصہ مین جب شاہ عبداللہ شطاری ہندوستان مین آئے - تو گزر بنگالہ کی طرف بہی ہوا - اور مشائخ بنگالہ کے پاس

---

[۱] کوئی رطب اور کوئی یابس ایسا نہین ہے - جو واضح کتاب مین نہ ہو [۲] مجکو جامع کلمہ عطا کئے گئے ہین ۱۲

کہلا بھیجا۔ کہ ایران و توران سے ایک درویش آیا ہے وہ کہتا ہے۔ خواہ خلوت مین۔ خواہ انجمن مین۔ جس کسی کو
جس صورت مین آسان معلوم ہو ملاقات کرے۔ اور کلمۂ توحید کی معلومات باہم بیان کی جاوے۔ جس جانب مین
کمی ہو۔ وہ جانب۔ زیادہ والی جانب سے فائدہ اٹھاکر کمال حاصل کرے۔ شاید اس طریقہ سے آہستہ آہستہ اُس
کمال کے میدان مین پہونچنا نصیب ہو۔ جو اُس کے نام زد ہے۔ جب یہ خبر شیخ محمد علا کو پہونچی تو اعتراف
آمیز جواب دیا۔ اور مخلصانہ پیش نہین آئے۔ شاہ نے فرمایا۔ اخیر مین شیخ محمد علا کی بازگشت اسی فقیر کی
طرف ہوگی۔ یہ بیان کسی قدر [illegible] الاولیا۔ [illegible] کے سلسلہ [illegible] تحریر ہو چکا ہے۔

[illegible] مین۔ [illegible] شیخ [illegible] فرمایا۔ ایک تو
غربت [illegible] ناتوانی۔ خواہش۔ اور غربت
اتنی تمام چیزین [illegible] زبان حال سے [illegible] نوازش کے واسطے گدائی کرتی [illegible] عنایت عامہ کو
یہ مناسب نہین ہے۔ [illegible] داخل ہے۔ بلکہ بہتر یہ ہے۔ کہ میری گزشتہ
تقصیر [illegible] فرمائی جاوے۔ [illegible] مہربانی نے جوش کیا۔ فرمایا۔ اگر اپنے
آبا و اجداد کی رسم۔ [illegible] سلسلہ چھوڑ کر۔ [illegible] درویشی کی آئین اور نام پر اپنے تئین نام زد کرو۔ تو تمہاری
التماس کے ساتھ ساتھ [illegible] بالآخر شیخ نے آپ کا فرمانا قبول کیا۔ اور بہت تھوڑے
عرصہ مین خلعت خلافت با کمال اتنی تکمیل سے اونچی سیڑھی پر پہونچ گئے۔ اور باجازت مرشد اپنے وطن
کو بازگشت کی۔

یاد شیخ رحمت اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ متوکل قدس سرہ کے فرزند۔ مرید۔ اور نیز خلیفہ ہین۔ آپ نہایت عالی مقام پسند
افعال سنجیدہ و اقوال ضمیر شناس۔ اور باطن سے آگاہ تھے۔ جب پدر بزرگوار سے گجرات کی اجازت ملی۔ تو احمدآباد
مین جاکر اُس کے ایک کنارہ قیام کیا خدادوست۔ دانشمندون نے ہر طرف سے بہ ترک سکونت آکر آپ کی ہمسائگی
مین حجرہ بنائے۔ اور صوف پوشون سے خانقاہ آباد ہوئی۔ اور اسی سبب سے وہ کوچہ شیخ پور کے نام سے مشہور ہو
گئے ہین۔ جس زمانہ مین فرمان روائی گجرات کی نوبت۔ سلطان محمد کو پہونچی۔ تو خطبہ اور سکہ اُس کے نام
تازہ جاری ہوا۔ اُسنے ہمایون کا نام دفتر ہستی سے مٹانا شروع کیا۔ زمانہ مددگار رہا کہ محمود بیچارہ کو دایہ سیج[51]

---

۵۱ - شاید زمانہ قدیم مین سیج والی نام اُس گاڑی کا ہو جس کو زمانہ حال مین سیج گاڑی کہتے ہین ۱۲ - مترجم -

مین ڈالکر دربار سے باہر چلے - جانے کا راستہ شیخ کے ہی کوچہ مین ہو کر تھا - ناگاہ شیخ کی نظر سیجوالی پر پڑی -
ہنس کر فرمایا آفتاب مٹی سے آلودہ اور آسمان ابر سے پوشیدہ نہین کیا جاسکتا ہے - یہ آواز جو دایہ کے کان مین
پڑی - تو اس کو خوشی ہوئی - دل مین مضبوطی سے ٹھان لیا - کہ اگر اس شاہزادہ کو تاج شاہنشاہی مل جاویگا - تو
ان بشارت دینے والے درویش کا مرید کردون گی - آخر کار سلطان محمد کو اجل نے - سلطانی مرتبہ سے اتار کر نیستی
کے غار مین ڈھکیل دیا - تو کوس دولت محمود کے نام سے بجنے لگا - اور دایہ نے جو دل مین قرار دیا تھا - وہ بھی ظہور
پذیر ہوا - اب کیا تھا - شیخ کی خانقاہ کو رونق ہی کچھ اور ہو گئی - یہانتک کہ اس رونق پر بہائی کو رشک آیا آپنے فرمایا
غیرت چھوڑ دو - کیونکہ مین فرو در ہون - اور تم زودری لینے والے ہو - چند روز بعد آپنے عنصری صورت ترک کر کے جہان
معنی کو سیر گاہ بنایا - اور کوئی فرزند آپ کا نہین تھا - لہذا ظاہری قبضہ تمام شیخ سعد اللہ - اور شیخ سعد اللہ کے فرزندون
کی طرف منتقل ہوا - اور اس قول نے آپ کی راست بیانی پر گواہی دی مصرع روح پاکش غریق رحمت باد -

یاد فرزندان شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ

آپکے پانچ بیٹے اور ایک دختر تھی - شیخ سعد اللہ - شیخ رحمۃ اللہ - شیخ حسن سرمست - شیخ نصر اللہ - شیخ شہر اللہ -
بی بی ورما کہ اولیہ ، پیار لڑکے پدر بزرگوار کی اجازت سے گجرات کو چلے گئے - پانچوین لڑکے آپ کی ملازمت مین رہے
اولین لڑکے شیخ سعد اللہ کا طریق مثل ولیا تھا - جب انہونے اس جہان سے رخصت ہو کر احمد آباد کے شیخ واڑہ
مین ہمیشہ کے واسطے آرام فرمایا - تو ان کے بیٹے شیخ نعمۃ اللہ نے خرقہ خلافت زیب بدن کیا - اور شیخ نعمۃ اللہ
کے بعد - ان کے بیٹے شیخ بدیع اللہ سجادہ نشین ہوئے - جب شیخ بدیع اللہ عالم علوی کو کوچ فرمانے لگے - تو
انھون نے اپنے بیٹے شیخ فرید کو اپنا جانشین کیا - شیخ فرید - نوشتہ تقدیر کے موافق گو ظاہری دولت کے اعتبار سے
رفیع الملکی رتبہ پر پہونچے - لیکن باطنی تجرید یہان تک بڑھی ہوئی تھی - کہ دنیاوی تعلق کو دل مین قطعی راہ نہین ملی
اور دونون جہان کی سعادت حاصل ہوئی - جب شیخ فرید گزر گئے - تو ایسا کوئی لڑکا نہین تھا - جو آبائے کرام کی
پیروی ظاہر مین اور باطن مین دونون طرح سے کرتا - جو تھے وہ دنیاوی روش تلاش کرنے لگے - پس رونق درویشی
جاتی رہی - دوسرے لڑکے شیخ رحمۃ اللہ کا حال جداگانہ لکھا جا چکا ہے - تیسرے لڑکے شیخ حسن سرمست دریائے وحدت
مین ڈوبے ہوئے - مجذوب اور حصور تھے - پانچون وقت صرف ہنگام نماز ہوش مین آتے تھے - سلام کے ہمراہ
وہ عارضی ہوش بھی رخصت ہو جاتا تھا - آپ کی قبر بڑودہ مین ہے - اور بڑودہ ایک شہر گجرات کا ہے دریائے نربدا
کے کنارہ - چوتھے لڑکے شیخ نصر اللہ کا سامان قیام گجرات کے خاندیس مین چلا گیا تھا - جب شیخ نصر اللہ کو آخرین

سفر پیش آیا - تو قلعہ آسیر کے تحت مین - ان کا جسم گرامی سپرد خاک کر دیا گیا - قلعہ آسیر - اس صوبہ کے سلاطین کا دارالسلطنت ہے - شیخ نصر اللہ کے بعد اُن کے بیٹے شیخ عزیز اللہ نے جو ہمنام جد تھے - بار خرقہ اپنے کندھے پر اٹھایا - جب شیخ عزیز اللہ نے بھی رحلت فرمائی - تو اِن کے بیٹے شیخ بدیع اللہ ثانی دنیاوی طلسم مین منہمک ہو گئے تھے - لہذا اس ملک مین میرِ اعظم ہوئے - شیخ بدیع اللہ ثانی کے بعد شیخ کریم اللہ نے بدری دولت کو قایم رکھا - شیخ کریم اللہ کے دو بیٹے تھے - شیخ ربیع اور شیخ خواجہ - دونون کے دونون جوان باپ کی زندگی مین ہی کوچ کر گئے - اور ہجری سنہ نو سو ستانوے مین باپ نے بھی عالم بقا کو رحلت فرمائی - اور اپنے سلسلہ کے واسطے آخرین حلقہ یہی ہوئے -

یاد مولانا محمد تاباد کانی

آپ خواجہ ادہمی سائی[۵۱] کے راتبہ خوار - اور خرمن وَعَلَّمۡنَاہُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا[۵۲] کے خوشہ چین تھے شیخ زین الدین محمد خوافی سے بیعت تھے - شیخ الاسلام زندہ پیل احمد جام کی قبر سے - حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی کی خدمت سے - اور نیز دیگر مشائخ سلسلہ کی صحبت سے نہایت کامیابی حاصل کی تھی - اور بزرگی کے اسباب جس قدر باکمال سالکون کے واسطے درکار ہین - یہ سب فراہم کر لئے تھے - آپ کے ہی حوالہ سے لوگ کہتے ہین کہ آپ فرماتے تھے - پیر کی نسبت ادب ملحوظ رکھنے مین - مجھسے دو دفعہ کوتاہی ہوئی ہے - اول یہ - کہ نماز پڑھنے کے وقت امام کے پانون کے نیچے جانماز نہ تھی - اور میرے پانون کے نیچے تھی - پیر نے فرمایا - اِس جانماز کو ہٹا دو - مینے عرض کیا - میرے مذہب مین کچھہ ہرج نہین ہے - مین شافعی المذہب ہون - دوسرے یہ - کہ ایک روز پیر نے مجکو ایک کام کے واسطے ارشاد فرمایا - میرا وضو تھوڑا سا باقی رہا تھا - مین اُس کو پورا کر کے تعمیل حکم مین مشغول ہوا - اب اس شرمندگی کا علاج مین نہین جانتا - کس دروازہ سے تلاش کرون - کس سے پوچھون - اور کہان پاؤن - اس قسم کی حیرت افزا باتین کہہ کر پریشانی اور سرگردانی کے ساتھہ زندہ تھے - کہتے ہین - ایک بار حقائق پناہ (مولانا جامی) آپ کی ملاقات کو گئے - حجرہ کے ایک طاق مین دو جلدین رکھی تھین - مولانا نے دریافت فرمایا - کون کون سی کتابین ہین - جواب دیا - ایک تو قرآن مجید ہے دوسرا میرا دیوان ہے - جو اہل زمانہ کی دست اندازی کے خوف سے بھاگ کر قرآن پاک کی پناہ مین جاگزین ہوا ہے - مولانا کی طبیعت یہ دلخوش کن بات سنکر بہت خوش ہوئے -

---

[۵۱] مجکو میرے رب نے ادب سکھایا ہے ۱۲ [۵۲] اور ہمنے اُس کو اپنی طرف سے ایک خاص علم سکھایا ۱۲

یاد شیخ داؤد ابن فیض اللہ قدس سرہما

آپ کی پیدائش شیر گڈہ کی ہے اور شیر گڈہ صوبہ لاہور کا ایک قلعہ ہے۔ آپنے علمی اور عیانی جملہ کمالات کی تحصیل سید حامد ابن شیخ عبد الرزاق ابن شیخ عبد القادر حسنی جیلانی سے کی تہی۔ بعض کہتے ہین ظاہری بیعت سے قبل عمر کا بہت سا حصہ ریاضت مین گزارا تہا۔ جب مشائخ طریقت کی پیروی پختہ ہوگئی۔ تو الہام غیبی کے بموجب آپ سید حامد قادری کے مرید ہوئے قدس سرہ اور جب فضیلتین حاصل ہوگئین تو خرقہ خلافت مل گیا۔ آپ خانوادہ قادریہ کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ آپ کا دم موثر تہا۔ اور نفس مین قوت آخذہ تہی بہت سے قسی القاب سیاہ باطن لوگ آپ کی رہنمائی کی بدولت نفسانیت کے تیرہ و تاریک مکان سے نکل کر روحانی نور آباد مین پہونچ گئے۔ اور بہت سے سعید استعداد والے اصحاب آپ کی ملازمت مین رہ کر سفلی منازل سے علوی مقامات کو ترقی کر گئے۔

ان مین سے ایک آپ کے بہتیجے **شیخ ابو المعالی محمد** ابن شیخ رحمۃ اللہ ہی تہے جن کا دل صاف طبیعت موزون۔ اور فہم رسا تہی۔ شیخ ابو المعالی کے بہت سے قصیدے اور غزلین سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی تعریف مین ہین۔ رسالہ محمدیہ قادریہ بہی انہین کی تصنیف سے ہے شمائل قادریہ۔ بہجۃ الاسرار۔ خلاصۃ المفاخر۔ اور مفتاح الاخلاص کبالانی۔ ان کتب سے اقتباس اور انتخاب کرکے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے۔ اور اس مین اپنے حسن بیان سے سوز و محبت کی چاشنی ملائی ہے جس سے تشنہ کامان صحرا ے سلوک مستفید ہوتے ہین۔

دوسرے **شیخ سیف الدین عبد الوہاب** تہے۔ ان کی عادتین اور ان کے کام جملہ آراستہ اور پیراستہ تہے۔ واجب اور ممکن کا معاملہ جو مطلق وجود سے تعلق رکہتا ہے۔ اس کے خیال کے بدون ایک سانس بہی نہین لیتے تہے۔ اور عدم و وجود سے جس کا سلسلہ ندی کے پانی کی طرح ممکنات پر متواتر پہونچ رہا ہے۔ ایک لحظہ بہی غفلت نہین کرتے تہے۔ اور بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ[۵۱] کے گروہ مین سے نہین تہے۔

شیخ داؤد ہجری سنہ نوسو بیاسی مین عنصری خلعت اپنے جسم سے اُتار کر عالم یکتائی کو کوچ فرماگئے۔ آپ کی قبر آپ کی زاد بوم مین ہے۔

---

۵۱ بلکہ یہ جدید پیدائش کے نئے لباس مین ہین ۱۲

یاد شیخ بدھن شطاری جونپوری

آپ شیخ عبداللہ شطاری کی نسل میں سے ہیں۔ شیخ حافظ جونپوری کی خدمت سے جو شیخ عبداللہ شطاری کے خلیفہ ہیں۔ دونوں طرح کے علم حاصل کیے تھے۔ اور دونوں جہان کی سعادت کا سرمایہ تحصیل کر کے ست سے کمالات فراہم کیے تھے۔ سلطان سکندر لودہی کے عہد میں رہنمونی حقائق نمائی۔ اور خدا شناسی کو فروغ دیا تھا۔ بہت سے طالبوں کو شطاریہ طریقہ تعلیم کیا۔ شیخ عبدالحق دہلوی جو اخبار الاخیار کے مولف اور راقم گلزار کے دوست ہیں۔ ان کے عم مکرم شیخ رزق اللہ نے ذکر کی تلقین آپ سے ہی پائی تھی۔

مصرع حق رزق از مشرب شطار نیز داد

یاد مولانا عبدالرحمن کاردگر

آپ کشف۔ معرفت۔ اور کرامات کے عالم تھے۔ تصوف ناموں کی نکتہ سنجی۔ اور مدارج توحید کی دقیقہ شناسی کو رونق صوفیوں کی محفل میں آپ کے ہی شمول سے ہوا کرتی تھی۔ نیستی کی چھری سے تمام علاقوں کو کاٹ کر حق کے ساتھ مل گئے تھے۔ اور مشائخ وقت کی دریافت سے اور نیز درویشوں کی مصاحبت سے اسباب معرفت اور سرمایہ کمالات بہت کچھ فراہم کر لیا تھا۔

یاد مولانا محمد صحرائی[1]

آپ ایک لاابالی درویش۔ اور بہت فقیر تھے۔ ازلی توفیق کی رہنمائی سے آپ مولانا محمد تاباد کانی کی خدمت میں پہونچے اور مولانا کو اپنا پیر سلوک بنایا جس طرح پر کہ تلقین ہوئی۔ چند چلے کھینچ کر کامیابی حاصل کی اور وطن سے حجاز تک پیادہ پا اور روزہ رکھتے ہوئے جا کر حرمین محترمین کے طواف سے مشرف ہوئے۔

یاد امیر سید علی قوام

آپ سوانہ کے سادات میں سے ہیں۔ خداطلبی کی شورش کی ثمرہ ہوا۔ کہ گھر بار سے آوارہ ہو گئے جب شہر جونپور میں پہونچے تو شیخ بہاءالدین جونپوری سے بیعت ہوئے اور ظاہری و باطنی کمالات حاصل کیے۔ آپ کی آمد و شد جاذبہ اور سلوک کے درمیان میں تھی۔ بعض تذکروں میں لکھتے ہیں کہ آپ سلسلہ میں شیخ قاضن شطاری کے مرید ہیں۔ اور بعض لکھتے ہیں کہ آپ کو تمام مشہور خانوادوں سے نسبت تھی ہے۔ اور تمام دروازوں سے اپنی استعداد کی بدولت گونا گون دانش و بینش حاصل کی ہے۔ آپ سنی میں

[1] حراں بجائے مہملہ راے مہملہ مشدد و الف دونوں موقوف ایک شہر کا نام ہے

پاس کے پابند نہین تے - کبھی خرقہ پہنتے تے اور کبھی قبا زیب بدن کرتے تے - آپ کا جذبہ سلوک پر غالب تھا -
یادہ تر زمانہ سُکر مین گزرتا تھا - اور کمتر ہوشیاری مین - مگر ہوشیاری مین بھی عجیب حال ہوتا تھا - جب آپ تجلی کا
اشاکر کے خوش وقت ہوتے تے - تو اُس حالت کے جاتے رہنے سے ندامت ہوتی تھی - اور ندامت سے نالہ حیرت
سمان تک پہونچاتے تے - القصہ رونے سے اور سوز و گداز سے ایک لحظہ بھی رہائی نہین ملتی تھی ہجری سنہ
سو پانچ مین آپ کی جان پاک جسمانی غار سے پانون نکال کر اعلیٰ عالم ارواح کو کوچ کر گئی - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ سماء الدین دھلوی

آپ شیخ فخر الدین کے بیٹے ہین - بڑے بلند ہمت تے اور ایثار کا درجہ روز افزون ترقی پر تھا - کم کھانے
در کم بولنے کی - اور سونا قطعی ترک کردینے کی ہمیشہ کوشش کرتے تھے آپکے پدر بزرگوار آپسے بہت خوش تے - اور روز مرہ
الصباح آپ کے واسطے بخورداری اور سعادت مندی کی دعا - جناب باری مین کیا کرتے تے - انہین کی دعا کی
بتون سے شروع آگاہی کے وقت آپ سید راجو کی خدمت مین جا پہونچے - اور سید راجو کی اندرونی و بیرونی پرورش
سے اہل دانش و بینش ہو گئے - جب کاملین ولایت کے کمالات سے آپ سرفراز ہوئے - تو خرقہ خلافت شیخ کبیر الدین
معیل سے ملا - اور جب سفر حجاز کیا - تو احمد آباد مین شیخ احمد کھٹو مغربی کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض پایا شیخ
ملی دہلوی لکھتے ہین جس زمانہ مین شیخ نے رنت ہنبور کے قلعہ کے نیچے گوشہ نشینی اختیار کی تھی - مین آپ کی
دمت مین کسب سعادت کیا کرتا تھا - ایک روز آپ عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کی مکتوبات پڑھتے تے -
س درمیان مین فرمایا عین القضاۃ - ایک دفعہ آٹھ جگہہ مدعو کئے گئے تے - چنانچہ ایک ہی وقت مین آپ
ٹھون جگہہ پہونچ گئے - اور اپنے خلوتخانہ کے لوگون کے ساتھہ بھی بدستور حضوری رہی - اس بیان کو
ل کے اندر میری عقل نے بعید سمجھا اُسی روز جب مین اپنے گھر پہونچا - تو شیخ کو اپنی آنکھون سے گھر کے ہر ایک
وشہ مین کھڑا ہوا دیکھا سمجھہ گیا - کہ یہ نمایش شبہ مذکور دور کرنے کے واسطے ہے - فوراً اپنے خیال سے باز آیا - اور
ل مین مضبوطی کے ساتھہ یقین کر لیا - کہ درویشون کو یہ طاقت ہے - ایک ہی وقت مین اکتسابی اور مثالی جسمون کے
ساتھہ متعدد مکانون مین نمایان ہو سکتے ہین تمام زمانہ آپکو تمام علوم مین اُستاد وقت شمار کرکے زانوی
لمذتہ آپ کے سامنے تہ کرتے تھے اور فرمان روایان عہد جیسے بہلول لودی - اور اُس کے نزدیک والہ کیا
خویش و بیگانے - اور کیا امیران اعظم تمام آپ کی آستانہ بوسی کو مریدانہ حاضر آیا کرتے تے - اور جو مال نذر کے
واسطے لاتے تے - قبول نہین ہوتا تھا - اور اسی بے نیازی کے ساتھہ زندگانی آپ کی - خدائی ستایش

اور پرستش مین بسر ہوتی تھی۔ ہجری سنہ نو سو نو مین کوچ فرمایا۔ قبر دلی مین ہے۔

یاد شیخ جار اللہ مکی

شیخ قطب الدین پنواری[1] کا بیان ہے۔ آپ کا حلیہ یہ تھا۔ ایک پیر تھے نورانی شکل کمر جھکی ہوئی۔ عمر اسّی سے متجاوز اور ریاضت کی وجہ سے لاغر اور نحیف ہوگئے تھے۔ حنفی المذہب تھے۔ اکثر آپ کے درس مین حنفی فقہ پڑھائی جاتی تھی۔ ایک روز آپ عمرہ لانے کے واسطے پیادہ پا جا رہے تھے۔ اور رمضان کا مہینا تھا۔ مینے راستہ مین دیکھا۔ تو کہا۔ یا شیخ لم تروح راجلا قال یا اخی ما سمعت ان اجرک علی قدر تعبک در راہ رابوم او خوا لیکاد و دلون مکہ معظمہ مین ہین۔ مصرع اجر او باد القائے ذوالجلال۔

یاد خواجہ مرتضی تابادی

آپ ایسے بلند ہمّت اور عالی نظرت تھے۔ کہ تنگی اور بے نوائی مین بھی خوش دل رہتے تھے۔ مولانا زین الدین تابادی کی بہت سے ہمنوشینی کا تعلق تھا۔ کہتے ہین۔ ایک سال جب کہ آپ کے سلوک کا آغاز ہی تھا۔ اپنے ملک عراق سے چالیس غلام ترک لیکر مسافرت اختیار کی تھی۔ تمام غلام خوبی اور عمر کے اعتبار سے زمانہ مین ایک دوسرے کا عکس تھے۔ جب آپ کی ہمّت کو اور زیادہ صعود ہوا۔ تو تمام کو راہ خدا مین آزاد فرما دیا۔ اور غلامون کے سوا اور بھی جو کچھ مال تھا۔ درویشون کے سامنے رکھکر لوٹ کرا دی۔ پھر ایک مدت دراز کے بعد جب تنگی اور سختی نے آگیرا۔ تو ایک واقفکار شخص نے آپ سے کہا۔ آپ کا فلان غلام بڑا مالدار ہے۔ پھر یہ تمام تنگی اور سختی کیون ہے۔ آپنے اس طور پر جواب دیا۔ بیت

اگر چہ گرد آلود فقرم شرم باد از ہمتم ؛	اگر بآب چشمۂ خورشید دامن تر کنم

ہمّت کا ہاتھ۔ قناعت کے دامن سے کبھی پیچھے نہین ہٹایا۔ اور لالچ کا پنجہ کسی دولتمند کی جیب میز کبھی نہین ڈالا۔

یاد بابا حیدر ابدال

آپ تجرید کے میدان مین سبک رفتار۔ اور تفرید کے گوشہ مین گران بار تھے۔ یہ چند کلمات۔ آپ کے متقیانہ اور ناصحانہ بیانات مین سے ہین۔ یہ کلمات مولانا محمود کمانگر ہیدائی نے آپ کے حوالہ سے بیان کئے ہین (۱) اپنا دہن فرہ دار کمانون کا پابند کر دنیا خواری اور خواہش بڑھاتا ہے۔ (۲) دل دنیا کی محبت مین دفینہ

[1] پھواری بیاے فارسی دون ساکن و واو مفتوح و الف و راے مہملہ مکسورہ و یاے مثناۃ تحتانی ایک قصبہ کا نام ہے بہار کا یہین ۱۱ آ

کیونکہ یہ دنیا ایک عروس نماز ہیا ہے - اُسپر صرف ایک نگاہ کے سوا - دوسری نگاہ ڈالنا مباح نہین ہے - (۳)
جن ضروریات کے سوا چارہ نہین ہے - صرف اُنہین پر اکتفا کرو - کیونکہ جو چیز ایسی ہے - وہ دنیا نہین ہے
(۴) افلاک کے سایہ مین مت سوؤ - کیونکہ ایسی خواب دل مین تیرگی پیدا کرتی ہے - (۵) بیہودہ گوئی سے زبان
پر دہن کو قفس بناؤ - تاکہ حق کی یاد مین تم اُس کو گلستان بنا سکو - آپ کی باتین اکثر اسی قسم کی ہین - میر فروغی
اشرف نے اپنے تذکرہ کے مسودہ مین لکھی تہین - جب میر فروغی کو ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین عالم علوی سے
فرمان طلب پہونچا - تو بتعمیل فرمان دنیا کے وحشت آباد سے نہایت اشتیاق کے ساتہہ عالم جاوید کو کوچ
کر گئے - اسواسطے مسودہ مذکور بیاض مین نہ آسکا - مین اُس مسودہ کی تلاش مین کوتاہی نہین کرونگا - اور
حاصل ہونا - ثمرہ جست و جو ہی امیدوار ہون کہ بہم پہونچ جاوے گا - اور اصلاح سے درست ہو کرنے والون
کے واسطے عبرت کا باعث ہوگا -

یاد مولانا روح اللہ

آپ ایسے شیفتہ اور سوختۂ عشق تھے - کہ عرفان اور سنجیدہ اعتقاد آپ کے خمیر مین داخل تہا - آپکے
پیر بیعت اور شیخ ارشاد کا نام کسی بیان کرنے والے کی زبان سے - اور کسی لکھنے والے کے قلم کے ذریعہ سے راقم
گلزار کے گوش گزار نہین ہوا ہے - لیکن اس مین شک نہین - کہ آپ کے طبقہ مین جو اصحاب بزرگ منش
تھے - آپ اُن اصحاب کے بڑے دوستون مین سے تھے - جیسا کہ مولانا زین الدین محمود کمانگر نے فرمایا ہے
ایک روز مینے آپ کی خدمت مین اپنی سیاہی باطن کی شکایت پیش کی - تو آپنے میری دلدہی کے
واسطے دریافت فرمایا محمود - اس آزاد گروہ کی صحبت مین تم کو ایک تاگہ کی برابر بہی دلبستگی ہوتی ہے
یا نہین - مینے کہا جس قدر عبارت مین آسکتا ہے اُس سے بہت زیادہ ہے - جواب دیا - تمہاری دائمی
سعادت مندی کا نشان بس اسی قدر کافی ہے - اور اِن دو بیتون پر ناصحانہ بیان ختم کیا قطعہ -

مہر پاکان درمیان جان نشان	دل مدہ الا بمہر دل خوشان
کوی نومیدی مرو امیدہاست	سوی تاریکی مشو خورشیدہاست

یاد مولانا معین الدین واعظ ہروی

آپ تصوف اور توحید مین - شاہ قاسم انوار کے قدم بہ قدم مارتے تہے - آپ کی پاک طینت مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۰ - آپ پیادہ پا کیون جاتے ہین - جواب دیا - بہائی - کیا آپنے یہ نہین سنا - کہ تمہارا اجر تمہاری تکالیف کی مقدار
سے ملیگا - اور چلے گئے ۱۲ -

حقیقت کی آبدار باتین خمیر تھین - اور آپ کا با فروغ باطن معلومات کی تجلیات سے منور تھا - آپ کی نصیحت کی مجلس بیماران شریعت کے واسطے دار الشفا اور آپ کی موحدانہ تقریر طریقت کے مجروح باطنون کے لئے باعث صحت تھی - اولاً آپنے رسمی علم کامل طور پر تحصیل کیا - بہت کچھہ تصنیف اور تالیف بھی فرمایا منجملہ ان کے سیر النبی تفسیر کامل - اور حدائق الحقائق - سورہ یوسف کی تفسیر - تاویلات کے رنگ مین علمائے زمانہ کے نزدیک مشہور اور معتبر ہے - اور ہر آیۃ کے بیان مین توجیہ اور تاویل کے طور پر - رنگین الفاظ کے ذریعہ سے بہت کچھہ عجیب و غریب معانی ادا کئے ہین - تاکہ جو ذی نگاہ لوگ اہل دل ہین - اُنکا ہوش اوڑ رہے - لکھتے ہین جب مین تفسیر یہ لکھہ رہا تھا - تو بسم اللہ کی بے سے والناس کے سین تک نبی علیہ السلام کا حلیہ اقدس طرفۃ العین کے واسطے بھی ظاہری نگاہ سے دور نہین ہوا - اس بارہ مین بعض کوتاہ اندیشان علم کا کہنا ہے - کہ ایسا لکھنے سے مراد یہ ہے کہ لکھنے والے نے سنت نبوی علیہ السلام کی پیروی اور اُسکے قائم رکھنے مین کمال رعایت مد نظر رکھی ہے - اس تحریر کے بارہ مین راقم کی خاطر فاتر مین - یہ آیا - جس کسی کو یہ بات اس درجہ پیروی نبوی حاصل ہوگی - اُس کو وہ حالت فی الحقیقۃ کیون نہ ہوگی - کیونکہ اس کا ثمرہ وہ ہوسکتا ہے -

یاد شیخ بہاء الدین شاہ باجن

آپ ابن حاجی معز الدین ابن علاء الدین - ابن شہاب الدین بن شیخ ملک - ابن مولانا احمد خطابی مدنی ہین - جس ابن خطاب کی نسل سے - جو امیر المومنین عمر کے بھائی تھے رضی اللہ عنہ آپ کی زاد بوم احمد آباد گجرات اور خوابگاہ برہان پور خاندیس ہے - شیخ رحمۃ اللہ بن شیخ عزیز اللہ متوکل منڈوی کے مرید تھے - آپکے جد اعلا مولانا احمد مدنی کے حالات لوگ اس طرح بیان کرتے ہین - کہ یہ مدینہ کے مریدون مین سے تھے - رسمی علم مین تبحر حاصل تھا - علم حدیث کی اکثر مشکلات معاملہ مین صاحب حدیث علیہ السلام سے حل کر لیا کرتے تھے - ہمیشہ آدھی رات کے وقت جب روضہ منورہ کی آستانہ بوسی کے واسطے حاضر ہوا کرتے تھے - تو آپکے واسطے حرم محترم کے دروازے - کشادہ ہو جایا کرتے تھے - یکایک دل مین سیر و سیاحت کی آرزو پیدا ہوئی تو اپنے فرزند شیخ ملک کو ہمراہ لیا کچھہ سفر دوست طلبا بھی ساتھہ ہوگئے - اور چل نکلے - عراقین - خراسان - ماوراء النہر - اور سندہ کی سیر کرتے ہوئے - دہلی مین پہونچے - یہان پر آپسے بڑے بڑے لوگ محبت کرنے لگے - نیز نوشتہ تقدیر دامنگیر ہوا لہذا والی ملک نے کمال عجز و دلداری اور نہایت خواہش کے ساتھہ عروسی جشن ترتیب دیکر شیخ ملک کو اپنا داماد بنا

چند روز اس شہر مین افادہ و استفادہ کا ہنگامہ - روز افزون ترقی پر رہا - بعدہ بموجب التماس ہمراہیان آپ شیخ ملک کو یہان چھوڑکر خود مدینہ منورہ کو معاودت فرما گئے - اور وہین کی خاک پاک مین آرام کیا -

اب مین حاجی معز الدین کے کسی قدر حالات بیان کرتا ہون - شاہ باجن کے پدر بزرگوار حاجی معز الدین مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے برگزیدہ خلیفہ ہین - ایک سو چالیس سال کی عمر پائی تھی - سات دفعہ حرمین شریفین کی زیارت سے زادھما اللہ شرفاً مشرف ہوئے تھے زاد بوم دہلی ہے کہتے ہین - آپ کو اپنے بزرگون کا وطن اور دیدار دیکھنے کی تمنا - اور قوم سے ملنے کا شوق بیحد تھا جس نے سفر حجاز پر برانگیختہ کیا چنانچہ انتظام راہ کرکے جو باتین ضمیر کے اندر مخفی تھین - وہ ظاہر کر دکھائین - سیاحی کے ذریعہ سے خوشی اور فرحت حاصل کرکے پھر اپنے دارالاقامت مین چلے آئے - جب گجرات مین پہونچے - تو اس ملک کی خاک نے آپ کے پاؤن کے ساتھ دلدل کا کام کیا - اُس کے ساتھ عیال داری جو ہو گئی - تو یہ کیچ مین پھنسے ہوئے پاؤن کے واسطے زنجیر تھی -

القصہ ہجری سنہ سات سو نوے مین شاہ باجن کی روح پاک - عنصری مظہر کے ساتھ پیوند پاکر عالم طلسم کی سیر کے واسطے آئی - اور وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا ہوش بڑھتا رہا - بالآخر ادراک کامل ہو گیا - جب آپ کی عمر چار برس کی ہوئی - تو آپ کے پدر بزرگوار شہید ہوئے - اور جب آپ چودہ سال کی عمر کو پہونچے تو عقل آئی - دست ارادت سے شیخ رحمۃ اللہ کا دامن پکڑا - اکیس برس تک شیخ کی گرامی صحبت سے فیض حاصل کیا - اور درجہ ولایت کو پہونچے - پھر اجازت لیکر سفر حجاز کو خشکی کے راستہ سے چل نکلے - جب خراسان مین پہونچے تو عالم مثال مین دیکھا - کہ حضور ختم المرتبت علیہ السلام آپ کے پیر کو ارشاد فرماتے ہین - کہ اپنے مرید سے کہہ دو حیاں حج جو کیا تھا قبول ہوا - اب لوٹ جاوے - اور برہانپور خاندیس مین قیام کرکے - وہان کے طالبون کی رہنمائی کرے - اس کی تعبیر اپنے رحلت پیر کی - چنانچہ نفس الامر مین بھی ایسا ہی ہوا - چونکہ پیر کے کوئی فرزند نہ تھا - لہذا پیر نے اپنے بھتیجے شیخ احمد عطاء اللہ ابن شہر اللہ کو جانشین کیا - اور ایک خاص خرقہ سپرد کرکے فرمایا - شیخ بہاء الدین باجن کو پہونچا دینا - جو خراسان سے لوٹ کر آوینگے - جب آپ اکیس برس بعد سفر سے لوٹ کر گجرات مین آئے - تو بتعمیل ارشاد پیر امانتی خرقہ لیا اور دوسرے روز مرقد پیر کی آستانہ بوسی کے واسطے لئے - خوش لہجہ گانے والون کو فرمایا - کہ گاوین - چنانچہ گانا سنکر خوش ہوئے - منافقت کی مبارکباد غیب کی طرف سے آپ کے کانون مین آئی - اطمینان خاطر روز بروز بڑھنے لگا - چند سال شیخ احمد عطاء اللہ کی

ن گزرے - پھر باطنی اشارہ کے بموجب دکن کی طرف روانہ ہوئے - دولت آباد مین پہونچکر برہان معرفت
برہان الدین غریب کے مرقد مبارک کا طواف کیا - اور علو ہمت کی درخواست کی - یہان سے شہر بیدر
پہنچے - بیدر مین شیخ منجھلے تھے جو منصور زمان مسعود بک کے خلیفہ تھے - ان کی ملازمت مین آپنے
کی - ایسی مقبولیت پیدا ہوئی کہ مسعود بکی خرقہ عنایت ہوگیا - پھر آپ گجرات کو لوٹے اور یہان پٹن
کے اندر خلوت اور ریاضت مین نفس کے ساتھ لڑائی ٹھانی رکھی - اس کے بعد دیرینہ یارون کی تعمیل عمل
جو برہان پور مین رہنے کی نسبت تھا - اور اس وقت پر منحصر تھا - خانا پور ایک موضع سواد برہان پور مین
اس موضع مین آکر ایک مسجد مین چند مدت تک بسر کی - حاکم صوبہ کو اطلاع ہوئی - تو نہایت مدارو
ت کے ساتھ آپ کو شہر مین لے آیا - آپ کے واسطے گھر - خانقاہ - جامع مسجد - اور خوابگاہ تعمیر کرائی -
گلزار اس عمارت مین چند بار گیا ہے - صاحب عمارت کے مرقد کا طواف کیا ہے - اور نماز جمعہ بھی پڑھی
- القصہ شاہ باجن نے اس عمارت مین رہکر بقیہ عمر تعمیر باطن مین گزاری - ہجری سنہ نوسو بارہ تھا - ایک
آپنے شیخ افصح الدین کو جو آپ کے دل سوز دوستون مین سے تھے - اپنے کوچ کی خبر دی - کہ علی الصباح
ن کے غسل اور نماز جنازہ کے لئے - آنے سے دریغ نہ کیجئے گا - چنانچہ آپ حسب فرمان ازلی صبح کے
ت کوچ فرما گئے - اور تعمیل وصیت بھی عمل مین آئی - ایک سو دو سال کی عمر ہوئی مصرع رنگی متعلقہ سم دوش نو اشست

یاد مولانا نظام الدین حسین

آپ مولانا علاء الدین محمد مکتب دار کے بیٹے ہین - جوانی مین پیرون کی سی معرفت - اور پیری مین جوانون کی سی
فت تھی - آغاز ہوش سے واپسین نفس تک روز افزون معرفت اور خدا شناسی کے نشہ مین مست رہے - کہتے
ین - جہان گردی - اور بادیہ پیمائی کا شوق آپ کے دل مین حد سے زیادہ تھا - ایک بار رہروئے راستہ مین ایک سید
کے گھر مہمان ہوئے - میزبان سید کی لڑکی دائمی صداع مین مبتلا تھی - مگر اس رات دردِ سر الم سے سکین تھی
الصباح جب مہمان نے سفر کے واسطے کوچ کیا - تو درد سر کی تکلیف اور گریہ و زاری پھر پلٹ آئی -
نک مکان نے راہرو کو ایک بہانہ سے واپس بلوایا - اور اسی طرح دو تین بار رخصت ورجعت عمل
مین لائی گئی - آخر کار جو پردہ روی راز پر پڑا ہوا تھا - وہ اُٹھ گیا - اور معلوم ہوا - کہ اس دختر کی صحت اسی جوان
کے قدوم کی برکت سے ہے - لہذا بے علاج یون ہوا کہ اس لڑکی کا آپ کے ساتھ عقد کر دیا - میر علائی آبزی
اسی لڑکی کے پیٹ سے ہین -

یاد مولانا غیاث الدین احمد

آپ تمام عمر بیرونی نشست وشو- اور اندرونی جھاڑ پونچھ مین مصروف رہے- مولانا محمد مکتب دار کے فرزند اور زیر مربی ہین- اپنے کلام مین آپنے لکھا ہے- مینے مولانا جامی کی خدمت سے چند معرفتین اور الٰہی حقیقتین حاصل کی ہین- مولانا محمد روحی از روے محبت چاہتے تھے- کہ مین اپنی طرف سے آپ کے نام اجازت نامہ لکھہ دون- مگر آپنے باظہار شرمندگی یہ کہا- کہ مین اپنے پدر بزرگوار کا خلیفہ ہون- اور مولانا محمد روحی کے خلافت نامہ کے لئے اپنے تئین لائق نہ جانکر عذر کے ساتھہ پیش آئے- مولانا نور اللہ فرماتے تھے- مکتب دار کے صاحب زادہ شیخ روحی سے زیادہ چالاک اور پیش رو ہین- بلکہ سلوک کے راستہ مین ان کا قدم اپنے باپ سے بھی زیادہ استحکام کے ساتھہ بڑھا ہوا ہے-

یاد میر علائی ابیزی

آپ مولانا نظام الدین حسین کے فرزند ہین- جو مکتب دار کے بیٹے تھے- آپکے دل پسند اقوال اور عجائب افعال- ربانی جلال وجمال کا نسخہ تھے- کہتے ہین جس زمانہ مین ترکمانون کا غلبہ ہوگیا تھا- تو قاضی محسن کے خدمت گزارون مین سے دو سیاہ باطن اشخاص میر کے گھر کا دروازہ کھول کر اندر گھسے- اس وقت میر گھر پر موجود نہ تھے- میر کے لڑکے بچے- مارے خوف کے پریشان ہوکر بھاگ گئے- یہ دونون ظالم لوٹ پر اُتر پڑے- اور جو کچھہ ملا- لوٹ کر واپس چلے گئے- جب صاحب خانہ آئے- اور چھوٹے چھوٹے بچون کو ہراسان دیکھا- تو جس جانب وہ دونون نابکار گئے تھے- اُس جانب خشم آلود نگاہ سے نظر کی- اُسی دم جس نے دروازہ کھولا تھا- گر پڑا- اور اُس کا ہاتھہ ٹوٹ گیا- جس کے کئی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوئے- اور دوسرا شخص دیوانگی کے ساتھہ ایسا رسوا ہوا- کہ پھر ہوش آیا ہی نہین- قاضی محسن نے جب یہ عجیب کرامات دیکھی- تو سخت تعجب کیا- اور اُسی وقت شرمندگی اور عذر خواہی کے ساتھہ میر کے مکان کی طرف دوڑے- خانہ نشین لوگ پھر آنے والون کا ہجوم دیکھکر مارے ڈر کے کانپنے لگے میر نے فرمایا مت ڈرو- اب مت کانپو- یہ لوگ تمہاری دلجوئی اور عذر خواہی کے واسطے آتے ہین-

یاد شیخ غیاث الدین انکور

آپ بعض روایت کی روسے ہروی ہین- جذبہ اور سلوک دونون ساتھہ ساتھہ رکھتے تھے- بزرگان وقت کی ملازمت سے فیض کے آثار آپ کے حالات مین پائے جاتے تھے- مولانا نظام الدین حسین کی خدمت

مین مازدداری کی باتین گرماگرمی کے ساتھ ہوا کرتی تھین - بیلو نشین دشمن (نفس) پر جو آپ کو فتح حاصل ہوئی تھی - تو مولانا کی ہی امداد سے ہوئی تھی - آرزومندان طریقت کے حق مین آپ ایسی نصیحت اور تلقین فرمایا کرتے تھے - جو بالکل آئینہ کی طرح صاف - روشن - اور سراسر فائدہ مند ہوتی تھی - مخاک کی مسجد مین جب آپ مثنوی پڑھا کرتے تھے - تو اپنی زبان مبارک سے عمدہ عمدہ دلچسپ نکتے اور توجیہات لوگون کے سامنے بیان فرمایا کرتے تھے جن کو بعض لوگ لکھ بھی رکھتے تھے - جب جذبہ کا جوش سر سے اونچا بالکل جاتا تھا - تو ایک شخص آپکے مرید تھے حافظ اشتر اُن کا نام تھا - اُن کے کندھون پر آپ سوار ہو کر چکر لگایا کرتے تھے - آپ کی دعا کا انجام - آغاز اجابت کے ساتھ ہمیشہ دوش بدوش ہوتا تھا - آپ کے رائے پیر عبید اللہ تھے - ان کو سالک باجذبہ - یا مجذوب باسلوک کہنا چاہیے - دار الاسلام بلخ مین تلقین فیض کیا کرتے تھے - اور آدمیون کو آدمیون کی عادت - اور پاکیزہ اخلاق کے ساتھ موصوف ہونا تعلیم دیتے تھے - جس وقت جذبات کو توجہ ہوتا تھا - اُس وقت **العیاذ باللہ** اگر کوئی شخص گستاخی کا خیال بھی دل مین لے آتا تھا - تو بے تامل اسے سخت رنج و تکلیف مین پڑ جاتا تھا - کہ گویا اوپر پہاڑ ٹوٹ پڑا

یاد مولانا محمود کمانگر ہمدانی

آپ کا لقب زین الدین ہے - مولانا نظام الدین حسین ابن ... کے فرزند ہین - آپ عالم - عامل عارف - عاشق - عالی ہمت - اور والا فطرت تھے - بہت برس خراسان مین رہکر گزارے - جب بدعت کی اشاعت اور امور خلاف اسلام کا ظہور اندازہ سے اتنا زیادہ ہوا - کہ لوگون کو برداشت کی طاقت نہین رہی تو قرہ اس کا ناخوشی ہوا - آپ بے تاب ہو کر قندہار کی طرف چلے آئے - کہتے ہین جب آپ کا آغاز جوانی تھا تب رسمی علوم تحصیل کرنے کا خیال آپ کو پیدا ہوا - ایک روز مولانا نور اللہ کی خدمت مین سبق کی اجازت چاہی - مولانا نے فرمایا - کیا تمہاری یہ آرزو ہے - کہ صدر - مفتی - قاضی - محتسب - مدرس - خطیب - امام - مقری یا متولی ہو - اور اس گروہ والون کے اقوال - رفتار - احکام - اور آثار جیسے کچھ ہین - وہ کوئی ایسا شخص نہین ہے - جسپر مخفی ہون - پس بہتر یہ ہے - کہ ان عالی منصبون کے اسباب فراہم نہ کرو - اور اس جماعت کے کارنامہ سے عبرت حاصل کر کے خدائے پاک کی یاد سے اپنے دل کو منور کرو - جتنے ... نہین - بلکہ میری یہ آرزو ہے - کہ صرف - نحو - منطق - اور معانی کے ذریعہ سے قرآن پاک کے لطیفے اور عجیب غریب رموز - اور حدیث نبوی **علیہ السلام** کے عمدہ عمدہ نکات - اور اشارات اپنی فطرت کے لائق معلوم کرون - اور پوچھنے

والون کے ادراک - اور حال کے موافق اُن کے معانی جواب مین بیان کیا کرون - مولانا نے فرمایا - تم جس قدر بھی زیادہ دوڑ ہوگے - تم کو مبارک ہوگا - مقاصد کے ادراک مین تمہارا درجہ اونچا رہے گا - مین نے عرض کیا کن کے درس مین کتاب کھولون - فرمایا - مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت مین - کہتے ہین - تھوڑے ہی عرصہ کے اندر تمام فنون کی تمام کتابون مین دستگاہ پیدا ہو گئی - اور آپ مقاصد اور مبادی کے بیان کرنے مین گویا زبان و تحت ہو گئے - آپ کی مجلس مین بزرگان سلف کے سودمند اقوال بیان ہوا کرتے تھے - جس کے سبب سے آپ کی مجلس کیا تھی - ایک عجیب بہنامہ تھی - ور جو شخص آپ کے حلقہ مین داخل ہو گیا - وہ مستفید ہی ہو کر نکلا - مالعبد کا فقرہ آپ کے پسندیدہ اقوال مین سے ہے - جس شخص کی مراد - خدا کے سوا ہوگی - وہ کبھی درویشون کی خدمت سے فائدہ نہین اُٹھاوے گا - رباعی

اے عاشق کہ زہجر دوست داد سے خواہد	یا بر در وصالش ایستادے خواہد
ناکس تر از و کس نبود در عالم	کز دوست بجز دوست مرادے خواہد

یاد مولانا نور اللہ

آپ مولانا حسین واعظ کے فرزند اور مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید ہین - آپ کا دل اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1] کے فروغ سے روشن - اور وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ[2] کے خزانہ سے تونگر تھا وہبی اور کسبی علوم مین - اور الہی اور دنیاوی مراتب کے شناخت مین آپ یکتا تھے - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آغاز جوانی مین جب آپ داخل درس ہوئے ہین - تو نحو کا ایک رسالہ بھی نہین پڑھنے پائے تھے - کہ خدا طلبی کا شوق پیدا ہوا - جس کی بدولت کتابی نقوش کی تحصیل سے دل افسردہ ہو گیا - آپ لکھتے ہین - شیخ عبد الکریم یمنی میرے بارہ مین فرمایا کرتے تھے - کہ بہت جلد اس نوجوان کے علم اور صوفی گری کا شہرہ ایک جہان مین ہو جاوے گا نیز بہت جلد تمام عقلا اس جوان کی پسندیدہ تقریر سے معلومات حاصل کر کے خوشیان مناوینگے - بالآخر جیسا شیخ نے فرمایا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا - مجکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے سر پر علوم کا مینہ چارون طرف سے پانی کی طرح برستا ہے - ومجمل عمدہ عقلی اور حسی ایک رات مین یاد ہو گیا تھا - اس کے بعد تحصیل علم اور تعلق شناسی کی استعداد دم بدم ترقی کرتی جاتی تھی - یہ بالکل سچ ہے - کہ شیخ یمنی کی موثر دعا - جو نور الٰہی براست روی کے ساتھ ہم آغوش ہوئی - تو اس خیر و خوبی کے ساتھ - الٰہی معرفت کا نتیجہ ظہور پذیر ہوا -

[1] اللہ (ہی کے نور سے) آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲ [2] اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے) بھرے پڑے ہین ۱۲

یاد شیخ میرجان

آپ زینبیہ خانوادہ مین شیخ علی صوفی کے مرید ہین - دارالاسلام بخارا مین آپ واعظ باعرفان باعارف باموا عظ تہے جب آپ پند ونصیحت شروع کرتے تہے - توحسب تقاضاے وقت زبان سے ایسی باتین فرمایا کرتے تھے - جو دل پسند اور خرد آفرین ہوا کرتی تہین فنا اور آزادی کا نشہ شیخی اور بزرگی کی شان - ضرورت سے زیادہ آپ مین پائی جاتی تہی - مشہوری کی خوشی کو ہیچ اور بیچ سمجھکر اس شعر کے ساتہہ ترنم فرمایا کرتے تہے **بیت**

نام مشہورم کہ بیزارم از ان ‏ ‏ ‏ درمیانِ خلق آوارہ میرجان

یاد شیخ جلال متو

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہین - اور خوانگاہ [illegible] تہے - تصوف تحقیق در کمالیہ توحید کی آپ میزان تہے - بہت سے سالکان طریقت آپ کی ہمت سے الہم معرفت [illegible] اعلیٰ درجہ کو پہونچ گئے - حمدان کے

ایک سراپا محبت ودرد اور مجسم سوز وگداز سید ابراہیم نامی تہے جن کی [illegible] فانی جہان نظر آیا کرتی تہی - اور [illegible] سے سیف تراوش کیا کرتی تہی - آپ کی رہنمائی سے بہت سے لوگ سلوک کے راستہ پر چلکر اصل مقصد کو پہونچ گئے -

دوسرے **شیخ زین الدین** ہیتہ گر تہے - عرفانی مقامات [illegible] کا رزمین بہار اپ ہی سے تہی استغراق اور توحید کی کیفیت بے انتہا طاری ہوئی تہی - عالم [illegible] کو کہی آنکہون سے دیکہا کرتے تہے - سرّ حقیقی جمال ودل کا قبلہ کا ہ بنا [illegible] جس وقت آپ کو یاد حق [illegible] ہوتی تہی - آپ کی زبان سے آگ کے شعلے نکلا کرتے تہے یہان تک کہ ہمسایون کو خیال ہوتا تہا کہ آپ کے [illegible] آگ لگی ہے - اور گہبرا کر بجہانے کے واسطے دوڑے آتے تہے - یہان آکر آگ کا نام ونشان بہی نہین ملتا تہا اور [illegible] حقیقت سے بہی آگاہی نہین ہوتی تہی اس سبب سے حیران رہ جاتے تہے

تیسرے **میان پیارجی** تہے آپ تیقی رسالہ کی محبت [illegible] اور دریاے شہود وکشف کے تیراک تہے آپ کے رونے مین یہ اثر تہا - کہ جس سے دوزخ کی آگ بہی بجہہ جاوے - اور آپ کے تبسم سے باغ [illegible] مین شگفتگی پیدا ہوتی تہی - تمام عمر درود وسلام بہیجنے مین گزاردی اور حضور اقدس سرور انبیا **علیہ وعلیہم السلام** کا حلیہ مبارک آپنے نہین جسمانی آنکہون سے مشاہدہ کیا تہا - اور سلام اور جواب سلام کے

رفت سے بھی مشرف ہوئے تھے مصرع چشم اور روشن زانوار احمد مختار باد۔

یاد شیخ کبیر

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہیں۔ تحقیق۔ توحید۔ مشاہدہ۔ اور معائنہ یہ تمام چیزیں آپ کو حاصل ہیں۔ عرفان اور وجدان کا فروغ آپ کی پیشانی سے عیان تھا۔ مرشد کے کل اسرار اور حالات۔ آپکے ہیں تھے۔ خوابگاہ وہ ہاں پور ہے

یاد شاہ سیان جی چشتی

آپ شیخ نجم الدین بن شیخ بہاء الدین صدیقی کے صاحبزادہ ہیں۔ زاد بوم اور خوابگاہ دونوں منڈو(مانڈو) ماہین آپ چھوٹے ہی تھے۔ کہ آپ کی ماں نے آپ کا عقد کر دیا تھا۔ تا زمان شباب تک آپ سالک رہے۔ ایک بھی ہوئی تھی۔ مگر خرد سالی ہی میں ہی مرگئی۔ پھر آلہی جذبات پیدا ہوئے۔ اور شرعی تکلیفات دور ہوگئیں۔ بھہ آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا یا آپکے دل میں آتا تھا۔ وہ ایزدی مشیت کے موافق ہی ہوا کرتا تھا۔ روز کا ذکر ہے۔ ایک دہی بیچنے والی عورت آپ کے سامنے سے نکلی۔ دہی کا گھڑا اُس کے سر پر آپنے اُس کو پاس بلا کر فرمایا۔ اپنے گھڑے کو اوندھا کر دے اور اس میں جو کچھ ہے۔ گرا دے۔ اُسنے ایسا ہی کیا۔ مرا ہوا سانپ دہی میں سے نکلا۔ سلطان غیاث الدین۔ اور غیاث الدین کے بیٹے نصیر الدین خلجی کا نہ تھا۔ کہ آپ عندی جسم میں رہکر حاجتمندوں کو کامیابی کی خوش خبری سنایا کرتے تھے۔ سلطان محمود خرد عہد میں تیرہویں ذی حجہ اور ہجری سنہ تخمیناً نوسو اٹھارہ تھا۔ کہ آپنے جسمانی مکان سے رخصت ہوکر م ربانی کو کوچ فرمایا۔ مصرع نثار روح او نور ازل باد۔

آپ کے ایک بھائی تھے شیخ جمن نام۔ صاحب حالات و مقامات تھے۔ اعتبار اور مقبولیت بھی تھی شیخ جمن کی قبر۔ ان کے بھائی کے برابر میں ہے۔ شیخ جمن کے ایک لڑکے تھے شیخ نور اللہ نام تھا۔ عمر بکر پدر بزرگوار کی جگہہ سجادہ نشین تھے۔ ہجری سنہ نوسو کتالیس میں جسمانی جہان سے روحانی عالم ح فرما گئے۔ وارث۔ سوائے ایک چار ماہہ دختر کے کوئی نہیں چھوڑا۔ دختر کا نام خدیجہ بی بی تھا یجہ بی بی کی حقیقت حال بڑی لمبی چوڑی ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہجری سنہ ایک ہزار دو میں جب خدیجہ بی کے لڑکے شیخ قطب الدین نے عالم فنا سے گذر بقا کو کوچ کیا۔ تو یہ رابعہ وقت اپنے آبا و اجداد کے منہ کی یاد کرکے شہر منڈو (مانڈو) میں چلی گئیں۔ اور روضہ مذکورہ کی خبر گیری بقدر استطاعت کرنے لگیں

آپنے اُس تاریخ سے اس تاریخ تک کہ ہجری سنہ ایک ہزر ایئیس ہے - اپنے ریاضت اور عبادت کی برکات سے راقم کے مکان کو سعادت دارین سے مشرف کر رکھا ہے - اس مین شک نہیں کہ عارفات کے گروہ مین اہل طریق کی ثابت قدمی - جوانمردی - ایثار اور قناعت کے ساتھ مثل خدیجہ بی بی کے دسوین صدی مین کوئی نہین ہے -

یاد داشت ظہور حاجی بہ حسب دعا اصفیا

آپ مولانا ظہیر نوی کے بیٹے ہین - آپکے عنصر بیمثال کی جوہر نے ظاہری اور باطنی جوہرون کو شامل ہے - شہنشاہ عشق کا تخت گاہ تھی - اور آپکے ۱۵۰ برس کی عمر ظاہری اور باطنی اجزا پر مشتمل ہے محبت شریعت اور طریقت سے علی صاحبہا افضل الصلوۃ والسلام پیوستہ تھی - کہتے ہین - آپکے پدر بزرگوار جو زمین سے سوداگری سلسلہ مین ہند کی طرف آمد و رفت رکھا کرتے تھے - ہجری سنہ آٹھ سو نتیس مین آنپر علم آلہی کے باطنی تہہ سے - عالم وجود کے صحرا مین ظہور فرمایا - ایک سال جب نوزاد بچہ کے کرشمے ایسے دل ربا ہوگئے - کہ ہمخوابہ کو ہمراہ لانے کا باعث ہوئے - اتفاق کی بات ہے - کہ اس سالحہ کے ایام زندگانی پورے ہوئے بمجبوری دودہ نہ پہونچنے کے سبب نوزاد کے نازک مونہہ خشک شہد کی مانند ہوگئے - اور اُس کا ناز کے ساتھ جو بنتا تھا - وہ اب گریہ نیاز کی تلخی سے بدل گیا تھا - باپنے اُس کی پرورش کے واسطے بہت جلد دودہ پلانے والی دایہ مقرر کردی - دوش عاطفت پر اٹھا کر سب سفر در سب حال مین ساتھ ہمراہ لئے پھرتا تھا - اور اُس کی جدائی کسی بہانہ سے بھی گوارا نہین کرتا تھا - اس اثنا مین ایک مرتبہ قافلہ والون پر ڈاکوؤن کا گروہ آپڑا - اور مولانا ظہیر کو شمشیر کے جان گداز زخم سے شہید کرکے اُس لخت جگر بچہ کو داغ یتیمی دیا - ایسا سمجھنا چاہیے - کہ مان کی وفات کا رنج - باپ کے مقتول ہونے کے درد سے جاتا رہا تھا -

القصہ - جس قصبہ کے متصل ور اُس کی حدود مین قافلہ اترا ہوا تھا - علی الصباح اُس قصبہ کا مقدم اُس آفت رسیدہ زمین پر پہونچا - تاکہ قافلہ سالار کی حقیقت حال معلوم کرے - اور لٹے ہوؤن کے واقعات کی تفتیش و تحقیق عمل مین لاوے - وہان جاکر دیکھا - ایک بچہ زمین پر پڑا ہوا - رو رہا ہے - کمال مہربانی اور آرزو کے ساتھ گود مین اٹھا لیا - اسی درمیان مین ایک گڑھے کے گوشہ سے ایک عورت نکل آئی - اُس سے پوچھا - تو کون ہے - جواب دیا مین اس یتیم کی دایہ ہون - مقدم کے دل کو جو یہ فکر تھی - کہ اس شیرخوار بچہ کی غمخواری مین کیسے کرون گا - اس سے اُسکو نجات ملی - اور خوشی پر خوشی ہوئی - بچہ اُسی دایہ کے سپرد کرکے اپنے گھر لے گیا -

پدرانہ پرورش اور روز افزون التفات کرنے لگا۔

اب غوثی تفصیل کا طومار۔ اجمال کے ہاتھ سے تہ کر کے مختصر قضیہ لکھتا ہے۔ جب اُس خردسال بچہ کو ہوش آنے لگا۔ تو رسمی علم اور درسی فضیلت کی تحصیل شروع کی۔ مقدم کے دل میں بھی آپ کا یہ ہموار طریقہ کھب گیا۔ اور تحصیل کا بہت سا ضروری سامان ذمہ داری اور اہتمام سے بہم پہونچایا۔ جب تحصیل علم کے ذریعہ سے آپ کے دل میں پوری فراست پیدا ہوگئی۔ اور نیز آپ ماجرائے گزشتہ سے آگاہ ہوئے۔ تو اُس قصبہ کو چھوڑ کر گوالیار میں قیام فرمایا۔ تاکہ جو علوم اور فنون فراہم کیے ہیں۔ اُن کا دادوستد شروع کر دیوین۔ اور علم کے بازار میں صرافی کی دوکان کھولیں۔ یہ کاروبار جاری ہی تھا۔ کہ اس درمیان میں ازلی حکم سے آپ کے سینہ میں خداشناسی کا ولولہ اور طلب کا شعلہ پیدا ہوا۔ ڈھونڈتے ٹٹولتے آپ کو شاہ قاضن شطاری کی خدمت میں راہ ملی۔ اور بیان پر اپنے تئیں آپنے سلسلۂ بیعت میں سلسل کیا۔ تھوڑے عرصہ میں کامگار مرشد کی با معرفت ذات تئین سے مرید کو دولت مراد حاصل ہو کر کمال خوشی ہوئی۔ جب پیر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔ تو خداوند عقیقی شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست کی خدمت میں رہ کر توفیق ازلی کا جس قدر فیض شاہ قاضن کی خدمت سے باقی رہا تھا۔ وہ شاہ سرمست کی خدمت گزاری سے حاصل کیا۔ جب آپ کی عمر میں سے چالیس برس کا چلہ پورا ہوگیا۔ اور ادھر توفیق کی شراب کا دور ختم ہوا۔ تو آپ نے سفر حجاز کی اجازت چاہی شاہ ابوالفتح نے نامدار خانوادون کی خلافت کا خرقہ عطا فرما کر سفر مبارک کی اجازت دی۔ یہ واقعہ شاہ ابوالفتح کے ذکر میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ وہاں پر دیکھ لینا چاہئیے۔ جب رخصت حاصل ہوئی۔ اور ارادہ بھی مصمم ہوگیا تو آپنے سیاحی کی چادر کندھے پر ڈالی اور ہر سمت اور ہر شہر کے بزرگون اور عارفون سے راہ تصوف میں معنوی سلوک اور منزل شناسی کا توشہ حاصل کیا منجملہ ان سب کے۔

آپ کا اعلی درجہ کا ذخیرہ وہ ہے۔ جو اویسیہ سلسلہ میں شیخ علی شیرازی کی خدمت سے ملا تھا۔ شیخ علی شیرازی کا لقب علی ثانی ہے اور شیخ عزیز الدین عبد اللہ مصری کے خاص مریدین۔ جو ایک روایت سے امام زمان ابوالوقت خواجہ اویس قرنی یمنی کے بے واسطے مرید ہین۔ انواع واقسام کی اثر بخش دعائیں اور طریقہ صوفیہ کے اشغال۔ یہ چیزیں امام زمان کی نسبت محکوم کا حکم رکھتی تھین۔ اور علی ثانی کو سلسلہ کے معین طریقہ سے تھوڑی تھوڑی کر کے عنایت ہوئی تھین۔ یہ سب علی ثانی کے ارشاد کی برکت سے حاجی حمید حضور کو بھی پہونچین۔

دوسرے چشتیہ سلسلہ مین شیخ محمد غیاث چشتی کی ملازمت سے سپردگی نامہ - اور اجازت کا خرقہ حاصل ہوا شیخ محمد غیاث چشتی - خواجہ معین الاسلام کے بزرگ خلیفہ ہین - اور خواجہ معین الاسلام - شیخ حسام الدین مانک پوری کے خلیفہ تھے -

خلاصہ اس تمام گزارش کا یہ ہے - کہ آپنے حج اور عمرہ کے تمام ارکان ادا کرکے مدینہ منورہ کے طواف کا عزم فرمایا - اور وہان پچاسیں برس کا ایک چلہ نبی علیہ السلام کے روضۂ قدس کی جاروب کشی مین نہ انتہا شوق کے ساتھ پورا کیا جب عمارت بدن مین پیری کی سستی پیدا ہوئی - تو ایک روز سواجہہ مین ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر عرض کیا - حاجی حمید حضور کو پیری کی ناتوانی نے آ دبایا - اور ظاہر مین زندگی کے دن تھوڑے ہین - پس یہ ان احمدیہ اور احدیہ اسرار کو کیا کرے - جو اس کی قوت ملکہ مین محفوظ ہین - اور پیر جو کتاب مین بزرگ امت حضور کی پیروی سے ظاہر ہوئے ہین - اور یہ اسرار کس کو سپرد کرے - جب حضور سے ارشاد ہو تعمیل کی جاوے کہتے ہین خواب کے پردہ مین آخر دو سال باکمال سعادت مندون کی دو مثالی اور مثالی صورتین آپ کی چشم بصیرت کے سامنے کر دی گئین - اور ارشاد ہوا - یہ فرشتہ نما صورتین جن اطفال کی ہین - وہ تمھارے باطنی خزانون کی خزانچی گری کے واسطے ازل سے نامزد ہین - اور ان کا دیدار ہند مین تم کو فکر تلاش سے رہائی بخشے گا - اس ارشاد کے مضمون سے آپنے یہ اخذ کیا - کہ زمین ہند کو بازگشت کی اجازت ہے - جب دریائے اعظم سے گزر کر اپنے مکان مالوف گوالیار مین واپس آئے - تو چند روز بعد جو صاحب خواب مین دیکھا تھا - وہ شیخ بہول اور شیخ محمد کی صورتون مین بحالت بیداری جلوہ گر پایا - یہ دیکھکر بیساختہ کیا بات ہی بجا لائے اس وقت مین شیخ محمد کی عمر سات برس سے متجاوز تھی - اور خداشناسی کے کوچہ مین ابھی یہ طفل نو خرام تھے - آپنے دونون کو موثر نفس کی امداد سے اپنی طرف کھینچ کر خدمت مین متوجہ کیا - اور ناموس خانوادہ ان کے مشائخ جو کمالات اور حالات رکھتے ہین جن کے اطوار اور اسرار - بالخصوص شطاریہ مشرب کی رفتار - دعوت کا فن اذکار کی طرز - اور اشغال و مراقبہ وغیرہ کا ہستہ ہین - غرض کہ کل چیزین دو سال کے عرصہ تعلیم کر کے پھر آپ ریاضت شیخ بہول کو ہمراہ لیکر صوبہ بہار کی جانب سیر کو چلے - اور شیخ محمد کو چنار کے کوہستان [illegible] مین ریاضت کے اندر جستجو معرفت کے واسطے مشغول فرمایا - پھر چند روز بعد شیخ بہول کی سفارش شیخ محمد سے کرکے حسب معمول سیاحت کے واسطے ان کے پاس روانہ کیا - شیخ محمد نے بھائی کی گرہ کشائی - پیر کی خدمت سے سمجھ کر دو برس - اور آپ کے حضور مین ایک عریضہ لکھا انشاء اللہ تعالیٰ یہ ماجراان دونون بزرگون کے ذکر مین ایک موقع پر

کے ساتھہ لکہا جاوے گا -

کہتے ہین - تیرہ سال اور چند مہینے بعد جناب حاجی صاحب نے معاودت زبانی - مرید کو مراد کے ساتھ کامیاب پایا - اور مرید کی مشتاق آنکھین اپنے دیدار سے منور فرمائین - مرید نے بھی ایام ہجرت مین یہ کام کیا کہ اپنے اعمال کو پانچ طریقون پر بترتیب دیگر - ایک کتاب تصنیف فرمائی تہی - جس کا نام جواہر خمسہ رکہا تہا - یہ کتاب شریعت و سلوک کے اطوار - اور طریقت و تصوف کے اسرار پر مشتمل ... اور ہیچ خدا شناس سالکون کے واسطے دستور العمل کا حکم رکہتی ہے - جب یہ کتاب مرید نے پیر کی خدمت مین پیش کی - جو حالات عرفان کو شامل ہے - اور اس کا انجام ہی عرفان ہے - تو پیر نے خوش ہو کر پایا - اسرار اور اعمال کے جواہرات ... تصرف اور قدرت مین تہے - وہ قبل از ... ... اور مینے اپنے ... ... نہین رکہا تہا - اب نام کو بھی کتاب کے صلہ مین ... ... اور ... کرتا ہون - اس کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر بجا لا کر ... ... اس ... کچہہ (دنیا) مین آتے وقت جو رنگ رکہتا تہا - یہان سے جاتے ... ... اس کے چند روز بعد فارغ البالی اور دل آسودگی کے ساتہہ تاریخ بائیسوین ... سنہ نو سو ... کو ... کی تفرقہ سرا (عالم دنیا) سے جمع الجمع کی جمعیت آباد (عالم علوی) کو کوچ فرما گئے - آپ کی ... ... اور ... کی زمین پاک مین ہے - جس کا طواف چہوٹے بڑے اب بہی کرتے ہین -

مصرع طواف مرقد مردان نصیب ینان باد

یاد شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست

آپ شیخ قاضن شطاری کے بیٹے ہین - **قدس سرہما** آپ کی کرامتین ظاہر اور مقامات عالی تہے بزرگان زمانہ کے صحبت ... مین دانش و بینش کا چراغ جلا رکہا تہا - کہتے ہین - آغاز جوانی مین آپ پدر بزرگوار کی تعلیم سے رہ گئے تہے - شیخ ظہور حاجی ... جو آپ کے باپ کے خلیفہ ہین انہون نے آپ کی رہنمائی مین پر ... ہمت اور عزم کو کام فرما کر وجہانی کمالات سے مستفید کیا اور تصوف کی منزلین اور مقامات طے کرا دئے یہان تک کہ آپ مسند پر رونق بخش ہوئے - بالآخر جو خلافت کا خرقہ آپ کے پدر بزرگوار سے حاجی حضور کو ملا تہا وہ حاجی حضور نے آپ کو دیا - اور کہا شیخ **قدس سرہ** نے یہ خرقہ آپ کے لیے میرے سپرد فرمایا تہا - ایسا آپ اس کو پہنین - اور طالبان خدا کی رہنمائی کرین - اس کے بعد چند روز اور حاجی حضور نے آپ کی خدمت ...

نوشش کی۔ خرقہ خلافت آپ سے لیا۔ اور اپنے تئین شیخ ابوالفتح کی خلافت سے مشہور کیا۔ کہتے ہین ہجری سنہ نوسو چھیالیس مین جب آشیانی نصیرالدین ہمایون شاہ نے جب صوبہ بنگالہ فتح کیا تھا۔ تو شاہ آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ اور جب دارالسلطنة آگرہ کو واپس آنے لگا۔ تو نہایت ادب اور آرزو کے ساتھ آپ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اثنا۔ راہ مین شاہ کو دشمنون کی نظر لگ گئی۔ اور لشکر مین تشویش اور پراگندگی پیدا ہوئی مجبوراً شیخ ابوالفتح نے جاجی پور مین قیام فرمایا۔ اور واپسین نفس تک یہین رہے۔ جب زندگی پورا ہوا تو اسی جگہہ آپ کی تربت بنی۔ آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین تھے۔ صورت و سیرت۔ علم و عمل۔ اور حال و قال مین پدر بزرگوار کی مثل تھے۔ باپ کی جگہہ سجادہ نشین ہوئے۔ شیخ کمال الدین سلطان قریشی جو۔ راقم کے معلم ہین شیخ رکن الدین کے بڑے خلیفہ ہین۔

یاد مولانا شمس الدین محمد زیرک

شیراز کے بزرگ علما مین آپ کا شمار ہے۔ عبارت آرائی۔ اور استعارات پیدا کرنے مین کمال کا درجہ حاصل تھا۔ سلطان محمود کلان کے عہد مین آپنے وطن ترک کرکے۔ اپنے قدوم مبارک سے صوبہ گجرات کو رونق بخشی تھی۔ اور آپ کے تفقدات سے سلطان محمود العاقبتہ نے بہت کچھہ فائدہ اٹھائے **ماثر محمود شاہی** آپ ہی کی تصنیف ہے۔ تشبیہ۔ توجیہ۔ تمثیل۔ اور استعارہ کے ذریعہ سے حکایت لکھنے مین شورانگیز شیرینی عبارت کے اندر بہت کچھہ پیدا کی ہے۔ اس کتاب کے واقعات پڑھنے سے تاریخ پڑھنے والون کا دل خوش۔ دل عبرت و تجربہ اور حیرت و آگاہی سے مالا مال ہوتا ہے۔

یاد شیخ بخشو

آپ خدا دوست ہین فرق من اللہ (ولادت)۔ اور وصل الی اللہ (بعد وفات) کا آپ کا مکان دسگور (مندسور) مین تھا۔ کھجور کے درخت سے ایک شیرہ (دودہ) نکلتا ہے جس کو ہندی زبان مین تاڑی کہتے ہین اکثر لوگ نشہ اور کیفیت کے واسطے پیتے ہین۔ چونکہ آپ کا قدم شریعت کے راستہ پر مستقیم رہتا۔ اسواسطے آپنے ایک روز جاگیردار کی امداد سے تاڑی کے درختون کو کٹوا دیا تھا۔ اور ان کو پینے سے روکا۔ اس عداوت سے یہ لوگ ایک رات اس بات پر آمادہ ہوئے۔ کہ شیخ کو عالم ہستی سے بے نیست و نابود کر دینا چاہیئے۔ جب فراہم ہو کر آپ کے حجرہ کے پاس پہونچے۔ یکایک اندھے ہوگئے۔ یہ کرامت دیکھکر تائب ہوکر لوگ عذر و معذرت کے واسطے روتے جھینکتے شیخ کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔ اور سر زمین پر رکھدیا۔ آپنے ازراہ مہربانی اندھون کی طرف نگاہ کی۔ جو دیدۂ چشم

تی یہی ہی - وہ پہر پلیٹ آئی - قصہ کوتاہ یہ ہے - کہ ہجری سنہ نوسو اہین - آپنے مکان ہستی سے کوچ فرمایا -
ن بیٹے چھوڑے - شیخ بدہن شیخ حسن اور شیخ معین الدین - ان مین اولین صاحب زادہ - علوم متداولہ
سے آراستہ اور حسن افعال کے ساتھہ پیراستہ باطن مین فارغ - اور ظاہر مین پاکیزہ تہے -

یاد شیخ عطن

آپ ترکی نسل سے ہین - آپ کے رسمی اور لدنی علوم کمال کے درجہ کو پہونچے ہوئے تہے - سلطان سکندر
ہی کا زمانہ تہا - جب آپ ترکستان سے ہند کی طرف آئے - اور ناگور کو اپنا وطن اور ابدی آرام کی جگہہ قرار دیا -
ے سو بیس[۱۲۱] سال زندگی اور زندہ دلی کے ساتھہ گزری بہت سے لوگون نے آپ کی ملازمت سے نور معرفت
حاصل کیا - بالخصوص حقائق آگاہ شیخ مبارک ابن جعفر نے آپ کے موثر اور فیض بخش دم سے تلقین
ئی تہی - یہ حال کچہہ تہوڑا سا شیخ مبارک کی مبارک یادداشت مین بہی انشاء اللہ لکہا جاوے گا -

مصرع عطا ہائے آلہی روز بیش باد -

یاد شیخ عبداللہ بیابانی

آپ شیخ سما الدین دہلوی کے بیٹے ہین - علم اور معرفت مین کمال رکہتے تہے - آبادی سے بہاگ کر بیابان مین
سر کرتے تہے جب بہوک کی آگ بہڑکتی تہی - تو خودرو گہاس کہایا کرتے تہے - چارون فصلین آسمان کے نیچے گزارتے
تہے - ربانی کلام حفظ تہا - ایک بار روزمرہ ختم کیا کرتے تہے ہر روز صبح کے وقت صحرائی وحوش اور پرند آپ کے
دیدار کے واسطے آکر چارون طرف گرد جمع ہوا کرتے تہے - جب آپ اشارہ فرماتے تہے - تب اپنا اپنا راستہ
لیتے تہے - فرمان روایان خلجی کا زمانہ تہا - کہ منڈو (مانڈو) مین آئے - قلعہ کے نیچے کا جنگل آپ کو بہلا معلوم
ہوا - ایک مدت تک آپنے وہین بسر کی - لوگون کی صحبت کم رکہتے تہے - جب فرمان طلب پہونچا - تو کشادہ پیشانی
کے ساتہہ پیشگاہ قرب کو روانہ ہوئے - خوابگاہ موضع جنتری مین ہے قلعہ منڈو سے تین کوس کے فاصلہ پر جنوب
و مغرب کے گوشہ مین - آپ کے کوئی لڑکا نہ تہا - البتہ آپکے چچازاد بہائیون مین ایک ضعیف العمر شخص تہے
شیخ حسین نام تہا شیخ حسین کو سوختگی اور افروختگی غایت درجہ تہی - راقم گلزار کے ساتہہ عاسم یک جہتی
رکہتے تہے - شیخ جمالی کنبوہ مصنف سیر العارفین کے اشعار جو شیخ سما الدین کی مدح مین ہین - وہ شیخ حسین
یاد رکہتے تہے - سو قع او محل پر پڑہا کرتے تہے - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین کوچ فرمایا - ایک لڑکا چہوڑا نام بینا شیخ
موہن نام - بینائے علی الاطلاق اُس کو باطنی نور عطا فرماوے -

یادِ شیخ چندن قریشی

آپ کی خوابگاہ اگرہ مین ہے۔ دینی علوم۔ پرہیزگاری۔ بلند ہمتی۔ ایثار۔ توکل۔ شانِ بزرگ۔ اور چال پسندیدہ یہ صفات آپ کو حاصل تہین۔ آپ افضل زمان شیخ ابوالفضل مبارک ابن خضر کے جد مادری ہوتے ہین۔ ایک روایت سے شیخ سماءالدین دہلوی کے مرید ہین۔ جو شیخ جمالی دہلوی کے پیر تہے۔ آپ فرمایا کرتے تہے مرد کے واسطے عین عنایت الٰہی ہے کہ دو رحمتِ الٰہی سے مراد ہے چار چیزین کافی ہین۔ علم وعمل۔ عمر۔ اور عافیت۔ اور یہ چارون چیزین۔ طلب نت برابر کی نعمتین داخل ہین۔ ان کے حصول کے لیئے دعا کے ذریعے سے خواہش کرنی چاہیئے۔ جب حب نیت کا درجہ کمال کو پہونچے گا۔

یادِ شیخ ابوبکر قریشی

آپنے سلطان سکندر لودہی کے زمانہ مین اصل وطن سے آکر دارالسلطنۃ آگرہ مین سکونت اختیار کرلی تہی۔ رسمی علوم مین آپ کو تبحر حاصل تہا۔ اپنے وقت کے پرہیزگار رشد۔ وصایاے امام محمد رحمۃ اللہ پر۔ اور اصول بزدوی پر ایک شرح لکہی ہے جو مشکلون کو حل کرنیوالی۔ اور نکتہ آرا ہے۔ کہتے ہین ایک رات عالم مثال مین۔ خاتم النبوۃ علیہ السلام کی ملازمت حاصل ہوئی۔ حضور سے ارشاد ہوا۔ جاؤ۔ وہ زمین جس مین عصا گاڑ گیا ہے۔ اس مین ایک کنوان کہدواؤ۔ صبح ہوتے جب اس زمین کو جاکر دیکہا۔ تو ایک گڑہا نمناک پایا۔ جو گاڑے ہوئے عصا کے نوک کی مقدار سے تہا۔ آپنے حکم کی تعمیل نہایت کوشش کے ساتہ کی اب اُس جگہ ایک کنوان ہے۔ جو ہمیشہ شیرین پانی سے مالامال رہتا ہے۔ آخر بن سفر کے بعد جونپور مین دفن کیئے گئے جو آگرہ کی اطراف مین ہے۔

یادِ شیخ جلال محمد قادری

آپ کی پیدائش دہلی کی ہے۔ ظاہری علم کی تحصیل کے واسطے گجرات کی طرف چلے گئے تہے۔ تمام فنون متداولہ۔ اور علوم درسیہ تحصیل کیئے۔ اس کے بعد خداشناسی کا ولولہ دل سے جوش کر اُٹہا۔ رہنما مرشد کی تلاش ہوئی۔ اُن ایام مین شیخ بہاءالدین انصاری ملتانی شہر مندو (مانڈو) مین تہے ان کی فیض بخشی کا شہرہ آپنے سنا۔ کان کہڑے ہوئے۔ ناچار گجرات سے مندو مین آکر ہادیہ مریدون کے زمرہ مین داخل ہوگئے۔ اور چند سال شیخ انصاری کی خدمت مین رہکر دانش وبینش کا حصہ لیا۔ جب آپکے پیر۔ حاکم مالوہ سلطان محمود خلجی سے رنجیدہ ہوئے۔ تو آپ نے بہی پیر کے ساتہ دولت آباد دکن کا عزم کیا۔ یہان پر انکار نفس کی

لڑائی مین کمال کوشش کر کے فتح حاصل کی۔ بعدہ لوگون کی ہدایت کے واسطے برہان پور مین رہنے کی
اجازت مانگی۔ اور ملی۔ جب سفر حجاز کو گئے۔ تو دل مین یہ ٹھانی۔ کہ اگر زندہ واپس آؤن گا۔ تو جس شہر مین
رہنے کا حکم ہوا ہے۔ اُسی شہر مین قیام کے واسطے بستر جما دون گا۔ اتفاقاً اثنائے راہ مین دستون کی بیماری
لاحق ہوئی جس نے آپ کو ہمراہیون کے ساتھ چلنے سے باز رکھا۔ بے علاج قافلہ سے تنہا۔ اور آبادی سے دور ایک
جنگل بیابان مین رہ گئے۔ اتنے مین کیا دیکھتے ہین۔ ایک شتر سوار۔ اوکھٹ راستہ سے آ نکلا۔ اور بیمار کا
مقصد پوچھنے لگا۔ کیفیت عرض کی گئی۔ یہ آپنے شتر سوار سے کہنے کے بموجب آنکھیں بند کر لین۔ شتر سوار
نے ہاتھ پکڑ کر اونٹ پر سوار کرا لیا۔ اور جلدی سے اتار دیا۔ جب آنکھ کھولی۔ تو اپنے تئین مناسکے بازار مین
پایا۔ نہایت خوشی ہوئی۔ اور کمال عجز و نیاز کا اظہار کیا۔ چند روز بعد جو لوگ ہمراہی مین تھے۔ وہ بھی پہونچ گئے
اور آپ کے پہونچنے کی سرگزشت سنکر کمال حیرت ہوئی۔ المختصر حج اور عمرہ کے ارکان ادا کر کے ہند کی طرف
مراجعت فرمائی۔ اور برہان پور مین آکر کہرچی بنایا۔ خانقاہ بھی تعمیر کی بہت سے لوگون کو ہدایت کر کے
معرفت کے درجہ کو پہونچایا۔

کہتے ہین۔ ایک رات پیر نے خواب مین فرمایا کہ شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کا خرقہ
ہمکو پہونچا تھا اور وہ اب تمہارے پاس امانت ہے۔ اس خرقہ کو بیدر مین فلان روز شیخ محمد ملتانی کو پہونچا دو۔
ہمارے خاص خلیفہ ہین۔ چونکہ تین شبانہ روز کی مدت مین تین سو کوس کی مسافت طے کرنے کی گنجایش
نہین تھی۔ لہذا بجائے پاؤن کے بازوئے ہمت پر وازمین آ۔ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ
طاقت ظاہر فرمائی۔ پالکی وار کہار کہتے تھے۔ کہ ہمون پالکی کو۔ اور زمین پر پاؤن کو مس نہین ہوتا تھا۔ سلیمانی
تخت کی طرح ہوا مین نہایت سبک چلی جاتی تھی۔ وقت معینہ سے پہلے جہان پہونچنا تھا۔ جا پہونچے۔ اور
تھوڑے عرصہ مین برہان پور کو لوٹ آئے۔

شاہ شہباز کے خلیفہ شیخ جلال متو کو ایک رات ایسا معلوم ہوا۔ جوق جوق فرشتے آسمان سے زمین پر
اترتے ہین۔ دریافت کیا۔ کس کام کے واسطے ماموری ہوئی ہے۔ فرمایا۔ شیخ جلال کی روح مقدس کے استقبال
کے واسطے ہم بھیجے گئے ہین۔ شیخ جلال متو نے اپنے تئین مطلوب سمجھکر علی الصباح واپسین سفر کی تیاریان
شروع کر دین۔ اِس اثنا مین ایک دوست آئے۔ اور بیان کیا۔ آج رات کو عالم قدس کے باشندون نے مجھے

؎ اُس کی صبح کی منزل ایک مہینہ بھر کی (راہ ہوتی اور اسی طرح) اُس کی شام کی منزل مہینے بھر کی (راہ ہوتی) ۱۲

شیخ جلال محمد قادری کی رحلت کی اطلاع بخشی ہے ہنوز کلام انجام کو نہین پہنچا تہا کہ ایک شخص مجلس مین ایا۔
اور شیخ جلال محمد قادری کے واصل حق ہونے کی خبر بیان کی۔تاریخ تیئسوین ربیع الاول اور ہجری سنہ نوسو اٹہائیس تہی
آپ کی قبر برہان پور کے بازار مین مقدر تہی۔کہ بنائی گئی۔

یاد شیخ احمد نارنولی

آپ شاگرد اور نیز مرید شیخ حسین ناگوری کے۔ اور فرزند قاضی مجدالدین کے ہین۔جو قاضی شمس الدین کے
پوتے تے۔نسل مین امام محمد شیبانی کو پہونچتے ہین۔جو امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ کے دست ۔ تے۔کہتے
شیخ احمد سات بہائی تہے۔جو تمام۔علم۔اور پرہیزگاری کا پاس رکہتے تہے۔لیکن علم عمل۔تمر۔اور عبادت کے اعتد
سے سب مین زیادہ بزرگ آپ ہی ہین۔سولہ برس کی آپ کی عمر تہی۔کہ زمانہ کے تمام علما پر علمی بحث مین آپ غالب تہے
اور دولت مندون کی محفل مین بالانشین تہے۔ اٹہارہوین سال مین تمہی طہر پر بعیت کرکے مجلسون مین بیٹہنا۔او
مباحثے کرنا ترک کر دیا۔ اور گوشہ نشینی کے ارادہ پر اجمیر مین آپہونچے۔روز مرہ آدہی رات کے وقت خواجہ معین الاولیا
کے روضہ پر جایا کرتے تہے۔یوسفی اعجاز سے دروازے کہل جاتے تہے۔ اور اوس وقت سے لیکر چاشت کے وقت تک
سوائے ورد۔دعا۔نماز نفل۔اور نماز فرض کے کوئی کام نہین کرتے تہے۔نہ کوئی حرف زبان سے نکالتے تہے۔ا
کے بعد سونے کے وقت تک درس۔قیلولہ نماز فرض۔اور مستحب۔دعاخوانی۔وعظ گوئی۔اور تفسیر مین مشغول
رہکر ایک پلک مارنے کی فرصت بہی اپنے اوپر جائز نہین سمجہتے تہے۔

القصہ۔اسی طرح پر ستر برس اوس جگہہ گزارے۔ہجری سنہ نوسو بائیس مین جب کہ آپ کی عمر نوے کو پہونچی
تو خواجہ معین الاولیا کی طرف سے اطلاع ملی۔کہ اس شہر مین ایک عظیم آفت آنے والی ہے۔لہذا آپ اپنے مریدون کا گروہ سات
لیکر ا ناسا نکے حادثہ سے سات روز پیشتر بہ ترک سکونت نارنول مین جا پہونچے۔تین برس بعد الہہ دین
سراہ آپ سے مقابل ہوئے۔ اور کہا۔احمد۔اوٹہو۔عنقریب پیغام طلب آتا ہے۔ ناچار آپ سرگردان اور پریشان نا
پہونچے۔ دوسرے سال پچیسوین صفر ہجری سنہ نوسو تائیس مین عالم علوی کو کوچ فرمائے۔

غوث الاولیا کی تصنیفات سے کچہہ اوراق ہین۔اون مین صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہین جس زمانہ مین
کوہستان چنار مین رہکر نفس کے ساتہہ مین بہاری لڑائی کر رہا تہا۔اوس زمانہ کا ذکر ہے۔مینے خواب مین دیکہا۔شیخ
شرف احمد یحییٰ منیری۔بہار اور بنگالہ کے مشایخ کبار کا گروہ ساتہہ لیے ہوئے۔دریائے گنگا کے کنارہ کہڑے
ہوئے ہین۔ اور اس درویش کو بلاتے ہین۔جب خواب سے بیدار ہوا۔تو ملازمت مین حاضر ہوا۔ارشاد ہوا

ناگور تک تم ہماری ساتھ چلو مینے بہانہ کیا - تو قبول نہین ہوا - فرمایا - آج قطب زمان شیخ احمد مجد خلیفہ شیخ حسین ناگوری نے عالم علوی کو کوچ فرمایا ہے - اور حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام نماز جنازہ کے واسطے تشریف لائے ہین - مشایخ کے پہونچنے کا انتظار دیکھ رہے ہین - یہ تقریر سنکر مزید انکار کی گنجایش نہین رہی - شرف الاولیا نے میرا ہاتھ پکڑا - اور ہو کہا - ہم فوراً دہلی مین پہونچ گئے - اُس صوبہ کے مشایخ وہان منتظر تھے - سب نے فراہم ہو کر ایک ساتھ ھُوَ جو کہا - تو اپنے تئین ناگور کی حدود مین پایا - ناگاہ حوض پر تلے کے کنارہ ایک تابوت نظر آیا - جس کے نزدیک سرور انبیا علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے - اور بزرگان مشرق و مغرب گروہ کے گروہ کھڑے ہوئے تھے - اس درویش کو اولین صف مین بلایا - اور شیخ فریدالدین عطار کی طرف ارشاد ہوا - کہ اپنے فرزند سے کہو - کہ امام بنے - کمال ادب اور ڈر سے بدن پر رعشہ پیدا ہو گیا - عرض کیا گیا - یہ ڈرتا ہے اور اس کے سوا کوئی اور ذی جسم اس جگہہ ہے بھی نہین - فرمایا - کہو - امامت کرے - مینے عرض کیا نماز جنازہ کی نیت اور دعا مجکو اچھی طرح معلوم نہین ہے - یہ ناواقفیت کا عذر بھی حضور مین پیش کیا گیا - فرمایا - جنازہ کی نماز مین کسی خاص نیت اور دعا کی شرط نہین ہے - بس توجہ اور تکبیر کافی ہے - اس پر درویش نے ترتیب کی تعلیم کے لئے التماس کیا - فرمایا - کہو الصلوٰۃ للہ والثواب للمیت اللہ اکبر - اور ہر بار آنکھہ بند کرو - اور کھولو - اور اللہ اکبر کہو - یہان تک کہ چار تکبیرین پوری ہو جاوین - مینے حکم کی تعمیل کی - جب آپ کو سپرد گور کر دیا تو رسول خدا نے تحفہ سلام درویشان حاضر و غائب کو پہونچا کر - کوچ فرمایا - شرف الاولیا نے میرا ہاتھہ پکڑا - اور اپنے تکیہ مین لے آئے - جب آنکھہ کھلی تو اپنے تئین معمولی جگہہ پر پایا -

خلاصہ کلام یہ ہے - کہ آپ کی بزرگی مین کسی شخص کو کلام نہین ہے - آپ اپنے پیر کی طرح خاندان نبوی علیہ السلام کی محبت مین گویا رہن تھے - ربیع الاول مہینے کے اولین بارہ روز مین - اور محرم مہینے کے اولین دس روز مین ہاتھیون کی طرح بنا اور ڈہلا ہوا کپڑا نہین پہنا کرتے تھے - اور سوگوارون کی طرح زانو پر سر - اور سر پر ہاتھہ رکھے ہوئے - نوحہ اور نالہ کرتے رہتے تھے - اور کھانا اور شربت جو کچھہ ہاتھہ سے بن پڑتا تھا - درویشون کو اور یتیمون کو دیا کرتے تھے - اگر کوئی شخص کسی سید کے مقابلہ مین شرعی دعویٰ پیش کرتا تھا - تو آپ منت اور سماجت کے ساتھہ ایسی صورت پیدا کرتے تھے جس مین سید کی جانب داری نکلتی ہوتی تھی - اور کہا کرتے تھے - سادات کے ساتھہ از روئے مروت پیش آنا چاہیئے - نہ از راہ شریعت - آپ کی خوابگاہ سلطان التارکین حمیدالاولیا کے روضہ مین اپنے پیر بزرگوار کے مزار کے تحت مین ہے -

یادِ شیخ عبدالوہاب

آپ بخاری - ملتانی - اور سید جلال سُرخ کی نسل سے ہین - جو مخدوم جہانیان کے جدامجد تھے - کہتے ہین سید جلال بزرگ کے دو بیٹے تھے - سید احمد - اور سید محمود - مخدوم جہانیان سید محمود کے بیٹے ہین - اور آپ اولین بیٹے (سید احمد) کے پوتون مین سے ہین آپ کو دوبار سفر حجاز کے ذریعہ سے ارکان حج ادا کرنے کو شرف حاصل ہوا تھا - اولاً ملتان سے - اور دوسری دفعہ دہلی سے - سلطان سکندر لودہی کے زمانہ مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر - گھر بنایا - اور گھر والی بہی ہم پہونچائی - آپ کے ایک لڑکا تہا مجذوب ابوالغیث نام - جو کچہ اُس کا زبان سے نکل جاتاتہا - فرمان روائے تقدیر اُسکو راستی کے قالب مین ڈہال دیتا تہا - پدر بزرگوار لودہی کی ترقی او سلامتی کی خواہش رکہتے تھے - اور اس مین کوشش کیا کرتے تھے - ایک روز مجذوب لڑکے نے باپ سے کہا - بابا بے فائدہ کوشش - اور ناشکور سعی نہ کیجیے - کیونکہ امسال کیا سلطان - اور کیا مین اور آپ غرض کوئی بہی اس جگہ رہنے والا نہین ہے - کہتے ہین - اسی سال ظہیرالدین بابر بادشاہ نے دہلی کی طرف چڑہائی کی - لودہی کے لشکر اور چغتائی سپاہ کے درمیان مین بڑی بہاری لڑائی ہوئی - اس مین سلطان سکندر مع بہت سی فوج کے میدان لڑائی مین مارا گیا - اور یہ دونون شخص بہی ایزدی حکم کے بموجب اسی سال مین - کہ ہجری سن نوسو تیس تہا - عالم صورت سے رخصت ہوئے اور مجذوب کا قول سچا ہوا - خوابگاہ شیخ عبداللہ قریشی کے مزار کے برابر مین پرانی دہلی کی حدود مین -

یادِ شیخ سالار ناگوری

آپنے بامداد توفیق - تحقیق کے واسطے جہان پیمائی کی - اور اس ذریعہ سے عبرت اور تجربہ حاصل کیا تھا - اور توران مین پہونچکر کتابی فنون - اور ضروری علوم - بزرگان وقت سے تحصیل کئے - لوگون کو بہت کچہہ فیض پہونچایا بالخصوص مخزن جواہر علوم واسرار شیخ مبارک نے آپ کی خدمت سے آلہی معرفت مین اعلیٰ درجہ حاصل کیا تھا مصرع مقام روح قدسی جان اوباد ؛ شیخ مبارک نے اپنی بعض تصنیفات مین آپ کے حالات موقع موقع سے لکہے ہین - ان تمام حالات کے واسطے یہ مختصر رسالہ گنجائش نہین رکہتا ہے -

یادِ شیخ جمال بتہری

بتہری ایک موضع ہے احمد نگر دکن کا - آپ سید حسین حسینی قادری کے فرزند ہین - آپ کے بزرگان سلسلہ غوث العرفا شیخ محی الدین جیلانی قدس سرہ کو پہونچتے ہین - آپ کے پدر بزرگوار ہرمز کے راستہ سے دکن مین

تے - اور بتھری کے اندر بیرین کر قیام کیا یہان تک کہ رحلت فرما گئے - اُس وقت شیخ جمال خردسال تے - چونکہ
س موضع مین آپ چھوٹے سے بڑے ہوئے تے - لہذا نام موضع کے ساتھہ نامزد ہوگئے - سلطان بہادر گجراتی
بس سال دکن مین آیا تہا - اُسی سال مین اُسنے شیخ سے ملاقات کا بہی ارادہ کیا تھا - مگر یہ چاہا - کہ شیخ مجکو
تعظیم دین - شیخ کا حال یہ تہا - کہ دنیا کے ساتھہ دلبستگی رکہنے والون کے لئے - تعظیم کو جگہہ سے اُٹہا نہین
تے تے - لہذا آپنے سلطان کے آنے پر تعظیم نہین دی - بدستور بیٹھے رہے - جب سلطان آپ کی خدمت
سے لوٹا - تو ندیمون نے دریافت کیا - کہ خیال تو یہ تھا شیخ - شاہنشاہی تواضع کے واسطے اپنی جگہہ
سے اُوٹہین گے - اس اندرونی خیال کا ظہور کیون نہین ہوا - سلطان نے جواب دیا - کہ دائین اور بائین
دونون طرف سے دو شیر میرے اوپر حملہ کے واسطے نظر ڈال رہے تھے - اور نیز آپ کا فروغ دیدار میرے شعلہ
غضب کو پست کرتا تھا - اس سبب سے میرے دل مین ایسا ڈر بیٹھا جس کا بیان نہین ہوسکتا ہے خلاصہ
کلام یہ ہے - کہ سلطان واپس ہوتے وقت آپ کو کمال عجز و انکسار کے ساتہہ گجرات مین لایا - اور احمد آباد مین
ہر اور خانقاہ بنادی - آپکے پانچ بیٹے مشہور تے - امین اللہ - یتیم اللہ - صوفی - حسین
ریدر الدین - یتیم اللہ کو سید غیاث الدین کی لڑکی کے ساتہہ کدخدا کردیا تہا - یتیم اللہ ایک عالم
آدمی تے - درس دیا کرتے تے - اور باپ کے جانشین بہی ہوئے - راقم بہی ہجری سنہ ایک ہزار تین مین بمقام
احمد آباد اُن کے ملازمت سے مشرف ہوا تھا - کم وبیش پانچ برس بعد سنا - کہ وہ عالم علوی کو کوچ فرما گئے

مصرع یاد اجمال دوست ضیا بخش چشم او -

یاد سید حسینی

آپ عرب زادہ ہین جس زمانہ مین راناسانگا نے چندیری کی لوٹ مار کی تہی - اُس زمانہ مین اہل اسلام کو
آفت کا دن دیکہنا اور تکلیفات کی زمین پر بیٹہنا نصیب ہوا تہا - اور ہر اس ملک مین در بدر بینوایانہ پہرتے تے - اس
زمانہ مین آپ اپنے وطن سے گجرات مین آئے ہوئے تے - چندیری کا حال سنکر شکستہ دلون کی امداد کے واسطے
چندیری کی طرف روانہ ہوئے - جب دسور (مندسور) مین پہونچے - تو ایک مقام پر پانی کے کنارہ ایک راجپوت
مسواک کر رہا تہا - اس حالت مین راجپوت کی نظر دونین پر پڑی - آپ کے ہمراہ دو شخص اور بہی تے آپ نے
راجپوت کی طرف رخ نہ کیا - بیکر پرست مذکور برہم ہوکر واہی تباہی الفاظ بکنے لگا - آپ کو سننے کی تاب نہین ہوئی
اُس راجپوت کے سامنے ایک تلوار رکہی تہی - فوراً آپنے وہ تلوار اُٹہالی - اور راجپوت کا سر تن سے جدا کردیا - جب

یہ کیفیت راے گنگو ٹر گوجر کو معلوم ہوئی - جو راناکا امیر اعظم اور دسور (مندسور) کا جاگیر دار تہا۔ غضب ناک ہوا۔ اور لوگون کو مامور کیا - ملازمین نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیون کو سنگسار کرکے شہید کر دیا - اسی رات کو مذکورہ بالا گوجر کے ساتہہ یہ واقعہ پیش آیا - کہ کئی دفعہ اپنے تخت سے زمین پر اوندہا گرا - جب صبح ہوئی - تو اُس نے چند اشخاص اس غرض سے روانہ کئے - کہ مسلمانون کے آئین و مذہب کے بموجب مقتولون کو دفن کر دین - چنانچہ تعمیل کی گئی - آپ کی خوابگاہ اسی بہشت نما زمین مین ہے -

یاد شیخ علاء الدین علیسی دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتون مین سے ہین قدس اللہ تعالیٰ سرہما - تمام علوم متداولہ شیخ سماء الدین کنبو کے مدرسہ مین تحصیل کئے تہے - جو علماے وقت مین سب سے زیادہ عالم تہے - اور باطنی علم کی تحصیل شیخ ابوالفتح ہانسوی کی خدمت اور بیعت سے تہی شیخ ابوالفتح ہانسوی شیخ جمال ہانسوی کی نسل سے مشہور ہین - جب آپ بیان فرمایا کرتے تہے - تو مختلف مذاق و مختلف وجوہ کے ساتہہ قرآن پاک کی تفسیر فرمایا کرتے تہے - القصہ آپ دو جہانی کمالات کے ساتہہ بغلگیر یا یون کہئے - ہمدوش تہے - آپ کے فرزندون مین سے دو شخص دہلی مین مشہور ہین -

ایک شیخ کمال الدین عجائب ہین انہون نے علم کے کئی عمدہ عمدہ متعارف رسالے قتلق خان کی خدمت مین پڑہے تہے - اور نیز علم باطن سے بہی مستفید تہے شیخ کمال الدین کے بہی دو بیٹے تہے - شیخ رکن الدین اور شیخ حاجی شطاری دونون خدا شناس اور باطنا فارغ البال تہے اپنے عم مکرم شیخ زکریا کے ہمراہ شیخ دلی شطاری کی خدمت مین رہ کر اخروی کمالات حاصل کئے تہے -

دوسرے شیخ بہاء الدین زکریا - ہین - سلسلہ شطاریہ کے نامور بزرگون مین سے ہین - راہ تحقیق کے سلوک مین بہت کچہہ ریاضت اور مجاہدہ کیا تہا - شیخ عبد القدوس حنفی چشتی کی صحبت سے اور نیز دیگر مشائخ وقت کی صحبت سے فیض و فائدہ حاصل ہوا تہا - شیخ محمد مودود لاری کے درس مین تصوف کی کتابون اور حقائق کے مشہور رسالون کے پڑہنے مین آپ شیخ امان اللہ پانی پتی کے شریک تہے ہجری سنہ نو سو ستر مین جہان فانی سے رخصت ہوئے - پیر محمد خان شروانی اُس زمانہ مین بڑے متبحر عالم تہے - عرش آستانی اکبر شاہ کے دربار مین بہی امراے اعظم مین شمار تہا - باوجودیکہ مولوی شروانی فقرا کے گروہ کو بیکار سمجہتے تہے - مگر شیخ زکریا کے ساتہہ مخلصانہ اعتقاد ضرور رہتا اور ان کے تحفلین شیخ زکریا کی تعریف سے خالی نہین ہوا کرتی تہین -

یاد شیخ محمد ابن خواجہ تاج الدین محمد قدس سرہما

آپ علما اور عقلا سے زمانہ مین سر آوردہ تھے طریقت کے سلوک مین بھی ایسا عالی مرتبہ پایا تہا۔ کہ اپنے بزرگوار گنجشک کے زمانہ کی روح روان شمار کئے جاتے تھے۔ احمد آباد مین سلطان مظفر گجراتی جمیع علوم مین کامل دخل رکہتا تہا۔ اُس کے آپ مصاحب تھے۔ تاج العلما کا لقب ملا تھا۔ ہجری سنہ نوسو اکتیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے۔ قبر احمد آباد مین ہے۔

یاد شیخ محمد مودود لاری

آپ بابا نظام ابدال کے مرید۔ اور مولانا عبد الغفور لاری کے شاگرد ہین۔ قبر آپ کی شہر پانی پت مین شیخ امان کی قبر کے متصل ہے شیخ امان علم تصوف مین آپ کے شاگرد تھے۔ قدس اسرارہم۔ تجرید اور تفرید کے میدان مین آپ کا پانون استحکام کے ساتھہ جما ہوا تہا۔ وحدت اور توحید کے اقسام سے کلی واقفیت تہی۔ وحدت کے اسرار وحید کے صحیفے آپ کے مطالعہ سے نکل چکے تھے۔ کہتے ہین۔ باطنی پرورش آپ کو مولانا عبد الرحمن جامی سے تہی۔ ظہیر الدین بابر بادشاہ کے زمانہ مین طالب شراہ آپ ہند مین آئے۔ اور دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ نشینی اختیار کر کے خوشی کے ساتھہ زندگی گزارتے تھے۔ پہر یہان سے آپ پانی پت چلے گئے تھے۔ اِس جنبش کے دو سبب تھے۔ (ایک) شیخ عبد الغفور پانی پتی کے فرزندون کی خواہش (دوسرا سبب) بالخصوص شیخ امان کی قبر کی بہت۔ فصوص۔ اور فتوحات کا درس بہت کچھہ دیا۔ اور ان کتب کی مشکلات۔ تعلیقات اور حواشی کے ذریعے سے حل فرمائین۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تمام عمر ظاہری اور باطنی علوم کی درس مین گزار دی۔ ہجری سنہ نوسو سینتیس تھا۔ کہ رمضان مہینے مین عالم وحدت کے کوچ کا عزم فرمایا۔ اور کثرت کی کہنہ سرا سے خیمہ اُکہاڑ باہر جا گاڑا۔

یاد خواجہ خاون علا تاج ناگوری

آپ کی قبر گوالیار مین ہے۔ آپ نے ناگور سے نکل کر اس شہر کو اپنا وطن بنا لیا تہا۔ آپ کی مقدس روح عنصری جسم کے ساتھہ شامل ہو کر ہجری سنہ آٹھہ سو تریپن مین عالم دنیا مین آئی تہی۔ اسی اور سات ستاسی برس صورت خانہ تقدیر کا نظارہ کیا۔ مگر پابندی علاقہ سے آزاد رہے۔ اور ہر ایک کا حفظ مراتب ملحوظ رکہکر۔ دل کو مصور حقیقی کے مشاہدہ سے منور رکہا ہجری سنہ نوسو چالیس مین نقش ہستی۔ چار دیوار عناصر سے شاکر۔ سلیم دل اور مطمئن خاطر کے ساتھہ حضور قدس کو روانہ ہو گئے۔ آپ شیخ اسمعیل کے خلیفہ ہین۔ جنہون نے طریقت کے تمام مقامات

ب کی کل منزلیں طے کر کے - اپنے پدر بزرگوار خواجہ حسن سرمست سے خلافت پائی تھی - خواجہ حسن سرمست
در تصوف کی مجلس میں پرانے سیگ باز تھے - اجازت رہنمائی - اپنے والد ماجد شیخ سالار فاروقی سے
سے شیخ سالار - کعبۂ تحقیق کے مسافروں میں قافلہ سالار ہیں - اجازت ہدایت خواجہ اختیار الدین عمر سے
- خواجہ اختیار الدین اپنے زمانہ کے اکثر مشائخ میں برگزیدہ تھے - خرقۂ خلافت - خواجہ محمد سعدی سے
- خواجہ محمد سعدی شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بزرگ خلیفہ اور نائب مطلق تھے قدس اللہ اسرارہم -
شیخ معروف دہارنوال نے اپنے شجرہ میں لکھا ہے - کہ خواجہ خاتون کو خرقۂ خلافت شیخ حسین ناگوری سے
تھا - جو تین واسطہ سے سلطان التارکین شیخ حمید الدین سوالی ناگوری کو پہونچتے ہیں -
کہتے ہیں ضعیفی نے بہت ہی آدبایا تھا - اسواسطے آنے والوں کی تعظیم کے لئے اٹھا نہیں کرتے تھے جب
دریافت کی گئی - تو فرمایا ضعیفی کی سستی تعظیم سے باز رکھتی ہے - اور تکلیف کے ساتھ نفس کے لئے تعظیم
کرنا - درویش کے مناسب حال نہیں ہے مصرع نفس ایشان بجان ما برسانند -

یاد شیخ بہول

آپ کا لقب [illegible] احمد - در خطاب جہانگیر - حضرت غوث الاولیا کے بڑے بھائی - اور شیخ ظہور حاجی
حضور کے خلیفہ ہیں - بے نہایت لوگوں کے دل آپ کے پنجہ تصرف میں تھے - شاہ سے درویش تک اور بڑے
چھوٹے تک ایک زمانہ آپ کی خدمت میں مریدانہ زانو تہ کرتا تھا - اقسام دعوت بہت کچھ یاد تھیں - آپ کی
ہی خواہشیں - اور باطنی قوتیں دوئی کے سنگ لاخ سے نکلی ہوئی تھیں - اور وحدت کے سبزہ زار پر خرامان
ہوا کرتی تھیں - دو جہانی کمالات آپ کو حاصل تھے - اُخروی اعمال اور دنیاوی مآل یہ دونوں چیزیں
کے حصہ میں آئی تھیں - جنت آشیانی ہمایون بادشاہ آپ کا مرید تھا - ان ایام میں مولانا جلال الدین
بڑے صاحب عقل عالم تھے - ہمایون بادشاہ کے استاد - اور ہمایونی سلطنت کے صدر الصدور تھے
ان کو سہروردیہ سلسلہ سے کافی حصہ ملا تھا - اور نیز انہیں ایام میں ایک بزرگ مولانا محمد فرغلی تھے نقشبندیہ
خانوادہ میں بیعت و تلقین کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا - ان دونوں اصحاب نے بجبورانہ اتباع ہمایون
کے سبب سے اور نیز جہانگیری تصرف کا اثر مان کر از سر نو آپ سے بیعت کی تھی - اس زمانہ میں بہت سے
علما اور فضلا آپ کے مرید ہوئے - ہجری سنہ نو سو سینتالیس میں شیر شاہ سور نے فتح پائی - اس وقت صدر الذکر
مؤذن کامل اور استاد وقت نواح قنوج میں گمنام ہو گئے - آپ فرماتے تھے - شیخ فضل اللہ بنگالی میرے

شیخ محمد - اور فقیر بہول - ہم تین آدمی چنار کے کوہستان مین ریاضت کے ارادہ پر آئے تھے - وہان کے
مدن نے بیان کیا - کہ دو سو برس ہوئے ہم اپنے بزرگون سے مسلسل سنتے چلے آتے ہین - اس غار مین
درویش گوشہ گزین ہین - اور مشغول بخدا ہین - ہم مین سے کسی کو اندر جانے کی طاقت نہین ہے - جو اُن کے
ے یا نہ ہونے کی خبر لادے - یہ سنکر ہم تینون آدمیون نے تلاش کے واسطے اُس غار مین قدم رکھا - جب ہم
نزل کی برابر راہ چل لئے - تو وہان پر ہمنے ایک پیر کو مراقب دیکھا - کہ اُسنے اپنی نورانی پیشانی سجادہ پر
جھوڑی ہے وہ ہمارے پہونچنے سے آگاہ ہوا - اُٹھا - اور نہایت ترحم کے ساتھ آگے بڑہا - بہت کچھ مرحبا
لتفات کے ساتھ پیش آیا - اور ہر ایک کو ایک جداگانہ خطاب سے سرفراز کیا - مجکو جہانگیر - بہائی کو غوث
فضل اللہ کو اہل اللہ کہا - اسرار و حقائق اپنی تقریر مین ظاہر کر کے آنے والون کو آگاہ کیا - اور اصل
وقت پر اطلاع بخشی - اس کے بعد جلدی سے خلوت مین گھس گیا - تہوڑی دیر بعد ہم لوگون نے
س آنے کی اجازت مانگی - جواب کہان سے آتا - وہ تو واصل حق ہو چکا تھا - اس سفر کا سامان اُس غار
مہیا کر رکھا تھا - ہمنے اس سامان کو کام مین لاکر نعش سپرد خاک کی - شیخ بہول کی خوابگاہ - قلعہ بیانہ کی
زمین ہے - ایک بلند پہاڑ پر ایک قبر ہے نشاط انگیز اور روح افزا -

یاد سید معظم

آپ ترمذ کے سادات مین سے ہین - اور خوابگاہ کالپی ہے - سلطان سکندر لودہی کا زمانہ تہا - کہ آپ کے
ن نے ہند مین آکر کالپی مین بود و باش اختیار کی تہی - آپ کے وقت مین آپ سے زیادہ کوئی بزرگ شہر مین نہ تہا
ہوش سے رسمی علوم کبہی دل نہاد نہین ہوئے - البتہ قرآن مجید کی تلاوت سے ضرور دلبستگی رہی - آپ کا ظاہر
کاری کے ساتھ آراستہ - اور باطن ایزدی تجلیات کے ساتھ منور تہا - آپ کا پانون - تلاش روزی کے راستے مین
نہین چلا - اور درہم کبہی آپ کے ہاتہ کا ناخن بن کر نہین رہا - اگر اچہانا ہم پہونچ گیا - تو آپنے اُس کو حاجت
دن کے نام نذر کر دیا - دل توکل کو - اور تن تسلیم کو حوالہ کر کے - جو کچھ ضرورت ہوئی - وَاِن مِّن شَیۡءٍ
اِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ کے خزانہ سے لیا - جو کچھ کہا - سوچ کر کہا - اور جو کچھ کہہ دیا - اُس کے
کہنے کے برخلاف بہت کم عمل کیا - باوصف اس قدر بے سببی کے دولتمندانہ خرچ تہا - دو بیٹے چھوڑے
سید محمد اور سید احمد آخرین جوان کوچ کر گئے - اور اولین باپ کے جانشین ہوئے مصرع سیادت با تلاوت ہم قرین داشت

اور قیمتی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بہرے پڑے) ہین ۱۲

یادِ شیخ ابراہیم ابن عمر منجھی

آپ کی ابدی آسائش گاہ - برہان پور کی حدود میں قطب شمالی کی طرف بنائی گئی ہے - لوگوں کے میل جول سے - اور دل لبھانے والی چیزوں سے علیحدہ رہکر زندگی گزارتے تھے - بعض کہتے ہیں - قاضی قاضن سندھی کے ہم نشینوں میں سے ہیں - جنہوں نے وحدت وجود کے بیان میں بہت سے بیش بہا جواہر اپنی زبان سے نظم کے تاگے میں پروئے ہیں - اور نیز اُس کی دلیلیں قایم کی ہیں - اور بعض کا یہ قول ہے - کہ سید محمد جونپوری کے معتقدین میں سے ہیں قدس سرہٗ جن کو اُن کے پیروؤں کا ایک طبقہ مہدی کرکے مانتا ہے - اور کہتا ہے - کہ ختم ولایت اور مہدویت کے دعوی پر سید محمد کافی دلیل رکھتے تھے حاشا کہ ان سے ایسا دعوی اور اس کی تصدیق - حالت سُکر کے سوا - صادر ہووے - اس قسم کی باتیں کافی طور پر سید محمد صاحب کی یادداشت میں لکھی گئی ہیں - اور نیز جہاں کہیں - تقریب آئی ہے - وہاں ہر ایک جگہ از روئے عقل ونقل اُن کی بریت کی نسبت ارشاد کیا گیا ہے

یادِ شیخ مبارک بالا دست

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونوں جھجیا نہ میں ہیں - میر سید علی قوام سوانہ کے مرید ہیں - جو شیخ بہاء الدین جونپوری کے خلیفہ تھے قدس سرارہم - ظاہری کمالات اور معنوی فضائل - آپ کی استعداد کو لازم تھے - آپ کی ملازمت سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے - جیسے شاہ الٰہ بخش للہ کاتیسری - جو آپ کے بزرگ خلیفہ اور پیشرو ہیں - آپ کے خرق عادات اور گرمی کا حال لوگ بہت کچھ بیان کرتے ہیں -

یادِ قاضی محمود ابن جایلدہ

آپ کا نام شیخ حامد ہے - پیدایش احمد آباد گجرات کی ہے - وجد وعشق - اور سوز وگداز کے آپ مالک تھے سرود وسماع گویا آپ کی زندگی تھا جس وقت اولیاء اللہ کے نزدیک اظہار کرامت مناسب اور ضروری ہوتا ہے - ایسے وقت میں طلسمی آثار کی نمایش آپ کے اقوال اور افعال سے بہت کچھ ظہور میں آیا کرتی تھی - غلبۂ عشق کے سبب سے ہمیشہ آپ کا یہ حال رہتا تھا - کہ اپنے حسب حال عاشقانہ مضمون باندھا کرتے تھے - ہندی عبارت میں اور ہندی مقامات میں دلپسند طرز ہوتی تھی - قوالوں کی ایک جماعت آپ کی اکثر ہندی کو گایا کرتی ہے - اور یہ لوگ گانے کی علامت اور نیز اپنے گانے کی خاص طرز سے ہند کے جملہ ارباب نشاط میں ممتاز ہیں -

کسی قدر حالات آپ کے بیان کرتا ہوں - بعض کے نزدیک آپ اپنے باپ کے مرید ہیں - اور آپ کے پدر بزرگوار کو خرقۂ خلافت شاہ عالم بخاری سے حاصل ہوا تھا - اور بعض اصحاب آپ کو بھی شاہ عالم بخاری کا خلیفہ

سمجھتے ہین - اور کہتے ہین - آغاز ہوش مین آپ کا قیام شہر احمد آباد مین تہا - ہجری سنہ نوسو بیس مین یہ قصبہ بیرپور آئے - اور سکونت اختیار کر لی - یہ قصبہ مضافات احمد آباد مین ہے - مگر اس مین آدمیون کی بسادوت کم ہے - آپ کی عمر گیارہ برس کی تہی - کہ آپ طلب کا شوق دل مین پیدا ہوا - اپنے پدر بزرگوار سے خلوت نشینی کی اجازت لیکر ایک جنگل جو آبادی سے دور - وہان پر عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کیا ہمیشہ چند روز بعد باپ کی خدمت مین حاضر ہوتے رہتے تہے - اور باپ کی گرامی صحبت سے استفاضہ کرکے پہر اپنے مقررہ حجرہ کو چلے جایا کرتے تہے - اسی طریق پر پچاس اور چہ چہین برس گزار دئے - جب عمر سرسٹھ سال کو پہونچی - تو تاریخ تیرہ ربیع الاول کو ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو تہے - عالم علوی کا عزم کرکے سامان زندگانی اس ملک فانی سے باندہ لے گئے -

روایت ہے - آپ کے جد امجد کا نام قاضی محمد تہا جب قاضی جی کی صالحہ بی بی کے علی الاتصال چہ لڑکیان ہوئین - تو قاضی جی کو لڑکے کی تمنا ہوئی تاکہ نسل محفوظ رہے - قاضی جی کی بی بی نے قبل اس کے - کہ یہ ذکر دوسرے شخص کی زبان سے سنے خود اپنی دلی خوشی کے ساتھ بالمشافہ شوہر کو اجازت دی - کہ دوسری عورت کے ساتھ شادی کر لیجئے - اور یہ بہی پیغام دیا کہ دوسری عورت بیٹے کی نیت سے - کرنا آپ کو منظور ہے اور مین بہی راضی ہون - قاضی جی نے جواب دیا - آج رات کو مین اس بات کا استخارہ کرکے خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حضور مین عرض کرون گا - اور پہر حضور کا جیسا حکم ہوگا عمل مین لاؤن گا - قصہ کوتاہ یہ ہے کہ حضور خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام نے خواب مین فرمایا - محمد تم کو مبارک ہو - اسی پاک دامن بی بی سے تمہارے تین صاحب کمال لڑکے ہون گے - کسی عورت کرنے کی ضرورت نہین ہے - اور حرف (حما) علیحدہ علیحدہ تین جگہہ قاضی جی کے کف دست پر لکہدیا - اس بنیاد پر اولین لڑکے کا نام حامد دوسرے کا نام حماد - اور تیسرے کا نام حمید رکہا - اولین (حامد) قاضی محمود کے باپ ہین - رحمۃ اللہ علیہم

یاد مولانا عبد الکریم ابن عطاء اللہ نہر والی

آپ نامی علماے شیراز مین سے تہے - سلطان محمود بزرگ کے زمانہ مین آپنے اپنی تشریف آوری سے احمد آباد مین شیراز کا ڈہنگ پیدا کر دیا تہا - طبقات محمود شاہی آپ کی ہی فراہم کی ہوئی ہے - بہت سی عمدہ عمدہ تاریخون کو جیسے خلکانی اور یافعی ہے - نظر مین رکہکر طبقات کو لکہا ہے - آغاز کتاب آدم علیہ السلام کی آفرینش سے کیا ہے - اور سلطان محمود کے واپسین سفر تک کہ ہجری سنہ نوسو پندرہ ہے - انبیا

اولیا۔ علما۔ شعرا۔ سلاطین۔ وزرا۔ اور امرا ان سب کے حالات عمدہ طرز کے ساتھ لکھے ہین۔ اُمید ہے کہ جو اصحاب عقل و فہم کے ساتھ واقعات کی تواریخ پڑہنے کے شائق ہین۔ اُن اصحاب کو یہ کتاب عبرت پیدا کریگی۔ آپ کے ایک لڑکا تھا عطاءاللہ نام۔ ماجرای گذشتگان سلف کے تتبع مین اپنے پدر بزرگوار کا پیرو تھا۔ تذکرہ اور نامہ نے آپ کو مشہور کردیا مصرع باد امقام او شان للہ در قائل۔

یاد سید صبغۃ اللہ

آپ از نام شاہ میر مشہور ہین۔ ان بزرگ سادات مین سے ہین۔ جو حسنی حسینی ہین خطہ شیراز کے بڑے علما مین تھے۔ امیر صدر الدین محمد شیرازی کے ہم نشین اور ہم درس۔ اور مولانا جلال الدین محمد دوانی کے ہم عصر تھے۔ سلطان محمود بزرگ کا زمانہ تھا۔ کہ شیراز سے صوبہ گجرات مین آئے۔ اور چانپانیر مین۔ جو یہان کے سلاطین کا پُرانا دارالخلافہ ہے۔ قیام کیا۔ آپ سیادت اور فضیلت کے نیر اعظم تھے۔ اس نیر اعظم کے طلوع سے زمین گجرات برج شرف بن گئی۔ اور طلبا کے ہاتھوں مین علم کے جو اہر اونکی جیبیں آئین آپ کئی بیٹے تھے۔ جو فاضل اور اوصاف حمیدہ سے موصوف تھے۔ آپ نے علم ہیئت کے اندر ایک فارسی شرح اثنائے درس مین بیٹون کے واسطے ہی لکھی تھی۔ اِس کے سوا آپ کی تصنیفات اور بھی ہے جیسے (۲) اسنی الکواشف فی شرح المواقف (۳) لوامع البرہان فی قدم القرآن۔ (۴) محاکمہ شرح شمسیہ (۵) علم حدیث اور اصول حدیث مین ایک رسالہ سودمند لکھا ہے۔ جو مشکل کشا اور جمیع اقسام حدیث کو جامع ہے۔ آپ کی جملہ تصنیفات کو علماے زمانہ نے پسند کیا ہے۔ خدا کرے۔ آپ کی تالیفات کے طفیل مین اس گنہگار کو بھی مقبولیت کی شادابی نصیب ہو۔ آپ کے سب لڑکے سعادت مند تھے۔ ان سب مین فرزند رشید **شاہ کمال الدین محمد** ہین جن کو دونون جہان کے کمالات حاصل تھے۔ ان کے بھی بیٹے اور بھتیجے ہین سب مین بڑے **شاہ ابوتراب** ہین۔ شاہ ابوتراب کو ہجری سنہ نوسو بیاسی ہین۔ شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے میر حاجی کا منصب عطا فرمایا تھا۔ اور بہت سا سامان خیرات دیکر حرمین شریفین کو روانہ کیا تھا۔ شاہ ابوتراب اس اعلی السعادت سے مشرف ہوئے۔ اور بعد زیارت حرمین لوٹ کر ہند مین آئے۔ ہجری سنہ ایک ہزار پانچ تک زندہ رہے۔ خوابگاہ احمد آباد مین ہے۔ شاہ ابوتراب کے بھی ایک لڑکے ہین۔ شاہ گدائی نام۔ سپاہیانہ لباس مین سادات اور مشائخ کے طریقہ کی رعایت۔ بقدر امکان کرتے ہین۔ اور اس کو غنیمت سمجھتے ہین۔ باوجودیکہ ان تمام سادات کے آبا و اجداد کی سیادت صحیحہ ہے۔ لیکن یہ تمام

سلسلہ مغربیہ سے تعلق بیعت کا فرور رکھتے ہین - اور گجرات مین خانوادہ مغربیہ کو رونق دینے
ہم شیخ احمد کھٹو ہین - قدس سرہم -

یاد شیخ عبدالقدوس حنفی

پ شیخ صفی الدین کی لڑکی کے فرزندون مین سے ہین - جو تمام علوم کے اصول اور فروع مین
بقت تھے - بعض کی رائے ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کوفی صوفی کی نسل سے ہین - اور بعض کا گمان
نی اس سبب سے کہتے ہین - کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب رکھتے تھے شیخ محمد
رف - ابن شیخ عبدالحق کے مرید اور خلیفہ ہین - آپ کی تصنیفات مین سے ایک کتاب ہے - نوادر
ترتیب کی بنا سات فن پر رکھی ہے - اس کتاب کے اولین فن مین لکھا ہے - کہ ظاہرا میری بیعت
شیخ محمد سے ہے - لیکن مجھکو زیادہ فیض اور ہدایت آپکے جد امجد شیخ احمد قدس سرہ سے پہونچی
ن تعریف بھی اس فن مین بہت کچھ کی ہے نیز شیخ عبدالقدوس کو درویش قاسم اودھی سے بھی
اور اجازت تھی - جو چشتیہ اور سہروردیہ خانوادہ مین بزرگ سلسلہ ہین - اودن کی صحبت سے
ھینچکر بیابانون مین اکثر بسر کیا کرتے تھے - اور غنودگی کو آنکھون مین آنے نہین دیتے تھے کسبی علوم
الفنون - کہ عبارت کتابی تحصیل سے ہے - مدرسین بہت کم پڑھے تھے - لیکن علم لدنی کے دروازہ
ن کئے تھے - کتب صوفیہ کو جیسے فصوص الحکم - عوارف - اور اصطلاحات کاشی ہین - مطالعہ
سے حل کرکے ہر ایک کتاب پر ایک عمدہ شرح لکھی ہے -

کہتے ہین - ہجری سنہ نو سو چھیالیس مین سلطان نصیر الدین ہمایون شاہ - خراسان اور ہند کے
ا اور عارفون کی ایک جماعت ساتھ لیکر استفادہ کے ارادہ سے آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا کرتا تھا - اس
مین مولانا محمد فرغلی اور مولانا جلال تتہ جیسے باخدا لوگ ہوتے تھے - اوس وقت روحانی اور ربانی انجمن
ی تھی - اور جو مشکلات کسی فن مین پیش آیا کرتی تھین - یا سلطان کے سوا جس کسی کو بھی تصوف کے
- اور طریقت کے سلوک مین دشواریان ہوا کرتی تھین - وہ سب آپ کی تقریر و تلقین سے صاف ہوجاتی
- اس اثنا مین بہت سی خرق عادات بھی ظاہر ہوا کرتی تھین -

آپنے ہجری سنہ نو سو پچاس مین عالم خاک سے عالم تقدس کو کوچ فرمایا خوابگاہ گنگوہ مین ہے - جو سرکار دہلی
ملق ہے تین لڑکے چھوڑے - سب سے بڑے شیخ حمید الدین تھے - سب سے چھوٹے شیخ عبدالمجید

بجید عالم عارف سجادہ نشین۔ اور رہنما تے۔ اور منجھلے لڑکے **شیخ رکن الدین محمد** بھی اکابر وقت
تے۔ باوجودیکہ عمر ضعیف ہوگئی تہی۔ مگر سماع کے بغیر صبر نہین کر سکتے تے۔ مولانا عالم کابلی نے اپنے
ہ مین لکھا ہے۔ مین ایک روز آپ کی ملازمت مین ایسے وقت پہونچا۔ کہ ہنگامہ سماع گرمی پر تہا جب وجد
مطراب ذرا فروہوا۔ تو مینے سماع کے روا اور ناروا ہونے کی نسبت سوال کیا آپنے یہ بیت پڑہکر جواب دیا بیت

من گم شدہ ام مرا مجو نیسہ		با گم شدگان سخن نگو نیسہ	

تمام سننے والون مین بالخصوص مجہ ناتمام مین ایک عظیم تغیر پیدا ہوا۔ اور مجلس سماع ازسر نو تازہ ہوگئی
رکن الدین نے ہجری سنہ نوسو تراسی مین جہان فانی کو ترک کیا۔ ان کے فرزند **شیخ احمد** تے۔ ایزد طلب
شناس۔ اور رسمی علوم کے اچھے عالم تے۔ کہتے ہین۔ آپ کا قول تہا۔ ہمارے خاندان کا پرانا قاعدہ ہے
لڑکون کو ظاہری کمالات سے آراستہ کرتے ہین۔ اس کے بعد مجاہدہ و ریاضت کراکر قطبیت و در
بیت کے درجہ کو پہونچاتے ہین۔ شیخ احمد نے ہجری سنہ نوسو بہتر مین رحلت فرمائی۔ ان کے بیٹے **شیخ**
بدالنبی رسمی علوم سے آراستہ تے۔ خاص کر علم حدیث مین اُستادان عرب سے سند صحیح حاصل کی تہی۔
رش آستانی اکبر شاہ کی تمام قلمرو کے صدر الصدور تے۔ دوبار سفر حجاز کو گئے۔ ور آئے۔ پچھلی دفعہ جو لوٹ
ئے۔ تو صدارت کے درجہ سے اُتار دیے گئے تہے۔ اور شاہنشاہی عتاب ہوا تہا۔ اس سبب سے چند روز ان پر
ں کے ساتہ گزرے۔ بالآخر منگل کی رات تاریخ تیرہوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اکیانوین کو بہ تقدیر حکم طلب
لت فرمائی۔

یاد شیخ فضل اللہ گجراتی

زمانہ سابق مین ترک وطن کرکے سفر کرتے ہوئے۔ جب رہتک مین آپ کا گزر ہوا۔ تو اس مقام سے آگے
رہ سکے۔ ناچار بود و باش اختیار کرلی۔ رہتک ایک قصبہ ہے مثل شہر کے۔ دہلی سے بیس کوس دور۔ آپ عالم
ن۔ اور فانی فی اللہ تے۔ کسی شخص سے کچہہ نہین لیتے تہے۔ کہتے ہین۔ ایک سوداگر آپ کے خاص مریدون
ں سے تہا۔ ایک روز سوداگر مذکور نے اپنا تمام سرمایہ نذر کے طور پر لاکر پیش کیا۔ آپنے عذر فرما کر اس کے قبول کرنے
ے انکار کردیا۔ اور لانے والے کو بدستور واپس فرمایا۔ آپ کی رحلت۔ دسوین صدی کے اولین نصف حصہ
ئی ہے۔ رحلت کے پیچھے چند دن تک کارخانہ۔ جمعہ کی نماز کے بعد آپ کے مزار کے پاس حاضر ہوکر علمی مجلس کیا
تے۔ اور بہت سے دشوار مسائل آپ کے روحانی فیض سے آسان ہوجاتے تے۔ اعتقاد صحیح۔ اس مشکل نما

رنے والا ہے مصرع خوابگاہش مخزن اسرار دان -

یاد شیخ نصیر الدین تمیمی انصاری

کی زاد بوم ملتان ہے - آپ سپاہی درویش - یا درویش سپاہی تھے - جب اُس ملک مین شورش ہوئی
سیاال گرہ مین آکر قلعہ مین گھرے لیا - بہت عرصہ تک سپاہیانہ طور پر رہے - لیکن ہمیشہ رات کے وقت
کرکے پڑہا کرتے تھے - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے - کہ کبھی کسی وقت کوئی دربان یا کوتوال آپ کے باہر
قلعہ کے اندر واپس آنے سے آگاہ نہین ہوا - اسی اثنا مین خدائی عنایت آپ کو ہم جلسون کی غلامی
دا پرستی کے شہرستان مین موکشان لے گئی - دنیاوی دولتمندون کی ہم نشینی سے جو نشاط ہوتا تھا -
لگیر ہو گئے - اور گوشہ گزینی کا تکدر آپ کے دل پر سیر باغ کی بہار دینے لگا - وجدانی کمالات تحصیل
ن حاصل ہوئی - طلسمات وکہانے والے نفس کے ساتھہ بہت سی لڑائیان کرنے کے بعد - ملک معنی
نے لگے - کہتے ہین - ایک روز مراقبہ مین سر جہکا رکہا تھا - اُس وقت یہ آواز آپ کے کان مین آئی کہ
برقع رکہو - آپنے جواب دیا - برادران زمانہ سے دوکانداری کی تہمت سننے کی طاقت مجھہ مین نہین ہے
آواز آئی - کہ اگر برقع رکہنا منظور نہین ہے - تو گردن ٹوٹنے کی تکلیف گوارا کرو - مینے عرض کیا - مجکو پہلی
ہے - اُسی وقت مہرہ گردن کی ایک ہڈی اپنی ترتیب سے ہٹ کر اُبھر آئی - اور سر سینہ پر جا پڑا -
دیکہنے کی ضرورت ہوتی تہی - تو آپ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھہ رکہکر سر اُٹہایا کرتے تھے - تب کہین - اُس چیز
تھے - اخیر دم تک یہی حالت رہی - جب آپ کی زندگی کا سامان - اُس جہان کو روانہ ہوگیا - تو آپکے
یعقوب نے درویشی کے چہرہ پر سپاہیانہ وضع کا پردہ بدستور قایم رکہا - اور اُسی روش کی نقاب
ن طریقت کی طرح بیان تک کوشش کی - کہ واجب اور ممکن کی شناخت مین اپنا رتبہ اولیاء اللہ
ہ کی برابر کردیا - شیخ یعقوب کے بعد - ان کے بیٹے **شیخ عبد اللہ** نے جو شیخ یوسف کے باپ تھے
ری مین بہت کچھہ تحصیل علم کی - کہتے ہین - ہمیشہ بیان کیا کرتے تھے - چونکہ سپہ گری - گوشہ نشینی کے
نہین ہے - جہان پیمائی کے ساتھہ تعلق رکہتی ہے - اسواسطے میرے اُستاد نسو شخصون سے
ہون گے - جس وقت مین ہمّت کرکے تحصیل علم مین استحکام کے ساتھہ مشغول ہوا - اور عالم جوانی
- تو لوگون کی خدمت گزاری مجکو تلخ معلوم ہونے لگی - ناچار طریقہ سپہ گری چہوڑ کر گوشہ خاموشی مین بیٹھ
ن دم تک کسی غلام اور کسی آقا کے سامنے حاجتمندانہ آرزو پیش نہین کی - اور متعلقین کے

نے پینے کا صرفہ کتابت کی مزدوری سے پہونچتا رہا۔ تاریخ چھٹی شوال ہجری سنہ نو سو تینتالیس کو صحراے
مدت کی طرف چلے گئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد ملک چاندوال میان جموجی

آپ کی زاد بوم احمدآباد ہے۔ تن شریعت کا مظہر۔ دل طریقت کا منبع۔ جان حقیقت کا آئینہ۔ اور سر
رفت کا معدن تھا۔ آپنے وطن سے سفر حجاز کے لئے کوچ کیا تھا۔ مکہ معظمہ کی خاک آپ کی دامنگیر ہوئی
مقصہ۔ جس رات آپنے جہان فانی کو رخصت کیا ہے۔ اُسی رات۔ احمدآباد کے اندر ایک اور شخص بہی
تھا۔ جو ستم اور آزار رسانی کے ساتھہ بدنام تھا۔ چند روز بعد بزرگان شہر مین سے ایک شخص نے اُس ستمگار
م آزار کو مرفہ الحال۔ اور مثل مغفورون کے خواب مین دیکھا متحیر ہو کر سبب دریافت کیا تو جواب ملا۔ جس رات
زین نافرجام بندہ کے واسطے فرمان طلب پہونچا تھا۔ اتفاق سے وہی رات ملک چاند قدس سرہ
ے آخرین سفر کی رات تھی۔ عالمان علوی کو حکم ملا۔ کہ جس کسی کو آج کی رات مین واپسین سفر پیش آوے۔ وہ خواہ
ن بردار ہو یا نافرمان۔ اُس ناشائستہ فعال کے اعمال نامہ پر۔ اس مقبول بارگاہ کے طفیل مین بخشش کے
سے خط نسخ کھینچ دو۔ اس مین شک نہین۔ اس تاریخ کے مرنے والون کو اس سے بہتر نجات کا کوئی
یعہ نہین تھا۔

سلسلہ تقریب کے سلسلہ مین ایک اور گزرا ہوا واقعہ حوالہ قلم کرتا ہون۔ ایک روز سلطان محمود بزرگ
راتی نے بیان کیا۔ ایک شخص داور الملک ہماری فوج مین تھا۔ ایک لڑائی مین وہ شہید ہو گیا۔ بہت سے
ی اسی طرح دنیا سے چلے جاتے ہین۔ لیکن اہل جہان کی توجہ اور رجوعات چارون طرف سے جس قدر
ور الملک کے مزار کی طرف ہے۔ اس قدر کسی شہید کے مزار کی طرف نہین ہے۔ اس کی وجہ سمجھہ مین نہین
اتی تھی۔ بالآخر سوچتے سوچتے یہ بات خیال مین آئی۔ کہ جس طرح مبارک ساعت مین پیدا ہونا۔ بچہ کے حق
ن روزافزون سعادت کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح ساعت سعید مین مرنا بھی آخرین سفر کے مسافر کو مفید
نیجہ بخشتا ہے۔

یہان پر راقم کی خاطر ناتر مین یہ بات آئی۔ کہ ساعت سعید ہونے کے اسباب کو اس بات پر منحصر نہین
سمجھنا چاہیے۔ کہ زائچہ کسی طالع کا اچھا تھا۔ یا کواکب کسی مقام کے خوب تھے۔ ممکن ہے۔ کہ کسی بزرگ کا آنا کسی
نفس کے جانے کے ساتھہ۔ یا کسی سعادتمند کا جانا کسی شخص کے آنے کے ساتھہ موافق آکر نتیجہ سعادت پیدا کرے

اور اس عالی رتبہ شخص کی برکت سے طفیلی کو بھی اصل کی شائستگی کا اثر پہونچے۔

مصرع با در فیقم چو او در سفر واپسین۔

یاد شیخ سلیمان ابن عفان حاجی

آپ کی زاد بوم دہلی مین ہے۔ آپ کے آباد اجداد سلطان ابراہیم ادہم کو پہونچتے ہین قدس سرہم آپ شیخ محمد عیسیٰ چشتی جونپوری کے مرید ہین۔ خلع لبس کی قوت آپ کو خوب حاصل تھی۔ ظاہر اور باطن کے مالک تھے۔ نقل روح کا شغل اور ذکر قربان جانتے تھے۔ پچاس سال برابر مسجد اقصیٰ اور بیت الحرام مین اعتکاف کرکے گزارے تھے۔ بڑے بڑے قاریون سے علم تجوید۔ بلکہ معاملہ مین حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام سے اور نیز سرچشمہ ولایت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت سے علم قراۃ یاد کیا تھا۔ تمام مشائخ زمانہ نے جیسے شیخ عبد القدوس حنفی۔ اور شیخ جلال چشتی ہین۔ آپ کی تعلیم سے قراۃ کی تصحیح کی ہے۔ اپنے ضرورت کے لائق علوم متداولہ تحصیل کر لئے تھے۔ تمام مشہور خانوادون کے پیرون سے خرقہ خلافت ملا تھا آپ جناب خضر علیہ السلام کی ملازمت مین بھی پہونچے تھے اور ہر ایک کی روش پر۔ اس کثرت سے ریاضت کی تھی۔ کہ ولایت کی جھلک آپ کے افعال سے ظاہر ہوتی تھی۔ ایک بزرگ کا بیان ہے۔ کہ مشائخ کبرویہ مین سے ایک صاحب فرماتے تھے۔ مین ہجری سنہ نوسو چھتیس ہین۔ خداوند تاج بدخشان میرزا سلیمان شاہ ابن میرزا خان کے ہم رکاب شیخ سلیمان کی ملازمت مین پہونچا۔ ایسی رازداری کی باتین ہوئین۔ کہ کان سے لیکر دل تک بلکہ تمام جسم معرفت کے جواہرات سے پُر ہوگیا۔ جب نوبت کلام اپنے گزرے ہوئے واقعات بیان کرنے کو پہونچی۔ تو فرمایا۔

ہجری سنہ آٹھ سو ایک مین صاحب قرانی امیر تیمور گورکانی نے دہلی فتح کی تھی۔ اُس وقت تمام باشندگان شہر ایک سمت کو جلاوطن ہوئے۔ ہم مالوہ کی طرف چلے آئے۔ اور مندو (مانڈو) مین قیام کیا۔ اس سبب سے ہم کو لوگ مندووا کہتے ہین۔ مندو سے گردش زمانہ ہم کو گجرات کی طرف کھینچ کر لے گئی۔ بالآخر وہان سے حسب فرمان تقدیر ملک عرب کی طرف سفر کا اتفاق ہوا۔ ملک عرب سے پچاس برس بعد ہند کو معاودت ہوئی۔ آہستہ آہستہ اپنی زاد بوم کا رخ کیا۔ مگر آج تک اس گرامی مکان کی دلدل مین آب و دانہ نے پاؤن چند سال رکھا ہے۔

اس بیان سے سمجھا گیا۔ کہ آپ کی عمر ڈیڑھ سو برس سے زیادہ تھی۔ اور بعض لوگوں کے نزدیک چار سو برس کی عمر ہے۔ بعض لوگ اسی بنیاد پر آپ کی بوا رضا حاجی رتن کی عمر کی مسند پر بیٹھا ہوا سمجھتے ہین۔ کہتے ہین۔ ہجری سنہ نو سو بیتالیس مین جسم کی پرانی سرا سے روح کی نشاط آباد کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی قبر جہان قطب الاولیا قدس سرہ کا مرقد مبارک ہے۔ اُسی ہمسایہ مین حوض شمسی کے آس پاس بزرگان مسافر و مقیم کی زیارت گاہ بنی ہوئی ہے آپ کے دو بیٹے تھے۔ شیخ داؤد اور شیخ محمود اولین صاحبزادہ کو ظاہری علم کامل طور پر حاصل تھا۔ انہون نے عالم شباب مین ہی دنیا سے سفر کیا۔ پچھلے صاحبزادہ پدر بزرگوار کے سجادہ نشین تھے۔ اب اُن کے ایک بیٹے ہین شیخ کمال نام۔ جو ظاہری اور باطنی دونون کمالات سے آراستہ ہین۔ آغاز جوانی مین گوشہ نشینی کی عادت تھی۔ چند روز ہوئے۔ کہ ناچاری سپاہیانہ طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ لیکن با اینہمہ اندرونی صفائی۔ اور ایثار کی ہمت بدستور اپنی جگہ قایم ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ[۱]

مصرع بیرون نشد ز دائرہ بندگی قدم

یاد شیخ احمد مدنی

ایک موضع نانوتہ ہے میان دوآب۔ وہان آپ گوشہ گزین تھے۔ شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کے خاص خلیفہ ہین آپ کو جذبہ و سلوک دونون مرتبے تھے۔ مشہور سلسلون کے طریقون پر قدم استحکام کے ساتھ جما ہوا تھا۔ اپنے پیر کو خضر علیہ السلام کی طرح زندہ سمجھتے تھے۔ ہمیشہ اپنے رازدارون سے کہا کرتے تھے۔ اگرچہ ہمارے شیخ کا عنصری بدن خاک مین چھپا دیا گیا ہے۔ لیکن خلاصہ (روح) مثالی بدن مین اُسی حالت زندگی کی طرح۔ طالبون کا رہنما ہے۔ **مصرع** دل زندہ کن کہ مردن تن شادی آورد۔

یاد شیخ نصیر الدین منڈونی

آپ کی شہرت کیمیاگری کے ساتھ ہے۔ شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کے خلیفہ ہین کیمیا بنانے مین اس صنعت کے جاننے والون سے پیش قدم تھے۔ بہت طرح کی اکسیرین بنانا جانتے تھے۔ اور بناتے تھے۔ جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ اس فن مین اپنے تئین آپکا شاگرد سمجھتا تھا۔ شیخ فرماتے تھے۔ ایک روز ایک بوڑھا بیمار ایک بیابان مین مجکو ملا۔ مین اپنے گھر لے آیا اور اُس کے علاج مین اپنے مقدور بھر کوشش کی۔ اللہ تعالی نے شفا بخشی۔ یہ ہنر مینے اُس سے حاصل کیا ہے۔ بعض کا کہنا یہ ہے۔ کہ وہ بیمار جناب خضر علیہ السلام تھے۔ کہتے ہین علم کیمیا

---

[۱] ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے۔ (اے بندے) تجھ کو کوئی فائدہ پہونچے۔ تو (سمجھ کہ) اللہ کی طرف سے ہے ۱۲۔

آسمانی علم ہے - توریت مین تھا جناب موسیٰ علیہ السلام ہی جانتے تھے - قارون نے آپ سے ہی سیکھ کر عمل اکسیر کے ذریعہ سے کئی گھر خزانہ کے جمع کر لئے تھے - مصرع کیمیائے ست قناعت کہ نظر پر زر از وست -

یاد شیخ امین الدین

آپ بڑے پرہیزگار عالم تھے - سماع سے باز رکھنے - اور بدعت کے توڑنے مین ہزار ہا آدمیون کی برابر طاقت کام مین لاتے تھے - اور سماع و سرود کی ممانعت اور حرمت کے بارہ مین بہت سی روایات فراہم کر رکھی تھین جن کو وہ بیان کیا کرتے تھے - جب آپ سلطان سکندر لودہی کی مجلس مین پہونچے - تو سلطان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا - کہ سرود سماع کی رسم دہلی سے قطعی موقوف ہوجاوے - سلطان نے فرمایا - آپ ایک دفعہ شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کی ملازمت مین جاکر اپنی روایتین بیان کرین - اور اُن کو سماع سے توبہ کرائین - پھر بلا کوشش کے شہر سے یہ طریقہ موقوف ہوجاوے گا - جب آپ شیخ کی خدمت مین پہونچے مجلس سماع گرم تھی - آپ بھی درویشون کے نعرہ کی تاثیر سے بیہوش ہو گئے اور ہاتھ ٹپکنے لگے - جب افاقہ ہوا - تو شیخ کے مرید ہوئے - اور باطنی حالات غالب آگئے - تو ظاہری آئین سے خود بخود فروگذاشت ہو گئی - ایک روز ارادہ کرلیا - کہ کتب خانہ مین آگ لگادی جاوے - پیر نے فرمایا [۱]الحق فی الکتاب والاسلام فی الدفاتر اگر یہ اوراق نہ ہونگے تو نہ ولایت ظہور پذیر ہوگی - اور نہ نبوت کا جلوہ ہوگا [۲]نعوذ باللہ من ان نکون من الجاھلین -

مصرع دانش آمد مایہ بخش دین و دولت مرد را

یاد شیخ حسین

آپ ملتان سے خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے واسطے اجمیر مین آئے تھے - یہان پر آپ نے صرف ایک حجرہ کے اندر - اپنے جسم کے گھلانے - اور جان کی پرورش کرنے مین بارہ سال گذار دئے - فرمانروا مالوہ خان جہان کے بیٹے - سلطان محمود کو آپ کے اجمیر مین ہونے سے آگاہی ہوئی - تو چشت خان کو بھیجکر منڈو (مانڈو) مین تشریف لانے کے لئے التماس کیا - جب آپ تشریف لائے - تو محمود کو صرف ایک دفعہ اتفاق دیدار پیش آیا - پھر اس کے بعد اُس کا عہد پورا ایک برس بھی نہین رہا - کہ اُس کے بیٹے غیاث الدین کی نوبت آئی - اور غیاث الدین کے نام سے کوس سلطنت بجنے لگا - سلطان غیاث الدین نے ایک روز چشت خان سے دریافت کیا - کہ شیخ کے رہنے سہنے کی کیا کیفیت ہے - اور کس طرح گذرتی ہے چشت خان

---

[۱] حق کتابون مین ہے - اور اسلام دفترون مین ۱۲ [۲] ہم اللہ ہی سے پناہ مانگتے ہین اس امر کی کہ نادانون کی باتین کرین ۱۲

نے جواب مین مضمون شکرگزاری عرض کیا - اور شیخ کی لاعلمی مین شیخ کی طرف سے پتھر کی ایک تسبیح سلطان
کے روبرو پیش کی - سلطان وقت نے کچھہ مال حیثیت خان کے ہاتہہ بہیجا - آپنے اس مال مین سے کچھہ تو لانے
والہ کو دیا - اور جو باقی رہا تہا - وہ حاجتمندون کو تقسیم کردیا - دوسری بار بہ سلطان نے درمیانی شخص سے پوچہا
کہ آپکے کہانے پینے کے اسباب کیا اور کہان سے ہین - عرض کیا گیا - روزی تو آسمانی ہے - اور اسباب نامعلوم
کیونکہ سلطان محمود تو عزم بہشت جلدی سے فرماگئے - اور سلطان وقت نے آج تک شیخ کے حجرہ مین قدم رکہہ نہین
فرمایا ہے جب سلطان کو یہ حال معلوم ہوا - تو آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا - دیدار سے نور باطنی حاصل کیا
اور دو آباد گانون آپ کے فرزندون کے نام سے لکھکر سپرد کردئے -

کہتے ہین - نصیرالدین کے بیٹے شہاب الدین نے بہت سی فوج فراہم کرکے - اپنے باپ سے لڑائی شروع
کردی تہی - نصیرالدین اپنی فوج کی کمی سے اور بیٹے کی مخالفت سے دور دراز فکر مین تہا - اور ہمیشہ یہ راگ گایا کرتا تہا
گزشتہ زمانہ مین دل کی چھپی ہوئی بات پہچاننے والے درویش بہت تہے - جب آسمان کسی کے ساتہہ کج ادائی کرتا تہا
تو وہ بیچارہ درویشون سے استمداد کرکے اپنے نیک و بد کے انجام پر خبر پالیتا تہا - لیکن آج کل ایسے روشن ضمیر لوگ
نہایت ہی نایاب ہین - یہ سنکر شمشیر خان نے جو شیخ کے عرفان اور وجدان سے باخبر تہا - عرض کیا - کہ اگر سلطان
شیخ حسین کی گرامی صحبت مین پہونچ جاوین - تو غالبًا یہ شکایت جو سلطان کو ہے - شکر و سپاس کے ساتہہ
تبدیل ہو جاویگی -

القصہ سلطان دہی کا پیالا ہاتہہ مین لیکر دیہات کے شحنون کی طرح شیخ کی مجلس مین حاضر ہوا - آپ
اندرونی راز سمجہہ گئے - اور آیہ کریمہ كَمْ مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ؕ[1]
پڑہکر فتح یابی کی خوشخبری سنائی - چنانچہ اسی آسمانی خوشخبری کے بموجب ظہور بہی ہوا - چند روز بعد نصیرالدین جہان
فانی سے رخصت ہوا - اور زمانہ نے ہاتہہ پکڑکر محمود کو شاہی تخت پر بٹہایا - سلطان محمود بہی شیخ کی خدمت گذاری مین باپ کی
طرح کہڑا رہا - یہان تک کہ اُس کا عہد پورا ہوا - کہتے ہین سلطان جب مالوہ سے گجرات کو بہاگا - اور جنت آشیانی ہمایون شاہ تعاقب سے آپہونچا
جب ہمایون شاہ نے قلعہ منڈو (مانڈو) فتح کرلیا - تو شیخ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا - شیخ نے شاہی
ابریق (چہاگل) طلا اور جواہرات مین ملمع کی ہوئی دیکہی - تو آبدار کے ہاتہہ سے لیکر اُس سے طلا جدا کیا - اور کہا - کہ ایسے
متقی بادشاہ کے واسطے آبخورہ شرع چاہیئے - ملا محمد فرغلی عذرخواہی کے واسطے اُٹہے اور جب حکم شاہنشاہی
ابریق شیخ کے سامنے نذر کی - شیخ نے کمال آزادی سے اس کے دام کرکے - حاجتمندون کو تقسیم کردیے

[1] اکثر اسیطرح سے تہوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ۱۲

دوسرے روز علی الصباح جنت آشیانی اور میر فرغلی - امتحانی مضمون دل مین قرار دیکر شیخ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوئے شیخ کو ہرایک کے اندرونی قرارداد پر علم ہوگیا - اتفاقاً آدھی رات کے وقت شاہ تاجو مجذوب نے اپنے بیٹے قطب الدین بکاری کے ہاتھ دو سیخ کباب - شیخ کے واسطے بھیجے تھے - اُن کبابون مین سے شیخ نے تین بوٹیان اُٹھا کر میر فرغلی کو کھانے کے واسطے دین چنانچہ واقعہ کا ظہور ضمیر کے موافق ہوا - اس کے بعد شیخ نے جنت آشیانی سے فرمایا - کہ درویشون کو بازیگرون کی مثل قرار دینا - آئین دوستی کے خلاف ہے - اگرچہ آم اس غیر فصل مین پیدا ہوسکتا ہے - لیکن قابل پسند نہین ہوتا -

آپ بارہون مہینے نماز طہارت کبریٰ (غسل) کے ساتھ پڑھا کرتے تھے - ایک روز غسل کے ارادہ پر باہر گئے تھے - چورون کی ایک جماعت ملی - وہ جماعت آپ کو تونگر سمجھکر اپنی مخفی جگہہ مین لے گئی - اور پاؤن مین زنجیر ڈالکر ایک دروازہ کے گوشہ مین بٹھا دیا - آپنے فرمایا گرفتار دل والون کی پابندی زنجیر سے ہوتی ہے اور جو لوگ آزاد ہین - اُن کو پابند صرف محبت کر سکتی ہے - سارقون نے اس بات کو باد ہوائی سے زیادہ وقعت نہین دی - اور زنجیر پر بھروسہ کرکے - ہرایک اپنے کام مین لگ گیا - شیخ اُس جگہہ سے ایک پلک مارنے مین سلیمانی رفتار سے اپنے حجرہ کے اندر چلے آئے - کہتے ہین شیخ کی عمر ایک سو انیس سال کی تھی - خوابگاہ لرار مین ہے - یہ ایک دیہ ہے - منڈو (مانڈو) سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہجری سنہ نوسو پینتالیس مین دنیا کے عدم آباد سے عقبیٰ کے شہرستان کو رحلت فرمائی مصرع آفرین خدائے بروے باد -

یاد شیخ علاء الدین دہلوی

آپ شیخ نور الدین المعروف بہ فیل مست کے بیٹے - اور گنجشکر کی نسل سے ہین - قدس اسرارہم اپنے دادا شیخ تاج الدین محمد ابن شیخ عبدالصمد ابن شیخ منور اجودھنی کے مرید تھے شیخ منور اجودھنی کو اہل زمانہ گنجشکر - اور شیخ فرید ثانی کہا کرتے تھے - اور با اعتقاد مریدون کے خواب مین حضرت گنجشکر - شیخ منور اجودھنی کی شکل مین نظر آیا کرتے تھے - صاحب کشف عیسیٰ خان کہتے ہین - جب میرے سلوک کا آغاز تھا - تومین اس ارادہ پر کہ مجکو کلاہ خلافت خواجہ قطب الاولیا سے مل جاوے - خواجہ قطب الاولیا کے روضہ پر معتکف ہوا - خواجہ قطب الاولیا نے مراقبہ مین مجکو شیخ علاء الدین کی خدمت مین حاضر ہونے کی ہدایت فرمائی - مینے گستاخی کی خواہش مرکو قبول نہین کیا - اسی طرح چند بار مینے اعتکاف کیا - اور چند بار یہی اشارہ ہوا - بالآخر میرے کان مین آواز آئی کہ "علاء الدین قطب الدین ہین" ناچار مجبور رہا - اور بے تامل آپ کے پاس حاضر

مسکراتے ہوئے کلاہ میرے سر پر رکھی۔ اور فرمایا "یہ کلاہ قطب للاولیائی طرف سے ہی ہے۔ خوش وقت رہو"۔
سندرھوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو سینتالیس مین فرمان وصال صادر ہوا۔ خوابگاہ قلعہ دہلی۔

مصرع کلاہ عفو توجو یدسر برہنۂ من۔

یاد شیخ علاء الدین ابن شیخ بدر الدین سلیمان

آپ کے پدر بزرگوار حضرت گنجشکر کے فرزند ہین۔ قدس سرہم کہتے ہین۔ آپکے نفس ناطقہ کا کالبد کے ساتھ پیوند ہجری سنہ آٹھ سو ہتر مین ہوا تھا۔ زمانہ طفلی سے ہی۔ ولی ہونے کے آثار۔ آپ کی پیشانی سے عیان تھے جب آپ کا دل وحدت کی روشنی سے منور ہوا۔ تو ساٹھ برس تک آپنے ہدایت فرمائی۔ چونکہ آپ کی ذات مین بخشش اور بخشایش کی صفت کمال درجہ تھی اسواسطے لوگ آپ کو علاء الدین جوانمرد کہا کرتے تھے ہجری سنہ نوسو اڑتالیس مین دامن ہستی گرد علائق سے جھاڑ دیا۔ اور کوچ فرما گئے۔ اجودھن مین اپنے جد بزرگوار کے حظیرہ مین دفن کئے گئے۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔ جن سے چاند سورج کی طرح۔ نسب وحسب کا زمین وآسمان منور تھا۔ ملک اور واجب مین انہین دونون صاحبزادون کے خاص روش سے انتظام تھا۔ **القصہ**۔ سلطان محمد تغلق نے بہت سی تدبیرات کرکے دونون صاحبزادون کو اپنے سے مانوس کیا بڑے صاحبزادہ شیخ معز الدین کو معز الملکی کا خطاب دیکر ملکی اور مالی کاروبار اُن سے لیا اور بالآخر اُن کو صوبہ گجرات کا حاکم بنایا۔ ان کی ہستی کی کشتی اسی جگہہ دریاے نیستی مین غرق ہوئی۔ دوسرے شیخ علم الدین تھے اِن کو شیخ الاسلامی کا منصب دیا۔ شیخ علم الدین دنیا اور عقبی دونون جہان کا کام بنانے مین مصروف رہتے تھے۔ ان سے بہت سے لوگون کو فیض پہونچا تھا۔ **مصرع** ساغ اسرار او پُر از مے توحید باد۔

یاد شیخ عبد الرزاق جھنجھانوی

آپ خانوادہ قادریہ کے سرآورون مین سے ہین۔ پیر مشائخ حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی خدمت کی تھی۔ اور خدمت سے فائدہ بھی اُٹھایا تھا۔ لیکن دوام مشاہدہ کے مقام پر شیخ شاہ محمد حسن قادری کی ملازمت سے پہونچے تھے۔ اور محمدی ہدایت کے طریقہ پر ہمت کے ساتھ قدم رکھکر دانش وبنیش حاصل کی تھی آغاز سے انجام تک جسم کے گھلانے۔ اور روحانی جوہر کے بڑھانے مین مصروف رہے۔ آخرکار یہ نتیجہ ہوا۔ کہ عالم ارواح کے چلنے پھرنے والون مین شامل ہوگئے۔ اور ہمیشہ نافرمان نفس کے ساتھ لڑائی لڑکر بالآخر فتح پائی۔ آپ ہمیشہ ارزومندان کے ساتھ مروت سے پیش آیا کرتے تھے۔ اور ناتوانون کی خدمت کیا کرتے تھے۔ رسمی علم کی تحصیل کمال کے درجہ کو پہونچائی

تھی - یہان تک کہ سخن گوئی کا ملکہ حاصل تھا - کلام پسندیدہ ہوتا تھا - سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے
مکتوبات پر ایک عمدہ شرح - اور سنجیدہ اور مفید حاشئے لکھے ہین - ہجری سنہ نوسو انچاس مین عالم دنیا سے
رحلت فرمائی - اکثر سرکار دہلی کے بڑے بڑے لوگ آپ سے حسن عقیدت رکھتے ہین - منجملہ اِن کے یہ اصحاب ہوے ہین
شیخ احمد مفتی اسفیدونی - شیخ حسین پانی پتی - شیخ عمر سوانی - میر سید علی لودیانی - اور یہ چار شخص - شیخ احمد - شیخ معین الدین
شیخ طیب اور شیخ صابر - قصبات میان دوآب کے باشندہ ہین - شیخ یوسف دہلوی جنہون نے اپنے پیر کے کلام
کو فراہم کرکے - ایک مفید جلد بنائی تھی - شیخ حاجی جو شیخ یوسف کے پیرزادہ تھے - اور شیخ چاند مجذوب جو ہفتہ ہفتہ
بھر روزہ رکھتے تھے - یہ اصحاب جس قدر شمار کرائے گئے ہین - سب کے سب طریقہ ولایت کے رازدار - اسرار
طریقت کے مشکل کشا - خداشناسی کی انجمن کو رونق دینے والے - اور طالبان ہدایت کے رہنما تھے - قدس اللہ
تعالیٰ اسرارہم - مصرع رہنمایان جہان را سند عالی بود -

پادشاہ تاجو ابن شیخ کمال قدس سرہ

آپ قریشی النسل ہین - آپ کے پدر بزرگوار ملک عرب سے آکر ہند کی سیر سے عبرت حاصل کرتے پھرتے تھے
اتفاقاً - قلعہ رنتھنبور[۱] کے آس پاس کدخدا ہوئے - ہجری سنہ آٹھ سو چھیاسی مین شاہ تاجو کی روحانی صورت
شکم والدہ سے باہر آئی - اور اُس کے واسطے پشت زمین گہوارہ تھی - جب آپ کی عمر پانچ برس کی ہوئی -
تو یتیم ہوگئے - اور آپ کی مان نے آپ کی دیوانگی مادرزاد سمجھکر خبرگیری چھوڑدی - سونے کی جگہہ اور کھانے پینے
کے انتظام مین دوسری ہی شکل پیدا ہوگئی - آپ ایک دم بشیشہ فروشون کی ہمراہی مین - تن تنہا منڈو
رمانڈو) مین چلے آئے - یہان پر چند روز بعد وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے مکتب مین تقدیری تختی یاد
کی - اور آپ کے سینہ پر خدائی علم تحریر ہوگیا - سلطان وقت ناصرالدین خلجی تھا - اُسنے آپ کی خدمت اپنے
ذمہ لے لی تھی - ایک روز تنہائی کے متعلق ذری سی شکایت آپ کی زبان پر آئی - اس کا انتظام سلطان نے
اس طرح کیا - کہ ایک ضعیفہ تھی جو حرم سلطانی مین پردہ نشینون کو شرعی یجوز و لایجوز تعلیم کیا کرتی تھی - اُس
ضعیفہ کی ایک حسین وجمیل لڑکی تھی - راحتہ الحیات نام تھا - سلطان نے اُس لڑکی کے ساتھہ آپ کا
عقد کردیا - شادی کے مراسم - عروسی لوازم - اور خانہ داری کے سازوسامان کا کافی طور پر انتظام کردیا گیا -
اسی اثنا مین سلطان ناصرالدین خلجی کا زمانہ حیات پورا ہوا - اور ابغربان روائی کی نوبت سلطان ناصرالدین

[۱] آگرہ اور جیپور کے درمیان مین ایک قصبہ ہے ۱۲

کے بیٹے - سلطان محمود کو پہونچی - پیکر پرستون کی ایک جماعت تہی - جس کا مذہب راجپوتون کا سا تہا - یہ لوگ پوربیہ کرکے مشہور تہے - اِس جماعت نے سلطان کو قید کیا - اور خلجی حرم نشینون مین عام پراگندگی پیدا ہونی شروع ہوئی - اسی اثنا مین کہ دسوین صدی کا آغاز تہا - راحت الحیات کے بطن سے اس ازلی مجذوب کے گہر مہمان نو کی آمد ہوئی **قطب الدین بہکاری** نام رکہا - اِس کے بعد راحت الحیات کو مرض الموت ہوا - کہ وہ مرگئی - اور باپ چونکہ **فنافی اللہ** کے دریا مین غرق تہے - ہوش مین آکر بیٹے کی پرورش نہین کرسکتے تہے - دربانانِ شہر آپ کے ہمسایہ تہے - کارکنان قضا و قدر نے قطب الدین بہکاری کی تربیت - اُن کے محلہ پر لکہدی - جب زمانہ ہوش آیا - تو خدمت والدین مشغول ہوئے - باپ کے خرق عادات - اہل زمانہ کے نزدیک شمار سے زیادہ ہین - ہجری سنہ نوسو پچاس تہا - کہ شاہ تاجو اپنے عنصری لباس سے جو عاریتہً تہا نکل کر شیخ بہکاری کو اپنا جانشین چہوڑ گئے -

شیخ بہکاری - اپنے حسنِ خدمات اور باپ کی موثر دعاؤن کی بدولت - صاحب ولایت ہوئے آپ کا خلیلی دسترخوان مہمانون کے آنے سے کبہی کسی وقت ایک طلوع سے دوسرے طلوع تک تہ ہوتا ہی نہین تہا - تونگرون کو اور درویشون کو یکسان طرح طرح کے کہانے کہلائے جاتے تہے - اور کہانا چننے کے اندر شاہ اور گدا کے درمیان کچہہ فرق نہین کیا جاتا تہا - بعض لوگ جو اصلی حقیقت سے ناواقف ہین ایسا کہتے ہین کہ شاہ تاجو **قدس سرہٗ** شیشہ فروش کے لڑکے ہین - مجذوب اور حضور تہے - اِن کے کوئی لڑکا نہین ہے - شیخ بہکاری دربان کے لڑکے ہین - جو خوش قسمتی سے ایسے بزرگ کی خدمت مین پہونچکر عالی مرتبہ ہوگئے - یہ کہنا صرف گمان ہے - جو راستی اور درستی سے بعید ہے - **قطعہ**

شیخ بہکاری کہ جہان را یکے ست
نہصد و دو [۹۰۲] آمد و رفت از جہان

نیست درین عصر پیے ہم چو او
سوئے ارم نہصد و ہفتاد و دو [۹۷۲]

شیخ بہکاری نے پانچ لڑکے یادگار چہوڑے - سب سے بڑے **شیخ سعدی** تہے - جن کا ظاہر اور باطن سیدہے اور سچے لوگون کی طرح سنجیدہ افعال کے ساتہ آراستہ تہا - باپ کی خلافت کا خرقہ زیب بدن کیا تہا - چند روز بزرگوار آبا و اجداد کے طریقہ پر اپنا سلسلۂ رفتار رکہا - بعدہ ہجری سنہ نوسو چہیاسی مین معنوی ملک کا عزم فرمایا -

دوسرے لڑکے **شیخ کمال** تہے جنہون نے دل کی سلامتی و شکستگی کے ساتہ جمع کی تہی -

اور مولیٰ کے دیدار کا شوق کمال درجہ رکھتے تھے۔ اُنھون نے ہجری سنہ ایک ہزار نو مین عاریتی سراے چھوڑی۔ جو تھے لڑکے **شیخ جمال** تھے۔ جو اصحاب حضور آلہی مین باریاب ہین۔ وہ آپ کو نظر قبول سے دیکھا کرتے تھے خاصتہً شہسوار میدان وحدت و حقیقت شیخ ضیاء اللہ ابن شیخ محمد غوث **قدس سرھما** سے پیراہن خلافت آپنے ہجری سنہ نو سو پچاسی مین زیب بدن کیا تھا۔ اور سالک شاہراہ تجرید و تفرید شیخ محمود ابن شیخ جلال شطاری عشقی کی ملازمت مین چند سال رہکر خدمت کی بدولت فیض پایا تھا۔ اور اجازت نامہ لیا تھا۔ **راقم گلزار** کے بُزرگانے یک دل دوستون مین آزاد مزاج کشادہ پیشانی۔ خلوت پسند۔ اور تپاک سے ملنے والا۔ آپ کے مانند کوئی نہین تھا۔ ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے مین آپ نے رحلت فرمائی۔ ایک لڑکا دوازدہ سالہ چھوڑا ہے **شیخ شریف** نام ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اُس کو شرف کمالات عطا فرماوے۔

یاد سید نظام منڈوی

آپ سید شرف کے فرزند ہین۔ جو سید غیاث کے بیٹے تھے۔ اور سید غیاث۔ سید محمد گیسو دراز کے پوتون مین سے ہین آپ جسم کو گھلاتے۔ اور روح کی پرورش کرتے تھے۔ اور نفس پر فتحیاب تھے۔ کہتے ہین۔ آپکے پدر بزرگوار بہ ترک سکونت گلبرگہ دکن سے سلطان غیاث الدین خلجی کے عہد مین مالوہ کی طرف آئے تھے اور قیام کے واسطے یہ مقام پسند کیا تھا۔ جب سید شرف نے عالم علوی کو کوچ فرمایا۔ تو اُس وقت سید نظام چھوٹے تھے۔ جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ تو شیخ برہان چشتی کے مرید ہوئے۔ وجہ معاش پیشہ بیلداری سے بہم پہونچاتے تھے۔ ایک روز زر نقد سے بھرا ہوا ایک برتن۔ ایک دیوار کی جڑ مین سے نکلا۔ آپنے اُس کو مٹی مین چھپا کر گھر کے مالک کو آواز دی۔ کہ مال زمین مین دبا ہوا ہے۔ اُٹھائے جائیے۔ تاکہ کھدائی کا کام جاری کیا جاوے۔ مالک مکان نے جواب دیا۔ جو شے نکلی ہے۔ اُس کا مستحق نکالنے والا ہی ہے۔ کیونکہ اُسی کی تقدیر سے اور اُسی کی سعی بازو سے نکلی ہے۔ ایک گھنٹہ بھر اسی طریق سے باہم گفت و گو رہی۔ آخرکار جب سید نے اس کشاکش سے نجات پائی تو اس اندیشہ سے۔ کہ مبادا آیندہ پھر ایسا ہی موقع پیش آوے۔ حرص کو حرکت۔ اور دل کو میلان ہو۔ اور ہاتھ اُس کی طرف بڑھے۔ اس پیشہ سے ہی درگذر کی۔ اور اس کے بعد ایندھن اور آٹا بیچنے کو اپنی قوت بہم پہونچانے کا ذریعہ بنایا۔

اس عرصہ مین ایک رہنما بزرگ آپ کے پاس آ پہونچے۔ کئی سیر آٹا لیا۔ اور اُسی ایندھن سے جو دوکان مین تھا روٹی پکاکر صرف اپنی ایک چاشت کی خوراک بنائی۔ آپ کو ذکر قربان کا طریقہ یاد کرایا۔ اور فرمایا۔ زاہدان خشک کی

رفتار چھوڑدو اور عاشقان عارف کے خوان کی چاشنی چکھو- کہتے ہین- اِس ذکر کی مشق آپنے یہان تک بڑہائی-
کہ شغل کرتے وقت بدن کے اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جایا کرتے تھے اور جب آپ فارغ ہوتے تھے- تو وہ
اعضا پہر مل جاتے تھے-

سلطان بہادر گجراتی نے جب منڈو (مانڈو) کو فتح کیا تھا- تو سید کی ملازمت مین بھی گیا تھا- اور نذر مین
بہت سامان پیش کیا تھا- آپنے قبول فرماکر سب کو عمارت کے کام مین لگا دیا- اور ایک بہت بڑا گنبد پدر بزرگوار کی
قبر پر تعمیر کرایا- اور پہر بعد مین جب جنت آشیانی کا ورود منڈو (مانڈو) مین ہوا- تو اُس نے بھی حرم دیدار کیا مجلس
گرم ہوئی اور رازداری کی باتین ہونے لگین- بہت سی عمدہ عمدہ اور دلچسپ باتین ہوئین-

کہتے ہین- آپ کے چوبیس (۲۴) بیٹے تھے- اِن سب مین سات بیٹے گویا پیش بہا موتی تھے- سید داؤد
سید حمید- سید حسن- سید برہان الدین- سید کمال- سید سالار- اور سید فرید
چند فرزندون کو رسمی علم حاصل تھا- اور چند الٰہی معرفت کے عالی مرتبہ کو پہونچ کر بہت سے لوگون کے پیشوا
ہوگئے تھے- اور دامادون مین سے یہ چار شخص ممتاز تھے- اولاً آپکے پیر کے پوتے شیخ نصیر الدین ابن شیخ
جلال ابن شیخ برہان چشتی- دوسرے شیخ جمال تیسرے شیخ چاند چوتھے شیخ شرف الدین-
اِن چارون مین سے ہر ایک اہل عرفان- اہل ذوق- اور اہل وجد تھے-

سید نظام نے تاریخ انیسوین ذی حجہ ہجری سنہ نوسو پچاس کو جہان دیدار کے واسطے کوچ فرمایا-
خوابگاہ باپ کا گنبد جو ساگرتال سے نزدیک ہے- مصرع صفا و مروہ او کوی حق تناسی بود-

یاد سید حسین

آپ سید محمد کے بیٹے تھے- جو جلال ابن زہید کے فرزند تھے- آپ اصل مین سادات ترمیذ سے ہین-
آپ کے آٹھوین دادا سید جلال الدین ہند کی طرف ترمیذ سے آئے تھے- اس وقت آٹھوین صدی کا آغاز تھا
اور قصبہ سارن مین جو سرکار جونپور کی مضافات مین سے ہے گوشہ گزین ہوئے- اِن کے دو بیٹے تھے- سید علا-
اور سید جلال- یہ سید حسین جو ہین- دوسرے بیٹے کے پوتون مین سے ہین یہ سید حسین کی زاد بوم گوالیار ہے
آپ کے والد ماجد سید محمد- سلطان ابراہیم لودہی کے عہد مین قصبہ سارن سے جو آپ کے آبائے کرام کا وطن تھا-
گوالیار مین آئے تھے- انہین ایام مین حاکم قلعہ تتار خان سارنی تھا- اُس نے کمال محبت اور تعظیم کے ساتھ
آپ کا استقبال کرکے ضروری ضروریات نہایت عجلت کے ساتھ بہم پہونچائین- اسی عرصہ مین چند روز بعد

قطب الاولیا غوث العرفا شیخ محمد غوث **قدس سرہٗ** بھی شرقی ملک سے جوان کا قیام گاہ تہا - گوالیار مین آ گئے - **القصہ** جب جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے صوبہ بنگالہ کی فتح کے واسطے کوچ فرمایا - تو دار الخلافہ آگرہ میرزا ہندال کے سپرد کیا - ناتجربہ کار ندیمون نے یہ صدا متواتر میرزا کو سنائی **حافظ** -

شہر خالیست زعشاق بود کز طرفے	مردے از غیب برون آید و کارے بکند

میرزا کو تہ اندیش تہا - کہ ہوائے فرمان روائی اُس کے کانون مین بہر گئی - اس بارہ مین دولت دوست نالائق رفقا کے مشورہ سے یہ بات قرار پائی کہ شیخ بہول - ہمارے بادشاہ کے پیر ہین - اور شیخ محمد غوث پیر کے بہائی ہین - جب تک یہ دونون بزرگوار عالم ملکوت کو روانہ نہین کردئے جاینگے - میرزا کی آرزو پوری نہین ہوگی - شیخ بہول - دار الخلافہ آگرہ مین موجود تہے - ان کو وہین شہید کردیا - اور غوث زمان گوالیار مین تشریف رکہتے تہے - اسواسطے گوالیار کے حوالدار سلطان میرک کے نام حکم جاری کیا گیا - کہ جس طریق سے ممکن ہو شیخ محمد غوث کو دار الخلافہ مین روانہ کرو - اتفاق - سے شیخ محمد غوث کو اس معاملہ کی حقیقت معلوم ہوگئی - لہذا راتون رات آفتاب کی طرح لوگون سے مخفی اور تن تنہا گوالیار سے نکل گئے - اور زمین مشرق مین جا پہونچے جہان ہمایون کا لشکر تہا - لیکن گہر اور **ما فیہا** لٹ گیا - اور بال بچون کو نہایت تنگی کی نوبت پہونچی - جب ہمایون علم واپس ہوئے - اور وہ شورش فرو ہوئی - اور شیخ محمد غوث بہی اپنے وطن مین آ پہونچے - تو یہ بات ذہن نشین کی گئی - کہ جو کچھ آفت اور مصیبت گہر پر اور بال بچون پر پہونچی تہی - یہ سب سید محمد سارنی کے کہنے سننے سے پہونچی تہی - اور پہر جن لوگون نے یہ چہچوندہ چہوڑی تہی - اُنہین لوگون نے محض گمان ہی گمان پر سید محمد کے گہر والون سے مکرر سہ کرر یہ جا کہ جتایا کہ تمہاری اولاد کے واسطے شیخ محمد غوث جلالی نقش چلاتے ہین یہ متوحش خبر سنکر بچون کی مان نے اس طریق کے سوا نجات کی کوئی صورت نہین دیکہی - کہ اپنے بڑے بیٹے سید حسین کو جس کی حسین صورت دیکہکر یوسفی حسن یاد آتا ہے خدمت مین بہیجے - اور تو ہمی تقصیر کی عذر و معذرت کرکے معافی کے لئے التماس کرے -

جب یہ نوجوان سعادت مند قدم بوس ہوئے - تو شیخ محمد غوث نے نظر مہربانی سے دیکہا - جس کی وجہ سے اِن کو کمال خوشی حاصل ہوئی - اور روز بروز گنجایش اور رسوخ کا درجہ بڑہتا چلا گیا - جب سترہ سال کی عمر ہوئی - تو مرید ہو گئے - اور سلوک کے طریقہ پر مقامات طے کرکے خدا شناسی - حق دانی - اور حقیقت پرستی سے ممتاز ہوئے - اخیر مین وحدت وجود کے آثار زور و شور کے ساتہ غالب آئے - یہان تک کہ

سلوک سے باز رکھکر بتیس سال کی عمر مین جذبہ کو نوبت پہونچی۔ جس زمانہ مین قطب الاولیا غوث زمان نے
شیرخان سور کی شورش کے سبب سے گجرات کو ہجرت فرمائی ہے۔ اُس زمانہ مین آپ ہم رکاب تھے۔ ایک روز
ایک جگہ چند بوالہوسون کی مجلس ہو رہی تھی۔ چلتے چلتے ان مجذوب صاحب کا بھی گزر وہان سے ہوا
سروے کر مجلس مین گھس گئے۔ اور پانی کا ایک برتن اُٹھایا۔ مجلس والون نے مجذوب تو جانا نہین۔ چور خیال
کیا۔ سمجھ کو کچھہ کام مین نہین لائے۔ غصہ سے کام لیا۔ اِس درمیان مین انجمن مین سے ایک ناعاقبت اندیش
اُٹھا۔ اور تلوار کا ہاتھہ مار کر آپ کو شہید کر دیا۔ خوابگاہ محمود آباد ہے جو احمد آباد سے دس کوس ہے۔

مصرع بود سالے نصد و پنجاہ و دو

یاد سید علاء الدین مجذوب المشہور بہ علاول بلاول

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید سلیمان ہے۔ آپکے جد امجد سید حسن حسینی ایام سابق مین رسول علیہ السلام
کے مدینہ سے ہند مین آئے تھے۔ جب ہند کی شرقی زمین مین پہونچے۔ تو قصبہ رودلی مین ایزدی مشیت کے
بموجب سیاحی کی مسافت انجام کو پہونچی اور اسی قصبہ کے ایک گوشہ مین قیام کا بستر بچھا دیا۔ اور خدا سے
لو لگائی۔ چند روز بعد آپکے دادا کی بیبیان بھی ہوگئین مکان بھی بن گیا۔ خاندان بھی ہوگیا۔ فرزند۔ خویش
متعلقین۔ درویش بہت سے فراہم ہوگئے۔ جب سید سلیمان کی زندگانی کا تخت برباد ہوا۔ تو اُنھون نے
اپنا متروکہ نقد۔ کپڑا۔ دیہات۔ اور زراعتی زمین بہت کچھہ چھوڑا تہا۔ اس سبب سے فرزندون مین باہم جھگڑا
تنازعہ پیدا ہوا۔ شیخ علاول سب مین چہوٹے تھے۔ اور کریم الطرفین تھے۔ اِس سبب سے چند بہائیون نے اِنکے
مار ڈالنے کا قصد کر کے۔ آپ کے واسطے ولایت یوسفی ثابت کی۔ ان کی مان ان پر محبت کی نظر رکھتی ہی تھی
جب اُس کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو وہ سفر حجاز کا عزم کر کے آپ کو ہمراہ لیکر اُس قصبہ سے مخفی طور پر نکل آئی
دن مین گرگ طینت بہائیون کے تعاقب کے خوف سے گوشہ تاریک مین چھپے رہتے تھے۔ اور رات
مین جتنی طاقت کام دیتی تہی۔ راستہ چلتے تھے۔ **القصہ** جب تک اِس خوف سے امن حاصل نہین ہوا۔
اسی طرح جنگل بیابان قطع کرتے چلے گئے۔ چونکہ صادق نیت کا درخت۔ ہمیشہ مرادون کے پہل دیتا ہے
اسواسطے حرمین شریفین کی زیارت سے شرف سعادت حاصل ہوا۔ پہر چند سال کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے
اپنی زندگی کی امانت موکل تقدیر کے سپرد کر دی۔ ایک تو غربت کی محنت تہی اسپر درد فرقت اور بڑہ گیا بیت

مرہم بوام نیست میسر علاج چیست	بر درد عشق داغ جدائی فزودہ اند

ناچار شغل خاطر کے واسطے آپنے اُن اطراف مین ایک مدت تک رہ کر رسمی علوم تحصیل کئے - اور شاگرد کتاب ہو گئے - پرکار کی طرح جہان کا گشت لگایا - اور چونکہ سفر کا آغاز نقطہ ہند سے ہوا تہا - اخیر مین پہر اُسی نقطہ پر آکر ٹہیر گئے ایک مدت تک دہلی مین افادت دستگاہ شیخ لادن مفتی کی درس مین بیٹہکر تفسیرون کا مطالعہ کیا - اور اس درمیان مین ہمیشہ خواجہ بختیار کاکی کے مزار قطب المدار پر حاضر ہوکر آستانہ مین فروغ معنوی کی استدعا کیا کرتے تہے جب وقت آگیا - تو آپ کو جذبۂ مطلق نے اُچک لیا - جو حقیقی وحدت سے مقید تہا - اور دار الخلافۃ آگرہ کے قیام کا حکم ہوا - آپنے شہر مذکور مین دریاے جمنا کے کنارہ حجرہ تجویز کر لیا تہا - اور اُس مین قرآن شریف کی تلاوت اور تفسیر قرآن کے مطالعہ مین مشغول رہتے تہے - ان ایام مین فردوس مکانی بابر بادشاہ کی سلطنت کا زمانہ تہا - برد مضجعہ

آپ کے کشف وکرامات کے متعلق کسی قدر حالات ذیل مین بیان کرتا ہون -

شیخ منور چشتی لکہتے ہین - آپ مٹی گارہ کے کام مین پہنسے رہتے تہے - اور اس سبب سے مجکو حیرت درحیرت ہوتی تہی - ایک روز آپنے فرمایا - منور - علاء الدین کا تو گل کاری کا شغل چند روزہ ہے - اس سے زیادہ نہین ہے - لیکن تم اسی کام مین واپسین دم تک ہمیشہ مقید رہوگے - آخرکار جیسا آپنے فرمایا تہا - ویسا ہی وقوع مین بہی آیا -

شیخ حاتم سنبہلی اُس زمانہ کے باعمل علما سے تہے - ایک دفعہ ایسا سننے مین آیا - کہ ایک درویش شرعی احکام کے دائرہ سے قدم باہر رکہکر کرامات اور مقامات کا دعوی کرتا ہے - جب مین شہر آگرہ مین آپ کے حضور مین گیا - تو تمام شرعی تانے بانے جو آپ کے متنبہ کرنے کے واسطے مینے اپنی قوت متخیلہ مین تن رکہے تہے - عقیدت اور اخلاص کے لباس سے تبدیل ہو گئے - اور اعتراضی مسائل کو مین عرض نہین کرنے پایا تہا - کہ شافی بیان کے ساتہہ آپنے جواب دیدیا -

دانا ے وقت شیخ مبارک خضر فرماتے تہے - جب مین گجرات سے دار الخلافۃ آگرہ مین آیا - اور آپ کی ملازمت مین حاضر ہوکر امیدوار بشارت ہوا - تو آپنے اس دلکش تقریر سے مجکو خوش خبری سنائی - کہ اسی سعید شہر مین تم کو قیام کرنا چاہیے - تمہارے خاندان مین عالی درجہ فرزند - وافر علم - اور کثیر دولت - یہ نعمتین بہت جلد نصیب ہونے والی ہین - لیکن اس کے ساتہہ یہ بہی ہے - کہ تمہارے سلسلہ مین ایک جان گزا آفت - اور مہلک فتنہ پیدا ہوگا - جو تہمت اور بدنامی کا باعث ہونے والا ہے - اندیشہ نہ کرنا کیونکہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى انجام کار خیریت ہے شیخ مبارک نے فرمایا۔ آپ کے دل خوش کن
فرمانے کے بموجب آخر کار روز افزون آثار نظر آنے لگے۔

کہتے ہین شیخ نظام نارنولی۔ اپنے وقت کے قطب تھے۔ ان کو ان کے پیر نے ان مجذوب الٰہی کی
خدمت مین بھیجا تھا۔ اور بتایا تھا جب تلاش قیام کے واسطے آپ اشارہ فرماوین۔ اسی مقام کو اپنا وطن سمجھنا چاہئیے
جب نظام العالم آپ کی خدمت مین پہونچے۔ تو آپ نے فرمایا۔ ہے تانی نظام تمہارے ظہور کی جگہ نارنول ہی
ہے۔ اور تمہارے کام کی رونق۔ اور اُس کا اجرا۔ اُسی مقام کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو اپنے وقت پر وقوع مین
آویگا آخر کار وقوع مین جو اسی مطابق آیا۔ کہ جس طرح آپنے ظاہر فرمایا تھا۔

شیخ عبد اللہ بخاری آپکے ہم عصر درویش تھے۔ چونکہ آپ دریائے وحدت مین نہایت مستغرق رہتے
تھے۔ ربودگی کی بعض کی موجین آیا کرتی تہین۔ اور حالت سکر بالکل غالب رہتی تھی اسواسطے ایک روز
شیخ عبد اللہ بخاری آپکی ملازمت مین حاضر ہوئے تاکہ آپ کو ان حالات جذب سے ہوش مین لاوین۔ اس عرصہ مین
ایک کوزہ قند آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے بخاری کے ہاتھ مین دیدیا۔ بخاری نے دو تین بار سے کرکے یہ کہا۔ کہ جو لذت
دوئی مین ہے۔ وحدت مین نہین ہے۔ آپنے جواب مین معرفت توحید۔ اور ذوق فنا کے متعلق چند باتین اپنی
زبان سے اس طرح بیان کین۔ کہ شیخ کا دل قابو مین نہین رہا۔ دیوانگی اور ربودگی نے بخاری کی حالت مین
وحدت کا مزہ پیدا کیا۔ اور سب کچھ لیا جو کچھ نہین جانتے تھے۔

ایک شخص شیخ علاء الدین دہلوی کے خلیفہ کے بیٹے تھے۔ ان کو ان کے پیر نے دار الخلافہ آگرہ مین اس
غرض سے بھیجا تھا۔ کہ ہمارا سلسلہ جاری کرو۔ اور وہان کے لوگون کو ہدایت دو۔ جب ابن خلیفہ۔ سید علاء الدین مجذوب
کی ملازمت مین بمقام آگرہ آئے۔ تو آپنے فرمایا تمہارے پیر نے تم کو اس شہر کی تبلیغ کے واسطے بھیجا ہے سیہ عمتہ کا
کوچہ۔ اور خالہ کا گھر نہین ہے اس جگہ رہنا شہرون کے ساتھ پنجہ لڑانا ہے۔ تم جیسی بکریون سے یہ کام کیونکر ہوسکیگا
کہتے ہین۔ دو تین روز بھی نہین ہوئے تھے۔ کہ دستون کی بیماری ہوگئی۔ جتنا زیادہ علاج کیا گیا۔ اتنی ہی زیادہ
بیماری بڑہتی گئی۔ بالآخر۔ علاج چھوڑکر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپنے فرمایا غم نکرو صحت ہوجاویگی اور
تمہارے اجرائے کار کی جگہ قصبہ امر سر ہے۔ ایک کمل پر آپ بیٹھے تھے۔ وہ ابن خلیفہ کو دیا۔ ابن خلیفہ نے
اپنے سر پر باندھکر امرو ہہ کی اجازت لی۔ وہان پر اُن کو رونق حاصل ہوئی۔

شیخ راجو نام ایک جوان۔ بنی اسرائیل گروہ مین سے تھا۔ اُسنے آپ کی حضوری کو اپنے اوپر لازم کر رکھا

تھا - رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہونچی - کہ آپ کے حالات اور عادات پر شیدا ہو گیا - آپ کی ایک لحظہ کی جدائی بھی اُس کو دشوار تھی - ایک روز آپ اوسپر مہربان ہوئے اُس کے واسطے ایک لقمہ زمین پر ڈال دیا - اُسنے کمال تواضع سے اور نہایت ادب کے ساتھہ ہونٹون سے اُٹھا لیا - اور نگل گیا - جو نعمت وہ چاہتا تھا حاصل ہوئی آپنے اُس کو قصبہ آمار مین بھیجا - وہان پر اُس کی شیخوخت رونق پکڑ گئی - اُس مقام پر ایک جادوگر جوگی تھا - وہ مباحثہ کرنے لگا - شیخ راجو نے موسوی ولایت کے ذریعہ سے اُس کا جادو باطل کرکے - اپنا گرویدہ بنالیا -

اس قسم کی عمدہ عمدہ کرامتین اور خرق عادات آپ کی بہت کچھہ بیان کیگئی ہین - لیکن چونکہ یہ مختصر کتاب اس قسم کی گفت وگو کے لئے کم گنجایش رکھتی ہے - لہذا حوالہ قلم نہین کی گئین - سید زین العابدین نام ایک عالم آپکے معتقدین مین سے ہین - اُنھون نے ہجری سنہ ایک ہزار نو مین ایک رسالہ لکھا ہے - جس مین آپ کے حالات تفصیل کے ساتھہ تحریر کئے ہین - خدا کرے - وہ شائقین کے مطالعہ مین آوے - اور جوئندہ یابندہ بنے - بیت

من طلب کردم وصالش روز و شب	یا فتم اینک بحکم من طلب

علاء الدین مجذوب آپ کی تاریخ رحلت ہے - ۸۷۵ھ

یاد شیخ کمال الدین قریشی

آپ شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی کے مرید ہین - گجرات کے بنادر اعظم مین سے ایک بندر کو کہ نام بھی ہے اس بندر مین آپنے پیر کی اجازت سے قیام اختیار کیا تھا - اور طریقت کے اندر اہل حقیقت کے مقامات کو پہونچکر سلسلہ رہنمائی جاری کررکھا تھا - بہت سے لوگون نے آپ کی ہدایت کی بدولت کمالات اور حالات کا فرہ پایا ہے

مصرعہ تا مستی شراب محبت نصیب کیست

یاد شیخ احمد پور نعمت اللہ

آپ کی زاد بوم جنیدیری ہے - قادر شاہ کے عہد مین مالوہ کے شیخ الاسلام تھے - آپ کے جوتھے دادا شیخ علاء الدین ملتان سے آئے تھے اور مشیت ایزدی سے گوالیار مین قیام فرمایا - لیکن فرزندون کو ہمیشہ یہ خوف دلاتے رہتے تھے - کہ یہان بت پرستون کا یکایک غلبہ ہونے والا ہے - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ جب فتنہ مذکور کا آغاز ہوا تو باشندگان گوالیار کے سر آفت آئی شیخ الاسلام کے تیسرے دادا شیخ اسمعیل نے شیخ اسمعیل اہل تجرد کی جماعت ساتھہ لیکر جنیدیری کو گئے - اور وہین مکان بھی بنالیا - اسی جگہہ شیخ نصیر الدین ابن شیخ اسمعیل - اور شیخ نعمت اللہ بن شیخ نصیر الدین کی علمی صورتین اُن سب شرائط کے ساتھہ جو وجود خارجی کو لازم ہین - ظاہر وجود مین ظہور پذیر ہوئین

اوراسی جگہہ کمال استعداد کو پہونچکر عین (وجود) سے علم (عدم) کو روانہ ہوگئین - صوفیون کی اصطلاح
مین اولین حالت کا نام وجود ممکن اور پچہلی حالت کا نام عدم اضافی ہے - اِن حالتون کو مبدء اور معا
بہی کہتے ہین - ان کے بعد شیخ الاسلام اپنے باپ کے جانشین ہوئے جب رانا چیتور نے چندیری کو
شکست دی - توآپ فرزندان اور عزیزون کو ساتھہ لیکر دوسرے لوگون کے ہمراہ چہترہ مین چلے آئے چہتر
ایک قصبہ ہے بہ کارکالپی کا - یہان کا حاکم اوحد خان فیروزیہ نیک شخص تہا - اسنے آنے والون کو عزت ا
تعظیم کے ساتہہ لیا - اور حکم دیا - کہ یہان کے باشندون کو چاہیئے - چندیری کے آفت زدون کے ساتہہ برادرا
سلوک کرین - اور اپنا سامان اور سرمایہ آدہون آد تقسیم کردین تاکہ ان لوگون نے جو تکلیف اٹہائی ہے
اُس کو بہول جائین **القصہ** اہل اسلام کی خرابی جب سلطان بہادر گجراتی کے گوش گزار ہوئی -
اُس کو غیرت آئی وہ بہت سی سپاہ لیکر روانہ ہوا - اور آکر چیتور کا محاصرہ کیا - جو رانا کا پرانا وطن ہے - اور بڑی
بہاری لڑائی ہوئی - چونکہ لڑائی کے دریعہ سے قلعہ کی فتح دشوار معلوم ہوئی - لہذا علما نے جمع ہوکر فتوی لکہدیا
اسلام کا بول بالا ہونے کے لئے سپہ سالار کو عقلاً اور شرعاً جائز ہے - کہ جو غیر مطیع اسلام ہیں - اُن کو قسم اور
کے ساتہہ قبضہ مین لاکر مارڈالے - اور فریب وبہانہ کے ذریعہ سے آخر فتح یاب ہووے - چنانچہ رانا کو صلح
بہانہ سے پکڑ کر تلوار سے ماردیا - اس کے بعد سلطان شکار کہیلتا ہوا - رائسین کے قلعہ مین پہونچا - جو لوگ چند
سے جلاوطن ہوکر چہترہ مین آئے ہوئے تہے - اُن کے بلانے کے واسطے حکم جاری فرمایا - وہ لوگ بتعجیل تمام
رائسین مین آئے - سلطان اُس وقت میدان چوگان بازی مین تہا - فرمایا جلد پیش کئے جاوین - اور جا
کے اندرونی رمون کا علاج کیا جاوے - چنانچہ کچہہ لوگون کو تو اُن کا گیا ہوا دنیاوی اسباب جس کے مع
جتنا لکہا تہا - مل گیا - اور کچہہ لوگ جہان اُترے ہوئے تہے - وہین پڑے رہے - اور قناعت پر دل نہادہ ہوئے -
ایام کے قریب قریب سلطان تو گجرات کو روانہ ہوا - اور ملو خان کو جو قادر شاہ کے نام سے مشہور تہا - خبر پہونچی
شیخ احمد اور نیز دیگر چند متوکل تنہائی پسند لوگ رائسین مین ہین - جن کی روزی آسمان پر ہے - یہ سنکر محبت اس
جوش مین آئی - ایک دلسوز دانشمند کو بہیجا - اور وہ ان لوگون کو نہایت عزت اور حرمت کے ساتہہ اُجین مین
آپنے بقیۃ العمر شیخ الاسلامی کی مسند پر بیٹہکر ہدایت جاری رکہی - اور جو لوگ سالک تہے اُن کو تیز روی
دسوین صدی کا آغاز تہا - کہ قلعہ اُجین مین خوابگاہ اختیار کی - دو لڑکے چہوڑے - شیخ جمال - اور شیخ عبد

مصرع بادا دل سلیم نعیش ز گردگار رش

یاد مخدوم اعظم مولانا خواجگی احمد

آپ جلال الدین کے بیٹے ہین - جو دوست محمد کاشانی قلیچی کے بیٹے تہے - اور دوست محمد کاشانی
شیخ برہان الدین قلیچ کے پوتون مین سے ہین - جو صدیقی نسب حنفی مذہب تہے - اور کاشان فرغانہ مولد تہا -
آپ کی تلقین سے عقل کے آئینہ کو صیقل ہوتا تہا - اور نیز تلقین کے آئینہ مین شاہی حقیقتین نظر آتی تہین
سولانا محمد قاضی کے مرید تہے - جو خواجہ احرار خواجہ عبید اللہ باغستانی کے بزرگ خلفا مین سے ہین - آپ
کے وصال کی تاریخ جس کو عوام وفات کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو انچاس ہتا - اور ہجران کا زمانہ جس
کو لوگ زندگانی سے تعبیر کرتے ہین - اٹہتر سال بتاتے ہین - جن ایام مین والی ملک ظہیر الدین محمد بابر شاہ
گرگانی تیموری نے ہندوستان فتح کرنے کا ارادہ کیا تہا - اُن ایام مین سلطان ابراہیم لودہی ملک
دہلی کا بادشاہ تہا - اُس کے ساتہہ بڑی بہاری لڑائی ٹہنی - چونکہ گرگانی فوج نے لڑائی کی طاقت اپنے مین نہ دیکہی
تو سپہ سالار کا بیان ہے - کہ مینے حلیہ احرار یہ کا تصور کیا - ایک سوار نظر آیا - جس کا گہوڑا اور لباس دونون سفید
تہے - اور اُس نے فوج دشمن کے ساتہہ تلوار سے مار دہاڑ شروع کر دی - ہتوڑے عرصہ مین وہ لڑائی فتح ہو گئی
اور لودہی کی فوج نے بہاگنے کو غنیمت بلکہ باعث زندگانی سمجہا - سپہ سالار کا بیان ہے - کہ مینے اُس حلیہ کو
عبارت مین لکہہ لیا - جب لڑائی کا شور و غوغا فرو ہوا - تو مینے یہ واقعہ دانشمندون کے روبرو بیان کیا - جو میرے
پاس تہے - اُس مجلس مین اس خانوادہ کے بزرگون مین سے بہی ایک صاحب تہے - اُنہون نے فرمایا - کہ حلیہ
مولانا خواجگی احمد کا ہے - مینے اُسی روز میر قوزی کو جو میرے امیران اعظم مین سے تہے وہ حلیہ کا ورق اور اُس
کے ساتہہ بہت کچہہ تحفے اور ہدیے دیکر آپ کی خدمت مین روانہ کیا - اور یہ چند بیت نیاز نامہ مین لکہکر اپنا
ضمیر آپ پر ظاہر کیا - **قطعہ**

در ہوائے نفس گمرہ عمر ضائع کردہ ایم	پیش اہل اللہ از اطوار خود شرمندہ ایم
یک نظر بر مخلصان خستہ دل فرما - کہ ما	خواجگی را ماندہ اکنون خواجگی را بندہ ایم

رباعی

درویشان را اگرچہ نہ ز خویشانیم	لیک از دل و جان معتقد ایشانیم
دور است مگوی شاہی از درویشی	شاہیم و لے بندہ درویشانیم

بہت سے بیدار مغز لوگ آپ سے بیعت تہے - کسی قدر آپ کی معرفت اللہ ہدایت کے حالات آپ کے بزرگوار

خلفا - اور فرزندون کی یادداشتون سے معلوم ہون گے - انشاء اللہ العزیز - خدا کرے - یہ حالات شائقین حکایات سے مخفی نہ رہین -

چونکہ راقم تعریف اور پسندیدہ عادات کے لکھنے مین شبدیز قلم کی باگ کھینچی ہوئی رکھتا ہے - لہذا اُس کو جولانی مین سرپٹ نہ کرکے - تمام تعریفات اور پسندیدہ عادات کو نہایت تنگی کے ساتھ ظاہر کرتا ہے - ورنہ اس صاحب ذکر کی سرشت مین بہت کچھ بزرگیان - اور بزرگیون کی استعداد موجود ہے - راقم اِس صاحب ذکر کی تعریف مین نثر اور نظم کے بے انتہا دفتر شمار کرتا - بلکہ ہر ایک کی یادداشت مین فصیح البیانی کام مین لاکر تحفہ بیدا آنے والون کے سرمایہ کے واسطے ایک عمدہ یادگار چھوڑتا - لیکن پھر بحکم مصرع

باب درنگ وخال وخط چہ حاجت روے زیبارا

تحریر سے کام حلومات کی ضروری باتین ضبط مین لانے کے علاوہ نہین لساہی مصرع مدح اور از شمار بیرون ست

یاد مولانا محمد صمد

تمام علوم مین آپ کی طبیعت رسا تھی - سلطان محمود ابن مظفر ابن محمود کا زمانہ تھا - کہ آپ حجاز سے گجرات مین آے تھے - سلطان آپ کا شاگرد ہوا - اور خدا کا شکر ادا کیا - اور آپ کا رتبہ بلند کرنے مین کوشش بیان تک کی کہ آپ کی تمالی ثور یرحبال - آپ - جملۃ الملک منصب - اور خداوندخانی کا لقب عطا فرمایا - اسی طرح پر سلطان محمود کے بیٹے سلطان بہادر نے بھی آپ کی تعظیم میں باپ کے مراسم پر کچھ زیادہ ہی کیا - جن ایام مین جنت آشیانی نصیرالدین ہمایون شاہ نے بزور شمشیر صوبہ گجرات فتح کیا - اور سلطان بہادر اپنی قلمرو کو فوج سے خالی چھوڑکر دریا پار کے جزائر مین بھاگ گیا - تو اُس وقت آپ گجرات مین ہی تھے - جنت آشیانی سے ملاقات کی - تعظیم وتکریم کے مدارج ادا ہوئے - شاہی عنایت کی کشش آپ کو لشکر کے ہمراہ دہلی مین لے آئی - یہ دلکش مقام آپ کے دل کا دامن پکڑ بیٹھا - ناچار قیام کرنا پڑا - شیر شاہ سور کا زمانہ تھا - کہ آپ دارالسرور کو روانہ ہوگئے آپ طبقہ سفربیہ احمدیہ مین بیعت تھے - اور اُسی سلسلہ کے پیرون کی روش پر طریقت کا سلوک بھی رکھتے تھے -

یاد شیخ چندن دِسوری (منسوبی)

آپ شیخ بدہا کے بیٹے تھے - اور شیخ بدہا کے باپ کا نام شیخ جیجو تھا - شیخ صدرالدین خاموش چشتی کے مرید مین سے موثر دم مسیحائی انفاس - اور ظاہر وباطن کی شست وشو - کمال درجہ پر رکھتے تھے - ایزدی جذبات اور سلوک کے مقامات بھی آپ کو حاصل تھے - آسمانی خزانون کے دروازے آپ کے ہاتھ پر کھلے ہوئے تھے - ہمیشہ کیا نقد

لیا جنس بقدر احتیاج - اور بقدر خواہش - خواستگارون کو بے تامل دیا کرتے تھے - ہر ایک فن کی کتابین فراہم کر کے - غیزی استطاعت علما اور طلبا کو پہونچایا کرتے تھے القصہ سائل کا محروم رہنا اپنے اوپر حرام جانتے تھے سلطان بہادر گجراتی - آپ کا معتقد بارادت تھا - اِس سلطان کے زمانہ مین بہوپت راے رایسینی کے ساتھ آپ کے اعزہ اور درویشون کی لڑائی ٹھنی ہوئی تھی - آپنے اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے اِن لوگون کی امداد مین بڑی بھاری لڑائی کی - آپ کے قبیلہ کے بہت سے لوگ درجہ شہادت کو پہونچے -

کہتے ہین شیخ منجھو اجمیری - سفر حجاز سے ہند کی طرف واپس آئے - تو ایک بھاری زنجیر اپنے پانون مین اِس شرط پر ڈال لی تھی کہ مشائخ مین سے جس کسی کے دیدار سے یہ بھاری زنجیر اُن کے پانون سے بآسانی نکل جاویگی اُسی کی بیعت کا طوق اپنی گردن مین پہنا ہون گا - اِسی طریق پر منزل درمنزل طے کرتے ہوئے - دِسگور (مندسور) مین آئے - شیخ دان - اور شیخ سلطان شیخ چندن کے بزرگ خلفا مین سے تھے - اولاً شیخ منجھو نے اِن بزرگوارون کی ملازمت حاصل کی - اور زنجیر ڈالنے - اور کھولنے کی شرط بھی بیان کی - ان بزرگون نے فرمایا - بیشک پیر بزرگوار کے مشکل کشا جمال سے یہ عقدہ حل ہوجاوے گا - جب عہد پورا ہوا - اور جیسا کہا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا - تو اُسی دم مرید ہو گئے - **بیت**

زبارہستی خود گر کسے جریدہ شود		ببارگاہ وصالش سبک رسیدہ شود	

اِس قسم کی آپ کی باتین خوارق عادات ہین - لوگ بہت کچھ بیان کرتے ہین - تیئیسوین رمضان ہجری سنہ نوسو ترپیسن مین آپ عالم عالم بالا کو کوچ فرما گئے - خوابگاہ ٹوڑی جو ایک پشتہ ہے دسور (مندسور) کے کنارہ کہتے ہین - آپ کے جد امجد شیخ پچو - راؤ کے سکندرہ مین قیام رکھتے تھے - تقدیر سے ترک وطن کر کے سیاحی کا ارادہ کیا تھا لیکن آ - کار آ - دوانہ کی زنجیر آپ کے سیاح پانون مین پڑی اور مندسور کے اطراف مین مقیم کیا شیخ موسی اُجینی شیخ لال گجراتی - اور شجاعت خان پدر بایزید بہادر خان افغان - جو چند سال حاکم مالوہ بھی رہ چکے ہین - آپ کے مریدون مین سے تھے - **رحمہم اللہ**

شیخ چندن کے بیٹے شیخ محمد ہین - ہجری سنہ ایک ہزار چھ دو مین اسی برس کی عمر ہے - یہی سجادہ نشین ہین - صورت بالکل درویشون کی - تن صوفیون کا - دل سادہ - اور خدا دوست پیر ہین - اللہ تعالی انجام بخیر کرے - جو کچھ لکھا گیا ہے - یہ سب انھین کے بیانات پر سے لکھا گیا ہے -

یاد سید زاہد

آپ شاہ بدہا کے بیٹے تھے۔ شاہ بدہا کے باپ کا نام حمزہ ابن قطب ابن عمر ابن جلال تھا۔ قدس اللہ اسرارہم آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون قصبہ بسارن ہین شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کے خلیفہ ہین۔ جو دو واسطہ سے نصیر الاولیا چراغ دہلی کو پہونچتے ہین۔ کہتے ہین۔ آپ کا سر زانوے مراقبہ کے سوا۔ کچھہ جانتا ہی نہین تھا۔ اور آپ کی آنکھین گریۂ شوق کے سوا۔ کوئی چیز پسند ہی نہین کرتی تھین۔ آپکے سینہ مین شورش عشق کے سوا کسیقسم کا خیال نہین تھا اور آپکے ضمیر مین یاد مولی کے علاوہ کوئی بات نہین آتی تھی۔ آپنے زندگی کا تمام زمانہ۔ مراقبہ اور انتظار مین ہی گزار دیا شیخ قاضن شطاری۔ جو شاہ عبد اللہ شطاری کے بڑے خلیفہ تھے۔ آپکے داماد ہین۔ اور شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست پسر شیخ قاضن شطاری دربارۂ بابا حاجی حمید الدین حضور آپ کی دختر سے ہین مصرع دفتر اخلاص را دانا مہ اعمال او

یاد مولانا قاضی خان

آپ یوسف ناصحی کے بیٹے ہین۔ جلال الحق آپ کا لقب ہے۔ زاد بوم ظفر آباد جونپور ہے۔ بیعت کا شجرہ اور خلافت کا خرقہ۔ شیخ حسن طاہر کی خدمت سے پایا تھا۔ قدس سرہما کشفی اور لدنی علوم سے کافی طور پر حصہ آپ کو ملا تھا۔ والا فطرت اصحاب بودوں سے بالکل علیحدہ ہین۔ ان کی اصطلاحات سمجھنے مین آپ یکتاے زمانہ تھے۔ آپکے پیر اپنی حیات مین سالکان طریقت کو آپکے حوالہ کر دیا کرتے تھے۔ بلکہ اپنے فرزند شیخ عبد العزیز کو بھی آپکے سپرد کر دیا تھا۔ تاکہ آپ اُن کو خدا شناسون کے پسندیدہ افعال تعلیم کر دین۔ اس قدر زیبائش جو پیرزادہ کے حالات مین پائی جاتی ہے۔ آپ کی ہی پرورش کی بدولت ہے۔ آپ کی رحلت کا سال دسوین صدی کا دوسرا النصف حصہ ہے۔

یاد شیخ محمد علینی

آپ کے بزرگ اسوۃ الاولیا عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کو پہونچتے ہین۔ ہمدان سے آپ ہرمز ہوتے ہوے گجرات مین آئے۔ اور احمد آباد مین بود و باش اختیار کی۔ یہان آپ کے فرزند ہوئے۔ جو دانش مند اور سخنا شناس تھے سب مین بڑے شیخ شہاب الدین تھے۔ جو دینداری۔ طلب علم۔ اور تعلیم علم مین پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ یہی باپکے بعد جانشین بھی ہوئے۔ اور شیخ شہاب الدین کے بھی کئی بیٹے تھے۔ جن مین سے ایک شیخ حسن کو سجادہ نشینی کا درجہ ملا تھا۔ وہ جہانی کمالات اِن کے گرد اگرد گشت کرتے رہتے تھے۔ ان کے بعد اِن کے لڑکے شیخ خان نے خاندان کی رونق بڑہائی۔ ان کا جمال اور حال۔ صلاحیت۔ اور پرہیزگاری کے ساتھ

آراستہ تہا - اِن مذکورہ بالا چارون شخصون کی خوابگاہ احمدآباد ہے مصرع باد ابابلب ازمی دیدار جام شان

پادشاہ منصور

آپ شاہ بہکاری کے مرید ہین - جن کی خوابگاہ برہان پور متعلقہ دارالخلافہ صوبہ خاندیس مین ہے
آلہی جذبات مین بیخود تہے - اور دریاے توحید مین ڈوبے ہوئے تہے - عالم جوانی مین سپاہیانہ رنگ اختیار کر رکہا
تہا - اور وجہ معاش راہزنی کے ذریعہ سے تہی - ایک روز پیر کی خانقاہ مین عام دعوت تہی - آپ کندہے پر
تلوار لٹکائے ہوئے پہونچے - اور زور کے ساتہہ کہانا مانگا - پیر نے فرمایا - کیا درویشون کا سکہا کہانے کی تم کو طاقت
ہے - جواب دیا - ہان - یہ سنکر پیر نے اپنے ہاتہہ سے ایک لقمہ آپ کے منہہ مین دیا - لقمہ ہنوز حلق مین اُترنے
نہین پایا تہا - کہ بیہوش ہو گئے - بہت دیر تک یون ہی خاک پر پڑے رہے - اِس کے بعد چند روز تک کوچہ
و بازار مین مجنونانہ برہنہ پہرتے رہے - جب کسی قدر سکون ہوا - تو قلعہ کے دربار کے سامنے بیٹہہ گئے صبح سے
لیکر شام تک آپ کے گرد آدمیون کا ہجوم بنا رہتا تہا - آپ جو کچہہ کہہ دیتے تہے - اخیر مین ویسا ہی ہو جاتا تہا
گجرات سے معاودت کے وقت جنت آشیانی ہمایون بادشاہ بہی آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا تہا اور
آپکے ارشاد کے بموجب صوبہ خاندیس سابقہ والی اور حکام کو سپرد کر کے کوچ کر گیا شیخ عثمان ابن لادن جو
راقم کے ہمسایہ ہین - اُس مجمع مین حاضر تہے - فرماتے تہے - اولاً آپ نے جنت آشیانی کے ترکش سے ایک تیر نکالا
اور اُس کے تین پر اُکہاڑ کر جب ایک پر باقی رہ گیا - تو اُس تیر کو پہر ترکش مین رکہہ دیا - اور ابریق خاص کو آبدار کے ہاتہہ
سے غصہ ہو کر لیا - اور اُس کا پانی زمین پر گرا دیا - جب اُس مین تہوڑا سا پانی رہا - تو ابریق پہر آبدار کے سپرد کر دی - اُس وقت
چند رموز شناس بزرگ حاضر تہے - اُنہون نے فرمایا - تیر کا ایک پر باقی رکہنا - علامت اِس بات کی ہے - کہ فرزندان
بادشاہ مین سے ایک فرزند عالمگیر ہوگا - اور ابریق مین تہوڑا سا پانی باقی رکہنا - خبر دیتا ہے - کہ بادشاہ کی عمر کمتر رہ گئی
ہے - بالآخر جو تعبیر دی گئی تہی - وہی موافق تقدیر ہوئی -

ملک زین الدین ہنبانی فرمان رواے گجرات کے وزیر تہے - اِن کے علم - و عروس عمل کے زیور سے آراستہ تہی
بیان کرتے تہے - کہ بابا منصور ایک روز فرماتے تہے - آغاز جوانی مین میرے یہان دنیاوی زر و زیور اور ساز و سامان بہت
کچہہ تہا - ایک رات ایک مجذوب کی نظر میرے اوپر پڑی - جو تاثیر کر گئی - یعنی اُس نظر سے سر مین شورش پیدا ہوئی -
جب مین اپنے گہر آیا - تو مینے اپنی رازدار بیوی سے کہا - میرا دل دنیاوی خیالات سے سیر ہو گیا ہے - مین چاہتا
ہون کہ کل کے روز جو کچہہ میرے ملک مین ہے - سب حاجتمندون کو اور فقراے ہمسایہ کو دیدون - اور جس قدر

خوراک اور لباس کے واسطے کفایت کرے۔ صرف اُسی پر قناعت کرون۔ بیوی بڑی بلند ہمت اور رابعہ وقت
تھی۔ جواب دیا۔ کہ ایسے عزیز مہمان (خیال نیک) کی ضیافت صبح پر موقوف رکھنا جوانمردی اور مروت کی
بات نہین ہے۔ یہ پاک خیال جو دل مین پیدا ہوا ہے۔ اس کو اسی وقت عمل مین لانا چاہیے۔ اور بے تامل
اپنا زیور۔ بدن پر سے اُتار کر اور بہت سے ٹکڑے کر کے محتاج ہمسایون کو تقسیم کر دیا۔ سوائے اُس قدر کے جو ستر
عورت کو کافی ہو۔ گھر مین کچھ نہین رہا۔ رفتہ رفتہ میری دیوانگی بڑھنی شروع ہوئی۔ یہان تک کہ مجکو تنگی کی بھی خبر نہ رہی
ملک زین الدین یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک روز چند بزرگان دین نماز کے واسطے تیار تھے۔ اتنے مین
بابا منصور دور سے آتے ہوئے نظر آئے۔ اور تکبیر امام کی جگہہ جا کھڑے ہوئے۔ اور الفاظ اِیَّاكَ نَعْبُدُ[1] تکرار کہنا
شروع کئے۔ میری عجیب حالت ہوئی یعنی الاحسان[2] ان تعبد کانک تراہ کی تجلی مینے مشاہدہ کرلی۔
ایسا اثر ہوا۔ کہ میرے دل کی آنکھین روشن ہوگئین۔ اس درمیان مین بابا نے میری طرف دیکھا۔ اور فرمایا بیٹا نیک
ایسا ہی چاہیے۔ اور نہایت تعجیل کے ساتھ صف مین سے نکل کر چلے گئے۔ اس وقت تک اُس ایک
لحظہ اقتدا کی۔ اور ایک رکعت نماز کی لذت دل سے نہین جاتی ہے۔ اور پھر اپنی عبادت مین ویسی ربودگی
پھر کبھی نہین دیکھی۔

یاد شیخ عبد الملک قاری

آپ کے باپ شیخ عبد اللہ ابن شیخ صالح ابن محمود غزنوی خالدی تھے۔ آغاز ہوش مین تحصیل علم کا شوق
پیدا ہوا جس نے آپ کو مسافر بنایا۔ آپ اپنے شہر سے چل کر ہری مین پہونچے۔ اور جہان اب زیارتگاہ ہے۔
وہان بود و باش اختیار کی۔ سب سے پہلے کلام ربانی حافظ محمود بادکانی کی خدمت مین کلام ربانی حفظ کیا۔ ایک
صاحب حافظ عثمان ہروی صاحب ولایت اور جامع انواع علوم تھے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مینے عالم
مثال مین حضور خاتم النبوة علیہ افضل التحیۃ کی تعلیم سے کبھی اور دینی علوم کی مشکلات حل کی ہین۔ اور
چالیس برس کامل خواجہ خضر علیہ السلام کی صحبت سے اکتساب کمالات کیا ہے۔ آپ نے کلام مجید حفظ کرنے
کے بعد ان حافظ صاحب کی ملازمت مین شاگردی کی۔ اور عثمانیہ فضیلتون سے مشرف ہوئے۔ آپ شیخ زین الدین
خوافی کے مرید و خلیفہ ہین۔ آپکے اس قسم کے اسباب بزرگی بہت سے ہین۔ جب سلطان سکندر لودھی نے متواتر عرضداشتین
بھیجین۔ اور اُن مین آپ کی تشریف آوری کی خواہش ظاہر کی۔ تو چونکہ التماس کا قبول نہ کرنا۔ خانہ مروت کی عمارت

[1] ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین ۱۲ [2] خوبی کی بات یہی ہے کہ اے مخاطب تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے۔ کہ گویا تو اُس کو دیکھتا ہے ۱۲

رہا دیتا ہے۔ لہٰذا آپنے التماس سلطانی قبول فرماکر دارالخلافہ آگرہ مین تشریف ارزانی فرمائی۔ اور یہان پر بےشمار لوگون نے آپ کی خدمت سے بے انتہا فیض پایا۔ ایکسو تیس سال کی آپ کی عمر ہوئی۔ اِس تمام مدۃ العمر مین روزی آسمانی ہی رہی۔ کسی فرمان روا یا کسی حاکم سے معین طور پر کچھ نہین لیا۔ ماہ رجب ہجری سنہ نوسو چھ مین ملک معنوی کو رخصت ہو گئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد شیخ عبدالحکیم ابن شاہ باجن

آپ اپنے باپ کے مرید بھی ہین۔ اور خلیفہ بھی ہین۔ اور آپ کی خوابگاہ بھی اُنہین کے روضہ مین ہے۔ **قدس سرہما** شیخ احمد رئیس۔ اور ملک شیر خلوتی پسر ملک مشائخ۔ یہ دونون شخص آپکے بزرگ خلفا مین سے ہین ان دونون بزرگوارون کا بیان ہے۔ ایک روز آپ کی ملازمت مین اس قسم کی بات نکلی۔ کہ باوجودیکہ ضعیفی۔ لاغری۔ اور ریاضت۔ حد درجہ کی بڑھی ہوئی تھی۔ مگر مخدوم کا جوش وخروش۔ سماع کے وقت اِس قدر دیکھنے مین آتا ہے۔ کہ کسی دوسرے شخص کو آغاز شباب مین بھی میسر نہوگا۔ فرمایا۔ کم وبیش سات برس کی عمر تھی کہ مرض چیچک مین مبتلا ہوگیا تھا۔ اور اُس بیماری مین بدن سے جان نکل گئی تھی۔ پدر بزرگوار کی خدمت مین خبر پہونچی۔ کہ عبدالحکیم گزر گیا۔ فرمایا جس طرح سے ممکن ہو۔ یہان تک لاؤ۔ جب مین حاضر کیا گیا تو آپنے رحمۃ اللّٰہی گوڈری اور مسعودی خرقہ مین مجکو لپیٹ دیا۔ اور یہ بات زبان پر لائے۔ کہ اِس بیمار کی موت اور زندگی دونون بیٹے اِن دونون بزرگوارون کے باطن کو سپرد کردی ہین۔ اور خود بھی ازراہِ عجز ونیاز اپنا سر مراقبہ مین جھکالیا۔ ایک گھنٹہ بعد میرے بدن مین حس وحرکت پیدا ہوئی۔ اور صحت وتندرستی کا چشمہ اُبل نکلا۔ آج کے روز جو طاقت آپ لوگ درویش کے سماع مین دیکھتے ہین اس کو بالکل اُسی تفویض کا پرتو جاننا چاہیے ورنہ مجکو عجز اور کمزوری نے بالکل توڑ مروڑ کر رکھ دیا ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے۔ شاہ باجن نے رحلت فرمائی کے روز مسعودی جبہ درویش کو عنایت فرمایا تھا اور تھوڑا سا پرہیزی شوربا مین سے بھی دیا تھا۔ اور بانواع واقسام کی مہربانیان فرماکر یہ خوشخبری سنائی تھی کہ جس قدر فیض وفضیلت بزرگانِ دین سے باجن کو ملی تھی۔ آج کے روز عبدالحکیم کے حوالہ کی گئی۔

مصرع بادِ دل گنج الٰہی حکمتش

یاد شیخ حسن خطاط

آپ شیخ محمود انصاری شیرازی کے فرزند ہین۔ درسی کتابون کی تحصیل آپنے اپنی زاد بوم مین کر کے خوشنویسی

مین بھی ناموری حاصل کی تھی - کہتے ہین جن ایام مین ملک فارس - شاہ طہماسپ ابن شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ
خراسان کی قلمرو مین شامل ہوا - اُس نے شاعرون کے گروہ کو قبول شیعی مذہب پر لوگون کو برانگیختہ کرنے کے
واسطے مقرر کرنا شروع کیا - آپنے تمام خانہ نشینون سے علیحدہ اپنی والدہ ماجدہ کو ہمراہ لیکر خشکی کے راستہ سے
حرمین شریفین کا قصد فرمایا - اور ان دونون مقدس بابرکت مقامات مین ایک عمر تک رہکر حدیث کی سند وہان
کے علماے صحت کے ساتھ حاصل کی - اور پھر دریابار کے راستہ سے گجرات مین آئے - اُس وقت سلطان
مظفر گجراتی بزرگ کا عہد تھا - یہان پر چند روز بزرگون کی ملازمت مین رہکر افاضہ و استفاضہ کا بازار گرم رکھا -
جب سلطان سکندر لودہی کا زمانہ شروع ہوا - تو آپ گجرات سے آگرہ کی طرف روانہ ہوئے - لودہی نے آپ
کی خدمت گزاری - دلجوئی - اور تعظیم کی - اور قیام آگرہ کے واسطے التماس کیا - چونکہ التماس کا قبول کرنا
عمدہ عادات کی خصوصیات مین داخل ہے - لہذا ابتدا کہنے سے کمال تاکر مکان بنانے کے ارادہ سے
زمین پر بچھا دیا - اور سلطان کی خواہش کو قبول فرمایا - اس کے بعد لودہی اور پھر جو کوئی وہان کا فرمان روا ہوا - وہ
آپ کی خدمت ضرور کرتا رہا - وہ ہمیشہ آپ کی خلوت اور انجمن کی حاضری کا طالب ہی رہتا تھا - روایت ہے
کہ اکثر پرستاران خانہ - خوشخطی صحیفون کے سرورق کی صفائی - اور طلائی رنگ آمیزی کے کام مین کامل
مہارت رکھتی تہین - اور لوگ اس پیشہ کا اس درجہ پر ہونا آپ کی خرق عادات مین سے سمجھتے تھے - شیخ
زین نے جو جنت آشیانی ہمایون شاہ کے صدر تھے - اپنے اشعار مین آپ کی فضیلت کی تعریف فرمائی ہے

مصرع ہست شعر من ز عقل و نقل خواہم شنود ؁ جامع المعقول و المنقول مولانا حسن ؁ تاریخ یہ تھی - جب
ہجری سنہ نوسو چہین کو صفحہ دنیا سے رقم ہستی مٹائی - اور نام سے آخرین نامہ کا لکھنا شروع کرکے خط نیستی ختم کیا

مصرع نام او برلوح دل مرقوم باد ؁ آپ آگرہ مین دفن ہین -

یاد شیخ امان اللہ پانی پتی

آپ کا نام عبد الملک ابن عبد الغفور ہے - قدس سرہما - شیخ محمد حسین قادری سے آپ بیعت بھی ہین -
اور خلافت بھی رکھتے ہین - اور رسمی علم بالخصوص علم تصوف کی تحصیل مین شیخ محمود مودود لاری کے شاگرد ہین جن کے
کسی قدر حالات لکھے جا چکے ہین - وحدت وجود کے بارہ مین آپ کی تحقیقات سے شیخ محی الدین عربی کا زمانہ یاد
آتا تھا - فصوص اور فتوحات وغیرہ کتب صوفیہ کی تمام مشکلات باسانی بیان فرمایا کرتے تھے - ہمیشہ ہم رازون
سے کہا کرتے تھے - اگر اہل زمانہ - خودداری کی عادت چھوڑ کر انصاف سے کام لیوین - تو وحدت وجود کے

مقدمات عقلی و نقلی دلائل سے ادنیٰ و اعلیٰ کے ذہن نشین کر دیے جاوین - اور نیز فرمایا کرتے تھے - بنیے سلوک کی بدولت رسمی علم کے تنگ و تاریک کوچہ سے نکل کر الٰہی معرفت کے میدان مین قدم رکھا ہے - اور کشف و کرامات کے بارہ مین دو تین میدان سب سے آگے ہی بڑھا رہا ہون - وحدت وجود کے مقام کو اہل تصوف طاقت عقل سے باہر سمجھکر کشف صحیح کے حوالہ کر دیا کرتے ہین - آپنے عنایت ایزدی کی مدد سے عقل کو اس عالی مقام کی سرحد تک پہونچا کر سولہ معقول دلیلین اسپر قایم کی ہین - مولانا جامی قدس سرہ کی کتاب لوائح پر ایک شرح لکھی ہے - جو علم التصوف کی تمام ضروریات کو حاوی ہے - اور مذکورہ بالا سولہ معقول دلیلون مین سے بعض دلیلین اس شرح مین بھی لکھی ہین - جو شخص تلاش کرے گا - وہ ان کلیات تصوف کے مطالعہ سے اپنے مقصد مین کامیاب ہوگا تاریخ بارھوین ربیع الآخر ہجری سنہ نو سو ستاون کو عنصری عالم سے رخصت ہو کر دائمی خوابگاہ اُسی شہر مین اختیار کی جس مین بزمانہ حیات قیام تھا - مصرع یاد کشف اہل دل مقبول او -

یاد قاضی مینا

آپ کے پدر بزرگوار کا نام یوسف ابن حامد ابن ابوالمفاخر ابن لسین منڈو (مانڈو) والا تھا - آپ نقلی اور عقلی دونون علمون مین یکتائے زمانہ تھے - آپ کے حالات کسی قدر اس طرح پر ہین - الٰہی مشیت سے بھائیون کی مخالفت نے آپ کو صغر سنی مین ہی - وطن سے نکال کر چندیری کا مسافر بنایا - یہ سرگردانی اور پریشانی آپ کے کسب کمالات کا باعث ہوئی - یہ بالکل سچ ہے - جو یوسف منش ہوتے ہین - وہ قعر چاہ سے ہی مصر جاہ کو پہونچا کرتے ہین - القصہ - جس سال رانا سے چیتور نے فتح پاکر چندیری کو شکست دی - تو چندیری کے باشندے آوارہ ہوئے - آپنے بھی اسی حادثہ مین دوسرے بزرگون کے ساتھ ہجرت کر کے ایک مدت تک جتھرہ مین بسر اوقات کی - جب آپنے ملوخان کے درویش دوستی اور آنے والون کے ساتھ عزت اور حرمت سے پیش آنے کا شہرہ سنا - تو جتھرہ سے دارالاسلام منڈو (مانڈو) مین آئے - ایک مدت تک ملوخان کے وزیر سیف خان نے جس کو آپ کے ساتھ نسبت خویشی بھی تھی - ضروریات وقت مین آپ کی مدد کی - اور آپکے آنے سے ملوخان کو آگاہی نہین دی - اس سبب سے آپ بہت پریشان خاطر اور غمگین رہا کرتے تھے - اتفاقاً کسی تقریب سے ایک دوسرے وزیر نے ملوخان کے حضور مین آپ کی تشریف آوری کا حال عرض کر دیا - کہ ایسا عالم شخص جتھرہ سے آیا ہے - اور سیف خان نے حضور سے چھپا کر اُس کو اپنے واسطے پسند کیا ہے - شاہ نے یہ خبر پاکر دونون کو مجلس خاص مین بلایا - اور آپ کی مصاحبت سے بہت خوش ہوا - آپ کے خاندان اور آپ کے بزرگون کے حالات دریافت

کرنے شروع کئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے تیسرے دادا شیخ یسین سلطان محمود خلجی کے زمانہ مین منڈو (مانڈو) کے قاضی تھے۔ یہ سنکر شاہ نے منصب قضا کا خلعت ارث اور استحقاق کے طور پر آپ کو عطا فرمایا۔ اور اپنا ہمنشین کیا۔ مصرع بادروزی اور بنا بہ قضا ؛

یاد شیخ چکن کھندوتی

آپ کا باطن اخلاص اور اخلاق کے ساتھ آراستہ۔ اور آپ کا ظاہر زہد اور اصلاح کے ساتھ پیراستہ تھا۔ قصبہ کھندوت جلال پور سرکار کالپی مین ہے۔ یہی آپ کا وطن۔ مولد۔ اور مرقد ہے۔ آپ اہل دول کے ساتھ تونگرانہ پیش آیا کرتے تھے۔ ملوک زمانہ کے سامنے اپنی احتیاج ظاہر نہین کرتے تھے۔ یوسفی ولایت بھی رکھتے تھے آنے والے واقعات مثالی صورت مین آپ کو ظاہر ہو جایا کرتے تھے جب سال مین جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے شیر خان سور پر چڑھائی کی ہے۔ چونکہ کتابت کے ذریعہ سے شیخ کی بادشاہ سے ملاقات تھی۔ اسواسطے رقعہ لکھا۔ کہ ان ایام مین درویش کو عالم مثال مین ظاہر ہوا ہے۔ کہ ایک پرند کا بچہ ایک باز کے بازو پر بیٹھا ہوا باز کے سر پر ٹھونگین مار رہا ہے۔ میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ لشکر کشی کسی دوسرے وقت پر منحصر رکھی جاے۔ اس پیغام کو درجہ قبولیت نہین ملا۔ اور جو نامناسب حالت آسمانی کاغذ مین لکھی ہوئی تھی۔ اُس کا ظہور ہو گیا ہجری سنہ نوسو اکسٹھ مین عنصری جسم چھوڑ کر مثالی عالم کو روانہ ہوئے۔ مصرع ع باد وحدت سیر گاہ جان او۔

یاد شیخ جلال

آپ شیخ عبد اللہ کے بیٹے۔ اور شیخ یوسف کے بھائی ہین قدس سرہم۔ عبارت آرائی۔ اداے معانی اور کاغذی حروف کے سمجھنے مین اپنے وقت کے ایک ہی تھے۔ آپنے ہجری سنہ نوسو تیئس مین عالم غیب سے عالم دنیا مین ظہور فرمایا۔ سات برس کی عمر تھی۔ کہ کلام ربانی حفظ کر لیا جب بارہ برس کے ہوئے تو کتب متداولہ کی تحصیل پوری کر کے بیسوین سال مین اپنے درس دینے سے پدر بزرگوار کے مدرسہ مین ایک تازہ رونق پیدا کی اور مختلف خطوط مین خوش نویسان زمانہ کے اندر سرگروہ ہوئے۔ اٹھتالیس سال نشاط زندگی حاصل کیا۔ پھر ہجری سنہ نوسو اکسٹھ مین اسی عمدہ آراستگی و پیراستگی کے ساتھ جیسی بیان کی گئی ہے۔ الٰہی دیدار کی جلوہ گاہ کو چلے گئے۔ اس حیرت افزا واقعہ کا مجمل بیان اس طرح پر ہے۔ کہ صدر الذکر سال مین جب سلیم خان پسر شیر خان سور افغانی ہوا۔ جو فرمان رواے وقت تھا۔ تو تاریخ چودھوین ماہ ذی قعدہ کو دولت خان پسر غازی خان بیانہ سے دوش ملا کر دار الخلافہ آگرہ مین آ پہونچا۔ پندرھوین تاریخ گوشہ نشین محلات کی سیر کے واسطے قلعہ مین گیا۔ جن

کوٹھون کے دروازے بند تھے - اُن کو خزانہ کے مکانات سمجھا - قفل توڑے گئے - یہ توپخانہ تھا باروت سے
ہوا - اتفاقاً یا ہمراہی تو بچیون مین سے کسی توپچی نے جس کے توڑہ مین تارہ کی طرح آگ چمکتی تھی - ایک چنگار
گرادی - چنگاری کا گرنا تھا کہ وہ بہشت نما عمارتین دوزخ کی طرح بھڑک اُٹھین - بیانتک کہ سنگین دیوارین ہوا
پرندون کی طرح اُڑ گئیں - ان اُڑنے والی چیزون مین سے ایک پتہ کا ریزہ چنے کی برابر آسمان سے شیخ جا
کے سر مین آکر لگا - اس کے بعد ایک رات دن زندہ رہے - لیکن زبان بات کرنے پر قادر نہ تھی - بعدہ سولہ
تاریخ کو پچھلے دن مین اعلی علیین کو جانے کے واسطے کجاوہ باندہ کر چلے گئے -

یاد مبارک خان ہروی

آپ ہند مین ہرات سے آئے تھے - اور مہوبہ قصبہ مین جو سرکار کالپی مین ہے - بموجب حکم الٰہی - گوشہ گ
ہوئے گھر بنالیا - اور خانقاہ بھی بنالی - ہمیشہ حجرہ مین رہا کرتے تھے - اور قرآن پڑہتے رہتے تھے - لیکن نماز جماعت
سے نہین پڑہا کرتے تھے - اور کسی شخص کے آنے پر تعظیم کے واسطے نہین اُٹھا کرتے تھے - اس سبب سے قاضی ابراہیم
محمار بنواری آپ کو بدی کے ساتھ یاد کیا کرتے تھے - ایک اور شخص تھے آزاد مزاج - قاضی حسین نام تھا - اتفاقً
ان کے ہمراہ قاضی ابراہیم مہوبہ مین آنکلے - اور ہمراہی کے سبب سے خان کے پاس بھی گئے - آپنے فرما
بعض لوگ مجکو دو باتون مین معیوب جانتے ہین - اور چونکہ بُرائی اُن کے دل مین ہے - اس سبب سے خود جوا
اپنے دل مین سوچ کر مجکو معذور نہین سمجھتے - پھر فرمایا - درویش مثل میت ہوتا ہے - اُس کا دیکھنا - زیارت
گور کی مانند ہے - اور خاکی تو وہ کے نہ اُٹھنے سے کوئی عیب پیدا نہین ہوتا اور نیز جس شخص نے اپنے تمام
قرآن کے پڑہنے مین لگا دئے ہون - اُس کو تلاوت کے درمیان مین کسی غیر کی تعظیم روا نہین ہے - اس کے ب
آپنے فرمایا۔

"مینے سنا ہے - کہ خداوند عرفان و وجدان شیخ شرف یحییٰ منیری جماعت مین نہین آیا کرتے
تھے - ایک روز قاضی شہر کی کوشش سے مسجد مین گئے - امام کے گھر کے صحن مین ایک
کنوان تھا - اور ایک گھوڑی کا بچہ بھی پال رکھا تھا - جو کُھلا رہتا تھا - اس خوف سے کہ کہین
کنوئین مین نہ جا پڑے - نماز کے اندر دل بچھیرے کے باندہنے کی طرف گیا - یہ حالت دیکھکر شرف
اولیا نے نیت نماز توڑدی - اور کہا - امام تو بچھیرہ کے انتظام کے واسطے چلا گیا مجھہ مین
اُس کی ہمراہی کی طاقت نہین ہے - سوائے اس کے جو غائب ہے وہ خود اقتدا کے لائق نہین

ناچار نماز از سر نو پڑھی - امام نے بھی اُن کی اندرونی آگاہی پر اقرار کیا"

پھر فرمایا - اگرچہ عروس کا ناز - ماں کے حسن پر زیب نہیں دیتا ہے - لیکن پھر بھی اُسی کی لڑکی ہے اور اکثر امام خانۂ خدا (دل) کو تو بیل اور گدھے کی چراگاہ بناتے ہیں - اور روئے توجہ خانۂ خلیل (خانۂ مکہ) کی طرف کرتے ہیں بیت

دہ بُود سنے دل ست آنکہ درد		گاؤ و خر باشد و ضیاع و عقار	

کہتے ہیں ہر روز آپ کے دروازہ پر نقارہ بغرض اعلان و طلب بجایا جاتا تھا - اور آواز نقارہ سنکر کیا غریب اور کیا مقیم مساکین فراہم ہوا کرتے تھے - اور آپ ہر ایک کو نقدی روزینہ دیا کرتے تھے - اسی طرح جب کہ واپسین سفر کا وقت آیا - یعنی ہجری سنہ نو سو ترسٹھ تھا - تو ہر دم بیخود ہو جاتے تھے - اور نقارہ بجانے - فقرا کے جمع ہونے - اور معمولی روزینہ تقسیم کرنے کا حال دریافت فرماتے تھے - دریا نام ایک خادم تھا - وہ جواب دیدیا کرتا تھا - جب خادم نے کہا - ہنوز میں نے کچھ نہیں دیا ہے - تو فرمایا - اُس ظرف میں سے دیدو جو تخت کے نیچے ہے - چونکہ ظرف میں پیسہ بہت کم - اور حاجتمند بہت زیادہ تھے - تو خادم متحیر ہوا - کہ اب کیا کروں - پھر آپ نے دریافت فرمایا - تو خادم نے عرض کیا - ہر ایک شخص کو کتنا کتنا دوں - فرمایا پانچ پانچ رائج الوقت قرص دیدو - خادم نے دیکھا کہ پیسے اتنے کم ہیں - کہ چار آدمیوں کو بھی کفایت نہیں کرینگے - لہٰذا اس حکم کی تعمیل میں تامل کیا - پھر آپ نے فرمایا جلدی کرو - دیدو - خادم نے پھر عرض کیا کتنا کتنا دوں - فرمایا - ہر ایک شخص کو ایک مٹھی - یہ سنکر اور بھی زیادہ حیران ہوا - فرمایا - سنو دریا - دینے والا معمار کی مثال ہوتا ہے - جو دیوار میں اینٹوں سے چنائی کرتا ہے معمار جتنا زیادہ سبک دست ہوگا - صاحب عمارت اہتمام میں اُتنا ہی زیادہ سرگرم ہوگا - اور مزدور بھی گارا اور اینٹیں پہونچانے میں اُتنے ہی زیادہ چالاک ہوں گے - جب خادم کو یہ تازیانہ لگا - تو دلیر ہوا - اور پیر کے موثر دم کی برکت سے سب کو ایک ایک مٹھی پہونچ گیا - اور ابھی ظرف خالی نہیں ہوا - جب آپ کو معلوم ہوا - کہ سب نے پا لیا ہے - تب مُنہ کے اوپر چادر کھینچ لی - اور عالم علوی کو روانہ ہوئے - آپ کے بعد دریا جانشین ہوا جنتیں برس تک اُسنے پیر کا طریقہ قایم رکھا - اور جب وقت آیا - تو پیر کی خوابگاہ کے تحت میں زیر خاک سو رہا مصرع مبارک باد وصل دوست اورا -

یاد سید محمد ابن سید معظم

آپ اپنے باپ کے مرید - اور قاضی محمد ابن کدن کے شاگرد تھے - خوابگاہ کا پی ہے - آپ کی عادت ایسی خوب تھی - جیسا آپ کا چہرہ - اور آپ کی طبیعت ایسی زیرک اور عمدہ تھی - جیسے آپ کا جسم - تقریر سخن شلست

عمدہ لکہا کرتے تہے - فنا کی چادر کندہے پر تہی اور اُستاد کے ساتہہ اعتقاد حلقہ بگوشانہ رکہتے تہے - کہتے
اگر بالفرض قاضی پیراہن کے نیچے مخفی طور پر زنار باندہ لیوین - تو محمد طاہر ظہور زنار باندہ لیوے گا - ن
کے ساتہہ پیشانی پر قشقہ بہی لگا دے گا - اور برہمنانہ ناقوس بہونکے گا - اگر ایسا نہ کرے تو معظم کا بیٹا نہ
باپ اور اُستاد کے طریقہ کی پیروی مین کاَنَّہٗ ھُوَ تہے - بیت

نہصد و شصت و سہ ز عالم رفت	عالمے در لباس ماتم رفت

یاد شیخ دانشمند

آپ کا نام بیارہ - اور باپ کا نام کبیر ابن محمود چشتی ہے - شاہ فخر الدین ابن حامد چشتی کے مرید ہین - نزا
لکہنؤ اور جنوا لگاہ منڈو (مانڈو) ہی آپ رسمی علم کا خزانہ - اور صلاح و راست کرداری کی کان تہے - زمانہ کا
کو آپ کی ذات سے رونق تہی سات بار سفر حجاز سے مشرف ہوئے تہے - ساتوین دفعہ اپنی والدہ ماجدہ کو کندہ
پر اُٹہا کر ہمراہ لے گئے تہے - پہر مکہ معظمہ سے گجرات ہو کر معاودت فرمائی - اگرچہ نہروالا مین جو آج پٹن کے نام
نام زد ہے - وطن بنانے کی پیر سے اجازت لے لی تہی - لیکن منڈو کی خاک دامنگیر ہوئی - اور یہان کے لوگو
کی محبت اور ربط ضبط نے بہی جنبش نہین کرنے دی - لہذا یہان پر گہر بنالیا - اور کدخدا بہی ہوئے سلطا
ناصر الدین خلجی کے زمانہ سے سجاول خان افغان کے عہد تک تقریباً پچاس سال منڈو مین رہکر پہر ایک
کے علوم پڑہائے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے - ایک سو بیس سال کی عمر پائی - بغیر عصا کے رات مین
راستہ چل سکتے تہے - اور ہم نشینون مین کہا کرتے تہے مَنْ جَاوَزَ الْاَرْبَعِیْنَ وَلَمْ یَاخُذْ عَصًا فَقَدْ عَصٰی
اور یہ بہی فرمایا کرتے تہے - کہ چالیس سے متجاوز ہونے کے ساتہہ اکثر ضعف آتا ہے - یعنی تجاوز کو ناتوانی ا
ہے - اور بیارہ کو ایزدی عنایت طاقتور رکہتی ہے - اگر عصا ہاتہہ مین نہ لیوے - تو تعجب نہین کرنا چاہ
ہجری سنہ نو سو ترسیٹہہ کے رمضان مہینے مین واپسین دم آگاہی کے ساتہہ بسر کردیا - اور عنصری چادر
جان کے کندہے پر پڑی ہوئی تہی - خاک پر چہنکا دی - آپ کے ایک لڑکا تہا شیخ عثمان نام کسی قدر تحصیل
کمالات باپ کے درس سے کی تہی - آپ کی رحلت فرمائی کے بعد شیخ عثمان جانشین ہوئے راقم گلز
مصاحب یک رنگ اور محرم با اخلاص تہے - کہتے تہے - کہ شیخ فرمایا کرتے تہے - مینے سید محمد جونپوری کو جو اپنے
زعم مین مہدی ہین - منڈو مین دیکہا ہے - مہدویت کے بارہ مین دریافت کیا تہا - تو سید محمد نے جواب دیا - کہ یہ

سلہ جس شخص نے چالیس سے متجاوز ہو کر عصا نہیں پکڑا تہا - گویا اُس نے گناہ کیا ۱۲ -

مینے نہین کہی ہے۔ اور نہ مین کہتا ہون۔ یہ جاہل معتقدین کا بہتان ہے مصرع ع از خدا آفرین خطا ئیش باد۔

یاد شیخ آدہو حصاری

آپ پیران سہروردا اور چشت کے سلسلہ کا دم بہرتے تھے۔ ذکر و شغل توکل و تسلیم۔ ہمت و ایثار۔ یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تہین۔ کہتے ہین دعوت اور تسخیر کے بدولت ایک جن۔ آپ کی فرمان برداری اور خدمت گزاری مین رہتا تہا۔ جب آپ کسی کام کے بنانے کے واسطے اُس کو بلاتے تہے۔ تو دو تین شخص کا کام دو تین روز کا وہ جن تنہا تہوڑی دیر مین پورا کر دیتا تہا۔ لوگ جن کی محنت دیکھکر متعجب ہوا کرتے تہے۔ اور جن کو دیکھکر شیخ کی سلیمانی ولایت کی قائل ہوتے تہے۔ آپ کا سال وفات دسوین صدی کا آخرین نصف حصہ ہے۔ خوابگاہ قلعہ فیروزہ مصرع حصار نفس شکستن کمال فیروزیست۔

یاد شیخ ابراہیم کلہورا سندہی

آپ حضور تہے۔ شاہ منصور مجذوب کے ہم عصر ہین۔ تصرفات اور کرامات بہی رکہتے تہے۔ ہر روز پانسو مظفری سکہ وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ[1] کے خزانہ سے آپ کو پہنچ جایا کرتے تہی اور آپ اُن کو محتاجون پر تقسیم کر دیا کرتے تہے ایک روز فرمان روا ے وقت میران شاہ مبارک ایک بڑی بہاری نذر آپ کی خدمت مین لایا۔ آپنے قبول نہین فرمائی۔ اور کہا۔ یہ مال مخلوق کا ہے۔ ہماری تقدیر کا نہین ہے۔ چند روز بعد جنت آشیانی کے لشکر نے گجرات سے خاندیس کی طرف رخ کیا۔ کہتے ہین۔ اُس وقت کا ذکر ہے۔ کچھ لوگ اہل زمانہ کی شکایت آپ کے سامنے لیکر آئے۔ کہ ہمارے زمانہ سے پہلے ایسے بزرگ تہے۔ جن کا کہنا گویا الٰہی تقدیر کا نوشتہ ہوتا تہا۔ اُن کا کہنا بے کم و کاست واقعات کے موافق ہو جایا کرتا تہا۔ آپنے فرمایا اگر زمانہ سلف کے بزرگ اس پتہر سے کہدیتے کہ زر ہو جا۔ تو کیا اُسی وقت یہ پتہر زر ہو جاتا بات ابہی تمام نہین ہوئی تہی کہ پتہر نے طلا کا رنگ پکڑنا شروع کیا۔ آپنے تبسم فرمایا۔ اور کہا۔ اے سنگ مین تجہہ سے طلا ہونے کو نہین کہتا ہون۔ مین تو ہنسی مین ہم نشینون سے بات کہتا ہون۔ مصرع باد اکشا د بروے در ہاے آسمانی۔

یاد سید ابو سعید ابن سید راجو

آپ متوکل۔ عالم۔ عارف۔ عاشق۔ اور شاعر تہے۔ جب رانا کا واقعہ پیش آیا تہا۔ اُس وقت مین آپکے پدر بزرگوار چندیری سے کالپی کو چلے گئے تہے۔ اور وہین مکان بنالیا تہا۔ قدما کی غزلون کے دیوان کے دیوان آپ مخمس کیا کرتے تہے۔ کبہی کبہی قصیدہ بہی کہا کرتے تہے۔ آپ آزاد تہے مگر ساتہہ ہی عیال داری کا باربہی

منہ پر رکھا ہوا تھا۔ باایں ہمہ کبھی تنگ دل نہیں ہوئے۔ پچاس برس تک فرمان روائے وقت کی طرف احتیاج نہیں
ے گئے اور اپنے دل کو دفع الوقتی کے حوالہ کر رکھا تھا۔ جب آغاز شباب تھا۔ تو علاقہ خاطر سید جلال نامی ایک شخص کے
معنی جمال سے پیدا ہو گیا تھا۔ مگر محبوب حقیقی کی غیرت نے اُس عنصری آئینہ کو توڑ کر نیست و نابود کر دیا ایک روز
نوجوان غلام ہاتھ پر پانی ڈال رہا تھا۔ کہ بجلی اُس پر گری۔ حال آنکہ بجلی گرنے کا کوئی سامان نہ تھا۔ سید بھی بجلی
چمک سے تین روز تک بیجان جسم کی طرح پڑے رہے۔ بس ہاتھ کی ایک انگلی میں کسی قدر جنبش تھی۔ اس کے
مد زندگی از سر نو ہوئی۔ پھر آپ نے رسمی علم کا درس شروع کر دیا تھا۔ ہجری سنہ نو سو چھیاسٹھ میں حقیقی معشوق کے
مان حاضر ہونے کے واسطے چلے گئے۔ آپ کی خوابگاہ اور زاد بوم دونوں کالپی ہیں مصرع باد جشش روشن از دیدار حق

یاد خطیب ابو الفضل شیرازی

آپ معقولی اور منقولی علوم بہت طرح کے جانتے تھے۔ اور فروع و اصول کی بہت سی کتابیں۔ پڑھی ہوئی
تھے۔ سلطان محمود کے عہد میں شیراز سے گجرات میں آئے تھے تفسیر بیضاوی پر آپ کا ایک حاشیہ ہے جس میں
مان نزول کے متعلق انواع و اقسام کے لطیفے۔ اور تفسیر کے متعلق بہت سے دقیقے لکھے ہیں جو اصحاب علم
یقہ شناس ہیں۔ وہ اسکی خوبی کو پہچانتے ہیں۔ جب تک زندہ رہے۔ تب تک دولتمندوں کے ساتھ اس طرح
سلوک اور برتاؤ رکھا۔ کہ دوسرے علم والوں کی عظمت اور آبرو میں افزونی ہی ہوتی رہی۔

مصرع فضل و شیراز معنی ساختہ گجرات را ؂

یاد مولانا لطف اللہ

آپ مولانا خواجگی کا شانی کے مرید ہیں۔ ریاضت اور مجاہدہ کی منزلیں۔ اور مراقبہ کے مرحلے آپ طے کر چکے
تے۔ ملا محمد قاضی کی تلقین اور خدمت سے بہت کچھ کمال اور تکمیل کا حصہ آپ کو ملا تھا۔ کہتے ہیں۔ جب زمانہ
عبید خان کا تھا۔ تو دار الاسلام سمرقند میں آپ کے اور شیخ حسین خوارزمی کے درمیان میں کچھ عرصہ تک مناظرہ
ری رہا۔ اور یہ مناظرہ سلسلہ کے تعصب (حمایت) میں تھا۔ چونکہ مولانا نہایت شیریں زبان اور فصیح بیان
تھے۔ لہذا مناظرہ میں کامیابی آپ کو ہی ہوئی۔ مگر فرمان روائے وقت کو حسن عقیدت شیخ خوارزمی سے تھی
سبب سے نہایت غصہ آیا۔ جس سے اُس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور اندھیرا چھا گیا۔ اس اشتعال میں آ کر
لانا کی زبان کاٹ لینے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو بظاہر اسباب ناتوان ہیں۔ ناگہانی آفت سے
ور اُن لوگوں کو جو توانا ہیں۔ نشہ دنیا کی لغزش سے محفوظ رکھے۔

یاد خواجہ بہاء الدین محمدؒ

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے بیٹے ہین - چونکہ اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی کچہری مین فہرست ایجاد کی اندر آپ کے نام سے ولایت اور عنایت کا ایک خاص حصہ لکہا ہوا تہا - لہذا جس وقت آپ کو اس عالم مین آنے کی اجازت ہوئی - اُس وقت اُس تحریر کے بموجب فرمان تقدیر آفرینش کی قلم سے پیشانی کی تختی پر لکہا گیا - اور توحید کے طغرے اور تحقیق کی مہر سے مزین کیا گیا - اور یہہ فرمان آپ کے سپرد ہوا تاکہ اس فرمان کے مطابق عالم شہادت (دنیا) مین تقدیر کا شحنہ - کرامات کا نقد - اور مقامات کی جنس - آپ کے اقوال اور افعال کے کارخانہ مین جو کارپرداز ہین - اُن کو سپرد کر دیوے - کہتے ہین - آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید تہے - اور ہدایت بہی اُنہین سے پائی تہی - اور نیز اپنے بڑے بہائی - خواجہ کلان سے بہی کچہہ حصہ کمالات کا پایا تہا -

یاد مولانا ولی میان کاپی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے مرید ہین - بخارا مین ایک مقام پر کسی قدر زمین نشیب مین واقع ہوئی ہے اور وہان پر ایک مسجد بہی ہے - جو مسجد مغاک کے نام سے نامزد ہے - اُس مسجد کے ایک گوشہ مین آپ کا قیام تہا - پاس انفاس اور شناخت ضمائر مین آپ مستغرق رہتے تہے - جس وقت آپ نفس ناطقہ کو کام مین لاتے تہے اور کلام کا دروازہ کہولتے تہے - تو ہم نشینون سے عقل و ہوش اور خودداری ہوا ہو جاتی تہی - اور مولوی کی معنوی مثنوی مین عارفانہ توجیہات بیان کیا کرتے تہے - کرامت اور تمکین (مقامی از سلوک) کا مقام آپ کو حاصل ہتا -

یاد مولانا عماد طارمی

آپ - سماعی - (منقولی) علوم مین اہل زمانہ کے اُستاد اور علماے زمانہ مین سب سے زیادہ عالم تہے - جب سلطان محمود اور سلطان مظفر کا زمانہ تہا - تو گجرات مین آپ کا درس کمال رونق پر تہا - شیخ وجیہ الدین علوی اور قاضی علاء الدین عیسی احمد آبادی ایسے با علم اصحاب نے بہی آپ کے روبرو کتاب کہولی تہی - اور آپ کی درس سے استفادہ کرکے - مدرسی اور علم المعانی کے درجہ کو پہونچے تہے قدس اسرارہم

مصرع طارم دانش فزائی را ستون آمد عماد

یاد مولانا یونس لاکہ

لاکہہ ایک قبیلہ کا نام ہے - آپ کو علم کی تعلیم دینے مین اور بصیرت کے حاصل کرنے مین شیخ وجیہ الدین علوی

ضی عیسی احمد آبادی کی برابر دستگاہ تھی - قاضی عبدالغنی - سید ابراہیم بھکری - شیخ نظام الدین ابن کبیر
یب سندھی - اور قاضی اسحق آسیری جن کے کسی قدر حالات ہر ایک کی یادداشت مین لکھے گئے ہین
شاگرد ہین - رحمہم اللہ مصرع بادا انیس جانش شوق خداشناسی -

یاد قاضی قاضن سندھی رحمہ اللہ

آپ تحصیل سے فراغت پانے کے بعد رسمی علوم سے برداشتہ خاطر ہو گئے تھے - اور تبدیل اخلاق کے ذریعہ
، عالم اجسام کا (دنیاوی) معاملہ حل کرنے کی تلاش ہوئی - نفس کی لڑائی کے ذریعہ سے اس معاملے کے حل کرنے
، کامیاب ہوئے - اور اشیا کی حقیقتین آپ کی چشم شہود مین نظر آگئین یہ چند کلمہ آپ کی باتون کا ماحصل ہین
کو سندھی زبان مین آپنے اپنے ملک کی طرز پر نظم کیا تھا - (۱) آپنے فرمایا ہے - کہ کنز اور قدوری پڑھنے سے
نت کی مہک ذرہ برابر بھی میرے دماغ مین نہین آئی - اور حصول مطلب جو ہوا - تو اس عالم کے
ے ہوا (۲) تمام زبانون مین کلمہ لا سے تیری نفی کی گئی ہے - اور تو ہنوز اپنے اثبات کے درپے ہے (۳)
س کی نفی کرتا ہے جب ماسوائے حق ہستی ہی نہین رکھتا ہے (۴) ہم جس کے مشتاق ہین - اگر غور سے
ا جاوے - تو وہ ہم ہی ہین - اس قسم کی آپ کی باتین اس سے زیادہ ہین - کہ لکھنے سے ختم ہون - اور ہر بات
طافت - اسی زبان کی طرز کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے - کہ جس زبان کی وہ بات ہوتی ہے - ترجمہ کے
ب مین وہ لطافت قائم نہین رہ سکتی ہے - شیخ ابراہیم ابن عمر سندھی - جن کی قبر کا قبہ برہان پور کے
ب شمالی کی طرف ہے - آپکے باعقیدت دوستون مین سے تھے مصرع ذات حق باد گلشن روحش

یاد سید عبدالاول دولت آبادی

آپ بڑے علم والے - اور بڑے باطن والے تھے - تمام فنون مین سب سے زیادہ عالم ہونے کا دعوی
ی شیخ محی الدین عربی کی فتوحات مین خطبہ سے لیکر خاتمہ تک جو دشواریان تھین - اُن کو مطالعہ کے
سے حل کیا تھا - اور حاشیے اور تعلیقات لگا کر صاحبان استعداد کے واسطے آسان کر دیا تھا
ح بخاری پر ایک بسیط شرح لکھکر - فیض الباری نام رکھا ہے - یہ نام گویا آسمان سے نازل ہوا ہے -
نق تفتازانی کی مطول معانی پر ایک بڑا لمبا حاشیہ لکھا ہے - علی ہذا القیاس منطق اور حکمت کلام
، اکثر کتب مدارس پر مفید حاشئے تحریر کئے ہین - طریقت مین قادریہ اور مغربیہ سلسلہ کے ساتھ تعلق
ھتے تھے - بلکہ متعدد طبقات کے اکثر مشائخ کی تلقین سے مستفید اور روشن ضمیر تھے - ہجری

سو سینتالیس تہا کہ غوث الاولیا نے گوالیار سے گجرات کو ہجرت فرمائی تہی - اُن ایام مین میر بہی گجرات مین ہی
ف رکہتے تہے - غوث الاولیا نے کلید مخازن - جو اُنہین کی تصنیفات سے ہے - میر کی خدمت مین اصلاح
ہبانہ سے پیش کی شیخ صدرالدین ذاکر فرماتے تہے - کہ جناب میر نے ایک روز غوث الاولیا کی مجلس اقدس مین
القریب سے ذکر کیا - کہ ہیئت اور حکمت کے جو مشکل مسائل - سلف کے کئی علما اور حکما اپنی تقریرون اور ترجمون
ل نہین کر سکے تہے - کلید مخازن کے مطالعہ سے اُن مغلقات کے حل کرنے کے واسطے ایک کنجی ہاتہ آگئی
ب ایک نامہ ہے - جس سے حقیقتین نظر آتی ہین خدا کرے - اس نامہ کا سمجہنا - دوستون کو روزی ہو - کہتے
چند سال بعد دکن کی طرف چلے گئے تہے - خوابگاہ دولت آباد دکن ہے - جس کا پرانا نام دیوگڈہ تہا -

مصرع خاندان دولت آباد از طفیل دین اوست

یاد شیخ شاہ محمد

آپ حسن طاہر قادری کے بیٹے ہین - جو عالی سلسلہ کے بزرگون مین سے ہین - صاحب کشف والہام
اور ہر اقسام کے علوم و فنون جانتے تہے - آپ کے اشعار کا ایک دیوان بہی ہے - بہت برسون تک حرمین شریفین
مجاور رہے تہے - اسی اثنا مین ایک روز سید عبدالوہاب بخاری نے جو حضرت مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین
ں سر ہوا - آپ کو خوشخبری سنائی - کہ حضرت خاتم النبوۃ صلعم نے مجکو معاملہ مین ایسا فرمایا ہے کہ اس ہندی
زادہ نے مسافرت کی تکلیفات مین بہت کچہہ صبر کیا ہے - لہذا اپنے ہمراہ ہند کی طرف لے جاؤ - آپنے
ب دیا - کہ جب تک مین اپنے کان سے یہ پیغام خاص حضور کی زبانی نہین سن لونگا - تب تک ملک ہند کو نہین
نگا - جب آپ اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے - تو جو کچہہ آپنے فرمایا تہا تعمیل کرنی پڑی - اور ہند مین ہی اخروی
ہی اختیار کیا - کہتے ہین آپکے پدر بزرگوار سلسلہ چشتیہ کے مرید تہے - جب آپ خانوادہ قادریہ مین گئے - تو
اللہ بن شیخ عبدالغفور پانی پتی نے اور نیز اُس صوبہ کے دیگر بہت مشائخ نے آپ کی پیروی کی شیخ امان
ستان کے صوفی عالمون مین پیشوا ہین - مصرع سالار کاروان ولایت متاع بود

یاد پیر راجہ مست دوالہ

آپ کو الٰہی کشش نے اپنی طرف کہینچ لیا تہا - اور عمدہ عمدہ خارق عادات آپ سے صادر ہوا کرتی تہین - اکثر
رہا کرتے تہے - ایک روز راقم گلزار کے ماموں صاحب سے ایک راستہ مین اُلجہہ گئے - تا کہ کچہہ ماموں صاحب سے
ن - ماموں صاحب نے کہا - میرے پاس کچہہ نہین ہے - مجذوب نے ماموں صاحب کی کمر مین ہاتہ ڈالا -

در کر مین سے ہمیانی کھولی - اور اُس مین سے دو مظفری سکے لیئے - پھر ایک مظفری ماموں صاحب کو واپس دیا - کہ ہمیانی مین ڈال دو - ماموں صاحب کہتے تھے - کہ داد وستد کے وقت مینے اُن کو شمار کیا - تو بے کم و کاست اولین شمار کی برابر ہوئے -

ایک ٹاٹ بیچنے والا ہندو تھا - جو آپ کے ساتھ انس رکھتا تھا - وہ ایسا بیمار ہوا - کہ طبیبون کو علاج سے اور اعزہ کو زندگی سے مایوسی ہو گئی - ناچار کوچ کے ارادہ پر آمادہ ہوا - باجر کو خبر لگی - تو آپ چلاتے ہوئے اُس بیمار کے پاس آئے - جو واپسین سفر پر مستعد بیٹھا ہوا تھا - اور کہا - کہ تمہاری بیٹھ مین پانچ فرزند ہین - جو سلامتی کے ساتھ پیدا ہونگے - لہذا ابھی مرنا موقوف رکھو - کہتے ہین - اُسی دم تندرستی کی علامت پیدا ہو گئی - اور وہ شخص نہین مرا - جب تک پانچ بیٹے پیدا نہین ہوئے -

علی ہذا القیاس یہ واقعہ بھی ہے - باز بہادر پسر سجاول خان - شیر خان کے بیٹے سلیم خان کا سپہ سالار تھا - ہجری سنہ کم و بیش نو سو چھیاسٹھ مین اُس کے سر کے اندر یہ مالیخولیا پیدا ہوا - کہ خطبہ اور سکہ میرے نام سے جاری کیا جاوے - اِسی خیال مین پیر باجر کے پاس آیا - اور خوشخبری سننے کا منتظر ہوا - آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مارا - اور کہا تاگا دوہرا نہین ہے - اِس کو ہاتھ مت لگاؤ جلد ٹوٹ جاوے گا - چنانچہ آپ کے فرمانے کے بموجب ہی آسمانی گردش بھی ہوئی -

اِس قسم کی عجیب عجیب باتین آپکی بہت کچھ لوگون کی زبان زد ہین - اِس مختصر رسالہ مین اُن کی گنجایش نہین ہے - منڈو مین جو شمالی دروازہ ہے - اُس کے پائین مین آپ کی خوابگاہ ہے - نعلچہ کے راستہ پر اُس دالان سے ملی ہوئی جو بزمان حیات آپ کا قرارگاہ تھا - اور قطب رویہ ہے - اِس مقام پر خم کی طرح ایک گڑھا سر دیابی سے بارہ مہینے بھرا رہتا ہے - آپ کی قبر کا مجاور آنے جانے والون کو اِس پانی سے سیراب کرتا ہے -

مصرع بادا غریق قلزم وحدت مثال او -

یاد شیخ حسن بدلہ

آپ دہلی کے بزرگزادون مین سے ہین - اور ماں کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تھے - ہمیشہ ننگے بدن رہتے تھے - اور اگر کوئی شخص مجبور کر کے کپڑے پہنا دیتا تھا - تو جلدی سے اُتار کر قوالون کو دیدیا کرتے تھے - حُسن صورت پر - اور حسنِ صوت پر فریفتہ اور ٹکٹکی باندھے رہتے تھے - بعض بزرگون نے آپکو خواب مین اِس طرح پر دیکھا ہے - کہ حضور خاتم پیغمبران علیہ السلام کی خدمت مین آپ ہاتھ ملے ہوئے دستِ مبارک

رہا ئی ڈال رہے ہین - اور بعض نے آپ کو حرم مکہ مین طواف کرتے ہوئے پایا ہے - ایک روز سلیم خان سور نے یہ آرزو پیش کی - کہ آپ میری شہ نشین بساط پر اپنا قدم رکھ دین - مگر آپنے سر ہلایا - اور پکار کر کہا - بہت جلد یہ تمہارا قالین نشاط تہ ہوجاوے گا - آخر کار بہت تھوڑے عرصہ مین آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہوا - کہتے ہین - آپ جس طرف جانے کا عزم فرمایا کرتے تھے اُس طرف والون کا دماغ پہلے سے معطر ہوجاتا تھا - اور اسی خوشبو کی علامت سے آپ کی تشریف آوری کی لوگون کو خبر مل جایا کرتی تھی - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کے بول وبراز مین بھی بد بو نہ تھی - ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو ساٹھ تھا - کہ آپنے عنصری لباس اُتار کر مثالی خلعت زیب بدن کیا - خوابگاہ دہلی کے بازار مین خواص خان کی قبر کے پاس ہے - خواص خان - شیر خان سور کے پرستارون مین سے اور اُس زمانہ کے عطیات لینے والون مین تھا - شیر شاہ کے بیٹے سلیم خان نے اُس کو ہجری سنہ نو سو ساٹھ مین شہید کیا تھا -

یاد شیخ جلال ابن طیب چانپانیری

آپ کا اتقا کا پلہ سلوک سے زیادہ وزنی تھا - آپ کے دور مین خدا شناسی کا پیمانہ بھرا ہوا تھا - آپ کی روزی حریر فروشی پر مقدر تھی - جس سال اور مہینے مین غوث الاولیا نے گوالیار سے گجرات کو ہجرت کی ہے - اُنہین ایام مین آپ نے اپنے بیٹے شیخ محمود کو آغاز ہوش مین غوث الاولیا کا مرید کرادیا تھا - خود بھی حاضر باش خدمت رہے - اور بہت کچھ سعادت اور عرفان کا حصہ لیا - کہتے ہین - کئی برس تک آپنے ایک ہی پیراہن مین اس طرح گذار دیے کہ اگر آستین پھٹ گئی - تو نئی آستین اُس مین لگادی - اور اگر پیراہن - سینہ یا بغل پر سے بوسیدہ ہوگیا - تو نئے کپڑے کا پیوند لگادیا - غرض جو قطعہ بیکار رہا - اُسی جگہہ دوسرا قطعہ لگا کر نیا کرلیا - القصہ جب تک زندہ رہے - اُسی روئی دار جامہ مین بسر کی - کوئی ثابت نیا جامہ نہین سلوایا -

یاد شیخ محمود چشتی رنتبھوری

آپ مراتب وجود کے حافظ - اور کشف وشہود کے مالک تھے - اپنے پدر بزرگوار شیخ الہداد چشتی کے خلیفہ ہین - شیخ الہداد کو خرقہ خلافت اپنے والد ماجد شیخ سدوہ گنج روان سے ملا تھا - شیخ سدوہ معرفت اور خدا شناسی کے جواہر پر کامل تصرف رکھتے تھے - ان کا سلسلہ شیخ محمد سعدی کو پہونچتا ہے - جو چراغ دہلی کے بزرگ خلیفہ ہین - آپ حکومت قادر شاہ کے زمانہ مین جس کا نام ملو خان تھا - اپنے وطن سے دار الاسلام منڈو (مانڈو) مین آئے تھے - اور دریاے نربدا کے کنارہ سونج کہہ ون مین قیام فرمایا تھا - سونج کھاون منڈو سے

جنوبی سمت مین تین کوس پر ہے - اور وہان پر زمین نالہ کے وسط مین ایک پشتہ واقع ہے - اُسی پشتہ پر ایک
دراز تک آپ ایک حجرہ کے اندر رہے - جو آپ نے خلوت اور ریاضت کے واسطے تجویز کر لیا تھا - اور ہمیشہ
نفس کے ساتھ لڑائی رکھی - آخر کار فتح پائی - برسون تک توکل تسلیم گوشہ نشینی اور خاموشی کے ساتھ
جھونپڑہ مین بسر کی - جہانتک ممکن ہوا روزینہ خرچہ کے واسطے وجہ معاش اور اوقاف کے طور پر کچھہ قبول
جب عیال داری کے تعلقات بڑہ گئے - تو اُس زمانہ کے حکام نے اراضی اور مواضع پیش کش کر دیے
اور اس خدمت پذیری سے اپنے اوپر احسان مانا تہا - اس کے بعد آپنے کچھاون مین گہر بنا لیا - مسجد بھی بنا
اور مرقد بھی بنایا مسجد کے صحن مین اپنے ہمراہی فقرا اور آنے جانیوالے درویشون کے ساتھہ خدا کی صحبت
رکہا کرتے تہے - اور درویشانہ خوان بچھا کر - دعوت خلیلی کے مراسم ادا کیا کرتے تہے - اور حاضرین کے
خود بھی کہلایا کرتے تہے - جب آپنے ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو ساٹھہ کے بعد عالم دنیا کو رخصت کیا - تو اپنے فرزند
شیخ میان کو اپنا جانشین چھوڑا - شیخ میان بھی فقر کے طریقہ پر درویشی کے راستہ مین کہڑے رہے - دینے والا
کی رسمین جاری رکھین - اور ہجری سنہ نوسو پچاسی مین عالم صورت سے جہان معنی کو کوچ فرمایا - خوابگاہ کچھاو
مین پدر بزرگوار کی تربت کے پہلو مین ہے - شیخ میان نے تین لڑکے چھوڑے - ایک شیخ میران جی - دوسرے شیخ
منجھن - تیسرے شیخ مبارک - پہلے لڑکے باپ کے مقام سے ترک سکونت کر کے - پرگنہ حاصل پور مین جا
ہین یہ پرگنہ سرکار منڈو مین ہی ہے - فقر و فاقہ کے عادی - اور خدا کے ساتھہ لو لگائے ہوئے ہین - دوسرے
لڑکے اپنے باپ کی عبادت گاہ مین مشغول بحق ہین - القصہ خدا کرے - عبادت کے ثمرے معرفت سب
نصیب ہون - آمین -

یادامیر سید جلال

آپ سید صدرالدین حسنی متوکل کے فرزند ہین - برسون اسباب شکنی - اور حصول فقر کی مشق کر کے یہ
حاصل کی تہی - کتھی دستی مین آرام پاتے تہے - آپ کے بزرگ کردے ہند مین آئے تہے - چونکہ قصبہ اودہ کی آب
موافق آئی - اسواسطے اسی قصبہ کو وطن بھی کر لیا تہا - ہجری سنہ آٹھہ سو ستانوین مین جب کہ سلطان سکندر لو
کا زمانہ تہا - آپ نے عالم غیب سے عالم شہادت مین نزول فرمایا - جس وقت ہوش کا زمانہ آیا تو آتش معرفت کا
ہوا لگی - شیخ رحمت سے ... مرید ہو گئے - لیکن پدر بزرگوار ... ... مد نظر تہی - اسواسطے سپاہیانہ بسر کیا کرتے
تہے مین وہ وقت آیا - کہ سلطان ابراہیم لودہی - قصبہ پانی پت کی حدود مین - فردوس مکانی بابر بادشاہ

کی جنگ مین مارا گیا۔ اسی جنگ مین آپکے پدر بزرگوار بھی ۔ سامان ہستی ۔ عالم ناسوت سے ۔ باندہ کر ۔ عالم ملکوت
مین جا گھولا ۔ زخم ہائے کاری آپکے بھی آئے تھے ۔ مگر مرہم پٹی سے اچھے ہو گئے ۔ اس کے بعد آپ قصبہ سرہرپور
مین آئے ۔ جو جونپور کی مضافات مین ہے ۔ اور شیخ الہداد احمد شریف جونپوری کی خدمت مین حاضر ہوئے
شیخ الہداد ۔ شیخ وتین کے نام سے مشہور تھے ۔ چار سال تک ایزدی کمالات اور آلہی معرفت تحصیل کرتے
رہے ۔ چونکہ آپ کے بال بچہ دارالخلافہ آگرہ مین تھے ۔ لہذا شیخ الہداد نے آپ کو فرمایا ۔ کہ اگرچہ صوبہ آگرہ کی ولایت
سید معین الدین کے تصرف مین ہے ۔ جو بیانہ مین خوابگاہ رکھتے ہین ۔ لیکن ہمنے التماس کرکے دسوان حصہ
تمھارے نام سے لیا ہے ۔ بہتر ہے ۔ کہ تم اپنے گہر کی طرف چلے جاؤ ۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی ۔ چونکہ درویشی اور
بھوکا رہنے کی عادت تھی ۔ اسواسطے کسی فرمان روا سے زندگی کی خاطر ۔ وجہ معاش ملکیت کے طور پر قبول نہین
کی ۔ اس بنیاد پر آپ نے متوکل خطاب پایا ہے ۔

کہتے ہین ۔ ایک روز خانقاہ کے دروازہ پر دو قلندر آئے ۔ اور زنجیر ہلائی ۔ خادم باہر آیا ۔ قلندرون نے
کہا ۔ ہمارا سلام صاحب خانہ سے کہدو ۔ نام پوچہا ۔ تو جواب دیا ۔ خود جانتے ہین ۔ خادم نے اندر آکر گزری ہوئی
کیفیت بیان کی ۔ آپنے تھوڑی دیر سر جہکا کر تامل فرمایا ۔ اور پہر کہا ۔ کہ جاؤ ۔ جمال ۔ اور حسین کہہ کر بلالو ۔ قلندر اپنا نام سنکر
سخت متحیر ہوئے ۔ جب حاضر ہو کر ہاتھ چوم چکے ۔ تو بیعت کے واسطے التماس کیا ۔ آپنے التماس قبول کرکے
فرمایا ۔ درویشون کی آزمایش کا کبھی خیال بھی دل مین نہ آنے دینا ۔ کیونکہ ہر وقت اور ہر جگہہ یکسان حال نہین
رہتا ہے ۔ لہذا اس گروہ کے ساتھہ حسن عقیدت کو آزمایش پر منحصر نہین رکھنا چاہیے ۔

کہتے ہین ۔ جب آخرین سفر کا وقت نزدیک آیا ۔ تو ہجری سنہ نوسو اُنہتر کے ربیع الاول مہینے مین بڑے بیٹے
سید بدرالدین کو پیرون کی خلافت کا خلعت عطا فرمایا ۔ اس درمیان مین چند خادمون نے کہڑے ہو کر دوسرے
فرزندون کی بھی یاد دلائی ۔ آپنے فرمایا میرے پاس ایک خرقہ تہا ۔ سو ایک کو دیدیا ۔ دوسرون کو اللہ تعالی پہونچاوے گا ۔
اور اُسی سال مین نماز عید الضحی سے پیشتر عیدگاہ وصال کو روانہ ہوئے ۔ ایک فاضل نے آپ کی تاریخ رحلت
شیخ جہان پانی ہے ۔ خوابگاہ آگرہ ۔ ۹۶۹ھ

یاد سید شاہ میر

آپ سید شریف جرجانی کی نسل سے ہین قدس سرھما طریقت کا حصہ آپ کو شیخ امان پانی پتی کی ملازمت
سے ملا تہا ۔ رسمی اور حقی علوم کے ساتھہ آراستہ تھے ۔ دسوین صدی کے اواخر مین عاریتی جہان کو رخصت

کرکے۔ شہر آگرہ مین خوابگاہ اختیار کی۔

یاد شیخ فخر الدین

آپ کے پدر بزرگوار شیخ داؤد ابن شیخ شاہ صدیقی ہین - آگرہ خوابگاہ ہے - اگرچہ شیخ الہداد صالح سرہندی کے مرید ہین - لیکن اکثر علوم متداولہ حسام الاولیا شیخ حسام الدین متقی کی درس سے تحصیل کئے تھے - کہتے ہین جس زمانہ مین آپ بشکل سیاحیان رہتے تھے - اُس زمانہ کا ذکر ہے - کہ ایک روز آپ ملک پورب مین ایک حوض کے کنارہ وضو کر رہے تھے - اتنے مین سیاہ نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے ایک سوار دوڑتا ہوا آیا - جس کا گھوڑا مشکی تھا - اور آپ کی پشت پر ایک تازیانہ مارا - اور سامنے اردلی مین رکھ لیا چند قدم چلے تھے - کہ سوار تو نظر سے غائب ہوگیا - اور آپ کو ایسا جذبہ کا سیلاب آیا جس کے اندر ہوش معاش بہ گیا - اور ایسی حیرت پیدا ہوئی جس نے زبان بند کردی - یہان تک کہ کامل بارہ سال آپ کی زبان ادائے حروف پر قادر نہین ہوئی - ایک روز پھر وہی سوار راستہ مین مل گیا اور تازیانہ دکہا کر ڈرایا - کہا - بات کیا کرو - یہ سنکر اسی دم بولنے کی طاقت اور بات کرنے کا خیال اپنے جی مین پایا - لیکن زبان مین کسی قدر گرفتگی باقی تھی - اس کے بعد آپ قصبہ چند وس مین جو سرکار سنبھل مین ہے - شیخ الہداد ابن ضیاء الدین کی خدمت مین گئے - ان دونون بزرگوارون کی صحبت گرم ہونے لگی - کیونکہ دونون سہروردیہ سلسلہ مین تھے - کم و بیش نو سال ایک دوسرے کے رازدار رہے - اور آپ درس علوم بہی دیتے رہتے تھے -

اِس اثنا مین سید آدم پسر سید جمن - باجازت پدر بزرگوار سہیلہ سے فاتحہ کے واسطے شیخ الہداد کے پاس آئے تھے سید آدم ڈاڑہی منڈوایا کرتے تھے - جس کے سبب سے ان کا رخسارہ صاف رہتا تھا - آپ نے سید آدم سے فرمایا - سادات کو ترک سنت نہایت نامناسب ہے - سید آدم کو غرور جوانی تھا - جس کے سبب سے غصہ آیا - اور سہیلہ جاکر پدر بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا کہ ایک درویش - شیخ الہداد کے ساتھ ہم راز ہے میرے ساتھ اس طرح سختی سے پیش آیا - اور خانوادہ مداریہ کے معتقدین کی نسبت نامناسب اندیشہ ظاہر کیا - شیخ جمن نے فرمایا - صاحب زادہ - اُس درویش کا کہنا صحیح اور سچی نصیحت ہے - اور عمل کرنے کے لائق ہے - نوجوان سید آدم باپ کے تصدیق کرنے سے - آپ کی ہدایت کا گرویدہ ہوا - اس کے بعد سید جمن نے ایک خادم کو چند لونگین اور کسی قدر تبرک دیکر آپ کے پاس بہیجا اور آرزوے ملاقات ظاہر کرکے یہ عذر کیا - کہ مجھکو آنے سے پیری مانع ہے - خادم جس وقت پہونچا - درس جاری تھا - تبرک اور پیغام دونون پیش کئے - آپ نے از زبان حسن طلب سمجھا - اور بے درنگ بارادہ ملازمت اُٹھہ کھڑے ہوئے - جب سید جمن کو اطلاع ہوئی - کہ قصبہ کے

کنارہ آپ پہونچ گئے ہین - تو اُسی اپنے لڑکے کو استقبال کے واسطے بھیجکر اپنی ملازمت مین کھینچ بلایا - اولین
دیدار کا تصرف یہ تھا - کہ کاغذی نقوش آپ کے صفحہ خاطر سے بالکل صاف ہوگئے - پھر سید جمن نے فرمایا خانقاہ
کے اندر ایک حجرہ آپ کو دیدو - چنانچہ دیدیا گیا - چند روز آپ وہان رہے - اور پھر التماس کیا - مین چاہتا ہون
کہ باعقیدت غلامون مین شامل ہوجاؤن - سید جمن نے فرمایا - فخر عالم جمن جاہل کے مرید ہوجاؤ ین یہ بات
زیبا نہین ہے - جب آپنے مکرر التماس بہت کچھہ عجز و نیاز کے ساتھہ پیش کی - تو سید جمن نے اپنے منہ مین
کا پان آپ کو دیا - علمی چراغ جو گل ہوگیا تھا - وہ از سر نو روشن ہوا - اس کے بعد فرمایا - کہ بہار مین شیخ شرف الدین
کے روضہ پر چند روز اعتکاف کرو - اور اُن کی روح سے ہدایت چاہو - چنانچہ اپنی تعمیل کی - خواب مین صاحب
روضہ سے سنا - کہ تمھاری ہدایت سید جمن کی رہنمائی پر موقوف ہے - اُنہین کی خانقاہ مین لوٹ جاؤ - چنانچہ آپ
لوٹ کر سید جمن کی خدمت مین آئے - اور عالم مثال کا گزرا ہوا ماجرا عرض کیا - سید جمن نے سنی ہوئی بات تو قبول
کی مگر آپ کا رخ آگرہ کی طرف پھیر دیا - ساتھہ ہی یہ ہدایت بھی دی - کہ خواہ کسی قسم کی بات سننے مین آوے - راستہ
سے مت لوٹ آنا - اور جب خوابگاہ بدیع الدین شاہ مدار کے آستانہ پر پہونچو - تو آگرہ کی اجازت مانگنا - سید جمن
یہ بات راستہ مین کہکر بمقام جونپور چلے گئے - شیخ فخر الدین کو خبر لگی - کہ سید نے تماشا گہ دنیا کو جو نمود بے بود ہے
رخصت فرمایا - چونکہ پیشتر نصیحت آپ کو ہوچکی تھی - اسواسطے واپسی کا خیال خاطر مین آنے نہین دیا -

جب آپ قصبہ بانگرمؤ مین حوض کے کنارہ پہونچا رات کو رہے - تو خواب مین مدار الاقطاب نے آگرہ
رہنے کی اجازت دی - اور فرمایا - سیورغال (معین وجہ معاش) کے طریقہ پر کچھہ نہ لینا - اور جو درویش اُس جگہہ کا
بزرگ ہو - اُس کی رضامندی لیکر مکان بنانا بالآخر آپ آگرہ مین آئے - اور اُس وقت مین شیخ جلیل زاہد زمانہ
تھے - اُن کے دیدار کے واسطے گئے - اس جگہہ آپ کا دل گرویدہ نہین ہوا - اس کے بعد آپ شیخ علاء الدین
مجذوب کی ملازمت مین حاضر ہوئے - شیخ مجذوب نے فرمایا - تم بیلسہ سے آتے ہو لیکن تمہاری جگہہ تو سرہند ہے
آپ نے جواب مین لا یا نعم کچھہ نہین کہا - پھر شیخ مجذوب نے ایک روٹی کا ٹکڑا - کچکول سے نکال کر آپ کو دیا -
اور فرمایا - پنجاب کو چلے جاؤ - وہان گیہون ارزان ہین - اس دفعہ بھی آپ جواب دینے سے خاموش رہے
پھر شیخ مجذوب نے تیسری بار فرمایا - ایک سیر ہے آدھا تمھارا اور آدھا میرا - اس دفعہ بھی آپنے کچھہ نہین کہا - پھر شیخ
مجذوب نے چوتھی دفعہ خطاب کیا - اس وقت تک یہان مین تھا - اب تم رہو - آپنے جواب دیا - اگر آپ کی یہ
رائے ہے - تو آپ جگہہ میرے واسطے چھوڑ دین - اور خود دوسری جگہہ تجویز فرمالین - شیخ مجذوب نے ایسا ہی کیا

اور اب جس جگہہ اُن کی قبر ہے - وہان اپنا حجرہ بنا لیا -

کہتے ہین شیخ فخر الدین کو جب بیماری پیش آتی تھی - تو خوش گلو قوالون کو بلاکر سرود و سماع کی مجلس کیا کرتے تھے - اور اسی سماع کے اندر بد فرگی مزاج کی تندرستی سے بدل جایا کرتی تھی - مگر جب مرض الموت عارض ہوا - تو سماع کی مجلس آپ نے نہین کی - ایک روز شیخ یوسف انصاری سید جلال قادری شیخ عبدالمومن چشتی - اور نیز دیگر چند اصحاب عیادت کے واسطے آئے تھے سب اس بات پر جمے ہوئے تھے کہ اس بیماری مین سرود نہ سننے کا سبب دریافت کرین لیکن قبل اس کے کہ لب ہلاوین - آپ نے راجی نام مطربہ کو بلوایا - اور فرمایا - یہ غزل گاؤ - بیت

جان ساخت کردیم بہ جانان کہ رساند	ما قصہ نوشتیم بہ سلطان کہ رساند

جب غزل تخلص تک پہونچ گئی تو فرمایا فرصت کم - اور شرع شریف کی رعایت واجب - گانے والی کو جانے کی اجازت دی - اور تین روز بعد جمعہ تاریخ اکیسوین جمادی الثانی ہجری سنہ نوسو ستر کو ایک سو چبیس سال زندہ رہکر - اپنی عمر دائمی خواب کے حوالے کی - اور اپنا تن خاک قبر کے سپرد کیا - اور جان خلوتگاہ قدس کو چلی گئی قاسم ہندی نے آپ کی تاریخ رحلت الفاظ کو فخر دین مین پائی ہے -

یاد شیخ سعد ابن بدھن خیر آبادی

آپ صاحب دانش و بنیش تھے - طریقت مین شیخ محمد قطب المعروف شیخ مینا لکھنوی کی ملازمت سے عقیدت اور خلافت رکھتے تھے - اور ظاہری علوم مین مولانا اعظم کے شاگرد تھے قدس سرھم کہتے ہین - آپ کے پیر کتاب عوارف آپ کے اُستاد سے پڑھتے تھے - ایک روز آپنے پیر کی خدمت مین عرض کیا - اس کتاب کی عبارت صحیح کرنے کے واسطے تو میری طبیعت کافی ہے - اور اس کے معانی اور لطائف کا ادراک جناب مخدوم کے ضمیر سے ممکن ہے جوزی کشف ہے - پھر معلوم نہین - کہ دوسرے کسی کے درس کی ملازمت کیون گوارا کی جاتی ہے - پیر نے فرمایا - سعد - تمنے جو کچھہ کہا - بجا ہے - لیکن عالمون کے ہوتے ہوئے - تعلیم کے راستہ سے پانون کھینچ لینا - اور اپنے ادراک اور عرفان پر بھروسہ کرنا ارباب دیانت اور اصحاب ہوش کا شیوہ - اور خوبان معنوی کی عادت نہین ہے - بیت

سعادت خیر باد این جہان کرد	بسحر آباد شد سعد آنجہانی

یاد شیخ بڈھا

آپکا نام عبدالوہاب تہا۔ شیخ ابوالفتح مکی کے بڑے بیٹے ہین۔ عمدہ صورت اور سیرت سے آراستہ اور دانش
سے پیراستہ تہے درسی فنون کی تحصیل کمال کے درجہ پر پہونچادی تہی۔ بالخصوص حدیث اور تفسیر کامل
دتہی۔ وعظ اور تلقین سے اس طرح گریزان رہتے تہے۔ کہ جس طرح ورس سے۔ آپ کی مجلس مین خدا
۔اور فرستادگان خدا کے حالات کے سوا **صلوات اللہ علیہم** دوسری باتین بہت ہی کم ہوا کرتی تہین
اور تاریخ کے بہت کچہہ عبرت افزا واقعات یاد تہے۔ جوانمردی اور سخاوت آپ کے خمیر مین داخل تہی۔
پاس نہین ہوتا تہا۔ اور ایسے وقت مین احیانا کوئی حاجتمند آجاتا تہا۔ تو گہر کے اسباب مین سے جو
ہتہ پڑجاتا تہا۔ اہل زمانہ سے چہپا کر اُس کو دیدیتے تہے سکتے ہین۔ ایک سال آپ کی ہمت کا امتحان
کے واسطے حاکم شہر نے لوگون کو روک دیا تہا کہ اس درویش کو کوئی شخص ایک کوڑی بہی قرض نہ دیوے
ہمہ آپ کے مہمان خانہ کا خوان روزمرہ پہلے سے زیادہ اور بہتر بچہایا جاتا تہا۔ اور کوئی سائل اپنے مطالب
کام آپ کی خدمت سے نہین لوٹتا۔ شاہ محمد خیالی نے آپ کی دوستی کے سبب سے آپ کے محلہ مین ایک
بالیا تہا۔ اور اسی مین واپسین دم تک رہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ تک وہ مکان قایم تہا۔ شیخ عبدالرزا
ل کی تلقین۔ اور حقایق و تصوف کی تعلیم۔ انہین شاہ صاحب سے حاصل ہوئی ہے۔ شعبان کی
تا کا دن اور ہجری سنہ کم وبیش نوسو ستر تہا۔ کہ دوئی کی سراے سے وحدت کے دارالسرور کو آپ روانہ
ئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

انجمن اصحاب شہود ارباب حضور سلسلہ عشقیہ شطاریہ

تاریخ نگار بیرون اور ذی معرفت ہادیون نے ایسا لکہا ہے۔ کہ اس خانوادہ کے سرِ دفتر راس الواصلین۔
ققین۔ شیخ عہد۔ قطب عصر۔ مرشد زمان۔ عارف جہان۔ ابویزید طیفور ابن عیسیٰ ابن آدم ابن سروشان
ی ہین۔ اور جو اصحاب مشرب عشقیہ رکہتے ہین۔ یہ دوسرے مشہور مشربون کی بہ نسبت فنا اور بقا کے
ت۔ صدق اور صفا کی منازل۔ مبدا اور معاد کے ابتدائی مقامات پر نظر کرکے اَلسَّابِقُونَ[۵۰]
سَّابِقُونَ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کے زمرہ مین داخل ہین۔ چنانچہ تلوین[۵۱] و تمکین۔ احتجاب و انکشاف

جو آگے (سامنے بڑہائے گئے) ہین (سو) وہ آگے ہی (بڑہانے کے قابل) ہین (کہ) یہ (بارگاہ خداوندی کے) مقرب ہین ۱۲
تلوین و تمکین وغیرہ تمام الفاظ مقامات سلوک کے اسماء ہین ۱۲

قبض وبسط منع وعطا ہست ونیست - تنہائی وہمراہی کنج وسیلان - خموشی وگویائی - غرض کہ تمام حالات اور اوصاف جو باہم متقابل اور ضد یک دیگر ہین - ان کو پہونچنا داخل کمال اسمائی ہے جس کو کمال ذاتی کہنا ناموزون نہین ہے - یہ حالات اور اوصاف اس گروہ کی مواحدانہ نظر مین یکسان معلوم ہوتے ہین اور اس طریق کے سالک اور وابستگان حلقہ شمار سے زیادہ ہین - کسی حال مین اور کسی مقام مین دو آن بھی علی الاتصال پابند ہو کر نہین رہتے ہین - بلکہ ہر لحظہ اور ہر دم جدید شان کے ساتھ اوقات کا زندہ رکھنا - اور اوس کے ذریعہ سے شہر زندگی کو آرایش دینا - یہ خاصہ اس طریقہ کے پیرون کا ہے - عراق - عرب - عجم - ایران - اور توران مین جو فروغ محمدی پہونچا ہوا ہے - یہ اسی سلسلہ کے مشائخ کی برکات سے پہونچا ہے علی الخصوص ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو تیس مین اس گروہ کے سر برآوردہ - محمد صادق شیخ نے - ماوراءالنہر کے شہرون مین علم ہدایت نصیب کیا تھا - اور اس نواح مین تمام مشائخ اور فضلا کے قبلہ گاہ بن گئے تھے - تمام ذی استعداد معتقدین ان کی ملازمت سے ولایت اور کمال حاصل کرتے تھے - ان بزرگوار عزیزون مین سے جس شخص نے اپنی ہدایت سے ہندوستان کے تیرہ وتاریک مکان کو اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1] کا نور آبادینا یا - وہ شاہ عبداللہ شطاری پسر حسام الدین عبداللہ ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین عماد ابن عمر المعروف بہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الحق والدین سہروردی کے ذات خورشید صفات ہے جنہے نوین صدی کے اخیر مین ایران سے ہندوستان کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے نزول فرمایا - اور عالم قدس کو روانہ ہونے کے وقت تک ہر ایک طرح کے اذکار اشغال - اعمال ابرار - اخیار - اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ کی دعوت کے طریقہ سے عموماً اور نیز خصوصاً طالبون کو اون کی استعداد کے موافق تلقین فرمائی -

شطار کی وجہ تسمیہ کے متعلق کسی قلم نے کوئی صریح حرف اور رقم نہین لکھی ہے - لیکن ایک رسالہ لطیفہ غیبیہ نام - جو آپ کے قلم تصنیف کا نتیجہ ہے - اس رسالہ کی فصل ثانی مین کسی قدر وجہ تسمیہ کی نسبت آگاہی دی گئی ہے - خلاصہ اُس کا یہ ہے - کہ خداشناسان اُمت محمدی اور پیروان مذہب احمد علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیات اکملہا وفضلہا من الصلوٰۃ سلوک مین تین مشرب پر منقسم ہین - (۱) اخیار (۲) ابرار (۳) اور شطار - اور ان تینون گروہون مین سے ہر ایک گروہ ورد - ذکر - شغل - فکر - کشف

[1] اللہ زمین کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲

اور قرب جداجدا رکھتا ہے۔ اور اپنے اپنے خاص طریقہ کے بموجب۔ صاحب استعداد کامل ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے۔ کہ [۱] عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کے مضمون پر نظر کرکے فرق اور عدم فرق کی رعایت اس گروہ کے بارہ مین بھی اسی موافق کیجاوے کہ جس موافق انبیاء علیہم السلام کے بارہ مین فرق وعدم فرق کی نسبت قرآن شریف کے اندر ارشاد ہے یعنی اُن کی نسبت اعتقاد اور ولایت کے اقرار مین تفاوت اور اختلاف کو دخل نہ دیا جاوے۔ اور جو حکم رسولون کے ایمان کی نسبت [۲] لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ سے ہے اس پر قیاس کیا جاوے۔ تاکہ شریعت کا ایسا ایمان حاصل ہو۔ جو طریقت کے وصف کے ساتھ موصوف ہو۔ اور جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام کے زمرہ مین قرب۔ وحی کتاب۔ معجزات بنسخ۔ عدم نسخ۔ اولوالعزمی۔ اُمت کی کثرت وقلت اور نیز ان امور کے سوا۔ دیگر امور کے اعتبار سے فرق سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح چونکہ یہ گروہ مشابہ بانبیاے بنی اسرائیل ہے۔ لہذا اسی طرح اس گروہ کے اندر بھی افضلیت۔ سرعت سیر۔ بطوء سیر۔ ریاضت اور عبادت کے اعتبار سے سلوک مین عالم آخرت کی طرف سے سمجھی جاوے۔ اور احوال۔ درجات۔ مقامات۔ اور خطابات کے اعتبار سے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کے بموجب منجانب مبدء سمجھی جاوے آیہ کریمہ [۳] تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ کے اشارہ سے جو معنی ذہن مین آتے ہین۔ اس موافق اس مقام سے یہ بات خیال مین آتی ہے۔ کہ اس لقب کی خصوصیت۔ منازل طریقت کے طے کرنے مین تیزروی کے اعتبار سے ہے اَلْحَقُوْ عِنْدَ اللّٰہِ

اور اس سلسلہ کے بعض اصحاب اور نیز دوسرے لوگ۔ نعت کی وضع پر نظر کرکے۔ مذکورہ بالا طریقہ سے جو اس لقب کی وجہ پیدا کرتے ہین۔ یہ اقرب بصواب ہے۔ نیز اس مشرب کے بعض اکابر یہ بھی فرماتے ہین۔ کہ جو اولیاء اللہ بار جسم سے سبکدوش ہو چکے ہین۔ ان کی ارواح سے یہ گروہ فیض حاصل کرتا ہے۔ اور پرورش پاتا ہے بدون اس کے کہ جسمانی ملازمت اور مصاحبت کرے۔ پس چونکہ یہ گروہ عالم مرکبات کو طے کرکے مجردات کے عالم مین معنوی سرعت کے ساتھ جاتا ہے۔ اِس سبب سے اس گروہ کو شطار لقب دیا گیا ہے یہ بھی ایک وجہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تمام مشایخ شطار کو ہند مین شاہ عبداللہ شطاری کی خدمت سے اس مشرب کا

---

[۱] میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیا کی مثل ہین ۱۲ [۲] ہم خدا کے پیغمبرون مین سے کسی ایک کو (بھی) جدا نہین سمجھتے (یعنی سب کو مانتے ہین) ۱۲ [۳] یہ پیغمبر جو ہم نے بھیجے ہین۔ اِن مین سے بعض کو بعض پر برتری دی ۱۲۔

حصہ ملا ہے منجملہ ان کے شیخ حافظ جونپوری ہین - جو سلوک اور تصوف کے مراتب طے کرنے مین شہ
قمر سریع السیر تھے - اور ان کے نامور خلفا ہر ملک مین ہین - جونپور مین شیخ بڈھن ہین - ان کی قبر
پانی پت مین ہے شیخ بڈھن کے بھی ایک خلیفہ تھے قصبہ بدولی مین شیخ ولی شطاری - ظاہر
اور باطنی کل فضیلتین - امکانی اور آلہی جملہ معرفتین - ان کی ذات مین جمع تھین - اُنھون نے ہجری
سنہ نوسو چھپن مین عالم بقا کو کوچ کیا - اور خلفاے کامگار دنیا مین چھوڑے - ان مین سے ایک شیخ
فادن تھے - بڑے پرہیزگار تھے - اور حقائق و معارف بیان کیا کرتے تھے - اپنے زمانہ مین اپنا مثل
نہین رکھتے تھے - امیر سید علی قوام کے یہی پیر ہین - شیخ ولی شطاری کے دوسرے خلیفہ شیخ
بہاء الدین زکریا تھے - جو خواجہ گنجشکر کی نسل سے ہین - اور تیسرے خلیفہ شیخ حاجی ابن شیخ
علم الدین عجائب براد رزادہ شیخ زکریا تھے یہ سلسلہ شیخ حافظ تک منتہی ہوتا ہے -

جب شاہ عبد اللہ شطاری نے عالم قدس کو کوچ فرمایا - تو چند سال اور چند واسطے کے بعد خرقہ خلافت
درجہ بدرجہ شیخ محمد غوث کو پہونچا - اگرچہ واسطون کی ترتیب اس خانوادہ کے شجرہ مین بالتفصیل مذکور ہے -
شجرہ کا وصف مناسب یہ ہے [1] اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ لیکن مختصر طور پر بیان بھی
کرتا ہون - یعنی شاہ عبد اللہ شطاری سے اولاً خرقہ خلافت شیخ محمد علا کو عنایت ہوا - جو شیخ قاضن کے
مشہور ہین - شیخ محمد علا سے اُن کے بیٹے شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کو پہونچا - شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ
سرمست سے شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی خدمت مین منتقل ہو کر آیا - چنانچہ اس کی تفصیل ہر ایک صاحب
یادداشت مین حسب مقتضاے وقت لکھی گئی ہے - اور نیز لکھی جاوے گی - اور ملازمان حاجی حضور کی خدمت
سے منصب ہدایت و اجازت اور خرقہ قطب الاقطابی - وحدت مآب حضرت شیخ محمد غوث کو پہونچا - جنھون
نے اس بہشت نما انجمن کو طرح طرح کی معرفتین اور حقیقتین بیان کر کے نئی وضع کی انجمن بنایا - شطاری خیر خواہ
بچون کو نوزادگی کی پستی سے ابھار کر مشائخ کی باطنی پرورش کے ذریعہ سے نوجوان کیا - اور توحید و ایمان -
درخت کو تقلید اور استدلال کی خزان سے بذریعہ نوبہار تحقیق رہائی دیکر دائمی سرسبزی بخشی - تاکہ
مذکور افراد انسانی کے باغ مین ازلی توفیق کا پانی پیکر باروَر ہو - اس مین شک نہین - جس نے آپ کی خدمت
مین چند روز منافقانہ بھی عمر گزاری - وہ بھی محبوب حقیقی کی جلوہ گاہ مین پہونچ گیا ہر مخلص کا تو ذکر ہی کیا

[1] اُس کی جڑ مضبوط ہے - اور اُس کی ٹہنیان آسمان مین ہین ۱۲ -

یہ مدعا تحت الذکر کرامت کی شہادت سے پایہ ثبوت کو پہونچتا ہے۔

چونکہ گجرات کے کوتہ نظر لوگ اپنے اعتباری حسن پر عاشق تھے۔ اسواسطے حسد اور ناتوان بینی کی راہ سے غوث الاولیا کے ساتھ دشمنی کرنے لگے۔ منجملہ ان کے شیخ عبد المقتدر بنبانی نے اپنے چھوٹے بھائی کو غوثیہ خانقاہ مین معتقدانہ طور پر اس غرض سے بھیجا۔ کہ ہمیشہ حاضر حضور رہ کر غوث الاولیا کے اقوال اور افعال سے ایسے معاملات اخذ کرے۔ جن پر انگشت اعتراض رکھی جا سکے۔ اور وہ معاملات اپنے بزرگون کو پہونچاوے تاکہ اس جماعت کو نکتہ چینی کا سرمایہ فراہم ہو۔ کہتے ہین۔ اُس متجسس نے ایک روز عرض کیا۔ کہ یہ کمترین مریدان چند مدت سے تلقین کا امیدوار ہے۔ جواب ملا۔ کہ مقصود سلوک کی ترقی ہے۔ انشاء اللہ جو سکبیا[1] فقرا کے لنگر سے تم کہاتے ہو۔ یہی تلقین کا اثر پیدا کرے گا۔ بالآخر چند روز بعد اُس کو قوی جذبہ پیدا ہوا۔ اور اس کی آنکھہ حقیقت بین ہوگئی۔ چنانچہ تمام حالات مین اور تمام مقامات مین یہ بات اُس کے ورد زبان تھی۔ کہ جب منافق کا یہ حال ہے تو اُس شخص کا کیا کہنا ہے۔ جو اخلاص کے ساتھ اپنا سر اِس کامل بزرگوار کے آستانہ پر رکھے **بیت**

دعوی زہد تو آن روز مسلم دارم	کہ روی بر سر آن کوچہ و ہشیار آئی

آپ نے جس کسی کو قبول کر لیا۔ اُس کے سر کی۔ اور نیز دل کی آنکھون کو مشاہدہ اور معائنہ کا نور حاصل ہوگیا۔ اور اُن مین حقیقت بینی کی قوت آگئی۔ یہان تک آپ کا بے انتہا فیض پہونچا۔ کہ کیا ہند اور کیا سندھ سب شہرون مین آپ کی عارف اور فاضل اولاد۔ اور بہت خلفا جا پہونچے۔ اور اُن کے قدوم کی برکات سے خلا محال ہوگیا۔ جن کی فہرست یہ ہے۔

گوالیار مین جہان آپ کا مرقد مبارک ہے۔ جانشینی اور سجادگی کے مراسم آپ کے مسند نشین صاحبزادہ شیخ عبد اللہ المعروف بہ شیخ بدہا۔ عمدہ طور پر انجام دیتے ہین۔ نیز شیخ مبارک عالم جو اطراف بانگرمو کے باشندہ ہین۔ یہ بھی یہین تھے۔ جامع علوم تھے اور ظاہری و باطنی صفائی بھی رکھتے تھے۔ کم و بیش چالیس سال اصحاب خانقاہ کو کتابی علوم کا درس دیا۔ نیز شیخ بدیع الدین جیلانی سمرقندی غوث الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ یہ بھی گوالیار ہی مین تھے۔ اُنہون نے کلید مخازن۔ اور کنز الوحدۃ پر جو غوث الرحمن کی مصنفہ کتب ہین عمدہ اور سودمند حاشیے لکھے ہین۔ اور تعلیقات لگائی ہین۔

دارالسلطنت **آگرہ** مین شیخ نور الدین ضیاء اللہ زندگی بخش نے اپنے پدر بزرگوار کے رہنے سہنے کی جگہہ

[1] کہانے کی ایک قسم ہے ۱۲

سنبھالی تھی۔ اور شیخ عبداللہ صوفی مرید غوث الاولیا بھی یہین تھے۔ روشن ضمیر پیرسے کامل طور پر عرفانی اور وجدانی مقامات حاصل کیئے تھے۔

برھان پور خاندیس مین شیخ اکمل الدین برہان تھے۔ ان کے پدر بزرگوار کے ظاہری اور معنوی فرزند اور بھی تھے۔ لیکن پدر بزرگوار کی ہدایت سے اقتباس نور کرنے مین۔ یہ معنوی فرزند سب مین پیش دست اور مقدم تھے۔ اور آخیر عمر مین بالکل استغراق ہوگیا تھا۔ اور ان کی زبان مین موحدانہ کلام اور تقریر کے سوا۔ کوئی گویائی باقی نہین رہی تھی۔ نیز شیخ لشکر محمد نے بھی یہین برہان پور مین سلسلہ ہدایت جاری کر رکھا تھا۔ نیز اسی شہر مین قاضی سلیم محمد بلبانی تھے۔ معرفت کا چراغ۔ اور عمل و تقویٰ کی شمع انہین کی ذات سے روشن تھی۔ شیخ نظامی گنجوری کی ایک کتاب مخزن اسرار ہے۔ اس کی مشکل عبارتین اور مضامین آپ نے حل کرکے۔ اہل جہان کو فیض پہونچایا ہے۔

بھروڑہ (بڑودہ) گجرات مین شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر تھے۔ آفتاب تلقین سمت الراس پر انہین بزرگوار کی بدولت پہونچا تھا۔ اور شیخ حبیب شطاری بھی اسی شہر مین سلوک کے اندر اپنے مریدون کو تیز روی کی تعلیم کیا کرتے تھے۔

احمد آباد گجرات مین آپ کے فرزندون مین سے شیخ اویس اور شیخ اسمعیل ہین۔ **مدظلہما** ان کے نانا اسلامی سادات مین سے ہین۔ اور پیر ابوتراب کے عم مکرم ہین۔ ان دونون عالی مقدار گوہرون مین سے اولین (شیخ اویس) اوراد۔ دعوات۔ اذکار۔ اشغال۔ اور جواہر خمسہ کے رموز۔ ان علوم کے عامل ہین۔ **کما ہو الحق**۔ اور دوسرے بھی مشائخ طریقت کے عادات اور صفات سے ظاہر اور باطن دونون مین آراستہ۔ اور پیراستہ ہین۔ خدا کرے حال مین۔ کمال مین۔ اور آل مین روز افزون ترقی ہو۔ یہان احمد آباد مین آپ کے خلفا مین سے دو صاحب ہین (ایک) شیخ وجیہ الدین احمد علوی۔ جن کے فیضان سے طالبان علم و عرفان کے دل زندہ۔ اور زبانین گویا ہوئی ہین (دوسرے) شیخ علی شیر بنگالی ہین۔ انہون نے جواہر خمسہ کا انتخاب کیا۔ اور عمل مین لائے۔ اکثر علوم مین بڑے صاحب دستگاہ تھے۔ خاصکر علم ہیئۃ۔ نجوم۔ حکمت۔ اور ہندسہ اچھی طرح جانتے تھے۔ اور مسائل علوم کے مغز کو پہونچتے تھے۔ آپ نے جام جہان نما کی ایک شرح مفید اور مبسوط لکھکر اس کو شراب معارف کے لبالب کیا ہے سوانح امام احمد غزالی پر بھی حسب ارشاد غوث الاولیا۔ ایک محققانہ شرح لکھی ہے۔

سنبھل مین شیخ محمد عاشق۔ طالبان حق کا کام بناتے ہین۔

اجمیر۔ مین مولانا عبدالفتاح ناگوری۔ لوگون کی حل مشکلات کیا کرتے تھے۔

سرہند مین شیخ محمد جمالی نے مسند ارشاد کو حسن دے رکہا تہا۔

کالپی مین شیخ جلال واصل۔ سالکان راہ کو منزل مقصود پر پہونچا دیتے تہے۔

بدولی مین شیخ جیو اعبد الحی نام تہے۔ یہ ایک مدت تک گوالیار مین بہی خدا پرستی کا طریقہ عمل مین لا چلے ہین۔

بیجاپور دکن مین شیخ شمس الدین شیرازی نے دانش دینی تیں پوری ترقی دی تھی۔

اجین مالوہ مین شیخ احمد متوکل۔ اور شیخ عالم نے اپنے تئین سپرد خدا کر دیا تہا۔ اور رضا بقضا کا راستہ ہمت اور اخلاص کے قدم سے طے کرتے تہے۔

سارنگپور مالوہ مین شیخ منجہن تہے۔ کتابی علم اور قلبی وجدان کی بنیاد شہر والون کے دل مین اول انہین نے رکہی تہی۔ دوسرے شیخ عمر ہین۔ علم۔ عرفان۔ طریقت۔ اور توحید کے جواہرات کی آپ کو کان سمجہنا چاہیئے۔ اپنے وقت کے اُستاد۔ اور مرشد تہے سلمہ اللہ تعالیٰ

یاد شیخ ابو المؤید محمد الملقب من عند اللہ بالغوث

آپ خطیر الدین کے فرزند ہین جو شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری کی نسل سے ہین۔ اس ترتیب کے ساتہہ خطیر الدین ابن عبد اللطیف ابن معین الدین قتال ابن خطیر الدین ابن بایزید۔ اور بایزید شیخ عطار کے فرزند ارجمند ہین **قدسنا اللہ باسرارہم**۔ آپ ولایت محمدی کے جانشین تہے۔ انوار صمدی کا نزول اور اسرار ربانی کا ظہور۔ آپ کی بابرکات ذات پر تہا۔ دونون قسم کے یزدانی کمال آپ مین پائے جاتے تہے۔ ظاہری و باطنی دونون سلسلے کے پیرون کی خلافت۔ اور شہادت و غیب دونون عالم کے مشایخ کی اجازت آپ کو حاصل تہی۔ ایک رسالہ جواہر خمسہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ اُس کے دیباچہ مین آپ نے اپنے کسی قدر حالات اور گزرے ہوئے واقعات بمضمون ذیل درج کئے ہین۔

زمانہ ہوش کا آغاز ہی تہا۔ کہ مجکو درد خدا طلبی پیدا ہوا۔ اور وہ میرے تمام دل پر حاوی ہو گیا۔ اس آیۂ کریمہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا[1] کے مفہوم نے اُمید بندہائی۔ پس اسی پر دل نہاد ہو کر مینے ریاضت کرنی شروع کر دی۔ اس ریاضت کی بدولت جواہر کائنات کی شناخت اگرچہ ہوئی۔ مگر اُس قدر نہین ہوئی۔ کہ جس قدر خواہش تہی

[1] اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کین۔ ہم (بہی) اُن کو ضرور اپنے رستے دکہا دینگے۔

سعی کسی کی بیکار نہیں جاتی ہے - بحکم آیۂ کریمہ[1] اِنَّ سَعْیَکُمْ سَوْفَ یُرٰی کئی دفعہ عالم خواب مین مجکو آگاہی دی گئی - کہ تم کو سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی ملازمت سے اپنی کامیابی چاہنی چاہیئے - کیونکہ تمہارے مقاصد کے دروازے - حاجی حمید کی تلقین کی کنجی سے ہی کھلین گے - اِس غیبی خوشخبری پر بھروسہ کرکے - مینے اپنا تمام مالک وملکوت (جسم وجان) حقیقی رہنما حاجی حمید کی تلاش مین وقف کردیا - اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر اور احسان ہے - کہ مجکو نگرانی کا رنج نہین اٹھانا پڑا - اور میری مشکور سعی کا درخت وجدان - مطلوب کے ثمر سے بار ور ہوا - اور حاجی حمید کے سایۂ تکمیل مین - حرمان اور نقصان کے اثرات سے رہائی مل گئی - اُسی دم خواجہ احمد کی خدمت مین - جو حاجی صاحب کے محرم خاص - اور رفیق با اخلاص تھے - حاجی صاحب نے فرمایا - کہ یہ شخص جو ہوشیاری کے بلع کا - نیا سیّاح - طلب کے باغچہ کا نونہال - اور شوق کے جنگل کا نیا مسافر ہے - وہ باکمال نوجوان ہے - جس کی نسبت حضرت خاتم النبوۃ **علیہ السلام والصلوٰۃ** نے حسب ارشاد مالک علام اِس حضور کا فرزند بناکر احسان کیا ہے - اور اس تقریر کے اخیر مین[2] اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ الخ پڑھ کر اپنی بیعت اور عقیدت کے شرف سے مجکو سرفراز فرمایا - چند روز بعد باطنی علوم کے جواہر[3] وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ لے ۔ ریسے میسے مستقران مین نثار ہوئے - ورظاہری عنایات کے مواہب دیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ[4] کی کان سے میرے حوصلہ پر ایثار کئے - تیرہ سال اور چند مہینے - کوہستان چنار مین گوشہ گزینی اور چلہ کشی کرنے کے واسطے اجازت دی - مینے قبول کرکے ازلی توفیق کی مدد سے مقررہ مدت کو اُس طریقہ پر جو جواہر پنجگانہ مین مذکور ہے - عمل کرکے پورا کیا - اکثر باطنی اسرار اور ظاہری اطوار کو تحریر مین لاکر مسودہ سے صاف کرلیا - اور اُس کا نام جواہر خمسہ رکھکر فہرست اور فوائد کے ساتھ سب طرح سے مرتب اور مکمل بنایا - اب اس وقت مین فقیر کی عمر بائیس سال کی تھی - کہ ظاہری مرشد اور معنوی باپ کا سایۂ عاطفت مجھ سوختۂ آتش ریاضت پر پڑا - مینے اُسی پانچ گوہر کے کاغذی ڈبہ کو دستاویز

---

[1] بیشک تمہاری کوشش آگے چل کر دیکھی جائے گی ۱۲ [2] جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہین - وہ تم سے نہین بلکہ خدا سے بیعت کر رہے ہین ۱۲ [3] اور لوگ اُس کی معلومات مین سے کسی چیز پر دسترس نہین رکھتے مگر جتنی وہ چاہے ۱۲ [4] اور جس قدر واجب سے زیادہ کام کیا ہے - اُس کو اُس کا زیادہ ثواب دے گا ۱۲ -

بناکر اپنے نماز خلوت کی کیفیت عرض کی - پھر حد سے زیادہ عنایت اور التفات فرماکر اپنے پیرہن خاص کو درویش کا خلعت خلافت بنایا - اور بیان کیا - یہ رسالہ ایسا مخزن ہے - کہ جس روز لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کی ندا ہوگی - اُس روز تک تمام اہل ولایت کو وجدان اور عرفان کا سرمایہ حاصل کرنے کے واسطے دستورالعمل بن کر یادگار رہے گا

کہتے ہیں - ہجری سنہ نو سو سینتالیس میں افغانان سور کا غلبہ ہوگیا تھا - جو شیر خان سور کے سرداروں میں سے تھے - اور اس سبب سے جنت آشیانی نصیر الدین ہمایوں شاہ تیموری نے صوبہ دہلی سے یکسوئی اختیار کرلی تھی - اُس وقت میں غوث الاولیا بھی گجرات کی طرف ہجرت فرما گئے تھے - یہاں پر بہت کچھ صاحبان استعداد آپ کی خدمت سے انسانی کمالات کو پہونچ گئے - جو **فنا فی اللہ** اور **بقا باللہ** ہیں - بڑا مکان - اور بڑی خانقاہ تیار ہوگئی - یہ مقام آج کل دولت خانہ کے نام سے مشہور ہے - **بیت** -

دولتے راکہ نباشد غم از آسیب زوال
بے تکلف بشنو دولت درویشان ست

مسعود المآرب شیخ محمود جلال فرماتے تھے - جب غوث الاولیا گجرات میں آپہونچے تو جنت آشیانی کی طرف سے اس مضمون کا صحیفہ پہونچا -

(اصل خط)

بعد از عرض آداب دست بوس معروض آنکہ عنایت تقدیر لم یزل از کروہ شواری تقدیریہ بدرقہ توجہ و دعاے ایشان و تمیع درویشان بآسانی برآوردہ - و از سوانح روزگار فتنہ انگیز آنچہ پیش آمد بجز محرومی ملازمت باعث آزار خاطر و سبب تیرگی دل نہ گردید - و در ہر نفس و ہر گام خیال در کرد این اندیشہ بود - کہ آن دیو سرشت مردم بآن ذات ملکوت صفات چہ سلوک کردہ باشند - چون شنید - کہ درہمان نزدیکی ایشان نیز ہجرت بدیار گجرات فرمودند - دل از آن اندوہ گرفتاری بقدرے رہائی یافت - و پیوستہ از صدق عقیدت امیدوار ست بفیض فضل کردگار - ہمچنان کہ از تنگناے آفت بیرون آوردہ

(ترجمہ)

آداب دستبوسی کے بعد عرض یہ ہے - کہ قدیر لایزال کی عنایت نے تقدیری دشواریوں سے حضور کی اور جمیع درویشوں کی توجہ اور دعا کی بدولت بآسانی نکال لیا - اور فتنہ انگیز زمانہ کے واقعات سے جو کچھ پیش آیا - وہ کوئی بھی آزار خاطر کا باعث اور تیرگی دل کا سبب نہیں ہوا - بجز محرومی ملازمت کے - اور ہر دم اور ہر قدم پر یہ اندیشہ تھا - کہ دیکھا چاہیئے وہ دیوزاد لوگ حضور کی ذات ملکوت صفات کے ساتھ کس قسم کے برتاؤ سے پیش آئے ہوں گے - جب سنا - کہ اُسی اثنا میں حضور بھی ملک گجرات کو ہجرت فرما گئے - تو اُس فکر سے دل نے کسی قدر رہائی پائی - اور ہمیشہ از راہ صدق اعتقاد امیدوار ہوں - کہ جس طرح

آج کس کی حکومت ہے ۱۲

(اصل خط)

از بندہا ندوہناکی مذکور آزاد ساخت - از محنت مفارقت
صوری نیز خلاص بخشد -
سبحان اللہ چہ گونہ سپاس وشکرگزاری تلقین بامن
نشین آن رہنماے حقیقی بتقدیم رساند - کہ باکثرت اسباب
پریشانی کہ بظاہر قالب فرو پیچیدہ است در جمعیت
و وحدت سر سوداے قلب باندازہ یک ذرہ قصور
راہ وفتور رے نیافتہ - راہ آمد و رفت قافلہ دعاے خیر
پیوستہ مسلوک باد -

(ترجمہ)

خدا کے فضل کے فیض نے محنت کے تنگ و تاریک کوچے سے نکال کر اندوہ ناکی
سے آزاد کیا ہے - اسی طرح ظاہری مفارقت سے بھی نجات بخشے گا -
سبحان اللہ - اُس حقیقی رہنما کی دلنشین تلقین
کا شکر کس طرح ادا کرون - باوجودیکہ اسباب پریشانی اس
کثرت کے ساتھ ہین - کہ ظاہر جسم کو چارون طرف سے جکڑ لیا ہے
مگر سویداے قلب کی جمعیت اور وحدت مین - ایک ذرہ برابر قصور
فتور پیدا نہین ہوا ہے - قافلہ دعاے خیر کی آمد و رفت اور
راہ آمد و رفت ہمیشہ جاری رہنی چاہیئے -

نیز فرماتے ہے - اس خط خوشی کے آنے سے آشناؤن کے غمگین دلون مین ایسا ایک حال پیدا کر دیا - کہ
ارباب تصوف کسی مشترک اسم کے آثار تجلی ظاہر ہونے سے اس حال کو تعبیر نہین کر سکتے ہین - اور خط کا جواب تلقین
اور تسلی کی شان مین تحریر فرما کر حوالہ قاصد کیا - اُس کا مضمون یہ تھا -

(اصل جواب)

وصول نامہ نامی سلطانی بمطالعہ صحیفہ
گرامی ہمایونی مبارک باد زندگانی بہ مخلصان این حدود
رسانید و نوید سعادت صحت و عافیت ملازمان رکاب
دولت بر داد - آنچہ بکلک وقایع نگار قلمی بود مطابق
نفس الامر است - ہیچ گونہ تکلفی دران واقع نیست
مصرع سخن کز دل برون آید نشیند لاجرم در دل تر
المرام سر خداوند افسر از اندوہناکی سرگزشت شوریدہ مباد -
مصرع در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست ہرگاہ
حق سبحانہ و تعالی بندہ سعادتمند خود را میخواہد بدرجہ کمال
رساند - پرورش باسماے جمال و جلال ہر دو میفرماید -

(ترجمہ)

سلطانی نامہ نامی اور ہمایونی صحیفہ گرامی پہونچا - یہان
کے مخلصون کو زندگانی کی مبارک باد دی - اور جو
اصحاب ملازم رکاب دولت ہین اُن کی خیر و عافیت بھی
معلوم ہوئی - جو کچھ اخبار نویس قلم سے لکھا ہے - نفس
ایسا ہی ہے - اس مین کسی طرح کا تکلف نہین -
مصرع سخن کز دل برون آید - نشیند لاجرم در دل - خلاصہ
کلام یہ کہ خداوند افسر کو واقعات کے غم و اندوہ سے خدا کرے
پریشانی نہ ہو مصرع در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست
جب اللہ تعالی کو یہ منظور ہوتا ہے - کہ کسی اپنی سعادتمند بندہ
کو درجہ کمال پر پہونچا دے - تو جمالی اور جلالی دونون قسم کے اسماے

یک دورہ جمالی گزشت - اکنون چند روز نوبت جلالی ست بحکم[1] فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا بزودی باز نوبت جمال خواہد رسید زیرا کہ بقانون عربیہ یک عسر میان دو یسر واقع شدہ - و زود بجہت آنکہ سطح محاط بحسب مسافت کمتر از دائرہ محیط ست پس مقرب ترین مراد برمنصہ ظہور جلوہ گر خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ - للہ الحمد من قبل و من بعد -

امر کی پرورش کرتا ہے - یہ ایک دور جو گزر گیا جمالی تھا - اب چند روز دور جلالی ہے بحکم[1] فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا [illegible] جمال کی [illegible] ہے - کیونکہ قاعدہ [illegible] سے ایک عسر [illegible] درمیان [illegible] چونکہ محاط کا سطح مسافت کے اعتبار سے محیط کے دائرہ سے [illegible] مقرب ترین مراد ظہور [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] اول بھی اور آخر بھی

ہجری سنہ نو سو چھپن تھا - چند مجموعہ از خلفا اور اصحاب نے خواہش کی [illegible] مقامات کے متعلق جو تفصیل اور تنقیح کے محتاج تھے - عرض کیا - اگر اس عبارت کو [illegible] واضح اور بسیط کر دیا جاوے تو ضرور ارباب استفادہ کو حصول مراد میں سہولت ہو جائے گی - آپ نے [illegible] اپنے والدین کی درخواست قبول فرما کر جس طریقہ سے وہ چاہتے تھے - اُس سے زیادہ واضح اور روشن طور پر عبارت کے لباس میں کر دیا - اس ترتیب سے کہ

پہلا جوہر - اقسام عبادت کے بیان میں ہے - نماز - روزہ - دعائیں - نیز سوائے اس کے اور جو کچھ بھی ہر مہینے - اور ہر سینچر کے روز سے اور اُس کی راتوں سے تعلق رکھتا ہے - یہ سب اس جوہر میں مذکور ہیں - ان کا عمل میں لانا - تمام طالبوں کو اولیائے کرام کے مرتبہ پر پہونچا کر ظاہر میں آراستگی اور صفائی بخشتا ہے - اور باطن کو فیض طریقت کے واسطے مہیا کرتا ہے - ان چیزوں کے عاملوں کو ابرار کہتے ہیں -

دوسرا جوہر - زہد اور پرہیزگاری کے اطوار کے بیان میں ہے - ان پر عمل کرنے سے عابد کامل کو پنجگانہ خطرات کی پہچان اور خطرات کے دور ہونے کی پہچان پیدا ہو جاتی ہے - خطرات کا پہچاننا مرشد کے بتانے سے تعلق رکھتا ہے - نیز اس جوہر پر عمل کرنے سے بھی خطرات کی پہچان ہو جاتی ہے - لیکن خطرات کے رفع ہونے کی علامت یہ ہے - کہ خطرات

اگر شیطانی ہیں - تو کلمہ تمجید بکثرت پڑھنے سے زائل ہو جاتے ہیں -

اگر نفسانی ہیں - تو بہت استغفار پڑھنے سے دور ہو جاتے ہیں -

---

[1] بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے - بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے ۱۲

اگر ملکی ہین - تو تسبیح سبحان ذی الملک والملکوت الخ گیارہ بار بتکرار پڑہنے سے رفع ہوجاتے ہین -

اگر وہمی ہین - تو کلمہ طیبہ بہت پڑہنے سے دفع ہوجاتے ہین -

اگر دفع نہ ہون - تو جاننا چاہیے - کہ خطرات رحمانی ہین - پس خدا کا شکر بہت زیادہ کرنا چاہیے - تاکہ خطرات مذکور سالک کے دل مین ثابت اور قایم ہوجاوین ۵؎ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ط وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰبِ

جن صحاب کو یہ حالت نہیں آتی ہے - ان کو اغیار کہتے ہین -

تیسرے جوہر مین - اسماے اعظم - ادعیہ ماثورہ - اور احزاب مشہورہ کی دعوت کے اعمال اور ان کی شرطین مذکور ہین جب - سالک اپنے افعال کو مذکورہ بالا جوہرون سے مزین کرلیتا ہے - تو یہ تیسرا جوہر بھی اُس پر منکشف ہوتا ہے - تاکہ اعمال الہی کے - اور نیز دیگر عظیم الشان حالات - سالک پر منکشف ہوکر - اس کے دل کی آنکھ مین نور بصیرت پیدا کرین - اور تاکہ صوری اور معنوی تصرف کی قوت اور ظاہری و باطنی دولت اُس کو حاصل ہو یہ جوہر پندرہ فصلون پر مشتمل ہے -

اولین تیرہ فصلون مین بتفصیل ما بعد - چودہ قسم کی دعوت کا بیان ہے - (۱) دعوت حروف تہجی - (۲) مقطعات (۳) حرفی (۴) لفظی (۵) کلیات جزئیات - (۶) سینہ الادم (۷) صراط مستقیم (۸) حقی (۹) الیسیہ (۱۰) مجموعہ (۱۱) خمسہ (۱۲) کبیرہ (۱۳) صغیرہ (۱۴) دعوت سیفی اور نیز دیگر احزاب

چودہوین فصل مین رد دعوت اور دفع سحر کا بیان ہے - اور

پندرہوین فصل مین چلہ کشی کے آداب اور طریق کا ذکر ہے -

دنیا اور آخرت کے اعتبار سے ان دعوتون کے فوائد اور ثمرے ہر ایک فصل مین لکھے گئے ہین - اس فن کا جو شخص طالب ہو وہ وہان سے معلوم کرسکتا ہے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ جوہر طالب حقیقت صوفی کے حالات کی تکمیل کے واسطے بہت بڑی بے بہا چیز ہے - اکثر الٰہی حقائق کے اسرار اس جوہر کے ضمن مین اس طرح پنہان ہین کہ جس طرح جرم آفتاب ابر مین پنہان ہوتا ہے - یعنی دعوت کا شغل کرنا - کثرت امکانی کے بادل کو ہوا سے نفسانی کے کرہ سے بالکل دور کردیتا ہے - اور وحدت وجود کا علم الیقین - عین الیقین کے درجہ کو پہونچا دیتا ہے

چوتھے جوہر مین مشرب شطار کا بیان ہے - جب صوفی ان مذکورہ بالا تین جوہرون کے عمل اور کسب

۵؎ خدا جس کو چاہتا ہے منسوخ کردیتا ہے - اور جس کو چاہتا ہے قایم رکھتا ہے - اور اُس کے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) موجود ہے ۱۲

پر قادر ہو جاتا ہے - تو اُس وقت مین اُس کو مشرب شطار کی چاشنی چکھنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے - اور نیز اس سلسلہ خاص کی محرمیت کے واسطے مہیا ہو جاتا ہے - کیونکہ یہ مشرب دوسرے مشربون کی بہ نسبت دو ممتاز وجہون کے اعتبار سے اعلیٰ اور اخص ہے - (اولاً) یہ کہ اس طریقہ والون کے واسطے نہ فنا ہے - نہ فنار الفنا - بلکہ یہ لوگ ہر ایک مرتبہ مین غیر سے مفقود (گم) اپنی ذات کے ساتھ مشہود - اور بقار البقا کے ساتھ باقی رہتے ہین (ثانیاً) یہ کہ اس مشرب کی تلقین اولاد نبوی علیہ السلام والصلوٰۃ کے واسطے خاص ہے - جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نوبت پہونچی - تو جب تک آپ جسمانی ترکیب مین رہے - تب تک اپنے عالی شان فرزندون کے سوا - اور کسی کو تلقین نہین فرمائی تھی - لیکن جب آپ ناسوتی سرا سے [illegible] انتقال فرما گئے - تو سلطان العارفین ابو یزید بسطامی کے ساتھ فرزندی روحانیت کی مناسبت تھی اسواسطے آپ نے عالم روحانی مین اس مشرب شطار کا افاضہ سلطان العارفین کو فرمایا اس کے بعد بیر بسطام سے اس مشرب کا ارشاد مشائخ طریقت کے سلسلہ مین آیا -

واضح ہو کہ اس مشرب کا مقدمہ اذکار ہیں - اور اذکار کی دو جنسین اعلیٰ ہین جہر و خفی - اول جنس ذکر جہر کی چھ نوعین ہین (۱) نفی و اثبات کا ذکر ہے اور نفی و اثبات کے افراد چودہ ہین (۲) تنہا اثبات کا ذکر ہے - اس کی دس قسمین ہین - (۳) اسم ذات کا ذکر ہے - اس کے دس افراد ہین (۴) اسم [illegible] افراد مین منحصر ہے (۵) کچھ اذکار ہین - جن کے نام مرشدان کامل نے ان کے آثار اور نتائج کی مناسبت [illegible] رکھی ہین جیسے ذکر لاہوتے - ذکر ملکوتی - ذکر جبروتی - اور ذکر ناسوتی جس کے فقرات [illegible] کے سقا [illegible] ہے وقس علی ہذا مابقی من افراد ہذا النوع کہ دو جنسیں ہین [illegible] چار مل کر تیس فرد ہین چھٹا (۶) وہ اذکار ہین - جن کو مشائخ نے بزرگ کشف پرندون کی آواز سے استعمال کیا ہے - یہ [illegible] فرد ہین - اور ان کے اسما ان پرندون کی طرف منسوب ہین جن کی وہ آوازین ہین - ذکر جغد - ذکر عنقا - ذکر فاختہ - اور ذکر شکر خوارہ -

دوسری جنس ذکر خفی کی تین نوعین ہین (۱) پاس انفاس - اس کی سات قسمین ہین - (۲) ذکر قلب - اس کے تین افراد ہین (۳) ذکر استیلا - اس کی دو قسمین ہین - اگر یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہے - تو اس کو استیلائے عشقیہ کہتے ہین - اور اگر بے ضرب ہے تو اس کا نام استیلائے نقشبندیہ ہے -

ذکر کی دو جنسین جو اوپر مذکور ہو چکی ہین دو جلسہ - ضرب - کشش - کوب - تصور - الفاظ - اور فقرات کے

بارے ان جنسون کی نو نوعین اور سستاسی فردین ہوتی ہین - ان کو متشرب شطار کے جوہر سے مطالعہ
، یاد کر لینا چاہیئے - جہان ایک موزون تفصیل کے ساتھ لکھی ہوئی ہین - اس مختصر رسالہ مین تو صرف درویشون کے
ری حالات اور ماجرا کا بیان بمونہ کے طور پر لکھا گیا ہے - دوسرے علوم اور فنون کے مقاصد اور مسائل کا
ن کہین تقریبا ذکر آجاتا ہے - وہان فقط بمقدار ضروری پر اکتفا کیا جاتا ہے -

جب تحصیل اذکار کی بدولت - صوفی کا قلب کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے - نیز صوفی اشغال اور
ون کی ریاضت مین کوشش کر کے کمالات اسمائی کا مظہر ہوجاتا ہے - اور تمام کو اپنی ذات مین اور اپنی
ن کو تمام مین مشاہدہ فرماتا ہے - تو پھر پانچوین جوہر کا عمل آغاز کرتا ہے -

پانچوین جوہر مین اشغال ورثۃ الحق کا بیان ہے - واضح ہو کہ سالک کس وقت ارث کو پہونچتا ہے
ہ کونسی وجوہ ہین - جن کی بنیاد پر سالک وارث حق ہوسکتا ہے - تاکہ [۵۱] اُولٰئِکَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ
رش خبری وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ کی بشارت زبان سے اس سالک کے بارہ مین بالخصوص سمجھی جاوے
علوم کرنا چاہیئے - وارث کی دو نوعین ہین - صوری اور معنوی - صوری وارث کو ارث کا پہونچنا مورث کی موت
ساتھ مشروط اور موقوف ہے - اور معنوی ارث مین یہ صورت محال ہے - پس دونون قسم کی ارثون مین جو مناسبت
- وہ یہ ہے - بدون محنت اور بدون کسب کے شئے کا حاصل ہونا اور آثار مین تصرف کرنا - صوری ارث کے
سطے ظاہری قبضہ اور استفادہ ہونا لازم ہے - اور معنوی ارث منجملہ عطیات باطن کے ایک عطیہ ہے
ں کا ادراک سوائے ارباب دانش و عرفان کے اور کسی کو نہین ہوسکتا ہے [۵۲] اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ
[۵۴] اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ ایسے ہی وقت مین اور ایسے ہی مقام پر ظہور پذیر ہوتا ہے - اشغال ورثۃ الحق
شمار اس طرح پر ہے (۱) صورت بند کے بیان مین (۲) مشاہدہ کے بیان مین (۳) دل کو مدور تصور کرنے
بیان مین (۴) روحانی تصور کرنے کے بیان مین (۵) حقائق اشیا کی معرفت کے بیان مین (۶) فنائے شہود
بیان مین (۷) صفات سبعہ کے بیان مین (۸) وحدانیت ذات کے بیان مین (۹) تصور عالم خفی کے
مین (۱۰) مبدء و معاد کے بیان مین (۱۱) حضرات خمس کے بیان مین - اشغال کا بیان تمام کرنے کے
اپنے اس جوہر کو ایک موحدانہ - عارفانہ - محققانہ اور عاشقانہ مناجات پر ختم فرمایا ہے اُس کے چند

ی لوگ (اصلی) وارث ہین [۵۲] اور (اے پیغمبر) ایمان والون کو خوش خبری سنا دو [۵۳] ہر ایک حقدار کو اُس کا حق عطا
[۵۴] بیٹا اپنے باپ کا راز ہے --

چند فقرے بطور نمونہ بیان لکھتا ہون۔

احدا۔ توحید صرف وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ما بصورت ماو من نامنا۔ کہ تجلیات صفات تست ین ہمہ نشو ونما۔

صمدا۔ انچہ از غفلت بر سر ما گذشت۔ بہ ہشاری مگیر ہم زخود عذر فَهُمْ الْغَافِلُوْنَ بپذیر۔ و بتائید وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ دست گیر۔

علیما۔ ہشیاری وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ را بفراموشی نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ مبدل مساز۔

قدیما۔ انچہ در نہاد ما نہادہ ازان اندیشۂ ما باز دار وانچہ در استعداد ماست کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ بے منت بپیش آر۔

زلطف انچہ مطلوب است و مقصود ما مہیا کن بوجہ احسنش زود

احدا۔ صرف [1] وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ کی توحید کو ما اور من کی صورت مین ہم پہنچا ہرنہ کر کیونکہ یہ تمام نشو و نما جو کچہ بہی ہے۔ تیری ہی صفات کی تجلیات ہین۔

صمدا۔ غفلت کے سبب سے جو کچہ ہمارے سر پر گزر گیا۔ اُس کو ہوشیاری مین قرار دیکر گرفت نہ کر خود ہی [2] فَهُمْ الْغَافِلُوْنَ کہہ کر عذر قبول کرلے اور [3] لَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ فرما کر ہماری دستگیری کر

علیما۔ جب ہم بہول جاوین۔ تو بحکم [4] وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ہوشیاری مین آنے کی توفیق دے۔ اور اس ہوشیاری کو بفحوائے [5] نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ فراموشی سے تبدیل کرکے ہم کو بہول نہ جا۔

قدیما۔ تو نے جو چیز ہماری سرشت مین رکہی ہی نہین ہے اُس چیز تک ہماری اندیشہ کو پہونچنے ہی نہ دے۔ اور جو چیز ہماری استعداد مین داخل ہے [6] فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ وہ چیز بے منت لا ہمارے آگے

زلطف انچہ مطلوب است و مقصود ما مہیا کن بوجہ احسنش زود

القصہ جب بڑے بڑے لوگون کی التماس کے بموجب دوسرا نسخہ تیار ہو گیا تو آپنے فرمایا۔ کہ پہلا نسخہ جہان کہین بہی ہو۔ اس نسخہ ثانی سے تصحیح کرکے مطابق کرلیا جاوے۔ کہتے ہین۔ اس کے بعد کم و بیش چہ برس اور گجرات مین قیام فرماکر فیض ہدایت عام طور پر جاری رکہا جب ہجری سنہ نوسو تریسٹہ آیا۔ اور ہمایون علم ملک ہند مین پہر آ نصب ہوئے۔ اور ہمایون کے فرزند رشید ابوالفتح اکبر شاہ نے شاہی تاج اپنے سر پر رکہکر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ تو غوث الاولیا نے بہی اللہ جل شانہ کا شکر بجالا کر ملک گجرات سے گوالیار اور گوالیار سے دہلی کی طرف معاودت فرمائی۔ بادشاہ نے بہت کچہ مراسم تعظیم ادا کرکے استقبال کیا۔ اس کے

[1] ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہین ۱۲ [2] یہ لوگ غافل ہین ۱۲ [3] تم غافل نہ بنو ۱۲ [4] اگر کبہی بہول جایا کرو تو اپنے پروردگار کو یاد کرلیا کرو ۱۲ [5] جنہون نے خدا کو بہلایا۔ اُن کی ایسی مت خدا نے ماری۔ کہ اپنے آپ کو بہی بہول گئے ۱۲ [6] کوئی شخص بہی نہین جانتا۔ کہ کیسی کیسی آنکہون کی ٹہنڈک اُن کے لئے پردہ غیب مین موجود ہے ۱۲۔

بعد آپ نے سات سال اور بھی جسم کے ساتھ تعلق رکھا - پھر ہجری سنہ نو سو ستر میں - حیات کی کشتی - کثرت کی امواج سے اور نفسانی ہوا کے طوفان سے صحیح و سالم بچا کر وحدت کے جزیرہ میں لنگر کر دیا - اور عالم قیود کی سیر و سیاحت سے فارغ ہو کر عالم اطلاق کی جنت کو روانہ ہوئے -

اور از غوث الاولیا میں لکھا ہے - جب حضرت شیخ ظہور حاجی حضور نے تلقین اور تعلیم کے واسطے اس درویش کو قبول فرما کر خلعت و خلافت عطا فرمایا - اور کوہستان چنار میں رہ کر چلہ کشی کرنے کی اجازت دی - تو گنگا کے کنارہ ایک درہ میں حسب الارشاد بیٹھے ایک سال چلہ کی نیت کی - جب سال پورا ہونے کو ہوا - تو ایک شخص میرے پاس آیا اور اُس نے بہت کچھ منت و سماجت کی - کہ مجکو اپنا مرید فرما لیجیے - میں نے ہر چند ممانعت کی اور انکار کیا - لیکن میرا انکار اُس کے مستحکم خیال اور اصرار کو روک نہ سکا - مجبوراً مرید کیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کامل تین مہینے تھا کہ بیماری میں مبتلا رہا - جس کی وجہ سے بہت سے اعمال اور اشغال انجام نہ دے سکا - اسی طرح تین بار گرفتار ہوا - یہ حال دیکھ کر یقین ہو گیا - کہ ابھی میں حقیقی خلافت کے تخت پر بیٹھنے کے لائق نہیں ہوا ہوں لہذا کسی کو مرید نہیں کرنا چاہیے - مگر یہ خلش دل میں ضرور رہتی تھی - کہ دنیا کے اندر بے شمار مشائخ - سلسلہ بیعت جاری رکھتے ہیں - مگر کسی قسم کا آزار اُن کو نہیں پہونچتا ہے - مجھ کو جو یہ تمام آزار بیعت کے سبب سے پہونچتا ہے اس کا کیا سبب ہے - جب یہ خلجان حد سے زیادہ بڑھا - تو ایک ہاتف نے مجکو مطلع کیا - کہ تم رسمی پیر نہیں ہو اس عمل سے چند روز صبر کرو - تا کہ حقیقتہً پیر طریقت ہو جاؤ - بیشک جب میں سب طرح کی ریاضتیں کر چکا - اور عالم باطن میں مشائخ سلف کی ارواح سے **قدسنا اللہ باسرارہم** بشیر حقیقی اور نبی آخر الزمان **صلی اللہ علیہ** کے اشارہ سے خرقہ اجازت پہن چکا - تو مرید کرنے سے جو آزار اور آفت پاتا تھا - اُس سے رہائی مل گئی - تو اب یہ بات سمجھ میں آئی - کہ رسمی اور معمولی اصحاب کے علاوہ جو لوگ اہل حقیقت ہوتے ہیں - اُن کو تا وقتیکہ پیران ظاہر و باطن سے اجازت نہیں ملتی ہے - اُس وقت تک وہ حقیقی بیعت لینے کے قابل نہیں ہوتے ہیں - اس خلافت کی تفصیل شایقین اُن چند مکاشفوں سے معلوم کر سکتے ہیں - جو نسخہ مذکورہ کے خاتمہ میں لکھے گئے ہیں -

مذکورہ بالا دو نسخوں کے علاوہ آپ کے حالات اور مقامات کے متعلق چند کتابیں اور بھی آپ کے قلم کی لکھی ہوئی ہیں - جن کے نام یہ ہیں -

(۳-) کلید مخازن عجیب و غریب رسالہ ہے مبدء و معاد کے متعلق - اس میں علوی اور سفلی اشیا کی

حقیقتین - توحید صوفیہ کے مشرب اور کشفی تحقیق کے اصول پر بتائی گئی ہین - اور نیز ارباب فنا و بقا کے مذاق کے لئے - عینی اور علمی موجودات کی شناخت - کشف اور عائنہ کے ذریعہ سے ظاہر کی گئی ہے - کہتے ہین احمد آباد گجرات مین یہ کتاب میر عبد الاول کے ہاتھ آگئی تھی - میر عبد الاول بڑے ذی معرفت عالم تھے جب میر نے اس رسالہ کو صفحہ صفحہ کر کے دیکھا اور رسالہ کے مغز کا اور خلاصہ ما فیہا کا مزہ لیا - تو رسالہ کی سنجیدگی کی نسبت اس طرح پر غوث الاولیا کی خدمت مین عرض کیا کہ حکمت اور ہلیتہ کے چند مسئلے جن کی دشواریان عدم دسترسی ذہن کے سبب سے بآسانی حل نہین ہوتی تھین - اس مشکل کشا رسالہ کی بدولت آسان ہوگئین -

(۴ و ۵) دو صحیفے ضمائر اور بصائر بھی آپ کے قلم تحقیق کے لکھے ہوئے ہین - ان مین علم تصوف کے موضوع مبادی - مسائل - اور مقاصد کا بیان ہے - اور نیز اس علم کے حقائق اور معاملات ظاہر کئے گئے ہین -

(۶) ایک کتاب بحر الحیوۃ - جریدہ دستور العمل طائفہ جوگی و سنیاسی کا ترجمہ - اس مین باطنی اعمال - تصور - اشغال - پاس انفاس کا ذکر - اور نیز ان امور کے سوا اور بھی اقسام ریاضت بیان کئے گئے ہین - جن کی بدولت روحی لشکر کو جسمانی سپاہ پر فتح ملتی ہے - جوگیون اور سنیاسیون کی دو جماعتین ہنود کے ریاضت مندون - گوشہ نشینون - اور رہبانون کی سرگروہ ہین - اور اہین اشغال و اذکار کے برکات سے استدراج اور خرق عادات کے درجہ کو پہونچکر - سالکون کے ضمیرون کی پیمنان پر اطلاع حاصل کرتی ہین - آپ نے ان تمام معانی کو سنسکرت عبارت سے جو کتب ہنود کی زبان ہے - اخذ کر کے - فارسی لباس پہنایا ہے - اس کتاب کے مفہومات سے زنار توڑ کر بجاے اُس کے توحید اور اسلام کی تسبیح گردن مین ڈال دی ہے - نیز حقیقی ایمان کی قوت سے اُن مفہومات کو تقلید کی قید سے نکال کر صاحب تحقیق صوفیون کے اذکار اور اشغال سے تطبیق دی ہے یہ بالکل سچ ہے - کہ بیش بہا شاہوار جواہرات - بڑی بہایم کے تاجون مین لگے ہوئے تھے - جو[۱] اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ کے مصداق ہین - وہ جواہرات آپ نے اُکھاڑ لیے اور اُن کا گچھا بنا کر - اُن خداوندان عزت و تکریم کے تاجون مین ٹکایا - جو[۲] اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام مین داخل ہین للّٰہ الحمد دائما اُمید ہے کہ اس کتاب کے حالات سننے والون کو جو گمان - اس کا وصف سننے سے پیدا ہوگا - اُس کے شگفتہ سے کتاب مذکور کا دیکھنا - اور غور کرنا بجلد اور خوبی کے ساتھ رہائی دیکر یقین کے

---

[۱] یہ لوگ چارپایون کے مثل ہین بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے ۱۲ [۲] دین (حق) تو خدا کے نزدیک ہی اسلام ہے اور بس) ۱۲

درجہ کو پہونچا دیوے گا۔

(۷) ایک کتاب کنز الوحدۃ ہے۔ اور یہ کتاب غوث الاولیا کی آخرین تصنیف ہے اس کتاب کے ضمن مین توحید کشفی اور ایمان حقیقی کا یہ بیان ہے۔

قل اقسام الایمان عند اھل الذوق خمسۃ — کہتے ہین۔ ایمان کے اقسام اہل ذوق کے نزدیک پانچ ہین۔

الاول تکلیفی اعم من الکل ویشتمل کل فرد من نوع الانسان مومنًا کان او کافرًا	اول۔ ایمان تکلیفی ہے۔ جو کل کو عام ہوتا ہے اور جو نوع انسان کے جمیع افراد کو شامل ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔
والثانی۔ تقلیدی عام یعم کل مومن مقلدًا کان او محققًا۔	دوسری۔ ایمان تقلیدی عام ہے۔ جو ہر مومن کو شامل ہے خواہ وہ مقلد ہو یا محقق۔
والثالث۔ استدلالی خاص یختص بہ العلماء من المومنین۔	تیسری۔ ایمان استدلالی خاص ہے جس کے ساتھ علماے مومنین خصوصیت رکھتے ہین۔
والرابع۔ حقیقی اخص منہ ویتصف بہ الاولیاء منھم۔	چوتھی۔ ایمان حقیقی ہے جس مین تیسری قسم کے ایمان سے زیادہ خصوصیت ہے۔ اور اس ایمان کے ساتھ اولیاء مومنین متصف ہین۔
والخامس عینی ذاتی صاحبہ مختص بالولایۃ المحمدیۃ وجالس علی سریرۃ الخلافۃ الحقیقیۃ ناظر بعین البصیرۃ الی الاحدیۃ المطلقۃ وبعین الباصرۃ الی الکثرۃ بملاحظۃ الوحدانیۃ المختصۃ	پانچوین۔ ایمان عینی ذاتی ہے اس قسم کا صاحب ایمان ولایت محمدیہ کے ساتھ خاص اور خلافت حقیقیہ کے تخت پر جلیس ہوتا ہے۔ بصیرت کی آنکھ سے احدیۃ مطلقہ کو اور سر کی آنکھ سے وحدانیۃ خاصہ کا لحاظ کرکے کثرت کو دیکھتا ہے۔
فاعلم ان صاحب ھذہ المنزلۃ الجامعۃ کان فی کل قرن علے بسیط الارض واحدًا وفی القرون التی صرفت عنا کان سلطان	واضح ہو۔ کہ یہ جامع مقام جس شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ شخص ہر ایک قرن مین تمام روے زمین پر ایک ہی ہوتا ہے۔ پس جو قرون ہم سے پہلے گزر گئے اُن

المحققین دبرهان العارفین الشیخ محمد المخاطب بالغوث العطاری نسبًا والشطاری مشربا قدس الله اسرارهم وکان رئیس المحدثین الشیخ محمد ابن ابی الحسن البکری الشافعی المصری قدس الله روحهما وافاض علینا برکات انفاسهما. وفی القرن الذی کنا فیه هو عین الزمان مسیح العاشقین الشیخ عیسٰی ابن قاسم امد الله ظلال ارشاده علی رؤس المشتاقین الی جمال هذه الولایة المذکورة والی صاحبها علیه التحیة والسلام وعلی تابعیه بالکشف فی ادراک عالم الجمع والفرق علی حکم الفرقان المجید المحفوظ المحیط بما انه وعلمه.

قرنون مین سلطان المحققین برہان العارفین شیخ محمد المخاطب بالغوث تھے جو عطاری نسب اور شطاری مشرب تھے اللہ تعالی آپکے اسرار مین تقدس عطا فرماوے۔ پھر آپکے بعد رئیس المحدثین شیخ محمد ابن ابی الحسن بکری شافعی مصری ہوئے۔ اللہ تعالی ان دونون باپ بیٹے کی روحون کو مقدس فرماوے اور ان دونون اصحاب کے انفاس کی برکات کو ہم پر اوپر نازل کیوے۔ اور جس قرن مین ہم ہین۔ اس مین عین الزمان مسیح العاشقین شیخ عیسی ابن قاسم ہین۔ اللہ تعالی جل شانہ ان کی ہدایت کا سایہ ان اصحاب کے سرون پر مبسوط رکھے۔ جو اس مذکورہ بالا ولایت جامع اور صاحب ولایت جامع (محمد مصطفی) کے جمال کے مشتاق ہین۔ آپ پر۔ اور نیز اُن صحبون پر درود و سلام آلہی نازل ہو جنہون نے مع متعلقات قرآن کے حکم کے بموجب عالم جمع اور عالم فرق کے ادراک مین کشف کے ذریعہ سے آپ کا اتباع کیا ہے۔

یاد شیخ عبد المومن

آپ شیخ محمد ابن شیخ خلیل چشتی کے فرزند ہین۔ ظاہری اور معنوی دونون ملکون کی سیر آپ نے کی تھی۔ خانہ خلیل۔ اور خانہ جلیل دونون گھرون کے آپ حاجی تھے۔ کہتے ہین۔ آپ کے جد امجد نے شہر منڈو (مانڈو) سے دہلی مین جاکر وطن اختیار کیا تھا۔ شیخ عبد المومن کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار سے ملا تھا۔ آپ کو بارہ سال کی عمر مین خدا شناسی اور خدا پرستون کے دیدار کی آرزو۔ گھر سے نکال کر اجمیر کی طرف لے گئی تھی یہان سے آپ مکہ معظمہ کے طواف کا احرام باندہ کر حج کو چلے گئے۔ اور ارکان حج ادا کیئے۔ اس کے بعد بارہ سال تک جابجا ملکون کی سیر و سیاحت کرکے پھر اجمیر مین لوٹ آئے۔ اور قمری چھ مہینے۔ خواجہ معین الدین کے روضہ کے آستانہ مین اعتکاف کے طریقہ پر گزارے۔ اور اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے۔ یہان سے آگرہ مین

رہنے کی ہدایت ہوئی - چنانچہ اس بنیاد پر آپنے اُسی فرمائی ہوئی جگہہ (آگرہ) مین قیام کی بنیاد قایم کی اس
اس وقت سلطان سکندر لودی کی سلطنت کا زمانہ تھا - آپ کی عمر کل نوے سال کی ہوئی ہے - اِس نوّے
سال مین جس قدر حصہ عمر کا باقی رہا تھا - وہ کل حصہ اگرہ مین رہکر درویشی - تن گدازی - اور خدائی پرستش
مین گزارا - دوسری شوال ہجری سنہ نوسو ستر کو عنصری ویران سرا سے نورانی آباد بستی کی طرف
کوچ فرمایا -

یاد شیخ سراج

آپ شیخ عبدالملک کے بڑے بیٹے تھے - علم - عرفان - اور معانی آپ کی ذات مین کوٹ کوٹ کر بھرے
تھے - جوان موت مرے - جب سپرد خاک کیے گئے - تو آپ کے باپ نے فرمایا - آج علمی ہیکہ خاک مین مل گئی -

مصرع از دست خاطر او باد شادمان

یاد قاضی قطب مجذوب

آپ قاضی کمال الدین قاضی - عبداللہ شرف جہانی کے قرشی النسل بیٹے ہین - آپ کی پیدائش
کی جگہہ چندیری ہے - عیسوی ملک اور اولیسی ولایت پر آپ کا قبضہ تھا - جس سال چتوڑ کے رانانے چندیری
فتح کی تھی - اُسی سال آپنے کالپی مین آکر مکان بنا لیا تھا - آغاز شباب مین تمام اوقات مصروف نماز
رہتے تھے - ہمیشہ نصیحت کرنے - اور حق کہنے مین سخت اور تلخ بات کہا کرتے تھے اور اُن کے منانے
کے واسطے پتھر اور لکڑی سے کام لیا کرتے تھے - آپ کی اِس قسم کی روش و رفتار سے لوگون کی طبیعتون
مین نفرت پیدا ہوتی تھی - ایک روز آپنے کچھہ حلوا باہر سے گھر کے اندر بھیجا - جب گھر مین جاکر اپنا حصہ مانگا -
تو جواب ملا کہ وہ تو کہا لیا گیا - آپنے فرمایا جس نے کہایا ہے - وہ مر جاوے - تین روز کے اندر تمام گھر والے
مر گئے - اخیر مین آپ کا حال یہ ہو گیا تھا کہ ہوش جذبہ کو - اور شباب پیری کو سپرد کر دیا تھا - اور خاموشی
کے عوض مین گویائی بیچ دی تھی - لیکن - نماز پڑھنے کی آپ کی عادت نہین گئی تھی - اگرچہ وقت کا
اور شمار رکعات کا ہوش نہین رہا تھا - روزمرہ صبح کے وقت گھر سے نکل کر جنگل کو چلے جایا کرتے تھے
اور پانی گرم کرنے کے واسطے لکڑیان لایا کرتے تھے - ایک روز صبح کو دربان نے قفل نہین کھولا - تو
آپنے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر - اپنے تئین نیچے گرا دیا - دربان نے خیال کیا - کہ ایسا کم زور بڈھا - ایسے
اونچے قلعہ سے ایسی عمیق خندق مین گرے گا - تو کیسے زندہ رہ سکتا ہے - خیر - اوپر چڑھ کر دیکھا

تو بہپ آرام کے خیال سے - اور روزون سے زیادہ تیز راستہ چل رہے ہین - کہتے ہین - ایک بار بہت کچھ جستجو سے تین روز بعد ایک جنگل مین ملے - کیا دیکھتے ہین - آپ ایک پتھر کے پاٹ پر نماز پڑہ رہے ہین دریافت کیا گیا کہ آپ کہان سے کہاتے تھے - جواب دیا - وہی کنیز کہانا دیدیا کرتی تہی - جو روزانہ دیا کرتی ہے - ایک دن مین اگر کئی دفعہ کہانا دیدیا جاتا تہا - تو کہا لیتے تہے - اور اگر بہت روز تک کہانا نہین ملتا تہا - تو خواہش نہین کرتے تہے - صاحب تجرید حقیقی مبارک خان ہروی کے مصاحب تہے - ہجری سنہ دوسو ستر مین لوگون کی نظر سے خضرؑ کی طرح مخفی ہو گئے - ہرچند تلاش کی گئی - پتہ نہین لگا - مصرع بادرفیق عیسیٰ ہمنشین باد -

یاد قاضی قطب مجرد

آپ کو زمان ومکان طے کرنے کی قدرت حاصل تہی - قصبہ مہوبہ آپ کی دائمی آرامگاہ ہے - قاضی موسیٰ مجرد چشتی کے مرید - اور قاضی سعد اللہ شرف جہانی کے پیر ہین - ایک روز قاضی قطب کے پیر نے - مرید کا لنگی باندہنا دور سے دیکھ لیا - فرمایا بہت مضبوط باندہنا چاہئیے - آپ نے جواب دیا - اگر پیر کا حکم ہو - تو دونون جہان کے واسطے باندہ لون - پیر نے فرمایا - نہین - صرف اسی عالم مین جس مین ہم اور تم دونون وصف تجرد کے ساتہہ مشہور ہین - بہتر یہ ہے کہ عیسوی تجرد کی ردا کو مجرد کے کندہے پر ناز ہو اور احمدی ولایت کا نگینہ اُس کی اونگلی مین درخشان ہوسکتے ہن - ہر روز پنجگانہ نماز - کعبہ معظمہ کے حرم مین ادا کیا کرتے تہے بہت لوگون کی یہ خواہش رہتی تہی - آپ کے ساتہہ نماز پڑہین - جب مقام معین کا نام پوچہا جاتا تہا - تو فرما دیتے نہے مجکو معذور رکہیے - مین بہی دور دوش سے جس مسجد مین کثیر جماعت ہوتی ہے - پہونچ جاتا ہون - ایک بڑہیا قصبہ مہوبہ کی تہی حج کرنے کو گئی تہی - مکہ سے قافلہ چلا آیا - اور موسم گزر گیا - اِس سبب سے مکہ مین رہ گئی - ایک روز بہت تنگ دل ہوئی - اور چیخنے پکارنے لگی - کہ کیونکر اپنے وطن کو پہونچون گی - ایک بزرگ نے ازراہ مہربانی اُس سے کہا - غم نہ کر - مہوبہ کے قاضی پانچون وقت حرم محترم مین آتے ہین - تم کو بتا دون گا - جب بڑہیا کی نظر قاضی جی پر پڑی - تو اُس نے قاضی جی کا دامن پکڑ لیا - اور طرح طرح سے آنکہون سے آنسو بہانا - اور لبون سے فریاد کرنا شروع کیا - یہان تک کہ قاضی جی کو انکار اور بہانہ کی گنجایش نہین رہی - کہا - آنکہہ بندکر - آنکہہ بند کرنا مکہ مین تہا - اور کہولنا اپنے گہر مین -

القصہ - یہ گزری ہوئی کیفیت بڑہیا ضبط نہ کرسکی - اور لوگون کی زبان زد ہو گئی -

ایک بزرگ سید میان تہے - رتبہ فنا فی اللہ حاصل تہا - اُنہون نے جب جسمانی حرکت روحانی آرام کے سپرد کی - تو عام لوگون کی زبان مین کچہہ کا کچہہ بکنے لگین - کہ ایسا بزرگ ہوکر اپنا واپسین نفس کلمہ طیبہ پر سپرد نہ کرے -

سید مینا کے بھائی کو لوگوں کا ملامت کرنا سخت ناگوار گذرا لہذا دل میں استحکام کے ساتھ ٹھان لیا۔ کا ایسے بھائی کو بلاؤں گا۔ لوگوں نے منع بھی کیا۔ مگر اسپر کچھ خیال نہ کر کے۔ جلانے کا سامان فراہم کیا۔ اِس اثنا میں سید مینا نے کفن سے سر نکالا۔ اور بلند آواز سے کلمہ پڑھا۔ ملامت کرنے والے حیرت میں رہ گئے اور خجالت میں ڈوب گئے۔ سید مینا نے یہی کہا تھا کہ زمانہ بلوغ سے نماز عصر کی سنتیں پڑھنے کی جس شخص نے ملاومت رکھی ہو۔ اُس شخص مینا کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیئے۔ مجبوراً قاضی قطب نے اور ایک اور شخص نے نماز پڑھی۔ اِس کے بعد قاضی نے کہا۔ اب کہ راز بازاروں میں اور گھروں میں عام طور پر مشتہر ہوگیا۔ لہذا لوگوں کی نظر سے پنہان ہوجانا ہی اولیٰ ہے۔ اسی عرصہ میں آپ عالم خاک سے روضہ قدس کو روانہ ہوئے **مصرع** بادو عالم دست در آغوش باد۔

یاد شیخ برھان انصاری

آپ کالپی کے رہنے والے ہیں۔ آغاز شباب میں ہمیشہ شیخ عبدالملک کی شاگردی میں حاضر رہا کرتے تھے۔ اس غرض سے۔ کہ اُستاد دوسروں کی بہ نسبت آپ کو زیادہ پسند کریں۔ ایک روز صبح کو اُٹھکر۔ مدرسہ کی طرف جاتے تھے۔ راستہ میں ایک پیرمرد سامنے سے آتے ہوئے ملے۔ کہا۔ برہان۔ کہاں جاتے ہو۔ تمہارا نہ یہ کام ہے۔ اور نہ یہ راستہ ہے۔ لوٹو۔ گوشہ نشین ہوجاؤ۔ اور زانو پر سر رکھ لو۔ کیونکہ جو لوگ کشائش چاہتے ہیں۔ وہ گریبان کے راستہ سے جاتے ہیں آپ پیرمرد کے کہنے پر دل نہاد نہیں ہوئے۔ اور چلے گئے۔ دوسری بار پھر اسی طرح پیرمرد نے آپ کو روکا۔ یہ بھی کارگر نہیں ہوا۔ تیسری بار جب دہلیز سے قدم باہر رکھا۔ تو اُس پیرمرد نے آپ کا گریبان پکڑکر زمین پر دے ٹپکا۔ کہ آپ کا پانوں ٹوٹ گیا۔ اور کہا۔ جب تک اس طرح نہ توڑینگے۔ پانوں جانے سے باز نہیں رہیگا۔ اس کے بعد ہوش پیدا ہوا۔ اور ایسے تنگ حجرہ میں گھس بیٹھے۔ جس میں پانوں پھیلانے کی بھی گنجایش نہیں تھی۔ تن گدازی۔ اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنے میں بہت کچھ کوشش کی۔ پکا ہوا کھانا بالکل ترک کر دیا۔ کسی قدر دودھ۔ اور کسی قدر دہی پر گزر تھی۔ آپ کے بدن کی رگیں اور ہڈیاں ایک ایک شمار میں آتی تھیں۔ چونکہ سجدہ میں سر بہت پڑا رہتا تھا۔ تو آپ کی پیشانی کے داغ کو[1] سِیمَا ھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کا درجہ حاصل ہوگیا تھا۔ رحلت کے بعد وہی حجرہ آپ کی گور بنا۔ دل آویز تقریر اور شور انگیز کلام کے دوست تھے لیکن اکثر اشعار ہندی زبان میں کہا کرتے تھے۔ آپ کے فراق نامہ میں ایک ایک حرف درد اور سوز سے بھرا ہوا ہے۔ بعض لوگ آپ کو مہدویہ جانتے ہیں۔ لیکن یہ بات تحقیق نہیں ہوئی **مصرع** باد ہم فیض ہائے تنگ جان او

---

[1] اُن کی شناخت یہ ہے۔ کہ سجدے کے گٹے اُن کی پیشانیوں پر ہیں ۱۲

یادِ مخدوم عباس

آپ جلال سندہی کے بیٹے ہین- آپنے بلند ہمتی کی طاقت سے شیوہ بیخودی کو کرسی پر- اور سازو سامان خواہشات کو خاک پر بٹہایا تھا- آپ کی ولادت اور نشو و نما دونون موضع پاترین ہین -جب زمانہ شورش کی پریشانی نے آپ کو زادبوم سے دور نکال پہینکا- تو تقدیری فرمان کے بموجب آپنے موضع ہنکورجہ مین اقامت اختیار کی- جو مضافات ہبکر مین سے ہے- بہت برسون تک ہنگامۂ درس گرم رکہا- اور آپ کی ہدایت کے خوان پر اذن عام تہا- قاضی عبدالسلام سندہی- دارالاسلام برہان پور مین- فرمان روائے خاندیس علی عادل شاہ فاروقی کے حکم سے قضا کے عالی منصب پر سرفراز تہے- قاضی صاحب حکیم عثمان بوبکانی کے شاگردون مین سے ہین- جب قاضی جی سندبار مین تہے- تب تحصیل علوم مخدوم کی خدمت سے کیا کرتے تہے- قاضی جی کا بیان ہے دین- دیانت- دانش- بینش- طبیعت مین نرمی- اور اختلاط مین گرمی یہ اوصاف یقیناً مخدوم کی سرشت مین داخل تہے- آغاز ہوش سے واپسین دم تک طالب کے واسطے کسی کے گہر- اور کسی کے سامنے آمد و رفت مین آپنے قدم کو گرد آلود نہین کیا- اب باستحقاق جانشین اُس مسجد مین اور حال کے مدرسہ مین مسیح القلوب شیخ حبیب اللہ ہین جو ظاہری فضیلت مین سب سے زیادہ کامیاب اور سرسبز- اور پرہیزگاری مین وہان کے جملہ فضلا سے زیادہ مشہور اور باستحکام ہین **مصرع** دیدہ از منظر دیدار باد-

یادِ شیخ شاہ علی احمدآبادی

آپ کی زبان سے حرف توحید کے سوا- اور آپ کی قلم سے موحدانہ اشعار کے سوا- کوئی حرف نہین نکلتا تہا آپ کا ایک دیوان ہے ہندی زبان مین- روش اور معنی کے اعتبار سے شیخ محمد مغربی کے دیوان کا بہائی ہے آپ سیدی احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین- **قدس سرھما**- ملک محمود دبیارا- جن کے عرفانی حالات اُن کی یادداشت مین لکہے گئے ہین- اور ملک الشرق گجراتی جنہون نے اس جہان کی دولت کے سرمایہ کو اپنی جزائے اعمال کی کہیتی کا تخم بنایا تہا- ان دونون اصحاب نے عالم علوی کو آپ کے کوچ فرما جانے کے بعد آپ کو قطب عالم بتوہ کے پائین مزار دیکہا ہے- اور نیز احمدآباد اور بتوہ کے دوسرے بزرگون نے بہی اس خرق عادت کے متعلق گواہی دی ہے- ہجری سنہ نوسوسترہ مین روحانی گلشن کی سیر کا عزم فرما کر جسمانی مسکن کو رخصت کیا- کبیر رفاعی بڑے بزرگ شخص تہے- شافعی مذہب ہین- ہجری سنہ پانسو اٹہاسی مین آپ کا وصال ہے- اور خوابگاہ معبودیہ مین ہے- اُن کے کوئی فرزند نہ تہا- اور جو فرزند آپ کی طرف منسوب ہے آپ کے بہائی کی

اولاد مین سے ہے -

یاد شیخ شکر

آپ نائتہ قوم مین سے ہین - زادبوم اور خوابگاہ دونون ہمیدی بین ہین - دابھول بندر کی طرف احمدنگر دکن سے تین منزل دور - جو نظام الملک کا دارالسلطنتہ تہا - کہتے ہین - کہ آپ بہت برسون تک دوسرون کے درس مین بیٹھے - اور تحصیل فضائل کی - اسی طرح دوسرے لوگ بہی آپ کے مدرسے مین آئے - اور آپنے تعلیم دیکر فیض پہونچایا - اخیر مین تمام قیل وقال - ورد خداطلبی کی عوض - فروخت کرکے پیرطریقت کی رہنمائی کی بدولت سلوک مین آگئے - چند روز بعد وحدت آلہی کے جذبہ کی آگ - ایسی بہڑک اُٹھی - کہ جس نے دور مین عقل کا خرمن جلاکر راکہہ کردیا - اور اسی سوختگی اور بیخودی کے عالم مین ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسوستر تہا - کہ اس عالم نیستی کو خیرباد کہا -

یاد شیخ وہیان سنہی

آپ شیخ ابراہیم کلہورا کے مرید ہین حقیقی وحدت اور ایزدی غیرت کا بہت بڑا جلوہ اور بہت بڑا ظہور - آپ کی ذات مین تہا - ایک روز چلتے چلتے سرراہ ایک حور سرشت کے چہرہ پر نظر جا پڑی - فوراً گوش دل مین ندا آئی - ابہی آنکہہ غیر کے حسن پر نظر ڈالنے کی طرف مائل ہے - اُسی دم آنکھون سے قوت بینائی زائل ہوگئی - اسی طرح آپ دل کو محنت وسوز سے - اور جان کو شوق وغیرت سے مالامال لئے ہوئے گاتے پہراکرتے تہے یہ عادت ہے - کہ چلنے مین ہاتہون کو آمد ورفت رہتی ہے - آپ کا ہاتہہ زیادہ ہلتا تھا - فرمایا - اے ہاتہہ - تو ہم سے بیشتر پہونچنے کا خیال بہی نہین کرسکتا ہے یہ کہنا تہا کہ اُسی وقت ہاتہہ خشک ہوگیا اور جنبش بہی جاتی رہی - خوابگاہ برہان پور مصرع سینہ اش مخزن حقائق باد -

یاد شیخ کمال الدین

آپ سلیمان قریشی کے فرزند تہے - اور زادبوم کالپی تہی - تقوی - توکل - تسلیم - اور رضا کا مقام آپ کے حالات کی جہل قدمی کا میدان تہا - آپ شاہ ارغون ماری کے مرید ہین - آپ کو اسماے الٰہی اور اذکار کی اجازت شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کے فرزند اور خلیفہ شیخ رکن الدین شطاری سے تہی بازبہادر افغان پسر سجادل خان کا زمانہ تہا - جب آپ منڈو (مانڈو) مین آئے تہے - راقم کے پدر بزرگوار سے دوستی ہوگئی - دور تیسرے ہوئے تہے ہمسایہ مین لے آئے - پانچ سال کی عمر تہی - کہ راقم - تعلیم قرآن

کے واسطے آپ کی خدمت میں سپرد کیا گیا - دو سال کے عرصہ میں آپ کی توجہ سے قرآن مجید ختم کر لیا - خلاصہ
کلام یہ ہے - کہ سو برس کی عمر توکل میں گزاری - کسی شخص کے سامنے اپنا راز و نیاز نہیں کہا - کسی آشنا یا بیگانہ
کے روبرو حرص اور خواہش پیش نہیں کی - ہجری سنہ نو سو تہتر تھا - کہ واپسین سفر اختیار کیا - خوابگاہ منڈو مانڈو میں
ہے پدر راقم کے مزار کے آس پاس دونوں جہان کے رفیق مل گئے -

یاد شیخ فضل اللہ

آپ شیخ حسین چشتی ملتانی کے صاحب زادہ ہیں - باوجودیکہ آپ صاحب تعلقات تھے - آزاد دل بھی
تھے اور اپنی ہمت سے تونگری کو درویشی کے ساتھ دست بہ دست رکھتے تھے - تمام چیزوں کو وقتی ضرورت
کے موافق ہی اپنے قبضہ میں نہ رکھکر اہل احتیاج پر نثار کرنے کے واسطے ہاتھ کے سامنے لے آتے تھے -
بقدر ضرورت رسمی علم حاصل کر کے ہوش کے ذریعہ سے عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان موافقت پیدا کی
تھی - جب آپ کے پدر بزرگوار نے ہجری سنہ نو سو پینتالیس میں معنوی سفر اختیار کیا - تو سنہ چھیالیس میں
آپ کو شوق حج - راہ حجاز کی طرف لے گیا - وہاں حج اکبر کیا اور مدینہ نبی صلعم کا طواف کر کے اس شرف سے
بھی مشرف ہوئے - پھر مدینہ منورہ سے لوٹ کر مقدس خانہ خلیل کی خاک بوسی - اور اوس کی بدولت بیلہ
دلی حاصل کی - ہجری سنہ نو سو پچاس تھا - کہ ہند میں معاودت ہوئی - اور اپنے مکان پر پہونچکر کم و بیش بیس سال
اپنے بزرگوں کے طریقہ پر رفتار رکھی - ہجری سنہ نو سو ستر میں الٰہی وصال کا پیغام آپہونچا ظاہری دوری سے
ملائی پاکر تعلیم میں جو منڈو (مانڈو) کے پائین میں ہے - خوابگاہ قبول کی مصرع فضل ہچون ترین جانش باد -

یاد شیخ علی شیر بنگالی

آپ تمام رسمی علوم سے مستفید - اور کل عقلی فنون سے صاحب سرمایہ تھے - نور الہدی ابو الکرامات کی
نسل سے ہیں - جو شیخ جلال الدین مجرد کے بزرگ خلیفہ تھے - اور شیخ جلال الدین مجرد وہ ہیں - جو جرہیوں کا
ملک فتح کرنے کے واسطے ترکستان سے ہند میں آئے تھے - اور جنہوں نے راجا گر گنڈ کو تلوار کے مار ڈالنے
بعد قصبہ سرہٹ جو صوبہ بنگالہ میں ہے - نور الہدی کے حوالہ کیا تھا - یہ حالات کسی قدر شیخ مجرد کی یادداشت
میں بھی لکھے گئے ہیں ایک کتاب شرح نزہۃ الارواح شیخ علی شیر کی تصنیف ہے - راقم شیخ علی شیر کے کسی قدر
حالات اس کتاب کے خطبہ سے اخذ کر کے لکھتا ہے -

یہ درویش جب آغاز شباب کو پہونچا - تو خدا طلبی - حق پرستی - اور خدا شناسی کے درون دل کا

گریبان ہاتھ سے پکڑ کر ایسے دانائی جستجو مین وطن سے آوارہ کیا - جو رہنمائی کے ذریعہ سے
علاج کرے - اتفاق کی بات ہے جس شناسا کے سامنے اندرونی درد بیان کیا - اُس کی تلقین
نے کوئی درستی دل کی نہین کی - القصہ - ایک رات قصبہ اودہ مین اسی اندیشہ کے اندر غنودگی
پیدا ہوئی - اور اس حالت مین غوث الاولیا قدس سرہ کی مثالی صورت - مشاہدہ کی - اس
مشاہدہ نے مجکو فریفتہ کر دیا - ارمان آرزوؤن کا ہجوم ہوا - کہ بیداری مین دولت ملازمت حاصل
کی جاوے - اسی اثنا مین خبر ملی - کہ غوث الاولیا آسودگانِ دہلی کی زیارت کے واسطے تشریف
لائے ہین - مین بے تامل - شہر دہلی کی طرف روانہ ہوا - جب موضع کیلوکری مین پہونچا - تو یہان
پر عالم بیداری مین - وہی صورت نظر آئی - جو مین عالم مثال مین دیکھ چکا تھا - جب مدارج بیعت
طے ہوئے - تو مل گیا جس کی تلاش تھی - اور دیکھ لیا جو ملتا نہ تھا - اِس کے بعد مینے چند سال
آپکے خدمت گزار دن مین کہڑا ہو کر بہت کچھ فیض حاصل کیا - اتنے مین پیر بزرگوار نے - افغانان
سور کی بد باطنی دیکھکر - گجرات کی طرف ہجرت فرمائی - درویش بھی آپ کے ہمرکاب بھڑوچ تک
گیا تھا - چند روز بعد احمد آباد رہنے کی اجازت ہوئی - چنانچہ مین اُس شہر اسلام مین پہونچا -
اور ملک عماد الملک رومی کی مسجد مین ایک گوشہ اختیار کیا - چونکہ عالم باطن سے سفر
حجاز کا اجازت نامہ نہین ملا - لہذا چند روز بعد پیر بزرگوار بھی بھڑوچ سے واپس ہو کر احمد آباد
مین تشریف لے آئے - یہان پر بعض کوتہ اندیش عالم - اور چھوٹی نظر والے خرقہ پوش آپ
کے ساتھ دشمنی کا بہانہ ڈھونڈنے لگے - اور نادانستہ اور نافہمیدہ باتین آپ کی نسبت لکہ کر
اس ذریعہ سے آپ کے صاف اور شفاف دل کو اور زیادہ روشن کیا - اُس جگہہ کا رہنا آپ
کو ناگوار ہوا - ایکبارگی آسمان سے خوشخبری آئی - کہ ہجرت کا جو سبب تھا - وہ دور ہوا اور سعادت
کا باعث پیدا ہو گیا - یہ سنکر آپنے گوالیار کی طرف کوچ فرمایا - مگر درویش کو اُسی جگہہ چھوڑا
اور آپ کے ارشاد کے بموجب شرح نزہتہ کا تتمہ قلم تصنیف سے مرتب کیا گیا "
کہتے ہین - ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو ستر مین شیخ علی شیر ناسوتی تنگ و تاریک کوچہ سے لاہوتی
نزہت آباد کو روانہ ہوئے - خوابگاہ احمد آباد -

یاد شیخ حسین پور ملک محمدؒ

جب آپ کا آغاز سلوک تھا۔ تو بہت برسون تک بیخودی رہی۔ اور پرندون کی طرح ایک درخت پر رات دن چڑھے رہتے تھے۔ اسی جذبہ کی حالت مین خشکی کے راستہ سے حجاز کی طرف گئے۔ ایک رات کا ذکر ہے۔ حرم محترم مین خواب کے اندر خاتم پیغمبران علیہ الصلوٰۃ نے جانب ہندجانے کی اجازت دی۔ اور فرمایا سرکار قنوج مین جو سائی پور مقام ہے۔ وہان جاکر شیخ زمان صفی الدین چشتی سے بیعت ہوجاؤ۔ آپ کہتے تھے۔ جب مین سائی پور مین پہونچا۔ تو میرے جی مین یہ بات آئی۔ جب مین خانقاہ مین پہونچوں گا۔ تو شیخ مجکو خلوت کے اندر بلالین گے۔ اور جو کلاہ آپ کے سرپر ہوگی۔ بغیر میری التماس کے مجکو اوڑھا دینگے۔ اور میری عبادت کے واسطے حجرہ عنایت فرما دینگے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جب مین خانقاہ کے دروازہ پر آیا۔ تو شیخ نے خادم کو فرمایا۔ کہ شیخ حسین جو دروازہ پر کھڑا ہے۔ اُس کو اندر آنے کی اجازت ہے۔ خادم چلایا شیخ حسین کون ہین۔ اندر آوین۔ مین نے چونکہ قلندرانہ پوست باندھ رکھا تھا۔ اسواسطے کہا۔ مین شیخ نہین ہون۔ لیکن نام میرا حسین ضرور ہے۔ خادم لوٹ کر گیا۔ اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا۔ عرض کیا۔ ارشاد ہوا یہی شخص مطلوب ہے۔ اندر آجاوے۔ چنانچہ مین اندر چلا گیا۔ اور جو باتین میرے ضمیر کے اندر تھین۔ وہ سب کی سب ظہور مین آئین۔ مین نے اُس خانقاہ مین دو چلّے کھینچے۔ اس کے بعد اجازت ہوئی۔ کہ عماد الملک کا سکندرہ دہلی سے دو روزہ راہ کے فاصلہ پر ہے۔ اُس مین جاکر رہنا چاہیئے۔ اور طالبان خدا کی ہدایت کرنا چاہیئے چنانچہ تعمیل حکم کی گئی۔

کہتے ہین شیخ عبد العزیز یحییٰ مندری نے جب ظاہری عالم سے سفر کرکے معنوی ملک کا راستہ اختیار کیا۔ تو آپ شیخ عبد العزیز کی فاتحہ کے واسطے دہلی گئے۔ اور شیخ علیہ الرحمۃ کے فرزندون کی طرف متوجہ ہوکر صبر کی تلقین فرمائی۔ چونکہ نوحہ اور نالہ کرنا۔ شان درویشی سے بعید ہے۔ اسواسطے آپ کے کلام سے سوائے تسلیم اور سکون کے کوئی بات نظر نہین آئی۔ جو لوگ گرفتاران رسوم تھے۔ وہ بڑھ بڑھ کر باتین مارنے لگے آپنے جواب دیا۔ رونا اُن لوگون کو زیب دیتا ہے۔ جو دور رہین۔ اور مجکو تو بہت جلد شیخ علیہ الرحمۃ سے ملنے کا موقع درپیش ہے۔ دو روز کے اندر آسودگانِ دہلی کی زیارت سے فراغت ہوئی۔ اس کے بعد آپنے سکندرہ کا راستہ لیا۔ جب سکندرہ مین پہونچے۔ تو ایک گلکار کو بلایا۔ اور اپنی مسجد کے صحن مین جگہہ تجویز کرکے۔ اُس سے کہا۔ کہ ایک بڑی لمبی چوڑی گور کھود دو اور اُس کے واسطے جسقدر

عمارت لازم ہے - وہ بہی تیار کردو - گورکن کو اس کام پر مامور کرکے اپنے دوستون سے اور عزیزون سے
آخرین الوداع کرنے لگے - سب کو حیرت ہوئی - جب گور تیار ہو چکی - اور وداع سے بہی فراغت ہوئی - تو
فراغ خاطر اور کشادہ پیشانی کے ساتہہ ہجری سنہ نوسو چہتون مین وصال دوست کا راستہ لیا - ایک شخص
ہین آزادون کے عاشق - شیخ محمد یوسف کاتب باشندہ کول جو خدا شناس بہی ہین - اور شیخ حسین کی
خدمت مین پہونچ چکے ہین - انہون نے صدر الذکر کیفیت - راقم یادگار کے نزدیک لکہکر بہیجی ہے

یاد شیخ عبد الملک بنبانی عباسی

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون احمد آباد ہین - اپنے بڑے بہائی شیخ قطب الدین کے شاگرد ہین
جنہون نے حدیث کی سند شیخ سخاوی مصری شاگرد شیخ ابن حجر عسقلانی سے لی تہی - علم حدیث اور تفسیر مین
ترقی پاکر عام اہل زمانہ کے اُستاد ہو گئے تہے - صحیح بخاری اور قرآن مجید - لفظاً اور معنیً حفظ تہے - ہمیشہ
حجرہ اور مسجد کے اندر درود اور نماز مین مشغول رہتے تہے - گہر مین کمتر جایا کرتے تہے - ضعیفی کے سبب سے
آنکہون کی روشنی باقی نہ رہی تہی - اور بجاے اس کے دل مین روشنی بڑہ گئی تہی - تمام علوم کا درس حفظ
دیا کرتے تہے - نحو اور تفسیر مین آپ کی مثل اُس زمانہ مین کوئی نہ تہا - مولانا کمال محمد عباسی گجراتی جو اوجین
مالوہ کے مفتی تہے - حدیث مین آپ کے شاگرد ہین - ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو ستر تہا - کہ ملک تقدس کو
کوچ فرمایا - **مصرع** مرقدش از نور مالا مال باد -

یاد شیخ عبد العزیز

آپ کا لقب عزیز الحق - اور پدر بزرگوار کا نام شیخ کمال الحق حسن ابن طاہر تہا - آپ جونپوری ہین
قدس سرہم ہجری سنہ آٹہہ سو چہیانوے کا آغاز تہا - کہ آپ کا قدسی نفس - عنصری جسم کے ساتہہ وابستہ
ہوکر - انجام سال مین بعالم ظہور آیا - دو سال بعد آپکے پدر بزرگوار زاد بوم سے بترک سکونت دہلی کو روانہ ہوئے
وہان پر چند روز زندہ رہے - پہر اُخروی سفر پیش آیا - اسواسطے اونہون نے اپنے لڑکے کو مرید رشید
مولانا قاضی خان یوسف ناصحی ظفر آبادی کے سپرد کیا - ظاہری اور باطنی پرورش کی بدولت وہ کمالات
پیدا ہوگئے - جو آپ کی استعداد مین نہان تہے - ستر اور سات - سنتر سال تخمیناً آپ رہنمائی کی کرسی پر
بیٹہے رہے - ذوق - وجد - اخلاق - اور اشراف - یہ صفات آپ مین موجود تہین - فصوص الحکم اور
نیز دیگر کتب حقیقت اچہی طرح جانتے تہے - اور عمدہ درس دیتے تہے - ہجری سنہ نوسو چہتر مین - اللہ

ایک بیان کے بموجب جہتر مین عالم قدس کو روانہ ہوئے - خوابگاہ دہلی مین ہے - آپ کے خلیفہ شیخ محمود حمیدی
نے رحلت پیر کی تاریخ مین ایک قطعہ لکھا ہے - قطعہ

عزیز الحق ازجہان عزم سفر کرد	منازل درمقام لامکان یافت
چو تاریخ وفاتش باز جستند	خرد گفتا حیات جاودان یافت

زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ خطوط مین اپنا نام ذرہ ناچیز عبدالعزیز لکھا کرتے تھے - تقدیر سے
ذرہ ناچیز کی اعداد آپ کی تاریخ وصال کے برابر ہوئے ایک روز حسین ابن خانون دہلوی نے جن کی
پیشانی سے مقبولیت کے آثار نمایان ہین - بیان فرمایا -

"ایک بزرگ نے عالم مثال مین شیخ نظام الاولیا قدس سرہ کی خدمت مین التماس کیا - کہ
عرس گاہ مین جو کثرت کے ساتھ ہجوم ہوتا ہے - اس سے مخدوم کو کوئی حظ اور حضوری نہیں ہے
جواب ملا - البتہ جس عرس مین عزیز آتے ہین - ہم بھی آجاتے ہین - اور ان کی صحبت سے
خوش ہوتے ہین"

یاد مولانا پایندہ قانتی

اپنی ناپایندگی کو حقیقی پایندگی سے ہار کر ایسے زندہ ہوئے - کہ پایندہ رہے عقیدت مین نسبت
مولانا خواجگی کی خدمت سے رکھتے تھے - نقشی اور نفسی تمام علوم آپ کے حالات سے عیان تھے - بہت
طرح کے فن فراہم کئے تھے - اور کاغذی نقوش کو نفوس قدسی کے فیض کا پردہ بنایا تھا - ظاہری درس دینے کی
شان مین - آپ باطنی معرفتین لوگون کو تعلیم کیا کرتے تھے - اور ریا کے گرداب سے صحیح و سالم نکل کر سلوک
کی آفات سے آسودہ زندگی بسر کرتے تھے - اس شکل کے ساتھ لوگون کو آپ کے فیض رسانی عام ہوگئی تھی -
سخاوت اور ایثار کا پسندیدہ شیوہ آپ کے خمیر مین داخل تھا - کہتے ہین - آپ کی روح کرامات کی منزل سے
نہایت سبکی کے ساتھ ابد کی طرف خرامان چلی گئی -

یاد شیخ ادھن

آپ شیخ بہاء الدین جونپوری کے بیٹے ہین - من اللہ آپ کا خطاب ہے - اپنے پدر بزرگوار کے
مرید اور تلقین یافتہ ہین - بہت سے چشتیہ - سہروردیہ - اور قادریہ مشائخ کی ملازمت سے فائدہ حاصل کیا تھا اور
آپ کے دل کو انواع و اقسام کے رسمی علوم سے فروغ تھا - ایکبارگی الٰہی محبت کے جذبات ایسے پیدا ہوئے

دعلمی گھربار سب لُٹ گیا - اور اخیر مین ہواے نفسانی کی مخالفت اور دیوسرشت نفس کی لڑائی کی بدولت
بصیرت کے حضور مین باریابی ہوئی - گفتار کی قسم مین سے یاد مولٰے کے سوا - اور خاموشی کی قسم مین سے
عالم اسرار کے اندر استغراق کے سوا - کچھہ باقی نہین رہا ضعیفی کے زمانہ مین سماع کا ولولہ پیدا ہوگیا تھا باوجودیکہ
ظاہری پیری عارض حال تھی - مگر رقص طاقتور جوانون سے زیادہ طاقت کے ساتھہ کیا کرتے تھے - اور بہت سے
لوگون کو رولایا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو چبتیہ مین عالم قدس کو کوچ فرمایا - خوابگاہ جونپور -

مصرع سیمیاے عشق پیران را جوانی میدہد

یاد شیخ حسین بغدادی

آپ امام ابوحنیفہ کوفی کی نسل سے ہین رحمہما اللہ بہت طرح کے عقلی اور نقلی علوم مین اجتہاد اور
ایجاد سخن کا رتبہ حاصل تھا - نیک عادت منکسر المزاج - بردبار اور ذی محبت تھے - جب آپ کی تحصیل تمام ہوئی
تو افضل روزگار میر غیاث الدین منصور کی ملازمت کا خیال پیدا ہوا - اور یہ خیال آپ کو بغداد سے شیراز مین کھینچ
لایا - ایک روز شیراز کے حاکم ابراہیم خان نے مقیم اور مسافر تمام علما کو بلا کر ایک بڑی مجلس کی - میر توبی کو تجرید کی
شرح پر علت و معلول کی بحث مین ایک اعتراض تھا جس کے حل کرنے مین تمام اہل سخن عاجز تھے - اور اسی سبب سے
سب نے خاموشی اختیار کر رکھی تھی - سوائے شیخ حسین کے جو نووارد تھے آپ نے فرمایا - دو روز کے واسطے شرح
تجرید مجکو دیدی جائے - تاکہ اس بحث کے اندر تامل کرلون - اور پہر جو کچھہ خیال مین آوے - گزارش کرون - غیر
خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپنے چند طرح سے اس مسئلہ کی اُلجھنون کو کھولا - صاحب اعتراض کو یہ بات ناگوار گزری -
اس سبب سے مشکل کشا نووارد کو خارجیت کے ساتھہ متہم کرکے حاکم سے عرض کیا - کہ ایسی فتنہ روزگار کا اس
شہر مین رہنا مناسب نہین ہے - حاکم نے دل مین انصاف کرکے جواب دیا کہ جو شخص حصول سعادت کی نیت سے
ہمارے افادت دستگاہی کی ملازمت مین آیا ہو - اُس کو شہر بدر کرنا - بہتر معلوم نہین ہوتا ہے اور اس مشکل
کے حل کرنے کی تعریف تو مخدوم کی ہی ہے - اس طریقہ سے حاکم نے رنج خاطر دور کیا - چند روز بعد دونون بزرگون
کی صحبت مین ایسی گرماگرمی پیدا ہوئی - کہ بغدادی کا سینہ - معلومات شیرازی کے جواہر سے لبالب ہوگیا
اور سیر و سفر کی باتین موقوف ہوئین - اخیر مین آپ کو سفر حجاز کا سودا ہوا - اور اس شورش نے دوستی کا اور
بود و باش شیراز کا پیوند توڑدیا - جب طواف حرمین شریفین سے فراغت حاصل ہوئی - تو سیاحت ہند کا
خیال آیا - جب دہلی اور دیگر بلاد ہند کی سیر فرماتے ہوئے آپ احمد آباد مین پہونچے - تو اساول کی گلی محلہ

شاہ ابو تراب سلامی مین اُترے - اس شہر کی محبت انگیز خاک دامن گیر ہوئی - جس کے سبب سے پیایش زمین کی ہوس دل سے نکل گئی - نیز یہان کے بزرگون کی خواہش - آپ کے مقید کرنے کے واسطے کمند بنی مجبوری آپ اقامت فرماکر درس دینے لگے - بہت سے طالبون کا سینہ - آپ کے انفاس کی برکات سے علوم کا گھر بنا - بالخصوص حکیم عثمان بوبکانی سندھی - اور مولانا عبد القادر نبہ ادی کو حکمت اور ریاضی کے فنون مین - آپ کی شاگردی سے - اُستادی کی سند ملی - جب آپ کی عمر چہتیر کے میزان مین آئی - تو ہجری سنہ نو سو ستتر مین آپ کو اسہال کی بیماری ہوئی اور اس بیماری مین زمانہ زندگانی انجام کو پہونچا - رسول آباد مین دفن کیے گئے تقدیر کے طلسمات اور قضا کی گلکاریان عجیب ہین - اولاً سیر حجاز کا خیال ضمیر مین پیدا کیا - بعدہ سیاحی کی شورش سر مین بہری - اس کے بعد جب شہر خوابگاہ مین پہونچایا - تو جہان گردی کی ہوس دل سے دور کردی ؎ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِین ؎ مصرع علم اوساب بزم وصل باد -

یاد شیخ بہاء الدین مفتی

آپ شیخ شمس الدین محبوب ملتانی - قریشی - اسدی - ہاشمی کے بیٹے ہین قدس سرہ آپ رسمی علم سے ظاہر کی آراستگی اور حقیقی وجدان سے باطن کا فروغ بڑہاتے تہے - غوث العرفا شیخ بہاء الدین کی نسل سے ہین - سعادت - عقیدت - ورخلافت اپنے پدر بزرگوار سے پائی تہی - اور اُنہین کے جانشین تہے - اپنی بزرگی کا لحاظ نظر انداز کرکے - بیچارون کا کام بنانے کے واسطے اہل دنیا کی دولت خانون پر چلے جایا کرتے تہے - جس زمانہ مین سلطان حسین نے بہکر سے ملتان کی زمین مین آکر فتنہ وفساد برپا کیا ہے - تو اُس ملک کے بڑے بڑے لوگون مین جلاوطنی کا خیال پیدا ہوگیا تہا - آپنے بہی اپنا وطن چہوڑ دیا - اور ظہیر الدین بابر بادشاہ کا زمانہ تہا - کہ شہر آگرہ مین آکر بود و باش اختیار کی - بہت سی چہپی ہوئی ضمیر کی باتین - آپ کے آئینۂ دل کو ظاہر ہو جایا کرتی تہین -

کہتے ہین - اسحق نامی ایک حافظ تہا - آپ کا سفارش نامہ سلیمان کررانی کے نام سے گیا - جو شہر ملک کا فرمان روا تہا - اس سودہ پرہ کی زبان پر یہ بات آئی - کہ تورانی اور ایرانی قلمرو کے باشندون کو ہمارے نام رقعہ لکہنے کا کوئی حق نہین ہے حافظ کا دل یہ تقریر سنکر نا امیدی سے مکدر ہوا - رات کے وقت سفارش لکہنے والے شیخ کی مثالی صورت نے عالم خواب مین زبان نصیحت سے اُس طعنہ زن شحنہ

ؔ یہان تک کہ آپ کو امر یقینی (یعنی موت) پیش آوے ۱۲

متنبہ کیا - چنانچہ اُس نے صبح کی سفیدی نمودار ہونے سے پہلے ہی اپنے نوکرون کو حکم دیا - کہ جو حافظ رقعہ لایا ہے - اُس کی اچھی طرح سے دل جوئی کی جاوے - اور بے تامل اُس کو دربار مین لاکر کامیاب کیا جاوے
چنانچہ تعمیلِ حکم کی گئی -

کہتے ہین - عبدالرزاق نامی ایک سوداگر ملتان کا تہا - اُس کا بیان ہے - شیخ کی رحلت گیارھوین شوال ہجری سنہ نوسو اٹہتر مین ہوئی ہے - آپ کی رحلت کے بعد مین ہندوستان مین بذریعہ خرید و فروخت آتا جاتا تہا - ایک بار ایسا ہوا - کہ تمام سامان فروخت کر کے مینے نقد روپیہ کر لیا تہا - اور سامان سفر باندہ رہا تہا - کہ ایک بدنیت غلام جو خدمت مین تھا - تمام نقد جو سامان کی بکری کا جمع شدہ رکہا تہا - اُٹہاکر فرار ہوگیا - ایک تو دل کے اندر نقصان کا غم تہا - دوسرے ہوشیاری اور احتیاط کام مین نہ لانے سے طعن و تشنیع کے تیر اوپر سے پڑنے لگے - اسواسطے ہمت اور عاطفت فرمانے کی غرض سے شیخ کی روح پاک کی طرف متوجہ ہوا - رات کو خواب مین دیکہا - کہ آپ سجادہ کندہے پر ڈالے ہوئے مسجد کی طرف جارہے ہین مینے جلدی سے دوڑ کر اپنا سر گستاخانہ - آپ کے پائے مبارک پر رکہہ دیا - فرمایا - اتنی خوشامد نہ کرو - اطمینان رکہو - کہ بہاگے ہوئے شخص اور گئی ہوئی شے - دونون کا پانون تمہاری روزی کی زنجیر مین پہنسا ہوا ہے - لہذا جلد پہونچا ہوا سمجہنا - عبدالرزاق کا بیان ہے - کہ دو روز بعد اس خوشخبری کا ظہور ہوگیا - آدہی کوڑی کی برابر بہی اُس مال مین خیانت نہین ہوئی -

آپ کی خوابگاہ آگرہ کی شمالی سمت کے حدود مین ہے -

یادِ شیخ مبارک سندہی

آپ کی زاد و بوم موضع پاتر ہے - جس کی آبادی کی بنیاد قایم کرنے مین آپ کے جدامجد مسیح الاولیا کے آبائے کرام - اور شیخ طاہر کے پدر بزرگوار کے ساتہہ متفق تہے - آپ رسمی علم مین مخدوم عباس ابن جلال کے شاگرد ہین - نوشتۂ تقدیر نے آپ کو وطن سے احمد آباد مین لا ڈالا - اور چند سال آپ اس شہر مین ناصر الملک کی مسجد مین مسند درس پر بیٹہے رہے - اخیر مین سیاحی کا کام پیش آگیا جو سفر کا باعث ہوا - جب برہان پور پہونچے تو اُس صوبہ کے حاکم نے قصبہ جوبرہ کے منصب قضا پر آپ کو مامور کیا - ناچار آپنے قبول فرماکر قضا کی چادر سے اپنی اندرونی حالت کو چہپایا اُس وقت مین فرمان روائے صوبہ بہار کا وزیر اعظم تفاول خان تہا - اُس کی التماس قبول فرماکر چند روز

بعد آپ روانہ ایلچپور ہوئے - وزیر اعظم نے کمال عزت اور حرمت کے ساتھ استقبال کیا - اور شہر مین لاکر اُسی پایہ تخت کا مدرس کر دیا - کہتے ہین - آپ کافی گانے پر - اللہ شیخ لاجی سندہی کی نغمہ پردازی پر بہت خوش ہوا کرتے تھے - ہمیشہ آنکھون مین پانی بھرا رہتا تھا - بیداری آپ کی ایسی عادت ہوگئی تھی کہ رات دن کے ساتھ ہم رنگ رہی تھی - بالآخر آپ وہان سے شیخ طاہر یوسف کی دوستی کے خیال سے برہان پور کو پھر لوٹ آئے اور تمام چیزون سے دل ہٹا کر شیخ شکر محمد عارف کی ملازمت مین لگایا شرح قیصری کا مقدمہ پڑہنا شروع کیا - اور انجام کو پہونچایا اس فرصت کے اندر مسیح القلوب نے چند علوم متداولہ آپ سے حاصل کئے - **القصہ** روز جمعہ ہجری سنہ نوسو اٹہتر کو ملک تقدس کی طرف روانہ ہوئے - خوابگاہ برہان پور شیخ ابراہیم ابن عمر سندہی کے حظیرہ مقدس مین **قدس سرہم** -

مصرع مبارک بر مبارک باد دیدار:

یاد سید مرشد الدین ولد میر رفیع الدین محدث صفوی

آپ کو عقلی ونقلی علوم - اور ظاہری وباطنی تصرفات کمال کے درجہ پر حاصل تھے - تمام صوفیہ اوصاف واخلاق کے ساتھ بالخصوص سیرت - سخاوت - اور ایثار کے ساتھ موصوف تھے - ایک روز کا ذکر ہے ایک اہل ضرورت کو اس قدر نقد دیا - کہ ایسے آدمی کو اس قدر مال دینا عقل ہرگز تجویز نہین کرتی تھی - اس سبب سے خزانچی اور دیگر کارپردازون نے اُس بخشش کی رقم کو مکان کے صحن مین سید کی آمد ورفت کے راستہ پر لاکر انبار کیا - جب آپ کی نگاہ اُس ڈھیر پر پڑی - دریافت فرمایا - یہ مال کس غرض سے اس طرح ڈال رکھا ہے - عرض کیا گیا - کہ یہ بخشش کا زر ہے - جس کی نسبت فلان شخص کے لئے حکم ہوا ہے یہان - اس خیال سے فراہم کیا گیا ہے - کہ ملاحظہ سے گزر جاوے - فرمایا - ہم تو سمجھتے تھے - کہ جو کچھ ہمنے دیا ہے کافی ہوگا - مگر یہ تو بہت کم ہے - اسی قدر - اور اس پر زیادہ کر دیا جاوے - تاکہ ہمت اور بیخودی کے ناموس ہاتھ مین رہے - **بیت**

زہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است	غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود

آپ کی خوابگاہ اپنے بزرگوار باپ کے مرقد کی برابر آگرہ مین ہے -

یاد مولانا ناصر مفتی

آپ جمال سادات ہروی مین سے ہین - آپ کا مرتبہ عشق اور عرفان مین اونچا تھا - اور آپ کی سند

حدیث اور فقہ مین بلند تہی - ایک روز مشکوۃ کے اندر ایک حدیث نظر سے گزری جس کا ماحصل ترجمہ یہ ہے - کہ اللہ تعالی جل شانہ اولاً اپنا بے مثل دیدار - قیامت کے روز اُس شخص کو دکہاوے گا جس کی ظاہری آنکہہ بُری اور ناجائز چیز کے دیکہنے سے آلودہ نہ ہوئی ہوگی - پاک ہوگی - آپنے اُسی مجلس مین دعا کے لیئے ہاتہہ اُٹہایا - کہ آنکہہ کی ضرورت نہین ہے - فوراً نابینا ہوگئے - اِس کے بعد تیس سال تک درس دینے سے طلبا کو فیض پہونچایا - ہجری سنہ نوسو اسی مین آپ کی تدریس آسمانی ہوئی - آپکے فرزند رشید مولانا میر آپ کے جانشین ہوئے - میر فرنجی اشرف کہتے ہین جس وقت مین ہدایہ فقہ آپ کی خدمت مین پڑہا کرتا تہا - تو آپنے فرمایا تہا - اگر معاملات فقہ پڑہنے کی غایت فتوی - قضا - نذرستانی ہے - تو تم کو اس سے کوئی نتیجہ نہین ملے گا - اور میری تعلیم تو کل پر نہین ہوگی - ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو نوے تہا کہ وصال کی نوید آئی - چنانچہ بے تامل حقیقی محبوب کے حضور مین روانہ ہوگئے -

مصرع ناصر میر باد نصرت حق -

یاد شیخ عبد الحکیم گوشہ نشین کالپی

اولاً آپ سپاہیانہ زندگی بسر کیا کرتے تہے - جب حاجی عبد الوہاب کی خدمت مین بیعت ہوئے - تو چند روز بعد خلعت خلافت سے بہی سرفرازی ہوئی - شمسی تین دو زنک ستارہ کی طرح آپ کی موہوم ہستی - آفتاب احدیت کی تجلیات مین منتشر رہی - اور مجذوبون کا سا حال رہا - اخیر مین ایک گنبد تہا - محمود خان کی مسجد کی برابر تلاہی مین - وہان کے حاکم نے اپنے آباے کرام کے واسطے تعمیر کرایا تہا - مگر اُن کو نصیب نہین ہوا - اِس گنبد مین آپ چالیس برس تک گوشہ نشین رہے - اسی مسجد مین خواجہ خضر علیہ السلام کی ملازمت سے فیض پایا - جب آپنے رحلت فرمائی تو لفظ **حکم خدا شدہ** جس کے اعداد نوسو بیاسی ہوتے ہین - تاریخ ہوئی - آپ کے ایک لڑکا ہے شیخ عبد الشکور نام - فضیلت اور پرہیزگاری مین مشہور اور گوشہ نشینی مین باپ کی طرح نامور - کسی حاکم اور کسی مالدار سے نذر کے طریقہ پر کبہی کچہہ نہین لیا - اور محض توکل اور آسمانی روزی پر گزر اوقات رکہی - اللہ تعالی **جل شانہ** شیخ عبد الشکور کی توفیق مین دوام اور عمر مین درازی بخشے **بیت** -

ہر چہ بر من میرسد از نیک و بد	حکمتِ بے علت او باعث است

یاد شیخ قصاب

آپ میرزا شاہ کے باکمال مرید اور صاحب حال خلیفہ ہین - شہر بخارا مین صاحب خانقاہ اور صاحب خانوادہ تھے - آپ کا اکثر زمانہ جذبہ اور جلال مین گزرتا تھا - آپ کی عجیب عجیب خوارق عادات بہت سی تہین - رفتار مین اور نیز قیام مین تنہائی کو پسند کیا کرتے تھے - اگر چند دوست اور مرید سیر کے واسطے آپ کے جانے کے وقت پیچھے سے ہوپنچ جاتے تھے - تو دور سے ہی لوٹ کر غصہ سے پکارتے تھے "تم لوگ واہی تباہی آوارہ گرد ہو - اس شکل رفتار سے تم یہ بات جتاتے ہو - کہ جو کچھہ تمہاری آرزو ہے - وہ مجھہ مین نہین ہے - اور جو کچھہ تم چاہتے ہو - وہ مجکو نہین ملا ہے" کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو اسی مین نمود کا حرف موہوم ہستی کی تختی سے دہو ڈالا **بیت**

اگرچہ او در مقصد دہشتا در رفت	لیکن از قید جہان آزاد رفت

یاد شیخ راجی محمد عینی

آپ شیخ خان کے بیٹے تھے - جو دو پشت سے شیخ محمد ہمدانی کو ہوپنچتے ہین - رسمی اور حقیقی دونون طرح کے علوم آپ مین جمع تھے - اندرونی فروغ - آزادگی - بیخودی - فیض رسانی - سلامت روی - بردباری نہان دانی - اور مشکل کشائی - یہ صفات حد بیان سے زیادہ آپ مین پائی جاتی تہین - کہتے ہین - گیارہ سال کی آپ کی عمر تھی - کہ وطن سے پیر اور اُستاد کی تلاش مین حیران اور سرگردان نکل بہاگے - تلاش کرتے کرتے برہان پور خاندیس مین آ پہونچے - دو سال تک رسمی علم کی تحصیل مین مشغول رہے - اندرونی جوش فرو نہین ہوا - لہذا وہان سے دکن کی جانب سفر اختیار کر کے شہر بیدر مین ہوپنچے اور یہان شیخ محمد ملتانی کی خدمت مین شرف یاب اور مرید ہو گئے - بارہ سال ایک حجرہ مین اپنے مخدوم زادہ شیخ مخدوم کے ساتھہ - اشغال صوفیہ مین گزارے اور پیر کی پرورش اور حضوری سے - کسبی دانش - اور وہبی بنیش مین کمال اور تکمیل کے درجہ کو ہوپنچے **مصرع** خوب رو را گر بیارایند زیباتر شود -

آپ فرماتے تھے - ایک رات مجکو مکاشفہ مین معلوم ہوا - کہ اکمل الاولیا شیخ محی الدین جیلانی **قدس سرہ** مصلی پر بیٹھے ہوئے ہین اور بے انتہا آدمی اور بے شمار وحوش و طیور آپ کے گرد محو جمال ہین - اِن سب مین سے آپ نے میرا نام لیکر بلایا - اور مصلے کے نیچے جو خس و خاشاک تھا اُس کو اپنے دست مبارک

سے جہاڑدیا - اور فرمایا جو دوئی کی زنگ - عنصری آثار سے تمہارے آئینہ دل پہ تہی وہ صاف ہوگئی اب مصلے پر بیٹہو - اور یکتائے بے نیاز کی نماز پڑہو - اور قطبی ولایت کی خوشخبری بے منت اُس ہجوم میں مجکو دی - اس کے بعد پیر نے بہی خرقہ خلافت عطا فرماکر اُجین میں رہنے - اور لوگون کی رہنمائی اور تعلیم کرنے کی اجازت فرمائی -

ہجری سنہ نوسو تیس تہا - کہ آپ اُجین مین آئے - چند روز چہرہ پر برقع رکہا - اِس خیال سے کہ کسی جگہہ چشم ہوس نہ جا پڑے اور کسی جال مین نہ پہنسا دیوے - اخیر مین ایک صاحب سید صفی سلاطین خلج کے امرائے اعظم مین سے تہے - اور اُن کو شریف خانی خطاب بہی تہا - سید صاحب نے دانشمند لوگون کو درمیان مین ڈال کر اپنی لڑکی کا نکاح شیخ سے کردیا - اِس کے بعد خانہ داری کے سازوسامان کی فکر کا آغاز ہوا - خانقاہ - جامع مسجد - اور مقبرہ تینون چیزین تیار ہوگئین - پچاس برس تک درس دیا - اور طریقت کی تلقین کرکے بہت سے درویشون کو - رسیدہ لوگون کے عالی درجہ پر پہونچایا اور پہر ستائیسوین رمضان ہجری سنہ نوسو بیاسی کو ملکوتی ملک کی فتح کے واسطے عنصری ملک سے کوچ کا نقارہ بجا دیا - قطعہ -

شیخ راجی از محمد آنکہ بود	شاہد شہود در چشم شہود
رفت از کوئے ہوا در ملک ہو	در شمار منصد و ہشتاد و دو د ۹۸۲

آپ کے چھ بیٹے تہے - عبدالرحمن - عبدالرحیم - عبدالکریم - یہ تین ایک مان سے - اور عبدالحلیم - عبدالحمید - عبدالمجید - یہ تین دوسری منکوحہ سے تہے -

عبدالرحمن باپ سے پہلے ہی کوچ کرگئے - ان کے دو بیٹے رہے - محمد - اور محمود - پچہلے بیٹے محمود کو ہجری سنہ ایکہزار دس مین جذبہ ہوگیا - اور مفقود الخبر ہوگئے - بہائیون کو دہوکہ دیکر ایک روز رات کو نکل گئے مصرع یوسفی از برادران گم شدہ آنے والے حجاز مین بتلاتے ہین -

شیخ عبدالکریم پدر بزرگوار کے بعد اُن کی جگہہ سجادہ نشین ہوئے - اپنے صاحب ولایت بزرگون کی روش کو زندہ کیا - اخلاق مین پسندیدگی اور اوصاف مین سنجیدگی بہت تہی - جوان مرد - پرہیزگار حق شناس - خدا پرست - پاکیزہ باطن - مہمان دوست - زندہ دل - اور فارغ البال یہ جملہ صفات آپ مین موجود تہین - ہجری سنہ ایکہزار پانچ مین عالم دنیا کو رخصت کیا - پدر بزرگوار کے گنبد کے

باہر جنوبی سمت مین دفن کئے گئے - دو فرزند چھوڑے - ایک شیخ عبدالعزیز - جو علوم متداولہ سے آراستہ ہین -
انھون نے اولاً رسمی علوم کا اکتساب شیخ عبدالکریم نہروالہ کی خدمت سے کیا تھا - پھر بعد بین وجیہ الملۃ والدین
علوی احمد آبادی کے درس مین بالالتزام بیٹھکر کتب مبسوطہ کی تصیح کی - آپ بحکم لکل من بنی تحذم الملوک
اس غرض سے کہ مستحق بیکسون کی مہمات باآسانی انجام پاوین - انظاہر نواب کامگار سپہ سالار عبدالرحیم خان
خانخانان ابن بیرم خان خانخانان کے جاگیری ملک کی صدارت کا منصب - اور نیز نواب کی مجلس کی
مصاحبت قبول کرلی ہے - مگر باطن مین سر سوا بستگی خاطر کو پاس پھٹکنے نہین دیا ہے - راقم زمانہ ہوش سے
ان کے حالات کا محرم ہے - شیخ عبدالکریم کے دوسرے فرزند عبدالقادر ہین - جو اپنے آبائے کرام کے وطن
مین خانہ اور خانقاہ کا چراغ جلاتے ہین سلمہما اللہ

یاد حافظ عبدالکریم بصیر

آپ شیخ عبدالملک قاری کے شاگرد ہین - قدس سرھما ساتون قرأۃ مع چودہ روایتون کے ازبر تہین
اور قصیدہ شاطبیہ مع معنی اور اُس اشکال کے جو اُس پر وارد ہے - بالکل حفظ تھا - آپ کی قرآن خوانی مین بہت
کچھ تاثیر اور دل ربائی پائی جاتی تہی - آپ کی بینائی - آنکھون کی سیاہی سے کم کر کے سویدائے دل مین زیادہ کردی
گئی تہی - آپ کا باطن - قرآنی نور سے ایسا منور تہا کہ ہمیشہ ہم نشینون کے ضمیر کی باتین آیات کے پردہ مین ظاہر
کردیا کرتے تہے - آپ کی خوابگاہ آگرہ مین ہے -

حافظ جی کے حالات کو بیان کرتے ہوئے - یہ خرق عادت یاد آگئی - کہ ہجری سنہ ایک ہزار چودہ
تہا - شاہزادہ شاہ مراد اکبر شاہ نے دکن فتح کرنے کے واسطے چڑھائی کی تہی - راقم کو بہی اس یورش کی سیر کا
خیال ہوا - جب قلعہ احمد نگر کا محاصرہ ہوگیا - تو معلوم ہوا - کہ اُس زمین مین شریف نامی ایک مجذوب اس طرح
پر مشہور ہین - کہ زائرین کے حالات - آیات قرآن کے مضامین مین ظاہر کرتے ہین - ایک روز فقیر - مولانا محمد
شکیبی تخلص - اور فصیح البیان انیسی جن کا نام یوبقلی بیگ تہا - ہم تینون شخص مل کر مجذوب صاحب کی
خدمت مین گئے - جواب سلام کے بعد آپنے آیہ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا پڑہی - جب آپ کے
نزدیک سے ہم لوگ اُٹھ آئے تو یوبقلی بیگ نے فرمایا - کہ مجکو احتیاج غسل تہی آپ لوگون کے مضطربانہ آنے سے
فرصت نہ ملی - ورنہ غسل کے واسطے تیار تہا -

۱؎ اکثر نبی ایسے ہین جو ملوک کی خدمت کرتے ہین ۱۲ ۲؎ اگر تم ناپاک ہو - تو پاک ہو جاؤ ۱۲

یاد میرزا شاہ نقشبندی

آپ کے پر بیعت مولانا خواجگی ہین - آپ اپنی بخشش سے مال کی گوشمالی کرتے تھے - اور دل ریش درویش کے ریش پر مرہم رکھتے تھے - سخاوت کو نقر کا سرمایہ کیا تھا - اور الفقر فخری کی سیڑہی سے وحدت کے عالی شان محل پر چڑہ گئے تھے - آپ فرماتے تھے - مین پانچوین پشت مین حضرت خواجہ بزرگ سے جاملتا ہون اور اُن کے باطن سے مینے فیض وکمال پایا ہے - البتہ ظاہر مین ارادت مولانا سے ضرور رکہتا ہون - ہجری سنہ کچہ اوپر نوسو اسی تہا - کہ منزل خاک کے سقیمون کو خیرباد کہکر روحانیون کے پاک مقام کو روانہ ہو گئے -

یاد شیخ حسن محمد

آپ - میاںجی احمد کے بیٹے ہین - عالم - عارف - عاشق - عابد - اور اپنے عم مکرم شیخ جمال چشتی کے مرید تہے - شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی قدس سرہ کی نسل سے ہین - زادبوم اور خوابگاہ دونون احمد آباد ہین - آپ کے حالات کے روزنامچہ کی فہرست اس طور پر ہے - اولاً نماز صبح کے فرض پڑہنے کے بعد سے بلا فصل دوپہر تک تلاوت اور رسمی درس مین مشغول رہتے تہے - اس کے بعد درویشان خانقاہ کے ساتہ کسی قدر کہانا کہاتے تہے قیلولہ کے بعد نماز ظہر ادا کرتے تہے - اس کے بعد وعظ ونصیحت کی مجلس شروع ہوجاتی تہی - تو وہ عصر تک رہتی تہی - عصر کے بعد وردا اور دعا مین شام تک مشغول رہتے تہے - پہر نماز مغرب پڑہتے تہے - ذکر جہر شروع کرکے وقت عشا تک جاری رکہتے تہے پہر نماز عشا ادا کرکے - حجرہ کے اندر چلے جاتے تہے - نماز کمال نیاز کے ساتہ ادا کرتے تہے - رات مین تنہا بیدار رہتے تہے - جب صبح کی سفیدی نمودار ہوجاتی تہی - تو پہر وہی معمولی کام ازسرنو شروع کردیتے تہے - القصہ ایک پلک مارنے کی برابر بہی زندگی کو بیکار نہین جانے دیتے تہے ہجری سنہ نوسو بیاسی کے شوال مہینے مین رحلت کے وقت وصیت کی - کہ عبادت کی زمین درویش کے کالبد سے آشنا ہے - مجکو اسی خاک کے سپرد کردینا - آپ کے بڑے بیٹے شیخ محمد - جن مین زیادہ تر بزرگوار باپ کی خوبو پائی جاتی ہے - آج کے روز آپ کے جانشین ہین **مصرع** نور ایمان باد شمع تربتش ؂

یاد شیخ جوئباری

خواجہ جوئباری جوئبار وحدت کے سرو تہے - اور خضر صورت تشنہ لبون کے واسطے حکم چشمہ کا رکہتے تہے - کان مین حلقہ مولانا خواجگی کی بیعت کا تہا - قاسم شیخ کے ہم عصر ہین - کہتے ہین - جو شخص قاسم شیخ کی ملازمت مین جاتا تہا - تو قاسم شیخ اولاً اُس کی ازلی استعداد پر نظر ڈالتے تہے - اگر وہ شخص سعادت مند

مین سے ہوتا تھا - تو خواجہ جوئباری کی خدمت کی طرف متوجہ کر دیتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - طالبان خدا کی کشادگی کی کنجی - خواجہ جوئباری کے ہاتھہ مین دیدی گئی ہے - اور اگر طالب ایسا نہین ہوتا تھا - تو دعا دیکر رخصت کر دیتے تھے - ایک ناظم نے یہ بیت لکھی ہے جو آپ کے ہم عہد تھا -

مرید خواجہ جوبار باش دشاہی کن | ہر دلبشمہ رخبار در جو جیب جو اہی کن

ہجری سنہ نوسو اسی مین ناسوتی سراے سے ملکوتی گلشن آباد کو اپ فرما گئے -

یاد شیخ لعمرہ

آپ کا نام عبدالرزاق تھا شیخ عبدالفتح مکی کے چھوٹے بیٹے ہین صاحب کمالات اور بخشایش شعار تھے - نان دہی - آپ کے ہاتھہ مین تہی - کہتے ہین - ایک شخص سے ایک کام مین ایک خیانت ہوگئی تہی - آپنے از روے نصیحت خائن سے کہا - ایسے نالائق کام کی تہمت تمنے کیون گوارا کی - اس نے آپ کے بابرکت سر پر جہوٹا ہاتہہ رکھکر قسم کہائی - کہ اگر مینے یہ کام کیا ہو - تو کرنے والے کی آنکہین کور ہوجاوین دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ نہین گزرا تھا - کہ بدون بہانہ کسی تکلیف کے آفت نابینائی اُس کی آنکھون کو پہونچ گئی - شب جمعہ بیسوین جمادی الاخری ہجری سنہ نوسو چوراسی مین منزل فنا سے مقام بقا کو رحلت فرمائی - ایک اہل سخن نے یہ قطعہ آپ کی وفات کی تاریخ مین لکہا ہے **قطعہ**

بزرگ دین و دنیا شیخ لعمرہ | کہ سوے جنۃ المأوی گزر کرد

شب جمعہ سفر چون کرد تاریخ | ازان روست شب جمعہ سفر کرد

سنہ ۹۸۴ھ

یاد شیخ محمد ابن طاہر نہروالہ

آپ کی ذات سے ورع اور تقوی کی محفلون کی مسند کو زینت تہی - اور کتاب وسنت کے نقد کا امتحان ہوجاتا تھا - حدیث مین شیخ علی متقی کے شاگرد ہین - اس فن مین ایک بے نظیر کمال حاصل کیا تھا - مجمع البحار نام ایک مشکل کشا شرح - احادیث کی صحاح ستہ پر جو ہے - وہ آپ ہی کے قلم تالیف کی لکھی ہوئی ہے - کہتے ہین - آپ فرمایا کرتے تھے - میرے اُستاد اپنے وقت کے افضل و بہتر - اور خداوند ولایت - صدیق اکبر تھے - وہ فرماتے تھے - میرے بعد تم ہی اس رفیع الشان درجہ کو پہونچوگے - مہدویہ گروہ جو سید محمد جونپوری کا پیرو ہے - اس گروہ کی شکست دینے مین آپ اپنے اُستاد کی طرح ہمیشہ کوشش کیا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو چیاسی مین اُجین اور سارنگپور مالوہ کے درمیان ایک جماعت

اثنائے راہ مین آپ پر آگری - اور شہید کر دیا -

اس واقعہ کا آغاز اور انجام اس طور پر ہے - بوہرون کا گروہ آپ کے ہم قوم تھا - آپ نے عہد کیا تھا - کہ جب تک بوہرہ قوم کی پیشانی اور دل سے تشیع اور بدعت کی سیاہی - تلقین سنت کے آب زمزم سے دہو نہ ڈالون گا - سر پر دستار نہین باندہون گا - جب ہجری سنہ نوسواسی مین بادشاہ زمانہ اکبر شاہ نے ملک گجرات فتح کیا - اور بہر وا ابن شیخ سے ملاقات ہوئی - تو بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر پگڑی باندہی - اور کہا - مینے آپکے پگڑی چھوڑ دینے کا سبب سُن لیا ہے - اور اس ذہنی صورت کا خارج مین ظہور - والی زمانہ کی امداد اور دستگیری پر موقوف ہے - اب اس سراپا خیر نیت پر عمل کرنا - میرے ذمہ لازم ہے - چونکہ صوبہ گجرات اور دار الخلافۃ احمد آباد کی حکومت - آن ایام مین نواب مستطاب خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے نام نامی پر نامزد تھی - اس سبب سے نواب صاحب کی امداد کی بدولت - اس قوم کی گمراہی اور کج رفتاری کی بہت سی زمین بیخ و بنیاد سے اُکھڑ گیئن - لیکن صاحب تاج کو اپنی محفل سے خان اعظم کی جدائی بہت کم پسند تھی - لہذا شہنشاہ نے نواب صاحب کو اپنے حضور مین طلب فرما لیا اور امرائے اعظم مین سے ایک اور صاحب ایران زمین کے باشندہ تھے صوبہ ملک گجران کی جاگیر مین دیدیا - بس اب کیا تھا - اس جماعت نے بے تامل - جدید جاگیردار کے ساتھ مخفی طور پر موافقت پیدا کر کے - سنت کی راہ راست سے انحراف کیا - یہ حالت دیکھکر شیخ نے سر سے دستار کہول دی - اور دار السلطنت آگرہ کو جانے کا عزم کیا - اس خیال سے کہ پیشگاہ حضور مین جاکر پیش آمدہ واقعات عرض کرون گا - اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد آبادی کی ملازمت مین پہنچکر - وداعی مراسم ادا کئے اُستادی شیخ وجیہ الدین اس عزم سے مانع تھے اور شیخ عزم کے واسطے تحریک فرماتے تھے - مگر جو شخص سفر کے واسطے بالکل مہیا ہو - چونکہ اس کو صریح طور پر باز رکھنا عوام کے نزدیک مبارک نہین ہوتا ہے - لہذا اس قاعدہ کے موافق اُنہون نے اس طرح پر یہ بات کان مین ڈالی -

دو گرامی برادر کے حقیقت شناس ضمیر کو اچھی طرح معلوم ہے - کہ اس نظم و نسق سے ساتھ جو کارخانہ عالم کی آفرینش ہوئی ہے - اس کا باعث یہ ہے - کہ اسمائی کمالات کا اظہار ہو - اور یہ اظہار جمالی اور جلالی مظاہر کے ساتھ وابستہ ہے - اور اپنے مربی کے آثار واحکام کی طرز پر ہر ایک اسم کے مظہر کی جو کچھ رفتار ہے یہی

رفتار اس کے واسطے صراط مستقیم ہے۔ گو اس کے تقابل پر نظر کر کے وہ رفتار مخالف اور منحرف معلوم ہوتی ہو۔ اور اس مقام پر ہر مسلی کو اپنے نز عومن کے ساتھ آشتی رکھنی چاہیئے۔

واضح ہو۔ کہ صراط مستقیم حقیقت شناس مفسرون کے نزدیک دو طرح پر ہے۔ (ایک سلامی ایجابی (دوسرے) ایجادی قرآن مجید مین صراط مستقیم کا ذکر جہان کہین بہ لفظ نکرہ نازل ہوا ہے۔ وہان پر اکثر مراد ایجادی ہے۔ اور جس آیۃ مین بہ لفظ معرفہ وارد ہوا ہے۔ وہان پر زیادہ تر مقصود ایجابی ہے۔ **فافہم**۔

دوسری یہ بات ہے کہ انسان جو عالم کبیر کا نمونہ ہے اس کی عنصری پیکر ہے۔ دقیقہ شناس شخص یہ عبرت کیون حاصل نہین کرتا ہے۔ کہ اس کی ہستی۔ اس بندوبست اور ستارات اعتدال کے ساتھ چند لطیف اور کثیف اعضا پر موقوف ہے۔ چنانچہ اگر ادعا جیسے کہ ہر عضو کو بھی کوئی تکلیف پہونچ جاوے۔ تو باغچہ بدن کی شگفتگی مین سراسر آشفتگی اور پژمردگی نمایان ہو جاوے اب برادر من۔ سیاست ذات کی بات نہین ہے۔ اور مشغولی حق کے ساتھ ہی ہونا ہے نہ خلق کے ساتھ[1] ہٰذہٖ اٰدَابُ السُّکُوْتِ وَ اِلْتِزَامِ الْبُیُوْتِ۔

اُستاد شیخ وجیہ الدین نے گو آپ کو فہمائش کی۔ لیکن بنیاد تعصب بہت استحکام کے ساتھ قائم تھی۔ اسواسطے اس نصیحت کو آپ کے گوش قبول میں جگہہ نہین ملی۔ اور جو سفر دل مین قرار دے رکھا تھا۔ اس کے راستہ پر چل نکلے۔ پھر راستہ مین پیش آیا جو کچھ پیش آیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ کی بہن کے بیٹے شیخ نور محمد آپ کے تابوت کو مالوہ سے نہروالہ مین لے گئے۔ اور آبائے کرام کے تکیہ مین سپرد زمین کر دیا۔

یاد سید عبد اللہ اندی ملتانی

آپ کو ایزدی توفیق کی بدولت۔ تعلقات کے بارسے سبک دوشی اور آزادی اور فارغ البالی کے حضور مین باریابی حاصل ہوئی تھی۔ آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اس طرح پر ہے۔ کہ آپ کو آب و خورش کی کشش سلطان محمود خرد کے زمانہ مین زاد بوم سے گجرات کی طرف کھینچ لائی۔ چند روز بعد آپنے مناسب سمجھکر سید مبارک بخاری کی ملازمت اختیار کر لی۔ اور نوکری کے طور پر بسر کرنے لگے۔ سید مبارک بخاری جلال الاولیا مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین۔ جو حاکم صوبہ مالوہ کے امراے اعظم مین سے تھے جب آپ کے مخدوم سید مبارک

---

[1] یہ زمانہ سکوت اور مکانون مین بیٹھنے کا ہے۔

کی عمر کا زمانہ آخر ہوا - تو نوکری اور سپاہگری کا خیال - آپنے خاطر عاطر سے قطعی باہر نکال پھینکا - اور آپ کے چشم اعتبار مین - دوسرے امیرون کی ملازمت پوچ اور بے حقیقت معلوم ہوئی - ایک روز آپ ایک دور و دراز غم مین پڑے ہوئے تھے اپنی مزاج دان ہمخوابہ سے بطریق استصواب دریافت کیا - کہ معاش کی ضروریات اب کون سے سبب اور کون سے حیلہ سے ہم پہونچانی چاہئین - ہمخوابہ نے یہ راے دی - کہ سپاہیانہ وضع ترک کرکے - بینوا اور درویشون کے حلقہ مین شامل ہو جانا چاہیئے - اس کو دوسرے الفاظ مین اس طرح کہہ سکتے ہین - کہ ہمت کے ہاتھ سے فقر اختیار کرنے کا ٹیکا (دوپٹہ) سید کی کمر مین باندہ دیا - اور آپ کے بیقرار دل کو تسلی دیکر شاد کام کیا - اس کے بعد دونون کی راے یہ ہوئی - کہ اس ملک سے کسی دوسرے ملک کو چل دینا چاہیئے - کہین ایسا نہ ہو - کہ اس جگہ اکا رہنا دل مین ننگ و ناموس کا خیال پیدا کرے - اور فقر کی نئی قایم کی ہوئی بنیاد کو جڑ سے کھود پھینکے - پس گجرات سے مالوہ کی طرف روانہ ہوئے - اور ایک موضع ہنتریہ نام ہے جس کو مقامات مالوہ کا بہشت کہنا زیبا ہے - اس موضع کے تالاب کے کنارہ بود و باش کے واسطے ایک گوشہ اختیار کیا - اور توکل و تسلیم کا عادی ہوکر بہت برسون تک خوش وقتی کے ساتھہ زندگی بسر کی - چونکہ موضع مذکور آنے جانے والون کے عین راستہ پر واقع ہے - اسواسطے آپ کا گھر بدون مہمان کے نہین رہتا تھا - **راقم** بھی جب کبھی منڈو (مانڈو) سے عزیزان اُجین کے دیدار کے واسطے جایا کرتا تھا - تو ایک روز آپ کی بافیض صحبت مین بھی قیام کیا کرتا تھا - بہت کچھہ محبت اور مہمان دوستی کے مراسم ادا ہوا کرتے تھے - اور ایزدی معرفت کی صفائی اور وجدان حقیقت کی روشنی سے معنوی ضیافت بھی فرمایا کرتے تھے - **القصہ** جب تک آپ کی زندگی رہی - تب تک جاگیردارون سے وظیفہ کے طور پر کبھی ایک درم بھی قبول نہین کیا - اور آسمانی روزی پر شاکر و قانع رہے آپ کو **آننددی** اس بنیاد پر کہا کرتے تھے کہ ہمیشہ شگفتہ رو - اور خوش دل رہتے تھے **آنند** ہندی زبان مین خوشی کو کہتے ہین - ہجری سنہ نوسونوے مین عالم قدس کو رحلت فرماکر اُسی مقام مین خوابگاہ اختیار کی جہان زندگی مین رہتے تھے -

یاد فقیہ علی

آپ کی زاد بوم - باہم کیلی - اور خوابگاہ بندر سورت ہے - جو گجرات کے پرگنات مین سے ہے - کہتے ہین درسی کتابین کما ینبغی تحصیل کی تہین - اور کماحقہ پڑہاتے تھے - اکثر کنارہ اسے دریا کے رہنے والے آپ کی شاگردی سے علی حصہ رکھتے ہین - دسوین صدی کے چوتھے ربع مین عالم صورت سے جہان معنی کو روانہ ہوگئے -

یاد قاضی عبدالقادر بن علی

آپ میاں یحیٰی چشتی منڈوی کے روضہ مین مجاور تھے - رسمی علوم سے کسی قدر آشنا تھے - قرأۃ کو اچھا جانتے تھے - اور تلاوت بہت کیا کرتے تھے چند جریب کی کھیتی - موضع کا تہا مین کر رکھی تھی - جو مضافات دیبال پور مین ہے - اور دیبال پور منڈو (مانڈو) سے اُجین کے عین راستہ پر واقع ہے - مکان بھی اُس موضع مین بنا لیا تہا - کھیتی سے جو کچھ حاصل ہوتا تھا - اُس کو آنے جانے والون کی میزبانی مین صرف کیا کرتے تھے واپسین سفر کے وقت سے چودہ روز پیشتر آگاہ ہو گئے تھے - کوچ کا سامان کر لیا - اور کہا - بس اسی قدر زندگی اب باقی رہی ہے - آٹھوین شعبان ہجری سنہ نوسو چوراسی کو گزر گئے - آپ کے پانچ بیٹے - اور ایک لڑکی رہی - قطب الدین - عزیز اللہ - موسیٰ - حسن - عائشہ - اور شرف جہان - اولین صاحب زادہ اپنا دل لوگون سے توڑکر اور خدا سے جوڑکر درویشی مین پدر بزرگوار کے جانشین تھے - اور دوسرے صاحبزادہ قضا کے کام مین باپ کی طرح مشہور تھے - وہ جوان مرے - اور انہون نے کچھہ اوپر تیس سال منصب قضا کی نگہداشت اچھی کی - تاریخ بیسوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار نو کو اجل کی گہری نیند مین سو رہے - اب موسیٰ ہاتھہ پانون مارتے ہین - اور حسن حسرت کرتے ہین - عائشہ جوانی مین بیوہ ہو گیئن - بیوہ ہونے کے بعد انہون نے اپنی زندگی مین شوہر کی خدمت کو آفریدگار کی بندگی کے ساتھہ شریک نہین کیا - وہ مردانہ زندگی گزارتی ہین مصرع دلاورانگی زین زن بیاموز - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین وہ بھی اجہانی ہو گئے

یاد شیخ نجم الحق

آپ کا نام جایلدہ ہے - عزیز الحق کے بڑے خلیفہ ہین - قصبہ سہنہ مین جو مضافات دہلی مین سے ہے - مکان تہا - آپ - ریاضت کے دریا مین ڈوبے ہوئے - اور مجاہدہ کی آگ مین پگھلے ہوئے تھے - بہت سے ریاضت والون نے آپ کی خدمت سے فائدہ اُٹھایا تہا -

یاد خواجہ محمد عبد اللہ

آپ - خواجہ کا خواجہ کرکے مشہور ہین - آپ کے بزرگوار باپ کا نام خواجہ ناصر الدین عبید اللہ ہے جو خواجہ احرار کے لقب سے مشہور ہین - ظاہری علم اور معنوی کشف سے آپ کا ظاہر و باطن دونون آراستہ اور پیراستہ تھے - باوجود کمالات کے جو آپ کو حاصل تہے - اپنی حقیقت شناس نظر سے - آداب شریعت و طریقت کے ہر ایک دقیقہ کا لحاظ مد نظر رکہتے تھے - اور اپنے جسم و جان کو فروگزاشت کی اجا

نہین دیتے تھے - آپ کے دادا چار واسطہ سے حضرت بابا ماچین کو پہونچتے ہین - کہتے ہین - خواجہ احرار الاولیا کے ساتھ سلطان ابوسعید مرزا کو حسن عقیدت تھی - لہذا اُس نے ان کو نہایت خواہش - آداب - اور خدمت گزاری کے ساتھ تاشقند سے باستدعاے اقامت سمرقند طلب کیا تھا - خواجہ احرار الاولیا نے قبول التماس کو داخل مروت سمجھکر سمرقند مین آکر بساط اقامت بچھادی - اِس قصہ کی تفصیل مع تقریبات کے کتاب رشحات مین لکھی ہوئی ہے - خدا کرے - شایقین کو دیکھنا نصیب ہو -

لکھتے ہین - اس عرصہ مین سیادت ونقابت دستگاہ میر تقی الدین محمد کے ساتھ خسر اور داماد ہونے کی نسبت طرفین سے ہوگئی - یعنی خواجہ احرار الاولیا نے اپنی صبیبہ عزیزہ کی نسبت میر کے فرزند کلان امیر عبداللہ امام کے ساتھ کی - اور میر کی صبیبہ کا عقد اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ کیا - کہتے ہین - میر کی لڑکی سے تین لڑکے اور دو لڑکیان ہوئین - جن کے نامی نام یہ ہین - خواجہ عبدالہادی - خواجہ خاوند محمود خواجہ عبدالحق - محبوبہ سلطان بیگم - زینت سلطان بیگم - جب دختر میر کی ہستی کے چہرہ کو فنا کے برقع نے چھپا لیا - تو خواجہ احرار الاولیا نے اپنے پسر کلان کا عقد خواجہ نظام الدین کی لڑکی کے ساتھ کیا خواجہ نظام الدین - خواجہ عصام الدین شیخ الاسلام کے بھائی - اور صاحب ہدایہ فقہ کی اولاد سے ہین ان کا کرسی نامہ اس طرح پر ہے - نظام الدین ابن خواجہ عبدالملک - ابن خواجہ عماد الدین - ابن خواجہ جلال الدین محمد - ابن مولانا زین الدین عبدالرحیم ابن مولانا برہان الدین علی مصنف ہدایہ - اس دختر سے بھی تین فرزند اور دو لڑکیان پیدا ہوئین - خواجہ عبدالعلیم - خواجہ عبدالشہید - خواجہ ابوالفیض مہد کلان بیگم - خانزادہ بیگم - سواے اس کے ایک اور بیوہ تھی - جس سے ایک لڑکا تھا خواجہ محمد یوسف -

چونکہ خواجہ کے خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد پدر بزرگوار کی اجازت اور خوشی سے محلہ درسین مین عبادت خانہ اور بود وباش کا مکان تجویز کرلیا تھا - لہذا خواجہ احرار الاولیا کی خدمت مین وہان سے مقررہ اوقات مین ہی آنا ہوتا تھا - خواجہ احرار الاولیا آپ کے ساتھ کمال مہربانی کے ساتھ بلکہ اعزاز کے طریقہ پر سلوک فرماتے تھے - باپ او بیٹے کے برتاؤ کی طرح پیش نہین آتے تھے یعنی بیٹے کی عزت بہت زیادہ کرتے تھے - مولانا علی صفی مصنف رشحات لکھتے ہین -

ایک روز مین آپ کی خدمت مین محلہ درسین مین بیٹھا تھا - ایک تقریب سے آیۃ کریمہ

يَانَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰىٓ اِبْرَاهِيْمَ کی تفسیر کا ذکر نکلا - تو آپ نے علماے ظاہر وباطن کے بہت سے اقوال عمدہ تقریرین بیان کئے - اور حکما نے جو یہ تاویل کی ہے - کہ نار سے مراد - نمرود کی آتش غضب - اور برد سے مراد شعلۂ غضب کا فرو ہونا ہے - اس تاویل کے رد مین معقول اور حکمی دلائل سے ثابت کردیا - کہ وہ نار عنصری نار تھی - اور برودت اُس کی ماہیت پر عارض ہوئی "

ایک ہدایتی فرمان جس مین پدر بزرگوار نے آپ کو تلقین فرمائی ہے - یہ ہے -

فرزند نورچشم - تم کو ایسی ہمت رکھنی چاہئیے - کہ جن باتون کا جاننا تمہارے اوپر فرض ہے - اور جن کے بدون قطعاً ممکن ہی نہین ہے - جیسے اعتقاد صحیح رکھنا - اور علم کا اور احکام آلہی کا جاننا - ان باتون سے تم جلد اپنے تئین فارغ کرلو اور ظاہری و باطنی دائمی عبادت مین مشغول ہوجاؤ - اس امید پر - کہ حق سبحانہ وتعالی تمہارے دل سے اپنے غیر کا اعتبار تعظیم اور دید دور کرکے - تم کو ہمہ تن اُنہین تمام امور مین مشغول کردیوے - جو تم سے مقصود ہین خداوندا جن اصحاب کو تو نے محض اپنی عنایت سے اپنی غیر کے اعتبار تعظیم - اور دید سے نجات دی ہے - اُن اصحاب کے قرب کے طفیل مین - حقیر اور ضعیف بندہ زادہ کو جس کے لئے تیری عنایت - رافت - اور رحمت کے سوا - کوئی امید کی جگہہ نہین ہے - تمام گرفتاریون سے رہائی عطا فرما - **بمنہ وکرمہ - بیت -**

غیر حق ہر ذرہ کان مقصود تست	تیغ لا بر کش کہ آن معبود تست "

آپ کے حالات کا بیان مجملاً اس طرح پر ہے - جب شاہ بیگ خان کا تسلط اور ظہور ہوگیا تھا - تو آپ لوگون کے آثار اور اطوار سے زمانہ کی تباہی معلوم کرکے - اپنے وطن سے بحکم [۵۱] الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین اندجان کی طرف ہجرت فرماگئے - اور اُس جگہہ کو بھی آپ کی طبیعت نے پسند نہین کیا - اسواسطے جلدی سے عالم فردوس کو جانے کے لئے - آخرین سفر کا سامان باندہ لیا - آپ کی نعش کو لوگون نے اوس ملک سے شہر تاشقند مین لاکر - آپ کی والدہ ماجدہ کے مرقد کے پہلو مین دفن کیا -

[۵۱] - جس تکلیف کی برداشت کی طاقت نہو - اون سے بھاگنا - رسولون کی سنت ہے - ۱۲

انجمن فرزندان خواجہ محمد عبداللہ

خواجہ عبدالہادی آپ ہمت اور فطرت مین دریا کی طرح فیاض - اور بخشش و بخشایش مین ابر کی طرح باہمت تھے - نقر و تجربہ مین خزان دیدہ شاخ کی شکل - اور حقائق و معارف کا بیان کرنے مین پربہار نوجوان درخت کی صورت رکھتے تھے - جد امجد یعنی خواجہ احرار الاولیا کی زندگی مین ہی - آپ کو سفر حجاز کی توفیق ہوئی تھی - حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا کے ارکان سے فارغ ہونے کے بعد روم اور شام کی زمین مین بحکم سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ - چلے گئے - جو قدم رکھا - آگاہی اور عبرت کے ساتھ رکھا - اور اُن اطراف کے سلاطین اور حکام کے ساتھ صحبت اور مجالست کا کئی دفعہ اتفاق ہوا - ہمیشہ خواجہ کی طرف سے برتاؤ مین اور کلام کرنے مین بہت کچھ بے نیازی اور وقار پایا گیا - اور کسی بڑے دولت والہ کی طرف سے تھوڑا سا نقد و جنس بھی نذر اور سوغات کے طور پر آپنے قبول نہین کیا - بلکہ جو لوگ ملازمت مین آتے جاتے تھے - ہر ایک کے ساتھ طرفین کی مناسبت دیکھکر مردمی کا برتاؤ فرمایا - روم کی قلمرو کا ٹیکس تمام تاجرون پر معاف کرادیا - اور بزرگان دین اور استیان ملت اسلامیہ سے ملاقات کرکے فیض یابی کے بوجھ سے گران بار ہوئے - کہتے ہین - حقائق پناہی مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی نے آپ کی سیر و سلوک کی روش اور سفر و حضر کا طریق بہت پسند کیا تھا - اور جب تقریب ہوتی تھی - تو تعریف کیا کرتے تھے - جب آپنے سفر مذکور سے بازگشت فرماکر اپنے وطن مین خواجہ احرار الاولیا کی قدم بوسی کی - تو خواجہ احرار الاولیا نے کاربردازون کو حکم دیا - کہ دو لاکھ سی ہزار مثقال جو مدت سفر مین خواجہ عبدالہادی نے لوگون سے بطور قرض لیکر ضروری اور شرعی مصارف مین صرف کردئے ہین - قرض خواہون کو فورًا ادا کردئے جاوین - کیونکہ اِس فرزند نے دور و دراز ملکون مین ہماری درویشی اور خواجگی کے ننگ و ناموس کی نگہبانی کامل طور پر کی ہے - خواجہ عبدالہادی کے دو بیٹے تھے - خواجہ عبدالکافی اور خواجہ قاسم - دونون فرزند عالی ہمت - بلند فطرت - صاحب شجاعت - اور اہل کرم تھے - جنت آشیانی ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت مین تھے - جنگ خوشاب مین تیر کھاکر پانی مین ڈوب گئے - دوسرے فرزند کو زیارت حرمین کی توفیق ہوئی - جس قدر عمر باقی رہی تھی - اوسی جگہہ ریاضت اور عبادت مین گزار دی - اور یمن اور روم کی زمین مین چل پھر کر اُن شہرون مین جو اولیا اللہ زندہ یا آسودہ تھے - ان کے قلوب کی اور قبور کی زیارت سے مشرف ہوئے - مولوی اسمٰعیل شروانی - خواجہ احرار الاولیا کے بزرگ خلیفہ صاحب کرامات و مقامات - اور اہل علم و معاملات تھے - ان کی خدمت مین آپنے رسم بیعت ادا کرکے طریقہ عالیہ

کی تلقین سے اپنے باطن میں صفائی بہم پہونچائی لیکن اپنی نسبت اور نسل کی حقیقت مولانا کی ملازمت میں مخفی رکھی۔ مدت کے بعد اور مبالغہ کرنے سے آپ نے فرمایا۔ میں خواجہ عبداللہ ادی کا فرزند ہون۔ جب مولانا اسمعیل عالم ارواح کو کوچ فرما گئے۔ اور مخدوم خواجہ یحیی الدین عبدالحق۔ مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ تو خواجہ قاسم نے اپنے عم مکرم کی خدمت میں تجدید بیعت کی۔ ان کی اولاد ام مکہ ... پائی تھی۔

خواجہ خاوند محمود آپ خواجہ محمد عبداللہ کے دوسرے صاحبزادے ... شہاب الدین آپ کا لقب ہے ظاہری علم اور معنوی بصیرت سے آراستہ اور صاحب منازل و مقامات ہے۔ آپ کا جذبہ سلوک کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ آپ کو طریقت کی تلقین سے۔ اور نیز اپنے جد بزرگوار کی جانب سے کچھ فیض حاصل ہوا تھا۔ سفر حجاز کی سعادت۔ اور حج و عمرہ کی دولت سے دو دفعہ مشرف ہوئے تھے۔ اصحاب حجاز کی قبور کی زیارت سے۔ اور ان کے قلوب قبول سے اپنا باطن منور کیا تھا۔ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی اور ... و دقائق و کشاف حقائق۔ مولانا جلال دوانی کی خدمت سے درسی علم ... کئے تھے۔ علم طب کے اندر رئیس الاطباء مولانا عماد الدین محمود کے شاگرد ہیں۔ اس باب میں مسیحائی اعجاز۔ آپ کی حذاقت سے نمایاں تھا۔ اہل نسوت کے اقوال ... کرنے میں۔ آپ کی زبان۔ اس زمانہ کے نفس ناطقہ کو حقیقت گویائی سکھاتی ہی۔ ہند کی فتح کے بعد۔ آپ دہلی میں تشریف لانے۔ جنت آشیانی نے لائق و شایان ارادت اور عزت کے ساتھ پیش آ کر اظہار اخلاص کیا۔ آپ کے تین فرزند تھے خواجہ نور الدین۔ خواجہ جلال الدین قاسم۔ خواجہ معین الدین۔ آئین فرزند درویش سیرت۔ فقیر دوست۔ غریب پرور۔ اور شکستہ نواز تھے۔ دوسرے فرزند کو جذبہ۔ استغراق۔ خرق عادات اور عجیب حالات حاصل تھے۔ اس گروہ کے باطن اقوال کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔ جب آپ کے بیان سے گوہر فشانی ہوتی تھی۔ تو اہل زمانہ کے کان۔ حقائق اور معارف کے موتیوں سے بھر جاتے تھے۔ گو آپ نے ... کو جنت آشیان ہندوستان میں فرمائی تھی۔ مگر آپ کی نعش مبارک آبائے کرام کے مزار میں سمرقند کو پہونچائی گئی۔ میرے فرزند کو جاہ و جلال۔ مال و منال۔ زر بخشش و عطا بخشش یہ سب کچھ حاصل تھا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان میں یعقوبی اور یوسفی معاملہ رہتا تھا۔ ہمیشہ سفر و حضر میں باہم تہ بہ رہتے تھے۔ آپ کو تلقین طریقت باپ سے ہی تھی۔ میرزا شرف الدین حسین آپ کے ہی بیٹے ہیں۔ ہند کے اندر خلافت پناہی اکبر شاہ ابن ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت میں میرزا کے طالع کا ستارہ۔ شہنشاہی عنایت کے آفتاب سے شرف

سعادت کو پہونچا تھا - اِن کے حق مین رعایت کی گئی - کہ دولت کے بڑے درجہ کو پہونچے - اِن ایام مین میرزا کے پدر بزرگوار نے کاشغر سے خانۂ مبارک کے طواف کا ارادہ کرکے - عبدالرشید خان والی نواح کاشغر سے رخصت لی تھی - رخصت لیکر ہندمین تشریف لائے - خلافت دستگاہ - خلائق پناہ عرش آستانی نے پدر میرزا کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھا - اس عرصہ مین حاسد کوتاہ نظرون کے افترا پردازی سے سلطان کے دل مین میرزا کی طرف سے غبار کدورت پیدا ہوگیا - جب میرزا کو اس کارسازی پر آگاہی ہوئی - تو پانون اُکھڑ گئے - اور راستے مین ... نہ رہا - اپنی جاگیر کو جانے کے نام سے رخصت لی - اور یہ بہانہ کرکے دارالسلطنۃ سے علیحدگی اختیار کی - میرزا کی جاگیر کا محال گجرات کے آس پاس تہا - لہذا گجرات کی سرحد مین پہونچے - باوجود خلافت پناہ نے خواجہ کے ادب اور رعایت سے اپنے تئین باز نہین رکھا - خواجہ نے چند روز تو نجالت و الفعال کے ساتھ اوقات گزاری کی - لیکن بعد مین سفر حجاز کے لئے رخصت لے لی جب خواجہ بندر کنبایت کے نزدیک پہونچے - تو فرمان طلب حضرت رب العزت سے صادر ہوا - خواجہ قبول کرکے اخروی سفر کا سامان باندہ روانہ ہوگئے - لوگون نے آپ کی نعش کو انواع و اقسام کے بیش بہا عطرون سے معطر کرکے ایک صندوق مین رکہا اور صندوق کو جہاز مین روانہ کیا - جہاز کو ہنوز تہوڑا سا راستہ بہی طے کرنے نہین پایا تہا کہ ڈوب گیا [1] فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ - بالکل پتا ہے - مصرع بحر معنی را بود دریاے صورت جو لیکاد -

خواجہ عبدالحق - آپ کا لقب محی الدین ہے - آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے نیک فرزندون مین قدس اللہ اسرارہما - آپ کا ظاہر بہت سے کمالات اور پسندیدہ آثار کے ساتھ آراستہ - اور آپ کا باطن معرفت اور الٰہی تجلیات کے انوار سے پیراستہ تہا - آپ نے خواجہ احرار الاولیا سے بلا توسط احدے باطنی سبق لیا تہا - اور طریقت کی تلقین پائی تہی - اور اسی ذریعے سے کمال و تکمیل کے درجہ کو پہونچے تہے - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے ایک روز خواجہ احرار الاولیا نے سمرقند سے باغ بایزید کی سیر کا عزم فرمایا - آپ کو کہا تم ہمارے ہمراہ باغ مین چلو - آپ نے عرض کیا کہ مینے ہنوز سبق نہین پڑہا ہے - خواجہ نے فرمایا - آج سبق ہم تم کو پڑہاوینگے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس روز سبق کے عوض - اس مضمون کا تعویذ نامہ لکھکر حوالہ کردیا -

فرزند نور چشم - (۱) اپنی تمام ہمت ... دل مین حق سبحانہ کے سوا دوسری کوئی خواہش نہ ... دل کو اپنی طرف متوجہ کرے لا الٰہ الا اللہ ... لہ تم اُس چیز کو

[1] پہر آپ کا اجر اللہ تعالٰی جل شانہ پر ہے ۱۲ -

اپنا دشمن جانو (۳) ہمیشہ حق سبحانہ سے نہایت نیاز اور انکسار کے ساتھ یہ طلب کرنا۔ کہ وہ اپنے سوا۔ کسی چیز مین تم کو نہ پھنساوے (۴) پاکی کے ساتھ طہارت کرنا۔ اور خلوت مین نماز پڑھنا زمین پر سر رکھکر حق سبحانہ سے یہ دعا مانگنا۔ کہ وہ اپنے خاص بندون کے دل مین تمہاری محبت پیدا کرے۔ اور اس کے سوا کسی اور چیز مین سعادت نہ سمجھنا۔ کہ حق سبحانہ کے خاص بندے اپنے دل مین تمہاری جگہہ دیکر حق سبحانہ سے یہ چاہین۔ کہ اُس کی محبت تمہارے دل مین جگہہ کرے قطعہ

ہر ایک بندبس در ہر دو عالم	کہ بر ناید ز جانت بے خدا دم
اگر تو پاس داری پاس انفاس	بسلطانی رسانندت ازین پاس

آپ ہی فتح ہند کے بعد جنت آشیانی کی ملازمت مین تشریف لائے تے۔ میرزا کامران آپ کے ہی مریدین۔ خطوط کے اندر جو سوال وجواب جنت آشیانی سے ہوا ہے۔ یہ کسی قدر میر عبدالحی کی کتاب جمع مین لکھا ہوا ہے۔ اکثر آپ کی عمر کا حصہ ضعف۔ رمد۔ دردسر اور کھانسی کے مرض مین گزرا ہے۔ باوجود اس قدر ناتوانی کے جملہ عبادات نفل کے ادا کرنے مین خواہ سفر ہو۔ یا حضر ہو۔ کمال چستی۔ چالاکی اور توانائی کام مین لاتے تے حتیٰ کہ آپ کے افعال مین۔ کسی مستحب کا بہی ترک نظر نہین آیا۔ کہتے ہین۔ جس وقت آپ کو واپسین غسل دیا جاتا تہا اُس وقت مولانا مسعطی ارومی فرماتے تے۔ کہ اس سے زیادہ بزرگ اور کونسی کرامت ہوگی۔ کہ جسم کی ایسی لاغری اور کمزوری پربہی آخرین سفر کے وقت تک اپنی کسی عبادت اور ریاضت مین مسامحت نہین کی۔ حرمین شریفین کی زیارت کی توفیق ہوئی۔ اور از راہ مردمی دونون شریف مقامات کے اکابر موالی۔ اور فقرا کی عمدہ خدمت اور نذر ونیاز کا انتظام کیا۔ فرماتے تہے۔ جب مین مکہ کے اندر طواف کے واسطے حرم شریف مین جایا کرتا تہا جس کو آٹھون بہشت کی صورتون کا ہیولیٰ کہنا زیبا ہے۔ تو وہان کے خادمون کی طرف سے ناہمواریان اور بے ادبیان دیکہنے مین آیا کرتی تہین۔ یہ دیکھکر دل مین خلش ہوتی تہی۔ کہ ایسے مقدس مکانون کے اہل۔ ان خادمون سے زیادہ شایستہ ہونے چاہئین۔ اور یہ کانٹہ کی سی کھٹک ہمیشہ دل کے پاؤن کو زخمی رکھتی تہی۔ ایک روز رات کے وقت طواف مین کسی قدر خلوت اور فرصت نصیب ہوگئی۔ تو یکایک کان مین ایک آواز آئی۔ اور کندہے پر ہاتہ کے رکہے جانے کا احساس ہوا۔ آواز کا مضمون یہ تھا۔ کہ اس جماعت کے لوگ ہماری درگاہ کے خاص مین۔ اعتراض کرنے سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ یہ مضمون سنتے ہی خاطر فاتر کی تشویش بالکل رفع ہوگئی۔ اور تمام

اعضا اور حواس - تواضع اور فرمان برداری کی طرف متوجہ ہو گئے۔

غرض - اس واقعہ سے یہ سند ہاتھ آئی - کہ خوبان روزگار کی بارگاہ مین جو خدام حاضر رہتے ہین - اُن کے ساتھ اپنے معاملات اور حقوق مین - مروت کو کام مین لانا چاہیے - قاضی کے حکم اور مفتی کے فتوی پر نظر نہین ڈالنی چاہیے - کیونکہ جرم معاف - اور اپنا حق ساقط کر دینا جائز ہے -

خواجہ عبد العلیم - آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے چوتھے فرزند تھے - آپ کی صورت اور سیرت بالکل اپنے بزرگوار باپ کی مانند تھی - والدین شفیقین اور برادران مکرم کی خدمت گزاری مین اور ذوی الارحام کے حقوق ادا کرنے مین بہت کچھ کوشش اور اہتمام رکھتے تھے - ضروریات اپنے کامون کو پس انداز کر کے دوسرون کی مہمات انجام دینے مین مصروف ہو جایا کرتے تھے - بیکسون کی حاجتین پوری کرنے مین جاڑا - گرمی - سفر - اور حضر کو خیال مین نہ لاکر رات دن مشغول رہتے تھے - خواجہ محی الدین عبد الحق فرمایا کرتے تھے - برادر عبد العلیم خواجون کے خاندان مین راسخیت پہاڑ اور ثابت قطب کی مثل ہین ان کے کامون مین تردد اور تزلزل کو دخل نہین ہے - اور ان کی صفات حمیدہ - شمار حساب سے زیادہ ہین - جب شاہ بیگ خان کی لڑائی کے سبب سے اس خانوادہ کے درویشون اور فقرا کو فقر اور درماندگی کی تکالیف اٹھانی پڑین - تو آپ کو آشناؤن کے حالات دیکھنے کی برداشت نہین ہوئی - ناچار سفر کا شغر کا ارادہ کیا - جو دو تین سال عمر کے باقی تھے - وہ وہان بسر کر کے - عالم ملکوت کی منزل کو روانہ ہوئے -

یاد خواجہ عبد الشہید

آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے بیٹے ہین - جو خواجہ کے خواجہ کر کے مشہور تھے - اخلاق آلٰہی کے ساتھ آراستگی اور حقائق اشیا کی تحقیق جیسی چاہیے - رکھتے تھے - کسبی اور لدنی علم حقیقی اور ظاہری بصیرت سلوک مین یہ دونون آپ کے رفیق تھے - جب آپ کی ولادت سے ماوراء النہر مین بلکہ تمام سمرقند مین خوشی مانی گئی - تو خواجہ احرار الاولیا نے بھی یہ خوشخبری سنی - اور اُس محلہ مین تشریف لے گئے - پدر بزرگوار نے نوزاد بچہ کو اپنے والد ماجد (خواجہ احرار الاولیا) کی خدمت مین پیش کیا - دین اور دُنیا کی دولت خواجہ احرار الاولیا کی آستین مین تھی انھون نے اُس باغ ولایت کے پودہ کو اپنے دونون ہاتھون سے از روئے محبت اُٹھا لیا - اور اُس گوہر عرفان کے کان مین اذان کہی - اور منہ مین تھوڑا سا چبایا ہوا اور نام رکھا - جب دوسری بار خواجہ کی نظر اُس عالی فطرت لڑکے کے چہرہ پر پڑی - تو فرمایا - اِس فرزند کے گوشہ چشم مین عرفان کا فیض اور حضور آلٰہی کا نور عیان ہے

لکون کا بیان ہے - کہ حضرت خواجہ عبد الشہید کے کمالات جب ترقی پر تھے - تو یہ فرمایا کرتے تھے - کہ جس حضور
اور شہود کی خوشخبری جد بزرگوار نے دی تھی - اُس کا کچھ اثر ابھی تک تو فقیر کے ادراک مین آیا نہین ہے - لیکن
چونکہ خواجہ احرار الاولیا کی بشارت ہے - اسواسطے واپسین سفر تک بھی اُس کی امیدواری عنصر
باقی رہے گی - لہ اسمہ

ہر آرزو کہ دلم داشت خیمہ بیرون زد	جز آرزوے وصالت کہ پاے او بنگ است

بیشک یہی امیدواری تو ہے جس سے بہت کچھ کشایش اور کامگاری ہوتی ہے کہتے ہین - آپ نے
اوقات چار قسمون پر تقسیم کئے (ایک حصہ) قرآن مجید کی تلاوت اور احادیث نبوی علیہ السلام کے ذکر مین گزرتا
تھا (دوسرا حصہ) کتب فنون کے مطالعہ مین (تیسرا حصہ) فوائد اور رسالون کی کتابت مین (اور چوتھا حصہ)
شب کی نماز اور شغل باطنی مین - اور باقی وقت اگر کچھ رہ جاتا تھا - تو وہ مراقبہ مین گزرتا تھا - خلاصہ کلام یہ ہے
کہ ہجری سنہ نو سو چہتر مین تقدیری کرشمہ - اور ہندوالے ارباب سعادت کا جذبہ - آپ کو ہندوستان
کی طرف کھینچ لایا - اُن دنون فرمان رواے زمانہ اکبر شاہ دار السلطنت آگرہ مین سلطنت اور کامرانی کا حظ اٹھا
رہا تھا - بہت کچھ عجز و نیاز اور کمال تعظیم و تکریم کا اظہار آپ کے استقبال مین کیا - اور اس طریقہ سے
سلوک کے ساتھ پیش آیا - کہ بادشاہ دنیوی اپنے روشن ضمیر پیر کے ساتھ اس طرح پیش نہین آسکتا ہے -
آپ نے کم و بیش پندرہ سال تک اپنی ذات سے اس ملک کے لوگون کو رہنمائی کا فیض پہنچایا - کہتے ہین - ایک رات
آپ کے جد بزرگوار نے معاملہ کی حالت مین ایک جزدان آپ کے سپرد کیا - جو رقعون سے بھرا تھا - تعبیر
اس واقعہ کی اس طرح پر ظاہر ہوئی - کہ اخیر مین صاحب قیاس اور خدا شناس لوگون نے جو تعداد مین دس ہزار
سے زیادہ تھے - بیعت کے ذریعہ سے آپ کی کلاہ قبول اپنے سرون پر رکھی - اور توبہ و دعا کی توفیق پاکر سلوک
مین داخل ہوئے - معلوم ہوا - کہ وہ پرچیاے کاغذ اس جماعت کے نامہاے طریقت تھے - قصہ کوتاہ
چونکہ پیری عالم روحانی کی بازگشت کا مقدمہ ہے - لہذا پیری نے آکر آنجناب کرام کو اُخروی وطن یاد دلایا
ہجری سنہ نو سو بیاسی مین واپسی کا عزم - اور سفر کی تیاری کرکے ہند سے روانہ سمرقند ہوئے - منزلون
پر قیام کرنے - اور سامان و اسباب کھولنے مین دیر پر دیر پیدا ہوتی تھی - اور سواری اور سفر کا اہتمام فرمانے
مین - آپ رفتار اور گفتار سے نہایت عجلت ظاہر فرماتے تھے - خاصکر جب قافلہ دریاے آمو کے
کنارہ پہونچا - تو آپ خلاف عادت سب لوگون سے پہلے اُتر گئے - جس سے پایا گیا کہ کوئی اندرونی

سرعت باعث اس کا ہے - جو خادم اور ہمراہی محرم خاص تھے - انہون نے بیتابانہ کئی دفعہ اس صورت کا باعث دریافت کیا - اور اصلی حقیقت معلوم کرنے کے واسطے آپ کا جواب چاہا - لیکن آپنے سواے اس کے کوئی جواب نہین دیا - کہ مجکو ان ایام مین بلحاظ شوق کے سبب ایسی حالت پیش آتی ہے - جس کا مخاطب کو سمجھانا ... بیان کے امکان مین نہین ہے - اور منجملہ اُس کے جو کچھ بیان کیا جا سکتا ہے - یہ بھی ... سننے والون کو حیرت ہوئی لراسمہٗ

زبان حال وارد نالہ من فہم سے باید	چہ شد گر آرزو یار از زبان گفتن نمی داند

اور یہ فرمایا - کہ ایسین سفر کا آغاز اس ظاہری سفر کے ایام ... کے ساتھ مجکو ملا ہوا معلوم ہوتا ہے - اور غالب گمان ہے کہ ان دونون سفرون کے درمیان مین ... تخلل پیدا نہین ہوگا اور باوجود چند روز سے ... یہ مضمون میرے بزرگون کی طرف سے پہونچ رہا ہے - بلکہ ابھی انہین ایام مین حضرت قطب ... خواجہ بزرگ نے ایک شب عالم مثال مین صریح طور پر فرمایا ہے - صاحبزادہ اب آئندہ ... کے ساتھ ہمارے مقام مین پہونچاؤ - اس سبب سے ... مین ... نہ ہوسکے - ... بہت ہی جلد اپنے آبائے کرام کے ... کے ... آسائش گاہ ... جب ... سرہند کی سرحد مین پہونچے - تو فرمایا - اسی جگہہ اپنے سر کے بال دور کر دینے چاہئین - ... مین سرمنڈانے کی بلکہ سرہانے کی بھی فرصت نہ ملے - القصہ آپ وطن مین پہونچنے کے بعد ایک مہینے سے کچھ کم زندہ رہے - اور یہ ... کوچ کے انتظام مین گزرا - میر عبدالحی اپنی کتاب جمع مین لکھتے ہین - جمعہ کے دن تاریخ ساتوین رمضان ... جاشت ... سے لوٹ کر لوگ حضرت خواجہ کی خدمت مین آئے - تمام فرزند - خویش متعلقین اور ... خدام ... سے رخصت ہوکر آپ کی خوشنودی طلب کرتے تھے - یہان تک کہ شام کا وقت آیا - ... مغرب کی نماز اشارون سے ادا کی - اور مجکو اپنے نزدیک بلاکر اپنا دست مبارک کمال مہربانی کے ساتھ میرے سر ... - اور ... اسی اثنا مین طبیعت شریف پر ضعف غالب ہوا - خواجہ ہاشم سرہانے کی طرف تشریف رکھتے تھے - حافظون کو فرمایا - یسین ختم کیجئے - آپ نے آنکھین کھول کر فرمایا - جب وقت آجاوے گا - ... کی طرف اشارہ کر دیا جاوے گا - اس پر ایک لحظہ نہین گزرا تھا - کہ فرمایا - وقت ہوگیا ہے - خواجہ ہاشم ... کہ نماز ... کا وقت دریافت فرماتے ہین - جواب دیا - کہ ہنوز شام ہے

پہر فرمایا نہیں۔ وقت ہوگیا۔ اُس وقت ذہن میں آیا۔ کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ حافظوں نے تلاوت لیٰسین شروع کی۔ اور حاضرین اللہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہوئے۔ تھوڑی دیر اس حالت پر گزری تھی۔ کہ احساس حرکت موقوف ہوا۔ مینے خواجہ ہاشم سے عرض کیا کہ شاید حضرت نے جہان فانی کو رخصت فرمایا۔ جب ہمنے تحقیق کیا۔ تو ایسا ہی تہا۔ یعنی سنیچر کی رات تاریخ آٹھوین رمضان المبارک ہجری سنہ نو سو تراسی مین آپنے اپنا ظاہری نقش۔ زمانہ کے نمائشی صفحہ سے مٹا کر۔ علم آلہی کے صورت خانہ مین باطنی نقش بٹہایا۔ لما کان قبل ذالک کہتے ہین۔ جمعہ کے روز صبح کے وقت آپنے خواجہ ہاشم کو فرمایا۔ قلمدان منگا کر میری چند باتین لکہہ لو۔ جو وصیت کے طور پر ہین۔

(اول یہ) کہ جو میرا جانشین میری پیروی کرنا چاہے۔ اُس کو چاہئے۔ کہ میرے طریقہ کو اپنا پیشوا بنا دے۔ اور لوگون کو چاہئے۔ کہ وہ بہی اُس کے ساتہ اُسی طرح آداب اور خدمت سے پیش آوین۔ کہ جس طرح بالخصوص میرے ساتہ پیش آتے ہین۔ (دوسرے یہ) کہ تجہیز و تکفین مین تکلف نہ کیا جاوے۔ اُس پوست کو جو حرم شریف مین بہیجا جا چکا ہے۔ تہ مین بچہاوین۔ اور اگر کسی جگہہ سے کملا رہ جاوے۔ تو اُس کو کسی ہم رنگ کپڑے سے ڈہک دیوین۔ اور میزان کے دالان مین مجکو دفن کرین۔ تاکہ روضہ احرار الاولیا کے زائرین کا پہلا قدم فقیر کی خاک پر پڑے میری یاد اُن کے دل مین آوے۔ اور میری روح پر فاتحہ پڑہکر آگے بڑہین (تیسرے یہ) کہ دل کتاب خانہ کے وقف کرنے مین لگا ہوا ہے۔ مناسب ہے۔ کہ بلا تامل کتاب خانہ وقف کر دین (چوتہے یہ) کہ حفاظ کو تین دفعہ ختم قرآن کرنا چاہئے (پانچوین یہ) کہ فرزندون۔ دوستون۔ اور آشناؤن کو چاہئے۔ کہ صبر اور رضا کو پیشوا بنا کر قطعاً نوحہ اور نالہ نہ کرین۔ جو ماتم داری کی بنیاد ہے کیونکہ اس سفر مین بہت سے مطالب اور مرادین میری رفیق ہین

جس وقت آپنے یہ فرمایا۔ کہ دالان میزان کے پائین مین درویش کی جگہہ ہے۔ تو فرزندون اور دوستون نے عرض کیا۔ کہ خواجہ احرار الاولیا کے دالان مین ایک قبر کی جگہہ اور خالی ہے۔ جس بزرگ کی اس جگہہ قبر بن سکتی ہے۔ حضور کی بابرکات ذات کے سوا ایسا اور کوئی نہین ہے۔ چونکہ التماس کا قبول کرنا۔ مروت کا جزو ہے لہذا آپنے قبول کر کے فرمایا۔ کہ دالان کے اوپر کے حصہ مین قبر اس طریق سے رکہنا۔ کہ اس خاکسار کا سر بڑے بہائی خواجہ عبدالحق کے قدمون کی برابر مین آجاوے۔ چنانچہ اس طرز کے ساتہ آپ کی قبر کا صندوق تیار کیا گیا۔ اس

لہ جیسا اس سے پہلے تہا۔

درمیان مین بڑے بہائی کی لحد کی دیوار مین سے ایک اینٹ جدا ہوگئی - حاضرین نے **ماهوالمطلوب** کو تماشا کرکے اینٹ کو پہر اپنی جگہہ پر استوار کردیا -

جناب خواجہ عبدالشہید کے دو فرزند تہے - ایک تو خردسالی مین ہی رضوانی بارگاہ کو رخصت ہوئے دوسرے فرزند سعید خواجہ عبدالرشید تہے - جنہون نے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد خاندان کا چراغ جلایا تہا - خواجہ عبدالرحمن عرف بادشاہ خواجہ - خواجہ عبدالرشید کے ہی فرزند رشید ہین - بہت کچہہ آرام و اطمینان کی علامتین اور درویشانہ اخلاق آپ کی عادات مین نمایان ہین - امید ہے - کہ اپنے آباد اجداد کے درجات پر پہونچکر دونون جہان کی سرفرازی حاصل کرینگے -

یاد شیخ محمد بن شیخ عبدالملک قاری خالدی

کہتے ہین - کتب متداولہ آپنے عبورا اپنے بزرگوار باپ کے درس مین کیا تہا - اور علم قرأۃ مین اُستاد زمانہ تہے - آپ فرماتے تہے مین اپنے پدر بزرگوار کے خرقہ خلافت پر دل نہاد ہوکر نہین رہا - اور ہمیشہ غوث العرفا جیلانی **قدس سرہ** کے باطن سے پرورش کی تلاش رکہی - خانوادہ قادریہ کے ساتہہ بہت کچہہ دلبستگی پیدا ہوگئی تہی - اپنے پیر باطن کا نام مینے کبہی بے وضو نہین لیا - جب غوث العرفا کی روح مبارک کی طرف مین نصف توجہ بہی کرتا تہا - تو تمام دشواریان آسان ہوجایا کرتی تہین - ہمیشہ پاس انفاس مین دل پہنسا ہوا رہتا تہا - اپنی تمام عمر مین کسی قسم کی کشود کار - اہل دنیا سے نہین چاہی - مولانا محمد بیان کرتے ہین - جو کوتوال کی مسجد مین گوشہ نشین تہے - مینے ایک روز نماز کے اندر آپ کو شاہباز کی طرح اُڑتا ہوا - اور سلام کے بعد بدستور صف مین بیٹہا ہوا پایا - باوجودیکہ نو - نو روز کا علی الاتصال روزہ ہوتا تہا - مگر عبادت گزاری کی طاقت مین کمی نہین آتی تہی - اور تیر اندازی کے بغیر ایک روز بہی نہین گزرتا تہا - چادر اور تہمد کے سوا - دوخت کئے ہوئے لباس کی طرف کبہی ہوس نہین ہوتی تہی - کہانا کہانے مین آپ کا ہاتہہ اپنے سامنے سے آگے نہین بڑہتا تہا - گو دسترخوان پر طرح طرح کے کہانے برابر والون کے سامنے ہوتے تہے - اگر گہر والون مین سے کوئی پوچہتا تہا آپنے آج کیا کہایا - تو جواب پاتا تہا جو کچہہ تم لوگون نے دیدیا ایک روز آپ کی ہمخوابہ نے کہا - وظیفہ بادشاہ سے آپ لیتے نہین ہین - اور جو کچہہ فتوح کے طور پر آتا ہے - وہ تقسیم ہو جاتا ہے - پہر ضرورت کے وقت سوائے تکلیفات کے اور کیا پیش آویگا - آپ نے تبسم کرکے فرمایا - اس وقت مین کیا ضرورت ہے - جواب مین کسی قدر روپیہ کی ضرورت ظاہر کی گئی - ہنوز بات ختم نہین ہونے پائی تہی کہ دستک کی آواز

کان مین آئی ایک خردسال لڑکا دروازہ پر گیا - ایک شخص کھڑا ہوا تہا جس مقدار کی ضرورت ظاہر کی تہی - وہی
مقدار لڑکے کے ہاتہ مین دیکر خود جلدی سے چلا گیا - جب مطلوبہ شے بی بی کے سامنے آئی تو آپنے فرمایا - تونگری
سے درویشی زیادہ نشاط افزا ہے - خدا کی آمرزش کی طرف بازگشت کرنی چاہیئے - جب واپسین سفر کا
وقت نزدیک ہوا - تو کہا کہ مجہ کو ایک جگہہ مقرر کر دیا تہا - لیکن اب کہان جاؤنگا - یہ اطلاع نہین ہے - آٹہہ
روز بعد - کہ چودہوین ماہ رجب کی اور ہجری سنہ نوسو چوراسی تہا - رحلت فرمائی - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ محمد ابن ابی اللطف

آپ - شافعی المذہب - قدس خلیل کے شیخ الاسلام - اور جامع علوم عقلی و نقلی ہین - انوار شافعی پر
ایک مبسوط شرح لکہی ہے شیخ قطب الدین بنواری کہتے ہین - مین نے ایک روز شیخ کے نزدیک درد دل کی
شکایت کی - کہ مین نے ہرچند دعا کی - وظیفہ پڑہے - طومار اور تعویذ لکہے اس امید پر - کہ صاحب ختم نبوت **علیہ السلام**
کو ایک بار خواب مین دیکہون - مگر نصیب نہین ہوا - جواب ملا کہ یہ سعادت اُس جانب کی عنایت سے وابستہ
ہے - نہ اِس جانب کی افسون پردازی سے - **بیت**

اگر دل ہزار دعا خواند و صد نوشتہ بسوخت	چو سرنوشت نباشد وصال دوست چہ سود

پہر مین نے دریافت کیا کہ یا شیخ کیا آپ اس دولت سے مشرف ہوئے ہین - فرمایا - کئی دفعہ - اور
بیان کیا - ایک رات خواب مین مجکو خبر ملی - کہ نورانی شکل پیغمبر **علیہ السلام** نے مسجد اقصی کو اپنے قدمون سے
منور فرمایا ہے - مین دوڑکر حاضر ہوا - تو بیٹہے ہوئے دیکہا - صلوۃ و سلام کا مجکو جواب ملا - فرمایا[۵۱] یا شیخ محمد
طبت قلت الان برؤیتك - جب مین نے حضور کے ہاتہہ کا بوسہ لیا تو حضور نے
دعا کی[۵۲] بارك الله في علمك واولادك اور دوسری دفعہ جو مینے دیکہا - تو حضور نے
شناسا جان کر فرمایا[۵۳] یا شیخ محمد حملني الی هناك فحملته علیه السلام الی تلك الموضع
فقمت بین یدیه فقال سل ماشئت فتاملت لحظة وقلت

[۵۱] شیخ محمد تم خوش ہو؟ مینے عرض کیا - ہان اب جو حضور کا دیدار دیکہ لیا - ۱۲ [۵۲] اللہ تعالی تمہارے علم اور اولاد مین برکت دیوے - ۱۲
[۵۳] اے شیخ محمد ہم کو اُس مقام پر اُٹہا لے چلو - چنانچہ مین آنحضرت صلعم کو اُس مقام پر اُٹہا لیگیا - اور اُن کے سامنے بادب کہڑا ہوا
حضور نے ارشاد فرمایا - تم جو چاہو - دریافت کرو - مینے ایک لحظہ تامل کیا - اور کہا یا رسول اللہ - قیامت کب آویگی - حضور نے
فرمایا میرے نزدیک آؤ - چنانچہ مین حضور کے قریب گیا - آنحضرت علیہ السلام نے اپنا دہن مبارک میرے کان کے قریب کیا - اور کہا جو کچہہ کہ ۱۲

یا رسول اللہ متی تقوم الساعۃ فقال تعالٰی فقربتہ فوضع ثمہ علیہ السلام الی اذنی فقال ما قال آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ قدس خلیل ہین -

مصرع حذا بشر بانی مشتاق دار دو

یاد شیخ ابو النصر طبلاوی مصری

آپ - شافعی المذہب - اور اہل سنت کے دانشمند تھے - آپ کی ذات سے علما کو جمال حاصل تھا - ازل علم کی تمام کیفیت آپ مین پائی جاتی تھی - مہذب الاخلاق - خندہ رو - کشادہ پیشانی تھے - اور نیز دیگر بہت سے آثار بزرگی آپ مین موجود تھے - شیخ قطب الدین نیوازی کہتے ہین - تاریخ ستائیسوین رجب شب معراج کو - مصر کی جامع الازہر مین شمالی حصہ کے اندر جہان آپ کی درگاہ ہے - آیۃ معراج کا بیان - نماز عشا کے بعد سے صبح تک طرح طرح کے معانی - اور عمدہ عمدہ تفسیر کے ساتھ کیا - اور ہر ایک سننے والے کو اُس کی سمجھ کے موافق تعلیم دی - اور بیان مذکور تمام کرنے کا وعدہ دوسرے وقت پر موقوف رکھا - عجب علمی تبحر تھا - آپ کی خوابگاہ مصر مین ہے -

مصرع بمعراج معانی جائے او باد

یاد شیخ علی قدسی

آپ حنفی المذہب تھے - مقدس سے مصر مین جا کر وطن کر لیا تھا - آپ کا درس کتب متداولہ کا بہت رونق پر تھا - علم سیمیا کا قانون بھی جانتے تھے - شیخ محمد ابن ابی اللطف مقدسی نے شیخ قطب الدین نیواری سے روایت کی - میرے بھائی ابو البرکات آپ کے درس مین جایا کرتے تھے - اُس درمیان مین آپ کی کسی قدر سیمیائی نمایش دیکھی تھی - شیخ قطب الدین نے اس قسم کی ایک بات لکھکر شیخ علی کے سامنے پیش کی آپ نے قسم کھائی - اور کہا - جس روز سیمیا کی مذمت میں امام ابو یوسف رح کی ایک روایت میری نظر سے گزری - اُسی روز اوراق نیرنجات آگ مین جلا دے - اور اُس کی یاد بالکل بھول گیا - ورنہ آج اُس کے بتلانے سے کوئی امر مانع نہین ہے -

اس علم کے جاننے والون کو واضح ہو - علم سیمیا دو طرح پر ہوتا ہے - (ایک مجازی ہی) یعنی ایک ممکن کی صورت - دوسرے ممکن کی شکل مین نمایان کی جاوے - اور یہ بات عزیمتون اور افسونون کے ذریعہ سے پیدا ہو جاتی ہے - (دوسرے حقیقی) یعنی ممکنات کی صورت مین ایزدی صفات کا جلوہ دکھایا جاوے - اور یہ بات اشغال - اذکار - اور تصورات کے ذریعہ سے جو علم طریقت کے مبادی ہین - ہاتھ آتی ہے - القصہ عالم جو

جوہر واحد مین جسمانیت آمدہ اعراض سے عبارت ہے ایک سیمیائی صورت ہے اُس شخص کی نظر مین جو اہل بصیرت ہے مصرع نبیش اہل دل نصیبش باد -

یاد شیخ معروف و شیخ عثمان

یہ دونون اصحاب ذوق و وجدان کے خزانہ اور علوم یقینی کے جواہر کی کان تھے - نیز دونون مسیح القلوب کی مان کے چچا اور شیخ طاہر یوسف کے چچا زاد بھائی ہین - ان کی زاد بوم موضع یاتر ہے - لیکن کرشمہ تقدیر ن کو وطن سے نکال لیا - اور ایک مقام سیت پور ملتان اور بھکر کی سرحد پر واقع ہے - اُس سرزمین کے درویشون کی رہنمائی کے واسطے وہان پر ان دونون کو لے گیا - اُس مقام کے باشندون نے ان دونون بزرگ اشخاص کی تشریف آوری کو گنج باد آورد سمجھکر بہت غنیمت جانا - اور نیک اعتقادی کے ساتھ پیش آئے - یہ دونون بزرگ سب چھوٹون بڑون کے پشت پناہ اور مرشد ہوگئے - قاضی قاضن سندھی کے مصاحبون مین سے تھے شیخ طاہر یوسف فرمایا کرتے تھے مین ان دونون صاحبون سے سندہ مین وحدت وجود کی باتین سنا کرتا تھا - اور مرصاد العباد پڑھا کرتا تھا اور نہین سمجھتا تھا - جب تک غوث الاولیا کی ملازمت مین بمقام گجرات نہ پہونچ گیا - دونون بزرگون کی خوابگاہ سیت پور مین ہے - جہان نیازمند اور صاحب ارادت لوگون کی بازگشت ہے -

مصرع سواد باغ رضوان خاک شان باد

یاد شیخ محمد فقیہ تصغیرہ

فقیہ - تعرک مین ایک قصبہ ہے - جو دار الملک یمن مین داخل ہے - صلاحیت - صدق - صفا - بذل اور ضیافت یہ مجمہ صفات حمیدہ آپ کامل درجہ رکھتے تھے - باوجودیکہ تنگی مین دارون سے کبھی جدا نہین ہوتی ہے مگر آپ - ہر روز دوپہر کو اور شام کو طرح طرح کے کھانے کھلواتے تھے - اور ایک معلم کو کچھ حق دیتے تھے - تاکہ وہ لوگون کے لڑکون کو قرآن اور نماز یاد کراوے - دیکھنے والون کو یہ حال دیکھکر حیرت ہوا کرتی تھی - ایک بزرگ نے دریافت کیا - ایسی دستگاہ اس پرانے گانون مین کس طرح حاصل ہوئی - آپ نے فرمایا - ایک ہندی النسل آدمی یہان آپہونچا - اور مجکو علم تکسیر سکھایا - اُس بزرگ نے پوچھا - کونسا اسم - کس شکل مین - اور کس طرح ثبت کرتے ہو بیت

صیاد سیکے مرا بیاموز	دولت بکدام دام گیرند

آپ نے فرمایا - بیت

لیس تکسری مثل ما عرفتہ	بل ھو کسر الاشکال ومحو الاشیاء

[illegible]

مصرع محو باد انام اودر نام حق ؛

یاد شیخ زائر اللہ

آپ شیخ عمر منڈو (مانڈو) والہ کے بیٹے ہین - آپکے دادا کے یہان قالین بننے کی کارگاہ تہی - سلاطین خلجیہ کے زمانہ تہا - کہ منڈو مین آ لے تہے - القصہ شیخ عمر نے بزرگون کا پیشہ ترک کرکے درویشی لباس اختیار کرلیا - بہت کچھ کمالات حاصل کرکے - عالم دنیا سے رحلت فرمائی - شیخ عمر کے فرزند (آپ) نے بہی باپ کے مراسم باپ سے زیادہ ادا کئے - پرہیز - توکل - خوشنودی - کوشش - سپاس - اور راستی یہ صفات آپکے خمیر مین داخل تہین - اسی رفتار سے اپنی عمر اسی سال تک پہونچائی - ماہ رمضان ہجری سنہ نوسو بچاسی مین روزانہ رات کو راتوکی مسجد مین قرآن سننے - اور تراویح پڑہنے کے واسطے جایا کرتے تہے - چونکہ آپ کا گہر دور فاصلہ پر تہا - اسواسطے رات اسی جگہہ بسر کیا کرتے تہے - اور فرمایا کرتے تہے - کہ یہ ہماری آخرین تراویح ہین - اگلے سال ماہ رمضان سے پہلے عید وصال نصیب ہوگئی - خوابگاہ منڈو (مانڈو)

یاد میان میانجی بن داؤد

آپ راقم گلزار کے ماموں ہین - آپکی زادبوم منڈو ہے - آپ کے پدر بزرگوار - سلطان ناصرالدین خلجی کے زمانہ مین نہروالہ سے منڈو مین آئے تہے - جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی - تو باپ عالم دنیا سے کوچ کرگئے - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ بہت سے مشائخ کے مقبول ہوئے - خاص کر کلاہ ارادت سید جلال ابن سید محمد جعفر سے حاصل تہی - جو سید احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین - آپ کی قبر احمد آباد مین ہے - اور خلعت خلافت شیخ نصرالدین ذاکر سے ملا تہا - جن کی خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) مین ہے - ہمیشہ تجارت کے ذریعہ سے قوت حلال کیا کرتے تہے اور ہمسایہ درویشون کو تقسیم کرکے - اُس کو مقبولیت کے درجہ پر پہونچاتے تہے - اسّی سال کی عمر ہوئی - منجملہ اس کے تیس سال سے زیادہ آپ کی تیم تہجد نماز اور سحری تا ازین فروگذاشت نہین ہوئی ہجری سنہ نوسو پچاسی مین خاکی کالبد کا بے اعتبار سرمایہ - منزل گور کے سپرد کرکے - امر ربانی کی لطیف جنس - دارالملک علیین مین پہونچائی - آپ کے دو فرزند ہین - بڑے تاج محمد - اُنہون نے تو عروس دہر کے مہر معجل مین اپنے تئین دیدیا تہا - اور سوداگری اختیار کرلی تہی - بہت کچھ ثروت حاصل ہوئی چہوٹے شیخ حسین - صاحب حال وقال اہل رضا وتسلیم ہین - التونا اور وحدت کی شان آپ کی ذات سے عیان ہے - نیاز وشکستگی - اور بردباری وفروتنی یہ اوصاف سرتاپا آپ مین بہرے ہوئے ہین - باپ کی

دان رہتے ہین - اور مکان کو ظاہری و باطنی چراغ سے روشن رکھتے ہین - خدا کرے - عمر مین ترقی ہو -

یاد شیخ برھان

آپ کی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - ہجری سنہ نو سو بیاسی مین اپنے وطن سے شیخ صدر الدین محمد ذاکر کی ملازمت مین بمقام گوالیار گئے تھے اور واپسی کے وقت شیخ ذاکر کے ہمراہ منڈو مین آئے - تصوف کا طریقہ اور ذکر و شغل کی سند شیخ ذاکر کی تلقین سے حاصل کی تھی - عقلی اور نقلی علوم مین قوت استعداد روان تھی - راقم کی دوستی کے سبب سے کہ یہ مین آپ کا شاگرد ہے - مرشد کی اجازت سے اور شیخ محمود جلال کی مصاحبت کے خیال سے منڈو مین اقامت اختیار کر لی تھی - جب مالک ملک اکبر شاہ - سیر و شکار کے رستہ پر رعایا اور سپاہ کے حالات کو مخفی تلاش کرتا ہوا ہجری سنہ نو سو پچاسی مین بطرف مالوہ آیا - تو قطب الاقطاب خوث الاولیا کے فرزند مخدوم زادہ گرامی دانا - رموز آفرینش شیخ ضیاء اللہ بھی شاہی لشکر مین تھے - شیخ محمود جلال شیخ برہان حافظ صالح - اور فقیر غوثی حسن یہ چار اشخاص مخدوم زادہ کی ملازمت کا ارادہ کرکے منڈو سے دیبالپور کو روانہ ہوئے جہان شاہی خیمے نصب کئے گئے تھے - **القصہ** جب لشکر بادشاہی منڈو آگیا - تو شیخ برہان اور حافظ صالح مخدوم زادہ کے ہمرکاب چلے گئے - راستہ اجمیر پر جا نکلا - وہان شیخ برہان نے جہان صورت کو رخصت کیا رحمۃ اللہ آپ کی خوابگاہ اسی مقام بزرگ مین ہے -

مصرع با ہم آغوش با برہان وحدت جان او

یاد شیخ الوجیہ

آپ خضر کے بیٹے ہین - **قدس سرھما** زاد بوم گجرات اور خوابگاہ آسیر و برہان پور کا قلعہ ہے صاحب توکل اور صاحب ہمت تھے - پسندیدہ اخلاق کے ساتھ آپ کی زندگی گذرتی تھی - جو اصحاب گوناگون موجودات مین وحدت وجود کے ماننے والے اور بے شمار مظاہر مین وحدت مطلق کے دیکھنے والے ہین - اُن اصحاب مین آپ بھی داخل تھے - شیخ فضل اللہ گجراتی کے مرید ہین اور شیخ لغمان آسیری کے ساتھ خویشی کا بھی پیوند تھا - کلام کی بندش مین وحدت پسندون کی طرز پر چلتے تھے - اور غزل ندمائی روش پر رکھتے تھے جیسے پیر تبریزی شیخ مغربی - اور شاہ انوار ہین - آپ کی نظم اکثر درد مندون کے حق مین ختم ملانت رکھتی تھی -

مصرع زیور گوش دل او حلقۂ انصار بار

یادشیخ ناہر بیابانی

آپ کی زادبوم دھار ہے - جو منڈو (مانڈو) سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے - آپ کے بزرگ سہروردی کے ہیں - اس قصبہ میں آکر گوشہ گزین ہو گئے تھے - آپ کی چند کرسیاں اُسی جگہہ ہوئیں - کہتے ہیں - خردسالی میں آپ کو آسی جذبہ ہو گیا تھا - لیکن معینہ فرائض اور نوافل کے آپ کے اوقات محفوظ نہ تھے - بالآخر سترہ سال کی عمر میں آپ وطن سے پیر طریقت کی جستجو میں اجمیر کی طرف روانہ ہوئے - اور وہاں جاکر خواجہ حسین کی خدمت میں پہنچ گئے - جن کے لوگ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی نسل سے تھے یعنی قدس سرہما

ہیں - کی خدمت میں ایک حلقہ کھینچا - اور دکھور (مندسور) میں رہنے کی اجازت حاصل کی - قصبہ لوتاو دسور کے کنارہ ایک بہت بڑا درخت ہے - اُس کا تنہ اندر سے خالی کر کے مکان بنا لیا - درخت کا خشک نہ ہونا - آپ کی کرامت ہے -

القصہ گیارہ برس اسی حجرہ میں خلوت نشین دشمن النفس کے ساتھ لڑائی کرنے میں کھینچ کر فتح حاصل کی سوائے سترہ سال ریاضت ... ستون کی طرح وہاں گزارے - چونتیس سال کی عمر میں حجرہ ... تھا - کہ جہاں فوتی سے دور یا بہ زنجیر باندھے گئے - اور اُسی درخت کے تحت میں خوابگاہ اختیار کی - ہجری سنہ اکہتر چودہ کے ختم پر شیخ ابوالخیر مبارک بارک اللہ فی علمہٖ وعملہٖ مالک اقلیم خداوندان نورالدین جہانگیر شاہ ابن اکبر شاہ کے حکم سے سلطان بدخشان میرزا شاہرخ کے پاس مالوہ میں آئے تھے - تاکہ میرزا شاہرخ کو حسب الارشاد چیتور کے قلعہ کی طرف روانہ کریں اور بنا کر بھیجا دیں - جب لشکر تیار ہو کر دسور میں پہونچا - تو ایک روز شیخ نے بیابانی کی قبر پر بھی جاکر زیارت کی تھی - اور درخت کے مکان میں بھی گئے تھے شیخ کے فرمانے سے اُس مکان کو اندر سے اور باہر سے پیمائش کیا - تو باہر سے تنہ کا دور شرعی چونتیس گز اور اندر سے اس مقدار کا نصف ہوا - بیس آدمی اس کے اندر بآسانی بیٹھ سکتے تھے -

یادشیخ فتح اللہ راج گڈھی

آپ - یگانہ وقت شیخ نظام امیٹھی کے مرید ہیں - جب سماع میں آپ گرم ہو جاتے تھے تو حیرت اس قدر غالب ہوتی تھی - کہ زمین پر گر پڑتے تھے - یہاں تک کہ ہاتھ پاؤں مارنے کی بھی طاقت نہیں رہتی تھی - ایک بار راج گڈھ سے سیر کے واسطے فتح پور کو آئے تھے - جو آگرہ سے بارہ کوس فاصلہ پر ہے اور انہیں ایام میں قاضی ابراہیم بھی بنواری سے وہاں جا پہونچے - اور آپ کے دیدار کے واسطے بھی

- اندر گھسنے سے پہلے ہی گانے والون کو شیخ نے گانے سے روک دیا - خود زرنگار جامہ پہنا جس پر بہت سا عطر
کا تہا - اور کہا - اے جمال شریعت اپنی خواہشین چھوڑ دینا - اور تجہہ نہ مشیت آلہی مین رہنا یہ بندگی سے کبھی
مردانہ لباس سے آراستہ کرکے عزت کے صدر مقام پر بٹہاتا ہے - اور کبھی پرانے پاؤن کی میلی کچیلی - بے آستین
پیہان کی کفنی - گردن مین ڈال کر خاک ذلت پر بٹہاتا ہے - ہم تماشائی ہونے اور حیرت کرنے کے سوا کیا فائدہ
اُٹہا سکتے ہین - اس کے بعد آیۃ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ[1] پڑہی - اور آنکھون سے آنسو نکالے - اسی
دفعہ آپ شیخ عبد النبی صدر کی ملاقات کے واسطے بہی گئے تہے شیخ عبد النبی درس حدیث مین مشغول تہے
آپ کی طرف متوجہ نہین ہوئے - فارغ ہونے کے بعد فرمایا - درس نے رسم تواضع سے مجکو باز رکہا - آپ نے
جواب دیا - کہ درویش صحبت رسم سے باعتبار حالات چہوٹا ہے تحیت وعزت کی طرف سے بس مہربانی ہی کافی ہے -
اور یہ حدیث پڑہی - من لم یرحم صغیرنا[2] صدر الصدور یہ سنکر خوش ہوئے - اور دعا کی -

مصرع خدا اے مہربانش مہربان باد

یاد شیخ موسیٰ

آپ باشندہ اُبہین مین شیخ چندن منہسوری کے مرید اور بڑے خلیفہ ہین - ریاضت - تن گدازی -
اور نفس کے ساتھہ لڑائی کرنے مین - تمام اہل زمانہ مین فرد تہے - کم کہاتے کہاتے یہ حال ہو گیا تہا - کہ آپ کے بدن
کا پوست رگون اور ہڈیون کے شمار کرنے اور دیکہنے سے پردہ داری نہین کرتا تہا - سانس لیتے وقت آپ کی پسلیون
کی ہڈیان - دو چہریون کی رگڑ کی طرح آواز دیتی تہین - جس سال دار السلطنتہ آگرہ سے مالک اقلیم اکبر بادشاہ نے مالوہ
کو کوچ فرمایا تہا - اور دیپالپور سے ہی واپسی ہو گئی - اُس وقت مین خدا شناسان لشکر کی ملاقات کا خیال آپ کو
سیر و سیاحت مین کہینچ لایا - شیخ ضیاء اللہ غوثی - قاضی صدر الدین لاہوری - قاضی جلال الدین - اور
صدر الصدور شیخ عبد النبی اِن اصحاب کی ملاقات سے نشاط خاطر حاصل ہوا - صدر الصدور نے آپ کو
متوکل اور مستحق سمجہکر - ایک مناسب وظیفہ مقرر کیا - لیکن آپنے اُسکو عذر کرکے قبول نہین فرمایا - اور واپسین
نفس تک کہ ہجری سنہ نو سو چہیاسی تہا - زمانہ زندگی - مولی کے کام مین گزارا - بیت

---

[1] اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے - اُسکی بابت وہ پوچہا نہین جاسکتا ہے ۱۲

[2] یہ اختصار حدیث ہے - پوری حدیث یہ ہے - من لم یرحم صغیرنا - ولم یوقر کبیرنا - فلیس منا - ترجمہ جس شخص نے
ہمارے چہوٹون پر رحم نہین کیا اور ہمارے بڑون کا وقار نہین کیا - وہ ہم مین سے نہین ہے ۱۲ -

رست با محبوب زان سان نسبت مولائیمن	رسے ارنی گر بگوید - لن ترانی بشنود	

یاد شیخ ولی محمد

آپ شیخ شکر محمد عارف کے ماموں تہے - زاد بوم قلعہ چانپانیر تہا - جو سابق فرمان روایان گجرات کا دارالخلافہ ہے - وحدت وجود کا جوش بہت کچھہ تہا جس کے سبب سے آپ کائنات کے تمام ذرون مین - ذات کا مشاہدہ - صفات کے نقاب مین کیا کرتے تہے - آپ کے اولین پیر طریقت شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ مین بعد مین آپنے قطب الاولیا شیخ محمد غوث قدس اسرارہم کی خدمت سے ظاہری و باطنی کمالات کا حصہ لیا تھا ہجری سنہ نوسو بیاسی تہا - کہ احمد آباد سے برہان پور مین آئے - کم و بیش پانچ برس اجل نے لوگون کی رہنمائی کی فرصت دی - پہر ہجری سنہ ستاسی مین فرمان طلب صادر ہوا - نہایت تازگی چہرہ کے ساتہہ قبول فرماکر حضور قرب کو روانہ ہوگئے - سید حسین قدس سرہ کی نزہۃ الارواح پر آپنے ایک شرح لکہی ہے جس مین متن کی تمام عبارتون کو توجیہ اور تاویل کے ذریعہ سے وحدت وجود کی طرف پہیر دیا ہے - شرح نہایت دقیق لکہی ہے - حقیقت دان عالم کی نگاہ نہایت غور اور خوض کے ساتہہ اس کے مقاصد کی تہ کو شاید دور سے پہونچیگی - شیخ شکر محمد عارف کہتے ہین - آپنے ایک دفعہ رات کو مجہے اپنے مجازی معشوق کے بلانے کے لیے بہیجا - اُس نے آنے سے انکار کیا - مینے واپس آکر خدمت مین اطلاع کی - آپ رو پڑے - مین اپنی دستار کے کونہ سے آپ کے رخسار پر جو آنسو بہ رہے تہے - پونچہنے لگا - یکایک میری نظر جو گوشہ دستار پر جا پڑی - تو کیا دیکہتا ہون - سب جگہہ خون کے داغ لگے ہوے ہین - شیخ ابراہیم قاری جو غوث الاولیا کے امام تہے - کہتے ہین - آپ کے بارہ مین مجکو کمال حیرت تہی - کہ مظاہر جمیلہ کے ساتہہ اس قدر تعلق خاطر ہوتے ہوے - آپ کا ایک مستحب بہی ضائع نہین ہوتا تہا - مصرع ہمیشہ حفظ ایزد روز بیش باد -

یاد شیخ حمید اللہ

جو شخص بہ زمانہ خرد سالی مکتب مین - بہ زمانہ جوانی مدرسہ مین - اور بہ زمانہ پیری خانقاہ مین عمر گزاری کرکے مالک ہر دو جہان ہوگیا - وہ غوث الاولیا کے خلیفہ ہین - جن کے باپ کا نام اللہ ہے - جن ایام مین علماے احمد آباد نے غوث الاولیا کی وجدانی باتون پر زبان اعتراض کہول رکہی تہی - تو آپنے اللہ شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی سے - جو حضرت غوث کے رو برو منقول اور معقول کی جو بابت دیکہیا ہر [illegible] نفسیان روکی تہین - آپ کی زاد بوم گجرات ہے - لیکن تقدیری کرشمہ گجرات سے آپ کو یہان [illegible]

کھینچ لایا - حاکم برہان پور نے آپ کو عزت و توقیر کے ساتھ لیکر ضروریات کے بہم پہونچانے مین بہت عجلت کی - آپ کی عمر اسّی سے متجاوز ہو گئی تھی - بے سہارہ عصا کے آپ چلتے پھرتے تھے - مسیح القلوب کہتے ہین - ایک عرس مین اپنے پیر کے ہمراہ مین شیخ حمید کی ملازمت مین گیا تھا - مجلس سماع ختم ہونے کے بعد رخصت کے وقت میرے پیر نے شیخ کے قدمون پر سر رکھکر بہت کچھ عجز و نیاز کا اظہار کیا - مریدان ہمراہ نے بھی پیر کی پیروی کی - مگر عرض کیا - کہ اتنی زیادہ تواضع کا کیا سبب ہے - پیر نے فرمایا - ایسا درویش جس نے طفولیت سے لیکر زمانہ پیری تک حقیقی محبوب کے خیال مین دل - اور اُس کی یاد مین زبان مصروف رکھی ہو - اور اُس کے سوا کسی کے طرف متوجہ نہ ہوا ہو - آپ کی مانند نایاب ہے - جواب سننے والون کو بڑا وجد ہوا - اور رقت پیدا ہوئی - آپ کی خوابگاہ - اسی اسلامی شہر مین ہے - مصرع عاقبۃ محمود باد شس بود چون اول حمید -

یاد شیخ جمال ابن شیخ الاسلام

آپ کی زاد بوم چندیری ہے - باپ کے ہمراہ رائسین سے اُجین آئے تھے - تصوف کے فارسی رسالون کا درس محققانہ دیتے تھے بالخصوص سید حسین کی نزہۃ الارواح پر شرحین اور تازہ تازہ تاویلات سے بہت کچھ لطیفے - اور رموز بیان کیا کرتے تھے - آپ کا باطن گوناگون الٰہی معرفتون سے آراستہ - اور ظاہر بالکلیہ دنیاوی کاروبار سے معطل تھا - یہان تک کہ سوئی کے اندر تاگا - بدون کسی بتانے والے کے آپ کے ہاتھ سے پڑ نہین سکتا تھا - سائل آپ کے سامنے سے خالی ہاتھ نہین پھرتا تھا - اور مہمانون کے ساتھ دوستی کرنے مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی عادت کام مین لاتے تھے - ایک روز گھر کی خادمہ کچھ کھانا آپ کے پاس لائی - آپنے بھول سے چند لقمہ کھائے - خوش مزہ کھانا تنہا کھایا - اس خیال نے آپ کے دل پر اثر پیدا کیا - ناچار باقی ماندہ کھانا - ہاتھ پر رکھکر - باہر آئے - اور باہر والون سے کہا - اس کھانے مین ایسی لذت معلوم ہوئی ہے - کہ قیامت کے روز اس کی شکر گزاری یا عذر سوائے اسکے خیال مین نہین آتا ہے - کہ یہ کھانا آپ لوگون کے ساتھ کھایا جاوے - **بیت**

مرا مگو کہ حرام از حلال نشناسم	شراب با تو حلال ست و آب بے تو حرام

شیخ تقی الدین محمد - آپ کی بہن کے بیٹے تھے - کہتے تھے - کہ ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین شہنشاہ زمان کی طرف سے شیخ منور صدر مالوہ تھے - ان کی خواہش پر اور نیزان کی رفاقت مین شیخ جمال منڈہ (مانڈو) کی سیر کے واسطے گئے تھے - وہان پر ایک روز صبح کے وقت آپنے فرمایا - تقی - انسان کو بیمار کی طرح صحت کا عاشق نہین

جاہیئے - تاکہ واپسین نفس کے وقت تار و اعلاج اور کام مین لائی ہوئی تلخ دوا - بیمار کے حق مین زہر ہلا
س کا حکم نہ رکھے - بلکہ تسلیم کی عادت اچھی ہے - کہ ایزدی ثنا اور دعا کو توشہ اور تعویذ جانے اور کسی
نج کو صحت کی دست آویز نہ سمجھے - اِس نصیحت کے ذریعہ سے آپنے اپنے جلد جانے کی خبر دی - اور
یہ طریقہ بھی بتلایا - کہ بیمارداری کس طرح کی جاوے -

نیز شیخ تقی الدین محمد کہتے تھے - کہ جب آپ منڈو سے پر اُجین مین آئے - تو غرہ رمضان کی صبح کو
نقاہ کے صحن مین سر زانو پر رکھے ہوئے - عالم استغراق مین تھے - میرے پانون کی آہٹ پاکر آگاہ ہوئے
یا - تم کون ہو - مینے عرض کیا - آپ کا فرزند تقی ارشاد فرمایا - بابا تقی - اس کہنے مین بھی میری جانشینی کی
ف اشارہ کیا - اس کے بعد وہان سے اٹھ کھڑے ہوئے - اور ایک پتھر کا پاٹ پڑا ہوا تھا - وہ مجکو دکھایا
س پتھر کا نصف حصہ بیشتر چھوٹے بھائی عبد القادر کی قبر کی لوح ہو چکا ہے - یہ دوسرا نصف حصہ منتظر ہے
ار جمال کی لوح بنے - اور قبر کی جگہہ بھی تجویز کی - اُس جگہہ انار کا ایک درخت تھا - اس کے سینچنے
ن اہتمام فرمایا - اور اُسی روز مزاج مین دوسرا رنگ ہو گیا - شیخ منور صدر نے قرزدہ سمجھکر پیغام دیا - مینے
ے خواب دیکھا ہے - کہ شیخ کا مزاج بہت جلد مائل بہ تن درستی ہو جاوے گا - آپنے سنا متعجب ہوے -
فرمایا - بیشک - صدر کی خبر درگاہ کی ہے - اور درویش کی بات بازاری ہے - یہ بھی فرمایا - زیادہ تر تعجب
یہ بات ہے - کہ صوفی - آخری سفر کے وقت کو نہ پہچانے - اور اس سے بھی زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے
اگاہ ہو جاوے - اور خوشحالی کے ساتھ آمادہ نہ ہو - اور اس کو وصال نہ سمجھے - تاریخ ستائیسوین رمضان
بح کو ہجری سنہ نوسو ستاسی مین یہ مصرع پڑھا مصرع پردہ بردار - کہ من عارض زیبا نگرم + اور فرمایا - کہ دوسرے
صرع کی گنجایش کیونکر ہو سکتی ہے - کہ وقت مین ہی گنجایش باقی نہین رہی جلدی سے دوسرا مصرع بھی پڑھا -
مصرع ورنہ از راہ جگر پردۂ عالم بدرم + حسرت کا ہاتھ زمین پر دے پٹکا - اور آنکھ جہان سے بند کر لی -

مصرع گوارا باد جام وصل اورا -

یاد شیخ اولیا

آپ شیخ سراج کے بیٹے ہین - دنیا سے محبت - آپ کی عادت تھی - مالی فربھی کو ورم سمجھتے تھے - اور
سخاوت کے سبب سے مال و منال کو لاغر رکھتے تھے - اور جو شے ہاتھ پڑ جاتی تھی - وہ حاجتمندون کو دیدیا کرتے
تھے - گردش زمانہ آپ کو کالپی سے اُجین مین لے آئی - خاندان اور فرزند پیدا ہو گئے - ستر سال کی عمر مین

سفر حجاز کی توفیق ہوئی - اور آسودگانِ خاک مکہ کے ساتھ ہم خواب ہوئے - آپ نے تین لڑکے چھوڑے - شیخ قطب الدین
شیخ مودود - اور شیخ نظام - درمیانی صاحبزادہ کو ظاہری فضیلت اور معنوی سعادت حاصل ہے
حاجی الحرمین ہیں - شیخ علی متقی کے خلیفہ شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں التزام کرکے - حدیث کی تصحیح کی -
اور تلقین پائی - خدا کرے عمر دراز ہو - مصرع باد اشمار وصف گرامی بنام او -

یاد شیخ احمد ابن شیخ جلال جانپانیری

آپ شیخ محمود کے بڑے بھائی - اور شیخ صدرالدین ذاکر کے مرید ہیں - کلام ربانی مسلسل مع معانی حفظ تھا
جب آپ تلاوت کیا کرتے تھے - تو سننے والوں کو ہوش نہیں رہتا تھا - اور مستانہ سماع کرنے لگتے تھے - آپکے
چھوٹے بھائی (شیخ محمود) منڈو (مانڈو) میں تھے - اتفاقاً دونوں طرف شوق دیدار کا ہجوم ہوا - اور دونوں طرف
طاقتِ ضبط نہیں رہی - ایکبارگی منڈوی بھائی بعزم گجرات اور گجراتی بھائی بارادہ منڈو سفر کو نکل کھڑے ہوئے
چونکہ آنے والے اور جانے والے کا راستہ جداگانہ واقع ہوا - اس وجہ سے اس جگہ والا اُس جگہ جا پہونچے - اور
اُس جگہ والا اِس جگہ آ پہونچے - کمال منت اور خدمت کرکے گجراتی بھائی کو جلدی لوٹ جانے سے ایک مہینے
تک باز رکھا غوثی اس لطیفہ کو اپنی ازلی سعادت کا کرشمہ جانو - اور سمجھو - کہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے
تمہارا خالی رہنا پسند نہیں کیا - ایک کو یہاں سے روانہ کردیا - تو دوسرے کو یہاں بھیج دیا - تاکہ کمالات کی تحصیل
میں تم بیکار نہ رہو - القصہ ایک ہلالی دور کے بعد محمود العاقبۃ گجرات سے لوٹ کر آئے - اور دونوں بھائیوں
نے ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر - بڑی شکر ادا کیا - چند روز بعد شیخ احمد کو اسہال کی بیماری ہوئی - حتیٰ کہ
زیست کی اُمید کو موت کا ڈر پامال کئے دیتا تھا - اس اثنا میں شیخ شمس الدین زندہ دل شیرازی گوالیار سے
مراجعت کرکے منڈو میں آ پہونچے - یہ شیخ شمس الدین غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہیں - اور بیجاپور دکن
میں مکان بنالیا ہے ان کے قدوم کی برکت سے بیمار کو کسی قدر افاقہ ہوا شیخ شمس الدین نے فرمایا - محمود -
اب بھائی احمد کو اُن کے فرزندوں میں پہونچا دینا چاہیئے - میں بھی اپنی راہ مقصد چھوڑکر ان کا راہبر - اور تمہارے
سفر کا رفیق ہوں - چونکہ امسال میں نے غوث الاولیا کے باطن سے اجازت لے لی ہے - کہ آپ نے اور جانے سے
مجکو پیری باز رکھتی ہے - یہ زیارت - درویش کی آخرین زیارت ہے - اور بہت روز ہوئے ہیں کہ بھائی شیخ
صدرالدین ذاکر سے نہیں ملا ہوں - اور شیخ وجیہ الدین علوی کو بھی نہیں دیکھا ہے - عمر پوری ہونے کو آئی -
لہٰذا اس بہانہ سے گجرات جانا چاہتا ہوں - تاکہ ہم ایک دوسرے کو باہم وداع کرلیں - تینوں عزیز بالاتفاق لاہم

رات ہوئے۔ لیکن شیخ احمد کو کامل تندرستی کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ دو سال کے اندر کسی قدر بیماری
سم مین باقی رہ ہی گئی۔ یہانتک کہ آپ موت کی خطرناک منزل سے۔ دائمی زندگی کے ایمن آباد شہر کو ہجری
سنہ نوسو اٹہاسی ہین روانہ ہو گئے۔ خوابگاہ برودرہ (بڑودہ)

یاد شیخ زکریا

آپ شیخ عبدالرزاق جہنہانوی کے مرید ہین۔ نورانی باطن۔ اور روحانی شکل تھی۔ ہجری سنہ نوسو چوالی
ن دہلی سے صوبہ مالوہ کا عزم کر کے چلے۔ جب قصبہ دہار مین ورود ہوا۔ تو یہان کی ہوا کی لطافت۔ لوگون
ملنساری۔ اور عارف وقت شیخ معروف سعد اللہ کی صحبت آپ کی دامنگیر ہوئی۔ شیخ صدر جہان کہتے ہین
ب آغاز سلوک مین مجکو صرف ایک کرشمہ دکہا کر فیض کا دروازہ بند کر لیا۔ تو مجکو ایک عجب انقباض پیدا
لیا۔ جس کے بعد انبساط کی کوئی صورت تہی ہی نہین۔ **المقصہ** جمعہ کے روز جامع مسجد مین آپ کی ملازمت
حاضر ہوا۔ آپنے میری فردلبستگی معلوم کر لی۔ ازراہ مہربانی۔ انقباض طبیعت مین کسی قدر کشایش فرمائی۔ اور
غمگین نہین ہونا چاہئے۔ کیونکہ معشوقی مذہب کا ڈہنگ اِس طرح پر ہے۔ کہ اولاً ایک جہلک دکہا کر کسی
ملا کو مزہ چکہا دیتے ہین۔ اور پہر بے نیازی کر کے اُس کے سینہ مین شوق کی پرورش کرتے ہین۔ اس وقت
عاشق زبان حال سے یہ گاتا ہے **بیت**۔

بیک کرشمہ دلم راشکار خود کردی	اکنون کنارہ گرفتی چہ کار خود کردی

آپ کی اس ہنان روانی اور دل رہی پر مین سلوک سے باز نہین رہا۔ اور پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا۔ کہتے ہین
م عمر مجرد رہے۔ البتہ پیری کے زمانہ مین ایک مرید نے ایک کنیز پیش کی تہی۔ اُس کو چند روز خدمت مین رکہا تہا
ری سنہ نوسو اٹہاسی ہین آپ بہشت نشینون کے ہم نشین ہوئے۔ خوابگاہ دہار ہے مولانا غیاث کی تربت
ے پہلو مین۔ **مصرع** بہشت جاودان ماوائے اوباد۔

یاد شیخ صدرالدین ذاکر

آپ شیخ شمس کے بیٹے ہین۔ اور نام محمد ہے۔ زادبوم چانپانیر۔ اور خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) آپ کے
ے کرام سوداگری کے ذریعے گزر اوقات کیا کرتے تہے۔ پچیس سال کی عمر تہی۔ کہ آپ کو ترک و تجرید کی
یق ہوئی۔ ہجری سنہ نوسو باون تہا۔ کہ قطب الاقطاب غوث الاولیا کی خدمت مین پہنچکر مرید ہو کے
ہمیشہ ملازمت مین رہنا اختیار کیا۔ جب آپ کے پیر بزرگوار نے گجرات سے گوالیار کو معاودت فرمائی

آپ ہمراہ گئے - اور وہان پر جو اہر غمسہ کو تمام و کمال عمل مین لاے - نفس کے ساتھہ جنگ کر کے - تقویٰ کو
الائی مین غلبہ دیا - اور نفس نا فرجام کو ہموار اور فرمان بردار بنایا - بعدہٗ خلافت کا خرقہ - اور تمام مشہور سلسلون
جازت نامہ حاصل کر کے اپنے وطن مین رہنے کی اجازت لی - علیٰ ہذا القیاس تین دفعہ گجرات سے گوالیٔر
گئے اور آئے - ایک بار پیر کی حیات مین اور دو بار پیر کی رحلت کے بعد **قدس سرہٗ** ہر دفعہ کی بازگشت
ن منڈو (مانڈو) پر ہو کر گزر ہوا کرتا تھا - پچھلی مرتبہ کم و بیش ایک سال رہکر چلے کھینچے تھے - اور بہت سے
صاحب استعداد منڈو والون کو اپنی بیعت اور تلقین کے حلقہ مین لا کر عرفانی اور وجدانی کمالات کو
پہنچایا تھا منجملہ اُن کے شیخ امان اللہ ابن شیخ کمال الدین کا پیوی ہین - جو پرہیزگاران جہان کے سرگروہ تھے - نیز شیخ
عثمان ابن لادن قریشی - نیز سر دفتر مستو کلان زمانہ شیخ کمنہ مجرد - جو بہت مدت تک شاہ میان جی مجذوب کے روضہ
ن حجرہ کے اندر رہے نیز شیخ جمال ابن شیخ بہکماری - اور راقم گلزار کی عمر بہی اُس وقت مین پندرہ سال تہی - مینے
پ کی ملازمت مین اہل زمانہ کے اسباب متعارفہ سے ہاتھہ دہو کر بالکل بیکارون کا سا طریقہ اختیار کر لیا تھا جب
پ اپنے وطن کو تشریف لے گئے - تو خلفا مین سے شیخ محمود ابن جلال کو یہان والون کی پرورش اور رہنمائی
کے واسطے قیام کی اجازت ہوئی - شیخ محمود سلوک اور تصوف کی منزلین طے کرنے مین یگانہ روزگار رہتے - تمام
گجرات آپ کے خلفا اور مریدون سے بہرا ہوا ہے - چند اشخاص کے حالات یادداشت مین لکھون گا - جو
صحیح صحیح معلوم ہوئے ہین - **انشاء اللہ العزیز** -

القصہ آپ کی نظر مین کیمیائی اثر - اور بات مین مقبولیت کی تاثیر تہی - آپ کا باطن شوق اور درد سے
لبریز اور ظاہر اتقا اور پرستش سے آراستہ تہا - آپ کے کرنے کے کام اتنے زیادہ تہے کہ رات دن مین بیکار ایک
سانس بہی نہین گزرتا تہا آپ کی ریاضت داخل سلسلہ ہونے کے اولین روز سے واپسین نفس تک دم بدم
زیادہ ہی ہوتی جاتی تہی - وجدان آپ کا جس قدر زیادہ ہوا - اُسی قدر خاموشی بڑہتی چلی گئی - **غوثی** خاموش ہو
آپ کی تعریف انجام پذیر نہین ہے - آگے چلو - تاکہ بات ختم ہو - بالآخر جانپانیر کے ویران ہونے کے بعد آپ نے
شہر اور خانقاہ - بڑودرہ (بڑودہ) مین بنالی - جو جانپانیر سے تین منزل دور ہے - آپ بہت سے ارباب بصیرت
کے پیشوا ہوئے ہین - ہجری سنہ نوسو نواسی مین حقیقی وصال کی تماشاگاہ کو رخصت ہو گئے -

مصرع درجہان بے او ندارد صدر شیخی رونقے -

یاد شیخ چاون ابن عمر چشتی

آپ کی زادبوم اجمیر ہے - ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو پچاس مین اپنے وطن سے مالوہ کی سیر کے واسطے آئے
تہے - چندروز قصبہ نعلچہ مین قلعہ منڈو (مانڈو) کے نیچے بسراوقات کی - پہر منڈو کی بڑی جامع مسجد مین جو ایک طاق
ہے - اُس مین سکونت اختیار کرلی تہی - ایک ٹوکرہ بہر ریتی زمین پر بیلا سے رکہا کرتے تہے - اسی پر دن مین بیٹہتے
تہے - اور اسی پر رات مین سویا کرتے تہے - ایک پرانی کملی پیوندون سے بہری ہوئی ہمراہ رکہا کرتے تہے - موسم سرما
کے سوا اُس کو کبہی نہین اوڑہتے تہے - نہ کسی کے گہر جایا کرتے تہے - نہ کسی سے کچھ مانگا کرتے تہے - اسی طریقہ
پر تقریباً بیس سال اُس جگہ توکل مین زندگانی گزاری - ہجری سنہ نوسو اڑسٹہہ مین جب کہ صوبہ مالوہ بازبہادر پسر
سجاول خان افغان کے قبضہ سے نکل کر زبدۂ اقلیم اکبر شاہ کے قبضہ مین آیا - اور وہ بدنصیب کوہستان
بنگالہ مین بہاگ کر جا چہپا - تو بخشیان صوبہ نے سرکار منڈو کو پیر محمد خان کے نام سے جاگیر مین دیدیا - اور اُس
کے متعلق تین ہزار سوار کی تنخواہ کردی - اس کے دوسرے سال صاحب جاگیر شیخ کی خدمت مین حاضر
ہوا اور یہ کہ ملک خاندیس - ساتوین صدی کے وسط سے فاروقی طبقہ کے قبضہ مین ہے - اس کی فتح کے
ارادہ کے متعلق کچھ گزارش حال کیا - آپ نے اجازت نہین دی - بلکہ فسخ ارادہ کے لئے اشارہ فرمایا - اُس نے
گوش قبول سے نہین سنا - اور لشکرکشی کا اہتمام کیا - خلاصہ کلام یہ کہ شکست کہا کر لوٹا - خاندیس کی فوج نے تعاقب
کنان اس طرح آلملایا - کہ اتنی گنجایش اور فرصت بہی نہین رہی - کہ کشتی کو ملاح لوگ اُس کنارہ سے اس کنارے
پے آوین ناچار گہوڑا دریاے نربدا مین ڈال دیا - پانی ڈباؤ تہا - بہت سے سوارون کے ساتہ ڈوب گیا[۱]

فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ -

مذکورہ بالا خرق عادت دیکہنے کے بعد - اکبر شاہی اولیاے دولت - جو ملک مالوہ مین جاگیردار ہوے
آپ کے ساتہ نہایت نیک اعتقادی سے پیش آتے تہے اور آپ کی باتون سے انجام حالات کا تفاول کیا کرتے
تہے - ہجری سنہ نوسو نوسی تہا - کہ آپ نے دریدہ اور بوسیدہ ناسوتی چادر جس کو کون و مکان کے نساجون نے
[۲] خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ کے عنصری تانے بانے سے بناتہا جان کے کاندہے پر سے اُتار دی - اور
بجاے اسکے بیش بہا لاہوتی چادر جس کو اسما و صفات کے ریشم بافون نے [۳] فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ

---

[۱] - پیر دریا کا جیسا کچھ (ریلا) اُن پر آیا سو آیا ۱۲ [۲] وہ پیدا کیا گیا ہے پانی (یعنی قطرۂ منی) سے جو اُچہل کر نکلتا ہے ۱۲ [۳] جب
اُن کا پروردگار پہاڑ پر جلوہ فرما ہوا ۱۲ -

کی تجلیات کے زرین تارون سے بُنا ہے۔ بغل مین داب لی۔ اور حضور وحدت کو روانہ ہو گئے۔ سلطان ہوشنگ غوری کے گنبد کے باہر جو صحن ہے۔ اس مین آپ کی قبر تیار ہوئی مصرع سیر گاہش گلشن دیدار باد۔

یاد مولانا روح الدین

آپ کی زاد بوم لار۔ اور خوابگاہ برہان پور خاندیس ہے۔ مولانا عماد طاری کی بہن کے بیٹے ہین۔ لار سے براہ ہرمز آئے۔ اور دکن کے بندرون مین سے کسی ایک بندر مین ظہور فرمایا۔ احمد نگر کا فرمان روا برہان نظام الملک تھا۔ اُس نے شائستگی کے ساتھ آپ کو نہین لیا۔ لہذا آپنے وہان سے برہان پور کا عزم کیا۔ یہان کے سپہ سالار نے نہایت دل توجہ سے آپ کی آؤ بھگت کی۔ اولاً آپ کے واسطے گھر اور مدرسہ قرار دیا۔ پھر چند روز بعد حاکم صوبہ نے کمال آرزو۔ اور عاجزی کے ساتھ آپ کو اپنے علاقہ کا قاضی القضاۃ بنایا۔ آپ کئی برس تک عقلی و نقلی علوم کا درس دیتے رہے۔ بہت سے لوگون نے آپ کی ملازمت سے فضیلتین حاصل کین۔

مصرع اوج روحش ذروۂ اعلیٰ بدان

یاد شیخ حسن محمد

آپ شیخ صدرالدین محمد ذاکر کی بہن کے بیٹے ہین۔ زاد بوم اور خوابگاہ دونون جانپانیر مین ہین۔ توکل اور تسلیم نے آپ کے باطن مین گھر بنالیا تھا۔ گدڑی اور پیراہن کو اپنی درویشی کا نشان نہین سمجھا۔ آپ قبا وغیرہ لباس پہنا کرتے تھے۔ جس سے فقر کا چہرہ چھپ جاتا تھا۔ احوال کے چھپانے مین آپ اس قدر کوشش کرتے تھے کہ برسون تک دوستانہ محرم کو آپ کی تہی دستی اور فاقہ کشی پر اطلاع نہین ہوتی تھی۔ جب آپ کے قطع اسباب کی حقیقت ظاہر ہو گئی تو ایک روز آپ کے مامون نے آپ سے کہا۔ کہ ظاہری اسباب کو ہاتھ لگانا۔ کچھ حقیقی توکل کے منافی نہین ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اسباب متعارفہ سے جو توسل قطع کیا گیا ہے۔ یہ توکل کی راہ سے نہین ہے۔ بلکہ ہمت کے سامنے دنیا اور مافیہا کی حیثیت دوربین نظر مین ایک رائی کے دانہ سے بھی کم معلوم ہوتی ہے۔ اور بے شمار شرکا اس مین دل الجھا کر تلاش مین پڑے ہوئے ہین۔ ناچار غیرت اور شرم نے مجھکو اس بات پر مجبور کیا کہ اپنے تئین چند فرمان برداران ہوس کا شریک نہ بناؤن۔ اور ممتاز حیثیت سے زندگی بسر کرون بیت

بالشکرے شریک شدن ہمت خسردلی	در خورد کہ نیستی ہمتیش یکے ست

مصرع دوستان را باد روزی شمۂ از ہمتش

یاد مولانا عبد الخلیل جونپوری

آپ عزیز الحق کے خلیفہ ہیں۔ صاحب فضیلت اہل کمال۔ ریاضت شعار۔ اور با عرفان تھے۔ کتب متداولہ کا محققانہ درس دیا کرتے تھے۔ اکثر گرسنگی کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب وجد ہوتا تھا۔ یا رقت ہوتی تھی تو فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ میرے اوپر علمیہ مسائل کی صورت میں تجلی فرماتا ہے۔ ہجری سنہ نو سو نواسی میں حجاز کے مبارک سفر کا عزم کیا تھا۔ ناگاہ آپ کے پیر کی خانقاہ میں بے باک بدمعاشوں کی ایک جماعت گھس آئی اور آپ کو شہید کر دیا۔ اسی جگہ قبر بنائی گئی۔ مصرع

شہید خنجر تسلیم عمر جاوداں دارد

یاد شیخ حسن پور شیخ عبد اللہ قریشی

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونوں کالپی میں ہیں۔ شیخ برہان الانصاری کے مرید ہیں فارسی شعر کا مذاق اور نظم کا رنگ قاریانہ تھا۔ رسمی علوم سنجیدگی کے ساتھ تحصیل کئے تھے۔ گروہ وحدت کی اصطلاح پر عاقلانہ گفت و گو کیا کرتے تھے۔ اور رسا کرتے تھے۔ سماع کی مجلس میں کم ترجایا کرتے تھے۔ اور جو بلا استقبالیہ ہوتی تھی اُس میں ہمیشہ جایا کرتے تھے۔ ملک الشعراء شیخ ابو الفیض فیضی فیاضی نے آپ کی رحلت کا سال کلمہ فضائل پناہی سے نکالا ہے۔ جو ہجری سنہ نو سو نواسی ہے مصرع باد انزول او بمقام محمدان ؟

یاد راجی سید مصطفیٰ

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید مبارک ابن سید محمود ابن سید نور ابن سید حامد شاہ ہے۔ اور سید حامد شاہ شیخ حسام الدین مانک پوری کے بڑے خلیفہ تھے۔ آپ کے درویشانہ اخلاق اور صوفیانہ اطوار تھے۔ آپ کی طبیعت۔ ناموافق چیزوں کی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ زندگی کمال ظریفانہ طور پر بسر کیا کرتے تھے۔ بیرونی پاکیزگی۔ اور اندرونی صفائی۔ آپ کے خمیر میں داخل تھی۔ سرود اور سماع کو بہت دوست رکھتے تھے۔ لیکن ہر ایک نغمہ پر آپ کا دل بے قابو نہیں ہوتا تھا۔ جب تک گانے والا۔ اور بجانے والا۔ ایسے کامل ہنر سے راستہ نہیں ہوتا تھا۔ جو علم موسیقی میں درکار ہے۔ تب تک آپ کو نہ وجد اور رقت کی حالت پیدا ہوتی تھی۔ اور نہ تقید کی پستی سے اطلاق کے اوج کو پہونچتے تھے۔ اس صورت میں آپ کا معنوی سکر طول کھینچ جاتا تھا۔ غوث الاولیا کی خدمت میں دامادی کی نسبت تھی۔ اور قطب الاقطاب کی لڑکی سے کئی فرزند ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک راجے سید محمد ہیں۔ جو اپنے بزرگوار باپ کے جانشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سب کو

اجداد کے کمالات پر پہونچاوے - جب ہجری سنہ نوسو چہاسی مین عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر دارالخلافتہ آگرہ سے مالوہ کی طرف کوچ کرکے آیا - تو تمام مشائخ - فقرا - فضلا - قضات - اور شعرا لشکر کے ہمراہ تھے - راقم بزرگون کی ملازمت کا تشنہ ہی ہے - جب یہ خبر سنی - تو بیتاب ہوکر گہر مین نہ بیٹہہ سکا - جو بزرگانِ شہر - سیر لشکر کے واسطے روانہ ہوئے تہے - اُن کے ہمراہ مینے بہی عزم کیا - اِس سلسلہ مین راجہ سید مصطفیٰ کے دیدار سے ظاہری اور باطنی آنکہین منور ہوئین - اور الٰہیات والون کی بزرگ انجمن مین - بارہا شامل ہوا یہ انجمنین ایسی بافیض تہین - کہ ایک چلہ ریاضت کا فیضان ہر ایک مجلس مین شرکا ے مجلس پر نثار ہوتا تہا - بالخصوص اُس مجمع مین جو شیخ ضیاء اللہ ابن غوث الاولیا قدس اللہ اسرارہم کے خیمہ مین فراہم ہوتا تہا - ہر ایک طرف سے **الحوصلہ الحوصلہ** کی آواز اور **الاستعداد - الاستعداد** کی فریاد - بلند ہوتی تہی - وہ شخص عجب سعادت مند مدہوش ہے - جس کی طلب کا پیالہ اس وحدت کی شراب سے مالامال ہوجاوے -

یادِ شیخ شمس الدین

آپ کا لقب اور تخلص زندہ دل تہا - اور آپ شیرازی ہین - مرقد آپ کا بیجاپور دکن مین ہے - کسی قدر حالات آپ کے اس طرح پر ہین - چودہ سال کی عمر تہی - کہ آپنے علوم متداولہ تحصیل کرکے تفسیر بیضاوی شریف پر حاشیہ لکہا تہا - فرمان روایان پارس کی نسل سے ہین - جب سلطنت بنی اعمام (چچازاد بہائیون) کے ہاتہہ مین پہونچی - تو آپ کے ساتہہ بد اخلاقی اور کوتہ نظری کا برتاؤ ہوا آپ کی والدہ ماجدہ نے فرزند کی سلامتی کے واسطے یہ رائے قایم کی - کہ تم کو اس ملک سے سفر کرجانے کے سوا - چارہ نہین ہے - جب حکومت زمین ہی نہین رہی - تو دوسرے پیشون کے ساتہہ توسل اختیار کرنے سے درویشی اچہی ہے - آپ نے مان کا فرمانا قبول کیا - مادر مہربان نے وقت روانگی دو نصیحتون کو آپ کی راہ کا توشہ بنایا (اول یہ) کہ اپنے دست بیعت سے ایسے بزرگ کا دامن پکڑنا جو زمانہ کا قطب اور نیز غوث ہو (دوسرے یہ) کہ جب تک زندہ رہو - اِس ملک مین واپس آنے کی خواہش نہ کرنا آپنے والدہ کی راے کے بموجب قلندری لباس مین آکر - عراق عرب کے راستہ سے ہر ایک شہر مین گذر کیا - اِس سیر و سیاحت کے سلسلہ مین جہان کہین پہونچے - پیر کی تلاش نہین چہوڑی - لیکن تقدیر نے آپ کی خاطر مین یہ بات نہین آنے دی - کہ کسی بزرگ کے آمنے سامنے ہوکر بیعت ہوجاوین - یہان سے آپ جزیرہ دیو مین آئے - وہان پر ایک درویش صاحب سے ملاقات ہوئی - جن کا دیدار دیکہکر ایک قسم کا انجذاب پیدا ہوا - لہذا

آپ چند روز اُن کی صحبت مین رہکر آزمایش دل کے درپے رہے - اِس اثنا مین خبر ملی - کہ شیخ محمد غوث قدس سرہ جو اِن درویش صاحب کے پیر ہین - گوالیار کی طرف سے ہجرت فرما کر احمد آباد مین آئے ہین اور میدان مین سب سے سبقت لے گئے ہین - آپنے یہ الہامی پیام سنکر - خوشی کے ساتھ آنکھون سے احمد آباد کا راستہ طے کیا - اور خانقاہ کا پتہ لگا کر حاضر دربار ہوئے - ایک اخروٹ ہاتھہ مین لیکر قلندرانہ سامنے گئے عقل اور خواہش جس قدر بھی تھی - تمام وکمال ایک ہی دیدار کے نذر ہو گئی - خیالات اور سوالات جو ضمیر مین بھر رہے تھے سب فراموش ہو گئے - اِس عالم بیہوشی مین قطب الاقطاب نے آپ کا ہاتھ مع اخروٹ کے پکڑ لیا - اور فرمایا - تم میرے مرید ہوئے - آپنے جواب دیا - ہان بالآخر - چند سالہ خدمت اور ریاضت کی بدولت اپنے اخلاق اور اوصاف کی تہذیب و تبدیل کر کے مالک ہر دو عالم ہو گئے - باشندگان صوبہ دکن کی رہنمائی کی اجازت ملی - آپ فرمایا کرتے تھے - جب مین مالوہ سے چلا تھا - تو کئی سیر گیہون زنبیل مین رہ گئے تھے - جب بیجاپور مین پہونچا - تو آبادی سے پانچ کوس دور ایک خوش ہوا ٹیلہ تھا - وہان پر رہنے کا ٹھکانا کر لیا - اور وہ باقی ماندہ گیہون بلندی کے دامن مین بکھیر دئے - ہر سال اُگ آتے تھے - مین بقدر صرفہ اُٹھا لیا کرتا تھا - اور باقی ماندہ زمین پر گر پڑتے تھے - پھر فصل پر اُگ آتے تھے - اُسی طرح ھلمّ جرّا جب گزر اوقات کے لائق قوت اس طور پر مقرر ہو گئی - تو مین کسی سے کچھہ نہین لیتا تھا - اور باوجودیکہ تمام مشہور خانوادون مین مجکو اجازت تھی - لیکن جب تک پیر نے اپنی صورت ظاہر بینون کی آنکھہ سے نہین چھپائی - کبھی مرید کرنے کا خیال بھی نہین ہوا - بعد مین شیخ عبد الغفور نام ایک جوان صاحب استعداد تھے - ان کو اپنی خدمت مین قبول کیا - اور نیز ان کی تربیت مین ہمت بھی کام مین لائے - شیخ عبد الغفور کو اپنے مکان مین چھوڑ کر - ایک سال درمیان آپ اپنے پیر کے روضہ کی زیارت کو گوالیار - جایا کرتے تھے - اور جانے مین اور آنے مین دونون دفعہ منڈو (مانڈو) پر سے گذرا کرتے تھے اور راقم کے محلہ مین اُترا کرتے تھے - راقم علم تکسیر اور جفر جامع مین آپ کا شاگرد ہے - خلاصہ کلام یہ - کہ ایزدی اسرار کے ہنگامہ مین عجب رونق آئی تھی - ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین زیارت کرنا چھوڑ کر تین سال تک اپنے مکان مین حق پرستی کرتے رہے - پھر ہجری سنہ نوسو نوے مین اخروی سفر پیش آگیا - وہی مرید شیخ عبد الغفور تکیہ مین پیر بزرگوار کا طریقہ جاری رکھتے ہین - خدا اور زیادہ توفیق دیوے - مصرع

زندہ دل رفت و بود زندہ دلی ؂

یادشیخ عبدالوھاب افغان

آپ شیخ فضل اللہ - ابن حسین ملتانی چشتی کے مرید ہین - خوابگاہ اور زاد بوم دونون منڈو مین ہین
جوان سپاہی تھے - یکایک آلہی جذبہ پیدا ہوگیا - اور اُس کی جہاڑو نے آپ کے باطن کو انانیت کے خس و خاشاک
سے جہاڑ بوہار کر پاک و صاف کر دیا - اپنی وضع اور طرز چہوڑ دی اس خیال سے کہ مجہہ مین بامعنی مردانگی نہین ہے
اور بظاہر عورت بہی نہین ہون - پس بہتر یہ ہے کہ اپنے تیئن عورت اور مرد دونون کو لباس اور زیور مین تقسیم کر دون
اس بنیاد پر آپ اپنے نصف حصہ جسم کو زنانہ لباس اور زیور سے آراستہ رکہتے تہے - اور دوسرے نصف
حصہ کو مردانہ لباس اور روش مین رکہتے تہے - مدتون تک اسی طرز کے ساتہہ بسر کی - بالآخر جب جذبہ کا
جوش فرو ہوا - گدڑی پہن کر سیر و سلوک مین داخل ہوئے - کشود کار کی شعاعین آپ کی پیشانی سے نمایان
تہین - کسی آدمی سے تمام فقر کے اوقات مین فتوحات کے طور پر کچہہ نہین لیا - لیکن لکڑیون کا گٹہہ
جنگل سے لاکر بازار مین بیچ آیا کرتے تہے - اُس کی قیمت کے تین حصہ کرتے تہے - ایک حصہ عیال پر صرف
کیا کرتے تہے - دوسرا حصہ اپنی خوراک کے خرچ مین رکہا کرتے تہے - اور تیسرا حصہ بیچارون اور یتیمون کو تقسیم کر دیا
کرتے تہے - اس طریقہ سے وجہ معاش بہم پہونچایا کرتے تہے - اور کمایا کرتے تہے - ہجری سنہ نوسو نوے مین اپنا
ظاہری چہرہ عالم خاکی سے چہپا کر روحانیون کی بزم مین جا کہولا -

یادشیخ منور

آپ شیخ نوراللہ ابن قاضی معزالدین ابن قاضی الہداد - ابن قاضی محمد شرعی کے فرزند ہین - قرنغ
گروہ مین سے ہین - آپ کے چوتہے باپ کا وطن زمین توران مین تہا - اُن کو حادثات زمانہ سے ویرانی
نے آگہیرا - ناچار ہند کی طرف آنے کا اتفاق ہوا - سرکار میوات مین ایک قصبہ جہراوت نامی ہے - صاحب
موصوف سیر کنان - اس قصبہ مین آ پہونچے - اور رسمی علم کی تحصیل پر دل نہاد ہوئے - بالآخر انہین اطراف
کے کوہستان مین کہین گوشہ اختیار کر لیا - اور اندرونی آلایش اور بیرونی پوشش کی شست و شو مین مصروف
ہوگئے - چند روز نہین گزرنے پائے تہے - کہ اُس ملک کے چہوٹون بڑون کی اُنگلیان قاضی محمد کی طرف
اُٹہنے لگین - اور نیک کرداری مین نامور ہوئے - اتنے مین قاضی قصبہ کی قضا آگئی - گانون کے مقدم اور
نیز دیگر بڑے بڑے لوگون کے ذہن نشین یہ بات ہوئی - کہ قصبہ کے قضیون کے تصفیہ کا اختیار قاضی محمد
کے قبضہ اقتدار مین دیا جاوے - اس تجویز پر سب کا قرارداد ہوکر قاضی محمد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور

س قرارداد کے متعلق گزارش کو منت اور سماجت کے ساتھ شامل کر کے بہت کچھ کوشش کی - مگر
قبولیت کا جواب نہین ملا - بااینہمہ بہت مدت تک اس گفت وگو کا سلسلہ منقطع نہین ہوا - یہان تک
کہ ایک رات عالم مثال مین حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا - محمد - تمہاری نشست شریعت
کی مسند پر ازل مین پسند کی گئی - اور شرعی لقب عنایت ہوا ہے - اس سبب سے قاضی محمد شرعی کر کے شہرت
ہوئی - جب ایسا واقعہ پیش آیا - تو مجبور ہو کر اس بزرگ منصب کا بار اٹھانا قبول کیا - دو فرزندون تک ایک
کے بعد دوسرے اس مبارک مسند پر جانشین ہوتے رہے -

جب شیخ منور کی باری آئی - تو منصب قضا اختیار کرنے سے پہلے - الٰہی جذبہ نے آپ کی ہستی کو سر سے
بالون تک ایسا جکڑ بند کیا - کہ وطن سے نکلکر - رہنما پیر کی جستجو مین پاے تلاش آبلہ ناک ہوا - جہان کہین
کسی درویش کا نام سنا - ضرور ملازمت مین پہونچکر فیض حاصل کیا - کہتے ہین - ایک رات عالم خواب مین ایک
دلکشا میدان کے اندر ایک مزار نظر آیا - چاہتے تھے - کہ اُس عنبرین خاک کو بوسہ دین - یکایک اُس قبر کے
اندر سے ایک ہاتھ نکلا - آپنے مریدون کے طریقہ پر مصافحہ کیا - اور مجاورون سے دریافت کیا کہ یہ قبر کن
خداشناس بزرگ کی ہے - جواب پایا - خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی - یہ خوشخبری پاکر دل باغ باغ ہوا -
صبح ہوتے ہی شادان اور فرحان ناگور کی طرف چل نکلے - یہان پر خواجہ خانون کی خدمت مین آپ کو
فیض ہدایت حاصل ہوا - پہلا ہی دیدار کرنے پاے تھے - کہ تن تمام وکمال دل ہو کر گرویدہ اعتقاد ہوا
اور ارادہ بیعت خاطر مین استحکام کے ساتھ جما - ہنوز اس مصمم عزم کو خانہ خیال سے میدان گفتار مین
نہین لائے تھے - کہ ضمیر شناس خواجہ نے فرمایا - منور - مینے تم کو اپنی بیعت کے فروغ سے درجہ سعادت
دیا - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ صرف اسی قدر بیان پر اکتفا کر کے بیعت کے طور پر خواجہ نے ہاتھ
نہین پکڑا - اور فرمایا - تم پیشتر ہی دست بوسی کی دولت سے کامیاب ہو چکے ہو - عالم خواب کا واقعہ
یاد کر کے - اور زیادہ اعتقاد بڑھا - کیا سفر مین اور کیا حضر مین آپنے بہت مدت پیر کی ملازمت مین گزرانی
اور ناگور سے ساتھ ہو کر چندیری مین - اور چندیری سے گوالیار مین آئے - پیر نے چند روز بعد گوالیار مین خرقہ
خلافت آپ کو عطا فرمایا - اور اپنے ہمراہ آپ کو آگرہ مین لے گئے - اور جگہ دکھلائی - کہ اس جگہ اپنا تکیہ بنالو
چنانچہ حسب ارشاد مرشد - واپسین سفر تک کہ تاریخ ستائیسوین ذی قعدہ ہجری سنہ نوسو نوے تھا - اُسی
قیام کی زمین مین رہے جب تک جئے - اور اسی مین مر گئے -

کہتے ہین شیخ جنیدا بن شیخ بہاءالدین مفتی - ایک روز ادہم خان کو شیخ منور کی خدمت مین لے کر آئے - ادہم خان دیرتک کھڑا رہا - جب عرض کیا گیا - کہ فلان خان کھڑا ہے - فرمایا - کیون نہین بیٹھتا ہے - اُسنے نذر پیش کی - آپنے قبول نہین فرمائی - اور فرمایا - شہر مین جو لوگ اس کی خواہش رکہتے ہین - ان کو تقسیم کردو - اس کے بعد ادہم خان نے دعا کے واسطے عرض کیا - تو آپ خاموش ہو رہے - آنے والا پریشان حالی کے ساتھ خدمت سے اُٹھا - جب ہمنشینون نے دعا نہ کرنے کا سبب دریافت کیا - تو آپنے جواب دیا کہ اس کے سر مین فرمان روائی کی آرزو بہری ہوئی ہے - حالانکہ اس کے تن پر سر نہین ہے - بیہمت کیون کر امداد کرے سکتے ہین انہین ایام مین اتکہ خان نے اُس کو قلعہ آگرہ کے اوپر سے ڈال کر نیستی کے مکان کو روانہ کردیا۔

یاد شیخ یوسف بنگالی رحمہ اللہ

قرطاسی علوم کے واسطے آپ کا دل - کتابون کا صندوق تہا - اور آپ کی زبان مجلد کتابون کی دوکان تہی - آپ نے آغاز جوانی مین عرفی علم کی تحصیل کے واسطے اپنی زاد بوم سے غربت اختیار کی تہی - مہربان تعلیم دہندہ اُستاد کی تلاش مین ایک شہر سے دوسرے شہر کو - اور ایک دیہ سے دوسرے دیہ کو چلے پہرے - بالآخر ازلی ہدایت نے آپ کو احمد آباد گجرات مین خدیو نشانین قطب مدار علمین شیخ وجیہ الدین احمد علوی کی ملازمت مین پہونچایا - جب تمام نقلی اور عقلی فنون کو تحصیل کرلیا - تو شیخ علوی کی خدمت سے برہان پور کی اجازت ملی - آپنے اُس جگہہ پہونچکر - شیخ سالم کی ہمسائگی مین گوشہ اختیار کیا - علم طب مین شیخ سالم کے بیان کو جالینوسی حکم اور نفس کو مسیحائی حکم حاصل تہا - چند روز بعد شیخ سالم نے اپنی لڑکی آپ کو دیدی - گہر اور سامان دونون بہم پہونچ گئے - بہت مدت تک آپنے درس دیا - لیکن تصوف کی تعلیم سے ہمیشہ احتراز کیا کرتے تہے اور اگر کوئی آرزومند ضد کر بیٹھتا تہا - تو آپ اُسکو حقیقت آگاہ شیخ طاہر یوسف سندہی کے درس مین بہیج دیا کرتے تہے مسیح القلوب - بعض علوم مین - اور دریاے فضیلت و کمال شیخ پیر محمد حلیم - اکثر علوم مین آپ کے شاگرد ہین شیخ پیر محمد حلیم - آج کے روز اس درجہ کے آدمی ہین - کہ چہوٹے بڑے - اور مسافر و مقیم ان کے درس سے فیض حاصل کرتے ہین - ایک روز شیخ یوسف کے داماد شیخ سکہجی نے جو حکیم عثمان بولکانی کے شاگرد ہین مسیح القلوب کی خدمت مین عرض کیا - میرے خسر نے واپسین سفر کے وقت وصیت کی تہی - کہ میرے فرزندون کو حقائق شناس حقیقت آگاہ شیخ طاہر ابن یوسف کے درس مین تبرکاً جاکر دو تین حرف پڑہ لینا چاہئے - اس پڑہنے کی برکت کا اثر اخیر مین ظاہر ہوگا - اب آپ کے دو فرزند عبد الصمد و عبد الرحمن نے چونکہ پدر بزرگوار کی وصیت پر عمل کیا -

اسواسطے اُن کو علم - منفیات - حق شناسی - اور خداپرستی یہ جملہ صفات حاصل ہو گئے ہین - یہ مقبرہ
مصر برہانپور مین ہے - مصرع علو شش رہنماے عین حق باد -

یاد شیخ ابراہیم قاری شطاری

آپ کی زاد بوم سندہ ہی شیخ لشکر محمد عارف کے مرید ہین - آپ کے افعال کا دامن رعونت کی گرد سے
غبار آلودہ نہین ہوا تہا - اور آپ کے مراقبہ کا گریبان خودفروشی کے تکمہ سے خالی تہا - آپ کئی نوع کے
خطوط اُستادانہ لکہنا جانتے تہے - علم قرأۃ مین اہل زمانہ کو جیسا لہجہ سکہایا کرتے تہے - چنانچہ آپکے پیر - اور
مسیح القلوب دونون تجوید قرآنی مین آپ کے شاگرد ہین - آپ کے پیر نے چندروز فتوحات کی آمد اپنے اوپر
حرام کرلی تہی - آپ پچیس سال تک لکڑیان جنگل سے لاکر فروخت کرتے رہے - اور اُس کی قیمت جو کچہہ آتی تہی
وہ خوراک پیر مین صرف ہوا کرتی تہی - **القصہ** جب آپنے اپنے پیر کے ہمراہ احمدآباد مین غوث الاولیا
قدس سرہ کی ملازمت کی - تو غوث الاولیا نے بہت کچہہ توجہ فرماکر آپ کو نماز مین اپنا امام بنایا - اس
کے بعد آپنے گیارہ سال تک خاص غوث الاولیا کی امامت کی - اور لاہوتی مرغ لقب پایا - مسیح القلوب کے
بحوالہ بیان پیر روایت ہے - کہ فرماتے تہے - آپ فرض عشا سے فارغ ہونے کے بعد آٹہہ رکن کا شغل شروع
کردیا کرتے تہے اور صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک جاری رکہتے تہے - اور استیلاے عشقیہ کے شغل کو ایک
سانس مین چوبیس بار پورا کرتے تہے - لیکن آزادگی اور بیخودی کو زمانہ کی نیرنگیون کے ہاتہہ بیچتے نہین تہے - اِس
قول کی تصدیق اس طرح پر ہے - کہ ایک روز مولانا حافظ صدر سندہی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا - ہمارے
حاکم محمد شاہ فاروقی نے فرمایا ہے - ایک دیرینہ سال ضعیف شخص قرآن پڑہانے والا جو اصول قرأۃ جانتا ہو -
پیدا کرو - تاکہ ہم اُس کو پردہ نشینان حرم کی تعلیم پر مقرر کرین - اب بہت کچہہ تلاش کے بعد مذکورہ بالا صفات کے
ساتہہ موصوف آپ کو پایا ہے - اگر اجازت ہو - تو اس کی تجویز عمدگی کے ساتہہ کیجاوے - آپنے فرمایا مین
نظرباز پیر ہون - میری سال خوردہ صورت پر نگاہ نہین کرنی چاہیے - **لراسمہ**

بر ظاہر من نگہ روا نیست	اگا ہے کف پا وگہ عذاریم
بگمار نظر اگر توانی	بر باطن ما کہ حسن ساریم

کیونکہ میری آنکہہ اور میرا دل ہنوز میرے قابو مین نہین ہین - لہذا بہتر یہی ہے - کہ اس خیال کو ہی چہوڑ
مجکو اور نیز خود کو خطرناک گرداب مین نہ ڈالو - تاکہ مین ہم عمرون کی خجالت کا باعث نہ ہون - اِس طرح کی بے قید

گفت و گو سے اپنی وضع داری کو آپنے تبدیل نہین فرمایا - اور آزادی کا دامن سبز باغ دکھانے والے کے ہاتھ
مین جانے نہین دیا - توکل اور تواضع مین استحکام کے ساتھہ قدم جمائے رکھا لباس درویش نمار کتے تھے - ہرایک
طرز کے ساتھہ خواہ سلا ہوا ہوتا - یا بے سلا ہوا ہوتا - برہنگی کا علاج کر لیتے تھے - ایک روز آپنے سنا -
کہ ایک شخص ایسا کہتا ہے - کہانا کہانے کے وقت - روزی دینے والے خدا کا نام یاد کرنا چاہیئے - اس کا
جواب آپنے دیا - آفرین ہے - تم کو - لیکن ابراہیم کے نزدیک تو صوفی وہ ہے - جو حقیقی رازق کے مشاہدہ
کے بدون کہانے پر ہاتھہ ہی نہ بڑہاوے - ہجری سنہ نوسو اکیانوین مین آپ کی زندگی کی صبح - کوچ کی شام
سے جا ملی - خوابگاہ برہان پور - مصرع صبح و شامش باد زلف وروی حور -

یاد شیخ قطب جہان ذاکر تہرواله قدس سرہٗ

آپ نے تجرید کا پانون ہمت کے کاندہے پر رکہہ چہوڑا تہا - اور تعلقات کی پابندی اور خواہشات
کی دوستی سے انکاری سر ہلاتے تہے - ایسی حالت کے ساتھہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی یاد - اور بندگی مین آپ
کا ظاہر و باطن آراستہ تہا - آپ کے فرزند شیخ عابد کہتے ہین - میرے بزرگوار باپ کے گہر مین - پرانی چٹائی
کے سوا - دیگر اساس البیت مین سے کچہہ نہین تہا - مگر ہمیشہ دہلیز کے کواڑون مین زنجیر لگی رہتی تہی - جب
کوئی شخص آپ کی ملاقات کے واسطے دروازہ پر آتا تہا - اور آپ چاہتے - کہ اندر بلا لیا جاوے - تو خود باہر
نکلکر دروازہ کہول دیا کرتے تہے - اور حجرہ تک ہمراہ آتے تہے - جب وہ شخص لوٹ کر جاتا تہا - تو مت بیعت
کے واسطے دروازہ تک جاتے تہے اور پہر بدستور زنجیر لگاکر خلوت خانہ مین چلے آتے تہے - الغرض ہمیشہ اسی طرح تقدیر
لوگون کے ساتھہ سلوک کیا کرتے تہے شیخ احمد یحییٰ منیری قدس سرہ کے مکتوبات کے مقابلہ مین آپ نے
مکتوبات لکہے ہین - جداگانہ ہرایک مکتوب کے اندر الٰہی اسرار اور معرفتین بہت کچہہ بہری ہین اُن کے
دیکہنے سے اُن کی حقیقت معلوم ہوتی ہے - وگرنہ بیان کے ذریعہ سے کوئی ہاتھہ اُن کے کمال کے چہرہ پر سے
نقاب کا ایک کونہ بہی نہین ہٹا سکتا ہے شیخ لشکر محمد عارف - اور اُن کے ماموں شیخ ولی محمد نے اولاً تلقین
ذکر انہین موجد بزرگوار کی ملازمت سے لی تہی - پہر اسکے بعد ان اصحاب نے قطب الاولیا شیخ محمد غوث
کی خدمت مین اپنی استعداد کو ترقی دیکر - گروہ کے گروہ لوگون کو ہدایت اور ولایت کے درجہ پر پہونچایا -

مصرع کحل چشمش راحت دیدار باد ؎

یادِ شیخ بایزید شروانی

آپ سید ولی چرتہا ولی کے مرید ہین۔ آزادہ ولی کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ آپ کے شور و فغان سے مجلس سماع مین نمکینی پیدا ہو جاتی تھی۔ اور آپ کے رونے سے ہم نفس و نظارہ کرنے والے اصحاب رقت و گریہ مین آکر اس طرح کا نغمہ گایا کرتے تھے۔ **بیت**۔

کاش غوغائی رانمی دیدم درین آزردگی		رفتیم از آسودگی تا دیدم این ازردہ را	

دسوین صدی کے اخیر مین دارالحضور کو روانہ ہو گئے۔ خوابگاہ دیا یہ تخت اگرہ۔

یادِ شیخ لشکر محمد عارف قدس سرہ

آپ ملک راجن۔ ابن ملک بیر۔ ابن ملک رکن قریشی کے فرزند رشید ہین۔ زمانہ معنی کے اعتبار سے آپ کی نظیر آلہی علم کے عالم مین بتلاتا تھا۔ اور نظارہ کرنے والا۔ صورت کے اعتبار سے۔ آپ کی شبیہ۔ آئینہ فروش کی دوکان مین ظاہر کرتا تھا۔ چونکہ عبارت کا گھوڑا حقیقت گزاری کے میدان مین بالکل لنگڑا ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ کسی قدر آپ کے پسندیدہ حالات بیان کر کے سرمایہ سعادت حاصل کرون۔ مضافات گجرات مین ایک قصبہ مہلاسہ نام ہے۔ اس قصبہ مین آپ کا قدسی نفس۔ دسوین صدی کے آغاز مین علم (عدم) سے عیان (وجود) مین بھیجا گیا۔ آپ کی والدہ نے تیرہ روز بعد۔ اور پدر بزرگوار نے چھ برس بعد فرمان طلب قبول کیا۔ لہذا آپ کی پرورش کی نوبت آپ کے دادا کو پہونچی۔ آپ کے آبائے کرام سپاہی شعار تھے آپنے ابتدائے زمانہ ہوش مین قاضی محمود بیرپوری کا دامن رہنمائی۔ اپنے دست ارادت سے پکڑا تھا۔

ایک روز آپنے فرمایا۔ قاضی محمود کو پیٹ کی بیماری تھی۔ ایک میدان مین پردہ کی ضرورت پیش آئی اسی اثنا مین میرے دادا کا اونٹ آپہونچا۔ مینے اُس کو بٹھایا۔ اور اسباب مین سے خیمہ نکال کر کھڑا کر دیا۔ میرے اس عمل سے پیر بہت خوش ہوئے اور اُن کی خوشی سے میرے حالات کی بہت کچھ درستی ہوئی۔ اور نیز یہی خوشی۔ میری صلاحیت۔ اور راست کرداری کی بنیاد ہوئی۔ شیوہ سپاہ گری۔ آبا و اجداد کا طریقہ تھا یہ طریقہ مینے سولہ برس کی عمر مین توفیق کی بدولت ترک کر دیا۔ اور حقیقی رہنمائی کی تلاش کرنے لگا۔ طلب صادق تھی۔ اِس نے مجکو بحر المعارف شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ کی خدمت مین پہونچایا۔ شیخ نے اولاً مجکو ذکر کا شغل تلقین فرمایا۔ تلقین کے بعد میرے باطن پر وہ ذکر کامل طرح سے غالب ہو گیا۔ یہان تک کہ دو سال تک میرے دل پر تمام اشیا کی آمد و رفت کا راستہ ہی بند رہا۔ مین رسالہ منہاج العابدین

پڑھا کرتا تھا۔ جب تک پڑھے ہوئے سبق کے مفہوم کے ساتھ متصف نہیں ہو جاتا تھا سبق آگے نہیں پڑھتا
تھا۔ اس کے بعد ہجری سنہ نو سو اکیاون تھا۔ کہ احمد آباد گجرات میں غوث الاولیا قدس سرہ کی خدمت میں پہونچکر
حق شناسی کے پسندیدہ اسباب بہم پہونچائے۔ جب غوث الاولیا نے گوالیار کو معاودت فرمائی تو مینے بھی ہمراہی
کا عزم کیا۔ ارشاد ہوا۔ عارف۔ ہم تم کو اپنی جگہہ طالبان معرفت کی ہدایت کے واسطے اسی صوبہ میں چھوڑتے
ہیں۔ چنانچہ بتعمیل حکم مرشد کم وبیش تیس سال تک احمد آباد میں رہنے کی توفیق ہوئی۔ آخر کار ہجری سنہ
نو سو بیاسی میں برہان پور خاندیس کی طرف ارادہ کرکے روانہ ہوگیا۔

ہجری سنہ نو سو ترانوین تک طالبان خدا کے چہرہ پر آپ کی ہدایت کا دروازہ کھلا رہا۔ بہت سے
لوگون نے آپ کے موثر انفاس کے فیض سے امکان کے تیرہ و تاریک گہر کو شہود کے فروغ سے آلہی نور
کا محل بنایا۔ اور حقیقت کے ستارہ کو قید کے حضیض سے نکال کر اطلاق کے اوج پر پہونچایا۔ جو اصحاب
آپ کے ساتھہ نسبت رکھتے ہین۔ اُن کے اذکار سے یہ حالات ناظرین کو معلوم ہونگے۔ انشاء اللہ
العزیز۔ دوسری شوال سال مذکور کو عالم شہادت کے تنگ کوچہ سے نکل کر عالم غیب کی وسیع آبادی
مین جا پہونچے۔ آپ کا اسم شریف جو لشکر محمد عارف ہے۔ یہ سال رحلت بتاتا ہے۔ ۹۹۳

مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز آپنے فرمایا عیسیٰ۔ اب کہ تک عتبار کی نے حقیقی لباس
پہن لیا ہے اور حقیقی وحدت پردہ اعتبار مین چھپ گئی ہے۔ کیونکہ عالم بحیثیت موجود د ظاہر ہونے سے
پہلے۔ عین حق تھا۔ اور ظاہر ہونے کے بعد حق عین عالم ہوگیا ہے۔ اور جب یہ حالت طاری ہوتی تھی۔ تو یہ
جنیدی زمزمہ گایا کرتے تھے ؎

وَغَنَّىٰ لِیْ مَنِّیْ قَلْبِیْ وَغَنَّیْتُ کَمَا غَنَّا
وَکُنَّا حَیْثُمَا کَانُوْا وَکَانُوْا حَیْثُمَا کُنَّا

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ خدا کو پہونچنا آسان ہے۔ لیکن حضور خاتم نبوۃ
علیہ السلام کو پہونچنا دشوار بلکہ سخت دشوار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تمام اشیا پر جداگانہ خاص خاص
طریقون کے ساتھہ متجلی ہے۔ اور اپنے اپنے خاص طریقہ کے ساتھہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف ہر ایک کا
راستہ لگا ہوا ہے۔ پس اُس خاص طریقہ کے ساتھہ وجود مطلق کے تعین اور تشخص کا ادراک یہی خدا کا پالینا
ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت جمیع آلہی اور امکانی کمالات کی جامع ہے۔ اس

حقیقت کی شناخت تمام اسمائی اور صفاتی کمالات کے ساتھ متصف ہونے پر موقوف ہے۔ متفرق تعینات کے ساتھ جو جو طریقے مخصوص ہین۔ جب تک اُن تمام طریقون کے ساتھ۔ وجود کی معرفت اجمالاً اور تفصیلاً حاصل نہ ہو۔ تب تک طالب ذات بابرکات احمدی علیہ السلام کا عارف نہین ہو سکتا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ سید عبد الغفور سندہی نے۔ جب آپ کے حضور مین رسم بیعت ادا کی۔ تو آپنے فرمایا۔ عیسیٰ شیخ ابو العباس قصاب کہتے تھے۔ میرے باپ مجکو بزکشی کے سوا دوسرا کام سکہاتے ہی نہ تھے۔ اور استعداد کی تعلیم نے ولایت کے اس عالی مرتبہ کو پہنچایا۔ اور خود میرے آباؤ اجداد کا شعار مردم کشی (سپاہیانہ نوکری) تھا۔ دیکہو۔ استعداد نے مجکو کہان سے کہان لاکر اکابر اور سادات کی رہنمائی کے واسطے مامور کیا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز رابعہ وقت بوبو راستی فرماتی تہین۔ ایک روز صبح کے وقت پدر بزرگوار نے مجسے اور برادرم ملک محمد سے اولاً راز مخفی رکہنے کا عہد لیا۔ اور اس کے بعد یہ الہامی لطیفہ بیان کیا۔ کہ آج کی رات تاریک مکان مین مراقبہ کے واسطے مینے سر جہکا رکہا تہا۔ یا عبد الرحمن کی آواز تین دفعہ مینے سنی۔ تیسری دفعہ مینے لبیک کہا۔ آواز آئی۔ تم تاریکی مین بیٹھے ہوئے ہو۔ مین چراغ بہیجتا ہون یکایک ایسی روشنی پہیلی۔ کہ اُس کی کیفیت کے حظ سے سر ہلاتے تہے۔ اور بوبو راستی نے یہ بہی کہا۔ کہ تیس سال بعد آپ کے دریافت کرنے پر مینے اس راز کی مہر کہولی ہے۔ اور نیز آپ فرمایا کرتے تہے اپنی قطبیت کا خطاب مین بہت برسون تک پوشیدہ رکہتا رہا۔ ایک روز قوال آیا۔ اور اُس نے وہ غزل گائی۔ جو درجۂ قطبیت کی خبر دیتی تہی۔ سر ہلاتے ہوئے فرمایا۔ عیسیٰ۔ اس قوال کو میرے راز کی آگاہی کس نے دیدی **بیت**۔

سرّ خدا کہ سالکِ عارف بہ کس نہ گفت	درحیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ شعبان کا مہینا اور ہلالی سنہ ایک ہزار تیرہ تہا۔ کہ ضیاؤ نشا تین۔ خداوند دولت دارین خانخانان سپہ سالار اکبر شاہ۔ دانشور سنجیدہ اطوار۔ پسندیدہ اخلاق شیخ ابو الخیر مبارک۔ رکن فضیلت و عرفان مولانا صالح سندہی۔ اور صدر آرائے شریعت و عدالت قاضی عبد العزیز عیسیٰ قادری اجینی۔ یہ چارون اصحاب اس درویش کے مکان مین راز کی باتین کر رہے تہے۔ اسی اثنا مین بحر العلوم قاضی نصیر ابن شیخ سراج محمد بنیانی دروازہ کے باہر سے جہومتے ہوئے آپہونچے۔ اور چوچند۔ باتین بیان کین۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بہی ہے۔ کہ رابعہ وقت بوبو راستی دختر شیخ لشکر محمد عارف ایک روز فرماتی تہین۔ بابا کے اوپر ایک عجیب حالت طاری تہی۔ جو تعبیر اور تقریر مین نہین آسکتی ہے۔ جب وہ

حالت موقوف ہوئی - تو اُس کی کیفیت دریافت کی گئی - فرمایا - بایزیدی مقام پرمجکو بے گئے تھے - اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا احسان ہے - کہ میری زبان سبحانی کہنے سے محفوظ رہی - اس کے بعد مسیح الاولیا سے روایت ہے - کہ اس مین شک نہین ایسا ہی ہے - مجکو بھی اُس وقت مین بلایا تھا - اور فرمایا - عیسیٰ سبحان ربی الاعلیٰ بہتر ہے یا سبحانی الاعلیٰ اور سبحانہٗ کہنا اچھا ہے - یا سبحانی کہنا - مینے عرض کیا - نہین - سبحانہٗ ہی کہنا اچھا ہے -

راقم - گلزار کے ذہن مین یہ بات آتی ہے - جب صوفی فنا کی امداد سے - عروجی سیر مین - امکانی خلعت جسم سے آتار کر الٰہی لباس مین آگیا - اور اُسکی مراد اپنی تنزیہ ہوئی - تو اُس وقت مین سبحانہٗ کی آواز کا منہ سے نکلنا تاویل اور توجیہ کا محتاج ہے - اور سبحانی کی آواز اگر نکلے - تو بے محل نہین - کیونکہ یہی اُسکی مراد ہے - اِس بنیاد پر سبحانہٗ کے بہتر ہونے کے واسطے دو توجیہین درکار ہونگی - البتہ اُس وقت مین توجیہ کی ضرورت نہین ہے - جب مراد یہ ہو - کہ بایزیدی مرتبہ کو پہونچنے والا شخص اگر سبحانہٗ کہے گا - تو ظاہر ہوگا - کہ امکان اور وجوب کے دونون دریاؤن کو جذبات کی موجون نے درہم برہم نہین کردیا ہے - اور شریعت کا برزخ کہ اسی کی رعایت کے اندر حفظ مراتب ہے - درمیان مین حائل ہے اور اس مقام کا کمال بھی اس کے سوا نہین ہے - یعنی بایزیدی مرتبہ کو پہونچکر سبحانی نہ کہے - بلکہ سبحانہٗ کہے - جیسے کہ نزولی سیر مین جب ذات مطلق - انسانی مظہر سے ظہور کرتی ہے - تو سبحانہٗ کہتی ہے نہ سبحانی -

جو اصحاب مبدا اور معاد کا راستہ چلنے والے ہین - اور نیز جن صاحبون پر عروج اور نزول کی منزلون کے حالات منکشف ہین - اُن روشن ضمیر اصحاب کو اچھی طرح معلوم ہے - کہ عنوان سوال یہ ہے - سبحانی کہنا بہتر ہے - یا سبحانہٗ - اس عنوان سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے - کہ جب سالک امکانی مراتب طے کرکے وجوب کے مرتبہ کو پہونچتا ہے - تو اُس وقت اِن دونون صیغون مین سے کون سے صیغہ کا کہنا بہتر ہے - ظاہر مین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سبحانی کہنا مناسب ہے نہ سبحانہٗ - پس اس حالت پر نظر کرکے اس اعتراض کو گنجایش ہے - کہ مجیب نے کس اعتبار سے سبحانہٗ کو اولیٰ کہا - لیکن جب سوال وجواب کی عبارت سے مراد یہ مفہوم نہ ہو جس کا ذکر اوپر کیا گیا - بلکہ مراد یہ ہو - کہ مقام سبحانی مقام سبحانہٗ سے بہتر ہے - یا سبحانی کہنے والا سبحانہٗ کہنے والے سے افضل ہے - یا اس کے خلاف ہے - تو اس صورت

یہ جواب پر ہرگز اعتراض وارد نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس تقدیر پر جواب کے معنی یہ ہو جاتے ہین۔ کہ سبحانہ کا مقام۔ اور سبحانہ کہنے والا۔ افضل اور اعلیٰ ہے۔

ولاریب فیہ خصوصًا لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید لان القائل بقولہ سبحانہ متصف بالکون بعد الاتصاف بالالوھیۃ کما اتصف الحق بہ بعد ما کان واجبًا والقائل بکلمۃ سبحانی ھو المتصف بالوجوب بلا اعتبار اتصافہ بالکون فالاول محقق والثانی مجذوب ومقام التحقیق اسنی من مقام الجذبۃ

اس مین کچھہ شک نہین ہے بالخصوص اُس شخص کے واسطے جو صاحب دل ہے یا کان لگاکر حضور قلب سے بات کو سنتا ہے۔ کیونکہ سبحانہ کہنے والا الوہیت کے ساتھہ متصف ہونے کے بعد امکان کے ساتھہ متصف ہے جیسے کہ حق بعد اسکے کہ واجب تھا اب امکان کے ساتھہ متصف ہو گیا۔ اور کلمہ سبحانی کہنے والا۔ وجوب کے ساتھہ متصف ہوتا ہے جس کے اندر امکان کے ساتھہ متصف ہونے کے اعتبار کو دخل نہین۔ پس سبحانہ کہنے والا محقق ہے۔ اور سبحانی کہنے والا مجذوب ہے اور مقام تحقیق مقام جذبہ سے روشن تر ہوتا ہے۔

اور اسی توجیہ پر مسیح الاولیا کے خط کی ہی نظر پڑی ہے۔ جو راقم کے عریضہ کے جواب مین صادر ہوا ہے۔ راقم کے عریضہ مین اسی قسم کا اعتراض تھا۔ حاصل خطیہ ہے۔ کہ جب سلطان العارفین ابویزید بسطامی نے مقام سبحانی سے ترقی فرمائی۔ اور اپنے تئین۔ جس طرح آلہیات کے ساتھہ متجلی پایا تھا اُسی طرح ممکنات کے ساتھہ متلبس پایا۔ تو بول اُٹھے۔

ان قلت یوما سبحانی ما اعظم شانی فانا مجوسی وانا کافر واقطع زناری واقول اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا رسول اللہ

اگر مینے کسی روز سبحانی ما اعظم شانی کہا۔ تو مین مجوسی اور کافر ہو گیا۔ اور اب مین زنار قطع کرکے کہتا ہون۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدًا رسول اللہ

کیونکہ انسان وجود مطلق کا خلیفہ ہے مرتبہ واحدیۃ کے اعتبار سے۔ اسواسطے کہ اُسنے مرتبہ واحدیۃ کے اندر ظاہر وجود مین ہی ظہور کیا ہے۔ جس کا خاص وصف وجوب ہے اور ظاہر علم مین بھی ظہور کیا ہے جس کے لوازم مین امکان داخل ہے۔

ولذلک یقال فی حق ابن منصور لوکان

اسی واسطے ابن منصور کے حق کہا جاتا ہے۔ کہ اگر

فی زماننا لرقینا ہ عما کان علیہ و ما ذلك الترقی الا الاتصاف بالکائنات بعد الاتصاف بالالٰهیات کما اتصف الحق بالکون بعد ما کان واجبا۔	زمانہ مین ہوتے تو ہم اُن کو اُس حالت سے ترقی دیدیتے جو اُن کو حاصل تھی۔ اور یہ ترقی سواے اسکے نہین ہے کہ کائنات کے ساتھہ اتصاف پیدا کیا جاوے۔ بعد اسکے کہ الٰہیات کے ساتھہ اتصاف پیدا ہو چکا ہے۔ جیسے کہ حق۔ امکان کے ساتھہ متصف ہوا ہے۔ بعد اسکے کہ واجب تھا۔

پس سبحانہ۔ عبارت ترقی مراتب سے ہے۔ نہ سبحانی۔ پس اسی کو سمجھ لینا چاہیئے۔

واضح ہو۔ کہ اس مقدمہ کا قائل۔ صاحب فصوص الحکم کا کلام ہے جس کو مصنف نے فص نوحی مین وارد فرمایا ہے۔ یعنی یہ کہ قوم کا نوح علیہ السلام سے بھاگنا اسواسطے تھا۔ کہ آپ کی دعوت مین تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان مین جامعیت نہین تھی۔

قال دعوت قومی لیلا من حیث حقایقهم الباطنۃ الی التنزیہ و نهارا من حیث حقایقهم الظاهرۃ الی التشبیہ۔ فلم یزدهم دعائی الا فرارا۔ ای نفورا۔ مما دعوتهم الیہ	نوح علیہ السلام نے عرض کیا۔ مینے اپنی قوم کو بلایا راتون مین اُن کی باطنی حقیقتون کے اعتبار سے تنزیہ کی طرف اور دنون مین اُن کی ظاہری حقیقتون کے اعتبار سے تشبیہ کی طرف۔ مگر میری دعا نے فرار کے سوا کوئی اثر نہین کیا یعنی قوم کو جس امر کی طرف مین بلاتا تھا اُس سے نفرت ہوئی۔
ثم قال انما لم یجیبوا دعوتہ لما فیہ من الفرقان بین التنزیہ والتشبیہ و فی الامر ای فی نفسہ قرانٌ وجمع بینهما لا فرقان وتمیز بینهما۔	پھر مصنف فصوص لکھتے ہین۔ قوم نے جو نوح علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہین کیا۔ تو اس کا سبب سواے اِس کے نہین ہے کہ اس دعوت کے اندر تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان مین۔ فرقان (افتراق) ہے۔ اور نفس الامر مین تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان قران (قرب) اور جمع چاہیئے۔ نہ کہ ان دونون کے درمیان فرقان (افتراق) اور امتیاز۔

ثم قال فان القران یتضمن الفرقان تضمن الکل لاجزائه والفرقان لایتضمن القرآن فان الجزء لایتضمن الکل فالقران اکمل من الفرقان۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں۔ کہ قرآن شامل ہے فرقان کو جیسے کہ کل اپنی اجزا کو شامل ہوتا ہے۔ اور فرقان قرآن کو شامل نہیں ہے۔ کیونکہ جزو کل کو شامل نہیں ہوتا ہے لہذا قرآن بہ نسبت فرقان کے زیادہ کامل ہے۔

ثم قال وهذا ای لکون القران اکمل من الفرقان ما اختص بالقران الا محمد صلی الله علیه وسلم بالاصالة وهذه امة التی هی خیر امة اخرجت للناس بالمتابعة والمراد بالقران الذی اختص به النبی صلی الله علیه وسلم وامته انما هو بالحقیقة السویة الاعتدالیة الجامعة بین التنزیه والتشبیه وسائر المتقابلات بحیث لایغلب احد المتقابلین علی الآخر فی مرتبة من المراتب فلیس کمثله شئ ای فقوله تعالی لیس کمثله شئ فجمع الامرین امر التنزیه والتشبیه فی امر واحد ای آیة واحدة وهی مجموع تلك الآیة او کلام واحد وهو کل من نصفیها۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں چونکہ قرآن۔ فرقان کی بہ نسبت زیادہ کامل ہے۔ لہذا قرآن کے ساتھ جس کو خصوصیت دی گئی۔ وہ اصالۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ اور اتباعاً یہ امت ہے جو بہترین امم ہے۔ وہ امم جو لوگوں کی رہنمائی کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور جس قرآن کے ساتھ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور آپ کی امت خاص کی گئی ہے۔ اُس سے مراد وہ قرآن ہے جو ایسی حقیقت کو شامل ہے۔ جو مساوات اور اعتدال کا درجہ رکھتی ہے۔ اور نیز تنزیہ و تشبیہ اور تمام متقابلات کو اس طور پر جامع ہے۔ کہ دونوں متقابلوں میں سے کوئی کسی پر کسی مرتبہ میں غالب نہ ہو۔ لہذا مثل اس قرآن کے کوئی شے نہیں ہے یعنی خود قول اللہ تعالے جل شانہ کا ہے **لیس کمثله شئ** پس تنزیہ و تشبیہ دونوں آیۃ واحدہ میں جمع ہیں۔ اور آیۃ سے مراد ساری یہ آیۃ ہے۔ یا تنزیہ و تشبیہ دونوں کلام واحد میں جمع ہیں اور کلام سے عبارت منجملہ آیۃ کے دو نصفوں کے کوئی سا بھی ایک نصف ہے۔

ثم قال فلو ان نوحا اتی بمثل هذه الآیة اجابوه۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں۔ اگر نوح علیہ السلام اس آیۃ کی ہدایت کے موجب تعلیم فرماتے [illegible]

ضرور قبول کرتی -

اور اسی طرز پر سبع الاولیا کا بھی بیان ہے - جس کو صاحب موصوف انوار الاسرار کے دیباچہ مین جہان اقسام تفسیر لکھے ہین - لکھتے ہین -

قوله ومن فسره واوله علی الباطن ولم یلتفت الی ظاهره اصلا کا ذهب الی فرعون انه طغی یراد بها ان موسی روحه وفرعون نفسه من غیر ملاحظه معنی الاصلی الذی نزل لاجله فهو باطنی البطونه احد معانیه ومن فسره علی الظاهر انصرف من غیر ایمان واقرار بالاشارات والنکت التی هی عین البلاغة الی ربه و محض الفصاحة من نفسه فهو حشوی خارجی مارای من جلال قرائته الا اس اوقات عزته ولم یظفر بدخوله فی مجلس وقوف علی جماله المندرج فیه والمندمج تحته ومن جمع بینهما فهو العارف الکامل الواقف بالکتاب وبمراد نزوله -

سبع الاولیا کا بیان ہے - جس شخص نے قرآن کی تفسیر کی اور صرف باطن کی طرف تاویل کر کے کھینچ لے گیا - اور ظاہر کی طرف قطعی ملتفت نہین ہوا - جیسے اذهب الی فرعون انه طغی سے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ اُسکی روح ہے اور فرعون اُس کا نفس ہے - بغیر اُن اصلی معنی کے لحاظ کے جن کے واسطے خاص کر قرآن نازل ہوا ہے وہ شخص باطنی ہے - کیونکہ قرآن کے دونون معانی مین سے ایک کو چھوڑ کر ایک کے اندر گھس گیا ہے - اور جس شخص نے قرآن کی تفسیر صرف ظاہر پر کی - اور جو اشارات اور نکات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نسبت کر کے عین بلاغت ہین - اور تفسیر کنندہ کی نسبت کر کے محض فصاحت ہین اِن اشارات اور نکات کا یہ مفسر نہ ایمان رکھتا ہے اور نہ اقرار کرتا ہے - وہ شخص حشوی خارجی ہے جس کو جلال قرأۃ مین سے بیرونی پردہای عزت کے سوا - کچھہ نظر نہین آیا - اور اسکو محل قیام مین داخل ہو کر اس جمال کا دیکھنا نصیب نہین ہوا جو اس کے اندر مندرج اور پوشیدہ ہے - اور جس شخص نے ظاہری اور باطنی دونون معانی کو جمع کیا - وہ شخص عارف کامل ہے اور کتاب سے اور مراد نزول سے واقف ہے -

اور انہین ظاہری باتون کے طور پر وہ تحقیق بھی ہے - جو لفظ النفس کے متعلق سبع الاولیا نے لکھی ہے

یعنی انسان کی عنصری ترکیب مین روح واجب کے مرتبہ مین ہے - کالبد ممکن کے درجہ مین ہے - اور دل اُس مقام پر ہے جو دونون کو جامع ہے [1] عِبَارَاتُنَا شَتّٰی وَحُسْنُکَ وَاحِدٌ [2] بیت -

یک نکتہ بیش نیست غم عشق وین عجب	کز ہر کسے کہ مے شنوم نامکررست

خلاصہ اس طول وطویل منقولات کا سوائے اِس کے نہین ہے - کہ جامعیت کا مرتبہ افضل ہے سبحانہ تنزیہ جامع ہے - اور سبحانی صرف تنزیہ واجب ہے [3] فظہر المراد وزال الاعتراض -

یاد قاضی محمود موربی

موربی ایک موضع ہے مضافات گجرات مین - آپ شیخ لشکر محمد عارف قدس سرہ کے مرید مین - رسمی علوم کی تحصیل نے آپ کو فضیلت کے درجہ پر پہونچایا تھا - حکیم عثمان بولکانی اور مولانا موسیٰ بولکانی جو عادل پور برہان پور کے مدرس تھے - بعض علوم مین مثل عربی اور نحو کے آپ کے شاگرد مین آپ کے پیر سے روایت ہے - جن ایام مین راوی (مین) ہدایہ فقہ قاضی محمود سے اور قاضی محمود نقد نصوص اور مراۃ العارفین - اِس درویش سے پڑہتے تھے - تو آپ کو ایک مسئلہ کلام مین سخت دشواری پیش آئی - کہ یہ جلیل القدر صفت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نسبت اس طرح کیون کر ثابت کی جاوے جو اعتراض سے سالم رہے - القصہ مسئلہ مذکور اس طرز سے دلنشین کیا گیا - کہ تردد کی خلش آپ کے ذہن مین باقی نہین رہی - اور عبارت والون کے جھگڑے سے آپ کے ضمیر کو نجات ملکر سکون حاصل ہوا - اُس وقت آپنے کہا - مردون کے واسطے یہ بڑی لغزش گاہ ہے - اس موقع کے واسطے ایک عصا ہاتھ آیا - اور نیز آپ فرماتے تھے - جس روز سے شیخ عارف کے ہاتھ پر مینے بیعت کی ہے - اُس روز سے علوم اور فنون کی بہت سی مشکل اور مخفی باتین میری طبیعت پر ملازمت پیر کے فیض سے باآسانی حل ہوجاتی ہین - اور بہت مدت سے ایسا ہوتا ہے - کہ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ عالم خواب مین میری دشواریان حل کردیتے ہین -

مصرع باد آسان در طریقت آنچہ دشوارش بود -

یاد شیخ اولیا

آپ نے قدم فرسائی کی - تو صدق وصفا کے میدان مین - اور خانہ نشین ہوئے - تو فقر وفنا

[1] ساری عبارتین متعدد ہین اور تیرا حسن صرف ایک ہے ۱۲ [3] مراد ظاہر ہوگئی اور اعتراض دفع ہوگیا - ۱۲

کے کوچہ مین شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ تھے - اور شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری سے نسبت تھی - قدس اسرارہم - ایک روز آپ کے پاس خبر آئی - کہ آپ کا بیٹا اور داماد دونون - جان فرسا لڑائی کے معرکہ مین مارے گئے اس خبر کو آپنے کشادہ پیشانی کے ساتھہ سنا - ماتم اور تعزیت کا رنگ ڈہنگ آپ کے اوضاع اور اطوار سے قطعی پیدا نہین ہوا - اور ان دونون عزیزون کی خبر کا جان گزا خط اپنی بیوی کے پاس لیجا کر اس عنوان سے سنایا - کہ تمہارے واسطے ایزدی بارگاہ کا ہدیہ لایا ہون مصرع خدا بہ صبر او پاداش بخشاد -

یاد شیخ رکن الدین ابن محمود

آپ کی زاد بوم بیانہ ہے - جو دار السلطنت آگرہ سے دو منزل دور ہے - یہان کا نیل اور مہندی دونون چیزین بے مثل ہوتی ہین - اہل جہان سوغات سمجھکر ہر ایک ملک کو بیجاتے ہین - آپ فرماتے تھے - ہم تین شخص جو باہم برادر تھے - مراغہ تبریز سے ہند کی طرف آئے تھے - شرف الدین داؤد - اور عبدالمجید - بیچ کے بہائی نے بیانہ مین عقد کرلیا - اور دوسرے کا ذکر ہے - یہ مجرد اور حضوری مرے شیخ رکن الدین چودہوین پشت مین شرف الدین کو پہونچتے ہین جس سال ہمیون نام بیگ پرست - جنت آشیانی کے لشکر سے بہڑ گیا تہا - آپ بیانہ سے چل کر دار الامان منڈو مالوہ مین چلے آئے تے - سناعت خان کی بے ستون مسجد بادشاہان خلج کا جہان گنبد ہے - اسکی جنوبی سمت مین واقع ہے - اسی مسجد مین آپ نے قیام فرمایا - اور خدا پرستی - اور بیداردلی کے ساتھہ متوکلون کی طرح گزران کی - نحو اور فقہ کی کتابون سے آگاہ تھے - پرہیزگاری اور کم آزاری مین استحکام کے ساتھہ قدم جمائے ہوئے تھے کامل بائیس سال تک درویش زادون کو - بدون اُجرت لینے اور احسان رکہنے کے قرآن پڑہایا - اور عربی زبان مین استعداد پیدا کراتے رہے - اپنے حجرہ سے جامع مسجد اور جنازہ کی نماز کے سوا - کہین نہین گئے - تاریخ چوبیسوین جمادی الاول ہجری سنہ نوسو بانوین کو روانہ مکان قدس ہوئے - ایک لڑکے کو بیانہ سے ہمراہ لائے تھے - جس کا نام عبدالغفار ہے - یہ آج تک اُسی مسجد مین زندگی گزار رہے ہین - خوابگاہ منڈو - سید محمود کی مسجد کے صحن مین مصرع یاد رکنی از ارم یادے اُو -

یاد شیخ یوسف قادری

آپ سید اسمعیل کے مرید ہین - جو شیخ کمال الدین قریشی کے خلفا مین سے ہین - آگرہ کے نئے قلعہ مین سکونت رکہتے تھے - سرگشتہ طالبان خدا کی رہنمائی کے بارہ مین بہت کچھہ دلسوزی اور کوشش سے کام لیتے تھے - بالآخر پیر بزرگوار نے اپنی دامادی سے آپ کو سرفراز فرمایا - اس ظاہری رشتہ کے ساتھہ معنوی نسبت کا رشتہ

اور پیدا ہوگیا۔ ان دونون صدفون کے شاہوار موتی دار السلطنۃ مین موجود ہین۔ خدا کرے۔ خدا شناسی کا شرف نصیب ہو **مصرع** کو درخت سعی تا از وصل جانان برخوریم؛

یادشیخ حسن چشتی

آپ کی زادبوم قصبہ تھانیسر ہے جو سلطان پور دربار کے پرگنات مین سے ہے۔ آپ بہت پرانے ضعیف العمر مگر زندہ دل شخص تے۔ ہمیشہ نم ناک آنکھون کے ساتھہ زانو پر سر رکھے ہوئے بیٹھے رہا کرتے تھے اپنی [illegible] ربانی کی صفت تھی۔ جو شخص ایکبار آپ کو دیکھہ لیتا تھا۔ اُس کو پہر دوبارہ آپ کے دیکھے بدون آرام پانا ممکن نہیں ہوتا تھا۔ مسیح التلوب سے روایت ہے باوجودیکہ آپ کے پانچ لڑکے تھے۔ جو دینداری اور علم سے آراستہ تے۔ اور با ارادت معتقدین کی ایک جماعت کی جماعت تھی۔ لیکن درویشون اور عالمون کی ملازمت مین جب جایا کرتے تے۔ تو تنہا جایا کرتے تھے۔ جب اس بارہ مین آپ سے دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ مجکو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہین ایسا نہو کہ بزرگان دین کی ملاقات کے وقت ہمراہیون کے دل۔ کسی اندیشہ باطل مین مبتلا ہوجاوین۔ یا میرے دل مین اپنے ہمراہی فرزندون اور مریدون کے واسطے کوئی ایسی خواہش پیدا ہووے جس مین مشائخ طریقت کی خوشنودی نہ ہو۔ اس سبب سے خدا شناس گروہ کی خدمت مین تنہا جانا بہتر معلوم ہوا **بیت**

چراغ مہر و خورشید محبت ‌‌ ‌‌ شب تنہائیش را در کمین باد

یادشیخ محمد[۲]

آپ علوم غریبہ بالخصوص اقسام جفر اور دفع اعداد اچھی طرح جانتے تے۔ علم کو عمل کے ساتھہ رفیق بناکر اپنی مصاحبت سے لوگون کو فیض پہونچاتے تے۔ قرآنی تلاوت کے وقت بہت کچھہ تاثیر اور ترتیل کام مین لاکر سننے والون کو خدائی پیغام پہونچایا کرتے تے۔ ہمیشہ مہمان خانہ مین مقیم اور مسافر ہم نشینون کے ساتھہ کہانا کہایا کرتے تھے۔ [illegible] کا ولولہ [illegible] عشق کا تعشہ۔ ہمیشہ اور ہر وقت آپ کا حریف تھا۔ اور دائمی شگفتگی آپ کے مزاج کا جزو تھی۔ امام فضلا آپ کی رحلت کی تاریخ ہے۔

۹۹۲ھ

یادشاہ منجھن

آپ عبد اللہ ابن قاضی خیر الدین کے فرزند ہین۔ شریف اور نجیب سطرین تے۔ آپ کے پدری دادا۔ خلاصۃ العلما قاضی تاج الدین نحوی۔ مادری دادا۔ زبدۃ السادات قاضی سماء الدین دہلوی ہین۔ جو

فتویٰ نویسی کے عالی منصب پر سرفراز اور قتلغ خانی کے پاک خطاب کے ساتھ مشہور تھے - آپ کے پیر بیعت تاج العرفا سید تاج الدین بخاری ہین - یہ سید صاحب - بہت کچھ معرفت اور سیاحی کے ساتھ روشناس ہین - اور ہر ایک ملک کے مشائخ سے ان کو خلافت حاصل ہے - جب سید صاحب ہند مین آئے - تو غوث الاولیا کی ملازمت حاصل کر کے خلعت اجازت پایا - پھر اس کے بعد - اسی شطاریہ سلسلہ مین اپنے تئین مشہور کیا - اپنے مرید شاہ بنجھن کی سفارش - حضور غوث الاولیا مین کر کے - خدمت مین چھوڑا - آپ اُس فرصت مین مرت کی جیسا تصانیف مین سے جواہر خمسہ کو پیر کی خدمت مین پڑھ کر - اپنے عمل مین لائے - جواہر خمسہ ایک کتاب ہے - جو زاہد کے افعال - سالک کی رفتار - اور صوفی کے اعتقاد پر شامل ہے - خرقہ خاص جو کوہستان چنار کی ریاضت کے وقت غوث الاولیا پہنے رہتے تھے - آپ کو عطا ہوا ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین آپ کے فرزند ارجمند شیخ عثمان کے ہاتھون - راقم نے بھی اُس خرقہ کی زیارت کی تھی -

اب مین کسی قدر حالات لکھتا ہون - شاہ منجھن - خلاصہ علماے زمانہ شیخ احمدی کے ہمدرس تھے - تمام علوم متداولہ کا محققانہ درس فرمایا کرتے تھے - شرعی حدود اور اُس کے آداب کا لحاظ رکھنے مین - بہت کچھ کوشش اور اہتمام کام مین لاتے تھے - آپ کے ایام زندگانی - درس - مطالعہ - مراقبہ - اور محاسبہ مین وقف تھی جس سال مین شیر خان سور نے قلعہ راے سین فتح کر کے اسلام آباد نام رکھا - اس سال مین آپ اپنے وطن لکھنوتی سے چل کر اُس قلعہ مین آئے تھے - ایک عمر تک اُس قلعہ کی شیخ الاسلامی اور خانقاہ داری کا منصب آپ کے نام سے رہا - جب قلعہ مذکور کی سرداری کی نوبت ہنود کو پہونچی - تو آپ وہان سے بہ ترک سکونت سارنگ پور مالوہ مین چلے آئے - اور یہین مکان بنا لیا - ایسا عالم جو علوم کی فیض رسانی کا دروازہ لوگون پر کشادہ کرے - اُس زمانہ مین اور اُس اطراف مین نہین تہا - اور کتابین بہی حادثہ کے سبب سے نوشا مین جاتی رہین تہین - ناچار آپ نے ہر ایک فن مین اپنی یاد سے ایک ایک رسالہ مرتب اور تحریر کر لیا - اور طالبان علم کو اُس وقت تک کہ دوسری مبسوط کتابین ہاتھ آوین - اُن مرتبہ رسالون کے ذریعہ سے فیض بخشی فرماتے رہے - بعدہٗ آپ کے گرامی قدوم کی برکت سے سارنگ پور شہر شیراز کی طرح دار العلوم بن گیا - اور بہت سے اہل کمال آدمیون کے واسطے وہان کی دانا گیر خاک سکونت کا باعث ہوئی -

جب آپ کا وقت پیری آ پہونچا - تو آپ نے دل کو فرزندون اور عزیزون کی صحبت سے پاک کیا اور قصبہ اشٹہ مین جو سارنگ پور سے دو منزل دور ہے - گوشہ نشینی کے واسطے مکان اختیار فرمایا - ہر چند سال بعد ہجری

سنہ ایک ہزار ایک کے ماہ ربیع الاول مین آپ بمقام سارنگ پور گئے - اور تمام چھوٹون بڑون سے خوشنودی حاصل کی - اور رخصت ہوکر وہان سے پہر اپنے گوشہ نشینی کے حجرہ مین واپس چلے آئے - اب اس وقت مین عمر شریف کا سال اسّی کے خانہ مین آگیا تہا - اِس مہینے مین آپنے ایک روز اُن اصحاب کے ساتہہ جو ذکر جہر کے ہنگامہ مین حاضر تہے - جہان فانی کے وداعی مراسم ادا کئے -

آپ کے جد بزرگوار قاضی تاج الدین نحوی شیخ محمود زندہ پوش قرشی عشقی کی نسل سے ہین - جن کی خانقاہ اسلامی شہر بلخ مین تہی - جس زمانہ مین اشرف دانشوران قاضی شہاب الدین صاحب بحر مواج اور قاضی فخر الدین کی ذات مبارک سے ہند مین مجلس فیض عین رونق پر تہی - اُس زمانہ مین قاضی تاج الدین نحوی بلخ سے ہندوستان مین آئے تہے - اور شہر لکنوتی مین قیام کی تجویز کی تہی - بہت سے طالبان علوم کو علوم اور فضیلت سے آشنا کردیا - جب ہجری سنہ نوسو چہیاسی مین مالک اقلیم اکبر شاہ نے مالوہ کی طرف کوچ فرمایا - تو صوبہ مالوہ کے تمام مشائخ ایک وجہ خاص سے لشکر مین فراہم کئے گئے - اِس مجمع مین راقم کو شاہ جی بن کی خدمت مین حاضری کا موقع ملا تہا - دیدار اور دست بوسی سے فیض پایا تہا - خدا کرے - آپ کی برکات دوام کے ساتہہ ہم آغوش رہین -

یاد خواجہ کلان پور خواجہ جویباری

آپ - دینی سعادت مین - سوصدان سابق کے ہم پایہ - اور دنیاوی تصرفات مین فرمان روایان زمانہ کے ہمسر تہے - باایہمہ طریقت - آزادگی بے تعلقی - اور درویشی کے قانون اور آئین مین ایک شمہ بہی فروگزاشت نہین کرتے تہے - کہتے ہین - حاجتمندون کی معروضات اور ارباب ہوس کی خواہشات - سننے کے بعد - اسی حجرہ مین گہس جایا کرتے تہے - جو بنا رکہا تہا اور تن گدازی - اور روح پروری کے کام مین مشغول ہوجاتے تہے - اسی طریقہ سے تمام عمر گزاردی - جب ہجری سنہ نوسو بانوین مین - اپنے اعضا و جوارح ملک عدم کے سپرد کرکے عنصری مکان سے اصلی مقام کو کوچ فرمایا - تو گہر مین سے سوائے ایک شکستہ خشت اور ایک پُرانی چٹائی کے کچہہ نہین نکلا -

یاد شیخ یوسف بن شیخ عبداللہ تیمی انصاری

آپ نے کتابی علم کی تحصیل - اپنے پدر بزرگوار کی تعلیم سے کی تہی - جب آپ امیر سید اسمعیل ابن سید ابدال قادری کی صحبت مین پہونچے - تو یہان نسبت دامادی پیدا ہوگئی - اور نیز ان کا دامن پکڑکر آئلی

معرفت کا سامان فراہم کیا۔ چند روز بعد سید اسمعیل نے خرقہ خلافت عطا فرماکر اپنا جانشین بنایا۔ دنیاوی داد و ستد۔ ہر ایک کی ضرورت اور عدم ضرورت کے اعتبار سے لازمہ بشریت ہے۔ اس داد و ستد کے اندر مکر و فریب کو آپ کے اشغال مین اور ناراستی کو آپ کے اقوال مین دخل نہ تھا۔ ہجری سنہ نوسو چورانوین مین شوال مہینا گزر کر چاند رات کے دن نماز عصر مسجد مین پڑھنے کے بعد معمولی وظیفہ مین مشغول تھے۔ آفتاب ڈوب جانے کے بعد بعض مسجد نشینون نے ہلال ذی قعدہ کی رویت کے واسطے اٹھکر باہم مبارکباد کہی آپ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ اور رو کر کہا۔ اگر چاند نظر آگیا ہے۔ تو درویش کو عنصری تعلقات کے بار سے سبک دوش کر کے۔ اپنے حضور مین کیون طلب نہین فرمالیا۔ شاید خداوندی بارگاہ کے لائق نہین جانا ہوگا۔ اسی قسم کی باتین کر رہے تھے کہ اتنے مین نماز مغرب کی تکبیر ہوئی۔ آپ نماز پڑھکر اپنے مکان کی طرف چلے آئے۔ اُسی دم تکیہ پر سر رکھکر۔ اپنی جان کو کلمۂ شہادت کے ساتھہ۔ اصلی وطن مین پہونچا دیا۔ خوابگاہ گرد

یاد مولانا کاسکرانی ابن امیر امین الدین خراسانی

آپ اپنے ماموں مولانا فخر الدین علی واعظ کے مرید ہین۔ آپ کے دل مین عشق اور عرفان کے جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ اور آپ کی زبان کی کنجی سے عقل و نقل کے خزانے کھلتے تھے۔ کسی مقام مین بلکہ اپنے مکان کرامات مین بھی رہنا پسند نہین تھا۔ ہمیشہ آزردہ خاطر رہتی تھی۔ کہتے ہین۔ بہتیرے لوگ آپ کے درس سے استادی اور مددی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ نیز آپ فرماتے تھے۔ میرے ماموں ہمیشہ باغ مین تنہا جایا کرتے تھے۔ ایک روز مین نے عرض کیا۔ مجکو بھی اپنے ہمراہ لے چلیے۔ فرمایا۔ تم کو باغ دیکھنے کی تاب نہین ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ مین دل شکستہ نہون مجکو ہمراہ لے گئے۔ جب باغ کے اندر قدم رکھا۔ تو اُس کے درخت تمام و کمال قیام سے رکوع مین جھک گئے۔ مجکو حیرت اور حیرت کی وجہ سے بیہوشی ہونے لگی۔ آپ نے میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ تب میرے دل مین اس حالت کے دیکھنے اور برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوئی۔ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین جہان فانی کو وداع کیا۔

یاد مخدوم جعفر

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ۔ دونون بوبک گانون مین ہین۔ جو سیہوان کے نزدیک ہے۔ سیہوان کو سیستان سندہ بھی کہتے ہین۔ زبان کو رسمی فضیلیات اور دل کو حقیقی معرفت حاصل تھی۔ آپ ضمیر کی باتون سے آگاہ۔ عموماً لوگون کے دوست۔ اور نیز رموز النفس و آفاق[۵] سے واقف تھے۔ شیخ طاہر ابن یوسف سندہی

[۵] رموز النفس یعنی عالم ارواح۔ اور آفاق یعنی عالم شہادت ۱۲

کے اُستاد زادہ ہین - جو مجمع البحار طاہری - اور ریاض الصالحین کے مصنف تے مسیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم مظلہ سے روایت ہے - حکیم عثمان بوبکانی سے مینے سنا ہے - اُنہون نے فرمایا - مخدوم نے آخر عمر مین منطق کی کتابین دریا مین بہادی تہین - اور احیاء العلوم - عوارف - فصل الخطاب - اور نیز ان کتابون کی مثل جو دیگر کتب ہوتی تہین - اُن کے مطالعہ کے سوا کوئی شغل نہین تہا - مصرع باد بروحش مقام جنت فصل الخطاب -

یاد مخدوم بایزید لاکھہ

لاکہ - ایک قبیلہ ہے سندمین - عزت آماے دارین - بہرہ مسند نشاتین - مرزا عبدالرحیم خانخانان - امدو دولتہ نے مسیح زمان کی خدمت مین بیان کیا تہا - کہ جب مین صوبہ تتہ فتح کرنے کے زمانہ مین مخدوم کی خانقاہ مین پہونچا - تو صوفیون کی ایک جماعت دیکہنے مین آئی - کہ اُن کے ہاتہہ تو لازمی ضروریات بہم پہونچانے کے کام مین مصروف تہے - اُن کی زبانین تلاوت قرآن کے ساتہہ - ذکر الٰہی مین لگی ہوئی تہین - اور اُن کے قلوب نفسانی خطرات دور کرنے کی فکر مین مشغول تے - آپ کی گرامی صحبت سے بہت کچہہ باطنی فروغ حاصل ہوا -

مصرع آیۂ نور باد شمع شبش ؛

یاد مخدوم بلال سندھی

آپ - حق کے عارف - اور خلق کے معروف تے - ہدایت سندہی سے روایت ہے - ایک رات کا ذکر ہے - مخدوم خلوتخانہ کے اندر - مطالعہ اور مشاہدہ مین مشغول تہے - پیاس کا زور یہان تک ہوا - کہ پانی کے واسطے باہر آنا پڑا - ناگاہ خواجہ خضر علیہ السلام موجود ملے - دیا - جو کچہہ دیا - اور پایا جو کچہہ پایا بیت

آرزو آنچنان ندانند خواست	آنچہ حق بہر بندگان آراست

یاد مولانا خرد دیوانہ

آپ کے ہاتہہ نے دامن مولانا خواجگی کاشانی کے ارشاد کا پکڑا تھا - آپ آگاہ دل خداشناسون مین سے تے ہمیشہ فیض رسانی کی مسند پر معرفت الٰہی کا بیان کرنے کے وقت جذبہ کی وجہ سے چہرہ سرخ ہوجایا کرتا تھا - اور معانی کا نشہ سر سے جوش مارا کرتا تھا - ایسی اونچی اونچی باتین بیان کیا کرتے تے - کہ اندیشہ بھی ان کے ادراک سے قاصر رہتا تہا - اور کوئی دانشمند - آپ کے بیان کی توجیہ نہین کرسکتا تھا - کہتے ہین - دارالاسلام بلخ کے فرمان روا پیر محمد خان اوزبک نے اپنے زمانہ حکمرانی مین ایسے خلیفہ کی درخواست کی تہی - جو نقشبندیہ سلسلہ پر لوگون کو تالیف قلوب کرکے کہینچ لاوے - چنانچہ مولانا نے اپنے

یارون سے استفسار فرمایا - ہرایک نے اس کام کے لئے - اپنے تئین تجویز کیا - اُس وقت مجلس مین مولانا خرد موجود نہین تھے - پیر بزرگوار نے سب کی رائے کو نظر سے گرادیا - کیونکہ بوے پندار آتی تھی - اور قلبی توجہ سے مولانا خرد کو مجمع کی طرف کھینچ بلایا - اور فرمایا - دیوانہ تم درویشان بلخ کے پیشوا کئے گئے ہو - اُٹھو - اور روانگی کا سامان کرو - جب وہان پہونچ جاؤ تو طریقہ رہنمائی اختیار کرنا - اور طالبون کو اپنے مطلوب مین کامیاب کرنا - آپنے تعمیل حکم کی - اور رہنمائی کا کام سنجیدہ روش کے ساتھ انجام دیا - ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو نوے تھا - کہ آپ کے طلب - روحانی عالم مین ہوئی - آپ نے قبول فرماکر بلخ مین خوابگاہ اختیار کی -

یاد شیخ صدیق برودرہ (بڑودہ)

آپ عطار کے لڑکے تھے - جب توفیق کی بزم سے آپ کو کیف حاصل ہوا - تو باپ کی عطاری کی دوکان چھوڑکر - پیر کا شطاری طریقہ اختیار کیا - تھوڑے عرصہ مین ذاکر - شاغل - عابد - عارف - فانی - متوکل - اور نیز گوشہ نشین ہو گئے - خلافت کا خرقہ - اور بیعت کی کلاہ شیخ صدرالدین ذاکر سے ملی تھی - ہمیشہ جان توڑ کر کوشش کیا کرتے تھے - کہ پیر کی ہی ملازمت مین رہین - پیر کی اُخروی رحلت کے بعد ناچار ہوکر ایک مسجد کا گوشہ اختیار کر لیا تھا - اور اُسی مین رہے - جب تک کہ ناسوتی تلچھٹ کا پیالہ توڑ کر لاہوتی شراباً طہورا کا پیمانہ منہ سے نہین لگالیا - اور بزم وحدت مین صاحب دور نہین ہوگئے - ہجری سنہ نوسو بانوین مین جو مظفر گجراتی کے خارج ہونے کا اور خانخانان کی فتح کا سال ہے - راقم رسمی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر اپنے وطن سے احمد آباد گجرات کو جارہا تھا - جب شہر برودرہ (بڑودہ) ہوکر گزر ہوا تو اپنے مرشد شیخ صدرالدین ذاکر کے روضہ کی زیارت کے واسطے - اور نیز اُس شہر کے مشایخ کی ملازمت کے قصد سے دو تین روز وہان پر مقام کیا - اور اپنی مشتاق آنکھین ان اصحاب کے دیدار سے منور کین - اس درمیان مین شیخ صدیق کی خدمت مین کئی دفعہ رازداری کی باتین ہوئین - پھر جب ہجری سنہ ایک ہزار تین مین استادی شیخ وجیہ الدین علوی کے روضہ مقدس کی خاک بوسی کے واسطے گجرات کو گیا - تو اس دفعہ آپ کو برودرہ (بڑودہ) کی اُس مسجد مین نہ پایا - مسجد کے ہمسایون سے آپ کے حالات تحقیق کئے - تو اونہون نے بیان کیا - کہ ہجری سنہ نوسو ستانوین مین آپ آنجہانی ہو گئے - بعض نے سنہ چھیانوین بیان کیا - العلم عند اللہ الملک العلام

یاد شیخ عبدالرحمن صوفی سرہندی

آپ برترین گروہ مین سے ہین - عاشق منش - مبتلا سرشت - سوختہ دل - حسن پرست - فراخ مشرب

ہمارد جو بلند ہمت۔ ستودہ خو۔ گوشہ نشین۔ گرسنگی پرور۔ بینا نگزار۔ آرزو دشمن۔ قناعت دوست
اور اہل کشف تھے۔ آپ کو سید بدہا بلگرامی کی خدمت مین ارادت تھی۔ جب اپنی زاد بوم سے آپ دار السلطنت
آگرہ مین آئے۔ تو غوث الاولیا کے صاحب زادہ مخدومی شیخ ضیا اسکی خانقاہ مین حجرہ تجویز کر لیا قدس سرہم
اور چند روز مین ضیائی صحبتون نے زندگانی کا باغ پر بہار کر دیا عایشہ نامی ایک عورت حسینہ اور تبیا تھی
یکایک آپ اُسپر عاشق ہوئے۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ عورت مذکورہ نے بھی۔ درویش اور نیز
درویشی پر دل دیدیا تھا۔ **القصہ** دونون طرف کی اجازت۔ اور خوشنودی سے عقد کی رسم ادا ہوئی بہت
برسون تک دونون ہم راز رہے۔ سید احمد قادری آپ کے ہم رازون مین سے ہین۔ ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ کہ
شیخ اس عورت کے ساتھ ایسا گہرا مراقبہ کیا کرتے تھے۔ کہ رات کو صبح کر دیا کرتے تھے۔ اور ...
حسن الشہوات کے گرویدہ لوگون سے مستثنیٰ تھے۔ کیونکہ آپ کی نظر اسطرز زمانہ کی رنگ آمیزی کو دیکھکر کبھی اپنی
جگہہ سے نہین سرکتی تھی۔ اور آپ کا دل۔ روزگار کے طلسمی ہنگامہ سے کبھی دہوکا نہین کہاتا تھا۔ بلکہ نہایت
کم درجہ کی خورش اور پوشش سے بہوک کی دفع الوقتی۔ اور برہنگی کی دلاساکشادہ پیشانی کے ساتھ فرمایا
کرتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو پچانوین مین اپنی عنصری ہمورت۔ سپرد خاک کر کے۔ اصلی وطن کو
رخصت ہوئے۔

یاد شیخ طیب طاب ثراہ

آپ۔ حافظ۔ عالم۔ قاری۔ بے تصرف۔ شکستہ دل۔ اور نمناک چشم تھے۔ اپنے گہر کی ضروریات
خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تھے۔ ایک روز آپنے ایک حسین کو جو معشوقی کے ساتھ اُس ملک مین مشہور
تھا مسیح القلوب کے ہمراہ دیکھا تھا۔ اور مذاق کے طور پر کہا ؁۲ اَھٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِھَتَکُمْ اور یہ کہکر چل
دئے۔ مخدوم ہارون ایک بزرگ تھے۔ سندیلہ کی تمام زمین ان کے وجود سے روشن تھی۔ اور تتہ کی تمام اطراف
ان کی با علم اولاد اور شاگردون سے معمور ہین کہتے ہین شیخ طیب انہین مخدوم کے فرزندون مین سے ہین
ظاہری علم مین آپ کے استاد ملا ... ہی ہین۔ تقدیر کے ... ناچار ہو کر آپ اپنے وطن
سے دل برداشتہ ہوئے۔ اور ایلچ پور برار کی طرف سفر اختیار کیا۔ اس زمانہ مین شیخ طاہر یوسف ...

؁۱ لوگون کو (دسیائی) مرغوب چیزون کے ساتھہ دل بستگی بہلی معلوم ہوتی ہے ؁۲ کیا یہی ہین۔ جو تمہارے معبودون کو
(برُی طرح) یاد کرتے ہین ۱۲

تشریف رکھتے تھے - ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر خوش ہوئے - اور شکر آلہی بجالائے - ان دونوں صاحبوں کے درمیان مین یہان تک محبت بڑہی - کہ شہر کے لوگ دونون بزرگوارون کو باہم بہائی بہائی سمجھتے تھے لیکن یہ شیخ طیب - وہ شیخ طیب نہین ہین - جو اُن کے بہائی تہے - اُن کا پیمانہ زندگی - ہجری سنہ نوسو پچاس مین لب ریز ہوچکا ہے - القصہ - آپنے ایک مفید شرح رسالہ غوثیہ پر لکھی ہے - اور آپ کے عمدہ عمدہ حاشیہ مشکوۃ حدیث پر بہی ہین مسیح القلوب اصول فقہ اور کلام مین آپ کے شاگرد ہین - برار کے حادثہ معلوم مین شیخ طاہر کے ہمراہ آپ بہی حاکم کی التماس قبول کرکے برہانپور مین آگئے تھے - بہت کچھہ فیض بیان کے لوگون کو پہونچایا اور دسوین صدی کے دسوین حصہ مین آپ نے اُس جہان کا عزم فرمایا - خوابگاہ - شیخ براہیم عمر سندھی کے حظیرہ مین ہے - مصرع بادطیب ہچو نامش خاک او -

یادشیخ عربی دیانہ سندھی

آپ کی ایسی عجیب وغریب ہوش رُبا خارق عادات - زمانہ کے لوگ بیان کرتے ہین - کہ اُن کو تحریر اپنے آغوش مین نہین لاسکتی ہے - منجملہ خارق عادات کے ذکر قربان کو کمال کے درجہ پر پہونچایا تہا جب آپ اُس کا شغل کیا کرتے تہے - تو تمام جسمانی اعضا بند بند کرکے جدا ہوجایا کرتے تہے - اور پہر مل جایا کرتے تہے - بعض کا یہ گمان ہے - کہ مخدوم نوح آپ کے مریدون مین سے ہین واللہ اعلم -

مصرع مظہر معجزات احمد بود ؛

یادشیخ سعداللہ دھلوی چشتی

آپ کا روزمرہ کا خرچ - دہقانی - سوداگری - یا سپاگری پر منحصر نہین تہا - بلکہ[۱] فی السماء رزقکم کے جاگیرداروں کے نام دیوان ازل سے فرمان وظیفہ جاری ہوگیا تہا - اس سبب سے آپنے زندگی - اُسی آسمانی روزی پر بسر کی - کسی متعارف سبب کو ہاتہہ نہین لگایا - اور آزادگی اور گوشہ نشینی کا دامن ہمت کے ہاتہہ سے پکڑکر امراء سلاطین عرب کی ملازمت سے فیض اُٹھایا - آپ اپنے تئین شیخ جایلدہ دہلوی قدس سرہ کے خانقاہ نشینون مین سے بیان فرمایا کرتے تہے شیخ عبدالعزیز یحیٰی مندری دہلوی کے ساتہہ نسبت خویشی رکہتے تھے شیخ محی الدین ملیح الملک کو - عادل شاہ برہانپوری کے حضور مین عرض بیگی کا منصب حاصل تھا - یہ آپ کے ہی فرزند ہین - اور عادل شاہ کی التماس پر آپ براہ مہربانی - دہلی سے بہ ترک سکونت برہانپور چلے آئے تہے - چند سال بعد - اسی شہر کی

---

[۱] تمہارا رزق آسمان مین ہے ۱۲

حدود مین شمالی سمت پر شیخ ابراہیم سندھی کی تربت کی ہمسائگی مین خوابگاہ اختیار کی۔

مصرع ہمسایہ اش رسول خدا باد در بہشت ؎

یاد سید حیدر قدس سرہ

آپ کا آغاز سلوک تھا۔ کہ شیخ بلال کی ملازمت مین پہونچے۔ اور ان کے موثر انفاس کی تلقین چاہی شیخ بلال نے فرمایا۔ سیادت خود فی نفسہ بڑا عالی شان درجہ ہے۔ جو آپ کو حاصل ہے۔ آپ کا رہنما مجھ جیسا گوڑریا فقیر جو کچھ نہین سمجھتا ہے۔ زیبا نہین ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ کسی ایسے بزرگ کی تلاش مین ہمت کا پانون غبار آلود کر کے اپنی مرادین کامیابی حاصل کیجئے۔ جو آپ کی نسبت کے ہم پلہ ہو۔ قصہ کوتاہ آپ نے جہان پیما قدم سے قید اُٹھائی۔ اور سیاحی شروع کی۔ آپ فرماتے تھے۔ ایام سیاحی مین۔ جس صاحب کی خدمت مین پہونچتا تھا اُمید پوری نہین ہوتی تھی۔ جواب ملتا تھا۔ کہ تمھاری ہدایت شیخ بلال کے حصہ مین آچکی ہے۔ ناچار پھر پھرا کر شیخ بلال کے آستانہ پر حاضر آیا۔ اور بیعت ہو گیا۔ نیز فرمایا کرتے تھے۔ جب مین چھ روز کا تھا اُس وقت کے حالات مجھے یاد ہین۔ کہ مین کس طرح اور کہان تھا مصرع بصارت با بصیرت روز بیش باد۔

یاد شیخ کتین لاکہ

آپ کے پیر طریقت شیخ بلال ہین۔ کہتے ہین۔ آپ صاحب دولت اور صاحب سامان تھے حتی کہ چند گروہ آپ کے زیر فرمان رہتے تھے۔ یکایک اس ساز و سامان کے ترک کا خیال آپ کے دل مین پیدا ہوا سب کو چھوڑ چھاڑ کر کس کی کفنی گلے مین ڈال لی۔ اور پیر کی خدمت کا شغل اختیار کیا۔ ایک روز آپ سے دریافت کیا گیا۔ عزوجاہ کو چھوڑ کر۔ فقر و نیاز کی دوستی اور سوختگی کے ساتھہ آشنائی کس حد تک پہونچ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ گدائی۔ اور ظاہری خواری کے ساتھہ مجکو اس قدر آرام معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر مین فرمان بردارون کے مکانون پر جاکر روٹی کا ٹکڑا بھیک مانگون۔ تو میری طبیعت پر گرانی پیدا نہ ہو۔ بلکہ آسودگی بڑھے۔ جب آپ قبر مین رکھے جاتے تھے۔ تب ذکر کی آواز سینے مین آئی تھی مصرع جزبہ ذکر حق زبان گویا مباد ؎

یاد شیخ محسن کھانہ

کھانہ ایک قصبہ ہے دہلی سے شرقی سمت مین چالیس کوس دور۔ توکل اور خاموشی یہ دو گواہ آپ کی ولایت کے تھے۔ ایک بزرگ روہتک سے لکھتے ہین۔ آپ اپنے گانون سے کہین نہین جایا کرتے تھے البتہ چند روز بعد درویشون کے دیدار کے واسطے ہمارے قصبہ مین آیا کرتے تھے۔ وہان کے باشندے

چھوٹے سے لیکر بڑے تک تمام آپ کی پیشوائی کے واسطے جاتے تھے - اور عمدہ طرح سے آپ کو شہر مین لاکر ہر ایک شخص اپنے گھر مین اترنے کی التماس کیا کرتا تھا - آپ سب سے عذر معذرت کرکے - جہان آپ کا دل چاہتا تھا وہان اُتر پڑتے تھے - سوائے ضروری بات کے زبان نہین کھولتے تھے - اور ایک شکر کی مقدار کے سوا کسی روپیہ پیسہ کو ہاتھ نہین لگاتے تھے - اسی طرز کے ساتھ ایک دو ہفتہ وہان رہکر اپنے وطن کو لوٹ جایا کرتے تھے - بہت برسون تک اسی طرح گزاری - خوا لگا د کہانہ -

یادِ شیخ ظہور الدین محمود بن جلال

آپ - گجرات کے فرزند - قطب الاقطاب غوث الاولیا کے مرید شیخ صدر الدین ذاکر کے خلیفہ راقم گلزار کے مربی - ربانی کلام کے حافظ - بے یاورون کے یار اور کمزورون کے قوت بازو تھے - ہر ایک خانوادہ کے پیرون مین دعوت کا علم - اور اذکار کا طریقہ مختلف ہوتا ہے - اور علی ہذا مشہور سلسلون کے مشائخ مین اشغال اور اسرار کی طرزین گوناگون ہوتی ہین - ان سب امور مین آپ کو کمال نفیس حاصل تھا مرشد کے ساتھ بہت مدت تک سیر و سفر مین ہم قدم - اور خلا و ملا مین ہمدم رہے تھے - خلاصہ یہ ہے کہ پیر کے اسرار اور افعال کا آپ آئینہ تھے - یعنی پیر کی صورت سے رنگ اور پیر کے معنی سے بو بہم پہونچائی تھی جب مرشد کو گجرات جانے کا خیال پیدا ہوا - تو آپ کو انھون نے منڈو (مانڈو) والون کی ہدایت کے واسطے مین چھوڑا - کم و بیش دس برس باشندگان شہر کی فیض رسانی کی بعد تاریخ اٹھارہوین شعبان کو ہجری سنہ نوسو چھیانوین مین منزل قدس کی طرف روانہ ہو گئے - خانقاہ مین ہی قبر بنائی گئی - شہر والے آپ کی عمر جبر کوتاہ بتاتے تھے - اس کی وجہ اپنی کم واقفیت سمجھے تھے - رنج و افسوس کی زیادتی کا حال کیا لکھون - کہ اس علامہ دہر کے نہ لکھے ہوئے واقعات کا ایک انبار ایسا ہے جس پر علم حاصل نہین ہے - رحلت کے وقت آپ کے چند کامگار خلفا حاضر تھے - آپ نے حاضرین مین سے شیخ داؤد کو منتخب کرکے اپنی جانشینی کے واسطے اجازت فرمائی - شیخ داؤد جیسے ظاہر مین برگزیدہ تھے ویسے ہی معنی مین بھی برگزیدہ تھے انھون نے شیخ عبداللہ اور شیخ سیار اللہ مخدوم زادون کی خدمت مین رہ کر فضیلتین اللہ صفائی وقت حاصل کی - اب ان دونون صاحب زادون کے پیچھے تو ولیار چلے جانے کے بعد - آپ ہجری سنہ ایک ہزار دس مین منڈو کی طرف لوٹ آئے ہین - اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کو قیام اور راستبازی کی توفیق عطا فرمادے - مصرع ہمچو آخام کار ما و تو محمود باد

یاد شیخ محبت

آپ بنی اسرئیل گزیدہ مین سے ہین - زاد بوم دہلی - اور خوابگاہ سارنگ پور مالوہ ہے - سپاہیانہ روش بہی رکہتے تہے خط استادانہ لکہتے تہے - ہجری سنہ نوسو پچاسی تہا - کہ قصبہ دہار مالوہ مین ایک حسین منظر پر عاشق ہو گئے - خلعت کو گدڑی کی عوض - اور عقل کو دیوانگی کی عوض فروخت کر دیا - اس درمیان مین سفر حجاز کا ولولہ اندرون باطن سے جوش کر اٹہا - تو حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کے طواف سے سرفراز ہوئے - بحر اعظم نے کنارون کی سیر کرتے ہوئے - مالوہ کو لوٹ آئے - ایک مدت دراز تک راقم گلزار کے ساتہہ مصاحبت رہی - انہین ایام مین ایک دوست کے گہر خوشی کا جلسہ تہا دو قوال آپس مین بہڑ گئے آپ نے صفائی کرانی چاہی - تقدیر نا موافق تہی - آپ کی صلح کنان باتین - اُن دونون مین سے ایک کو ناگوار گزرین - اُس نے مونہہ سے خنجر نکال کر آپ کے پہلو مین مارا - حاضرین محفل کو انصاف اور حمایت حق نے اُس بدکردار کے مارڈالنے پر آمادہ کیا - مگر آپ نے پکار کر کہا - کہ درویش کا خون سلسبیل ہے - دیت اور قصاص لئے جانے کے لائق نہین ہے - جو صاحب میری خوشنودی چاہتے ہین - اُن کو چاہیئے - کہ انہی تکلیف اور دشمن کا آزار گوارا نہ کرین - کیونکہ ازلی دفتر مین خنجر مارنے والا - اور زخم کہانے والا دونون ایک ہی اصل کی فرع ہین - اور کسی کو تقدیر کا لکہا ہوا اگر گون کرنے کی طاقت نہین ہے - القصہ ہجوم خلائق کو شگفتگی کے ساتہہ منتشر کیا - چند روز بعد زخم اچہا ہو گیا - تو آپ انہین سے سارنگ پور چلے گئے اس جگہہ ایک سانپ کے کاٹنے سے آپ کی عنصری عمارت کے اندر ہجری سنہ نوسو چہیانوین مین خرابی پیدا ہو گئی - عارف وقت محی تلوب سید محی الدین پسر سید چاند سارنگ پوری جن کا ظاہر اور باطن دونون آراستہ ہین - بیان کرتے ہین ایک روز مین امیر سید علاء الدین کے روضہ مین شیخ محبت کے رازداری کی باتین کر رہا تہا - اتنے مین ایک طرف سے ایک نعش آتی ہوئی معلوم ہوئی اور دوسری طرف ایک حسین منظر نمایان ہوا - میری نظر تابوت پر پڑی جس سے مجکو حیرت اور عبرت زیادہ ہوئی - اور آپ کی نگاہ اُس محبوب کے چہرہ پر پڑی - جس سے آپ مشاہدہ مین مستغرق ہو گئے - مین نے کہا - تابوت کی طرف نگاہ کرنا عبرت پیدا کرتا ہے - اور جمیل صورت پر نظر ڈالنا - نفسانی خواہش بڑہاتا ہے - آپ نے فرمایا - درویش کی نظر مین یہ دونون باتین ہم پلہ ہین - اور جو شخص فنا ہو گیا ہو موت اور زیست اُس کے اختیار مین ہے - چنانچہ اُسی شب کو آپنے ہم جنسون کو یہ بہید کہدیا - لہمکو

سانپ نے کاٹا ہے - جب علاج اور جنتر منتر کرنا شروع ہوا - تو آپ نے مسکرا کر فرمایا - درویش کو اس عمل کی ضرورت نہین ہے - پس یہی بہتر ہے کہ اپنے تئین خدا کے سپرد کر کے بالکل خواب راحت مین سو جاؤن - صبح کے وقت لوگون نے آپ کو رحمت حق مین آسودہ پایا - اور آپ کے کسی عضو پر سانپ کے کاٹنے کا نشان نہین تھا - اور آپ کے مراقبہ کے مکان مین ایک شرعی تہمد کے سوا - کوئی روپیہ پیسہ نہین نکلا - اس بیان سے معلوم ہوا - کہ سانپ کاٹنے کی روایت عام خلائق کی شہرت ہے درحقیقت آپ کی رحلت فرمائی کی حقیقت اس طرح پر ہے - کہ جیسے بیان کی گئی - اس کے بعد آپ کے دیرینہ رازدار اور غمگسار شیخ صدر جہان نے آپ کو خواب مین دیکھا - تو آپ سے آپکی عالم کا ماجرا دریافت کیا - آپ ہنسے - اور فرمایا - المومن مرآۃ المومن اور منہ بند کر لیا مصرع آئینہ خداے نما باد جان او -

یاد سید بدرالدین ابن سید جلال متوکل

آپ کی تمام و کمال ہمت - حدود شریعت کی نگاہبانی مین - اور تمام و کمال نیت - اسرار حقیقت کی پاسبانی مین مصروف تھی - آپ ہمیشہ رہنمائی اور نصیحت کے وقت - معرفت اور کشف کے انوار شریعت کے لباس مین - پوشیدہ عبارت کے ذریعہ سے بیان کیا کرتے تھے - تصوف کی برہنہ باتین - بہت کم کیا کرتے تھے حقائق اور اسرار بیان کرتے وقت - دلچسپ اشارون - اور دل آویز نکتون کے جواہرات - نظم اور نثر کے تاگے مین پرو کر - سننے والون کے کان اور گردن کا ہار بناتے تھے - ظاہری علم کی تحصیل شیخ ابوالفتح تھانیسری - اور شیخ جلال انصاری کی فیض بخشی سے - اور باطن کی پرورش - اپنے پدر بزرگوار کی توجہ سے کر کے ان کمالات اور حالات کو پہونچے تھے - آپ کی ولادت کا سال نو سو تینتالیس ہے - آغاز جوانی کے بعد فرائض سنن - اور نوافل کے ادا کرنے مین جان توڑ کر کوشش کرتے تھے شیخ محمد صوفی سے روایت ہے - ایک روز مین جنگل مین جا رہا تھا - دو مرد عرب سامنے آئے - اور سلام کیا - مینے سلام کا جواب دیا - انہون نے دریافت کیا - سید بدرالدین ابن سید جلال متوکل کو آپ جانتے ہین - مینے کہا - مین آپ کے خانوادہ کا غلام ہون - انہون نے کہا - ہم کو ان سے ملنا ہے - مین ان دونون شخصون کو سید کے نزدیک لے گیا - انہون نے قدم بوسی کے بعد عرض کیا - فرزند رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سے بیعت ہونے کی آرزو ہمارے دل مین تھی - معاملہ مین حضور نبوی نے ہم کو اجازت دی ہے - کہ ہندوستان مین جا کر آگرہ مین سید بدرالدین کے مرید ہو جاؤ - اگرچہ ہمارے فرزند اس ملک مین بھی ہین - لیکن - تمہارا حصہ ازل مین انہین کی تحویل سے ملنے

معین ہے - آپ نے ارشاد فرمایا - اس شہر مین اس ہمارے مطلوب نام کا شخص شاید کوئی اور ہو تشخیص وتحقیق کے بعد بیعت کرنا - انہون نے عرض کیا - جن دل ربا خصلتون کے ذریعہ سے علامتین ہم کو بتائی گئی ہین - وہ تو آپ مین ہی پائی جاتی ہین - خیر - رسم بیعت بجا لا کر - اُسی رات کو اجازت معاودت حاصل کی - راوی بھی دہلیز کے باہر تک انہون کی متابعت مین گیا تہا - انہون نے فرمایا جس سال مین کہ لمعان الشیب فی الاسلام نوری سید کی ڈاڑھی مین فروغ پیدا کرے گا - وہی سال سید کے کمال کا ہوگا - کہتے ہین - جب آپ کی عمر پچپن کو پہونچی - تو پیری کی سفیدی نمودار ہوئی - اور اسی سال کی چھٹی ماہ صفر کو استسقا کی بیماری آپ کو عارض ہو کر - کامل دو مہینے لگاتار رہی - لیکن عبادات کے وظیفون مین کسی قسم کا فتور واقع نہین ہوا - تاریخ چھبیسوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو، آپ نے بزرگان شہر کو بلا کر اُن کے روبرو خرقہ اور سجادہ اپنے فرزند سید بہاری کے حوالہ کیا - حاضرین نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھا کر کہا - اللہ تعالیٰ جل شانہ اس وصیت کو مبارک کرے - آپ نے فرمایا ہر ایک طریق سے مبارک ہے - بالآخر - اسی ربیع کی چاند رات کے دن دنیا کی ویرانہ جگہہ کو رخصت فرما کر عالم غیب کی آباد عمارت کی طرف سفر کر گئے - خوابگاہ آگرہ -

یادشیخ راجی محمد برودرہ (بڑودہ)

آپ رند تھے - مگر سادہ نما - آزاد تھے - مگر سونزنجیرین پانون مین پڑی ہوئین دیوانہ تھے - مگر کام سب عاقلانہ فنا فی الشیخ کو فنا فی اللہ سے زیادہ دوست رکھتے تھے - اور ترجیح کی وجوہ بیان کیا کرتے تھے - تمام کردار گفتار - اور رفتار مین اپنا خاکی نقش لوح سے مٹا کر تمام کو شیخ کی طرف منسوب پاتے تھے اسی اندیشہ مین انکی آمدورفت رہتی تھی - اور بدون مستانہ نعرہ مارنے کے کوئی قدم راستہ مین نہین رکھتے تھے ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے تہا - کہ آپ کے نام آلہی طالب کا پیغام پہونچا - آپ قبول کر کے - عِنْدَ مَلِيْكٍ مُقْتَدِرٍ کے حضور مین روانہ ہو گئے - آپ نے ایک بیٹا چھوڑا - شیخ ولی محمد نام تہا ان کو سلوک سے پہلے آغاز ہوش مین ہی - توحید کے قوی جذبہ نے آلیا - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ توحید کی بات کے سوا آپ کی زبان - دوسرے حرف کے واسطے حقیقۃً گونگی تھی - ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین احمد نگر دکن کے مقام پر نظر آئے تھے - پہر آپ کی کوئی خبر نہین آئی - آپ کے برگزیدہ مریدون مین سے شیخ صدرالدین ذاکر ہین - یہ اپنے پیر کے ساتھہ ہمیشہ واپسین نفس تک سفر اور

خیال کی بنیاد پر ہر ایک شخص - ایک جداگانہ سمت مین نامزد کیا گیا جس ملک مین آپ مامور تھے وہان سے آپ بدون حصول اجازت - دارالسلطنۃ مین لوٹ آئے - یہ بات شہنشاہ کو ناگوار گزری - اِس ناخوشی کے سبب سے آپ کو قلعہ رنتبھور[۱] مین بہیج دیا - یہان تنہائی اور اپنی حالت مین سختی دیکھکر بہت پریشان ہوئے - ایک مدت تک تو یہ انتظار کیا - کہ کوئی سبب رہائی کا پیدا ہو - مگر پیدا نہین ہوا - پہر ایک رات رسّی بہم پہونچا کر دیوار قلعہ پر لٹکائی - تاکہ اُس عالی شان قلعہ سے نیچے اُتر جاوین - اور فرار ہو کر چند روز گمنامی کے طریقہ پر بسر کرین آدہی دور تک اُتر آئے تہے - کہ یکایک وہ رسی ٹوٹی - جس نے عمر کا بہی پیوند قطع کیا - جو ایک بال کے تار سے بندہا ہوا ہے - آپ کی روح نے درمیان مین سے ہی آسمان کا راستہ لیا - اور کالبد نے اپنا اسباب زمین کے حوالہ کیا - **بیت**

پیوند گسستہ بہ سو ئے ست ہوش دار	غم خوار خویش باش غم روزگار چیست	

یہ واقعہ پیش آنے سے خردشناس حقیقت بین نظر کے سامنے آیۃ کریمہ[۲] اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کی حکمت ظاہر ہوئی اور شکی طبیعتون کو اوامر و نواہی کے بارہ مین یقین پیدا ہو گیا -

یاد شیخ ودود اللہ شطاری

آپ شیخ معروف صدیقی کے بیٹے ہین - اور نام شیخ لادہ ہے - ہمیشہ درویشی اور فقر مین زمانہ گزارا - آپ کے آبائے کرام مُعنعن شیخ عبدالرحمن کو پہونچتے ہین - جو حضرت صدیق اکبر کے پوتے ہین رضی اللہ عنہ غوث الاولیا کے مرید اور نیز خلیفہ ہین - کم و بیش بارہ سال برابر اپنے پیر بزرگوار کی خدمت مین رہ کر شطاری مشرب کے اشغال اور اذکار کا طریقہ اور دعوت کی سند حاصل کی - اور سب کو عمل مین بہی لائے - حضرت غوث الاولیا نے جب گوالیار سے گجرات کی طرف ہجرت فرمائی تہی - اور اس کا سبب ابہی ابہی اوپر گزارش ہو چکا ہے - تو آپ کو ایک مانع نے ہمراہی سے باز رکہا - اور آیۃ کریمہ[۳] وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ

[۱] رنتبھور مقام آگرہ اور میسور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲
[۲] اللہ کا حکم مانو - اور رسول کا حکم مانو - اور جو تم مین سے صاحب حکومت ہین اُنکا بہی ۱۲
[۳] اُن لوگوں پر کسی طرح کا الزام ہے) کہ جس وقت تمہارے پاس آئے - کہ تم اُن کے لئے سواری بہم پہونچاؤ - تو تم نے جواب دیا کہ میرے پاس تو کوئی سواری موجود نہیں - کہ تم کو اوسپر سوار کر دون - وہ لوگ لوٹ گئی - اور خرچ میسر آنے کے غم کیلئے اون کی آنکہون سے آنسو جاری تہے -

کے مصداق معذوروں مین سے ہوئے۔ ناچار آپ چند سال تک قصبہ آشٹہ مین گوشہ نشین رہے۔ یہ قصبہ مضافات مالوہ مین ہے۔ پھر جب بازبہادر افغان۔ اکبرشاہ کی افواج سے بھاگ کر بگلانہ کے اطراف مین آیا۔ اور ملک مالوہ کو دولت اکبری نے فتح کیا۔ اور افغانون کی جو جماعت ازراہ اعتقاد آپ کی خدمت مین آمد و رفت رکھتی تہی۔ موقوف ہوئی۔ تو آپ ہجری سنہ نوسو چوہتر مین۔ اس قصبہ سے بترک سکونت ملک خاندیس کو چلے گئے۔ اور قصبہ جامود مین اقامت کا سامان کیا اُس زمانہ مین یہ قصبہ اُس صوبہ کے حاکم میران محمد شاہ فاروقی کے حکم سے سید میران شکر کو تہی کی جاگیر مین تہا۔ اس سال میرن شیخ دوود اللہ کی عمر شریف ستر سے تجاوز کر گئی تہی۔ مسیح الاولیا فرماتے ہین۔ ایک دفعہ مجکو کسی تقریب سے اپنے مرشد شیخ شکر محمد عارف کے ہمرکاب جامود کے میدان مین جانے کا اتفاق ہوا تہا۔ وہان پر شیخ دوود اللہ کی ملازمت بہی میسر ہوئی تہی۔ ہمنے ایک نورانی پیر دیکہا۔ جس کی پیشانی سے ولایت اور کرامت کے انوار دیکہنے والون کی نظر کے سامنے عیان تہے۔ ہجری سنہ نوسو ترانوے مین عالم خاک سے ملک پاک کو کوچ فرمایا۔ خوابگاہ جامود۔ آپنے ایک لڑکا چھوڑا ہے شیخ اسمعیل نام۔ اُنہون نے بیس سال تک مسیح الاولیا کی خدمت مین رہ کر اندرونی اور بیرونی شست و شوکی تہی۔ اور فقر و فاقہ کے ساتہہ اس طرح یگانگت پیدا کی تہی۔ کہ اگر تمام اہل جہان کی دولت مندیان ان کی بے نیازی کے سر پر قربان ہو جاوین۔ تو زیبا ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بیس اپنے مرشد کی اجازت سے پدر بزرگوار کے پرانے مقام کو جا رہے تہے جو قصبہ آشٹہ ہے۔ چونکہ آشٹہ جانے والے کا گذر منڈو (مانڈو) مین ہونا ضرور ہے۔ لہذا شیخ اسمعیل کو منڈو مین آنا پڑا۔ اور راقم گلزار کے غریب خانہ پر چند روز مہمان رہے بہت کچھہ تسلی دلاسا دی گئی۔ کہ فقراے باب اللہ کی گوشہ گزینی کے واسطے آشٹہ سے منڈو بہتر ہے۔ تو آپنے یہ عذر کیا۔ کہ مرشد کی اجازت آشٹہ مین ہی رہنے کے واسطے ہوئی ہے۔ اور راقم کی التماس کو قبول نہین فرمایا۔ تاریخ پندرہوین ربیع الثانی سنہ صدر کو روانہ آشٹہ ہوئے۔ مصرع

ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

یاد میان وجیہ سندھی

آپ کی ولادت ایک گانون مین ہے تتہ سے نزدیک۔ ایک روز مسیح زمان کہتے تہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین برگزیدہ صاحب دلان۔ مردم چشم کیمیا نظران۔ خانخانان ابد دولتہ نے جب برہان پور خاندیس مین نزول فرمایا تو ہولا خانخانان خیمہ گاہ مین نہ اُترے۔ براہ راست جلو کے ساز و سامان کے ساتہہ فقیر

کی مسجد مین چلے آئے ۔سب سے پہلے آپ کی بات یہ تھی ۔کہ جب میان وجیہ کے گانون کی حدود مین لشکر کے خیمے نصب ہوئے ۔ تو باوجودیکہ میان کے ساتھہ میرا اعتقاد درست تھا ۔ مگر منید کا ایسا غلبہ ہوا کہ نا وقت غنودگی پیدا ہوئی ۔ اس عرصہ مین میان کا گانون لوٹ مین آگیا ۔ اس سبب سے میرا دل ہر وقت ایک عجیب انقباض مین ہے ۔ اور اسی خیال اور خوف سے خیمہ گاہ مین نہ اترکر آپ کے دیدار کے واسطے آیا ہون ۔ اور میان وجیہ کے کچھہ حالات بیان کئے ۔ جس کا اجمال یہ ہے ۔ بیان کیا کہ ایک شخص تھے جن کا دل ہمیشہ درد طلب سے مالا مال تھا ۔ آنکھین اشک پشیمانی سے بھری ہوئی تھین ۔ اور زبان یاد حق سے لبالب تھی ۔ مصرع چشم و زبان و دلش باد پر از معرفت ٭

یاد شیخ احمد متوکل اجینی

اجین ۔ صوبہ مالوہ کا ایک شہر ہے ۔ آپ کو خرقۂ خلافت غوث الاولیا سے حاصل ہے قدس سرہما آپ ہمیشہ زبانی اور جنانی ذکر کے ساتھہ پاس انفاس رکھتے تھے ۔ امور کی باریک باریک تدابیر کو آپنے کبھی ایک جو کی برابر بھی نہین سمجھا ۔ پیدائش ہندمین کسی شرقی شہر کی ہے ۔ شیر شاہ سور کا زمانہ تھا ۔ کہ آپ وطن سے چل کر اجین مین آئے ۔ اور سامان قیام کیا ۔ کسی شخص سے روپیہ پیسہ ۔ ایک روز کے خرچہ سے زیادہ کبھی نہین لیا ۔ ہمیشہ واپسین نفس تک آپ کی روزی آسمان پر رہی ۔ اہل روزگار کی دانائی پر نادانی کو ترجیح دیتے رہے ۔ راقم کو آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھہ نہایت محرمیت اور دلبستگی تھی اور وہ بھی استمرار کے ساتھہ ۔ ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین آپ کی نوبت زندگانی انجام کو پہونچی ۔ خوابگاہ اس حوض کے کنارہ ہے ۔ جو قلعہ اجین کے باہر کی طرف سے ملا ہوا ہے ۔ ایک جانشین چھوڑا تھا شیخ عبد اللطیف نام تھا ۔ انہون نے ریاضت کے ذریعہ سے خلافت کے چراغ مین بہت کچھہ روشنی بڑھائی تھی ۔ اور مسیح القلوب کی خدمت مین برہان پور جاکر حقیقت اور معرفت کا سرمایہ بہم پہونچایا تھا ۔ ہجری سنہ یک ہزار وست مین عاریتی عالم کو ترک کیا ۔ مصرع شد دروزش اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ

یاد شیخ معروف ابن قاضی سعد اللہ

آپ صدیقی النسل ہین ۔ شیخ نظام نارنولی کے خلیفہ تھے ۔ زاد بوم دیار ۔ خوابگاہ خاک مدینہ ۔ آپکے اجداد بغداد سے آئے تھے اور شرقی دیار ہند مین صوبہ جونپور کے متعلق ایک شہر بہار نام ہے ۔ اس کو اپنا وطن بنالیا تھا ۔ بہار سے آپ کے دادا شیخ محمود سلاطین خلیج کے عہد مین منڈو (مانڈو) مین آئے ۔ اور یہین سامان

اقامت کیا چندروز بعد قصبہ امجیرہ کے قاضی ہو گئے - جو منڈو سے بارہ کوس - اور دہار سے پانچ کوس جنوب ہے
اس قصبہ کے پان ایسے خوشبو - اور عمدہ مزہ دار ہوتے ہین - کہ دوسرے صوبون مین لوگ سوغات
لیجاتے ہین - جب شیخ محمود کو اسانی قضا آئی - تو اُن کے بیٹے شیخ سعداللہ مسند شریعت پر بیٹھے جب
انھون نے بہی عالم دنیا کو چھوڑا - تو اُس وقت مین شیخ معروف چھوٹے تھے - جب شیخ معروف کا
زمانہ ہوش آیا - تو پیر طریقت کی جست وجو مین بہاگ دوڑ کرنے لگے - اس اثنا مین شیخ نظام نارنولی کی فیض رسانی
کا شہرہ سنا - دل سے صبر جاتا رہا - ناچار نارنول جاکر مرید ہوئے - اور چند سال خدمت حضور سے فیض پایا
فرماتے تھے - پیر کے ہم رکاب نارنول سے دہلی کو جاتا تہا - ایک سیاح شیخ عبداللہ تھے - ان کو عالم
ارواح کی رموز اور عالم شہود کے حقائق مین اچھی واقفیت تہی - اثناے راہ مین ایک گانون کے اندر
ان کی ملازمت مینے حاصل کی - ہر ایک قسم کی باتین کین - بالآخر مین اور وہ دونون ایک دوسرے کے ہی عمر
نکلے - بہت کچھ دلجوئی اور نوازش عمل مین آئی - اور مجکو ہر ایک خانوادہ کے پیرون کی خلافت کا خرقہ مرحمت
فرمایا - سواے اجازت سلسلہ چشتیہ قدسیہ کے - جو مجکو پیر سے حاصل تہی - چند سال بعد قصبہ دہار
مین لوٹ آئے - اور اُسی قصبہ کی حد مین ایک کوٹھری پسند کی - جہان پر نفس کے ساتھ لڑائی مین
مشغول ہوئے - اور اس خانگی چور اور ہم نشین قزاق کی درآمد برآمد کے راستون پر چوکیدار مامور کئے -
تھوڑی تھوڑی غذا گھٹانے سے - نفس فربہ ہونے سے باز رہا اور اس طریقہ پر سونے اور کہانے کی
پابندیون سے رہائی پائی - سبحان اللہ اگر پانی یا شربت آپ پیتے نہ ہوتے تو لہ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ
جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ کی نفی مین شامل ہونے سے - آپ مستثنیٰ ہو جاتے - باین ہمہ
ہمہ تنی خار - ایک پرانی گوڈری کے اندر لپیٹا ہوا - پیراہن کے اندر ہمیشہ رکھتے تھے - اور تمام عمر نماز
معکوس مین راتون کو دن کرتے رہے -

ہجری سنہ نو سو چہیانوین مین صوبہ مالوہ کے حاکم نواب خان اعظم میرزا عزیز بزرگ کوکہ اکبر شاہ تھے
ایدہ دولتہ اس سال مین شیخ نے اجین سے احرام عمرہ باندہا - اور راہ حجاز اس شکل کے ساتھ طے
کرنے کا عزم دل مین مصمم کیا - کہ سر کو نیچے لٹکائے ہوئے جاؤن گا - لیکن نواب سے دوستی تہی - نواب
نے آپ کو روکا - اور نیز دوستون اور عقیدت مندون نے بہی اسی طرح پر التماس کیا - لہذا آپ نے
مہربانی فرماکر اس سال مین توقف کیا - جب زیارت کعبہ کے شوق کا غلبہ ہوا - تو آپنے آنکھون پر

ل اور ہم نے اون کے لئے ایسے جسم نہین بنائے تھے کہ کہانا نہ کہاتے ہون ۱۲

پٹی باندہ لی تاکہ دوسری دیکھنے کی چیزین دیکھنے مین نہ آوین۔ اور اپنے اوپر لازم کیا۔ کہ جب تک جمال کعبہ نہین
دیکھہ لون گا۔ پٹی نہین کہولون گا دوسرے سال قرار داد کے موافق زاد راہ اور سفر خرچ کے واسطے جس قدر
ضرورت تہی۔ اور وہ بہی صرف اس قدر۔ کہ درویشی مین بہی خلل انداز نہ ہو۔ نواب عزیز کے خزانہ سے
لیکر انتظام سفر کیا۔ ایک آدمی کے قد کی برابر ایک حجرہ تیار کرا کر وہ اونٹون پر بند ہوایا۔ اور اس حجرہ کے
اندر آپنے اپنے تئین اوٹا لٹکایا۔ اسی طریقہ سے سمندر کے کنارے پہونچے۔ بعدہ حجرہ کو جہاز مین کہڑا کر دیا۔
اور آپ اس مین بدستور آویزان تہے۔ کہتے ہین۔ کہ راستے کے اندر آپ بہت روئے۔ آنسوؤن کی حرارت۔ سے
پٹی کے اوپر جلنے کا داغ لوگون نے دیکہا ہے۔ **القصہ** بیت الحرام کا دیدار آپ کو ہوا۔ جس کے سبب سے
آپ کی آنکہون پر لذت نظارہ حلال ہوئی۔ عمرہ اور حج کے ارکان ادا کئے۔ اور مدینہ مقدسہ کا طواف کر کے
روشن ضمیری حاصل کی پانچ مہینے کی فرصت ملی۔ جب تاریخ تیسری ربیع الاول ہجری سن نوسو اٹہانوین کو فرمان
طلب صادر ہوا۔ تو کمال آرزو شگفتگی خاطر۔ اور خندہ پیشانی کے ساتہہ عالم قدس کو روانہ ہوئے۔

مصرع پیشگاہ قرب باد اجاے او۔

یاد مولانا اسمعیل سومرہ

سومرہ۔ سندہ مین ایک گروہ کا نام ہے۔ آپ اس ملک کے نامور مشایخ مین سے ہین۔ آپ کی
خانقاہ کیا تہی۔ ایک زاہدستان تہا۔ کئی ہزار گون غلہ۔ زراعتی تخم کا ہوتا تہا۔ جس کا حاصل خانقاہ نشینون
کے مایحتاج مین صرف ہوا کرتا تھا۔ آپ کا خاص طریقہ۔ درویشون کی خدمتگاری کرنا تہا۔ ہجری سنہ
نوسو اٹہانوین مین یا ننیانوین مین رحمت حق سے جا ملے۔ مصرع بادش غنچۂ باغ صفا۔

یاد شیخ عبداللہ کہتواسن

آپ کے پیر بیعت اور مرشد طریقت۔ کہین بیان مین نہین آئے ہین۔ غالبًا آپ کا مشرب اویسیہ
تہا۔ آپنے۔ توکل اور آزادگی کے محل کی بنیاد نہایت گہری اور مستحکم رکہی تہی۔ کبہی اہل زمانہ کے روبرو احتیاج
کا منہ لیکر نہین گئے خوابگاہ دار الخلافۃ آگرہ۔

یاد ملا دوست صحاف

جو سحرم ہم نشین تہے۔ وہ آپ کو کاکا کہا کرتے تہے۔ آپ مولانا خواجگی کاشانی کے خاص عقیدت مندان
مین سے ہین۔ آپ کے دریا جیسے ضمیر کے عرفانی ڈبہ مین الٰہی اسرار اور فنون کے بیشمار جواہرات اور

موتی بھرے ہوئے تھے - ایک مدت تک بلخ مین لوگون کی رہنمائی کی - بہت سے طالب آپ کی ملازمت سے اپنے مطلوب کو پہونچے - ایک روز پرانے رازدار صوفی شادی آپ کے عبادت خانہ مین آئے - اور کہا - کاکا آپ کو یاد ہوگا - جب تلاش مقصود مین آپ کی کوشش بڑہی ہوئی تہی - اور جلد سازی کی دوکان کیا کرتے تھے - اُن ایام مین آپ کیسے خوش وقت اور خوش دل رہا کرتے تھے - اب مجھے معلوم ہوگیا - کہ جو لوگ خانقاہ مین رہتے ہین - اُنھون نے آپ کو خلوت قرب سے دور پھینک دیا ہے - اور آپ کو پریشان خاطر رکھتے ہین آپ نے یہ بات سنی - آنکھون مین آنسو بھر آئے - اور جواب دیا - بیشک ایسا ہی ہے - جیسا آپنے فرمایا - کہتے ہین ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے مین عنصری منزل چھوڑ کر علوی وطن کا عزم کیا خوابگاہ بلخ -

یاد شیخ جنید مفتی

آپ شیخ بہار الدین قریشی اسدی ہاشمی کے فرزند ہین - صاحب علم - درست احوال - پاکیزہ اخلاق ستودہ صفات اور زاہدانہ افعال تھے - علم کی تحصیل اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی تہی - بے مہمانون کے کہانا نہین کہایا کرتے تھے - اس طریقہ سے آپ نے خلیلی رسم زندہ کر رکھی تھی - صاحبان احتیاج کے حق مین آپ کی سفارش موثر ہوا کرتی تہی - اہل ضرورت کی ضرورت کا تعلق جہان ہوتا تہا وہ خواہ کتنا ہی نامہربان اور سیہ دل ہوتا تھا مگر کام بے تامل حسب دلخواہ انجام کو پہونچ جاتا تھا - علیٰ ہذا القیاس آپ کی دعاؤن کا حال تہا - کہ آشنا اور بیگانہ کی مشکلات مین مقبول ہوا کرتی تہین - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ آپ کی گفتار کی پیشانی ناکامی کے داغ دھبے سے پاک صاف تہی تاریخ چوتھی شعبان ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو آپ روحانی باغ کی سیر کو چلے گئے آگرہ مین مدفون ہین -

یاد شیخ نظام ابن عبدالکریم نارنولی

آپ حضرت فاروق اعظم کی نسل سے ہین - اور الہداد نام ہے - مولد اور مرقد دونون نارنول مین ہین عالم شباب مین آپ محقق رہنما کی تلاش کے واسطے وطن سے غربت مین نکل کھڑے ہوئے - اور ہمدرد رہ سپنیروز کی ہمراہی مین بہت کچھہ نشیب و فراز طے کیا - بہت سی آبادیان اور جنگل دیکھہ ڈالے - اور مدت سے سالکون اور مجذوبون کی ملازمت کی لیکن قفل کشا کنجی کوئی ہاتھ نہین لگی - اس اثنا مین آپ گوالیار پہونچے اور چند روز غوث الاولیا قدس سرہ کی خانقاہ مین دیگر خانقاہ نشین صوفیون کے ساتھہ رہے - تقدیر مین لکھا تھا - جس کے بموجب خواجہ خضر علیہ السلام نے آپ ملازمت سے

اپنی مرادوں میں کامیاب ہوئے - اور نور خلافت سے - روشنی قلب حاصل کی - خواجہ کی صحبت اقدس کی برکات سے کمال اور تکمیل کے درجہ پر پہونچے - اور پیر کی اجازت سے اپنے وطن میں آکر رہنمائی کی مسند پر جلوس فرمایا - پاک ذات اور صاحب استعداد لوگ گروہ کے گروہ آپ کی پرورش اور فیض سے الٰہی معرفت کے عالی درجہ پر سرفراز ہوئے - اور ہر ایک صوبہ اور سرکار میں بڑے چھوٹے کی ہدایت کے واسطے آپ کے فیض یافتہ باخبر اصحاب میں سے ایک ایک صاحب نامزد کیے گئے - آپ کے صاحب ولایت خلفا کی فہرست بڑی لمبی چوڑی ہے اس کتاب میں نہیں آسکتی ہے -

القصہ آپ کی فیض رسانی - نور باطنی - رہبری - اور رہنمائی کا شہرہ اس قدر ہوا کہ تمام اطراف ہندوستان میں پھیل گیا - آپ کے زمانہ میں بالکل سلطان مشائخ نظام الاولیا **قدس سرہ** کا عہد مبارک حاصل ہوگیا تھا - اور نارنول کی زمین سے مثل دہلی اشاعت فیض ہوئی تھی - تاریخ اٹھائیسویں صفر ہجری سنہ نوسو ستانویں کو عالم ناسوت سے عالم ملکوت کی سیر کو روانہ ہو گئے - **مصرع**

سیر گاہش منزل لاہوت باد

یاد شیخ بیارہ نور ظہور رحمہ اللہ

آپ ایک مجذوب تھے جمالی مظاہر سے عشق رکھتے تو چند سال دیوانگی کا عیش اٹھایا - اندرونی بے آرامی بہت کچھ رہتی تھی - اس سبب سے ایک ساعت بھی ایک جگہہ نہیں بیٹھتے تھے - اور زبان حال سے لوگوں کو سناتے تھے - **بیت** -

بجسن از بس کہ بسیار یم مائل		بانگ حسن از جا میسرود دل	

اس میں شک نہیں - کہ عشق اور دیوانگی یہ دونوں جب دل میں جمع ہو جاتے ہیں تو نظر بازی کا شوق ادہر آتا ہے - اور دور اندیشی اور عقل وفہم - ملک باطن سے کوچ کر جاتے ہیں - اس سبب سے آپ کا پردہ فاش ہوا - اور آپ ہر ایک شمع پر - پروانہ کی طرح گر کر - تکلیف اور مصیبت جھیلا کرتے تھے - ایک روز **راقم** گلزار آپ کے ساتھ ایک راستہ میں کھڑا ہوا باتیں کر رہا تھا - اتنے میں عماری دار ہاتھی آپہونچا - آپ نے اچھل کر ہاتھی کے دانت پر قدم جا جمایا - اور عماری کے پردہ سے لٹک کر ایک پردہ کشا نغمہ کی تان لی - عماری کے اندر جو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں - اُنھوں نے بیتاب ہو کر پردہ اٹھادیا - اور دیوانہ کو اپنے ناز وکرشمہ کا نشانہ بنا کر خود بھی اس کے راز و نیاز پر فریفتہ ہوئیں - **القصہ** طرفین کی حیرت یہاں تک بڑھی کہ

اُس حیرت کی بیہوشی نے ہاتھی مین بھی سرایت کی - بے اختیار ہوکر فیلبان نے پردہ عماری کا چھوڑا - اور غصہ سے آنکس مارکر ہاتھی کو راستہ پر لایا -

مختصر یہ ہے - کہ چند روز بعد آپ لوگون کی نظر سے مخفی ہوگئے - مصرع نمی یابم نشانِ او کجا رفت
یہان تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین شیخ دولت کی زبانی جو نہر یہ دیپالپور کے تالاب کے کنارہ ایک کوٹھری مین رہتے ہین - کچھ حال سننے مین آیا - اُنہون نے بیان کیا - کہ ہجری سنہ نوسو ستانوین تھا - فقیر اُس وقت اُجین مین شیخ عبد الغفور داؤد کی مسجد نور نام کے اندر رہتا تھا - شیخ بیارہ بھی اُس مسجد مین آکر گوشہ نشین ہوئے - چند روز بعد آپ کو اسہال کی بیماری ہوئی - یہی بیماری اِس عالم سے آپ کے چلے جانے کا سبب ہوئی - اور اُسی مسجد کے صحن مین دفن کئے گئے -

یاد سید ابراہیم بھکری

آپ شیخ جلال متو کے خلیفہ ہین - جو شاہ شاہباز کے بزرگ جانشین تے - قدس سرہم پیر کی دوستی اور مہربانی - اور حاکم وقت کا آرزو اور نیاز کے ساتھ پیش آنا - آپ کے برہان پور رہنے کا سبب ہوا بہت برسون تک اس دار الاسلام مین آپنے قیام فرمایا - اور بہت سے لوگ جو صحراے تلاش مین بھٹکتے پہرتے تے - عرفان اور وجدان کی آبادی مین پہونچ گئے مسیح القلوب سے روایت ہے - ایک زمانہ مین سید کی ملازمت مین بیٹھا تھا - آپنے فرمایا - شیخ شکر محمد عارف قدس سرہ سے مینے سنا ہے جس وقت وہ امرا یجادی کا تماشا کرکے زبان حال سے یہ ترانہ گایا کرتے تے لہ اطاعك العاصي في عصيانك وذكرك الناسي في نسيانك حالانکہ اس بات کے سننے کو ایک زمانہ گزر گیا - لیکن ابھی تک دل کے اندر - اُس بات کا جو ذوق باقی ہے - یہ ذوق شکل نوارگی نہین چھوڑتا ہے - ایک روز ایک سپاہیانہ وضع کا آدمی عرس کی مجلس مین ایک گوشہ سے اُٹھا - اور دونون ہاتھ ادب کے ساتھ باندہ کر سامنے آکھڑا ہوا - اور رو کر فاتحہ اور دعاے خیر کی التماس کی - جواب پایا - ابراہیم کا باطن آتش نمرود سے بھی زیادہ پردود ہے - اگر تم کو اسپر اطلاع ہو جاوے - تو سو دفعہ لاحول پڑھکر - اس کی صحبت سے گریز کرو - اور ہزارون مہربانی اور دلسوزی کے ساتھ - اُس کی بخشش کے واسطے دعا مانگو - یہ جواب سنکر انجمن مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تے اُن مین ایک جوش وخروش پیدا ہوا - ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین آپ کشش حقیقی

لہ نافرمان نے تیری نافرمانی مین گو نافرمانبرداری کی - اور بھولنے والے نے تیری نسیان مین گو یا تجھکو یاد کیا ۔

قیدخانہ سے رہا ہوکر ہشت بہشت کی سیر کے واسطے ناز کے ساتھ چلے گئے - خوابگاہ برہان پور - تین
لڑکے خلف - اور بہت سے خلفا چھوڑے جو روش سلف کے ساتھ متصف ہیں -

یاد شیخ عبداللہ

آپ کا قدیمی نام بھیکہ جی ہے - آپ کے باپ قطب خان ضراب خانہ کے داروغہ اور سکہ کن تھے - آپ
بھی باپ کے کارخانہ کا پیشہ کرتے تھے - شروع جوانی میں کدخدا ہو گئے - عروس کے ساتھ کمال دلبستگی ہوئی -
جب ناز و نیاز - نے ایک دوسرے سے باہم کیف پایا - تو شوق اور کرشمہ ایک دوسرے کی مصاحبت سے
کامیاب ہوئے - یہاں تک کہ اجل کی جان گزا تلخی - نو عروس کے ساغر میں ڈال کر پلا دی گئی - فراق کے داغ
نے آپ کے شکستہ دل پر دیوانگی کا سکہ جما دیا - پریشان ہوکر اپنا کام چھوڑ دیا - اہل زمانہ کا لباس اُتار کر کمل
کی کفنی پہن لی - چند روز بعد پیر طریقت کی ہدایت سے آپ کی مجازی محبت حقیقی عشق کے لباس میں نمایاں
ہوئی - بہت برسوں تک گھر کے اندر بینوایانہ تنہائی میں بسر کی - اور خدا شناسی کا راستہ سلوک کی پامردی سے
طے کیا - آپ ایک خزانہ تھے - جس میں دل آویز گفتار کے جواہرات بھرے ہوئے تھے - ہجری سنہ نو سو ننانویں
میں آپنے چشم عبرت کو نمایش گاہ دنیا کے تماشا سے بند کر لیا - خوابگاہ شہر منڈو **مصرع**

باواز نزول اوبمقام موحدان

یاد شیخ ابو یزید

آپ شیخ شکر محمد عارف کے فرزند ہیں - **قدس سرہما** - جو جناب آپ کے پدر بزرگوار کی دعوت
ہستی کو قبول کرکے آئے ہوئے تھے - جب وہ ضیافت زندگانی ختم ہوجانیکے سبب سے ایک ایک
کرکے اپنے اپنے مقام کو لوٹ گئے - اور باپ کی جگہہ آپ جانشین ہوئے - تو حاکم نے نوجوان بیٹے کا استحقاق
مسافر باپ سے کمتر سمجھکر وظیفوں کے مواضعات کو ضبط کر لیا - چونکہ تسلیم اور توکل آپ کی سرشت میں
داخل تھے - تو آپنے پیشانی میں جبین تک نہیں آنے دی - اور خانگی روزی کمانے والوں کے واسطے
آپ کے دل میں مطلق فکر کا غبار پیدا نہیں ہوا - باوجودیکہ ایک ایک ہفتہ تک بدل ما یتحلل نہیں پہنچتا
تھا - مگر عبادت کی طاقت زائل نہیں ہوتی تھی - اور آپ کے خاندان پر ہر طرف سے فقر خواہ کتنی ہی
چڑھائی کرکے آیا - لیکن آپنے پاے تردد - خلوتخانہ کی دہلیز سے باہر نہیں نکالا - البتہ آپ وصیت کے
بموجب شیخ القلوب کے درس میں آفتاب طلوع ہونے سے پہلے روزانہ پہونچکر معنوی فیض حاصل کیا

کرتے تھے۔ القصہ راستی اور سلامت روی آپ کا حصہ تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ مسیح القلوب کے ہمراہ سید ابراہیم بھکری قدس سرہ کی ملازمت کے ارادہ پر جا رہے تھے۔ اثنائے راہ مین ایک خدمتگار نے یکایک گھر سے ایک دل آزار خبر لاکر آپ کو دی۔ اور بازگشت کے واسطے جلدی کی۔ آپ نے فرمایا۔ ایک بزرگ کی ملاقات کے ارادہ پر۔ درست نیت کے ساتھ چلا ہون۔ لہذا معاودت نہین کرون گا۔ کیونکہ شروع کیا ہوا کام۔ انجام کو نہ پہونچا کر۔ نفس کے بہکانے سے کسی دوسرے کام مین مشغول ہو جانا صوفی کے واسطے زیبا نہین ہے۔ تھوڑی سی زندگی مین بہت سا ربانی عرفان آپ نے حاصل کر لیا تھا۔ ہجری سنہ نوسو ننیانوین مین آپنے اہل جہان سے دل اُٹھا لیا۔

یاد مخدوم نوح مالاکندی

آپ سندہ کے بزرگ مشائخ مین سے ہین۔ مسیح القلوب سے روایت ہے شیخ یوسف۔ رسمی علوم کے آغاز تحصیل مین آپ کے ہم درس تھے۔ یہ کہتے تھے۔ آپ کو جذبہ نے ایک بارگی آلیا تھا۔ پھر چند روز بعد آپ کی زبان مین قوت بیانیہ پیدا ہو گئی۔ باوجودیکہ علم نحو کی استعداد نہین تھی۔ مگر قرآن کی تفسیر آپ کئی کئی طرح سے بیان کیا کرتے تھے۔ کیا سندہ کے۔ اور کیا ٹھٹہ کے اکثر اہل علم لوگ امتحان کے واسطے آکر ہر ایک فن کی مشکلات آپ کے سامنے پیش کیا کرتے تھے۔ آپ بیتامل ایک روشن جواب کے ساتھ خدشات کی شورش مٹا دیتے تھے۔ اور معترضون کو معتقد کر لیا کرتے تھے حکیم عثمان بوبکانی سے روایت ہے۔ مین ایک روز بیس دوبی خدمت مین گیا۔ اور چاہا کہ علمی کمالات حاصل ہونے کے واسطے دعا کے لئے التماس کرون۔ ہنوز ضمیر کی مخفی بات عبارت مین نہین آنے پائی تھی۔ کہ آپنے فرمایا اتقوا اللّٰہ و یعلمکم اللّٰہ [1] اُس وقت سے میرا اتقا اور علم روز افزون ہے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ قرآن کے معانی کی تعلیم آپ کو من عند اللّٰہ ہے۔ اور بعض کا یہ بیان ہے کہ خضر علیہ السلام سے ہے۔ اور بعض روایت کرتے ہین ایک بزرگ خراسان سے اس قصبہ مین آئے تھے۔ اُن کی تلقین سے پہونچا جو کچھ پہونچا۔

یاد شیخ مبارک مجذوب

آپ کی حالت دل فریب۔ اور صحبت خوش گوار تھی۔ آگرہ مین ڈھولی کھال دروازہ۔ خس پوش گھر کے اندر مدتون تک جگر گدازی کے ساتھ بسر کی۔ چونکہ دل کی تعمیر کا کام درپیش تھا۔ اسواسطے آپ

[1] اتقا کرو۔ اللہ تعالیٰ اجل شانہ تم کو علم نصیب کریگا ۱۲۔

کُلّی بنیاد کی طرف متوجہ نہین ہوئے - واپسین سفر کے بعد - اِس زمانہ مین آپ کی قبر پر پختہ اینٹون کی ایک عمارت بنادی گئی ہے - لراسمہ

چرا بکار رو گر دل نہند بہشت طلب	بناے قصر بہشت ست بر عمارتِ دل

یاد سید حبیب رحمہ اللہ

آپ کا جذبہ سلوک کے ساتھہ شامل تھا - اور مستی ہوشیاری کے ساتھہ ملی جلی تھی - پوشیدہ واقعات اور پنہانی حالات کا آپ کی بصیرت کے آئینہ مین عکس پڑتا تھا دارالسلطنۃ آگرہ مین شاہ قلی خان محرم کا ایک باغ ہے - جو دولت - اور فقرا کی صحبت مین مشہور ہین - اس باغ کے پہلو مین آپ کا گہر تہا - لراسمہ

ذرہ از منی بمن نہ گذاشت	اندکے سکر برد و نیستی صحو

یاد شیخ نظام مجذوب

آپ نے اہل زمانہ کی طرح لکڑی اور رسی سے ایک لمبا چوڑا مچان بنا رکہا تہا - جس پر دس آدمی آسودگی کے ساتہہ لیٹ سکتے تے - آپ ہمیشہ اسی پر بیٹہے رہا کرتے تے - اور اس پر سے بہت کم نیچے اُترتے تے - جو کچہہ آپ کی زبان سے نکل جاتا تہا دیر سے یا جلدی سے - وہی وقوع مین بہی آجاتا تہا کہتے ہین - جس زمانہ مین شیخ ابوالفضل مبارک کے ہوش اور عقل کو روز افزوں ترقی ہوتی جاتی تہی - عقلی ونقلی علوم کی تحصیل مین نمایان افزایش تہی - اور خلوت نشینان اصورۃ ومعنی کے آستانہ کی حاضر باشی مین - کمال کوشش تہی - اُس زمانہ مین جب مشارالیہ شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوتا تہا - تو آپ بلند آواز کے ساتہہ فرمایا کرتے تے - آو - وزیر چغتائی آو - بالآخر شیخ ابوالفضل مبارک تہوڑے ہی عرصہ مین شہنشاہ زمان اکبر شاہ کی خدمت سے بڑی دولت پر سرفراز ہوئے - اور سلطان کی مصاحبت اور ہمدمی کا خلعت پایا - نیز کئی صوبون کی جاگیر دار ہوے - شیخ ابوالفضل مبارک کے چہوٹے بہائی - شیخ ابوالبرکات مبارک نے آگرہ مین آپ کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کرادیا ہے - خداے تعالیٰ اُسکو جزاے خیر عطا فرماوے -

مصرع از جیب نیستی طلبان دوست سر کشد

یاد شیخ عبدالجلیل ناگوری

آپ کو ارادت اور نیز خلافت چشتیہ معینیہ سلسلہ سے تہی - آپ کا سکر - آپ کے ہوش پر غالب تہا جب آپ ہوش مین آتے تے تو اپنے ہمدمون کو قیل وقال کے گرفتار علما - اور دانش کے

فرید اطلبا کی ہم نشینی اور ہمدمی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ جب حالت ہوش کے بعد پھر استغراقی حالت عود کر آتا۔ دوسری قسم کی باتون کی گنجایش نہین دیتا تھا۔ توسواے اسکے۔ کہ آپ سب کو دعا دیکر بیخودی مین محو ہو جاوین اور اپنے تئین حوالہ مستی کردین۔ کوئی چارہ کار نہ تھا۔

یاد ملک محمود بیارہ

آپ سلک خاندیس کے وزیرزادہ تھے۔ اور آپ کے سبب فضلاے زمانہ کو اعتبار حاصل تھا ربانی کلام کا حفظ۔ عربی زبان اور فارسی عبارت کا علم۔ اسماے رجال کی یادداشت طبیعت کی موزونی سنجیدہ کاری۔ انفاس کی پاسبانی۔ جوہر شناسی۔ اور اندرونی صفائی۔ یہ تمام صفات۔ آپ کی ذات مین بکمال کے درجہ پر حاصل تھین۔ فرماتے تھے۔ جب پدر بزرگوار کو واپسین سفر کی اجازت آئی۔ تو نوبت وزارت میرے نام پر پہونچی۔ یہ کام شروع سے ہی مجکو دشوار معلوم ہو۔ اور ترک۔ کا خیال بالکل دل مین سمایا۔ اس اثنا مین ایک روز شاہ منصور مجذوب کی خدمت مین گیا۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا۔ محمود فارسی قرآن جو تمنے ان ایام مین بہم پہونچایا ہے لاؤ۔ آپ کہتے تھے۔ مینے مولوی کی مثنوی خریدی تھی وہ شاہ صاحب کی خدمت مین لے گیا۔ فرمایا کھولو۔ اور پڑھو۔ جب چند بیتین پڑھی گئین۔ تو فرمایا کہ ہمیشہ اسی کتاب کے مصاحب رہنا۔ بہت سہل طریقہ کے ساتھ آزادی منصب گرفتاری سے حاصل ہو جاویگی۔ مینے شاہ صاحب کے فرمانے پر کمال کوشش کے ساتھ عمل کیا۔ اور عجلت کے ساتھ ظاہری منصب سے دل ہٹا کر بیکاری اختیار کرلی۔ اس کے بعد مین شاہ صاحب کے ارشاد سے سید عربشاہ بخاری کی خدمت مین احمد آباد گیا اور ان کی ملازمت سے بہت کچھ فیض حاصل کیا۔ سید عربشاہ قطب عالم بخاری کی پوتے۔ اور سجادہ نشین ہین۔ انہین ایام مین سفر حجاز کی توفیق ہوئی۔ اور حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اس مبارک سفر سے سعادت کرنے کے بعد چند روز اجمیر مین مقیم رہا۔ اور نیز اُس وقت مین روضہ معین الاولیا کا متولی بھی ہو گیا۔ یہان سے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین احمد آباد کی طرف منڈو (مانڈو) کے راستہ سے گیا۔ اس وقت مین راقم نے بھی آپ کی دست بوسی سے برکت حاصل کی تھی۔ کہتے ہین۔ آپ کو چند نامور خانوادون سے خلافت اور نسبت تھی بالخصوص مغربی مشائخ اور بخاری سادات کے سلسلہ سے استحکام کے ساتھ وابستگی رکھتے تھے۔ ہجری سنہ ایکہزار مین سامان زندگی۔ آنجہانی عالم کی سیر کے واسطے باندھ گئے۔ خوابگاہ احمد آباد

مصرع جملہ کارش رابنا بر عاقبت محمود باد۔

یاد سید مصطفیٰ محبوب اللہ

آپ سید حسین چشتی کے پوتون مین سے ہین۔ ہمیشہ بیش بہا خلعت پہنا کرتے تہے۔ اور معشوقانہ وضع رکہا کرتے تہے شیخ مشائخ کے بیٹے ملک شیر کہتے ہین۔ ایک رات عرس تہا۔ اُس حالت مین سید حسین نے مجکو قطب زمان شیخ عبدالملک کے بلانے کے واسطے بہیجا تہا چونکہ شیخ عبدالملک سلس البول کے مرض مین گرفتار تہے۔ اور رات تہی۔ اسواسطے نہین آئے۔ کہ معلوم العذر بیمارون کا بلانا دن مین بہتر ہے اور اگر رات مین بلانے کا موقع آوے۔ تو بلانے والا مین مردانگی چاہیئے۔ ملک نے پیغام سید کے نزدیک پیش کیا۔ تو سید نے تامل کے بعد فرمایا۔ ملک شیر جاؤ۔ اور کہو جس طرح اشارہ فرمایا گیا ہے اُسی طرح بلانا چاہتا ہون جب شیخ عبدالملک نے یہ جواب سنا۔ تو بے تامل مجلس عرس مین چلے آئے صبح تک وجد اور سماع مین مصروف رہے۔ اور استنجا کی ضرورت نہیں ہوئی۔ اور سید کو فقیر نے کچھ اوپر ایک سو کلوخ دیے۔ اور جب مین نہین ہوتا تہا۔ تو دوسرے خادم پہونچاتے تہے۔ القصہ آپنے مذکورہ بالا بیماری شیخ عبدالملک سے سلب کرلی۔ اور اسپنے اوپر لے لی۔ مسیحائی تصرف کو آپنے اپنی ولایت کے ساتھ ملا دیا۔ آپ کی خوابگاہ احمد آباد گجرات مین ہے۔ **مصرع** وصل حق تا ابد ترا مشرب باد ؏

یاد شیخ محمد نابلوسی

نابلوس۔ شام کا ایک قصبہ ہے۔ یہان کی آب و ہوا خوش گوار ہے۔ سیاح لوگ اس کی زمین کو بہشت کی زمین بتلاتے ہین۔ اس قصبہ کے باشندے۔ نقد بہشت سمجھتے ہین۔ آفاق کے مسافر عاریتی بہشت جانتے ہین۔ اور جو لوگ دور ہونے کے سبب سے محروم ہین۔ وہ بہشت موعود کی طرح ادہار کر کے مانتے ہین آپ اپنی زاد و بوم سے چل کر مصر مین آئے۔ اور یہان پر سعادت مند اولیا اللہ کی دوستی اور کشش کے سبب سے وطن اختیار کر لیا آپ اپنی زندگی کے ہر سال کو از روی عبادت تین حصون پر تقسیم کرتے تہے۔ چار مہینے درس مین صرف کیا کرتے تہے دوسرے چار مہینے سفر حجاز مین گزارتے تہے۔ اور تیسرے چار مہینے جہاد کے واسطے اسکندریہ مین جا کر رہا کرتے تہے اس طور پر آپ زمانہ ہوش ہی و پسین نفس تک اپنے اعمال کے روزنامچہ کی خانہ پری کرتے رہے۔ خوابگاہ مصر **مصرع** روح او در کنار راحت باد ؏

یاد شیخ قاسم

آپ شیخ یوسف سندہی کے صاحب زادہ شیخ طاہر محدث کے چہوٹے بہائی۔ اور شیخ القلوب کے باپ ہین۔ تقویٰ۔ توکل۔ اور تصرف یہ جملہ اوصاف حمیدہ آپ کی ذات مین موجود تہے۔ آپ کے پیر بیعت

شیخ بہاء الدین پدر شیخ کبیر ہین۔ جو دسوین صدی کے اخیر مین شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے جانشین تھے۔

مسیح القلوب بیان کرتے ہین۔ ہنوز میرا زمانہ ہوش نہین آیا تھا۔ کہ آپ کا سایہ عاطفت میرے سر سے اٹھا لیا گیا۔ اُس وقت مین پدر بزرگوار کے بعض ہم نشینون سے مینے سنا ہے۔ کہ توحید دانی۔ خدا شناسی۔ اور وحدت وجود کے اعتراف کے بارہ مین لوگ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اور آپ کی بہت کچھ خارق عادات۔ اور بے تعینی و آزادی کی باتین۔ بیان کیا کرتے تھے منجملہ اون کے ایک واقعہ مجھے یاد ہے۔

"ایک روز میری مان بچون کو ہمراہ لیکر میرے عم مکرم شیخ طاہر رحمہ اللہ کے گھر گئی تھین۔ عم مکرم کا گھر دو۔ تین[۳] گلی کے فاصلہ پر تھا۔ پدر بزرگوار کا ارادہ ہوا۔ کہ آپ بھی وہان جا دین۔ لہذا مینے چاہا کہ مکان کو مقفل کر دون۔ مگر آپنے اجازت نہین دی۔ اور فرمایا۔ اہل حقیقت کا یہ شیوہ نہین ہے۔ یہ سنکر مین اسی طرح غیر مقفل دروازہ چھوڑکر چلا گیا۔ [قطعہ]

	در این خانہ بے لوہ ست غوتی از خرد نبود		بے پاس نشاء عشق زخنہ دیوار بر بستن

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا احسان ہے۔ کہ واپس آکر تمام چیزون کو اپنی مقامات پر بدستور پایا۔ اور آپ کے توکل کی بدولت کسی چور کا ہاتھ کسی شے کو نہ لگا"

"اور اب اس زمانہ مین اپنے عم استاد سے مینے سنا۔ کہ فرماتے تھے میرے چھوٹے بھائی شیخ قاسم کا مشرب صوفیہ تھا۔ اور اُن کی دل آویز گفتار۔ اور پسندیدہ افعال سے اخیار اور ابرار کی علامتین ظاہر تھین"

نیز مسیح القلوب کہتے تھے۔ جب شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ مجکو بدون میری خواہش کے۔ ازلی مشیت کے بموجب برہان پور سے دار السلطنۃ آگرہ کو لے گئے۔ تو چند روز بعد مینے اپنے پدر بزرگوار کو خواب مین دیکھا آپنے ایک سندہی زبان کی بیت اس مضمون کی پڑہی۔ اے فرزند۔ بجھہ کو ہر چند لفظ لا کے ساتھ درمیان مین سے ہٹا کر نیست کر دیا۔ مگر تو ابہی تک اپنی ذات مین زعم ہستی رکھتا ہی ہے کہ جب مین بیدار رہوا۔ تو اس اشارہ سے دل مین یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اپنی رہائی کے واسطے تفکر کے ذریعہ سے تدابیر نکال کر زبان سے بیان کرنا۔ اس سے مطلب فنا حاصل نہین ہوتا ہے۔ بلکہ ایسا کرنا دراصل اپنے تئین تسلیم اور رضا کے مرتبہ سے شکوہ اور حزک کی پستی مین ڈالتا ہے۔ لہذا یہ شیوہ چھوڑ دینا چاہیے۔ اس خیال کی بنیاد پر انواع و اقسام

کے تخیلات کا تموج دل سے دور کردیا - اور آسودگی حاصل ہوئی - اور ایک ہفتہ سے کم مدت میں وطن جانے کی اجازت مل گئی - یہ بیشک سچ ہے - حضرت یوسف علیہ السلام نے جو غیر سے استمداد کی تھی - تو یہ استمداد زندان میں بِضعَ سِنِینَ تک قیام کرنے کا باعث ہوئی تھی -

یاد شیخ بہول مجذوب

آپ کی ذات سے خرابات کا مکان زیادہ رونق پاتا تھا - خرق عادات کی قوت حاصل تھی - اور الٰہی جذبات بھی آپ میں موجود تھے - چند سال تک ٹٹیا محل میں زیر زمین غار کھود کر اور اوپر سے خس پوش کرکے بسر کی (ٹٹیا محل) دار السلطنۃ آگرہ میں ایک مشہور جگہہ ہے) اس وقت میں خس پوش مکان کی جگہہ ایک بڑا عالی شان محل ہے - بیت

جائے دیدار دلبر دوجہان	قصر فردوس وکاخ دل باشد

یاد سید جمال

آپ شیخ ابراہیم بہان آباکی مسجد میں مدرس تھے - نیز عابد وقت - اور زاہد زمانہ تھے - احیاء العلوم اور عین العلم کے مطالعہ سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے شیخ محی الدین عربی کی تصنیفات پر آپ کا دل مائل نہیں ہوتا تھا - لیکن انصاف کو کام میں لاکر باطن سے انکار نہیں کرتے تھے - علم حدیث پر بہت کچھ آپ کا دل تھا جب شیخ طاہر یوسف نے برار سے نکل کر برہان پور کو نورانی فرمایا - تو سید اپنی بزرگی کو چھوڑ کر چند سال تک جب تک کہ زندگی باقی رہی - اپنی مسجد سے روزمرہ شیخ کے درس میں پہونچا کرتے تھے - شیخ کا مقام سندھی پورہ میں تھا - جو سید کی مسجد سے ایک میل کی مسافت سے کچھ زیادہ ہی زیادہ ہے اس مسافت کا کچھ خیال نہیں ہوتا تھا - چاروں فصلوں میں برابر جایا کرتے تھے - صحیح بخاری آغاز سے انجام تک پڑھی - مولانا حافظ سندھی جو معنوی خوب رو ہیں - آپ کے شریک اور سامع تھے - جب آپ کی زندگی کا ورق لوٹ دیا گیا - تو خوابگاہ شیخ ابراہیم عمر سندھی کے مقبرہ میں بنائی گئی مصرع جمالِ حق فروغ دیدہ اش باد -

یاد شیخ الہداد مارہرہ

آپ کو ہمیشہ تلاوت کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا - آپ نے ہمیشہ زمانہ توکل - تسلیم - اور رضامندی حق میں گزارا - قرآن کا ترجمہ یاد تھا - کہتے ہیں - آغاز جوانی میں ایک حسینہ وجمیلہ عورت کے ساتھ وابستگی ہوگئی تھی -

---

ؔ چند سال ۱۲

چندسال نظر بازی مین گذرے۔ بعدہ دل کی اجازت لیکر عقد کرلیا۔ القصہ ہمیشہ حسین مظاہر پر نظر بازی کے ساتھ زندگی گذری۔ لیکن مظاہر مین جو ظاہری مشاہدہ کا ذوق حاصل ہوا تھا۔ یہ بصیرت کے ذریعہ سے حاصل ہوا تہا اور اس بیت کا مضمون زبان حال سے پڑہا کرتے تھے بیت

حسن خویش از روے خوبان آشکارا کردۂ	پس بچشم عاشقان آنرا تماشا کردۂ

یاد شیخ محمود بنجارہ

آپ خوبان سکنہ آگرہ مین سے تھے۔ مبدأ اور معاد کی شناخت مین آپ کا مرتبہ عالی تہا۔ آپکے خارق عادت کامون مین سے ایک یہہ بھی تہا۔ کہ دیو سے یا پری سے۔ جس کسی کو آسیب ہوتا تھا جب آپ کا نام اس کے سامنے لیا جاتا تہا۔ یا آپ کے ہاتہ سے پہول بہیجکر ماؤف شخص کو سونگہایا جاتا تھا۔ تو وہ بہت جلد ہوشیار اور تن درست ہوجایا کرتا تھا گویا سلیمانی ولایت آپ کو حاصل تہی لراسمہ۔

کسی کو نقش ترا بر نگین دل دارد	بکار خلق کند معجزہ سلیمانی

یاد شیخ عبدی ساکن آگرہ

آپ۔ عابد متوکل۔ اور عارف زمان تھے۔ سردار پیغمبران علیہ السلام کی محفل میلاد ترتیب ہونے مین استطاعت سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے۔ اور عمدہ عمدہ طریقہ کے ساتھ انجام دیتے تھے غالباً آپ کو اخروی کشود کار۔ اسی پسندیدہ کام کی بدولت ہاتہ آئی تہی۔ اور یہی خدمت۔ آپ کی مخدومی اور بزرگی کا سرمایہ ہوئی تہی۔ اس مین شک نہین۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذرہ برابر محبت بہی آخرت مین تمام اہل عالم کی نجات کے واسطے بس ہے مصرع محبت کیمیا کے اہل دردست۔

یاد شیخ شہاب الدین واصل

آپ۔ باعمل عالم اور باحضور کامل تھے۔ شیخ طاہر یوسف اور ان کے بہائی شیخ طیب نے جب ان کے احوال کا متوسط زمانہ تھا۔ منہاج العابدین آپکے درس مین گذرانی تہی۔ اور نیز آپکی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا تھا۔ مسیح القلوب نے اپنے عم مکرم شیخ طاہر کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ کہ کہتے تھے۔ مین ایک روز دسترخوان پر شیخ سے دور بیٹہا تھا۔ اس وقت میرے دل مین آیا۔ کیا اچھا ہوتا۔ جو مین شیخ کے پیالہ مین شریک ہوتا۔ فوراً اسی وقت آپ کے آئینہ خاطر مین عکس پڑگیا۔ مجکو وہان سے بلایا۔ اور اپنے برابر مین جگہہ دی۔ پہر میری یہ آرزو ہوئی۔ کہ شیخ ایک لقمہ اپنے ہاتہ سے مجکو دیوین۔ آپنے ایسا ہی

گیا۔ اور تبسم فرمایا۔ اس قسم کی بہت سی عجیب وغریب روایتین آپ کی گجرات اور سندہ والون کی زبان زد ہین۔ آپ کی اولاد بھی بزرگی کے اعتبار سے اپنے آبائے کرام کی خانقاہ کو آباد رکھتی ہے۔ خدا کرے آباد رہے۔

یاد شیخ عبدالملک

آپ۔ علامۂ وقت۔ اور شیخ ابراہیم کے صاحب زادہ تھے۔ بہت برسون تک رسمی علوم کا درس دیا جنت آشیانی ہمایون بادشاہ کے زمانہ مین تھے۔ واپسین سفر کے روز بھی حسب معمول درس دیا۔ لیکن فرزندون کو اور طالبان علم کو فرمایا۔ جلد نماز کے واسطے آجاؤ۔ چنانچہ تعمیل حکم کی گئی۔ فرض سے فارغ ہونے کے بعد سر سجدہ مین رکھہ دیا۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ [ط] پڑہا۔ اور ترجمہ کا خاتمہ۔ آخرین سانس کے ساتھہ دوش بدوش ہوا۔ خوابگاہ کالپی مین پدر بزرگوار کے گنبد کے باہر مصرع

بادا نصیب سینہ او نور معرفت

یاد شیخ الہ بخش چشتی

آپ کے آباؤ اجداد کا سلوک چشتیہ سلسلہ کی بیعت اور خلافت پر تھا۔ الٰہی مشیت نے آپ کے اعتقاد کی چوٹی خانوادہ شطاریہ کی طرف کھینچ کر غوث الرحمن کے دست تصرف مین دیدی تھی صاحب موصوف کے فیض ارشاد سے قطع منازل مین تیز روی۔ اور سیر مقامات مین استغراق اس درجہ بہم پہونچا۔ کہ مناظرہ کے آداب۔ اور بسیہ قیل وقال کے مقاصد سے دل سرد ہوا۔ اور تحقیق کی طرف التفات کرنے سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ زمانہ اور اہل زمانہ کی رسوم سے آزادی مل گئی۔

کہتے ہین جس وقت آپ سماع مین محو ہوجاتے تھے۔ تو غوث الرحمن آپ کا ہاتھہ اپنے ہاتہہ پر رکھکر گھوما کرتے تھے سینکڑون طرح کی نوازشین اور اکرام کام مین لاتے تھے۔ چونکہ آپ مغلوب الحال زیادہ تھے آپ کے اوقات اور حالات اکثر وجد و تواجد۔ اور سکر و بیخودی مین گزرا کرتے تھے اگرچہ اختلاف ممالک کے سبب نقش اور صورت کی بندش مین ہر جگہہ راگ کا رنگ جداگانہ ہوتا ہے اور صوفیون مین اکثر ایسے ہین۔ کہ جو روش اُن کے ملک کی معمولی ہوتی ہے۔ اسی ایک روش کے عادی ہو کر دوسری وضع کی طرف مائل کمتر ہوا کرتے ہین۔ لیکن آپ کو سرود کی ہر ایک روش۔ رقت اور شورش پیدا کر کے خوش وقت

[ط] اور اپنے پروردگار کی عبادت مین لگے رہو۔ یہان تک کہ تم کو امر یقینی (یعنی موت) پیش آئے ۱۲۔

کرتی تھی - آپ کا سماع کسی طرز کو چھوڑ کر - کسی خاص طرز کے ساتھ خصوصیت نہین رکھتا تھا - آپ کی فہم اور ہمت - سماع - ترددد کی تمام روشنون پر پہونچ جاتی تھی اور سماع کے عین جوش مین - جو بات - بشارت یا ڈرانے کی شان مین آپ کی زبان مبارک سے جدا ہو کر ہونٹون تک آجاتی تھی - وہ بہت جلد وقوع پذیر ہو کر عجائبات کے عالم مین مشہور ہو جاتی تھی -

نقل ہے - گوالیار مین ایک روز شیخ نظام نارنولی نے آپ کی مجلس مین کہا تھا - ہر چند ریاضت اور مجاہدہ کیا - لیکن غیب کے خزانچی نے اُس دروازہ کی کنجی - ہمارے ہاتھ مین نہین دی - جس کا کھولنا مقصود درویشی ہے - آپ نے فرمایا **ایہا الشیخ** اس مدعا کے دروازہ کا کھلنا کیا خاص اور کیا عام تمام عالم کا عالم منادی ہے بیعت کا طوق اپنی عقیدت کی گردنون مین ڈال لیوے - اِس بات پر موقوف ہے کہ گرفت مذکور کی صورت گوشہ قلب مین محصور کی جاوے -

کہتے ہین - جب شیخ الہ بخش کا زمانہ پیری آیا - تو آپنے قرآن کی حقیقت آمیز تفسیر اور صحاح احادیث کی لطافت انگیز شرح کی طرف کامل طور پر متوجہ ہو کر شغل اختیار کر لیا تھا - یہان تک کہ خاک نمناک کے دائرہ سے نکل کر عالم پاک کے کنگورہ پر عروج فرما گئے [۱] کان ذلك فی اثنا عشر من ربیع الثانی من سنہ سبع و سبعین و تسعمائۃ مصرع سخن او حدیث تقدیر ست -

یاد شیخ علی متقی

آپ حسام الدین جونپوری کے فرزند ہین - خدا پرستی - پرہیزگاری - تن گدازی - اور نیکوکاری - ان جملہ صفات مین آپ کی ذات سے فروغ تھا - آپ کسبی علوم - اور کشفی معارف مین صاحب ولایت علم و درجہ رکھتے تھے - ہجری سنہ نوسو تریپن مین ہند سے حرمین شریفین کی طرف کوچ کیا وہان پر شیخ ابوالحسن بکری شافعی مصری - اور نیز دیگر اعجاز بیان محدثون کی ملازمت مین رہکر - جملہ صحاح احادیث کے کامل طور پر تصحیح کی - بہت سے ذی استعداد لوگون کو اپنے فیض اور فائدہ سے اُستادی کی مسند پر بٹھایا - اور فن حدیث مین لوگون کی رہنمائی کے واسطے بہت سی سودمند تالیفات چھوڑی ہین منجملہ اُن کے ایک کتاب آپ کی ہے - جس مین ایک لاکھ حدیث لکھی ہے - اور شیخ جلال سیوطی کی کتاب جامع الصغیر پر ایک عمدہ فہرست ابواب کے ذریعہ سے بنائی ہے - نیز سلوک اور تصوف مین بھی چند رسالے تحریر فرما کر اہل جہان کے

---

[۱] یہ واقعہ تاریخ بارھوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو ستتر میں ہوا ہے - ۱۲

واسطے اپنے کمالات کا نمونہ چھوڑا ہے - پدر بزرگوار فرماتے تھے - جب آپ سفر حجاز کو تشریف لیئے جاتے تھے - تو منڈو (مانڈو) کو بھی آپکے عبور سے شرف حاصل ہوا تھا - اپنی والدہ کی بیماری کے سبب چند روز بے ارادہ قیام کرنا پڑا - آپ کی فیض بخش ملازمت مین معرفت کی باتون کے بیان سے فائدہ کا بہت کچھہ حصہ لوگون کو ملا - جب پاک دامن مریضہ نے جہان فانی کو رخصت فرمایا - تو آپنے حوالہ خاک کر کے دوسرے روز کوچ کر دیا - اور وداع کے وقت مجھسے کہا - کہ پتھر ایسی جگہہ سے نہ اُٹھائے جاوین - جس مین دوسرے کی ملک کا وہم ہو - بلکہ سرراہ سے جس طرح کا اینٹ پتھر بہم پہونچ جاوے - اُٹھاکر مقبرہ مین صرف کرنا - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ ذکر - فکر - شغل - مراقبہ - اور نیز دیگر نفل عبادات مین پوشیدگی کو کمال درجہ کام فرماتے تھے - اِس بنیاد پر لوگون نے آپ کی نسبت قیاس نقشبندیہ مشرب کا کیا ہے - ہجری سنہ نوسوچھپن مین جب آپ مکہ معظمہ مین تھے - فرمان طلب صادر ہوا - آپنے قبول فرماکر عالم ترکیب کی قید سے آزادی پائی زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ آپ کو سنت نبوی علیہ السلام کی پیروی مین اہتمام بہت کچھہ تھا - اس سبب سے الفاظ **متابعۃ نبی** شمار مین آپ سال رحلت کی برابر آگئے - ۹۵۶ھ اور چونکہ اُس مقام کے شرفا و علما - اپنے شہر کا شیخ جانتے تھے - اسواسطے الفاظ **شیخ مکہ** بھی آپکے سال انتقال کی برابر ہوئے ۹۵۶ھ مصرع پیرو خاص مصطفی است علی -

یاد شیخ خواجہ عالم

آپ - باپ کی طرف سے خواجہ مودود چشتی کو - اور مان کی طرف سے مخدوم شیخ جلال پانی پتی کو پہونچتے ہین - غوث الرحمن کے باخلاص مرید - اور خاص خلیفہ تھے - آپ کے حالات کا کسی قدر بیان - اس طرح پر کہ جب سینہ کے عنصری طاق مین (جو قندیل قلب کے رکھنے کی جگہہ ہے) استعداد اور قابلیت کے نور کا عکس - چراغ کی طرح پڑا - تو آپنے دینی علوم اور یقینی معارف کی شاہراہ مین ہمت کا قدم استحکام کے ساتھہ رکھکر - علوم کے چمکدار جواہر بہم پہونچائے - اور ان کو طبیعت کے خزانچی کی تحویل مین رکھا - باقی زمانہ زندگی جو رہا - یہ طالبان علم کی فیض رسانی مین صرف کیا - خاتم نبوت علیہ السلام کی سنت کی پیروی مین تیراندازی کی مشق اس درجہ کی - کہ خطا قبضہ امکان سے باہر ہوئی - اللہ ہیشہ **ابتغاءً لوجہ اللہ** لشکر اسلام کے ہمراہ - حرب کفار کے مقام پر پہونچکر درست تیراندازی کا **امتحان** مقبولیت کے ساتھ دیا - جب ملک علام کی طرف سے فرمان طلب آیا - تو آپنے عارف وقت شیخ عبدالملک شطاری

اور قاضی عبدالقادر کو اپنی عیادت کے بہانہ سے طلب فرمایا- اور کہا- کہ سردار انبیاء علیہم السلام باصحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف ارزانی فرما کر مجکو بلاتے ہین- آپ دونون بزرگ اصحاب آگاہ اور گواہ رہین کہ مین اپنے اسلام کی جنس اور ایمان کا نقد صحراے ناسوت کے لٹیرون کی لوٹ سے صحیح وسالم ملکوت کے دارالاسلام کو لئے جاتا ہون- اور حکم ہے کہ میری قبر بیرپور مین بنائی جاوے- مصرع

خواجہ عالم شد ندیم خواجۂ عالم در بہشت

یاد شیخ جیوہ

آپ کا نام عبدالحی ہے- حضرت غوث الرحمن کے بڑے خلیفہ ہین- ہمیشہ ریاضت کے گریبان مین سر جھکا ہوا اور قناعت کے دامن مین پانون سمٹا ہوا رہتا تھا- کنج توکل- گوشہ تسلیم- زاویہ فقر- کلبہ تنہائی- صحرائی آزادی- ویرانہ بیخودی- اور حجرہ شکیبائی- یہ سات مقامات آپ کی دنیاوی تجرید کی سات اقلیمین تہین- جس وقت تک آپ کے نورانی جسم پر زندگی کا خلعت رہا- اوس وقت تک فتوحات قبول کرنے کے واسطے ہاتھ آستین سے باہر نہین نکالا- نہ لینے کی عادت سے استغنا کی پیشانی کو داغدار نہین بنایا- اور نہ اپنی ہمت کو اس عادت کے رنگ سے رنگین فرمایا-

شیخ داؤد ستطاری سے روایت ہے- ایک روز حضرت غوث الرحمن نے چاول اور نیز دیگر غلہ سے بار کئے ہوئے- چند زکاؤ- آپ کے گہر والون کی قوت کے واسطے بہیجے- آپنے اُن کو نہین لیا- حضرت غوث الرحمن نے فرمایا- پہر لیجاؤ- اور یہ کہو- پیر کی بہیجی ہوئی شے نہ لینا- ادب کی عمارت کا ڈہا دینا ہے- آپنے جواب مین کہلا بہیجا- بہیجی ہوئی شے کسی کی ہی ہو- مرید جیوہ معذور ہے- نہین لیوے گا- پہر حضرت غوث الرحمن نے فرمایا- ایک بار اور لیجاؤ- اگر نہ لین- تو سرزنش کرنا- کہ تمہارے پیر فرماتے ہین- دفتر خلافت سے تمہارا نام کاٹ دون گا- آپنے جواب دیا- پیر کی رہنمائی کی بدولت- رد کے خوف کا- اور قبول کی اُمید کا نقش- خاطر درویش سے بالکل دہو دیا گیا ہے- یہ تہدیدی پیغام بہی نقش بر آب ہے- جب یہ جواب حضرت غوث الرحمن کی خدمت مین عرض کیا گیا- تو مزید رقت اور افزونی توجہ کا باعث ہوا- حضرت غوث الرحمن بے اختیار اپنے خلوتخانہ سے نکل کر مرید کے تکیہ مین آئے- بہت کچھ نوازش اور مہربانی کام مین لائے- اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ ہم آغوش ہو کر یہ خوشخبری سنائی- عبدالحی استقامت اور ثابت قدمی کے منصب کا فرمان- آج تمہارے نامی نام پر مہر اور دستخط سے مکمل ہو گیا- اب تم الاستقامۃ فوق الکرامۃ

کا علم طریقت کی معرکہ آرائی مین نصب کرو۔ اور فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ[۱] کا تاج - افعال کے سر پر۔ اور فقر کی ہفت کشور کی سلطنت اپنے اوپر مسلم سمجھو۔

کہتے ہین - جب گوالیار مین لوگون کے ہجوم سے آپ کے اوقات مین خرابی کا نقصان پیدا ہوا۔ تو آپ یہان سے بہت جلد دہلی کی طرف چلے گئے - چند روز بعد اس جگہ بھی ایسی ہی صورت پیش آئی اسواسطے اس شہر سے بھی عجلت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے - اور بانی پت مقام کو روانہ ہو گئے - یہان بھی بدستور آپ کے اوقات مین آفت پیش آئی - لہذا یہان کی اقامت سے بھی دل اُٹھانا پڑا - اور قصبہ بدولی مین جا کر دریاے جمنا کے کنارہ - خدا پرستی کے واسطے ایک حجرہ اختیار کیا - اور جس قدر آبِ حیات - زمانہ کی ابریق مین رہا تھا - اُس کو ظاہری اور باطنی طہارت مین صرف فرما کر خاک پاک کے خلوتخانہ مین گوشہ گیر ہو گئے - اور دائمی خوابگاہ بنالی - مصرع - باد خاکِ پاک او رشک بہشت -

یاد شیخ وجیہ الدین احمد

آپ شیخ نصراللہ علوی کے بیٹے تھے - مولد اور مرقد دونون احمد آباد گجرات مین ہین - آپ دونون جہان کے قطب - دونون جہان کے حقائق کے مرکز - حصولی اور حضوری علوم کے مالک - اکتسابی اور وہبی فنون کے خزانہ - کتابِ منقوش اشیا کے رموز دان - اور اسرار لوح محفوظ کے راز دار تھے - کہتے ہین - آپنے علمی صورت سے نقل کر ہجری سنہ نوسو دو مین عنصری پیکر کے وطن کو اپنی ولادت کے جلوہ سے منور فرمایا - اور ولادت کے بعد پانچوین سال کے آغاز سے اخیر تینتیس سال تک آپ طرح طرح کے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل مین مشغول رہے - یہان تک کہ سا تہہ علم سے زیادہ ہی زیادہ آپ کو حاصل ہو گئے - جب مجازی کثرت آباد سے حقیقی وحدت گاہ کو آخرین سفر ہوا - تو تاریخ انتیسوین صفر تھی - اور ہجری سنہ نوسو ستانوین تھا - اُس وقت تک آپ تمام علوم کے درس دینے مین مشغول رہے - اور اللہ تعالی اجل شانہ کی بخشش مین آپ کے اوقات عزیز کے ساٹھ سال رہین - اس ساٹھ سال کی مدت مین آپ کی فیض رسانی کی بدولت بہت سے ذی استعداد لوگون نے آپ کی شاگردی سے خلعت استادی پایا - اور بہت سے بلند ہمت صوفیون نے آپ کی دلنشین تلقین سے خرقہ خلافت حاصل کیا -

مولانا عادِل گلبرگاوی اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین - کہ ہجری سنہ نوسو تراسی تھا جبکہ وجیہ الحق کی

---

[۱] کھڑے ہو جاؤ جیسے حکم کئے گئے ہو ۱۲

خانقاہ مین آکر مریدون کے طریقہ پر فیض یابی کے لئے التماس کیا تھا۔ آپنے فرمایا۔ تم کو ظاہری علم کامل طور
پر حاصل ہے۔ تم دوسرے لوگون کی تکمیل کے محتاج نہین ہو۔ اپنی معلومات کو کام مین اور تکرار مین لانا
چاہیئے۔ مینے عرض کیا۔ ان مقاصد کے سوا۔ کسی شغل کی آرزو رکھتا ہون۔ آپنے فرمایا۔ اس سے
زیادہ کیا بہتر ہے۔ کہ باطنی سعادت کے اسباب بھی ہاتھ آجاوین۔ مجملہ عمدہ کام یہ ہے۔ کہ آپنے تقریب کا
موقع نکال کر یہ ماجرا بیان فرمایا۔ جن مقامات یا الٰہی حقائق کا دریافت۔ اور کشف موقوف ہے۔ ان
مقامات کی تحصیل کا شوق میرے دل مین بھی اُس وقت پیدا ہوا تھا۔ کہ جب مین درس اور تدریس
مین مشغول تھا۔ ناگاہ ایزدی مشیت جس کی ہر ایک مقدر شے مین سو سو نکتے اور نیرنگیان ہین حضرت
غوث الرحمٰن کو گوالیار سے گجرات کی طرف کھینچ لائی۔ یہ صورت وجیہ الدین کو (مجھکو) حضرت غوث الرحمٰن
کی شرف پابوسی سے مشرف ہونے کا باعث ہوئی۔ اور بہت تھوڑے عرصہ مین صاحب ممدوح کی کیمیائی
پرورش کے ذریعہ سے میرا اسلام تانبے کی طرح کندن سونا بن گیا۔ رسمی عقائد کی قید سے نکل کر حقیقی
ایمان کی بہشت مین چہل قدمی کرنا نصیب ہوا۔ اور چند روز بعد خلافت مطلق کا خلعت پاکر
سرفراز ہوگیا۔ اور پالیا جو کچھ پاس نہ تھا۔ اور جو کچھ پاس تھا۔ پھر وہ نہ ملا۔ **بیت**

آنچہ حق بہر بندگان آراست || آرزو آنچنان ندانند خواست

خاص سیع الاولیا کے خدا کے مضمون سے بھی ایک شکل آپ کے خرق عادت کی ظاہر ہوتی
ہے۔ مجملاً واقعہ ہذا کا بیان اس طور پر ہے۔ کہ ایک روز خواجہ عبدالشہید کے ایک مرید نے وجیہ الحق کی خدمت
مین یہ ماجرا عرض کیا۔ فقیر اپنے وطن مین ایک سخت مرض کے اندر مبتلا ہوگیا تھا۔ یہان تک کہ لوگون کو
صحت ہونے سے مایوسی ہوگئی تھی۔ خیر مین پیر کی اجازت سے۔ پیر کے آستانہ پر جا پڑا۔ اس خیال سے
کہ اس جگہہ کا موجود ہونا بشرط حیات یقیناً جلد تن درست ہوجانے کا سبب ہے۔ اور بشرط موت بلا شک
حصول آسائش کا باعث ہوگا۔ گو دیر سے سہی۔ ایک روز پیر نے مراقبہ کے واسطے زانو پر سر رکھا تھا۔ تھوڑی
دیر کے بعد ایک نورانی شخص ایسے لباس مین جو ہمارے ملک کے اعتبار سے غیر متعارف ہے۔ حجرہ مین
آئے۔ کچھہ دیر کے بعد پیر نے فقیر کو بھی حجرہ کے اندر بلالیا۔ آنے والے نورانی شخص نے پانی کے اوپر دم
کرکے بیمار کے لئے گویا شربت شفا بنایا۔ فی الفور مجکو آثار صحت اپنے جسم مین معلوم ہونے لگے اسی وقت
وہ خضر رفتار مسیح حجرہ سے نکلے۔ اور میری آنکھون سے اُن کا مبارک حلیہ پوشیدہ ہوگیا۔ مینے پیر

سے دریافت کیا - کہ ان بزرگ کا نام کیا ہے - جو یہی امشرب اور محیی مظہر ہین - اور ان کا مقام کہان ہے فرمایا
نام شیخ وجیہ الدین احمد - اور مسکن احمد آباد گجرات ہے اسم المحیی کے مظہر اس زمانہ مین آپ ہی ہین -
جب میری نظر تمہاری دشوار بیماری پر پڑی - تو نا اُمیدی کا اثر دل مین محسوس ہوا علاج کے واسطے ہمت
اُٹھہ کھڑی ہوئی - لہذا ضرورۃً مینے آپ سے استمداد کی - اس کے بعد تمنے دیکھا ہی جو کچھہ گزرا - اور معلوم ہی
کیا جو کچھہ پیش آیا - جب پیر کی زبانی مینے یہ ماجرا سنا - تو اس ملک کے سفر کی اجازت لیکر روانہ ہوا - طلب
اور ارادت صادق تہی کہ اُس کی برکت سے قدمبوسی کی سعادت کو پہونچ گیا - الحمد للہ مینے پا لیا جو کچھہ
چاہتا تھا -

شاہ شیخ جی کے ایک مرید شیخو نام قصبہ کپڑ گنج مین رہتے تھے - اور احمد آباد کی سیر کے واسطے کبہی
کبہی آیا کرتے تھے ایک دفعہ اُن کے دل مین یہ بات آئی کہ اس شہر مین آنا - اور وجیہ الحق کی ملازمت بدون
حاصل کئے ہوئے لوٹ جانا - نا سعادت مندی کی نشانی ہے - اس بنا پر بعزم ملاقات کرکے ایسے وقت مین
پہونچے - کہ شیخ طالبان علم کی درس سے فارغ ہوکر گہر مین تشریف لے گئے تہے - جب آپ کو اطلاع پہونچی -
کہ فلان درویش دروازہ پر کھڑا ہوا قدمبوسی چاہتا ہے - تو گہر سے باہر نکل آئے - مصافحے کے بعد زائر نے آرزو
کی - کہ ملاقات کا ثمرہ ظاہر ہونا چاہیے - آپنے فرمایا شیخو - روبرو دیکھو - پہر دریافت کیا - فقیر کی صورت سے
کس کی صورت تم کو نظر آتی ہے - عرض کیا حضرت غوث الرحمن کا حلیہ شریف نظر آتا ہے - پہر فرمایا -
اور نظر کرو - جب دیکھنے والے کی نظر آپ کے چہرہ پر پڑی - تو دریافت فرمایا - اب کس کی شکل ہے - جو درویش
کی صورت سے ظاہر ہو رہی ہے - عرض کیا - خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کا باکمال جمال
ظاہر ہے - تیسری بار فرمایا - اور زیادہ تامل کرکے دیکھو - اور معلوم کرو - کہ اس دفعہ کس کی تجلی ہے - اور کیا ہے
زائر نے سبحان اللہ کہکر اسی وقت سر سجدہ مین رکھہ دیا اور ہیبت سے کلمات تنزیہ زبان سے نکالے
اور کہا - جامی -

ہر چہ اسباب جمال ست رخ خوب ترا	ہمہ بر وجہ کمال ست کما لا یخفی

سید خواجہ عالم کی گزارش بہی بالکل اسی گزشتہ بیان کی مثل ہے - اس کی کیفیت مجملاً اس طور پر ہے
کہ سید خواجہ عالم - عرش آستانی اکبر شاہ کے امراے اعظم مین سے تہے - بالآخر تمام سامان دولت پر از راہ ہمت

؎۱ احمد آباد سے پانچ کوس پر یہ قصبہ واقع ہے ۱۲

لات مارکر فقر کے توکل آباد مین آگئے - اور رہنما پیر کی تلاش مین سیاحی شروع کی - جب آپ احمد آباد گجرات مین آئے - تو وجیہ الحق کی خدمت مین حاضر ہوکر شغل اور ذکر کی تلقین کے لئے عرض کیا - آپ ارشاد کے ہر ایک باب کے متعلق جو نصل بیان فرماتے تھے اُس کے جواب مین سید خواجہ عرض کرتے تھے - کوئی اور بات فرمائے - کیونکہ جو کچھ بیان ہوا ہے - یہ سب مرشدان کامگار کی امداد سے عمل مین لاچکا ہون جب آپ نے صورت حال سے ایسا معلوم کیا کہ اس قسم کی کوئی بات کارگر نہین ہوگی - تو فرمایا - کل کے روز درویش کو درس دیتے وقت تشریف لاکر مشاہدہ کرنا - خیر - تعمیل حکم کی گئی - وہی دیکھا جو اولین شخص نے دیکھا تھا - کہتے ہین یہ دونون اشخاص اسی مشاہدہ کی بدولت اپنے مقصد کو پہونچے -

شیخ عثمان ابن شاہ بنجھن سارنگ پوری مالوی سے روایت ہے - ایک روز شیخ منور ابن شیخ عبدالمجید لاہوری نے بیان کیا - کہ وجیہ الملہ کے حاشئے دور اندیش اور بلند نظر نکتہ سنجون کی نظر مین کمال علمیت کا کوئی رنگ نہین رکھتے ہین - راوی نے جواب دیا کہ بزرگوار محشی کا انداز تعلیقات کے لکھنے مین - اس طرف ہمت کا صرف کرنا نہین ہے - کہ وقت اور دمین نظری سے کوئی کام لیکر سخن کا پایہ اونچا کیا جاوے - بلکہ آپ کی طبیعت اور ہمت کو جو منظور ہے - وہ یہ بات ہے کہ جب عبارت کی دشواری متعلمون اور متنون کے اندر طالب کی نظر مین مراد کے چہرہ پر نقاب ہو جاوے - تو آپ آسان تحریر اور سہل ترکیب کے ساتھ وہ نقاب طلبا کی نظر کے سامنے سے اٹھا دیوین - حال آنکہ یہ جواب موافق واقعہ ہے لیکن معترض نے اس کو سست توجیہ سمجھا - اتفاقاً چند روز بعد درس کے وقت مختصر عضدی کی شرح مین ایک عبارت پر نظر پڑی - کہ اُس کی گرہ کشائی کی طاقت شیخ منور نے اپنے اندیشہ مین بلکہ کسی حاشیہ نویس کے حل مین نہین پائی - ناچار وجیہ الملہ کے حاشیہ کی طرف استمداد کا رُخ کیا - فوراً ہی توجیہ سے وہ عقدہ حل ہو گیا اور اس واقعہ کی صورت کو شیخ منور نے محشی کی کرامات سمجھا - راقم گلزار نے توجیہ کرنے والے کو بھی اہل کرامات ہی سے سمجھا ہے -

شیخ عبدالقادر بغدادی کہتے ہین - کہ آپ عقد کی شب مین اپنی عروس کے گھر ایک مجمع کے ساتھ گئے تھے جیسی کہ رسم ہے - صبح کے وقت اہل ہند کا دستور ہے کہ داماد اور عروس کو بنا سنوار کر ایک آراستہ کئے ہوئے تخت پر بٹھاتے ہین اور کچھ تکلفات اور تجلیات کام مین لاتے ہین - آپ اس معینہ وقت پر مدرسہ مین چلے گئے لوگ اس غرض سے کہ مقررہ رسم پوری کی جاوے - آپ کی تلاش کے در پے ہوئے

آپکے پدر بزرگوار نے فرمایا - کہ وجیہ الدین کو تحصیل علم کا شوق - اُس سے زیادہ ہے - کہ بیان مین آسکے - معقول مین ہوگئے - وہان سے بلالیا جاوے - کیونکہ آپ کا پانون کسی منزل اور کسی محفل سے آفسانہین ہے اسی قصہ کو وجیہ الحق - علوم کے مطالعہ اور تحصیل کی ترغیب کے واسطے فرزندون اور شاگردون کے سامنے بارہا بیان فرمایا کرتے تھے -

ایک روز اثنا ے درس مین ایک طالب علم نے اُس وقت کے ایک جاگیردار کا حال بیان کرنا شروع کیا اور شیرین عبارت سے اُس کی تنگ دلی - کوتہ دستی - امساک - اور بخل ظاہر کیا - آپنے فرمایا - یہ اُس کی صفت سب لوگون کے واسطے عموماً اور خدا پرستون کے واسطے خصوصاً اچھی ہے - کیونکہ وہ اِس صفت کے ذریعہ سے دلون کی محافظت طمع - طلب - خواہش - اور نیز آرزو پیدا ہونے سے کرتا ہے - یہ بالکل سچ ہے - **مصرع** نازنین جملہ نازنین بینند -

یہ تفصیل آپ کی مصنفات کی ہے - جو از قبیل حواشی و شروح و تحریرہا ہین - حاشیہ فوائد ضیائیہ شرح ارشاد قاضی - شرح ابیات منہل و ما بنی علم نحو مین - حاشیہ مطول و مختصر تلخیص علم معانی مین - حاشیہ عضدی و تلویح و بزدوی اصول فقہ مین - حاشیہ شرح تجرید و اصفہانی - محقق دوانی کے قدیم حاشیہ پر حاشیہ علم کلام مین - حاشیہ بیضاوی علم تفسیر مین - حاشیہ شرح وقایہ و ہدایہ فروع فقہ مین - حاشیہ قطبی شرح شمسیہ فن منطق مین - حاشیہ شرح کلمۃ العین مرگ چنگی فن حکمت مین - شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث مین - شرح جام جہان نما و کلید مخازن غوث الاولیا و رسالہ حقیقۃ محمدیہ بیان تصوف مین **علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیا** -

یاد قاضی جلال الدین ملتانی

آپ - ہندوستان کے نامور علما مین سے ہین - چند روز تک اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے درس مین بیٹھکر دینی علوم تحصیل کئے تھے - اور نیز فقر و تصوف کی چاشنی چکھی تھی - پھر کچھ بہتن کا - دارالسلطنۃ آگرہ مین گوشہ خاموشی مین بیٹھکر توکل کے طور پر رہے - اس کے بعد چند روز چھوٹے سی سوداگری کرکے روزمرہ کی ضروریات بہم پہونچاتے رہے - پھر علوم کی برکت سے درس دینا شروع کیا - گروہ کے گروہ عجمی اور ہندی لوگون نے آپ کی ملازمت سے فنون اور علوم سیکھہ کر عقل و فہم کا سرمایہ بہم پہونچایا - قاضی کمال الدین یعقوب کروی - فقہ کے اصول اور فروع کے اندر اجھی

زمانہ مین اپنا مثل نہین رکھتے تھے - اور بہت برسون تک عرش آستانی اکبرشاہ کے لشکر کے قاضی رہے تھے
جب وہ معزول کردئے گئے - تو لشکر کی قضا کا منصب آپ کے نام سے نامزد ہوا - ایک مدت تک زمانہ کی
گردش شریعت کے طریقہ پر رہی - جب ظاہری علما اور فضلا خود نمائی کے واسطے نہ کہ تنقیح حق کے واسطے
آپس مین ایک دوسرے سے لڑنے لگے - تو کچھہ اور ہی طرح کی باتین ہونے لگین - فقہ اور اجتہاد کے اختلاف
اور باہمی نزاع علی الاعلان پیدا ہوئے صاحب اقلیم نے اختلافات اور باہمی نزاعات کی اصلیت کی
طرف توجہ نہ فرمائی - اور شک کی طرف اپنا خیال - وہ اگر گفت وشنید کے درمیان مین صلح کل کا طریقہ اختیار
کیا - جو اہل فنا کے نزدیک سلطان الطرائق ہے - لیکن اس طریقہ کو کرسی پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا - اس سبب
چند متعصب علما کی صحبت کی بے لطفی کا شربت پینا پڑا - یعنی سلطان نے خودرائی سے اوس گروہ کو
جدا جدا ہر طرف بھیجکر اپنی ملازمت سے منتشر کیا - اس مین شک نہین سلطنت کی نوعروس کے گلہ مین موتیون
کا ایک ہار تھا - جس کو غصہ کی حالت مین نادانی کے ہاتھہ نے توڑ کر موتیون کا ایک ایک دانہ الگ الگ کرکے
بکھیر دیا **القصہ** اس سلسلہ مین آپ کی روانگی بیجاپور دکن کی طرف ہوئی - آپنے ایک مدت تک اوس جگہہ بسر
کی - اس صوبہ کا حاکم آپ کی تعظیم وتوقیر حد سے زیادہ عمل مین لایا ہجری سنہ نوسو ننانوین مین آپ کی زندگی
زمانہ ختم ہوا - خوابگاہ اوسی جگہہ ہے -

یاد قاضی صدرالدین لاہوری

آپ اپنے وقت کے فقیہون مین سے اور اوس ملک کے بزرگ عالمون مین سے تھے - نقلی علوم
وتیقے - اور کشفی علم کی حقیقتین آپ کو بہت کچھہ یاد تھین - صوفیہ گروہ کے ساتھہ محبت اور اخلاص کے ساتھہ
تھے بالخصوص شیخ موسیٰ حدّاد (لوہار) لاہوری کی صحبت مین بیٹھکر - بہت سا فیض حاصل کیا تھا اور طریقہ
کا سلوک رکھا تھا شیخ موسیٰ حداد - ذی ہوش مجنون - اور اپنے وقت مین مرجع خاص وعام تھے - بزرگ
شہر بعض تو آپ کے بارہ مین نیکی اور راستی کا گمان رکھتے تھے - اور بعض ناروا بہتان بنا بیان کرتے
تھے - لیکن اولین گروہ - نظر بظاہر راست معلوم ہوتا ہے - اور دوسرے گروہ کی راستی کا پتہ لگانا
بات ہے - **القصہ** سلطان وقت اکبرشاہ کے حکم سے ہجری سنہ نوسو چیاسی مین لاہور کے عہدہ
قضا سے حصار بروچ کے عہدہ قضا پر جو مضافات گجرات مین سے ہے آپ کی خدمات منتقل ہوگئی
آپ جاے تقرر جا رہے تھے - کہ منڈو (مانڈو) کے راستہ سے گزر ہوا - راقم نے بھی آپ کے دیدار

استفادہ کیا تھا۔ ایک روز قاضی صدرالدین۔ عارف سید احمد قادری ابن سید اسمعیل کی ملازمت مین شیخ محمود ابن جلال شطاری۔ شیخ امان اللہ قریشی۔ اور فقیر غوثی حسن کے ساتھ راز کی باتین کر رہے تھے۔ اس اثنا مین ایکبارگی قاضی جی رونے لگے۔ اور آنکھون سے آنسو روان ہوئے۔ اُس جلسہ مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنھون نے اس رونے کو آلہی جذبات سے تصور کیا۔ جب جوش فرو ہوا تو آپنے فرمایا۔ وطن کی الفت۔ اور اُس کی خوبیون کی یاد نے آنسو نکال دئے۔ یہ سنکر سننے والون کو حیرت ہوئی۔ چونکہ آپ باوقار اور فضیلت شعار پیر۔ اور معزز مہمان تھے۔ لہذا زبانی نصیحت کا موقع نہین تھا۔ اور طرح دنیا طبیعت کو گوارا نہین ہوا۔ ناچار صبح کے وقت بحکم [له] سِيرُوا فِي الْأَرْضِ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ منڈو کی عالیشان عمارات اور محلات کے دیکھنے کے واسطے **راقم** نے آپ سے قدم رنجہ فرمانے کے لئے التماس کیا۔ منڈو شہر۔ عمارت کی پسندیدگی۔ اور فراوانی کے اندر تمام ہند مین فرد ہے۔ جب آپ کی نظر۔ بلند اور منقش محلات۔ اور اونچے اور روشن دالانون پر پڑی۔ تو دل کے اوپر ایک عبرت کی روشنی کا اثر پڑا۔ اور اپنے گھرون کی دلبستگی نکل گئی۔ مسکرا کر فرمایا۔ اس قسم کی جو چیزین ہمنے چھوڑی ہین۔ وہ ان محلات کے کمترین ستون کی ایک سنگین کرسی کی قیمت کی بھی نہین ہین۔ یہ کہا یہ بات بالکل سچ ہے۔ چونکہ آخرین دانشمند ہوتے ہین۔ وہ غمگین دوستون کا دل ایسی ہی نصیحتون کے ذریعہ سے ٹھیکا دیگر ٹھکانے لایا کرتے ہین۔ دوسرے روز جہان کو جانے والے تھے۔ روانہ ہوئے۔ تین سال تک بروچ مین عہدہ قضا کا کام انجام دیا۔ جب آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز ہوگئی۔ تو تاریخ پندرہوین رمضان المبارک ہجری سنہ نوسونوے کو غروب آفتاب کے وقت۔ آسمانی قضا آ پہونچی اور آپ کی زندگی کا آفتاب۔ نیستی کی مغرب مین جا چھپا کہتے ہین غسل کے وقت جب غسال کو جسم شریف کے پلٹنے کی احتیاج ہوتی تھی۔ تو آپ خود اس پہلو سے اُس پہلو کو پھر جاتے تھے۔ اور شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے چھپا لیتے تھے۔ یہ حال آپ کے فرزند قاضی محمد کی زبانی لوگون کے زبان زد ہے۔ قاضی محمد۔ تمام علوم اور فنون مین فقر و فنا کی تمام باتون مین۔ اور سلوک و تصوف کے طریقہ مین فرد کامل ہین **مصرع**

مسکن او قصر جنت باد و بس

یاد ملک شیر خلوتی

آپ شیخ مشائخ کے بیٹے۔ اور شیخ بہاءالدین زکریا کے پوتون مین سے ہین۔ سید مصطفی چشتی کے

[له] ملک مین چلو پھرو (اور دیکھو) جو لوگ پہلے ہو گزرے ہین اون کا انجام کیا ہوا۔

مرید تھے - زادبوم احمد آباد گجرات اور خوابگاہ موضع بودر ہے جو علاقہ خاندیس مین ہے - آپ درویشی کی وضع کو سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکھا کرتے تھے - لیکن اولاً معاہدہ کر لیا کرتے تھے کہ تمام رسوم سے آزاد رہونگا - اور دوسرے سپاہیون کی طرح سلام کے واسطے ہر روز نہین آؤن گا - بلکہ جس وقت سردار لشکر شکار کے واسطے - یا لڑائی کے واسطے - یا دیہات اور ملک کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوتا تھا - اُس وقت آپ بھی رکاب مین ہوتے تھے - اور ان اوقات کے سوا - دیگر اوقات کو اندر باطن کی صفائی - اور ظاہر کی شست وشو مین مشغول رہتے تھے مشائخ زمانہ کے روحانی انفاس کی برکات سے - معرفت پر معرفت بڑھاتے چلے جاتے تھے - اور سالکان طریقت کو منزلون کی رسمین اور علامتین تعلیم دیا کرتے تھے - اس طریقہ پر اپنے گرامی اوقات کو معمور رکھتے تھے - اور تمام دن اور رات کو نفل نمازون کے پڑہنے مین اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے مین صرف کیا کرتے تھے - دسوین صدی کے بہت سے مشائخ کی صحبت سے فیض حاصل ہوا شاہ ادہ شیخ بڈہا چشتی کی ملازمت سے بالخصوص علم طریقت یاد کیا تھا - اور اُن کے ارشاد سے مقامات اور منازل پر فائز ہوئے تھے - ہجری سنہ نوسو بیاسی مین گجرات سے خاندیس مین آئے - چند روز اس ملک کے امراے اعظم کی نوکری مین بسر کئے - جب آپ کی بزرگی اور آزادی کا شہرہ عادل شاہ فاروقی کے کان مین پہونچا - جو اُس ولایت کا فرمان روا تھا - تو اُس نے ملازمت کا تقاضا کیا - کہ مرد لشکر کو آپ کی اس نسبت کے شرف سے سعادت حاصل کرنی چاہی - مگر آپ نے اس کو قبول فرمایا - ہجری سنہ ایک ہزار چار مین جب عادل شاہ - شاہزادہ دانیال کے مقابلہ کے واسطے دکن کی لڑائی پر گیا - تو آپ ہمراہ مین نہین جاسکے - نوکری ترک کردی اور ظاہری چاکری سے دل باطل ہٹا لیا - قصبہ بودر کے ایک گوشہ مین ہو بیٹھے - اور ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کے نصف میں ملک علام کا فرمان طلب صادر ہوا جس کے بموجب ملک معانی کی طرف روانہ ہوئے - مصرع زہے دست کہ وصل یار جانش ؛

یادداشت شیخ عبد الغفور

آپ داؤد ابن خان قادری کے فرزند تھے - اور شاہ راجی محمد قادری حسینی کے بھتیجے ہین - زادبوم بیاس ہے - جو ایک قصبہ ہے - سرکار سلطان پور ندربار کا - آپ ظاہری اور باطنی دونون طرح کے علوم کی تحصیل اپنے عم مکرم سے کی تھی - اور بہت سے مشائخ وقت کی ملازمت سے فیض پایا تھا - قرآن حفظ یاد تھا - قرآنی مشکلات کو تفسیرون کے ذریعہ سے حل کیا تھا - اور ان کی وجوہ نوک زبان پر تھین - ہر سال

رمضان مہینے مین ایک قرآن خود لکھکر قرآن خوان درویش کو دیا کرتے تھے - لوگون کے کامون مین دلسوزی سے انکے انجام کو پہونچا دیا کرتے تھے **بیت** -

سعی من از برائے فرو ماندگان بود ۔ در خدمت کسے نشاتم برائے خویش

اکثر اوقات بے چارون کے کامون کی درستی مین صرف کیا کرتے تھے - ایک دفعہ حرمین شریفین **زادھما اللہ شرفاً** کا طواف کرکے لوٹ آئے - لوٹ آنے سے پشیمان رہتے تھے - پہر دوبارہ جانے کی آرزو - آپ کے دل سے باہر نہین نکلی - ہر چند سفر مبارک کا سامان بہم پہونچانے کے درپے ہوئے - لیکن میسر نہین ہوا - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چھہ مین ظاہری کعبہ سے معنوی قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے - **بیت**

یکسال از کعبہ رفتی بردر یار ۔ ہزارت آفرین مردانہ رفتی

خوابگاہ کنوئین کے کنارہ مسجد کے صحن مین جو اُجین کی شرقی سمت مین آپ کی ہی بنوائی ہوئی ہے - اور نو مسجد کے نام سے مشہور ہے -

یاد شیخ زین الدین پسر شیخ منور

پیر بزرگوار کی پیروی کا خیال بالکل آپ کے سر مین بہرا ہوا تھا - ظاہراً اور معنیً باپ کے قدم بہ قدم چلنے کے سوا کبھی ایک قدم نہین رکہا - رسمی علم کی تحصیل زیادہ تر قاضی جلال الدین ملتانی کی خدمت سے اور کمتر بلا مقیم کے درس سے کی تہی - القصہ آپکی ظاہری دانش کامل طور پر تہی آپنے تنگ گزرانے کو چہوڑ کر کسی دولت مند - سو سیچ دولت زمانہ پر آپ کو بہت ہی کم جانے کا اتفاق ہوا تھا - علی العموم درویشون کی خدمت کی عادت رکہی اور غبار آگین ہونے سے دلون کو محفوظ رکہنے کے لئے بہت سے طریقہ کام مین لایا کرتے تھے - غالباً اِس لحاظ سے کسی دل کو نہین ستاتے تھے - **بیت**

نیازارم زخود ہرگز دلے را ۔ کہ میترسم درو جائے تو باشد

تاریخ سترہوین رمضان ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کو معنوی سفر کے واسطے سامان کوچ کا باندہ کر چلے گئے - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ عبدالرحیم کپہنجی گجراتی

یہ موضع احمد آباد سے پانچ کوس دور ہے - آپنے اس مقام سے چل کر برہان پور سے ایک کوس کے فاصلہ پر دریائے کنارہ حجرہ پسند کیا تہا - چند روز بعد علی عادل شاہ فاروقی فرمان روائے صوبہ خاندیس

نے اُس جگہہ جامع مسجد اور ایک بڑی سرائے تعمیر کرا کر ایک شہر آباد کر دیا - اور عادل پور نام رکھا - اور آپ کا
حجرہ جامع مسجد کے متصل واقع ہوا - اس مین شک نہین - آپ ایک شخص تھے - فارغ البالی اور آزادی
مین ہمت اور توکل کے ساتھہ آشنا - آپ کے پیر ارادت کا نام معلوم نہین ہوا - لیکن آپ کے مرشد طریقت شیخ
ابراہیم قاری سندھی ہین - جن کا لقب مرغ لاہوتی ہے - ایک روز آپنے شیخ اسقلوب کی قطبیت کی خوشخبری
لوگون کو سنائی - اور کہا - مجکو عالم خواب مین اس مضمون کی آگاہی دی گئی ہے - آپ کی رحلت ہجری سنہ
ایک ہزار پانچ مین ہوئی ہے - اسی حجرہ کے اندر آپ کی قبر بنائی گئی - جس مین بزمانہ حیات رہا کرتے تھے -

یاد سید حسین

آپ کی زاد بوم سون پت مین ہے - آپ کی زبان رسمی علم سے - اور آپ کا دل خدا طلبی کے شوق سے
تونگر تہا - رہنما پیر کی تلاش مین - اپنے وطن سے دل برداشت ہو کر جنگلون جنگلون ترم فرسائی شروع کی - تقدیر
آلہی - اجمیر کی طرف آپ کو کہینچ لائی - اور خواجہ عمر بالحشی کی ملازمت سے مشرف کیا - خواجہ غالبًا آپ کے
آنے کے منتظر ہی تہے - فرمایا مین حضور ہون - تم کو میری فرزندی کے واسطے بہیجا ہے - آنے والے نے
اس بات کو سو دل سے قبول کیا - قصہ کوتاہ خواجہ نے مرید کر کے اپنے ایک عزیز کی لڑکی کے ساتھہ کدخدا کر دیا !
اور خرقہ خلافت دیگر سجادہ نشینی پر بٹھایا - شیخ گدائی پانی پتی سے روایت ہے - خواجہ کا زمانہ عمر تہوڑے روز
بعد پورا ہو گیا - اور میرے پیر اُن کے جانشین ہوئے **مصرع** پیر و خوش بہ ز فرزند بدست -

یاد شیخ یوسف لنک

آپ شیخ داؤد ملتانی کے فرزند ہین - جن کے آبائے کرام کو ایزدی تقدیر اس طرف کی رہنما ہو کر دار السلطنة
آگرہ مین باعث قیام ہوئی - باوجودیکہ آپ کا وطن توحید کے زیور سے آراستہ اور آپ کا دل تحقیق کے نور
سے منور تہا - آپ شیخ جلال تہانیسری سے مرید ہو گئے علم تصوف کی مشکلات - اس طرح فصیح البیانی کے
ساتھہ حل کیا کرتے تھے کہ اشکال کی وجوہ کو سننے والے کے دل مین راہ ہی نہین ملتی تہی - **القصہ** آپ کا ضمیر
آلہی اسرار کا خزانہ تھا - با اینہمہ بے تعینی اور خاکساری کو نہایت خوبی کے ساتھہ فراہم کر رکہا تھا - اپنے
گہر کی ضروریات خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تھے - کبھی ایسا ہوتا تھا - کہ لڑکے راستہ مین شوخی
سے پیش آکر تمسخر سے چہیڑا کرتے تہے - آپ پیشانی پر چین تک نہین آنے دیتے تہے - اور مسکراتے
ہوئے نکل جایا کرتے تہے - میر رفیع الدین محدث صفوی نے لکہا ہے - آپ کی ملازمت بہت کچھہ تاثیر

پیدا کرتی تھی۔ کسی تخت کے اولیا دولت مین سے ایک آپ بھی ہین۔ عام طریقہ پر آپ کا برتاؤ۔ آپ کی مددیا
حالت کی چہرہ پر نقاب تھا۔ آپ کی رحلت کے وقت جو اصحاب حاضر تھے۔ اُن مین سے بعض نے آپ
کے معتقدین کے حالات کی نسبت دریافت کیا۔ تو ہر ایک کے بارہ مین ایک جداگانہ عنایت فرمائی۔
جب رفیع الدین کی (میری) نوبت آئی۔ تو فرمایا لہ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ
مینے ابھی اس لتفات کے اسرار پر آگاہی نہین پائی ہے۔ لیکن امیدوار ہون۔ کہ آپ کے موثر بیان۔ اور فیض
بخش ملازمت کی برکت سے دینوی اور اخروی فلاح کو پہونچون گا۔ خدا کرے۔ پہونچ جاؤن۔ خوابگاہ آگرہ
میر محدث صفوی کے روضہ کے پہلو مین مصرع لنک خود را بگرا سے وصل کن۔

یاد شیخ آدم صوفی

آپ تصوف کے جمال کو سپاہ گری کے لباس مین پوشیدہ رکھتے تھے۔ ناگاہ آپ کا تعلق خاطر ایک
دھوبن کے ساتھ پیدا ہوا۔ اُس کے حسن کی تروتازگی نے صابون کا کام کیا۔ دنیاوی تعلقات کے
میل سے اچھی طرح پاکیزگی کے ساتھ دھو دیا۔ نوکری کا دماغ سوخت ہوگیا ناچار نوکری ترک کرکے خرقہ پوشی مین
آرام دل کی جستجو ہوئی۔ اور مجازی عشق کو حقیقی مشاہدہ کا آئینہ بناکر کائنات کے صحرا سے الٰہیات کے
باغ مین جا پہونچے۔ **بیت**

راہے بصفا خانہ مطلق ہمنا		از قید حقیقت و مجازش برہان	

یاد شیخ محمد

آپ شیخ ابوالحسن۔ بکری شافعی مصری کے بیٹے ہین۔ آپ کی ذات مین دونون جہان کی فضیلت
اور دونون جہان کے اسرار موجود تھے۔ جب تک زندگی باقی رہی۔ تب تک اپنے پدر بزرگوار کی طرح
ہمیشہ ایک سال بیچ۔ مصر سے حرم محترم مکہ معظمہ کے طواف کو جایا کرتے تھے کہتے ہین جب آپ کی عمر ا
سال کی ہوئی۔ تو پدر بزرگوار کی حیات مین ہی۔ اُن کے درس کی مسند پر صورۃً اور معنیً جانشین ہوگئے۔
مورخین نے اس واقعہ کی کیفیت مجمل طور پر۔ اس طرح لکھی ہے۔ کہ شیخ ابوالحسن ایک سال باری کرۃ
کے بموجب مکہ معظمہ مین تشریف رکھتے تھے۔ وہان سے اکابر مصر کے نام اس مضمون کے خطوط بھیجے
کہ جس ہفتہ مین یہ خطوط پہونچین۔ اُسی ہفتہ کی جمعہ کے روز نور چشم شیخ محمد کو درویش کے درس کی مسند پر

لہ جو (سب سے) آگے (سلف بٹھائے گئے) ہین (سو) یہ آگے (بٹھانے کے قابل) ہین (کہ یہ بارگاہ خداوندی کے مقرب ہین)

جاوے - جب آئی ہوئی تحریرات کا مضمون پڑھا گیا - تو تمام ارباب فضیلت اور اصحاب مناصب کو حیرت ہوئی - کہ شیخ محمد کا حوصلہ ابھی ایسا نہین ہے - کہ قانون عبارت فہمی کے اصول کو ضبط مین لاسکے جس مدرسہ مین شیخ ناصر طبلاوی شیخ ابو القاسم مفتی - اور شیخ یوسف کرد - جو آپ کے پدر بزرگوار کے درس مین نائب ہین - حاضر ہوتے ہین - اُس مدرسہ مین شیخ محمد نہ ہر ایک فن کے مقدمات اور مقاصد کی تقریر - اور ہر ایک علم کے مسائل اور مبادی کی صورت اور تمہید کیونکر بیان کرسکین گے - کیونکہ جس بچہ نے میدان علم مین ابھی ابھی قدم رکھنا سیکھا ہے - اُس کو اُن اصحاب کے برابر چلنے کی طاقت نہین ہوسکتی ہے - جو گونا گون علوم کے دقیقون اور حقیقتون کی مسافت طے کرچکے ہین - اس سبب سے اس عجیب وغریب حکم کے قبول کرنے مین بہت کچھہ بہانہ اور تاخیر کی آوازین اندرون دل سے زبان پر آئین - قصہ کوتاہ یہ ہے چونکہ کل کامون کا انجام لاعلمی کے پردہ مین چھپا ہوا ہوتا ہے - لہذا تمام دور اندیش ارباب مجلس نے **رجماً بالغیب** اطاعت حکم کی راے دی - اور کہا - کہ یہ حکم ایسے شخص نے صادر فرمایا ہے - جو عالم ارواح اور عالم شہادت کی رموز کا جاننے والا ہے - اور ہم کو اس عجیب وغریب فرمان کی اصلیت پر پوری پوری آگاہی نہین ہے - اگر حکم کی بجا آوری کے بعد کوئی نامناسب بات ظہور پذیر ہوگی - تو مامور معذور مانا جاوے گا - لیکن باینہمہ ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ قرآن مجید مین سے کوئی آیت پہلے سے ہم تجویز کرین - جس کی تفسیر کی وجوہ اور اُس کے لطائف سجادہ نشین صاحب آیندہ جمعہ تک حفظ کرلیوین - اور قرارداد کے بموجب منبر ہی وہی آیۃ پڑھے -

جب اس شورہ کی کیفیت شیخ محمد کی خدمت مین عرض کی گئی - تو آپ نے جواب دیا - یہ نسبت میرے ظاہر حال کے اعتبار سے ہرگز کافی معلوم نہین ہوتی ہے - اس بحث مین چند در چند غور وفکر کی گنجایش نہین - اور ایسے عجیب وغریب حکم کے بجا لانے کی بنیاد حیلہ وحوالہ پر نہین رکھنی چاہیے - اس سے بہتر کوئی بات نہین ہے - کہ ہمت کا قدم توکل کے راستہ مین استحکام کے ساتھہ رکھکر یہ دشوار نامہم مسبب الاسباب کی گرہ کشائی کے سپرد کردی جاوے [۱] اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ کے عقیدہ پر اور [۲] اِنَّهٗ عَلٰى مَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ کے یقین پر بھروسہ کیا جاوے - اور تردد کا گرد وغبار ضمیر کے خلوتخانہ سے جھاڑ کر تسلیم کی صفائی یہان جلوہ گری جاوے - القصہ جو بات قرار پاچکی تھی - وہ جمعہ کے روز

---

[۱] بیشک یہ بات اللہ جل شانہ پر آسان ہے ۱۲ [۲] بیشک اللہ جل شانہ جس پر چاہے قادر ہے ۱۲

عمل مین لائی گئی۔

جب شیخ محمد منبر پر چڑھے۔ تو مقری نے آیۃ الکرسی شروع کی۔ شیخ نے اولاً ایک ایسا خطبۂ رشیق پڑھا جس کی فصاحت اور بلاغت کی برابر کوئی عبارت کبھی غواصان دریاے معانی کے گوش زد نہین ہوئی تھی۔ اور اس طرح کے مفہوم کبھی شناوران ملک سخنوری کے خیال مین ہی نہین آئے تھے۔ اس کے بعد اہل تحقیق عالمون کو **ایہا السامعون اسمعوا** ای ندا سے خطاب فرماکر کہا۔ قرآنی کلمات کے معانی۔ لغت اور عبارت کے اعتبار سے حاضرین کے علم مین۔ اور ارباب بصیرت کی تفسیرون کے خزانون مین موجود ہین۔ اس بنیاد پر نوسوار منبر تدریس کے خیال مین ایسا آتا ہے۔ کہ جو کنجی اسرار مقطعات کے خزانچیون نے زبان مترجم کو سپرد کی ہے۔ اُس کنجی سے مضمر حروف کے خزانون کے دروازے کھولے۔ اور حقائق کے مخفی جواہرات کو ہوش طلب سامعین کے کانون کا زیور بنادے کہتے ہین۔ اسم اللہ کے الف سے شروع کرکے ایسے معانی اور ایسی معرفتین بیان کین۔ کہ محقق سامعین کو اپنی نادانی کا اقرار کرنا پڑا۔ ہر طرف سے عذر اور معذرت کا اظہار ہوا۔ **القصہ** آپ کی دل آویز تقریر کے سننے مین یہانتک سرگرمی ہوئی کہ نماز عصر کا وقت اخیر ہوگیا۔ آپنے فرمایا۔ الفاظ اور معانی کے قافلہ کے قافلے لدنی علم اور وہبی فیض سے برگزیدہ دلون پر علی الاتصال آتے ہین۔ ؁۵۱ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا لیکن زبان کے راستہ سے بیان کے لباس مین سننے والون کی استعداد کے موافق کانون مین پہونچائے جاتے ہین ؁۵۲ وان من شیٔ الا عندنا خزائنہٗ وما ننزلہ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ بس بہتر ہے۔ کہ باقی ماندہ ذکر کو دوسری مجلس پر موقوف رکھکر وقتیہ فرض کے ادا کرنے مین توجہ کی جاوے۔

کہتے ہین۔ اٹھارہوین سال سے شروع کرکے۔ واپسین نفس تک کہ بنیالیسوان سال تھا ہر جمعہ کے روز اُسی ایک الف کے معانی منبر پر بیٹھکر بیان کئے جاتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا۔ شاہ مردان شیر یزدان حضرت **علی کرم اللہ وجہہ** سے روایت ہے۔ کہ فرماتے تھے

؁۵۱ اگر تم خدا کی نعمتون کو گننا چاہو۔ تو (اتنی بہت ہین۔ کہ تم لوگ) اُن کو پورا پورا نہ گن سکو ۱۲ ؁۵۲ جتنی چیزین ہین ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین مگر ہم ایک اندازہ معلوم (و مقرر) کے ساتھ اُن کو (مخلوقات کے لئے) بھیجتے رہتے ہین ۱۲۔

اگر مین چاہون - کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر قلم سے لکھون - تو سات اونٹون کا بوجہ ہو جاوے - اور جناب نے ایک الف
اللہ کی تفسیر اس مدت مین اس قدر فرمائی ہے - کہ اگر لکھنے مین آتی - تو بہت سے اونٹون کا بوجہ ہو جاتا - پس
جناب کا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علم سے شاید زیادہ ہے - آپنے جواب دیا - سلطان الخلفا
برہان الاولیا نے جو تفسیر فاتحہ کا حصر اس اندازہ مین کیا ہے - تو یہ مخاطب کے حوصلہ - اور متکلم کی فرصت پر نظر
کرکے کیا ہے - کیونکہ اُس وقت مین اسلام کی ابتدائی حالت تہی - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو باوجودیکہ
آپ آتہی علوم کا خزانہ تہے - مگر کفار کے ساتہہ جہاد کرنے سے اور اعلاے کلمۃ الحق سے فرصت بہت کم
تہی - اور یہ درویش - اس زمانہ مین باتین بنانے کے سوا - کوئی کام ہی نہین رکہتا ہے - اور نیز معلومات فقیر کی
حقیقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وجدانی انوار سے ہی اخذ کی ہوئی ہے - جو گوناگون علوم کے
قواعد کے بانی ہین -

غوثی صدر الذکر عبارت لکہنے کا سبب یہ ہے - کہ اس ذکر کے پڑہنے والے - آپ کے حُسن -
ادب اور جمال علم کو استعداد کی نظر سے مشاہدہ کرکے اپنے اعتقاد کی درستی کرین - اور دل مین استحکام کے
ساتہہ سمجہین کہ مشت خاک انسان کے ساتہہ خداے پاک کے کیسے کیسے راز ہین **سبحان اللہ** یہ
چند کلمہ آپ کی حقائق بیانی اور رہنمائی کا نمونہ ہین - ورنہ آپ کے حالات لکہنے کی قلم کو - اور بیان کرنے
کی زبان کو طاقت کہان ہے -

آپ کی تصنیفات تمام فنون مین ہین - بالخصوص آپ علم حدیث مین اُستاد تہے - اور حال کے
مضامین کو قال کی زبان سے تشبیہ اور تاویل کے پیرایہ مین اس طرح سے بیان فرمایا کرتے تہے - کہ بے
تامل لوگون کی سمجہہ مین آجاتے تہے - دسوین صدی کے اخیر عشرہ مین عالم علوی کو کوچ فرمایا - اس زمانہ مین
آپ کی باکمال اور ہدایت کنندہ اولاد بہت سی ہے - منجملہ اُس کے پیشواے ارباب ارشاد - آپ کے
فرزند رشید تاج العارفین تمام ظاہراً اور معنیً آپ کے خاص جانشین ہین - یہ بزرگ - عقلی - کشفی - اور کسبی
علوم مین اپنے پدر بزرگوار کی مثل بے نظیر ہین [1] اَللّٰھُمَّ متع المسلمین الطالبین بطول بقائہ
سید احمد قادری فرماتے تہے - مینے شیخ محمد بکری کی خدمت مین رہ کر اپنی عمر کے چند سال محسوب
کئے ہین - اُس مدت مین دیکہا گیا ہے - کہ ہر ایک ملک کے قسم قسم کے آدمی - آپ کی محفل مین حاضر ہو

[1] یا اللہ مسلمان طالبون کو تمتع یاب کر آپ کی درازی عمر سے ۱۲

کرتے تھے - اور چونکہ عربی زبان پر قدرت نہین ہوتی تہی - اسواسطے ہرایک شخص اپنے مقاصد اور
مسائل کو اپنی خاص زبان مین عرض کیا کرتا تھا - اور آپ سب کے جوابات عربی زبان مین دیا کرتے تھے
اور سائل کو نیز مجیب کو - سوال اور جواب کا مدعا سمجھنے مین ہرگز ترجمہ کی احتیاج نہین ہوا کرتی تہی - یہ
عجیب صورت دیکھکر تعجب اور حیرت ہوئی - اسواسطے مین ایک روز بے اختیار ہو کر عرض کر بیٹھا - مینے عرض
کیا - کہ جناب مختلف لغات اور ہرایک طرح کی زبان جانتے ہین - لیکن عجمی لوگ اکثر عربی زبان نہین جانتے
ہین - کس طرح اُن کو مدعائے جواب پر اطلاع ہو کر تسلی ہوجاتی ہے - آپنے فرمایا - بیشک - اگر مین چاہون
کہ ہرایک زبان مین بیان مقاصد کرون - تو کرسکتا ہون - لیکن جب مراد کے معانی - عربی محاورہ
اور روزمرہ مین محمد بکری کی زبان سے - عوام کے ذہن مین آجاتے ہین - تو پہر زبان مخصوص مین جواب کیون
دیا جائے - اور بدون ضرورت کے محبوب اللہ خاتم النبوۃ علیہ افضل الصلوٰۃ کی زبان کیون
ترک کی جاوے - اور پہر اسی تقریر کے ضمن مین چونکہ تقریب تہی - فرمایا - کہ بیان کے افہام وتفہیم - اور
عدم افہام وتفہیم کی قوت محمد بکری کے اختیار مین سپرد کر دی گئی ہے - اگر محمد بکری چاہے - کہ الفاظ کے
معانی کو روک لیوے - تو حاش للہ بیان کسی سننے والے کے ادراک مین بہی آسکے - خواہ مخاطب
کتنا ہی بڑا مدعا فہم عالم - اور کلام نہایت درجہ سادگی مین ہو - اور اگر چاہے - کہ سننے والے کے ذہن مین
معانی آدین - تو عبارت خواہ کتنی ہی زیادہ دقیق - اور سننے والا بازاری عجمی ہو - مگر بہت جلد ادراک
مقصود کر لیوے گا -

مولد اور مرقد یوسف علیہ السلام کے مصر مین - اور ایام رحلت نوسو اٹھانوین - اور
اور ستانوین بہی کہتے ہین -

یاد شیخ بالنسا بخاری

آپ مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین - آپ آغاز جوانی مین سلوک اور شریعت کے پابند تھے
اوسط عمر مین الٰہی جذبہ پیدا ہوا - اور تمام حواس اور قوی اپنے اصلی مرکز کو بازگشت کر گئے - یہان تک
کہ آپ مین ہستی موہوم کا خیال اور گمان بہی نہین رہا تہا - ڈیڑہ سو برس کی عمر پائی - بات کرتے وقت
ہرایک نیک وبد کی نسبت ہمیشہ اپنے نفس کی طرف کیا کرتے تھے - لیکن مخاطب مین اُس بات کے
آثار بہت جلد ظاہر ہوجاتے تھے - آپ کی زبان سے ایسی بات جو وقوع پذیر نہ ہو - نکلتی ہی نہین

تھی - سید قاسم پسر سید محمود بارہ عرش آستانی اکبرشاہ کے امراے اعظم مین سے تھے - یہ سید صاحب ہجری سنہ ایک ہزار تین مین آپ کو اپنے ہمراہ شہر پٹن سے احمد آباد کو لے گئے تھے - ایک روز ایک کنوئین کے کنارہ بیٹھے ہوئے تھے - سید نے ایک روپیہ آپ کے ہاتھہ پر رکھا آپنے اُسی ہاتھہ سے کنوئین مین ڈال دیا - لوگون نے کہا - آپنے ایسا کیون کیا - فرمایا - مینے کچھہ بُرا نہین کیا - ایک برہمن کے ہاتھہ جنت کو بھیج دیا - چند روز بعد آپ کی والدہ کے پاس سے اس مضمون کا خط آیا - کہ تم نے جو کچھہ ایک برہمن کے ہاتھہ بھیجا تھا - پہونچ گیا ہے - کہتے ہین - جنت آپ کی ماں کا نام تھا - اور یہ بھی عجب نہین ہے کہ یہ الجنۃ تحت اقدام امہاتکم کے اعتبار سے کہا ہو - جب آپ لوٹ کر پٹن مین آئے تو ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چھہ مین علوی عالم کو کوچ فرمایا - قبر صحن مکان مین بنائی گئی - آپ کی ایک ہمشیرہ بزرگ نام ہین - جو آپ کی قبر پر مجاور ہین - اور ذکر و فکر مین زندگی بسر کر رہی ہین بہت سے آثار ولایت اِن کے اندر موجود ہین - مصرع - رونق آرامگاہش دولت دیدار باد ؛

یاد شیخ حمزہ پور شیخ سدّا قریشی

آپ کی زاد بوم قصبہ دیپالپور مالوہ ہے - اور مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا کی نسل سے ہین قدس سرہ پرہیزگار - نیکوکار - اور خجستہ افعال تھے - آپ ہرت کے کارخانہ مین جام الماس وغیرہ ظروف بنانے سے اپنی وجہ قوت بہم پہونچایا کرتے تھے - نذر کے طور پر کوئی روپیہ پیسہ کسی سے نہین لیا کرتے تھے - بلکہ ضرورت مند دوستون کی امداد اپنی محنت کے پیسہ سے کیا کرتے تھے - تلقین طریقت شیخ ضیاء اللہ ابن غوث الاولیا قدس سرھما کی خدمت سے تھی اور راقم کے مربی شیخ محمود جلال کی ملازمت سے بھی بہت کچھہ فائدہ اُٹھایا تھا - عبادت اور سعادت مین عجب راستی بہم پہونچائی تھی - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین آپ کی زندگی کی باری پوری ہوئی - قبر زاد بوم مین ہی ہے - دو لڑکے چھوڑے ہین - دونون پدر بزرگوار کے طریقہ پر چلتے ہین - اللہ جل شانہ ان کو توفیق معرفت نصیب کرے مصرع

بادوائم از مئے وحدت لبالب جام او

یاد شیخ امان اللہ

آپ شیخ کمال الدین سلیمانی قریشی کالپی وال کے فرزند ہین - آغاز ہوش سے انجام زندگی تک زہد فقر - ایثار - توکل - اور راستی مین عمر گزاری - آپ کا پاے سلوک - شریعت کی شاہراہ کے سوا -

ف حسب منشاء ماثور ... کے قدموں کے نیچے ہے -

ایک قدم بھی نہین چلا اور آپ کا دست ہمت - دامن ہستی کے سوا - کسی شے کو چہوتا تک نہین شیخ صدرالدین ذاکر شطاری کے مرید ہین - ترسٹھ سال کی عمر پائی - چالیس سال تک راقم کو اپنی ہمسائگی سے سرفراز رکہا - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین عنصری تیرہ و تاریک کوچہ سے عالم قدس کی وسیع آبادی کو روانہ ہوئے - آپ کے دو لڑکے تہے - بڑے شیخ منصور - حمیدہ اوصاف اور پسندیدہ اخلاق سے آراستہ تہے - باپ سے پانچ مہینے پیشتر سامان ہستی باندہ کر چلے گئے - دوسرے شیخ عبدالشکور ہین - ان کی طینت مین تمام فضیلتین جمع ہین - خمول - خموشی - اور خوش دلی ان کے خمیر مین داخل ہین - خدا کرے ان کو عمر طبعی روزی ہو - مصرع شاکر خدا کہ ہم دم و ہمسایہ من ست -

یاد شیخ نورالدین ضیاء اللہ

آپ غوث الاولیا کے صاحب زادہ ہین - **قدس سرہما** اطوار شریعت کے سلوک مین آپ کی رفتار دل پسند تہی خوان معرفت کی بہی اچہی چاشنی چکہی تہی - وجدان طریقت کے بیان مین آپ کی تقریر دلنواز تقریر تہی - اور اسرار حقیقت کی شراب کا ایسا سکر حاصل تہا جس مین چون و چند کی کیفیت کو دخل نہ تہا - آپ کی عقدہ کشا زبان صاف عبارت مین رموز حقیقت کے چہرہ کا نقاب اٹہاتی تہی - آپ کا طریقہ اور آئین - عالم وحدت کے چلنے والون کو کثرت کی گہاٹیون سے سلامتی کے ساتہہ نکال لیجاتا تہا - آپ کی عطا پیشہ نظر سنگ دلون کو موم کرتی تہی - اور شکستہ دلون کے حق مین مومیائی کا حکم رکہتی تہی - آپ کی سلیم فکر - لوگون کے سقیم افعال کو صحت کی طرف پہیر لاتی تہی - آپ اپنی حسن معاشرت اور مصاحبت سے مسافرت کا اندوہ - غم ناک مسافر کے دل سے دور کر دیتے تہے اور نیز مقصود و مطلوب مین کامیاب کرکے - ذی احتیاج مقیم کے دوش سے نا امیدی اور بیچارگی کا بہاری وزن اٹہا لیتے تہے - اس قدر کمالات کا سرمایہ ہوتے ہوئے - آپ فقراے باب اللہ کے ساتہہ طالبانہ پیش آتے تہے -

القصہ مذکورہ بالا تفصیل کے ساتہہ آپ کا زندگانی کرنا - واپسین سفر تک کہ رمضان کی تاریخ تیسری اور ہجری سنہ ایک ہزار چہہ تہا - یکسان استقامت کے ساتہہ رہا - یعنی آپنے نوافل اور نہائد خیرات اور عبادات جس قدر اپنے اوپر لازم فرمالی تہین - ان مین فروگذاشت کا دخل کبہی نہین ہونے دیا - ہجری سنہ نوسو ستر تہا - کہ پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ گوالیار مین آئے - یہان بر چند صفحہ اور روضہ مطہر کی [illegible] آگرہ کو چلے گئے - اور اس جگہہ سامان اقامت رکہکر گہر اور نیز خانقاہ تعمیر کرائی - کم و بیش پینتیس سال

ازروے باطن خداشناسی کے حجرہ مین چلہ نشین رہے - اور ازروے ظاہر لوگون سے میل ملاقات رو جلسون کی نشست برخاست کو اپنی خلوت کے جمال کا نقاب بنائے رکہا - علم حدیث کے اندر نہروالہ شہر مین کامل دس سال تک شیخ محمد طاہر محدث نہروالہ کی شاگردی کرکے اور نیز شیخ وجیہ الملۃ علوی احمدآبادی کے درس سے تمام فنون کی تحصیل کرکے کل علوم مین اُستاد وقت ہوئے - اگرچہ ظاہر مین ظاہری سجادہ نشینی کا شرف حاصل نہین ہوا - لیکن الولد سر لابیہ کا فروغ آپ کی پیشانی سے درخشان تھا - جس زمانہ مین آپ احادیث کی تصحیح نہروالہ مین کر رہے تہے - اس زمانہ مین احمدآباد سے غوث الاولیا نے شیخ نور محمد کو خرقہ خلافت اور اجازت نامہ دیکر آپ کی خدمت مین بہیجا تہا - اور اجازت عطا فرمائی تہی -

آپ کی رحلت فرمائی کا واقعہ اس طرح پر ہے - جن ایام مین عرش آستانی اکبرشاہ دارالخلافۃ لاہور مین تشریف رکہتے تہے اُن ایام مین ایک روز ہرنون کی لڑائی کے ہنگامہ مین ایک ہرن کے سینگ کا ایک کاری زخم شہنشاہ کی ران مبارک مین آیا تہا - شہنشاہ نے چند روز بعد فرمایا - کہ اس واقعہ کے اندر دور و نزدیک کے جمیع اکابر و امرا کے آنے سے ہمنے شیخ ضیاء اللہ کی یاد کی - لیکن شیخ نے ہماری یاد نہین کی - شیخ ابوالفضل مبارک نے اس تقریر کی نقل لکہکر آپ کی خدمت مین بہیجی - جب یہ اطلاع آپ کو پہونچی تو آپنے بے تامل اپنے تئین لاہور مین پہونچاکر سلطانی دیدار حاصل کیا - اور شہنشاہ نے بہی آپ کی تشریف آوری سے اپنی عافیت اور تن درستی کی فال لی - چند روز بعد فرمایا - کہ شاہزادہ دانیال کی ایک حرم امیدوار ہے - بادشاہ کو منظور یہ ہے - کہ حرم مذکور شیخ ضیاء اللہ کے مکان مین رہے - تاکہ وضع حمل اُسی جگہہ ہو - آپنے اس حکم کی تعمیل مین دو تین مرتبہ عذر کیا - مگر قبول نہین ہوا - اور حرم مذکور نے آپکے مکان مین آکر وضع حمل کیا - چونکہ شیخ اس واقعہ کی اصلیت سے بالکل محترز تہے - لہذا اپنی زندگانی سے ہی تنگ دل ہوئے - ایک ہفتہ بعد مرض الموت پیش آیا - اور صدر الذکر تاریخ مین اپنی جان حوالہ جانان کی -

ہجری سنہ نوسو بیاسی مین راقم اپنے وطن سے چل کر دارالسلطنۃ آگرہ مین گیا تہا - اُس وقت مین راقم کے چچازاد بہائی شیخ علی شمس آپ کی ملازمت مین استفادہ کر رہے تہے - اُنہون نے فقیر کو آپ کی آستانہ بوسی اور خدمت کے شرف سے مشرف کیا تہا پانچ مہینے اُس جگہہ رہکر آپ کی فیض بخشی کا حصہ

یا - اُسی سال مین احرار الاولیا کے پوتے مشہور العرفا خواجہ عبدالشہید قدس سرہما شہر آگرہ کے قلعہ مین
اکبرشاہ کے بنگالی محل کے اندر اُترے ہوے تھے - اور شہنشاہ فتح پور مین دارالسلطنت دے رہا تہا
فقیر بہی خواجہ کی قدم بوسی کے واسطے اس محل مین گیا تہا اور شرف دیدار سے اپنے حوصلہ کے موافق
فروغ حاصل کیا تہا - مصرع خوشہ ہاے خرمن من خوشۂ ہر خرمن ست؛

یاد حاجی ابراہیم محدث قادری

آپ شیخ داؤد کے بیٹے ہین - کنیت ابوالمکارم - تخلص وصالی - زادبوم مانک پور - اور خوابگاہ آگرہ ہے
آپ کے افعال سے شریعت عیان تہی - اور اسرار مین طریقت کا خزانہ نہان تھا - عقلی اور نقلی علوم کی تحصیل
اپنے وطن مین کرکے سیر وسیاحت کا ارادہ کر لیا تھا - بالآخر بغداد مین ڈہائی سال رہکر تفسیر اور حدیث کا علم
تحصیل کے ذریعہ سے درجہ کمال کو پہونچایا اور پہر وہان سے خانہ مبارک کے طواف کے واسطے روانہ ہوئے - پرستش
اور حج کے ارکان بجالاکر مصر کو چلے گئے - یہان پر شیخ شمس الدین علقمی کے نزدیک احادیث کی تصحیح کی -
شیخ شمس الدین علقمی - شیخ جلال الدین سیوطی کے بالواسطہ شاگرد ہین - اور اسی جگہہ آپنے شیخ العرفا
شیخ محمد بکری شافعی سے سند اور اجازت لی - اس قدر کمالات فراہم ہونے کے بعد - پہر مکہ معظمہ کی طرف
لوٹے - اور شیخ عبدالرحمن ابن الفہد مغربی - شیخ مسعود مغربی - اور بدرالاتقیا شیخ علی متقی کی صحبت سے
از سرنو کتب احادیث کی تکرار کی - اور صحت وشناخت کا بڑا مرتبہ حاصل کیا - اس کے بعد پہر دوبارہ مصر
مین گئے - اور چوبیس سال تک تمام علوم کا درس دیا - باینہمہ کسی سال مین حج کو جانے آنے کا سلسلہ
بہی منقطع نہین ہوا - ملک شام مین شہری اور صحرائی بزرگون کی صحبت مین بیٹھکر فیض پایا - اس کے بعد
وطن کی محبت نے جوش کیا - تو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدوم کی سعادت سے سرفراز فرمایا - جب
دارالسلطنت آگرہ مین گذر ہوا تو تقدیری کرشمہ - اور آب ودانہ کی کشش نے یہان کے قیام کا خیال آپ کے
دل مین پیدا کیا - لہذا گہر اختیار کرکے تفسیر - حدیث - اور فقہ کے درس مین - اور نیز وعظ مین آپ مشغول ہوئے
اور بہت سے اشخاص کو فیض اور علم کی منزل پر پہونچایا - تاریخ اونیسوین ذی حجہ ہجری سنہ ایک ہزار اک
مین چہیاسی برس کی عمر کے بعد جسمانی محنت آباد کے تنگ وتاریک کوچہ سے روحانی راحت افزا اقلیم
کو روانہ ہو گئے - مصرع پیری دعلم بہست و آزادگی طلب -

یاد شیخ امان اللہ افغان

آپ سید ابراہیم بھکری کے مرید ہین - خود بینی سے گزر کر ارادت اور شریعت کی مشکلات کے تماشے مین
محو تہے - کہتے ہین آتش دیدار کی آرزو - ہمیشہ آپ کے دل کو بے آرام - اور آنکھون کو اشکبار رکہتی تہی - اور
پیر کی ملازمت مین اسی خواہش کا ورد بارہا بیان کیا کرتے تہے - اور کہا کرتے تھے - کہ زیادہ نہین - صرف ایک
ہی دفعہ اس آرزو مین کامیابی ہوجاوے - آپ کے پیر وعدہ دیکر تسلی اور تسکین دیا کرتے تہے - بالآخر اس
اندیشہ نے آپ کو آلیا - یہان تک کہ جس جنبش کرنے والہ اور اڑنے والہ پہ نظر پڑتی تہی - اُس پر آپ مطلوب
کا گمان کرتے تہے - کہتے تہے - مین ایک رات پیر کے ہاتہہ پاؤن داب رہا تھا - یکایک اُٹہہ بیٹھے - اور مجہسے
بغلگیر ہوئے - فرمایا - امان - تمنے دیکہا جس کی تم کو تلاش تہی - ؟ مینے عرض کیا - ہان دیکہا - اِس کے بعد
وحدت وجود کا دروازہ صورۃً و معنیً کشادہ کردیا - چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے - ایک سوار نے اپنے گھوڑے کو
کوڑا مارا - آپنے آہ کہینچی - جب گدڑی اُٹہا کر دیکہا گیا - تو آپ کے بدن پر تازیانہ کا نشان پایا گیا - **القصہ**
پیر کی اجازت سے براہ خشکی سفر حجاز کو روانہ ہوئے - ماوراءالنہر - خراسان - پارس - اور عراقین کے اکثر
مشایخ کی ملازمت کی - اور اُس سے فیض و فائدہ بہی اُٹہایا - جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو گئے - تو ایک دختر
کے حسن پر فریفتہ ہوگئے - ایک روز سخت بیتاب ہوئے اور حالت بیتابی مین اُس کے باپ سے کہا - کہ اپنی
لڑکی کا میرے ساتھہ عقد کر دیجیے - اُس نے جو جواب دیا - اُس سے مہر کی خواہش پائی گئی - آپ نے فرمایا -
امان اللہ - وہ بندہ نہین ہے جو اپنے پاس پیسہ رکہے - پہر لڑکی کے باپ نے کہا - کہ اگر آپ اس رعنائی
کے ساتہہ درویشی کا بہی دم بہرتے ہین - تو یہ ہوسکتا ہے - کہ پیغمبر آخرالزمان **علیہ السلام** مجہکو اس بارہ مین
خواب کے اندر اجازت فرمادین - آپ نے کہا - اگر آپ تمام مال و دولت - جو آپکے ملک مین ہے - محتاجون
کو تقسیم کردین - اور دنیاوی آلایش سے پاک ہوجاوین - تو اس شرط پر شاید ایسے خواب سے آپ کو سعادت
حاصل ہوجاوے - لڑکی کے باپ نے کہا - اس مال و منال کے ساتھہ مجہکو بہت ہی دلبستگی ہے - اگر
آپ کا تصرف مجکو آزاد - اور بے میل کردیوے - تو آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہوسکتا ہے - آپنے جواب دیا کہ مجہہ
سے اور نیز تمام مقبولون سے جو بہتر ہین - اُنہون نے آرزو فرمائی تہی - کہ ابوجہل کا دل کفر سے ہٹ جاوے - تو
یہ وقوع مین نہین آیا - اور اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ کا عتاب سنا - اسی طریقہ پر چندروز

لہ (اے پیغمبر اپنی خواہش کے مطابق) تم جس کو چاہو - ہدایت نہین دے سکتے ۱۲-

ان دونوں اصحاب کے درمیان مین گفت و شنید کا سلسلہ جاری رہا کرتے ہین - اولاً مدینہ مقدسہ کی حرم مین ایک حجرہ کے اندر رہتے تھے - پھر بعد مین بقیع کے اندر قبہ عثمانیہ کے نزدیک خلوت اختیار کرلی تھی - اِس انتقال مکان کا سبب دریافت کیا گیا - تو فرمایا - روزمرہ آدھی رات کو مدینہ کا دروازہ کہولا جاتا ہے - اور سرور انبیا علیہ السلام اس قبہ مین تشریف لاتے ہین - اور حضور کے ساتھہ خلفاے اربعہ مین سے تین اصحاب بھی ہوتے ہین - اور اس قبہ کا دروازہ بھی کہلتا تھا - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ استقبال کے واسطے دروازہ کے باہر آتے تھے اور امان دروازہ پر کہڑا رہتا تہا - اور اپنے تیئن اس مقام کے نامناسب شرمندہ پاتا تھا - لہذا ازراہ ادب سابقہ جگہہ چھوڑکر اس جگہہ حجرہ تجویز کرلیا ہے - چند روز بعد عنصری قفس ٹوٹ گیا - اور مرغ حقیقت روضہ جاوید کی طرف اُڑ گیا - مصرع جان او ہم نشین جانان باد -

یاد شیخ اسحٰق قلندر سندھی

جہان پیمائی کرتے تھے - آپ کے پاؤن گھس گئے تھے - ہر ایک ویران اور آباد گوشہ اور کنارہ مین پہنچکر ہر ایک ملک کی خصوصیات سے آگاہ ہوئے تھے - لیکن ہجری سنہ نوسو اٹھاون کے آغاز سے سیاحی ترک کرکے - قدوۃ المحدثین شیخ طاہر یوسف سندھی کی مصاحبت اختیار کرلی تھی - ہجری سنہ ایکہزار تین - ان روحانی مصاحب (شیخ طاہر یوسف) کا سال رحلت ہے - اس سال تک آپنے شیخ کی ملازمت سے کبھی جدائی پسند نہین کی - راقم گلزار نے ہجری سنہ ایک ہزار دو مین برہان پور مقام پران دونون بزرگون کی ہمراہی سے بہت کچھہ حصہ فیض کا لیا تہا - آپ کا سلوک استقامت کے طریق پر تہا - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین آپ کی اقامت اس جہان کی انجام کو پہونچ گئی - مصرع روح او ہم نشین رضوان باد؛

یاد شیخ افضل محمد

آپ شیخ یوسف تمیمی کے بیٹے - مرید - اور خلیفہ ہین - اپنے پدر بزرگوار کی زندگی مین ہی - جانشین ہو گئے تھے - رسمی علم کی کسی قدر تحصیل اپنے عم مکرم شیخ جلال کی خدمت سے - اور ان کی رحلت کے بعد یقینی علوم کی تحصیل شیخ ابوالفتح مفتی کی درس سے فرمائی تھی ہمیشہ اہل تجرید فقرا - اور صاحب عرفان درویشون کے ساتہہ ہم نشینی رکہا کرتے تھے - کبھی زمانہ کے دولتمندون اور امیرون کے دیدار کی آرزو نہین کی - خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حلیہ اقدس کی زیارت سے عالم خواب مین کئی بار مشرف ہوئے تھے - اور حزب البحر پڑہنے کی اجازت ملی تھی - تاریخ اکیسوین صفر کو ہجری سنہ ایک ہزار تین مین

عنصری صورت - خاک آگرہ کے سپرد کر کے - الٰہی دیدار کے جلوہ گاہ کو روانہ ہو گئے - لفظ افضل انام ۱۰۳۳ھ

اور آپ کا نام واپسین سال کے ساتھہ ہم عدد ہین -

یاد شیخ طاہر

آپ یوسف ابن رکن الدین ابن معروف - ابن شہاب الدین سندھی کے بیٹے ہین - آپ میخانہ تحقیق کے پرانے میگسارون کے حریف - اور منزل توحید کے دیرینہ سیاحون کے ہم قدم تھے - جب آپ فیض رسانی کی مجلس مین علمی مسائل بیان کرنے کی طرف متوجہ ہوتے تھے - تو ان بدیر برکتون کو کس انشائی سے فصیح البیانی کام مین لاتے تھے - اور جب تصنیفات جمہور کے معانی اور مطالب ذریعہ مطالعہ حل فرماتے تھے - تو آپ کی پر بہار فطرت - رنگ برنگ کے پھول کھلاتی تھی - آپ کا بیان رسمی علوم کی نوعروسون کے چہرہ کا نقاب دور کرتا تھا - اور آپ کا قلم حقیقی عالم کے خلوت خانہ مین رہنے والی پردہ نشینون کی چہرہ کشائی عمل مین لاتا تھا - تاکہ علمی اور عینی کمالات کے تلاش کرنے والے - نظارہ کی امداد سے - اندرونی فروغ حاصل کرین -

غوثی آپ کی تعریف - کوتاہی کی آشنا - اور اتمام کو پہونچنے والی نہین ہے - لہذا تم کسی قدر حالات لکھنے کے واسطے قلم اٹھاؤ - اور وہ جو تمنے اختصار کا عہد کیا ہے - اُس کی لحاظ نظر رکھکر سخن کا آغاز کرو - کہتے ہین - دسوین صدی کی دوسری دہائی کے کسی سال مین قصبہ پاتری کے اندر کارپردازان قضا وقدر نے آپ کے نفس ناطقہ کو عنصری جسم کے ساتھہ وابستہ کیا تھا - قصبہ پاتری آپ کے جد بزرگوار کا آباد کیا ہوا قصبہ ہے -

القصہ جب آپ کا آغاز ہوش ہوا تو آپ کو اور آپ کے بڑے بھائی شیخ طیب کو باپ کے ہمراہ سفر کا اتفاق پیش آیا - تینون اشخاص - دانا سے حقیقت آگاہ شناسائے فضیلت دستگاہ شیخ شہاب الدین سندھی کی ملازمت مین ایک گاؤن کے اندر پہونچے - جو شیخ سندھی کے نامزد تھا - آپ نے شرح شمسیہ پڑہنے کی التماس کی - چونکہ شیخ شہاب الدین نے منطق کا درس - اپنے مناسب حال نہین سمجھا - اسواسطے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی منہاج العابدین پڑہنے کی طرف اشارہ فرمایا - کم وبیش دو ہفتہ کے اندر کتاب مذکور کو اِن تینون شخصون نے لکھکر سبق شروع کر دیا - اس کے بعد ہجری سنہ نو پچاس مین آپ کو یہان سے خیال سفر ہوا - چنانچہ آپ گجرات کی طرف تشریف لے گئے - شہر

ایرج میں پہونچکر غوث الحالم شیخ محمد غوث قدس سرہ کی بابرکت صحبت سے بہت کچھ حصہ لیا۔ پھر اس صوبے سے ملک دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ یہان پہونچکر شیخ وقت پیر عہد میان مخدوم جی پسر شیخ محمد ملتانی کے حلقہ ارادت مین داخل ہوئے۔ شیخ محمد ملتانی شیخ بہاء الدین قادری کے بزرگ خلیفہ ہین۔ بعد ایرج پور برار مین قیام فرمایا۔ اور خرقہ خلافت آپ کو پیر سے اسی شہر مین عنایت ہوا۔ بہت مدت تک آپ اس جگہ رہے۔ اور لوگون کو درس وتلقین کے ذریعہ سے فیض پہونچاتے رہے۔ جس سال حاکم احمد نگر مرتضی نظام الملک ایرج پور پر قابض ہوا تھا۔ اور نرنالہ کے قلعہ پر فتح پائی۔ ملک برار کی آباد و بساط فتنہ وفساد کے سبب سے تہ ہو گئی اور وہان کے باشندون کو مجبوراً جلاوطن ہونا پڑا۔ اس اثنا مین آپنے والی خاندیس کی التماس سے برہان پور مین پہونچکر سامان قیام فرمایا۔ ہجری سنہ ایک ہزار چار تک اس شہر کے اندر آپ ظاہر و باطن کی صفائی اور آرائش مین ثابت قدمی کے ساتھ مقیم رہے۔ اور بہت سی تصانیف صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑ کر ملک تقدس کو روانہ ہوئے۔

منجملہ تصانیف مذکورہ کے ایک تفسیر مجمع البحار ہے۔ جو ناگل اطائف قشیری کے اسلوب پر طائفہ صوفیہ قدس سرہم کے نکات اور اشارات کو حاوی ہے۔ اس مین سے تھوڑی سی عبارت نقل کرکے نمونہ کتاب کے طور پر پیش کرتا ہون۔

فی تفسیر قولہ تعالیٰ۔ فی قلوبھم مرض الخ المرض حقیقۃ فی ما یعرض للبدن فیخرجہ عن الاعتدال الخاص۔ ویوجب الخلل فی افعالہ ومجاز فی الاعراض النفسانیۃ التی تخل بکمالھا کالجہل وسوء العقیدۃ والزندقۃ وحب المعاصی لانھا مانعۃ عن نیل الفضائل ومودیۃ الی زوال الحیوٰۃ الحقیقیۃ لابدیۃ والآیۃ تحتملھا فان قلوبھم کانت متالمۃ تحزنا علی

اللہ جل شانہ کا جو قول ہے فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ الخ اس کی تفسیر مین لکھتے ہین۔ مرض۔ ایک تو حقیقی ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ جب وہ جسم کو عارض ہوتا ہے تو اس کو اسکے خاص اعتدال سے خارج کردیتا ہے۔ اور اس کے افعال مین لازمی خلل ڈالتا ہے۔ دوسرے مجازی ہوتا ہے۔ جو حالت اعراض نفسانی کو عارض ہوکر ان کے (اعراض نفسانی کے) کمال مین خلل انداز ہوتی ہے۔ اس حالت پر مرض مجازی کا اطلاق آتا ہے۔ جیسے جہل۔ سوء عقیدہ۔ کجی۔ اور گناہون کی رغبت یہ تمام امراض مجازی ہین۔ کیونکہ یا تو یہ

مافات عنهم من الرياسة وحسدًا على مايرون من اثبات امر الرسول واستعلا شانه يومًا فيومًا فزاد الله عنهم غما زاد في اعلاء امره واشادة ذكره ونفوسهم كانت ماؤفة بالكفر و سوء الاعتقاد ومعاداة النبي صلى الله عليه وسلم ونحوها- فزاد الله ذلك بالطبع او بازدياد التكاليف وتكرير الوحي وتضاعيف النصر-

چیزین انسان کو حد فضائل تک پہونچنے سے مانع ہوتی ہین - یا یہ چیزین انسان کو حقیقی اور ابدی حیات کے زائل ہونے کی طرف کھینچ لیجاتی ہین - اور قرآنی آیۃ سے بھی مجازی معانی مراد ہین - کیونکہ منافقین کے ہاتھون سے جو ریاست نکل گئی تھی - تو اسکے غم مین وہ مبتلا تھے یہ گویا اُن کے قلوب مین مرض تھا - اور یومًا فیومًا جو رسول اللہ صلعم کا حکم ثابت اور آپ کی شان ارفع ہوتی ہوئی دیکھتے تھے - تو اسپر وہ حسد کرتے تھے اور ان وجوہ سے اُن کے قلوب سخت الم پا رہے تھے - گویا کہ اِن کا مرض یا الم اللہ تعالیٰ جل شانہ نے زیادہ کیا - کیونکہ حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے ذکر کی شان ارفع کرنے مین زیادہ تر حصۃ اللہ جل شانہ نے ہی تو لیا - اور منافقین کے نفوس پہلے ہی سے کفر - سوء اعتقاد - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت وغیرہ وغیرہ کی وجہ سے ماؤف تھے تو اللہ جل شانہ نے منافقین کا الم یا تو بالطبع زیادہ کیا - یا اس طور پر زیادہ کیا کہ الم کی تکلیفات بڑہائین - متواتر وحیان بھیجین - اور فتوحات پر فتوحات عطا فرمائین -

وفي الرحماني في قلوبهم مرض هو نقص بطهم في القوة الحكمية وافراطهم في الشهويه-

اور تفسیر رحمانی مین لکھا ہے - في قلوبهم مرض - یعنی منافقین کے قلوب مین قوت حکمیہ کی کمی اور قوت شہویہ کی زیادتی ہے -

في الاحياء اعلم ان حدي الغضب والشهوة قد ينقادان للقلب انقيادا تامًا معينا على طريقه الذي يسلكه

احیاء مین لکھا ہے - واضح ہو - کہ غضب اور شہوۃ کے دو لشکر کبھی تو قلب کے مطیع ہوتے ہین کامل اطاعت کے ساتھ - اور اس صورت مین وہ قلب کو اُس مرتبہ پر

وقد يستعصيان عليه استعصاء بغي و
تمرد حتى يملكاه ويستعبداه وفيه
هلاكه وانقطاعه عن سفره الذي
به وصوله الى سعادة الابد وللقلب
جند آخر وهو العلم والحكمة والتفكر
وحقه ان يستعين بهذا الجند فانه
حزب الله تعالى على الجندين الآخرين
فانهما قد يلتحقان بحزب الشيطان فان
من ترك الاستعانة وتسلط على نفسه
جندي الغضب والشهوة هلك هلاكا
يقينا وخسر خسرانا مبينا وذلك
حال اكثر الخلق فان عقولهم صارت
مسخرة لشهواتهم في استنباط الحيل
لقضاء الشهوة وكان ينبغي ان يكون
الشهوة مسخرة لعقولهم۔

چلنے مین مدد دیتے ہین۔ کہ جس طریقہ پر قلب چلتا ہے
اور کبھی قلب کی نافرمانی کرتے ہین ازروے بغاوت
اور تمرد کے۔ یہان تک کہ قلب کے مالک بن جاتے
ہین۔ اور قلب سے اطاعت چاہتے ہین۔ اور اس صورت
مین قلب کی ہلاکت متصور ہے۔ اور نیز جس سفر کے
ذریعہ سے قلب ابدی سعادت کو پہونچ سکتا ہے
اُس سفر سے بوجہ تبعیت غضب اور شہوة کے انقطاع
ہوجاتا ہے۔ اور قلب کا ایک لشکر اور ہے۔ جس کے
فرد علم حکمت۔ او تفکر ہین۔ اور قلب کو یہ حق حاصل
ہے۔ کہ اس لشکر سے مدد مانگے۔ کیونکہ یہ لشکر صدر بالذکر
دونون لشکرون کے مقابلہ مین۔ خدائی گروہ ہے۔ یہ
دونون لشکر شیطانی گروہ سے مل جاتے ہین۔ تو جس
شخص نے اس لشکر سے مدد نہین مانگی۔ اور اُس کے
نفس پر غضب اور شہوة کے دونون لشکر مسلط ہوگئے
وہ شخص یقیناً ہلاک ہوگیا۔ اور اُس نے صریح نقصان
اٹھایا۔ اور اکثر مخلوقات کا حال ایسا ہی دیکھا جاتا ہے
یعنی شہوات پوری کرنے کے واسطے حیلے اور بہانے
سوچ سوچ کر نکالتے ہین۔ اکثر مخلوقات کی عقلین
اُن کے شہوات کی تابع ہورہی ہین۔ حال آنکہ ہونا یہ
چاہیے۔ کہ شہوة اُن کی عقلون کے تابع ہو۔

اما بيان علامات مرض القلب
فنقول ان كل عضو من اعضاء البدن خلق
لفعل خاص به ومرضه ان يتعذر عليه فعله

مرض قلب کی علامات کا بیان اس طرح پر ہے
جیسے جسمانی اعضا مین سے ہر ایک عضو اپنے خاص
فعل کے واسطے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کا مرض

الذی خلق لاجله کذلک مرض القلب ان
یتعذر علیه فعله الذی خلق لاجله وهو
العلم والحکمة والمعرفة وحب الله تعالی وعبادته
والتلذذ بذکره وایثار ذلک علی کل شهوة سواه
وخاصیة النفس التی للآدمی ما یتمیز
به عن البهائم ولم یتمیز بها هو الاکل
والوقاع بل بمعرفة الاشیاء علی ما هی علیه
واصل الاشیاء وموجدها ومخترعها الذی جعلها
اشیاء هو الله تعالی فان عرف کل شیء ولم یعرف
الله تعالی فکانه لم یعرف شیئا فان الناس کلهم
قد هجروا هذه العلوم وانکبوا فی هذه الاعصار
واشتغلوا بتوسیط الخلق فی الخصومات
الناشئة من اتباع الشهوات وقالوا هو
الفقه واخرجوا هذا العلم الذی هو فقه الدین
من جملة العلوم وخصصوا اسم الفقه بالفتاوی
ما قصد به الا دفع الشواغل لتتفرغ لفقه
الدین فکان فقه الدنیا من فقه الدین
بواسطة هذا الفقه

یہ ہے۔ کہ جس فعل کے واسطے وہ عضو پیدا کیا گیا ہے۔ اُس فعل کا
عضو مذکور سے صدور متعذر ہو جاوے۔ اسی طرح قلب کا مرض یہ ہے
کہ جس فعل کے واسطے قلب پیدا کیا ہے۔ اُس فعل کا قلب سے صدور
متعذر ہو جاوے۔ اور افعال قلب یہ ہیں۔ علم حکمت۔ معرفت
اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت۔ اُس کی عبادت۔ اُس کے ساتھ لذت پانا
اور کامل تقاضا کے موافق ان چیزوں کو کام میں لانا اور نفس آدمی کی خاصیت
ایسا امر ہونا چاہیے۔ کہ جس کے سبب سے آدمی بہائم سے الگ تمیز ہو سکے
آدمی بہائم سے قوت اکل اور قوت جماع کے سبب سے متمیز نہیں ہو سکتا ہے
بلکہ اشیا کو اُن کی اصل حقیقت کے موافق پہچاننا یہ وجہ تمیز ہے۔ اصل اشیا اور ان
کے موجد اور مخترع کو سمجھنا چاہیے۔ جس نے اشیا کو اشیا کر کے بنایا۔ اور وہ اللہ
تعالیٰ جل شانہ ہے۔ اسواسطے اگر انسان نے بالفرض تمام اشیا کو پہچانا مگر اللہ
تعالیٰ کو نہیں پہچانا۔ تو گویا اُس نے کچھ بھی نہیں پہچانا۔ تمام لوگوں نے ان علوم کو
چھوڑ دیا ہے اس زمانہ میں یہ علوم پرانے پڑ گئے ہیں۔ اور جو خصومات
اتباع شہوات سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے تصفیہ کے اندر اپنے اخلاق کو
واسطہ بنانے میں لوگ مصروف ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ فقہ یہی ہے اور
اس علم کو جو خاص فقہ دین ہے۔ تمام علوم میں سے خارج کر دیا ہے۔
دنیاوی فقہ سے مقصد یہ تھا کہ اس ذریعہ سے دوسرے مشاغل اٹھ جاویں
تاکہ فقہ دین کے واسطے فرصت حاصل ہو۔ مگر اب بجز اسی دنیاوی فقہ کی طرف
رخ کر لیتے ہیں۔ گویا دنیاوی فقہ ہی در اصل دینی فقہ ہے۔ اس فقہ کے
ذریعہ سے۔

وفی بعض الکتب اعلم ان القلب فی الحقیقة
الغالب فی الشریعة ولا معول الا علی القلب لانه موضع
نظر الله تعالی کما قال علیه السلام ان الله

بعض کتب میں لکھا ہے۔ واضح ہو۔ کہ قلب حقیقۃ میں از روئے شریعت
بمنزلہ غالب ہے۔ اور قلب کے سوا کسی دوسرے پر اعتماد نہیں کیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ
کی نظر کا مقام قلب ہی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

لا ينظر الى صوركم الخ - فللقلب علل و امراض
مثل امراض الاشخاص فان القلب انسان
حقيقي وله من الاعضاء حقائق فللقلب راس
يحيى به كما يحيى البدن براسه فاذا حز راس
البدن لا يحيى فكذلك القلب وراس القلب
ادراكه لطائف الغيب هذا الادراك
ينقسم مثل انقسام حواس الراس اقسام
البصيرة والتذكر والمراقبة والتميز والتفكر
فالبصيرة عين القلب والتذكر لسان القلب
والمراقبة سمع القلب والتفكر خيال القلب
والتميز تجاربه وفعله فاذا اراد الله تعالى
بعبد خيرا فتح عينيه وشرح لسانه واذنه سمع
واذا اراد الله تعالى بعبد شرا ختم على سمعه
وبصره ومنعه عن ادراكاته وذلك المنع مرض
روحاني يكون صداع القلب منه ومهما
زاد المنع تولدت الذهلة والغفلة للقلب
بمنزلة الصرع وغلبة الظنون الفاسدة
مثل المالنخوليا للراس فان الراس اذا ابتلي
به يتخبط اعماله والقلب اذا انفعل بالظنون
الفاسدة تظهر فيه تخبطات كثيرة و
يصير كالمجنون المتحير الممنوع من معرفة
الله تعالى وحسن الظن به وامتلاء
القلب لفضول الطمع والطمع به

کہ اللہ تعالی تمہاری صورتوں کی طرف نہین دیکھتا ہے الخ جس طرح انسانوں کو
امراض لاحق ہوتے ہین - اسی طرح قلب کو بھی علتین اور امراض لاحق ہوتے
ہین - کیونکہ قلب ہی فی نفسہ انسان حقیقی ہے - اور اس کے اعضا بھی حقیقی ہین
چنانچہ قلب کا ایک سر ہے جس کے سبب سے وہ زندہ رہتا ہے جس
طرح بدن اپنے سر کے سبب سے زندہ رہتا ہے - اگر بدن کا سر کاٹ لیا جاوے
تو جس طرح بدن زندہ نہیں رہ سکتا ہے اسی طرح قلب بھی زندہ نہین
رہ سکتا ہے - اور قلب کا سر غیبی لطائف کا ادراک کرتا ہے - اور
جس طرح سر کے حواس کی تقسیم ہے - اُسی طرح اس ادراک کی بھی تقسیم ہے
اور اقسام ادراک یہ ہین - بصیرۃ - تذکر - مراقبہ - تمیز - اور تفکر - بصیرۃ
قلب کی آنکھ ہے - تذکر قلب کی زبان ہے - مراقبہ قلب کے کان ہین
تفکر قلب کا خیال ہے - اور تمیز قلب کے تجربہ اور افعال ہین - پس جب
اللہ تعالی جل شانہ کسی بندہ کو خیر پہونچانا چاہتا ہے تو اُس کے دل کی
دونون آنکھین کھول دیتا ہے - زبان روان کر دیتا ہے - اور کان کو قوت
سماعت دیدیتا ہے - اور جب اللہ تعالی جل شانہ کسی بندہ کو شر پہونچانا چاہتا
ہے - تو اُس کے کان پر اور آنکھ پر مہر لگا دیتا ہے - اور اس بندہ کو ادراکات
سے باز رکھتا ہے - اور یہ باز داشت - روحانی مرض ہے جس سے صداع قلب
عارض ہوتا ہے - اور باز داشت جس قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے - اُسی قدر
غفلت زیادہ بڑھتی جاتی ہے - اور قلب کی غفلت بمنزلہ صرع کے ہے -
اور فاسد تخیلات کا غلبہ سر کے واسطے مثل مالیخولیا کے ہے - جب سر مرض
مالیخولیا مین مبتلا ہوتا ہے - تو اُس کے اعمال متخبط ہو جاتے ہین - اور جب
قلب تخیلات فاسدہ سے منفعل ہوتا ہے - تو اُس مین بہت سی
خبط باتین پیدا ہو جاتی ہین - اور ایسے مجنون کی طرح ہو جاتا ہے
کہ جیسے کوئی متحیر ہو - اور اللہ تعالی جل شانہ کی معرفت سے باز رکھا گیا

یورث الاستسقاء فی القلب حتی انه
لا یروی من المال والجاہ والدخان
الغفلۃ یورث عمی البصیرۃ فان البصیرۃ تظلم
وتقل نورہا بدخان الھوی کما یظلم البصر
بنجار الھوی فی عالم الدنیا

اور نیز اللہ تعالی کے ساتھ حسن ظن نہ رکھتا ہو - اور طمع کی فضول سے قلب
کا ممتلی ہونا - اور نیز طمع اس کو لاحق ہونا - قلب کے اندر استسقا پیدا
کرتا ہے - یہان تک کہ مال سے اور جاہ سے سیر نہین ہوتا ہے - اور غفلت
کا دھوان ہے - جو بصیرۃ کی نابینائی پیدا کرتا ہے - یعنی بصیرۃ مین تاریکی
آجاتی ہے - اور اس کا نور - نفسانی خواہشات کے دھوئین سے کم پڑجاتا ہے
جس طرح آنکھون کی نظر ہیونی بخارات سے عالم دنیا مین تیرہ و تاریک ہوجاتی ہے

وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جو اس دریاے معانی کی تہ کو پہونچکر اسرار کے موتی عبارات کے ذریعہ سے
نذر ناظرین کرے - ایک روز اس تفسیر کے اجزا - دریاے کشف و شہود کے مستغرق شیخ لشکر محمد عارف شطاری
قدس سرہ کی نظر سے گزرے تو بہت خوش ہوئے - فرمایا - اس رنگین کتاب کا مصنف اپنی حسنات کی
جزا کا اندازہ شاید قیامت کے روز ہی کرسکیگا - کیونکہ یہ اندازہ آج کے روز ان حسنات کی کیفیت بیان
کرنے سے نہین ہوسکتا ہے -

فرمان رواے صوبہ علی عادل شاہ فاروقی نے مولانا حسین شیرازی کو جو حکمت کے فنون اور عقلی
علوم مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے - اور ندیم خاص جلال خان برابری کو جن کو رسمی علوم مین دستگاہ تھی - ان
دونون اصحاب کو مصنف کی خدمت مین بھیجا تھا اور التماس کی تھی - اگر اس پاسبان خلائق کا عہد اس
کتاب کی تصنیف کی تاریخ مین درج کردیا جاوے - تو غایت درجہ عنایت ہوگی آپنے التماس قبول فرمائی
اس وجہ سے کتاب ہذا کا خطبہ دو طرح پر واقع ہوا ہے -

آپکے دوسری تصنیف مختصر قوۃ القلوب ہے - تیسری منتخب مواہب لدنیہ - چوتھی ملتقط جمع الجوامع
سیوطی - پانچوین موجز قسطلانی - جس سے بڑی کوئی شرح بخاری پر نہین ہے - بڑے بڑے بارہ دفتر دو لاکھ بیت مین
مختصر کئے ہین - چھٹی تفسیر مدارک اپنے دونون بیٹون عبد اللہ اور رحمت اللہ کے واسطے - مختصر کی تھی - اور اس
کا آغاز اس طرح سے کیا ہے - **قال ابو عبد اللہ طاہر بن یوسف علیہ رحمۃ اللہ** -
ساتوین اسامی رجال صحیح بخاری - ایک شرح ہے کرمانی کے طور پر -

آپ کی آٹھوین تصنیف ریاض الصالحین ہے - جس کی فہرست کی ترتیب تین روضون پر رکھی گئی ہے
(پہلا روضہ) اُن احادیث صحیحہ اور حسنہ کے بیان مین ہے - جن کے اندر اُمت کی بخشش - اور اُمید دلا

کامیابی کی نوید دارد ہے (دوسرا روضہ) بڑے بڑے مشائخ طریقت کی ناصحانہ باتون سے سرسبز ہے - جیسے قطب الاقطاب شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی - قدوۃ العرفا ابوطالب مکی - شیخ الاولیا شہاب الدین سہروردی - تاج السالکین زین الدین خوانی - اور اکرام الاتقیا شیخ علی متقی ہندی وغیرہم من الاکابر قدس سرہ تیسرا روضہ ارباب توحید و وجدان اور اصحاب عشق و عرفان کی عمدہ عمدہ عباتون اور رنگین اشارون سے ترو تازہ ہے جیسے قافلہ سالار شاہراہ تحقیق شیخ محی الدین عربی منبع عین ذاتی حتیہ سار آثار اسمائی - عین القضاۃ ہمدانی - صدر آرائے طائفہ توحید شیخ صدر الدین قونیوی اور نیز دیگر معتقدین وحدت وجود نفعنا اللہ وجمیع الطالبین بانفاسہم اس طرح پر تینون روضہ سرسبز و شاداب ہین - وہ شخص نیک بخت ہے جو مطالعہ کے ذریعہ سے ہر ایک روضہ کے بیل بوٹے اور رنگ آمیزی کو دیکھکر بموجب اُسکے کاربند ہو -

یاد شیخ محمود بن عبد اللہ گجراتی

آپ کی رادابرکرامت - اور خود بکلاہ برہان پور ہے جس وقت سماع مین آپ کو جوش آتا تھا - تو آپ کی دستے دریا سے تیغ مین طوفان پیدا ہوتا تھا - اور آپ کے آنسوؤن سے فنا کے گرداب مین موجون کو نوبت آتی تہین آپ شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ ہین - قرآن حفظ تہا - دل آویز لہجہ اور داؤدی الحان سے تلاوت کیا کرتے تھے - اس زمانہ مین میان جموجی محدث تھے اور ملک پیر محمد حسن کی درویشی - زبان روائے نواح گجرات کی زیارت سے ملی ہوئی تہی - آپ ان دونون اصحاب کی مصاحبت دین برہان پور سے سفر حجاز کو روانہ ہوئے - اور لوٹ آئے مسیح القلوب کہتے ہین - ایک روز مین آپ کی عیادت کے واسطے گیا تھا - آپ نے فرمایا - اے فلان میرے والپسین سفر کا وقت آگیا ہے - آپ ایسی دعا سے میری مدد کرین - کہ ارباب شہود کے طریقہ پر مین دفن کیاجاؤن -

القصہ فقیر اور نیز دیگر چند دوست رحلت فرمائی کے روز آپ کے سرہانے موجود تھے حلقہ چشم مین آنکھین اس طرح عاشقانہ گردش کرتی تہین کہ جیسے کوئی محبوب جان فشانی اور نظر بازی کرتا ہے - نیز مسیح القلوب کہتے تھے - ہنگام رحلت اسی طرح جس شخص او بہی میری نظر سے گزرے ہین میرے عم مکرم شیخ طاہر بن یوسف اور شیخ اولیا - آپ کا سال رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے - کہتے ہین - ایک مطرب کا لڑکا ستر سین نام تہا - مدتون تک آپ کی نظر اُسکو دیکھتی رہی - چند روز محمودی عشق کی کشش سے اُس

لڑکے کو بیکر پرستی کی قید سے نکال کر تاج ایمان سے سرفراز کیا - اور ایازی کے درجہ کو پہونچا دیا بیت

معشوق ور لباس ایاز ست جلوہ گر	غرض ش مگر بدولتِ محمود میرسد

یاد قاضی ابراہیم ابن قاضی محمدؒ

آپ اپنے باپ کے شاگرد اور مرید ہین - اور قاضی قطب مجذوب آپ کے عم مکرم ہین - عالم خوشنویس فصیح اللسان اور محبوب القلوب تھے - ایک عمر تک قصبہ بنواری مین جو سرکار کالپی مین ہے - رسمی علوم کا درس دیتے رہے - اور مدرسی کو جمال درویشی کا برقع بنا رکھا تھا - بہت سے لوگ آپ سے فیض پا کر عربی زبان سے واقف ہو گئے - ایرانی بغیر پڑھی ہوئی کتابون کو آپ کی یہ رو طبیعت پڑھی ہوئی کتابون سے زیادہ آسانی کے ساتھ پڑھتی تھی - ہدایہ فقہ کو اُستاد شہر شیخ عبدالملک کے درس مین نکالا تھا - اور اُستاد کے موثر دم کی بدولت سب جگہ سب قسم کی گفت وشنید مین سب لوگون سے آپ سبقت لے گئے تھے - نسب الانساب نام ایک بڑی کتاب اپنے مادری و پدری آبا و اجداد کی نسل کے بیان مین بزبان فارسی تصنیف کی تھی - اس کتاب مین ولمنہ ان صورت و معنی کے کسی قدر حالات درج کئے ہین - چوہتر سال کی عمر پائی - ماہ رمضان ہجری سنہ ایک ہزار چار مین اس جہان سے دل اُٹھا لیا - خوابگاہ بنواری ہے -

مصرع ارم بانانک پاکش ہم نشین باد ؛

یاد سید ھبتہ اللہ

آپ کے آباے کرام رضوی سادات مین سے ہین - امام رضا رضی اللہ عنہ کے مشہد سے ہند مین آئے تھے - مان اور باپ دونون آپ کو خرد سال چھوڑ کر آنجہانی ہوئے - دایہ کی مہربانی اور قسمت کی خوبی نے آپ کو خواجہ حسن کی خدمت مین پہونچایا - خواجہ حسن کو لوگ معین الدین ثانی کہا کرتے تھے - اور نیز خواجہ حسن خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کی نسل سے تھے - خواجہ حسن نے فرزند کی طرح آپ کی پرورش فرمائی - جب عقل آئی - تو اپنا مرید کیا - جب پیر کی رہنمائی سے تزکیہ اور تصفیہ ہو گیا - تو خرقہ خلافت مل گیا - اور ملکوتی سیر کا درجہ حاصل ہوا - ہمیشہ گزرے ہوؤن کی روح سے گفتار اور دیدار کا سلسلہ جاری رہتا تھا - آپ کی عمر بہت زیادہ ہو گئی تھی - یہان تک کہ آپ کے سفید بال دوبارہ مائل بہ سیاہی ہو چلے تھے - جس طرح سیاہ بال سفید ہوتے ہین - اور دانت بھی دوبارہ نکلنے شروع ہو گئے تھے - کسی قدر آپ کے حالات بیان اس طرح پر ہے - جب زمانہ شیر خان سور کا تھا - تو آپ نے اجمیر سے گوالیار مین آکر حجرہ اختیار کر

پھر یہاں سے گردش روزگار کی وجہ سے مالوہ کی طرف سفر فرمایا۔ قصبہ چولی میسر منڈو سے جنوبی سمت مین
تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہان آکر بستر اجمایا۔ پرگنہ کے بہت سے باشندے مرید ہوئے۔ آپکے
پیر کا سلسلہ نو بطن سے خواجہ فخر الدین محمد کو پہونچتا ہے۔ جو خواجہ معین الاولیاء اجمیری کے صاحبزادہ
ہین اس طرح پر خواجہ معین الدین ثانی۔ خواجہ بایزید ثانی۔ خواجہ طاہر۔ خواجہ بایزید کبیر۔ خواجہ شہاب الدین
خواجہ احمد۔ خواجہ نجم الدین۔ خواجہ حسام الدین۔ خواجہ فخر الدین محمد **قدسنا اللہ باسرارہم** آپ کا سال
رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے۔ آپ کے ایک بیٹے ہین شاہ محمد۔ پرگنہ چولی میسر کے۔ یہ قاضی ہین
جہان آپ کے باپ کی قبر ہے۔

یاد شیخ ولی پور ملوک شاہ صدیقی

آپ سید ولی بدایونی کے مرید ہین۔ وطن اور مرقد دونون چرتھاولی مین ہین۔ چرتھاولی سرکار دہلی مین ایک
قصبہ ہے سہارنپور کے پہلو مین۔ ایک روز آپ ایام طفلی مین ہم عمرون کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ سید ولی
بدایونی کی پالکی دور سے آتی ہوئی دیکھی۔ آپ کھیل چھوڑکر۔ ایک طرف ہو گئے۔ اتفاقاً اس وقت سید کی
نظر خردسال لڑکے کے ہوش کی طرف گئی۔ سید نے دریافت فرمایا۔ کھیل سے تم نے کیون کنارہ کیا۔
آپ نے عرض کیا۔ آپ کے دیدار کی آب و تاب نے مجکو کھیل سے باز رکھا۔ پھر پوچھا تمہارا نام کیا ہے آپ نے
کہا ولی۔ فرمایا۔ ہمارا اور تمہارا دونون کا نام ولی ہے۔ آپ نے عرض کیا۔ لیکن ایک فرق ہے۔ میرا نام
باپ کا رکھا ہوا ہے۔ اور چھوٹا ہے۔ اور آپ کا نام فرستادہ حق ہے۔ اور سچا ہے۔ سید اس بات کو سنکر
خوش ہوئے دعا کی۔ مرید کیا نعلین خاص عنایت فرمائین۔ اور کہا۔ تمہارے پاؤن مین بھی آتی ہین۔ اسکے
بعد آپ کو سلوک کی توفیق ہوئی حقیقی اور مجازی کمالات حاصل کئے۔ اور عالم و محقق بنے۔

مصرع ایزد بہمان یار شس باد؛

یاد شیخ فتح اللہ بھروچی فتح اللہ علیہ الوہاب ما اراد

بھروچ ایک قلعہ ہے صوبہ گجرات کا۔ دریاے نربدا کے کنارہ آغاز جوانی مین رسمی علوم کے ساتھ
دائمی استغراق تھا۔ اور آپ کے کلام مین نہایت سنجیدگی پائی جاتی تھی۔ بالآخر خدا طلبی۔ اور حق شناسی
کی آندھی جو چلی۔ تو رسوم کی پابندی اور حرف کی وابستگی کا خس و خاشاک آپ کے سینہ کے میدان سے
صاف ہو گیا۔ اور اسپر مزید یہ ہوا کہ ازلی سعادت نے آپ کو شیخ لشکر محمد عارف کی فیض بخش خدمت مین

ہو پہنچایا۔ ظاہری بیعت کی رسوم ادا کر کے ملازمت مین دائمی حاضر باشی اختیار کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت جلد بے انتہا کشایشین اور غیر متعارف توجہ حاصل ہوئین۔ آپ اپنے ہمرازون سے کہا کرتے تھے مجکو نماز کے اندر کبھی دفعہ روحی عروجی سیر حاصل ہوکر نماز میری معراج بن چکی ہے۔ صلوٰۃ تقسیم روزانہ آپ کا ورد تھا جس وقت سماع کی مجلس مین نعرہ مارتے تھے۔ نوبت سے ہمنشینون کے دلون مین درد پیدا ہو جایا کرتا تھا۔ چونکہ شیخ محمد عبداللہ گجراتی کی جدائی کی تاب نہین تھی۔ لہذا ان کے بعد تیسرے روز ہی ہجری سنہ ایک ہزار چار مین عالم علوی کو روانہ ہوئے۔ مصرع یاد ایزد آرزو بخشش دل اوست۔

یاد شیخ کرم اللہ

آپ قصبہ سوئی سوپے کے بیٹے ہین۔ روایت ہے۔ اس قصبہ مین ایک بیکر بست بقال بڑا صاحب دولت تھا۔ لیکن بیٹا نہین رکھتا تھا۔ وہ بقال ایک روز بدیع الدین شاہ مدار کے خلیفہ سید جمن جبتی کی خدمت مین آیا قدس سرہما دل مین روتا تھا۔ رو پڑا۔ اور اپنی خواہش پیش کی۔ آپ نے فرمایا۔ روز اول کی تحریر سے تمہاری تقدیر ہی نو تعلیقہ مین سات بیٹے مقرر ہین۔ لیکن ایک شرط ہے کہ ساتوان لڑکا اس درویش کے حوالہ کرو۔ جب خوشخبری کا ظہور ہوا۔ تو بقال نذر کہ بجائے ساتوین لڑکے کے کوئی اور لڑکا اٹھا لایا۔ اس کو سید نے قبول نہین فرمایا۔ اور کہا۔ لایا ہوا لڑکا تمہارا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس آتش مین اس کو مصیبت اور سختی پیش آئی۔ بقال نے اس مصیبت کو ایفاے نذر مین تاخیر ہونے کے سبب سمجھا پشیمان ہوا اور اصلی ساتوین لڑکے کو سید کی بارگاہ مین پیش کیا۔ سید نے نہایت خوشی سے لیکر فرمایا۔ سب سے نامزد یہی لڑکا ہے کرم اللہ نام رکھکر تعلیم و تربیت مین مشغول ہوئے جب آپ عقل و ہوش کی سیڑھی پر قدم رکھا۔ تو آپ کے مذاق مین درویشی شیرین کر کے دکھائی گئی۔ اپنے مربی کے مرید ہو گئے اور سلوک و تصوف کے راستہ مین قدم استحکام کے ساتھ رکھا۔ آپ کی عبادت تلاوت تھی۔ نفس پر کامیابی نصیب ہوئی۔ خرقہ خلافت پہنا ہجری سنہ نو سو چونسٹھ مین گانون اور خاندان ترک کر کے منڈو مین چلے آئے اور یہین بود و باش اختیار کر لی۔ کم دبیش شمسی چالیس دور اس شہر مین آپنے قیام فرمایا سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ پھر ہجری سنہ ایک ہزار چار مین سفر کر گئے۔ خوابگاہ آپ کے فرمانے کے موجب صحن مکان مین بنائی گئی۔

یاد شیخ عبدالکریم

آپ شاہ شہباز کے فرزند۔ اور نیز خلیفہ ہین قدس سرہما پیدایش اور مرقد دونون برہان پور مین ہین

ہجری سنہ نوسو آٹھ مین نقاش تقدیر نے آپ کی علمی صورت کو بشری شکل مین نمایان کیا - دیکھنے والون نے یہ ترانہ گایا **بیت** -

نخل قدش کہ از چمن جان برآمدہ ‏ ‏ ‏ شاخ گلے بصورتِ انسان برآمدہ

اور تاریخ بارھوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار چار کو ناسوت کے تیرہ و تاریک کدہ سے نکل کر ملکوت کی آباد نمایش گاہ کو چلے گئے ماتمیون نے اس طرح نوحہ کیا ؎

آہے سیہ از زمین برآمد ‏ ‏ ‏ مرگ از در احمدی برآمد

بارید بباغ ماتگرے گے ‏ ‏ ‏ واز گلبن ماتمے برے گے

چھیانوین سال زندگی کو شریعت غرا کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پرستش مین اس طرح گذارا - کہ زمانہ کا ہاتھ آپ کے ایک مستحب کو بھی غارت نہ کر سکا - اور بے تعلقی اور آزادی کی بنیاد اس طور پر استحکام کے ساتھ رکھی تھی - کہ روزانہ آئے ہوئے نقد اور جنس کو جب تک ضرورت مندون کے گھر نہین پہونچا دیتے تھے - شام کو آرام نہین پاتے تھے - اور رات کے آئے ہوئے مال و منال کو جب تک تنگ دستون کے مکان مین دست بدست نہین بھیج دیتے تھے - صبح کے وقت خوش نہین ہوتے تھے -

ایک روز ایام طفلی مین آپ ایک درخت پر چڑھ کر ہاتھیون کی لڑائی دیکھتے تھے - پاؤن پھسلا تو سر کے بل زمین پر آئے بال برابر بھی صدمہ نہین پہونچا - خدائی حفاظت کا شکر بجا لاکر عرض کیا - ازلی عنایت نے نگہبانی کی - ورنہ جان کا نقصان تھا - آپ کے پدر بزرگوار نے فرمایا - اس مین شک نہین - مگر ازلی نسبتون کا ظہور بے سبب نہین ہوتا ہے - یقیناً سبب یہ تھا کہ مین نے ہاتھ کا کام آنکھ سے لیکر تم کو درخت کے اوپر سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اُتار لیا - اس قسم کا تصرف وہ شخص کر سکتا ہے - جو الٰہی اسم **باسط** اور **جامع** کے ساتھ متصف ہو کر حواس اور اعضا سے ایک دوسرے کی جگہہ کام لے سکے - اور **الکل فی الکل** کا لطیفہ حاصل کرے - یہ عالی شان مقام تم کو بھی عنقریب عطا ہو جاوے گا -

ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ زمانہ کی ناموافقت سے آپ مع سامان خانہ داری وطن سے ہجرت کر کے قصبہ برار کو چلے آئے تھے جو خاندیس اور دکن کے درمیان مین ہے - آپ کے ہمراہیون مین سے ایک شخص کو کسی چھوٹی سی بات پر وہان کے باشندون نے شکنجہ مین پھنسا دیا شخص مذکور

موقع پاکر درویشون کی پناہ مین آگیا - وہ نالائق گروہ سراغ لگاتا ہوا چلا آیا - اور اس بہانہ سے صوفیون کے گھرون کو لوٹ کر جہاڑو پہیر دی - اور چند آدمیون کو مجروح کر کے - آپ کے اوپر بھی کہ مجسم روح تہے خنجر اور تلوار کے بے شمار وار کئے - لیکن کاٹ پیراہن سے آگے متجاوز نہین ہوا - الحاصل جب شورش فرو ہوئی - اور بے تمیزی کی تاریکی درمیان مین سے اٹھہ گئی - تو سقہ دار پرگانون والون کی زیادتیان مخفی نہین رہین - اُس نے تمام مفسدون کی مشکین بندہوا کر اور غارت کی ہوئی تمام اشیا کو (جو لازمہ سفر ہے) فراہم کر کے شیخ کی ملازمت مین بہیجا - یہان پر شیخ کے حکم سے مشکین کہول دی گئین - اور واپس لائی ہوئی کل چیزین اُسی گروہ کو بخش دین -

ہجری سنہ نوسو اسی تہا - کہ آپنے کسی قدر روپیہ جمع کیا - ایک محرم نے جو آپ کی عادت سے آگاہ تہا - اس کی وجہ دریافت کی - جواب ملا - یہ آرزو ہے - کہ فرض زکوۃ اور فرض حج بہی ادا کر کے استفادہ کرون - اور نیز اس کے سوا ایک پوشیدہ فائدہ اور بہی ہو سکتا ہے - اتفاقاً ہجری سنہ نوسو بیاسی میں اکبر شاہ نے صوبہ گجرات فتح کیا - اور اس ہنگامہ مین بہت سے مصیبت زدہ لوگ وہان سے خاندیس مین آئے آپنے اُن چیزون سے جو جمع کر رکہی تہین - اس مصیبت زدہ گروہ کی بے سامانی کا علاج کیا -

آغاز سلوک سے وقت وصال تک جو الٰہی اسرار اور کشفی الطوار وقتاً فوقتاً آپ کے اوپر نزول کرتے تہے اُن مین سے آپ ایک شمہ بہی زبان پر نہین لاتے تہے - آغاز ہوش سے ختم زندگی تک خضر علیہ السلام کے ساتہہ ملاقات رہی - یہ حال واپسین نفس کے وقت صرف ایک محرم سے ظاہر کیا - باقی کسی سے کبہی نہین کہا مصرع گلشن دیدار باد آرامگاہِ جانِ او ؎

یا د میان جمو جی پور ملک چاند

آپ کا نام سیال محمد - اور زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - خوابگاہ عادل پور برہان پور مین - دریا خان رومی کے باغیچہ کے اندر جو آپ کے با اعتقاد مریدون مین سے تہا - آفتاب طلوع ہونے کے وقت سے نماز عشا تک مدتون تفسیر اور حدیث درس دینے کا شغل رکہا - اور ایسا نہین کیا - کہ فیض کا دروازہ دشمن کے واسطے بند کر کے صرف دوست کے واسطے کہولا ہو - تعلیم دینے مین کبہی آشنا کو بیگانہ پر ترجیح نہین دی - ہجری سنہ نوسو ستانوین تہا - کہ سفر حجاز کے واسطے روانہ ہوئے - شیخ محمود عبد اللہ شیخ عبد القادر اور وہ ملک پیر محمد حسن - جنہون نے اولیا راللہ کے حالات کا تذکرہ لکہا ہے - یہ تینون اصحاب آپ کے ہمراہ

تھے - ایک روز آپنے مسیح زمان شیخ عیسی قاسم سے دریافت کیا - سنہیون کے محلہ مین کتنے مدرس مین جواب دیا - دو شخص تھے - لیکن شیخ طاہر یوسف قدس سرہ دنیا سے کوچ کر گئے - اب حکیم عثمان بوبکانی کہ جو معنی کے اعتبار سے یکتاے زمانہ ہین - ظاہری تنہائی بھی ہوگئی - فرمایا نہین نہین - قاسم بھی اُن کے عمدہ مد مقابل ہین اِس کے بعد انسانی جواہرات سے زمانہ کا ڈورا خالی ہونے کے متعلق کچھہ بیان کر کے موتیون کی طرح آنسو آنکھون سے نکالے - مسیح زمان کہتے ہین - شیخ طاہر یوسف نے جب سنا - غوث الثقلین شیخ محی الدین جیلانی کا پیراہن شیخ جموجی کے نزدیک ہے - تو شیخ طاہر آپ کے نزدیک گئے - فقیر اور دیگر چند مشایخ وقت بھی ہمراہ تھے - قمیص کی دامن بوسی سب کو نصیب ہوئی - مصرع باد ارواے جانش تشریف لی مع اللہ -

یاد سید پیر سیدی تخلص

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید علی ہے - آپ کے باپ قطب السادات سید محمد گیسو دراز کی نسل سے اور آپ کی ماں - قدوۃ المشایخ شاہ باجن کی نسل سے ہین - قدس اسرارہم آپ کی زاد بوم برہان پور - اور ابدی آرامگاہ آسیر ہنا ندیس کا قلعہ ہے - آپ کو سپاہیانہ وضع مین ارادت مسیح زمان شیخ عیسی قاسم مدظلہ سے تھی آپ کی طبیعت نظم کے ساتھہ مناسب تھی - ہمیشہ صوفیانہ باتون کو نظم کے پیرایہ مین ادا کیا کرتے تھے مشایخ شطاریہ کا شجرہ اپنے پیر سے شروع کر کے - حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام تک فصیح عبارت مین موزون کیا تھا - کہتے ہین - آپ اپنے پیر ارادت کو اتنا دوست رکھتے تھے - کہ دوسرے صوفی آپ کو دیکھکر حرص کیا کرتے تھے - کہتے ہین - آپ کونی و مکانی مظاہر کے تبدیل شدہ حالات سے الٰہی صفات کی تجلیات کا نظارہ کیا کرتے تھے - ہجری سنہ ایکہزار کے بعد اولین عشرہ مین کوچ فرمایا -

مصرع باد روحش غریق بحر کرم ؛

یاد خواجہ کلان خواجہ دعبیدی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے فرزند رشید ہین - آپ کو لوگون کے دلون پر تصرف اور ضمیرون کی باتون پر وقوف حاصل تھا - جس سال مین براق خان - سمرقند کا قبضہ چھوڑ کر بخارا کو گیا - اُس زمانہ مین بہت سے علما - خان کے ہمراہ ہوگئے تھے - اور خواجہ کو انواع و اقسام کی خواہش سے

اور کمال عجز و انکسار کے ساتھ خان بخارا مین لایا - آپ کے طلسماتی سلوک کے کرشمون کو دیکھکر تھوڑے
زمانہ مین از راہ عقیدت بہت سے نیک منش اور درست عقیدت آدمی - خدا پرستی اور حق شناسی کی
راہ راست پر آئے - اور صورتہً اور معنیً سعادت حاصل کی - بالآخر ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین زمان
طلب ساز ہوتے پر آپ عالم تقدس کو روانہ ہو گئے خوابگاہ بخارا مین ہے مصرع

باد و صد جان بہشت بہشت

یاد شیخ الہ بخش بمیتھوری

یہ ایک گاؤن سے سارنگ پور مالوہ کا - آپ کی کرامتین اتنی عیان ہین - ایک شخص شیخ فرید
نامی ملا محمد یار سرہندی گجراتی کے بیٹے ہین - انہون نے گجرات سے آکر مالوہ مین رہنا اختیار کیا ہے - شیخ فرید
نے ایک روز راقم سے بات کی کہ ایک سال پانی برسنے مین دیر ہوئی - باشندگان [illegible] شیخ کے پاس آئے
اور گریہ و زاری [illegible] بارش کی [illegible] شمار [illegible] آدمی آپ
کے پاس گئے تھے - ہم ایک سے آپنے مہمانی چاہی - لوگون نے قبول کرکے فرمائش پوری کی
دو روز انتظار مین گزرے - پانی نہ برسا - آپنے ایک سادہ سے کہا - مجرم کی طرح رسی پاؤن مین باندہ کر مجھکو
گاؤن کے ادہر ادہر گشت کرا - ویسا ہی کیا گیا - تا آسمان کو آپ کے حال پر رونا نہین آیا - پھر آپنے
فرمایا - نہین - مینے غلط کہا - مین سنگساری کے لائق ہو گیا ہون - [illegible] برابر ایک گڈہا کہودا گیا - آپ
خاک کے اندر اس گڈہے مین کہڑے ہوئے - اور لوگون کو پکار کر فرمایا - کہ چھوٹے بڑے سب مجکو سنگسار
کرین - اہتمام [illegible] کہ آپ کے دل مین یہ بات آئی - جو تاوان اللہ تعالیٰ جل شانہ کے
کرم کی امید [illegible] تھوڑی کے وقت مین بہتری اور آسانی سے وعدہ سے تسلی دیدے
اس کو [illegible] یا دو آسانی [illegible] یا مینہ برسا دینا - یہ بات ہنوز دل مین ختم نہین ہوئی تھی کہ آسمان
نے ابر سے پانی برسایا - اور کہیتون کو شادابی کی خوشخبری پہونچی - کہتے ہین - اس واقعہ کے بعد آپنے
پگڑی سر پر نہین باندہی - اور عورتون کے لباس مین زندگی گزاری - جب تک زندہ رہے - آپ کی خوابگاہ
وہی گاؤن ہے جس مین رہتے تھے مصرع بکام او [illegible] ز باران رحمت -

یاد شیخ علاء الدین ثانی مجذوب

آپ کی گفتار - غیبی علوم کا رسالہ - اور آپ کی زبان لوح محفوظ کی مترجم تھی - زاد بوم تھانیسر ہے جو

احمد آباد گجرات کے توابع مین سے ہے۔ کہتے ہین۔ آپ کو الٰہی جذبہ نے ایکبارگی آلیا۔ اپنے وطن سے اجمیر مین آئے اور چند سال اُس شہر کے اندر حالت جذب مین گزار کر گوالیار پہونچے۔ چند روز یہان کا بھی تماشا کر کے دارالخلافہ آگرہ کو چلے گئے۔ جو ذی احتیاج لوگ آپ کی خدمت مین حاضر آتے تھے۔ اُن کے ضمیرون پر آپ کو علم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ بغیر عرض حال کئے ہوئے۔ ہر ایک شخص اپنے مدعا کا جواب آپ کی تقریر سے پا لیتا تھا۔

آپ کے خادم شیخ نظام کا بیان ہے۔ تاریخ ساتوین جمادی الآخر۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار ایک تھا۔ کہ جب ہمارے زمانہ کے سپہ سالار میرزا عبدالرحیم خانخانان ابن بیرم خان خانخانان متعلقہ گجرات سے چل کر حضور ظل اللہ اکبر شاہ کی ملازمت مین بمقام دارالسلطنت لاہور حاضر ہوئے تو حکم ہوا۔ کہ ایک کثیر لشکر اپنے ہمراہ لیکر صوبہ تتہ کی فتح کے واسطے کوچ کرین۔ یہ حال سنکر میرے دل مین آیا۔ کہ صوبہ تتہ مین بہت سے خداشناس حق پرست اور ایزد دوست لوگ ستھے۔ اور نیز آب ہین۔ کیونکر فتح کی صورت پیدا ہوگی۔ ہنوز اس خیال کی تصویر ذہن مین پورے طور پر منعکس ہونے بھی نہین پائی تھی۔ کہ آپنے خشم آلود نگاہ سے مجکو دیکھا اور بہت سی نئی نئی وضع کی تصنیف کی ہوئی گالیون کا خلعت عطا کیا۔ اور فرمایا تو کون ہے جو تجکو بزرگون کے قرارداد مین صواب اور خطا کے ساتھ رائے زنی کا منصب حاصل ہو۔ مالک تتہ علاءالدین ہے۔ اور سپاہ لیجانے والا اُس کا برگزیدہ دوست ہے۔ ایسی خوبصورتی کے ساتھ فتح کا چہرہ نمایان ہوگا۔ کہ اس سے بہتر شکل کسی کے بھی تصور مین نہین آسکتی ہے۔ چنانچہ آپنے جیسا فرمایا تھا۔ ویسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ اسی طرح جب سپہ سالار نے دکن کی فتح کے واسطے عزم کیا تھا۔ تو آپنے خوشخبری دی تھی۔ کہ کار آمد قلعہ اس دفعہ مین ہمنے تمہارے واسطے فتح کر دیا ہے۔ اُس قلعہ کو تم بے تامل دیکھ لوگے۔ بالآخر ایسا ہی ہوا۔ قلعہ سے مراد احمد نگر پایتخت دکن ہے۔ اس قسم کی باتین شیخ نظام کے نزدیک بہت سی تھین۔ مگر اُس نے چند بیان کین ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ کے بعد آپ آسمان کی جانب تیاری کر گئے۔ حدود آگرہ مین قبر ہے۔

مصرع علم حق جو ہر زبانش بود

یاد شیخ بابو جیوا بن شیخ جیو

آپ کی زاد بوم پٹن ہے۔ اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی نسل سے ہین قدس سرہم کتابی علوم اور ایزدی عرفان آپ کو کمال کے درجہ پر حاصل تھا۔ شہر پٹن کے اکثر طالب علم نے آپ کے

مدرس مین تحصیل کی ہے - آغاز جوانی مین آپ شیخ یعقوب چشتی نہروالہ کے روضہ پر متولی تھے جو شیخ برہان الدین دولت آبادی کے بزرگ خلیفہ ہین - بعض کے نزدیک آپ کو خرقہ خلافت شیخ نظام الاولیا قدس سرہ سے ملا ہے - شیخ برہان غریب اللہ کے ساتھہ بہت کچھہ یگانگت اور ہمدمی تھی - اور اسی شہر مین خوابگاہ بھی ہے - عرس گاہ کے اندر مشائخ گجرات کا طریقہ ہے - کہ زنبیلین ریشمین اور زرین کپڑے سے منڈھ کر اور انواع و اقسام کے حلوے اُن مین بھر کر سر بمہر کرتے ہین - اور وہ زنبیلین بزرگان دین دوست مین تقسیم کرتے ہین - مگر آپ نے اُن ظروف کو بینوا درویشون پر تقسیم کیا - دوسرے مجاورون کو جن کو دولتمندون سے اس کے بدل مین نذرین ملتی تھین - یہ بات ناگوار گزری - اور خشم آلودہ گفتگوئین کین - آپ ان لوگون کی ناموزون تقریر سے دل تنگ ہوئے - تمام تصرف اور تولیت انہین ارباب غرض پر چھوڑ دی اور خود گوشہ اختیار کر کے باقی ماندہ عمر توکل اور تسلیم مین گزاری - ہجری سنہ ایک ہزار چھہ مین عالم صورت سے ملک معنی کو سامان زندگی باندہا اور چلے گئے - مصرع از خود گسستن و بتو پیوستم یکے ست

یاد سید تاج الدین قادری نہروالہ

آپ سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرہما آپ ایک پیر سال خوردہ - اور صحاح ستہ حدیث کے حافظ تھے - کہتے ہین - اُن ایام مین جاگیردار سرکار سید محمود بارہہ کے بیٹے - سید قاسم تھے - بڑے عارف پرست اور درویش سیرت آدمی تھے آپ نے سید قاسم کو ہجری سنہ ایک ہزار سات مین کہلا بھیجا تھا - کہ ان دو تین روزون مین تاج الدین واپسین سفر کر جاوے گا معلوم رہے جب تیسرے روز شام کے بعد آپ نے عالم بقا کا عزم کر کے جہان فانی کو رخصت کیا - تو جن صاحبون نے پیغام سنا تھا - اُن کو حیرت ہوئی اور روئے - آپ کے چار لڑکے تھے - جمال - احمد - اسحق - اور ابراہیم سب سے چھوٹے کو خرقہ اور سجادہ سپرد کر دیا تھا - اور فرمایا تھا کہ یہ میرا جانشین ہے خوابگاہ پٹن -

مصرع تحت نشست بادشاک تاج دین

یاد خواجہ کلان ابن مولانا خواجگی

آپ کے بیان کی اکسیر مین معانی کا نرخ اور حیثیت بڑہانے کے خواص - اور آپ کی صورت کے دیدار مین ربانی مشاہدہ کے احکام پائے جاتے تھے - طالبان خدا کی رہنمائی کے واسطے بلخ مین خوش وقتی کے ساتھہ آباد تھے - کہتے ہین - جب عبد اللہ خان نے بلخ کو اپنے بیٹے عبد المومن سلطان کی

جاگیر مین نامزد کیا - تو عبدالمومن سلطان کا یہ حال تھا - کہ دولت جوانی - اور جوانی دولت سے مدہوش تھا - گوشہ گزینوں اور خاک نشینوں کے ساتھ مستانہ سلوک سے پیش آتا تھا - اور امتیازی نقش کو معزول کر کے - سب سے اپنی تعظیم اور تسلیم کراتا تھا - اس عام بلوے مین خواجہ سے بھی مثل دیگران فروتنی چاہی آپنے تعمیل نہین کی - اس سبب سے غصہ ہو کر حکم دیا - کہ فلان شخص سلطانی قلمرو سے باہر چلا جاوے - آپنے بلا ارادہ تاشقند مین جا کر سامانِ اقامت رکھہ دیا - جب عبدالمومن سلطان نے تاشقند بھی فتح کر لیا - تو خواجہ باجازت سلطان پھر بلخ مین چلے آئے - میر فروغی اشرف کہتے ہین - مین اس دفعہ کی بازگشت مین آپ کی خدمت سے مستفید ہوا تھا - ریاضت کی جان گدازی سے تن بالکل گھلا ہوا - اور صورت مطلق لاغر ہو گئی تھی - جب کسی طرف کا ارادہ ہوتا تھا - تو ڈولی مین بیٹھکر جایا کرتے تھے - جو شخص چند روز آپ کی صحبت مین بیٹھہ گیا - اُس کا کام خیر و خوبی کے ساتھہ انجام پا گیا - آپ کے دیدار سے بہت کچھہ الٰہی فیض لوگون کی آنکھون کو نصیب ہوتا تھا - ہجری سنہ ایک ہزار سات تھی - کہ روحانی عالم قدس کو روانہ ہو گئے - مین نعش پر حاضر ہوا - اور بتعمیل وصیت آپ کی قبر بلخ کے شوقیا محلہ مین آپ کی خانقاہ کے اندر تیار کی گئی -

مصرع معبد اور روضہ جاویدش

یاد شیخ لادھیو سندھی

آپ باعتبار - صورت مقید - اور باعتبار معنی آزاد تھے - چونکہ آپ کا حجرہ برہان پور مین مسیح القلوب کی جامع مسجد کی شمالی دیوار سے ملا ہوا تھا لہذا راقم گلزار کا گذر اُس طرف وقتاً فوقتاً ہوا کرتا تھا - سامان خانہ داری مین سے کوئی چیز اُس گھر مین مطلق نہین پایا تھا - کبھی پُرانا بوریا ہی بچھا کر رات کو اُس پر سو جایا کرتے تھے - آپ حُسن فروش معشوقون کی محبت سے دل باز نہین رکھہ سکتے تھے - ہمیشہ نظر بازی کا بازار گرم رکھتے تھے - کانی سندہ کے مقبول راگون مین سے ہے - آپ ہمیشہ گانا سنا کر سننے والون کا دل چھین لیا کرتے تھے - کم و بیش ستر سال کی عمر پائی - اور اپنے تئین اسی طرز کے ساتھہ کم و بیش ہجری سنہ ایک ہزار سات تک پہونچا کر آنجہانی ہونے کا ارادہ کر دیا - خوابگاہ حدود برہان پور کے اندر شیخ ابراہیم سندھی کے روضہ منورہ کی ہمسائگی مین - عادل پور کے راستہ پر مصرع

روضہ اش بزمگاہ رندان باد

یاد بابا بھرنگ

آپ ایک شیرین مجذوب اور رنگین دیوانہ تھے - آپ کے حرف اور حرکات کی ہوا سے خوشی پیدا ہوا
کرتی تھی - اور آپ کے شگفتہ دیدار کو دیکھکر نمکینی سامان باندہ جاتی تہی - آپ کی تعریف کی شرح ختم نہین
ہوسکتی ہے - لہذا کسی قدر حالات لکھتا ہون - پرگنہ دہار کے ایک گانون مین آپ ایک مقدم کے بیٹے تھے
ایکبارگی آپ کو عقل کہو دینے والا ایک جذبہ پیدا ہوا جس نے خان ومان سے آوارہ کردیا - آپ منڈو
(مانڈو) مین آئے - قلعہ کی ہوا کچھ ایسی خوش گوار معلوم ہوئی - کہ آپ کی رفتار کے پانون مین زنجیر پڑ گئی
تمام دن کوچہ و بازار مین سیر کرتے - اور گاتے پھرا کرتے تھے - اور تمام رات ایک حلوائی کی دوکان کے
گوشہ مین سر زانو سے حیرت پر رکھے ہوئے - دن کردیا کرتے تھے - آپ کی ایسی برکت تھی - کہ دنیا دی
دولتمندی حلوا فروش کے حق مین - شیرین کام ہوئی - ایک مدت تک اسی طریقہ پر بسر کی - منڈو (مانڈو)
سے بیس کوہ فاصلہ پر مشرقی سمت مین کوہستان جیت پور ہے - اس کوہستان سے حمید نام ایک
زمیندار نے ہجری سنہ نو سو پچانوین میں مال شہر کو شاہی لشکر سے خالی دیکھکر لوٹنے کا موقع پایا - ایک رات
اُس نے کیا کیا - دو سو سوار - اور ہزار پیادے قلعہ کے اوپر چڑہا دئے - اور خود ایک اور جماعت لیکر
کمک کے طور پر نیچے قلعہ کے کھڑا ہو گیا - کوچہ مین گھسنے اور ہمراہیون کے مقابل ہونے کے وقت
باباکو چھیڑ دیا - بابا نے پکار کر کہا - شہر والو - آرام سے رہو - صحرائی لوگ - لاتون مین رُل گئے - یہ بات
اُن جناتیون کو ناگوار معلوم ہوئی - ان مین سے ایک سگ طینت شخص نے تلوار نکال کر چند زخم
باباکو لگائے - آپ نے کشادہ پیشانی سے اِن زخمون کو برداشت کیا - جب قدم آگے بڑہایا - یکایک
تیرون کی شپاشپ - اور تلوارون کی چاکا چاک کی آواز ایسی کثرت سے سننے مین آئی - کہ کان بہر گئے
ناچار یہ لوگ بھاگ کر پریشان ہوئے - اکثر اُن اجل رسیدون کو صبح کے وقت پہاڑون مین اور ویرانون
مین بدون زخم تلوار اور تیر کے مردہ پایا - کمتر لوگ پائین قلعہ تک نیم جان گئے - اور یہ گوشمالی دیکھکر خود
حمید زمیندار کے ہاتھ مین باگ اور رکاب مین پانون نہ تہا - بلکہ کئی آدمی اُس کو دائین بائین سے گھوڑے
کے اوپر تہامے ہوئے تھے - بالآخر چند روز زندہ رہا - لیکن ہوش مین نہین آیا - اور بابا نے بھی
یہ اجازت نہین دی - کہ زخم پر پٹی باندہی جاوے - یا مرہم کا پہایہ رکہا جاوے - اس سبب سے

چند روز مین زخمون کے اندر کیڑے پڑ گئے۔ جب کوئی کیڑا زمین کے اوپر گر پڑتا تھا۔ تو آپ اُس کو اُٹھا کر بدستور اُس کی جگہہ رکھ دیتے تھے اور اپنی طریقہ لوگون کو دکھاتے تھے۔ القصہ اسی طرح پر زندگی گزارتے تھے۔ ایک سال بعد وہ زخم مندمل ہوئے۔ اور تندرستی حاصل ہوگئی۔ آپ کی اس قسم کی بہت سی خرق عادات راقم کے علم مین موجود ہین۔ لیکن اس گلزار مین گنجایش نہین ہے۔ کیونکہ اس کے تختہ ہاے چمن تنگ ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین آپ طبیعت کے تنگ و تاریک کوچہ سے حقیقت کی نزہت گاہ کو روانہ ہوئے منڈو مین قبر بنائی گئی مصرع

عقل کل ہم درم جنبونش باد

یاد حکیم عثمان

آپ کے بدر بزرگوار کا نام شیخ عیسیٰ ابن شیخ ابراہیم صدیقی ہے رحمہم اللہ زاد بوم موضع بوبکان جو سیوستان سندہ کے مضافات مین سے ہے۔ نوابگاہ علاقہ خاندیس کا ایک گانون آپ متداولہ علوم۔ اور حکمیہ فنون کے اندر اُستاد وقت تھے۔ آپ کے علوم نقلی مین طراوت اور تازگی۔ اسوۃ العلما قدوۃ الاولیا۔ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی اور قاضی محمود موربی کی شاگردی سے پیدا ہوئی تہی۔ اور آپ کے علوم عقلی کے خزانون مین بہت سے جواہرات۔ خلاصہ خزینۂ دہان شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے جمع ہوئے تھے علماے زمانہ مین سے کوئی عالم ایک فن کے مبادی اور مسائل کی تحقیق اور دقیقہ شناسی مین آپ کے رتبہ کو نہین پہونچا راقم گلزار چند ہیئتہ اور حکمت کی کتابون مین آپ کا شاگرد ہے۔ شیخ سراج محمد بنبانی کے بیٹے قاضی نصیر الدین شیخ صالح سندہی جو اُستاد کے داماد کرکے مشہور ہین قاضی عبد السلام سندہی جنہون نے مختصر وقایہ پر ایک شرح لکھی ہے۔ جو تمام جزئیات روایت کو شامل ہے۔ اور شیخ یوسف نبگالی کے داماد میان سکہہ جی۔ یہ بہی سب آپ کے شاگرد ہین۔

آپ کے حالات اس طرح پر ہین۔ ہجری سنہ نو سو تراسی کا آغاز۔ اور محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی خاندیسی کا زمانہ تھا۔ کہ آپ گجرات سے برہانپور مین آئے۔ حاکم نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر عزت و توقیر سے رکہا۔ اور درس و فتوے کے عالی منصب کی رونق آپ کے نام زد کرنے سے دوچند کی۔ ستائیس سال تک آپ نے درس دینے اور فتوے لکھنے سے لوگون کو فیض و فائدہ پہونچایا۔ القصہ ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ کی فصل خریف مین اپنے وظیفہ کے موضع مین۔ جو خاندیس کی سرحد پر تھا۔

جبر کی سکونت چلے گئے۔ جب گانون مین پہونچے۔ تو خداوند اقلیم اکبرشاہ کا لشکر آنے کی خبر سننے مین آئی۔ برہان پور کو لوٹنا مصلحت نہ دیکھا۔ بلکہ چند روز جنگل کی ہی بود و باش بھلی معلوم ہوئی۔ ناگاہ اُسی سال کے ماہ شعبان مین چورون کا ایک گروہ جن کو ہندوستان والے کولی کہتے ہین۔ صبح کے وقت ننگی تلوارین کھینچے ہوئے اور نیزے ہلاتا ہوا۔ آپڑا۔ آپ مع سترہ کس قریب ترین عزیزون کے۔ جو حسب و نسب سے آراستہ اور میدان علوم کے پہلوان تھے۔ شہید ہوئے۔ اور خون مین بھری ہوئی جانمازین اُن کے کفن ہوئین شیخ شکر محمد عارف فرمایا کرتے تھے۔ حکیم کی مثل سکون و آرام کے ساتھ نماز گزار مجکو بس حکیم ہی نظر آئے۔ اور حکیم ہی فرمایا کرتے تھے کہ مین اعتقاد اشیخ شکر محمد عارف کا گرویدہ اس سبب سے ہوا ہون۔ کہ میرے اُستاد قاضی مور پی اُن کے مرید ہین مسیح القلوب کہتے ہین۔ میرے عم مکرم شیخ طاہر یوسف ہمیشہ کہا کرتے تھے جیسی شکستگی خاطر۔ خوشی۔ عاجزی۔ اور گمنامی۔ نامی حکیم کی ہے۔ ایسی مینے عالمون مین سے کسی کی بھی نہین دیکھی ہے۔ کیونکہ علم کی مدہوشی ایک بڑا امتحان ہے۔ دیکھا چاہیئے۔ علوم کی مجلس کے بیٹھنے والون مین سے کس کو ہوشیاری قلب نصیب ہو۔ چالیس سال کے اندر کسی کے گھر کا لقمہ نہین کھایا۔ کمال پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کی۔ آپ کی تصنیفات بہت سی ہین منجملہ اُن کے تفسیر قاضی بیضاوی کا حاشیہ۔ اور بخاری کی شرح۔ یہ دو کتابین۔ نہایت مشکل نما۔ اور دشوار کشا ہین مصرع

شربت دیدار خواہم بشکند پرہیز را

یاد خواجہ اسحٰق ابن مولانا خواجگی

آپ مسیحائی معجزات مین جان ڈالنے والے۔ اور ظاہر و باطن دونون عالمون کے علم سے واقف تھے۔ خرقہ خلافت اور نامہ اجازت پدر بزرگوار سے ملا تھا۔ اور بزرگ داماد مولانا لطف اللہ کے فیض ہمنشینی سے گویا معرفت کا خزانہ حاصل ہو گیا تھا۔ جو شخص آپ کے پاس ایک دم کو بھی بیٹھ گیا کامیاب ہو کر اُٹھا۔ آپ کی کام بخشی کی چادر۔ ایسی موزون قطع کی گئی تھی۔ کہ ہر ایک شخص کی استعداد کے قدر پر ٹھیک آجاتی تھی۔ کہتے ہین۔ آپ کی رہنمائی کے زمانہ مین چند روز بعد جب آپ دشت قبچاق کا گشت و تماشا فرما رہے تھے۔ اُس وقت اُس جنگل کے باشندے۔ اور پرگنات کے ترک خبگل کے جنگل۔ کفر کی گھاٹیون سے نکل کر اسلام کے دارالسلام مین داخل ہوتے جاتے تھے۔ اور بہت سی خرق عادات آپ کے اقوال اور افعال سے ظہور پذیر ہوتی تھین۔ جیسے بیمار کی تندرستی۔ نابینا کی بینائی۔ جذام

اور برص سے صحت پا لی - خلاصہ کلام یہ کہ آپ کے موثر دم سے عیسوی معاملات اُن شہرون کے لوگون پر
ظاہر ہوتے تھے۔ چونکہ انسان اس شیوہ پر فطرۃً دل دادہ ہوتا ہے - لہذا آپ کی بزرگی کا اعتراف کرکے رونق
اسلام کے واسطے کوشش کام مین لائے - اور خواجہ سے پیشوا اور معلم کے لئے التماس کیا - اِس بنیاد پر
آپنے صوفیون کی ایک جماعت کو اُس ملک مین مقرر کیا - جب رہنمائی اور تعلیم اسلام کی رونق دن دونی
بڑھتی گئی تو فرمان روائے کاشغر محمد خان ابن عبد الکریم خان ابن عبد الرشید خان ابن تغلق تیمہ خان
آپ کا مرید ہوا - اور کانی اور آبی سنگ یشب کا حاصل مع دیگر فتوحات کے آپکے خانقاہ نشینون
کے نام سے سال ورسال نامزد کردیا - خواجہ نے بھی خان کی آرزو قبول فرماکر دیوانہ اشتر نامی شخص کو
جس کو مستی اور مستوری دونون حاصل تہین - کاشغر مین بھیجا کہتے ہین جب دیوانہ اشتر کو جذبہ کا جوش اور
دیوانگی کا تموج ہوتا تھا - تو اُس وقت مین اُس ملک کے باشندون مین سے اگر کوئی شخص انکار کا
خیال بھی ضمیر مین لاتا تھا - فوراً زمانے سے اُس کو گوشمالی ملتی تہی - عبد المومن خان فرمان روائے
ایران و توران عبد اللہ خان اوزبک کا بیٹا تھا ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین بلا وجہ تحکم کی تیرگی نے
اُسکی آنکھون کو اندھا کردیا - کہ اس نے خواجہ کو سمرقند سے نکال کر بلخ مین جانے کی اجازت دی - آپ
آہستگی سے کام لیکر تھوڑا تھوڑا چلتے تھے - ہمراہیون نے سستی رفتار کی مصلحت دریافت کی - جواب دیا
ہماری معاودت سمرقند کو عنقریب ہے - لہذا دور کیون جانا چاہیئے - ہنوز باقی راستہ قطع نہین ہونے
پایا تھا - کہ عبد المومن خان کے مارے جانے کی خبر پہنچی - اُسی منزل سے آپنے وطن کا رخ کیا - اور
دو سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین عالم شہادت کے سمرقند سے غیب کے مصر کو معاودت
فرمائی مصرع سیرت جان بخش عیسیٰ صورت اسحق ماست ؂

یاد شیخ عثمان ابن لادن قریشی

آپ راقم گلزار کے ہمسایہ - اور شیخ فضل اللہ حسین چشتی کے مرید تھے - آپ کے آبائے کرام
سپاہی تھے آپ تیس سال کی عمر کے بعد - اسباب سے ہاتھ دھو کر گھر کے ایک گوشہ مین بیٹھ گئے -
سوال نہین کیا - وظیفہ نہین لیا - بدون مہمان درویش کے لقمہ نہین اُٹھایا - ہر روز کوشش کرکے
کسی نامراد کو پیدا کیا کرتے تھے - راتون مین نہایت سوز و گداز کے ساتھ بہت سی نمازین پڑھا کرتے
تھے - جمعہ کی رات کو ایک دامن بھر غلہ خرید اکرتے تھے اور چارون طرف درود پڑھتے ہوئے لوگون کو

تقسیم کردیا کرتے تھے - جب غلہ تمام ہوجاتا تھا - تو اپنے گھر کو لوٹ آیا کرتے تھے - اور یادِ حق مین مشغول ہوجاتے تھے - جب تک گوشہ گزین نہین ہوئے تھے تب تک بہت سے مجذوبون اور سالکون سے ملتے تھے جیسے شاہ منصور مجذوب برہانپوری - شاہ تاجو - اور پیر باجر منڈوی - جب کیفیات کا بیان شروع کرتے تھے تو صدر الدکر اصحاب مین سے ہر ایک کی دل ربا نقلین سنایا کرتے تھے - ہندی طرز کا گانا خوب جانتے تھے - آدہی رات کے وقت اپنے حجرہ مین تنہا - دل آویز راگ سے دردناک چیزین گایا کرتے تھے - سننے والون کو گویا داؤدی ولایت کا پیغام ہونچتا تھا - جب پیری آ پہونچی - تو گانا چھوڑ دیا تھا - لیکن مجلس سماع مین جانے سے پانون نہین ردکا - اسی طرح پچاس سال تک عملدرآمد رکھا کم وبیش اسی سال کی عمر پائی - ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین عالم صورت سے ملک معنی کو روانہ ہوئے - منڈو (مانڈو) مین قبر بنائی گئی - مصرع رحمت حق نثار روحش باد ؎

یادِ شیخ ابوالفتح ابن جمال الدین

آپ مکی - عباسی - اور قادری ہین - ہر ایک قسم کے فضائل اور کمالات سے خود بہی مستفید تہے اور لوگون کو بہی فائدہ پہونچاتے تھے - غوث العرفا گیلانی کا خرقہ خاص آپ کو پہونچا تہا - وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکہا کرتے تھے - زاد بوم شروان ہے - مکہ معظمہ مین بہت رہے تہے - اسوسطے مکی کرکے مشہور ہوئے - سیاحی اور اطراف زمین کی کیفیات معلوم کرنے کا شوق آپ کو پیدا ہوا - اِس نے آپ کو وطن سے نکال کر براہ خشکی - ہند کی طرف متوجہ کیا - جب آپ سندہ کے کنارہ پہونچے - تو ایک پیکر بیت کو سیر بحر پایا - یہ بات ناگوار معلوم ہوئی - اور کہا جس ملک مین اسلام والون کی عنان اختیار - دوسری قوم کے ہاتہ مین ہو - ابوالفتح کا اُس ملک مین رہنا موزون نہین ہے - لہذا قندہار کو لوٹ جانے کا عزم فرمایا - اُن ایام مین فرمان روا سے اقلیم سلطان سکندر لودی - ملتان کے اطراف مین تہا اُس کو خبر ملی - کہ ایک پرہیزگار دانشمند آدمی - سندہ کے ملک مین آیا تھا - اور وہ فلان سبب سے لوٹا جاتا ہے - ایک عریضہ آپ کی خدمت مین بہیجا - جس مین طرح طرح کی خوشامدین اور آرزوئین - درج کی تہین اور دارالخلافہ آگرہ کی طرف آنے کے لئے عرض کیا - شیخ نے نصیحت کی نیت کرکے معاودت فرمائی جب آپ کی ملاقات ہوئی - تو سلطان نے جو کچہ لکہکر بہیجا تھا - اُس سے دوچند زیادہ عاجزی اور محبت کے ساتھ پیش آیا - آپ نے فرمان روا کی دوستی کے سبب سے قیام کا ارادہ کرلیا - کہتے ہین

ایک دولتمند شخص نے اپنی بدباطنی سے آپ کے خط کے مشابہ حروف سے ایک خط - ایک دشمن
سلطان کے نام لکھکر اس طرح بھیجا کہ راہداروں کے ہاتھ جا پڑا - جب وہ نوشتہ - سلطان کے حضور میں
پیش ہوا - تو سلطان نے شیخ کے پاس بھیجکر کسی قدر گلہ کیا - آپ نے جواب دیا - ابوالفتح ایسا نہین ہے - کہ
ایسی نالائق تحریر سے اپنی قلم کو ملوث کر کے دل آزاری روا رکھے - حکم خداوند تعالیٰ سے مفتری شخص جلد
اپنے کیفر کردار کو پہونچ جاوے گا - کہتے ہین - ایک ہفتہ نہین ہونے پایا تھا - کہ اُس نابکار کا ہاتھ ایک
ایک مست اونٹ نے اس طرح چاب ڈالا - کہ بیکار اور خشک ہوگیا - نیز یہہ بھی کہتے ہین - جس وقت
ظہیرالدین بابر شاہ ہند مین آیا - تو سلطان ابراہیم نے اُس سے لڑنے کے واسطے فوج میدان مین
نکالی - اور یہہ بھی حکم دیا - کہ تمام قلمرو کے فقرا اور فضلا بھی - جو شبینہ لشکر مین ہمرکاب رہین - سید رفیع الدین صفوی
اور نیز دیگر بزرگون نے کوچ کیا - آپ بھی بادل ناخواستہ ہمراہ لشکر ہولیئے - جب دہلی مین پہونچے ایک روز
پچھلی دو نمازون کے درمیان ایک صحن کے اندر آپ ٹہل رہے تھے - ایک بارگی مغرب کی سمت سے
آپ عجلت کے ساتھ لوٹے ایک شخص نے جو وہان کھڑا ہوا تھا - یہ لوٹنا بے سبب سمجھکر دریافت
حال کیا - فرمایا اس طرف سے خدائی آفت اور ازلی آشوب اس لشکر کے اوپر نامزد ہے - لہذا بھاگنا
واجب ہوا - دوسرے روز صبح کے وقت یارون کو آگاہ کر کے خود آگرہ کی طرف چلے آئے - جب لشکر پانی پت
مین پہونچا - تو بڑی بھاری لڑائی ہوئی - سلطان ابراہیم مارا گیا - اور بہت سی فوج - اور فوج کے سوا دوسری
مخلوقات بھی ضایع ہوئی آپ نے واپسین نفس تک ایک سو چونتیس سال - طالبان خدا کی رہنمائی
کی - تاریخ بائیسوین شعبان ہجری سنہ نوسو تر مین کو آپ خاک آگرہ کے سپرد کردیئے گئے - سید رفیع الدین
محدث نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی - مصرع رحمت حق باد بر درویش و شاہ ۞

یاد شیخ داؤد بیراری

آپ کی زادبوم موضع بورکام مین ہے - جو خاندیس سے سات کوس شمالی سمت مین قلعہ آسیر
کی طرف واقع ہے - سپاہی کے لڑکے تھے - جوانی مین توفیق ہوئی - سپاہگری اور اسباب نوکری ترک
کردیئے - سوائے نیزہ کے - کہ عصا کی جگہ ہاتھ مین رکھا کرتے تھے - اور تیر و کمان اپنے پاس سے جدا
نہین ہونے دیتے تھے - رسمی ارادت کسی رہنما کے ساتھ نہین تھی - اویسیہ فیض - آپ کے
حالات سے عیان تھا - جذبہ اور سلوک کے درمیان مین ایک حالت بنی رہتی تھی - آغاز سخن -

ہوش کے ساتھ ہوتا تھا - اور اخیر مین کلام کے اندر انتشار پیدا ہوجاتا تھا - لیکن خشم آلود باتون سے جلد پر جایا کرتے تھے - اور مہربانی کرنے لگتے تھے - لوگون کے ملنے سے اور آبادی سے بھاگتے تھے اور عمر تنہائی کے ساتھ صحرا مین گزارتے تھے راقم تذکرہ کے اُستاد سید شاہ محمد کے ساتھ دوستانہ پیش آتے تھے - اور شیخ بھکاری کے بیٹے شیخ جمال سے بہت ملتے تھے - کیونکہ شیخ کا گھر - آپ کے جنگل سے نزدیک تھا - راقم کی مصاحبت سے بھی خوش ہوتے تھے - اور خدمتون کی فرمائش کرکے - راقم کو احسان مند فرماتے تھے ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین جسمانی جاگیر آپ کی تبدیل کردی گئی - اور روحانی پرگنہ جاگیر مین دیا گیا - منڈو (مانڈو) کے اندر بابا بہرنگ کی ہمسائگی مین خوابگاہ ہے - مصرع بادجانش بلبلِ باغ ارم -

یادِ شیخ کمال

آپ شیخ ابراہیم ابن شیخ جمال کے بیٹے ہین - اور شیخ جمال سرغزل دیوان ولایت - اور سر دفتر اہل ہدایت شیخ نعمان آسیری کے پوتون مین سے تھے - ابتدا ابتدا مین مسیح القلوب مدظلہ کے ساتھ اویسیہ نسبت رکھتے تھے - جب ہجری سنہ ایک ہزار نو مین عرش آستانی اکبرشاہ نے خاندیس پر لشکرکشی کی تھی - اور فرمان روا ے خاندیس مسیح القلوب کو برہان پور سے قلعہ آسیر کے اندر لے آیا تھا - تو اُس اثنا مین اویس منزلت (شیخ کمال) ملازمت مین حاضر ہوئے تھے - اور بظاہر ظہور بھی تلقین سے حصہ پایا - اسی سال کے اندر آپ کی روح قدسی کالبد کے عنصری حصار سے نکل کر لامکان کی نزہت آباد کو کشادہ پیشانی کے ساتھ چلی گئی - اور ایسی خوش دلی کے ساتھ دوش بدوش گزر گئے - کہ جیسی خوش دلی قیدیون کو آزادی کے بعد ہوتی ہے - خوابگاہ - قلعہ آسیر کے دامن مین مصرع زندان جہان بشکن و بکشا در جنت

یادِ شیخ ضیاء الدین چشتی

آپ کا نام اسمعیل - اور زاد بوم قلعہ گوالیار ہے - قصبہ دسور (مندسور) مین گوشہ نشین تھے - آپنے سلطان ابراہیم لودھی کا زمانہ لڑکپن مین پایا تھا پندرہ برس کی عمر تھی کہ سید رضی ابن صفی حسینی سوانیہ کی خدمت مین پہونچکر آداب ارادت بجا لائے - سید رضی حضرت غوث الاولیا کے خلفا مین سے تھے - بہت تھوڑے عرصہ مین خلعت خلافت پاکر کامیاب ہوئے - آپ کے مکان کے پہلو مین ایک مسجد تھی - خلعت خلافت پانے کے بعد - اسی مسجد کی زمین مین حجرہ کے اندر حجرہ کھودکر - کم و بیش نوے سال خداپرستی - تن گدازی اور جان پروری مین گزارے ایکسو پانچ برس کی عمر تھی - کہ فرمان طلب

پہونچا ۔نہایت خوشی کے ساتھ تاریخ پندرہوین جمادی الثانی ہجری سنہ ایک ہزار نو کو سامان باندھ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دیدار کے واسطے کوچ فرمایا ۔ اسی مسجد کے صحن مین قبر بنائی گئی ۔ آپ کے چار لڑکے تھے ۔منجملہ اُن کے شیخ حبیب نے جانشینی کا جھنڈا کھڑا کیا مصرع پیرانہ وصل دوست جوانی دیگر است

یاد قاضی عبد الغنی رحمتہ اللہ علیہ

آپ صوبہ خاندیس کے قاضی القضاۃ ۔ اور کتابی نقوش اور لدنی علوم کے عالم تھے ۔جب جوانی تھی ۔ تو کتب متداول کا درس بہت دیا کرتے تھے بالخصوص علم قرات مین بہت سے حافظون کو فیض پہونچایا ۔جب ضعیفی نے آ دبایا ۔ تو تمام قیل وقال ۔ اور مروانہ علم کو ساماراسے نکال پھینکا ۔ صرف پیر سہروردی کی عوارف ۔ گلشن ازلآلہی کی شرح اور بخاری کی شرح ۔ ان کتب کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے ۔ہجری سنہ ایک ہزار نو مین عالم قدس کا سامان کر کے ۔جہان خاکی کو رخصت فرمایا ۔ اور برہان پور مین ابدی خوابگاہ کے اندر آسائش کے تکیہ پر سر رکھا ۔ **بیت**

رحمت حق و منت احمد	باد بر جان پاک جوہر او

یاد شیخ نظام رحمہ اللہ

آپ کو خرقہ خلافت سید ابراہیم بھکری سے ملا تھا ۔ باوجودیکہ پیر کے دو بیٹے تھے ۔ مگر اُنھون نے اپنا جانشین آپ ہی کو کیا تھا ۔ آپ متداول علوم ۔ اور صوفیون کی اصطلاحات خوب جانتے تھے تمام سال کتابت کیا کرتے تھے ۔ اور جو کچھ اُس کا حاصل آتا تھا ۔ زر اپنے پیر کے عرس مین صرف کرتے تھے ۔شرح مواقف اور مطول مثانی پر حاشیہ سیرامی یہ دونون کتابین اپنی قلم کی لکھی ہوئی راقم گلزار کو ہجری سنہ ایک ہزار مین عنایت فرمائی تھین ہجری سنہ ایک ہزار نو مین سپنجی سرائے کو رخصت کر دیا خوابگاہ برہان پور مصرع نظام ہر دو عالم روزیش باد

یاد شیخ عبد الرزاق طائی

آپ کی زاد بوم پٹن ہے ۔ نوربافت تھے ۔ زہد و تقوی کا خلعت زیب بدن تھا ۔ ناگاہ الٰہی جذبہ پیدا ہوا ۔ اور ایکبارگی خودداری جاتی رہی ۔ جو لباس کہ بدن پر تھا ۔ پارہ پارہ کر دیا ۔ اس کے بعد لوگ آپ کا ستر عورت سوائے کفن کے نہ کر سکے ۔جب کوئی شخص عبد الرزاق کہکر پکارتا تھا تو آپ غصہ ہوتے تھے ۔ گالیان دیتے تھے ۔ اور کہتے تھے ۔رزاق کہو ۔ کیونکہ مین کسی کا بندہ نہین ہون ۔

اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے - رزاق - تم جب تک دوالہ کے ساتھ گرویدہ نہو گے حقیقی ایمان کی سرحد پر
نہین پہونچو گے - اور الٰہی معرفت کے کمال کا راستہ نہین ملیگا - غالبًا آپ کا مقصود دوالہ سے یہ ہے
کہ بعض اصحاب الہ کو منزہ جانتے ہین - اور بعض تشبیہ کے ساتھ کہتے ہین - لہذا جو شخص جامع بین التشبیہ
والتنزیہ نہ ہوگا - کامل مومن نہ ہوگا - اِس بنیاد پر خداپرستون کی تین قسمین ہین - مشبہ - منزہ - اور جامع
اہل تشبیہ کافر ہین - ارباب تنزیہ مومن ہین - اور اصحاب جمع صوفی ہین - یہ بحث فصوص الحکم مین - اور
فتوحات مین ایک دلپسند وسعت کے ساتھ لکھی گئی ہے - اِس صحرا کے پیاسون کو اُس عبارت کے
چشمہ سے سیراب ہونا چاہیے - ہجری سنہ کچھہ اوپر ہزار مین آپ کی عمر کا زمانہ انجام کو پہونچ گیا - خوابگاہ
زاد بوم ہے -

یاد شیخ تاج الدین

آپ شیخ بہاء الدین زکریا ابن عیسیٰ دہلوی کے فرزند ہین - بہت سے کمالات اور حالات حاصل تھے
علم تصوف کچھہ تو اپنے پدر بزرگوار کے نزدیک - اور کچھہ شیخ امان اللہ پانی پتی کی خدمت مین پڑھا تھا - شاہراہ
طریقت کی روش مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا تھا - بالآخر یہ آرزو ہوئی - کہ عاجزون کے مہمات انجام پہونچانے
مین تگ ودو کرنی چاہیے - اسواسطے عبا کا پہننا چھوڑ دیا - اور قبا زیب بدن کرکے عرش آستانی اکبر شاہ
کی چاکری کے واسطے کمر باندہ لی - اور عمدہ طور پر خدمات انجام دیکر مقبول مقربون مین داخل ہوئے - یہ
بالکل صحیح ہے - بہت سے لوگ آپ کی ہمت اور دلسوزی کی بدولت تکلیفات کی پستی سے نکل کر
تونگری کی اونچی سیڑھی پر چڑہ گئے - حدیث شریف مین آیا ہے - شریعت والے - اور نیز جلی وخفی
وحی والے بہت سے پیغمبر - اپنے زمانہ کے بادشاہون کے ساتھہ چاکرانہ سلوک کیا کرتے تھے - اِس
نیت سے - کہ عاجزون کا کام شاہنشاہ کے حضور مین یاد دلا کر اچھی طرح انجام کرادین - اور ظلم کا دہتہ
کہائے ہوئے - اور ٹھوکر کہا کر گرے ہوئے لوگون کی شکستہ دلی کو داورس کی خدمت مین عرض کرکے
دستگیری کرین - ایک روز راقم کے مرشد بہی فرماتے تھے کہ درویش صورت مرد کو دنیاوی دولتمندون
کی ملازمت اِس نیت کے ساتھہ روا ہے کہ ارباب احتیاج کی مہم انجام دیوے - **قطعہ**

سعی من از برائے فرو ماندگان بود	در خدمتِ کسے نشتابم برائی خویش
ہر کس کہ باکسان بنماید نیاز و ناز	غوثی کہ ہست خسرو وقت و گدای خویش

یادِ شیخ فیضی فیاضی

آپ کا نام ابوالفیض - اور باپ کا نام شیخ مبارک غفر ہے - زاد بوم تو آگرہ ہے - لیکن آپ کے عقیق کی کان یمنی ہے ہندی النسل نہین ہے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل پدر بزرگوار کی شاگردی سے کر کے چودہ سال کی عمر مین کمال کے درجہ کو پہونچے تھے - فارسی شعر گوئی مین خسرو کا سوز - سعدی کی ملاحت اور حسن کا حسن - تمام اہل زمانہ کے اوپر وقف کر رکھا تھا - اور ملک الشعرا ہو گئے تھے - آپ کی ہمت نے دنیاوی طمطراق کو لوگون کی فیض رسانی کے واسطے بہم پہونچا کر لوگون کے کام مین رکاوٹ باقی نہین رکھا تھا - آپ کی طبیعت فطرۃً ایسی ذکی تھی کہ رسمی علم کے لم ولا نسلم کو حاصل کر کے کسی فن مین کوئی بات مشکل سمجھی ہی نہین - آپ کی مٹھی سپید ستون کا خزانچی - اور آپ کی زبان عاجزون کو سرمایہ دینے والی تھی - آپ اُن صوفیون مین سے ہین - جو وحدت وجود کے مقر ہین - زمانہ کے ورق پر آپ کی بہت سی تصنیفات یادگار ہین - یہ تصنیفات اِس میرے بیان کی مستحکم دلیل ہین -

منجملہ تصنیفات (۱) سواطع الالہام - ایک بے نقطہ تفسیر عربی زبان مین ہے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ ایسے مشکل کام کو مدت دو سال مین الحمد کے الف سے والناس کے سین تک انجام کو پہونچایا - اندازہ شناس طبیعت آپ کی دانش و بنیش کے درجہ کا قیاس تفسیر موصوفہ کے مطالعہ سے کسی قدر کر سکتی ہے (۲) موارد الکلم ایک رسالہ ہے غیر منقوط عربی مین بہت کچھ عجیب وغریب باتین اس رسالہ مین درج ہین (۳) دیوان غزلون اور قصیدون کا بارہ ہزار بیت سے زیادہ ہی زیادہ ہے (۴) خمسہ مین سے چار کتابین تو یہ ہین - (الف) مرکز ادوار (ب) نل دمن (ج) سلیمان بلقیس (د) رزم نامہ اور پانچوین کتاب رسالہ ہزار رباعی ہے (۵) لیلاوتی کا فارسی ترجمہ ہے - لیلاوتی ایک رسالہ ہے ہندی لغت کے اندر علم حساب مین جو بہت کچھ غرائب اور عجائب کو شامل ہے -

چونکہ مدت سے اپنی طرف متوجہ ہونا - اور بوقلمون نفس کی معرفت کے واسطے سر گریبان مین جھکائے رکھنا آپ کو پسند تھا - اور خاموش رہنے کو اور نیز ایزدی صفات کے اندر تفکر کام مین لانے کو گویائی اور باتین کرنے پر ترجیح دیتے تھے - اِس سبب سے منجملہ خمسہ کے

پچھلی دو کتابیں باوجود شہنشاہی کوشش اور اہتمام کے انجام کو نہیں پہونچیں۔ شروع بیماری میں جو بازگشت اور تدارک مافات کا وقت ہے یہ رباعی کہی تھی۔ رباعی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد	مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمے دروے گنجید	تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

اور اثنائے بیماری میں یہ بیت اکثر پڑھا کرتے تھے۔ بیت

اگر ہمہ عالم ہم آیند تنگ	نہ نشو و پائے یکے مور لنگ

القصہ راقم نگار نے آپ کے کسی قدر حالات جو لکھے ہیں۔ سنے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ اُن حالات میں سے لکھے ہیں۔ جو معائنہ کر کرا اور پاس بیٹھکر معلوم کئے ہیں۔ اور نیز جو تحقیق ہوئے ہیں۔

یاد شیخ برہان علوی

آپ شیخ وجیہ الدین احمد آبادی کے بھائی ہیں قدس سرہما گجرات سے برہانپور میں آکر توطن اختیار کیا تھا آپ کی ہمت کی انگلیاں مٹھی باندھنے سے دور رہیں۔ دوسروں کے ساتھ سلوک کرنا اور نیز دوسروں کی منفعت کو اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا۔ یہ امور آپ کے ہاتھ کے ساتھ آشنا تھے۔ آپ کے کارخانہ کا نقد و جنس بے دریغ تھا اور کسی شئے کے ساتھ دلبستگی آپ کے نہ افعال سے ظاہر تھی نہ اقوال سے۔ اس طریقہ سے زندگی بسر کردی۔ اور وہ کمال آزادی کے ساتھ گزر گئے۔ خوابگاہ برہانپور

مصرع جانش از آزاد رفتن شاد باد

یاد شیخ عبد اللہ صوفی شطاری

آپ کمال الدین بہلول ابن چاند۔ ابن جلنید۔ ابن محمد۔ ابن برہان الدین۔ ابن عز الدین محمود ابن نجم الدین احمد۔ ابن مولانا شمس الدین ہروی عثمانی کے فرزند رشید ہیں۔ آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہیں۔ نماز عصر کے وقت دوشنبہ کے روز تاریخ بارہویں ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو چار کو آپ کی ولادت سے قصبہ سندیلہ میں بیحد خوشی ہوئی۔ چونکہ خدا طلبی کا جوہر آپ کے ساتھ ساتھ تھا لہذا نو سال کی عمر میں آپ کو پیر ارادت کا شوق پیدا ہوا۔ مخدوم شیخ صفی سائی پوری کے مرید ہوگئے اور سولہ برس کی عمر میں کتابی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور قصبہ گوپامو میں شیخ الہداد ابن سعد اللہ عثمانی کی خدمت میں پہونچے۔ جو ماں کی طرف سے اپنے ہوتے تھے۔

اور صرف و نحو کا پڑھنا شروع کر دیا۔

شیخ بدر الدین بدایونی اپنے وقت کے قطب تھے۔ اُنھون نے اثنائے تعلیم مین خواب کے اندر تشریف لا کر آپ کو فرمایا۔ عبد اللہ تم چند روز ہماری خدمت سے حصہ لو۔ جب آپ بیدار ہوئے۔ تو بے تامل بدایون کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ بدایون مین پہونچنے کے بعد شیخ بدر الدین کا سراغ لگایا۔ کسی نے پتہ نہین دیا۔ رات کے وقت نا امید ہو کر جامع مسجد مین اندیشناک سو گئے۔ پھر شیخ نے خواب مین فرمایا کہ فلان جگہہ ہمارا روضہ ہے۔ وہان آکر مجاور رہو۔ پس آپ ہلالی چہہ دور کامل اعتکاف کے طور پر اُس مزار پاک پر رہے۔ اور بہرہ یاب ہوئے۔

اِس اعتکاف کا انجام ہی تھا کہ خواجہ قطب الدین اوشی چشتی دہلوی نے خواب مین فرمایا۔ تم کو ایک سال ہمارے حظیرہ مین رہنا چاہیے۔ صبح ہوتے ہی۔ دہلی کو روانہ ہوئے۔ چاشت کا وقت تھا۔ کہ قلعہ دہلی کے دروازہ پر پہونچے۔ شیخ معز الدین بخاری سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپ کو اپنے گھر لے گئے جب مکان مین پہونچے تو مہمان کے ساتھہ بہت کچھہ مہربانی سے پیش آئے۔ اور فرمایا۔ اس شہر کے قطب نے تم کو میرے سپرد کیا ہے۔ تم اسی جگہہ ٹہیرو۔ روضہ کی خدمت کرتے رہو۔ اور اس خانقاہ کے مدرس سے سبق پڑہا کرو۔ نحو کا کافیہ۔ لب۔ اور ارشاد۔ یہ تینون کتابین۔ اسی جگہہ پڑہین اور ہمیشہ نماز عشا سے فارغ ہو کر روضہ متبرکہ پر بیٹھا کرتے تھے۔ اور رات کو دن کر دیا کرتے تھے۔ فیض روحانیت سے روشنی قلب حاصل ہوئی۔ اور ایک سال بھی ختم ہونے کو آیا۔

حضور خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ عالم مثال مین تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ مولانا برہان الدین ملتانی حصار مین تمہارے پہونچنے کے منتظر ہین۔ اُن کی درس مین جا کر تحصیل کمالات کرو۔ آپ نے تعمیل حکم کی۔ چند روز بعد جناب مولانا نے احمد آباد گجرات کا عزم فرمایا۔ آپ بھی ہمراہ گئے اکثر علوم عربیہ کی کتابین اور تفسیر مولانا کی ملازمت مین رہکر پڑہین۔ اور شرح مواقف۔ شرح مقاصد کے الٰہیات۔ اور نیز بعض دیگر ریاضی کے رسالے شیخ وجیہ الدین احمد علوی شطاری کی درس مین نکالے۔ بزودی۔ ہدایہ فقہ۔ اور عضدی یہ کتابین شیخ مبارک دانش مند شطاری گوالیاری کے سامنے حل کین علم حدیث اور اصول حدیث میر عبد الاول دولت آبادی کی تعلیم سے حاصل کیا۔ اور فصوص کی اجازت مولانا مصطفیٰ رومی سے لی۔

بالآخر چوبیس برس کی عمر مین جب یہ تمام کمالات فراہم ہو گئے - تو ایک عجیب جذبہ پیدا ہوا
تمام کتابین لوگون کو تقسیم کر کے باغ ارم کے ایک گوشہ مین نفس بوقلمون کی اصلاح مین مصروف
ہوئے - چند عرصہ کے بعد الہی طلب اور ایزدی معرفت کا ایسا ہجوم ہوا - کہ تمام حواس اور قوی کو
جکڑ بند کر لیا - اور ہر ایک کو اُس کے کام سے معطل کر دیا حضور خاتم النبوۃ کی طرف توجہ ہوئی علیہ
من الصلوۃ اکملہا کہ کسی مرشد کا پتہ بتا دین - جو نایابی کے درد کا علاج کرے - اور جس کے
فیض ہدایت سے طالب عرفان کے اعلیٰ مطلب کو پہونچکر صاحب بصیرت ہو جاوے - آخر کار
حضور نے غوث الاولیا کی خدمت کا راستہ دکھایا - حضرت غوث الاولیا نے دو مہینے کے اندر -
مشرب عشقیہ کے تمام اذکار - اور اشغال سکھا کر - انوار اور اسرار سے بہرہ یاب کیا - اور ہجری سنہ
نوسو پچاس مین عید الضحیٰ کے عرفہ کے روز آپ کو تمام خانقاہ نشینون کا سرحلقہ بنایا - تمام صوفیون
کی تلقین آپ کے سپرد ہوئی - کامل دس سال تک ہمیشہ مبتدی درویشون کی تربیت آپ کرتے
رہے - مبتدی درویشون مین سے جو شخص کمال کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا - غوث الاولیا کی خدمت
مین عرض کر کے سند ارشاد لیکر اُس کو دیدیتے تھے - اور کسی سمت کی رہنمائی کے واسطے اجازت
ہو جاتی تھی -

اس اثنا مین غیب سے بیت الحرام کے طواف - اور حرم سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام
کی زیارت کے واسطے مامور ہوئے - مدینہ منورہ مین پانچ سال قیام کر کے کمال ریاضت مین منہمک
رہے - اور ہر سال حج کے واسطے بھی آمد و رفت رکھی - پیر حکم عالی کے بموجب احمد آباد مین بازگشت
فرما کر متاہل ہوئے - کم و بیش پندرہ سال اس شہر مین گزارے - ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین پیر کی زیارت
کے واسطے گوالیار مین آئے - یہان دو سال روضہ منورہ کی خدمت کی - بعدۂ بفرمان پیر ہجری سنہ
نوسو تراسی کے آغاز مین دار الخلافہ آگرہ کو جا کر مٹیا محل گلی مین حجرہ تجویز کیا - اور نماز عصر کے
وقت دوشنبہ کے روز - تاریخ تیئسوین جمادی الاول ہجری سنہ ایک ہزار دس مین عنصری منزل
سے قدسی مقام کو عروج فرمایا - آپ گوشہ نشین تھے - آشنا اور بیگانے دروازہ پر مطلق نہین
گئے - اور اسی عبادت خانہ مین اپنی خواہش کے موافق خوابگاہ اختیار کی -
آپ کی تصنیفات یہ ہین - (۱) سراج السالکین بر سنن جواہر خمسہ (۲) اوراد صوفیہ (۳) رسالہ

صوفیہ (۴) انیس المسافرین (۵) اسرار الدعوۃ (۶) شرح رسالہ غوثیہ (۷) رسالہ کنز الاسرار فی حال اشغال
آپ کے بابرکت کلمات مین سے نمونہ کے طور پر چند کلمے لکھے جاتے ہین - صوفی ایسا درخت ہے جس کو واردات
کی آندھی جنبش نہین دیسکتی - اور ایسا بادہ نوش ہے - جس کو شراب محبت کے پیالے کے پیانے متواتر
چڑہا جانا مست نہین کرسکتا - دریا کو نوش کرجاوے - اور اس پر بھی ھَل مِنْ مَّزِیْدٍ کا نعرہ لگاوے - اور
اس کی گرمی سے پسینہ کی نمی تک اُس کی پیشانی پر نہ آوے - (دیگر) فقیر کو چاہیے - کہ تونگرون کی ہم نشینی
سے ہمیشہ گریز کرتا رہے - مینے مانا - کہ دنیا پرست کا مصاحب خواہ ایسا شخص ہو - جس کے افعال
حضرت بایزید کے جیسے ہون - مگر یہ خوف ضرور ہے - کہ تبہ مین عام لوگون سے نیچے ہوجاوے گا -
اور اگر اغنیا سے گریز کرنے والا خواہ فاسق ہی ہو - مگر یہ امید ہے - کہ بایزید وقت ہوجاوے گا - (دیگر)
صوفی کو چاہیے کہ بے آرام اور ترقی طلب ہو - کسی وار دشے کے سامنے سر نہ جہکاوے اور کسی منزل اور کسی
مقام پر آرام نہ لیوے - (دیگر) راستہ چلنے مین جب یہ تین چیزین فراہم ہوجاوین گی - بے شک سالک
ولایت کے کمال کو پہونچ جاوے گا - (۱) فردوسیون کا ساتزکیہ اور تصفیہ - (۲) سہروردیون کی سی غذا
(۳) شطاریون کی سی مشغولی - (دیگر) نفسانی کدورتون کی شست وشو کرنے کے بدون صرف ریاضت
سے کشف وکرامت حاصل نہین ہوسکتی ہے - اور مراقبات اور تفکر کے بدون فنا اور بقا کا چہرہ نظر نہین آسکتا
ہے (دیگر) جب تک سالک اپنی قید سے رہائی نہین پاوے - تب تک واصلون کے درجہ کو نہین
پہونچ سکتا ہے (دیگر) صوفی کا کام صرف اندیشہ کا تبدیل کردینا ہے - اور بس - (دیگر) مبتدی کو چاہیے
کہ خطرات کی آمد کو روکے تاکہ عرفان کے دروازے اُس پر کشادہ ہون - اور متوسط کو تخلف (خلافت آلہی)
اور انصاف ضروری بات ہے - تاکہ وسط سے نکل کر منتہی ہوجاوے - اور منتہی کی سیر غیر منتہی ہے - (دیگر)
شریعت اور طریقت بمنزلہ صغریٰ وکبریٰ کے ہین - اور حقیقت بجائے نتیجہ کے - جب تک سالک شریعت
اور طریقت کے آداب کے ساتھ آراستہ نہین ہوتا ہے - تب تک حقیقت کے انوار اس پر جلوہ گر نہین ہوتے
ہین - (دیگر) لاحظہ کے ساتھ اور مفہوم ملاحظہ کے ساتھ ذکر موجب کشایش ہوتا ہے - اور بدون اس کے
سبب ثواب کا - بس یہ باتین سمجھ لی جائین - آپ کے فرزند رشید شیخ عبد النبی ہین - مدظلہ بہت سے علوم
مین آپ کو کافی دستگاہ ہے - انہون نے اپنے پدر بزرگوار کے حالات - رسالہ جوامع کلم الصوفی مین جو انہین
کی تصنیف ہے - مفصل لکھے ہین - ناظرین کو چاہیے - کہ کتاب مذکور مطالعہ فرماوین موجود ہے مطالعہ حال خود نصیب کرنا

یادِ شیخ ولی محمد

آپ قاضی زادہ احمد آباد گجرات کے بیٹے ہین۔ کہتے ہین۔ ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین جب شیخ صدرالدین ذاکر جا نپانیر سے غوث الاولیا قدس سرہ کے مرقد کا طواف کرنے کے واسطے احمد آباد کے راستہ سے گوالیار کو روانہ ہوئے تھے۔ تب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ اُس وقت مین سلوک طریقت کی آرزو۔ آپ کے سر کے بال پکڑ کر شیخ ذاکر کی خدمت مین لے گئی۔ گھر بار کو چھوڑ کر اُس سفر مین آپ بھی ہمراہ ہو لئے۔ واپسی کے وقت منڈو (مانڈو) ہوکر شیخ ذاکر کا گزر ہوا تھا۔ یہان کے لوگون کی محبت اور اس مقام کی سرسبزی اور شادابی زیادہ دیکھکر چلہ نشینی کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ چنانچہ تین چلے پورے کئے۔ جب وطن کا ارادہ کیا۔ تو شیخ محمود جلال کو راقم گلزار کی پرورش کے واسطے۔ اور شیخ ولی محمد کو محمود العاقبۃ کا رنج تنہائی مٹانے کے واسطے یہان رہنے کی اجازت دی۔ آپنے چند سال اس شہر مین خدائے یکتا کی پرستش۔ اور اسباب کمال کی تحصیل کی۔ بعدہٗ ان رہنماد شیخ محمود جلال) کی اجازت سے روانہ ہوکر برہان پور خاندیس مین قیام فرمایا۔ ہجری سنہ ایک ہزار دس مین تبسم کنان لب کے ساتھ۔ جانِ گرامی کو رخصت کیا۔ راقم اور حافظ صالح اُس وقت برہان پور مین موجود تھے۔ اور آپ کے جنازہ کی نماز مین بہت سے ولایت شعار اصحاب شامل تھے۔

مصرع جمع کن جمع در نماز و نیاز

یادِ شیخ ماکھو علیہ الرحمتہ

آپ حضرت غوث الاولیا کے مرید ہین۔ متاہل ہونے پر دل نہادہ نہ ہوکر مسیح علیہ السلام کی طرح بعالم تجرد کوچ کیا۔ زادبوم گجرات۔ اور خوابگاہ برہانپور ہے۔ کسی سبب کو ہاتھ نہین لگایا۔ اور مدتون تک توکل پر بسر کی۔ سرود سماع کے جلسہ مین عارفانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ خوش گلو اور داؤدی لہجہ قوالون کو مناسبت استعداد دیکھکر جدا جدا اُن سامعین کے نام زد فرما دیا کرتے تھے جن مین رقت اور وجد کی استعداد پاتے تھے۔ اور آپ کی تجویز اور تدبیر سے حال پرورش پاتا جاتا تھا۔ جو صوفیان ابن الوقت کا نوزاد ہے۔ اِس بنیاد پر مذاق دوست اصحاب نے آپ کا نام وجد مین آنے والے درویشون کی دایہ رکھ چھوڑا تھا۔ آپ کی عمر چالیس سال کی تھی کہ ایک حسینہ عورت لالسونام پر آپ عاشق ہوکے آپ کی توجہ کی برکت

اور باطنی کشش سے محبوب کو توبہ کی توفیق ہوئی - اُس نے درویشی کے لباس مین آکر عاشق کی خدمت دل و
جان سے اختیار کی - اور آپ کی ہدایت - اور ارشاد کے بموجب راہِ صفا چلنا شروع کیا - آپ کے گلے
مین واؤدی لہجہ تہا - والی خاندیس علی عادل شاہ - درویش دوست اور ولی سرشت تھا - زین آباد مین جامع
مسجد اسی کی تعمیر کرائی ہوئی ہے - اس مسجد کی خطابت کا عہدہ والی خاندیس کی التماس کے بموجب چند روز
کے واسطے آپنے قبول فرمالیا تھا - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین جب کہ عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر نے
خاندیس سے دار الخلافۃ آگرہ کی طرف مراجعت کی - تو آپنے بہی واپسین سفر کا سامان باندہا - اور روانہ
ہوئے - **مصرع** متاعش را خدا باد اخریدار -

یاد شیخ سراج محمد بینانی

آپ کسبی اور وہبی علم سے آگاہ - اور متداولہ و غریبہ علوم سے بہرہ یاب تہے - خرقہ خلافت حضرت
غوث الاولیا سے حاصل ہوا تھا - شیخ نظام گنجہ کے مخزن پر ایک حقیقت آمیز شرح لکھی ہے - بلکہ یون
کہنا ناموزون نہ ہو گا - کہ اِس خزانہ کے ناپید دروازہ کی مشکل کشا کنجی ارباب زمانہ کے حوالہ کر دی ہے - ہجری
سنہ نوسو بیاسی تہا - کہ آپنے احمد آباد سے خاندیس مین آکر زین آباد مین گہر تجویز کر لیا تہا - تقریبًا تیس سال تک
درس اور تلقین کی راہ سے ارباب استعداد کو فیض پہونچایا - ایک روز راقم گلزار سید احمد قادری کے
ہمراہ **بیت**

آنکہ گرداند تو نگر پیشگی را غازہ کار	تا نماید فقر گاہی روی خود را گل عذار

واپسین سفر کی بیماری مین آپ کی عیادت کے واسطے گیا تہا - راز گوئی کا جلسہ گرم ہوا - اور فرمایا اللہ معبود
کا تصور بہتر ہے - یا اللہ موجود کا مینے عرض کیا - اللہ موجود کے معنی کا تصور کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے
کیونکہ اِس کے معنی مین احاطہ اور شمول زیادہ ہے - اِس جواب کو آپنے گوش قبول سے سنا - اور خوش
ہو کر فرمایا - تمہارے نہ آنے اور نہ پوچہنے سے مجکو کسی قدر گلہ تھا - اب آیندہ ایسا مناسب ہے - کہ ان
دو تین روزون مین میرے حال کے خبر گیران رہنا - اِس گفت و شنید کے بعد تیسرے روز ماہ شعبان
ہجری سنہ ایکہزار دس مین عالم قدس کو روانہ ہوئے - **مصرع** بعالم نیست جز اللہ موجود -

یاد سید حسین

آپ شیخ جلال ہتہری کے چوتہے فرزند ہین - حافظ - زاہد - عارف - اور درویش تہے - اکثر وقت

درد اور تلاوت مین گزرتا تھا۔ گجرات سے ہجری سنہ نوسو بیاسی مین خاندیس آئے تھے۔ یہان کے حاکم نے موضع جوکامہ مین وظیفہ مقرر کردیا جوکامہ۔ پرگنہ جوبرہ مین ایک گانون ہے۔ آپنے اسی جگہہ گوشہ نشینی اختیار کی۔ تیس سال خداپرستی اور تن گداری مین گزار۔ پہر ماہ رجب ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ مین محمد پور کو چلے آئے۔ موضع محمد پور سرکار سارنگ پور مین ہے۔ محمد پور کا جاگیردار اپنے وقت مین یکتاے روزگار تہا ناہر خان نام تھا۔ آپ سے سابقہ شناسائی تہی۔ اور طبیعت بہی درویش دوست واقع ہوئی تہی۔ ان بزرگوار کی تشریف آوری سے جاگیردار نے بہت خوشی مانی۔

ناہر خان راے سلہدی کی نسل سے ہے۔ جو شمشیر بازی۔ جان بازی۔ سپہداری۔ دلیری۔ اور ولاوری مین اپنے زمانہ کا ایک ہی تھا۔ رائسین کے قلعہ پر مع اُس کے مضافات کے قابض تھا چنانچہ اس کا قصہ ہندوستان مین کہانی کے طور پر گاتے ہین۔ اور ترانہ مین بجاتے ہین تقدیری کرشمہ آپکے باپ جہان خان کو بزرگون کی سرزمین سے خاندیس کی طرف کہینچ لایا۔ ناچار یہان پر قیام کی بساط بچھا دی۔ اور اس ملک کے امیران اعظم مین سے ہوا۔ ہجری سنہ نوسو تراسی تہا۔ کہ یہان کے فرمان رواکو جہان خان کی نسبت ناراستی کا وہم پیدا ہوا جس کی وجہ سے غصہ آیا۔ جہان خان کو سننے کی تاب نہ ہوئی۔ اپنے صاحب کے روبرو میان سے تلوار نکالی۔ اور چند لوگون کو خاک وخون مین ملایا۔ پہرہ والون اور حاشیہ نشینون نے جہان خان کو گہیرا۔ اور کام تمام کیا۔ جہان خان کے بڑے لڑکے نے یہ ڈنگہ اور فساد دیکہکر تمام خانہ نشینون کو۔ اور چہوٹی بڑی پردہ والی عورتون کو گہر مین بند کر کے آگ لگادی۔ اُس وقت مین ناہر خان کی عمر کم وبیش دو سال کی تہی۔ ناہر خان کو دایہ اٹھا کر باہر نکال لے گئی۔ بالآخر لوگون نے پالیا۔ اور اُس کو حاکم کے نزدیک لے گئے۔ ان ایام مین ایک حبشی بہی جہان خان نامی تھا۔ ایسا بامروت اور مردم شناس شخص تھا۔ کہ اُس کی مثل حبش کے ملک کا کوئی آدمی ہندوستان کی نظر مین نہین آیا۔ باپ کی مناسبت ہمنامی کے لحاظ سے ناہر خان۔ حبشی جہان خان کے سپرد کردیا گیا۔ اُس نے اپنی فرزندی مین لے کر پرورش مین پورا اہتمام کیا۔ جب زمانہ ہوش آیا۔ تو دانش مند اُستاد کے سپرد کیا۔ چند روز مین ناہر خان خوبصورتی اور نیک منشی سے آراستہ اور پیراستہ ہوگیا۔ سبحان اللہ عجب یوسف نما صورت کی نقاشی تہی۔ اگر بالفرض یعقوبی یا زلیخائی نظر عالم ملکوت سے عاریت لاکر نظر بازون کی آنکہون کو بخشش دی جاوے۔ تو یہ لوگ پہلے ہی نظارہ مین محو ہوکر ایسے بے خود ہوجاوین۔ کہ دوبارہ خوبی دیدار دیکہنے

کی تاب اپنی دوربین عقل مین نپاوین - اور عجب عروسانہ فراخ کا بناؤ سنگھار تھا - اگر ہزارون تماشائی دل اور آنکھین - عالم وحدت کے دانشمندون کی راے سے روشنی مانگ کر اس کی شائستگی کو عمیق نظر سے دیکھین - تو بے انتہا اخلاق مین سے معمولی دریافت اور شناخت کے ایک شمہ کو بھی نہ پہونچ سکین -
غوثی تعریف کا دروازہ مت کھولو - اور مجمل واقعات نگاری کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو -

القصہ ناہر خان کے روشن ضمیر پیر شاہ لطیف محمد جو قطب عالم بخاری قدس سرہ کے پوتون مین سے ہین - مرید کے جمال پر فریفتہ ہو گئے - اور مرید ایک حسین اور خوش گلو مطرب تحفہ نامی کی حسین آواز اور حسین صورت پر عاشق تھا - یہ عجیب بندہ ہے - جو یوسفی پیکر مین یعقوبی روح رکھتا ہے - اور ظاہر مین محبوب اور باطن مین محب ہے - اور راقم گلزار نے اِن دونون معشوقی آسمان کے شمس و قمر کی خوبصورتی پر آنکھ اور دل دے رکھا تھا - یہ تماشائی داستان بڑی لمبی چوڑی ہے - اِس کے جواہر جداگانہ نظم و نثر کے تاگے مین پروے جا رہے ہین - خدا کرے انجام کو پہونچ جاوے - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین جب عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر برہان پور گیا - تو اُس صوبہ کے جاگیرداروں کو دوسری جاگیر مین دیدی گئین اس سلسلہ مین ناہر خان کو محمد پور من مضافات سارنگ پور مالوہ دیا گیا -

نوجوان اور سعید ناہر خان نے سید کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر جیسا کہ اوپر لکھا گیا - تمام مراسم ادا کیے - اور مسافر سید نے دنیا سے دل ہٹا کر ایک مہینے دس روز بعد تاریخ بارھوین شعبان مین بقائی سفر کو آنجہانی سفر کے ساتھ دوش بدوش کیا - اور قصبہ کے کنارہ قبر بنائی گئی -

مصرع یاد با اسم سامی او حسن اختتام

یاد قاضی عبد القادر

آپ شاہ عبد الرزاق جھنجھانہ کے مرید - اور خلیفہ - اور قاضی محمود کے بیٹے ہین - قاضی محمود حاجی عبد الصمد اور شیخ عبد الغفور بہول کے پوتے - اور شیخ امان اللہ پانی پتی کے چچا کے بیٹے بھائی تھے قاضی عبد القادر نے علم تصوف کی تحصیل شیخ امان اللہ کی خدمت سے کی تھی - جوانی شروع ہوتے ہی سیاحی کی ہوا - سر مین بھری - ہر ایک لباس بدل کر - ہر ایک ملک مین سیر و سیاحت کی - تین دفعہ حرمین شریفین اور بیت المقدس کی زیارت کر کے سعادت ابدی سے بہرہ یاب ہوئے - اثنائے سفر مین پیکر پرستون کی وضع بنا کر اُنھون کی بڑی بڑی پرستش گاہون مین پہونچے - اور وہان بھی دریافت

حقیقت کام مین لائے - اور سفر مین کسی جگہہ توشہ اور زاد راہ کو ہاتھہ نہین لگایا - راستہ مین قدم عاشقانہ رکھکر تمام دریاؤن اور جنگلون کو چھان مارا - اس کے بعد اُجین مالوہ مین آکر چند سال گوشہ مین بیٹھے - بالآخر عزیزون کی عاجزی اور خواہش سارنگ پور مالوہ مین آپ کی اقامت کا سبب ہوئی - آپ کے عم مکرم سارنگ پور کے قاضی تھے - اُن کی رحلت کے بعد منصب قضا آپ کے نام ہوگیا تھا - لیکن آپ کے دل سے بدستور وارستگی اور آزادی جوش کرتی رہی - اس سبب سے کئی دفعہ مسند قضا چھوڑکر آپ آوارہ ہوگئے تھے - ایک بار ایسا ہوا - کہ دس سال بعد دوست اور احباب بہت کچھہ جبت وجو کرکے دور دراز ملک سے گوناگون فریب دیکر پھیر لائے تھے - القصہ کسی چیز کے ساتھہ ذرہ برابر بھی نشان دلبستگی پایا نہین جاتا تھا - اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات کے سوا - کسی شے کی طرف آپ کی ہمت کا رُخ نہین تھا - قدماکے عربی اور فارسی اشعار جو صوفیہ عبارتون کے ساتھہ آراستہ اور آشنا ہوتے تھے - فصیح البیانی کے ساتھہ اُن کی ایسی توجیہ کیا کرتے تھے کہ سننے والے وجد اور سلوک مین گرم ہوجایا کرتے تھے - کہتے ہین - جس طرح آنے کے وقت آپ بہمہ نوع مجرد آئے تھے - اسی طرح بازگشت کے وقت بھی بدن لباس اور احساس سے - اور دل تعلق اور خیال سے سبکدوش کرکے - عالم قدس کو روانہ ہوگئے - **قاضی زندہ دل** آپ کی رحلت کی تاریخ ہے - جس مین ایک ہزار گیارہ عدد نکلتے ہین - شیخ عثمان پسر شاہ منجھن بیان کرتے تھے - کہ تفسیر کا علم حفظ تھا - تشابہات کی تاویلات - ناسخ و منسوخ کی تقدیم و تاخیر - مشکلات کا حل - مجملات کا بیان اعراب کی تخصیص - تعمیم - اور وجوہ - حقیقت و مجاز کی شانِ نزول - اور قرآن کی عبارات اور استعارات کو خوب جانتے تھے - اور ہر جمعہ کے روز جامع مسجد مین تفسیر قرآن بیان فرمایا کرتے تھے - جس مین مفسرون کے بہت سے قوانین کی رعایت رکھتے تھے - رحلت کے روز بھی حسب عادت مقررہ سورہ مزمل کی تفسیر بیان کی - آپ کے بدن میں لرزہ پیدا ہوا - تھوڑی دیر وصیت فرمائی - بعدہ جس طرح کہ لکھا گیا - اس فانی جہان سے ملک بقا کو کوچ فرمایا - **مصرع** شکر ایزد کز جہان آزاد رفت ؎

یاد شیخ مبارک صدیقی شطاری

آپ مرید تو شیخ جلال لوہانگی کے تھے - مگر خرقہ خلافت شیخ عبد الملک شطاری سارنگپوری مالوی سے حاصل تھا - شیخ عبد الملک خلیفہ وجیہ الملۃ احمد آبادی کے ہین - آپ تصوف مین والی ملک

اور عرفان مین صاحب حشم تھے - ہجری سنہ نوسواکیاسی تھا - کہ منڈو مین آئے - راقم کے رہنما شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین جوہر دعوت سیکھا - اور اجازت لی - چند چلے بھی کئے تھے - دعوت کے جزئیات اور کلیات کو عمل مین لائے - استغنا کی بنیاد بہت استحکام کے ساتھ رکھی تھی - کسی اہل حکومت سے روزمرہ نقد - یا کھیتی کی زمین قبول نہین کی - تیس سال تک منڈو (مانڈو) مین رہ کر توکل کی نوشدارو سے بیماری احتیاج کا معالجہ کیا اور ہجری سنہ ایک ہزار دس مین عنصری گودڑی جسم کے اوپر سے اوتار پھینکی - خوابگاہ منڈو - مصرع مبارک باد ملکِ جاودانش

یاد شیخ علیم الدین مجذوب

آپ رہتک کے باشندہ ہین - آپ کی بات ایزدی تقدیر کا نسخہ تھی - ایک روز مولانا منکن مفتی مہم کے دوراس گھوڑے گم ہو گئے تھے - مہم ایک گانون ہے رہتک سے بارہ کوس دور - چند روز بعد مفتی کے ہم نشینون نے کہا - اِس مجذوب سے گم شدہ مال کی حقیقت پوچھنی چاہیئے - چونکہ گم ہونے کو ایک زمانہ گزر گیا تھا - لہذا مالک مال کی راے اجازت نہین دیتی تھی - تاہم مفتی مجذوب کی ملازمت مین گئے - مجذوب جلدی سے پکار اُٹھا - فلان دروازہ پر تلاش کرو - چنانچہ تعمیل حکم کی گئی - اور یہان سے گم گشتہ مال مل گیا - خوابگاہ رہتک - رحلت دسوین صدی کے اواخر مین مصرع

خرد قربان این دیوانگی باد

یاد شیخ علی افغان

آپ اویسیہ مشرب مین چشتیہ سلسلہ کے مرید تھے - آپ کے پیر ارادت معلوم نہین ہین - کم وبیش پچاس برس تک مولانا مغیث اُجینی کے روضہ کی مجاور رہے - سو برس کی عمر پائی - حسین مظاہر سے تعلق خاطر رکھا کرتے تھے - قلندرون کی طرح تجرد مین زندگی گزاری - کسی مخلوق کی طرف احتیاج لیکر نہین گئے - اپنے گوشہ سے بہت کم کہین جانے کا اتفاق ہوا - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین راقم اُجین کو گیا تھا - تو آپنے کہلا بھیجا - کہ مجکو پیری جنبش سے باز رکھتی ہے - لیکن شوق اور آرزو دل سے جوش مار رہے ہین - ازراہ ترحم اگر آپ چند قدم چل کر فقیر کے حجرہ مین آوین - اور آرزو کا شعلہ فرو کرین - تو نامناسب نہین ہے - کہین ایسا نہ ہو کہ اخروی سفر پیش آکر یہ گرانی - آزادی کو اذیت پہونچا دے - حسب اشارہ ملازمت مین حاضر ہوا - تو بے انتہا شگفتگی اور خوشی دونون طرف پیدا ہوئی - رخصت

کے وقت فرمایا - یہ درویش کی آخرین ملاقات ہے - چند روز بعد آپ کی رحلت کی خبر سننے مین آگئی -
خوابگاہ روضہ مغیثیہ قدس سرہما مصرع باد جانش روشن از انوار عشق :

یاد شیخ کمال محمد عباسی

آپ کی ولادت احمد آباد گجرات مین ہوئی - شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے شاگرد - اور نیز
خلیفہ ہین - عالم - عارف - عابد - حافظ - اور محدث تھے - حدیث کی سند شیخ عبد الملک بنبانی سے
حاصل کی تھی ہجری سنہ نوسو بیاسی مین وطن سے خاندیس کے راستے اجین مالوہ مین آئے تھے -
یہین گھر تجویز کرلیا - اور شیخ اولیا کا پوری کی لڑکی سے کدخدا ہوئے - فتوی نویسی کا منصب ملا -
کامل تیس سال اس مقام پر شرعی اور حکمی علوم کا درس دیا - اور مفتی بہ روایات پر فتوے لکھے - بیکاری
کبھی آپ کے گرد پھٹک ہی نہین سکتی تھی - کیونکہ رات اور دن کی تقسیم آپنے اس طرح پر کر رکھی تھی - رات
کا ایک ثلث حصہ باقی رہتا تھا - کہ اٹھکر غسل کرتے تھے اور نماز تہجد کے اندر کبھی چھ اور کبھی سات پارہ قرآن
پڑھتے تھے - یہان تک کہ صبح کی سفیدی نمودار ہو جاتی تھی - پھر دعاؤن اور ذکر جہر سے فارغ ہو کر نماز صبح ادا
کرتے تھے - پھر وقت اشراق تک تلاوت کرتے رہتے تھے - نفل اشراق پڑھنے کے بعد زوال تک برابر
درس دیتے رہتے تھے - پھر اہل سبق کے ساتھ کھانا کھاتے تھے - پھر ایک گھڑی کے انداز سے قیلولہ
کرکے نماز ظہر کے واسطے اٹھ بیٹھتے تھے - نماز ظہر کے بعد نماز عصر تک لوگون کی مشکلات - فتوی نویسی
سے حل کیا کرتے تھے - پھر شام کے بعد درویش دوستون کے ساتھ راز تصوف اور تحقیق کی باتین کرتے رہتے
تھے - نماز عشا پڑھکر اندر گھر مین - چلے جاتے تھے - شب کے اولین ثلث تک آیندہ روز کے سبقون
کے مطالعہ مین مشغول اور منہمک رہتے تھے - اور شب کے درمیانی ثلث مین سے کچھ حصہ تو خانہ
نشینون کے ساتھ - اور کچھ حصہ سونے مین صرف کرتے تھے - گیارہ سال کے آغاز سے چوّن سال
تک اسی طریقہ پر زمانہ گزرا - ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین ایک خط فقیر غوثی حسن کے نام اس مضمون
کا بھیجا تھا - کہ بنیاد عمر نہایت ناپایدار ہے - اعتماد کے لائق نہین ہے - شوق اس بات کو چاہتا تھا -
کہ دوستان منڈو کے دیدار کے واسطے مین وہان آؤن - لیکن موانع حارج ہوئے - اگر منڈو والون
کو کوئی عذر مانع نہ ہو - تو سیر اجین کرنی چاہیئے - تاکہ باہم ایک دوسرے کا دیدار غنیمت سمجھکر تھوڑی
دیر مل بیٹھین - مین حسب التحریر آپ کی ملازمت مین گیا - چند روز حقائق کی عید - اور معارف کا نوروز

رہا۔ بالآخر اسی سال کی دسوین شعبان کو دوشنبہ کی شب مین ہر شب کے معمول کے موافق جس قدر
طاقت مین گنجایش ملی۔ معینہ معتاد مین مشغول رہے۔ راقم بھی اُس وقت حاضر تھا۔ دو کلمون پر وصیت
تمام کی اور شب کے اخیر حصہ مین ناسوتی مجلس سے مُنہ پھیر کر بالا اعلیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ خوابگاہ اُسی
دالان مین اختیار کی جس مین درس دیا کرتے تھے۔ مصرع یقین میدان کمال از ملک مارفت۔

یاد شیخ تاج العاشقین پور عبد اللہ سندہی

آپ کا نام محمد ہے۔ زاد بوم برہانپور۔ اور شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ ہین قدس سرہم حُسن
آواز پر۔ اور حُسن سیرت پر شیدا رہتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار ایک کے آغاز سے چار سال تک راقم
گلزار آپ کی۔ اور مسیح زمان کی ہمسائگی سے سعادت حاصل کرتا رہا۔ اس درمیان مین بارہا فرمایا کرتے تھے
مین ایام طفلی مین مسیح زمان کا ہم مکتب۔ اور آغاز ہوش مین علوم عربی زبان کی تحصیل کے اندر اُن کا شریک
تھا۔ عین شباب مین ایک آنکھ کی مردم فریب نگاہ نے میرا قدم راستہ سے ڈگا دیا۔ اور مسیح زمان کی ثابت قدمی
گوناگون علوم کے دروازون کی کنجی ہوئی۔ بالآخر عقلی علوم مین حکیم عثمان بوبکانی کی شاگردی۔ اور نقلی اصطلاحات
مین شیخ طاہر یوسف سندہی کی شاگردی کی۔ اور شرح منازل السائرین۔ نقد النصوص۔ شرح گلشن راز۔
اور کسی قدر شرح مواقف مسیح زمان کے درس مین بھی نکالین۔ ایک حسین مظہر کے حُسن پر عاشق تھا۔ کہ اس
درمیان مین چلہ نشین ہو گیا۔ اور نفس نافرجام کی لڑائی کے واسطے کوشش کے لئے کمر باندہی۔ ایک
رات خواب کے اندر حقیقی معشوق کو مجازی محبوب کی صورت مین دیکھا۔

جس سال مین عرش آستانی اکبر شاہ نے اپنے خاص نزول سے صوبہ خاندیس کو مزین فرمایا تھا۔
اُس وقت مین دیرینہ حاکم خاندیس کی دوستی کی تہمت لگا کر آپ قید مین بھیج دئے گئے تھے۔ پھر چند روز
بعد دوستون کی صائب تدبیر کی بدولت اِس تیرگی سے نجات ملی۔ اِس کے بعد دار الخلافہ آگرہ کو روانہ
ہوئے۔ قلیچ خان نامی سردار۔ شاہنشاہ کے امرائے اعظم مین سے تھا۔ اور عقلی و نقلی علوم سے
آراستہ تھا۔ یہ سردار تعظیم و توقیر کے ساتھ پیش آیا۔ اور آپ کی خدمت کا بار ازراہ ہمت اپنے ذمہ
لیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ مین خان کا کوچ لاہور کو ہوا۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین غرہ جمادی الاولیٰ
کو آپ پنجاب مین پیکر پرست راجپوتون کی لڑائی کے اندر شہید ہو گئے۔

مصرع شہید و عاشق و درویش و دانا رفت از دنیا۔

یاد شیخ ابوسعید پور شیخ جگن کھنروتی

آپ کی رسمی علوم کی تحصیل کمال کو پہونچی ہوئی تھی - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین عالم ناسوت کو رخصت کیا - ملا کلامی کالپی کے فصیح شاعرون مین سے ہین انہون نے آپ کے واپسین سفر کا سال مصرع - فریاد زبوسعید ثانی سے نکالا - اور کہا - ابوسعید جو صحابہ کبار مین سے ہین رضی اللہ عنہ ان کی نسل سے آپ کے ہونے نے لفظ ثانی کو معنیً بھی برابر کردیا ہے - خوابگاہ کالپی اپنے پدر بزرگوار کے مرقد کے پائین مین اختیار کی رحمہما اللہ تعالیٰ -

یاد شیخ کبیر برہنہ مالوی دیپالپوری

آپ کے باپ درزی - اور پیکر پرست تھے - آپ مان کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تھے خردسالی مین یتیم ہوگئے مان پرورش کے زمانہ مین تنگ رکھتی تھی - اسواسطے قصبہ دیپالپور کے قاضی شیخ عبدالقادر نے آپ کی کفالت اپنے ذمہ لے کر کبیر نام رکھا - کم وبیش پچیس سال اپنی زاد بوم مین رہے - پھر ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین یہان سے چل کر دولت آباد مین جارہے - جو دیپالپور سے چار کوس اورہے - لوگ آپ کی خرق عادات بہت کچھ بیان کرتے ہین - راقم نے بھی بارہا آپ کا دیدار دیکھا ہے - اس مین شک نہین - آپ کی بیخودی مین آثار انبساط پاکر بہرہ یاب ہوا ہے - لیکن کوئی حرف یا کوئی حرکت ایسی ظاہر نہین ہوئی - جو آپ کی خرق عادت پر محمول کیجاسکتی - یا راقم کے ہی علم مین نہ آئی ہو - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین دنیا سے گزر گئے - مصرع وے پوشیدہ در تحت قبا بست -

یاد شیخ مرتضیٰ

آپ سید محی الدین ابن سید یحییٰ گجراتی کے فرزند ہین - زاد بوم بردرہ (بڑودہ) جو ایک بڑا شہر ہے احمد آباد اور بہروچ کے درمیان ہین - آپ والا ہمت - نیک نیت - درست عقیدہ - شیفتہ دل تجرید دوست اور پیر پرست تھے - آپ کے پیر بیعت سید کالے شطاری بردورہ والے تھے - جو غوث الاولیاء کے خلفاے کرام مین سے ہین -

القصہ آپ نے حقیقی رہنما کی جست وجو مین وطن سے سفر اختیار کیا - اور دوران سفر مین گزر برہانپور پر بھی ہوا - تقدیر مین لکھا تھا - جس کے موجب شیخ لشکر محمد عارف کی ملازمت سے فیض

حاصل کیا۔ شیخ لشکر محمد عارف کی رحلت کے بعد سادات کی تلقین مسیح القلوب کے ہاتھ مین آئی
مولی کے عشق مین بے انتہا آرام پاتے تھے۔ اور نیز حقیقۃً فریفتگی تھی۔ چند چلے کئے۔ اور خلوت مین
بھی بیٹھے اس آرزو مین کہ کیا چھوٹے اور کیا بڑے جملہ سادات کو ایزدی محبت نصیب ہو۔ چونکہ فنا فی الشیخ
کے مقام مین کمال استغراق تھا۔ اسواسطے آپ نے پیغمبر آخرالزمان علیہ السلام کو اپنے مرشد کے حلیہ
مین عالم خواب کے اندر مشاہدہ کیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار دو مین عنصری عالم سے ملکوت آباد کو کوچ
فرماگئے خوابگاہ برہان پور مین شیخ بکاری قدس سرہ کے حظیرہ کے روبرو اختیار کی۔ ملا یونس
سنبھی کہتے ہین پچھلے لوگون مین تو سلطان ابراہیم ادہم نے دائرہ ترک مین قدم رکھا تھا۔ اور اس
زمانہ مین سید یحییٰ بردرود اینجی بھی کا راستہ چلے ہین مصرع خسرو ملک بے نیازی بود۔

یاد شیخ نصیر خان

آپ قریش خان کے بیٹے۔ اور میان جیوجی کے داماد ہین۔ آپ کے آباد اجداد سپہداری وضع کے
اندر پرگنہ گجرات مین رہتے تھے۔ جس سال مین فرمان رواے اقلیم اکبرشاہ۔ گجرات فتح کرنے مین کامیاب
ہوا۔ اسی سال آپ خاندیس کی طرف چلے گئے۔ اور آہستگی کے ساتھہ ترک اور تجرید مین کمال پیدا کرکے
توکل اختیار کیا۔ یہان تک ہوا۔ کہ کسی کام کو ہاتھہ نہین لگاتے تھے۔ اور کسی سبب پر دل نہاد نہین
ہوتے تھے۔ نیستی اور گرسنگی کے ذریعہ سے دل کے اندر فروغ بڑہاتے تھے۔ آرزو اور حرص کا دروازہ
آشنا اور بیگانہ دونون کے لئے مقفل رکھتے تھے۔ بہت کچھہ بھاگ دوڑ کے بعد خوش قسمتی نے میان
جیوجی کی ملازمت کی طرف آپ کی رہنمائی کی تھی۔ احیاءالعلوم کے مطالعہ پر عاشق تھے۔ اور اسی پیمانہ پر
اپنے اندرونی اعتقاد اور بیرونی اعمال کو جانچ لیا کرتے تھے ایک روز آپ نے مسیح زمان کی خدمت مین عرض کیا
دنیا کا ترک کرنا۔ حقیقت فہمی کی رو سے نہین ہے۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ مین گجرات مقام پر
مغلون مین پھنس گیا تھا۔ تو سپاہیانہ وضع ترک کرکے رہائی پائی تھی۔ اب درویشی کا سبب اُس نذر کا ایفا
ہے۔ جس روز آپ نے اُخروی سفر اختیار کیا ہے اُس روز خداوند ہر دو عالم شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی
کے بھائی کے بیٹے شیخ محمد بہاءالدین فرماتے تھے۔ آج کے روز شیخ علی متقی دنیا سے جمال تقوی گور
مین اپنے ساتھہ لے گئے۔

مصرع گور او پر نور تقوی باد تا روز جزا

یاد شیخ عبداللطیف پورملک شاہ گوری

معرفت۔ حقیقت۔ صفا۔ اور صلاح ان جملہ صفات کے آپ مالک تھے۔ آپ کے حالات اصلح الناس حافظ صالح محمد نے بہت کچھہ بیان فرمائے تھے۔ اُن مین سے کسی قدر حالات جو یاد ہین وہ یہ ہین۔ آپ کی زادبوم نہروالہ ہے۔ ہنوز آپ کا زمانہ ہوش نہین آیا تھا۔ کہ پدر بزرگوار کوچ فرما گئے۔ چند روز بعد خدا طلبی کی شورش آپ کے سر مین پیدا ہوئی۔ اور اسی اثنا مین شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر جانپانیری کی ہدایت کا شہرہ سننے مین آیا۔ لہذا قلعہ جانپانیر مین آکر خواہان ہدایت ہوئے۔ شیخ صدرالدین کی ملازمت سے درویشی اور صفا کا طریقہ حاصل کیا۔ اور ریاضت کے ذریعہ سے نفس کی گوشمالی کرکے۔ مرتبہ کمال کو پہونچے۔ ہجری سنہ نوسوستہ مین اجازت ملی۔ کہ حضرت غوث الرحمن کے مقدس روضہ کی آستانہ بوسی کے واسطے آپ گوالیار کو جاوین۔ اثناے راہ مین جب نارنول پہونچے۔ تو شیخ نظام ابن شیخ عبدالکریم نارنولی کی خدمت مین بھی حاضر ہوئے۔ جب بیان ماجرا ہوا۔ تو سفر کا مقصد بھی دریافت کیا گیا۔ جواب دیا۔ حضرت غوث الرحمن کے مرقد مبارک کی زیارت کا شوق سر مین بھرا ہوا ہے۔ یہ تقریب پاکر صاحب مکان نے کسی قدر اپنی کیفیت بیان کی جو آغاز سیر و سلوک مین پیش آئی تھی۔ اس ضمن مین تقریر شروع کی کہ معتقر نظام چند مدت تک غوثیہ خانقاہ مین کلبہ نشین رہا تھا۔ حضرت غوث الرحمن کی عنایت سے عجب ظاہر و باطن بہت کچھہ فیض پایا۔ اور آپ کے بار احسان کے نیچے میری گردن ہمیشہ دبی رہے گی،،

القصہ للہ شیخ نظام سے رخصت ہوکر دہلی مین پہونچے۔ اس شہر ولایت کے مشائخ کی ملاقات اور مقابر کی زیارات کو قدس اللہ اسرارہم اپنے حسن نیت کی علامت سمجھکر غنیمت جانا۔ پھر دہلی سے دارالخلافہ آگرہ مین آئے۔ یہان پر حضرت غوث الرحمن کے صاحب زادہ شیخ ضیاء اللہ تشریف رکھتے تھے۔ ان کی مشکل کشا خدمت کے فیض سے بہت کچھہ شرف اور سعادت کا حصہ لیا۔ جب مخدوم زادہ کی اجازت لیکر گوالیار مین پہونچے۔ تو اپنے گردآلودہ رخسارہ کو روضۂ پاک کے آستانہ کی خاک پر رگڑ کر اُس مین آفتاب کی سی روشنی پیدا کی۔ اور حظیرہ کے گرد گرد رہنے والون کی مصاحبت سے کامیاب ہوکر مقام سینچرا مین ذکر اور فکر کے ساتھہ متواتر دو چلے کھینچے۔ سینچرا پہاڑ کے دامن مین ایک

غار ہے - گوالیار کی عمارتون سے سات کوس دور - اور حضرت غوث الرحمن بھی ابتداے سلوک
مین اُسی جگہہ چلہ نشین ہوئے تھے - اُس مقام پر چند حجرہ - چہچہ - نہر - حوض - اور سایہ دار
درخت ہین - جب چلہ سے فراغت ہوئی تو باحقیقت سجادہ نشین شیخ عبداللہ پسر غوث الاولیا
کی ملازمت سے اور نیز دیگر باعظمت مخدوم زادون اور خلفا کی خدمت سے واپسی کی اجازت لی -
آپ کی ہمت کا منتہی یہ تھا - کہ مرشد کی قدم بوسی حاصل کی جاوے - چنانچہ جانپانیر مین پہونچکر کامیاب
ہوئے - جب شہر جانپانیر ویران ہونا شروع ہوا - تو آپ شہر بردورہ (بڑودہ) مین چلے گئے - یہان
صاحب مکان اور کدخدا ہوئے - ایک دفعہ اور ہجری سنہ نوسو چوراسی مین مالوہ کے راستہ سے
گوالیار کی طرف کا احرام باندہا تھا - جب منڈو (مانڈو) مین پہونچے - تو آپ کے قدمون سے راقم
کے مہمانخانہ کو بھی شرف صفا حاصل ہوا تھا - اِس کے بعد بقیۃ العمر اپنے حجرہ سے سیر وسفر کا عزم
آپ کی خاطر مین کبھی آیا ہی نہین - اور توکل وتسلیم مین خوش رہکر کشادہ پیشانی کے ساتھہ اوقات گزاری
کی - مگر مسیح الاولیا کے دیدار کا شوق آپ کو ایک دفعہ برہانپور کی طرف دامن کشان لے گیا تھا - اور
حسن اتفاق تہا - کہ اُن ایام مین فقیر بھی اُسی جگہہ موجود تہا - چند روز دوستانہ گفت وشنید کرکے -
اپنے وطن کو لوٹ آئے - یہ آپ کا محققانہ کلام ہے - فرماتے تھے - سلوک کے جنگل مین سفر
کرنے والون کو مرشد کی جست وجو مین بھاگ دوڑ کرنا سیر الی اللہ کی منزلین طے کرنے مین داخل
ہے - اور مرشد کامل کا مل جانا سیر مذکور کا واسطہ ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین جسمانی تنگ
کوچہ سے روحانی وسعت آباد کو روانہ ہوئے خوابگاہ بردورہ (بڑودہ) **مصرع**

سالک مالک طریقت بود

یاد شیخ پیر محمد

آپ عبدالحکیم ابن شیخ جلال محمد قادری برہانپوری کے بیٹے ہین - فضیلت ودانشمندی
اور صلاح وپرہیزگاری کے چشمہ تھے - شیخ یوسف مفتی بنگالی - استاد شیخ وجیہ الدین احمد
علوی احمدآبادی کے تمام شاگردون مین مقدم اور پیش رو تھے - اِن کے درس مین آپ نے التزام
کرکے رسمی علوم تحصیل کئے تھے - جب تحصیل تمام ہوگئی - تب سے لیکر واپسین نفس تک سلسلہ
درس کا - اس روش کے ساتھہ جاری رکھا - کہ نماز صبح سے فارغ ہونے کے بعد شام تک طلبا

سے درس دینے مین مشغول رہتے تھے - آپ کے مدرسہ مین کبھی تعطیل نہین ہوتی تھی - بہت سے
لوگ آپ کی خدمت سے عالم ہوئے - ایک روز والی ملک خاندیس نے آپ کو بے انتہا تعظیم کے
ساتھ اپنی مجلس مین تشریف آوری کی تکلیف دیکر یہ بات درمیان مین لایا - کہ بادشاہی خواہش ہے
آپ جیسے لوگ ملازم حضور ہون - آپنے جواب دیا - مین ایسے گروہ لین سے ہون جو علم کا حاجت مند
ہے - اپنی اوقات مین فرصت نہین پاتا ہون - جس سے فرصت کے وقت پیشکاہ خداوندی مین اپنے
تئین پہونچا سکون - لہذا جس طریق سے تمام عمر گذری ہے - اسی طریق سے اگر ایکو علم آزادی رہے - تو مراحم
خسروی سے بعید نہین ہے - یہ فرمایا - ہم ہر روز آپ کو مدا ہین ن چاہتے ہین - نہ فقرا کے افادہ سے
باز رکھتے ہین - لیکن یہ ضرور ہے - کہ جب کبھی موقع سے طلب کی نوبت پہونچے - تو حاضر ہونا چاہیے
آپ نے اس فرمانے کا جواب خاموشی مین دیکر گفت و گو کو سلسلہ ختم کیا - صیح القلوب کہتے ہین - کہ آپ
دوسری بار - والی ملک کے دولت خانہ پر نہین گئے - اور میرے پاس آکر فرمایا - اس شرم سے کہ مین
بادشاہون کے دربار مین ہو آیا ہون - دینی دوستون کے روبرو نہین ہو سکتا ہون - کہتے ہین - بہت
مدت نہین گزری تھی - کہ والی ملک اور نیز آپ دونون فانی جہان سے - جاودانی سرا کو چلے گئے
ارباب عبرت وقیاس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے - کہ صاحب دولت مندون کو - اگر خلوت آشنا
درویشون کی صحبت کی آرزو پیدا ہو - تو اجازت مانگ کر خود ان کے گھر جانا چاہیے - اپنے گھر قدم رنجہ
فرمانے کی اُن کو تکلیف نہین دینا چاہیے - نعم الامیر علی باب الفقیر ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ
مین دنیا سے چلے گئے - خوابگاہ برہان پور -

یاد شیخ عبد اللہ ابن شیخ وجیہ الدین احمد آبادی

آپ کی ذات مین تمام عقلی ونقلی علوم جمع تھے - کسبی اور کشفی دقیقے آپ سے حل ہو جایا کرتے
تھے - ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب) کے حقائق کا جلوہ آپ کے اوپر ہوتا تھا - عالم صوری
اور عالم معنوی کی معرفت حاصل تھی - اور نیز اپنے پدر بزرگوار کے ظاہری کمالات اور باطنی خزانون
کے وارث تھے - کم وبیش دو قرن آپ کے والد ماجد کی درس کا زمانہ ہے - اس مدت مین ایک گھڑی
بھی خدمت اور حضور سے جدا نہین ہوئے - ہمیشہ باپ کی کام بخش دانش وبینش سے فائدہ اُٹھایا

اور ہر دو جہان کی فلاح اور معرفت حاصل کی۔ کہتے ہین۔ جب اسکان کی عاریتی چادر اوتار پھینکنے کا
وقت وجیہ الملة کا نزدیک آ پہونچا۔ تو اُنھون نے خرقہ خلافت اور فرمان اجازت آپ کو عنایت
فرماکر ظاہرًا اور معنیً اپنا جانشین کیا۔ جب آپ مسند پر جلوس فرما ہوئے۔ تو عنصری پیکر کو یہان تک
گھلایا۔ اور روحانی لطیفہ کی پرورش اس حد تک پہونچائی۔ کہ آپ کے قوت یومیہ کے واسطے صرف
شربت کا ایک پیالہ۔ اور سحری کی ایک ڈلی کفایت کرتی تھی۔ **سبحان اللہ** ان دونون بزرگون
مین عجب یکتائی اور یگانگی تھی۔ کہ کوئی مقیم یا کوئی مسافر یہ معلوم نہین کر سکا کہ مقام دوسرے جانشین
کے سپرد ہو گیا ہے۔ وہی سابقہ روش جاری تھی۔ ایک شخص تاش بیگ نام۔ سعادت مند وجہانی
نواب کامیاب اعظم خان کے پرانے ملازمون مین سے ہے۔ اور وہ آج کل آپ کی خدمت کی برکت
سے سرداری کے درجہ کو پہونچ کر شہنشاہی منصب دارون مین داخل ہو گیا ہے۔ اُس کا بیان ہے۔
جس سال نواب نے اطراف سورت کی فتح کے واسطے لشکرکشی فرمائی تھی۔ تو وہان پر ایک عظیم
جنگ ہوئی۔ لشکرون کے مقابلہ مین مجپر وقت تنگ ہوا۔ تو مینے درست اعتقاد اور صادق نیت
سے شیخ عبد اللہ کی یاد سے دل ہٹنا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہنگامہ فرو ہونے کے وقت تک
آپ کی صورت شریف کو مین اپنے گرداگرد ہر وقت دیکھتا رہا۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ آپ کی نگہبانی کی
برکت سے مین میدان جنگ سے جہان ہر جانین ایک جو کی برابر بھی حیثیت نہین رکھتی تہین۔ سالم
اور غانم نکل آیا۔ اور مقابل پر نے بالہ پر فتح پائی۔ روایت ہے۔ کہ صادق محمد خان کا ایک عمل دار تہا
وہ خیانت کی تہمت مین ماخوذ ہوا۔ اور قید خانہ مین بھیج دیا گیا۔ اُس کا ایک بھائی تھا۔ جو ہمیشہ شیخ کی
خدمت مین آتا جاتا تہا۔ وہ اپنے بھائی کی رہائی کے واسطے فاتحہ کی التماس کیا کرتا تھا۔ چونکہ تمام کامون
کا ہونا اپنی اوقات پر منحصر ہے۔ اسواسطے آپنے کوئی دعا نہین کی۔ اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ ایک
روز بے موسم کا ایک سیب شیخ کے ہاتھ مین تہا۔ وہ سیب شیخ نے قیدی کے بھائیون کو دیا۔ اور فرمایا۔ مایوس
قیدی کے پاس پہونچادو۔ ہنوز اُس نجات بخش میوہ کی خوشبو قیدی کے دماغ مین نہین پہونچی تھی۔
کہ صادق محمد خان نے کمال نرمی اور مہربانی سے اُس کو یاد فرمایا۔ اور کہا یہ بیچارہ یون ہی ناحق قیدخانہ
مین پڑا ہوا ہے۔ چنانچہ اُسی وقت بیڑیان پانون سے کاٹ کر حاضر کیا گیا۔ اور ایک عمدہ خدمت اُس کو
دی گئی۔ **مصرع** آفتاب معرفت یک لمعۂ رخسار اوست ؎

یادِ شیخ منور

آپ عبد المجید ابن عبد الشکور ابن حاجی سلیمان - ابن اسرائیل کے بیٹے ہین - اپنے جد بزرگوار کے مرید تھے - صورت اور سیرت مین دل فریبی - اور بیان مین اور نظر مین دلربائی بہت کچھ تھی - اکثر علمائے زمانہ کے جلسے مین اپنی حُسن تقریر سے امر مناظرہ کو تردد کے اُلجھاؤ سے نکال کر تحقیق کے درجہ کو پہونچا دیتے تھے - جب میر فتح اللہ شیرازی بیجاپور دکن سے عرش آستانی اکبر شاہ کے فرمان کے بموجب دار السلطنۃ آگرہ مین آئے - تو ایک روز شیخ منور سے بھی عقل و دانش کی باتین ہوئین - بہت سی پُرانی لاینحل باتین آپ کی موشگافی سے راہ راست پر آگئین - شیرازی عالم نے آپ کی تعریف مین فرمایا - سیر ہند کرتے ہوئے ایک مدت گزر گئی - اس مدت مین آج شیراز کی مہک آرزومند دماغ مین پہونچی ہے - کہتے ہین - قبل اس کے - کہ فرمان روائے اقلیم کی ملازمت مین آپ داخل ہون - چوالیس سال برابر تمام کتب متداولہ کے درس کو اپنے جوہر بیان سے - آرایش بخشتے رہے - باوجودیکہ فتوی نگاری کا بڑا بھاری وزن آپ کی گردن پر تھا - لیکن درس کے واسطے جمعہ کے روز بھی تعطیل نہین کرتے تھے -

کہتے ہین - عزیز الحق شیخ عبد العزیز دہلوی کے بڑے بیٹے شیخ قطب عالم کو سیاحی کا بڑا شوق تھا - اور اِس شوق نے اِن کو قلندرانہ لباس پہنا کر سفر کے سلسلہ مین ڈال دیا تھا - جب شیخ قطب عالم لاہور مین آئے - تو ایک روز تماشائیون کے طور پر منوری درس گاہ مین بھی گزر ہوا - چونکہ علم کا مزہ چکھا ہوا تھا - آپ کی شیرین بیانی پر فریفتہ ہو گئے - قصہ کوتاہ - وہ ایک لحظہ کا عبور - دل دادگی کا سبب ہوا - اور تلویح اصول فقہ کا سبق شروع کر دیا - چند سال کے اندر ظاہری فیض وفضل کا سرمایہ بہت سا جمع کر لیا - اور کمال کے معیت مین اپنے وطن کو معاودت فرما کر آبائے کرام کے طریقہ کو رونق بخشی - اور سجادگی کا چراغ روشن کر کے روز افزون اس کی روشنی بڑھائی -

شیخ منور کے بیٹے شیخ کبیر کہتے ہین - شمس الدین علی گیلانی کو اکبر شاہی عنایات سے حکیم الملکی کا خطاب تھا - مولانا شاہ محمد شاہ آبادی کی طرف اپنی شاگردی کی نسبت کرتے تھے - ایک روز موقع آگیا - تو حضور شاہنشاہی مین عرض کیا کہ تفسیر بیضاوی پر - ۱۰۰ - نیز دیگر متہیانہ کتب پر - شاہ آبادی استاد کے لاینفع اعتراضات ہین - اکثر علمائے زمانہ نے حل اعتراضات کے میدان مین جواب کی

ڈہال اور تلوار - کمر سے کہول کر رکہ دی ہے - اِس طرح سے شاہ آبادی اُستاد سب پر غالب آئے ہین - خلاصۂ کلام
یہ ہے - کہ شاہنشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا - کہ علما کا جلسہ فراہم کر کے اس تقریر کو درست اور صاف کرنا چاہیے
چنانچہ عقلون کے امتحان کا جلسہ قایم کیا گیا - گیلانی نے کہا - اِذِ ابْتَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ
اس آیۃ کی تفسیر پر اعتراض ہے - شیخ منور نے معترض سے اعتراض کی صورت دریافت کی - اور
اثناے بیان مین جواب دیا - کہ ضمیر کے راجع اور مرجع کے متعین کرنے مین تساہل ہوا ہے - اگر ایسا
کہا جاوے گا - تو اعتراض پیدا نہین ہوگا - اور مراد مین بھی خلل واقع نہ ہوگا - حکیم الملک نے نامنصفانہ
جانب داری کی - اور تقریب پر نظر کر کے ایسی گفت وگو کی جو حد ادب سے متجاوز تہی - شیخ منور نے
شہنشاہ سے بذریعہ قرعہ حکم کے واسطے التماس کیا - قرعہ قاضی صدر الدین لاہوری کے نام سے
نکلا - قاضی نے بیضاوی کی عبارت - اعتراض - اور جواب - اِن تمام باتون کو منصفانہ نظر سے
دیکہکر فرمایا - آج کے روز اگر قاضی ناصر الدین بیضاوی موجود ہوتے - تو شیخ منور کی دوربین طبیعت
کی داد دیتے - یہ معما کی مثل نمایش کی بات بدون تعین اسم کے اس واسطے لکہی گئی ہے - تاکہ
فنون اور علوم کے اندر شیخ منور کی دقیقہ شناسی اور سخن آفرینی ظاہر ہوجاوے - کہ مجلس علم کی
ہم نشینون کے مقابلہ مین کس درجہ پر تہی -

ہجری سنہ نوسو بچاسی مین آپ کو صدارت صوبہ مالوہ کا عالی قدر منصب عطا ہوا - علما
ارباب ریاضت - اور عاشق مزاجون کے ساتھ اس عمدگی سے پیش آئے - کہ تمام لوگ اوقات
اجابت مین - آپ کے لئے دعائے خیر کے واسطے آسمان کے سامنے ہاتھ پہیلاتے تہے - اور
چند سال تک سارنگ پور مالوہ مین قیام فرما کر اس صوبہ کو طالبان علم کو فیض پہونچایا - ہجری سنہ نوسو پچانوین
مین عضد الدولہ علامہ عصر میر فتح اللہ شیرازی کو جو صاحب دانش ملا میرزا جان کے ہمدرس - اور
میر غیاث الدین منصور کے بالواسطہ شاگرد مشہور تہے - صوبہ مالوہ کا منصب صدارت ملا - جب
میر فتح اللہ سارنگ پور مین پہونچے - تو شیخ منور نے مقدمہ طوالع کی شرح علامہ کے سامنے پیش کی
جس کو خود عقیم اور منتج اشکال کے مطالب مین لکہا ہے - اور جس کو وہ اپنی سخن آفرین طبیعت کا
نتیجہ فکر سمجہتے ہین - دوسرے روز علامہ نے فرمایا - مینے اس باب مین چند باتون کا مسودہ کیا ہے
جن سے جواب پر اعتراضات واقع ہوتے ہین - کسی شخص کو میرے ہمراہ کر دیجیے - مین اُن کو

صاف کہکے - اُس شخص کے ہاتھہ خدمت مین بہیج دون گا شیخ کا بہیجا ہوا شخص - دو تین منزل گیا - اور بے جواب واپس آیا -

تحصیل علوم مین آپ کے پاس سند عالی تہی - آپ کے خالو شیخ سعد اللہ - اپنے وقت کے عالم اور خدا شناس تہے - آپ اُنہین کے شاگرد ہین - شیخ سعد اللہ کے حالات کسی قدر اس گلزار مین تحریر ہو چکے ہین - دیگر یہ ہین کہ شیخ سعد اللہ نے تحصیل علم کا آغاز ہی کیا تہا - کہ اپنے پدر بزرگوار شیخ ابراہیم جامع کی شاگردی مین داخل ہوئے - پہر جب پدر بزرگوار کو اُخروی سفر پیش آیا - تو بقیہ تحصیل دار السلطنتہ لاہور مین کہ مولانا عبد الرحمن ملتانی کے درس مین تمام کی جن کو ثانی امام اعظم کہتے ہین مولانا عبد الرحمن - اپنے والد ماجد شیخ عزیز اللہ کے شاگرد ہین - اور شیخ عزیز اللہ نے باتفاق شیخ ابراہیم جامع - جامع کے پدر بزرگوار مولانا فتح اللہ کی خدمت سے تحصیل علوم کی تہی -

شیخ جمال کنبو نے سیر العارفین مین مولانا فتح اللہ کی بہت کچہہ تعریف لکھکر تحریر کیا ہے - کہ مینے مولانا کو - اور مولانا کے بیٹے جامع کو دیکہا ہے - و اُن کے درس کے جلسے مین آمد و رفت رکہی ہے - اُس زمانے تمام فضلا مولانا کے ساتھہ مستفیدانہ تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکہتے تہے مولانا فتح اللہ مولانا سناء الدین شیرازی کے شاگردون مین سے ہو ے تہے مولانا سناء الدین - میر سید شریف جرجانی کے شاگرد ہین - شیخ سعد اللہ کی تحقیقات یہ ہے - کہ مولانا فتح اللہ نے دہلی مین بہی مولانا موسیٰ جبہری سے علوم اور فنون حاصل کیے - اور اُنہین کی اجازت سے درس کی مسند کو ... سے آرائش بخشی تہی - مولانا موسیٰ جبہری - علامہ تفتازانی کے بزرگ شاگردون مین سے ہین -

مصنفات منوری کی تفصیل یہ ہے - (۱) شرح طوالع (۲) شرح بدیع البیان مسمی بحدائق البیان (۳) رسالہ مسوم بحق صریح یہ رسالہ شب کنندگان رسول علیہ السلام کی توبہ قبول نہ ہونے کے بارہ مین ہے - نعیاذ باللہ اور رسالہ مذکور - رسالہ مخدوم الملک مولانا عبد اللہ لاہوری کی رد مین لکہا گیا ہے - جس مین مذکورہ بالا سیاہ باطن جماعت کی توبہ کا قبول ہونا ثابت کیا گیا ہے (۴) شرح قصیدہ بردہ - (۵) تفسیر درر النظیم فی ترتیب آلاے والسور الکریم (۶) تعریب بحر المواج تفسیر قاضی شہاب الدین - پانچ برس گوالیار کے قلعہ مین آپ قیدر ہے تہے - اس مدت مین ان دونو

تفسیرون کا مسودہ کر لیا تھا - چاہتے تھے کہ نظر ثانی سے تصحیح کر کے صاف کر لیا جاوے - مگر اس درمیان
مین فرمان روائے زمانہ کا دل آپ پر سخت نامہربان ہوا - اور آپ کی تمام کتابین جو کم و بیش ڈیڑہ ہزار
جلدین تہین - ورق ورق کر کے - بادشاہی کتب خانہ مین لے لی گئین - آپ کی تمام تصنیفات اِس
اس درمیان مین دریاے نیستی کا لقمہ بن گئین - مگر ایک کتاب دررالنظیم بچ گئی - جو قید خانہ
مین مصنف کے پاس رہ گئی تہی -

القصہ - اُسی سلطانی قہر کے جوش مین حکم صادر ہوا - چنانچہ آپ کو قلعہ گوالیار سے دارالخلافہ
آگرہ مین لے گئے - جو چند روز زندگی کے باقی رہتے تہے - نہایت تنگی اور تاریکی مین آپنے بسر کر کے
تاریخ بارہوین ذی قعدہ ہجری سنہ ایکہزار گیارہ مین کون و فساد کے جہان کو رخصت کیا - غربا اور فقرا کے
مزعون مین خاک کے اندر سپرد کر دئے گئے - مگر آخر کار ماہ محرم ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین آپکے
فرزندان کرام ایک مناسب تدبیر سے آپ کی نعش خاک آگرہ سے نکال کر دارالاسلام لاہور مین لاے
اور اپنے آبا و اجداد کے روضہ مین دفن کیا **مصرع** رنج خمار بادۂ دانش چنین بود

یاد شیخ داؤد جہلاج

آپ کا وطن عماد پور ہے - جو احمد آباد گجرات کا ایک کوچہ ہے - آپ کے چہوٹے بہائی شیخ خلیل کا
بیان ہے - کہ بیشہ وری چہوڑنے کا اولین باعث یہ ہوا - کہ ایک روز آپ کے ساتھ دو سے ہم عمر اطفال
ایک گلی مین کہیل رہے تہے - اُس گلی مین شیخ برہمن گڈ ہ یہ کا گزر ہوا - آواز دی - کہ جس کسی کے پاس کچھ
ہو - اِس گدا کو دو - تمام لڑکے بہاگ گئے - آپ نے دلیری کر کے ایک تانبے کا پیسا ہاتہ پر رکھکر نہایت
ادب کے ساتھ پیش کیا - شیخ برہمن نے وہ پیسہ لے لیا - اپنے منہ کا لعاب اُس نوجوان کے منہ مین
ڈالا - بس اسی مین پہونچ گیا - جو کچھ نصیب مین تھا - اُس وقت سے خداطلبی کی چنگاری دل کے نہانخانہ مین
جا پڑی - دنیا پرستی کی عادت اور خیال کو اُس کا اینده مین بنایا - اور خداشناسی کی شورش دماغ مین پیدا
ہوئی - دنیاوی محبت کی رسم و عادت کو تہوڑا تہوڑا کم کر کے خداشناسی مین زیادہ کیا - یہان تک نوبت پہونچی
کہ اُس چنگاری مین شعلہ پیدا ہوا - اور شورش جنون سے جا ملی - جو ہندی اشعار عشق اور شیفتگی اور تجرید
و توحید کی یاد دلاتے تہے - اُن کے پڑہنے - سننے - اور کہنے کا ہمیشہ ولولہ تہا اِس سبب سے آپکا
غریب خانہ کیا تہا - گویا سرود و سماع اور رقص و رقت کا معرکہ تہا - جب یہ شہرہ - فرمان رواے زمانہ

اکبرشاہ کے کان مین پہونچا تو آپ کی ملاقات کی آرزو - روز بروز بڑہنے لگی - بیت -

چو آید جلوہ حسن از رہ گوش	زجان آرام بر باید ز دل ہوش

ایک روز بادشاہ نے فرمایا - کون سے ایسے طریقہ سے مین آپ کو طلب کرون - جو آپ کا دل
آزار نہ مانے - ایک مزاج شناس کارپرداز نے عرض کیا - شاہنشاہی اقبال سے یہ مہم اس خوبصورتی
سے سر کی جاسکتی ہے - کہ ہر وقت شگفتگی - آپ کی خاطر کے آس پاس ہی بنی رہے گی - فوراً حکم
ہوا - کہ بہت جلد اپنے تئین آپ کی خدمت مین پہونچا کر قول کو فعل کے سانچہ مین ڈہال دکہاؤ - جب
بہیجے ہوے شخص نے آپ کے دیدار سے اپنی آنکہون کو منور کیا - تو دو روز تک ہمت سے آپ
کے مزاج اور طبیعت کی جاسوسی کا کام لیکر آپ کی ہمراہی کا طریقہ جانا - تیسرے روز آپ سے کہا - خدا
تعالیٰ فرماتا ہے - کہ اس ملک سے چل کر راہ آگرہ اختیار کرو - آپ بے تامل سیر و تماشا سمجھکر روانہ
ہوئے - چند روز بعد دار الخلافہ مین آ پہونچے - جب درویش کی تشریف آوری کی خبر - بادشاہ کے
حضور مین ہوئی - تو بادشاہ نے شیخ ابو الفضل [illegible] کو فرمایا - کہ آنے والے کی خدمت مین حاضر ہو -
اگر تمہاری رائے ہو تو مین خود حاضر ہو کر ملاقات کرون - ورنہ درویش کو اپنے ہمراہ نہایت عزت
و حرمت کے ساتھ شاہنشاہی حضور مین لے آؤ - جب شیخ ابو الفضل درویش کی خدمت مین حاضر
ہوئے تو معرفت اور حقیقت کی باتین ہوتے [illegible] شیخ ابو الفضل نے دریافت کیا - آپ نے
خدا کو کیسے [illegible] شناخت کی ذات - شناخت کے درجہ سے ارفع اور اعلیٰ
ہے - عرفان کا ہاتھ صرف مبادی صفات کے دامن تک پہونچ سکتا ہے - متاثر جس اثر کا ظہور -
موثر کی طرف سے اپنے مین نہین پاتا ہے - اسی کے مناسب کوئی اسم - اللہ تعالیٰ کی ذات جلت
عن الادراک کے واسطے قرار دیتا ہے - اور [illegible] کے ساتھ دعوت اور عبادت کرتا ہے
لیکن جس جگہہ اُس کی ہویت ہی ہویت ہے - وہان پر اسم اور مسمی دونون کا رستہ بند کر دیا گیا ہے
ابو الفضل - اس کو تم اس طرح سمجھو - شیرین میوون کو شکر کے ساتھ تعبیر کرتے ہین - یہ بات یقینی
ہے - کہ حقیقت مین اُن میوون کی نہ ذات شکر ہے - اور نہ نام شکر ہے - شیخ ابو الفضل نے گزارش
کیا - سلطان کی خواہش یہ ہے - کہ مجکو سعادت ملازمت اسی جگہہ حاصل ہو - تو بہتر ہے جواب دیا
جس شخص نے عزم کر کے تین سو کوس قدم فرسائی کی ہوگی - وہ شخص دیگر چند قدم بھی دریغ نہ کرے گا -

اور اپنی جگہہ سے اُٹھکر شیخ کے ہمراہ شاہنشاہ کے حضور مین چلے آئے - جب بادشاہ نے آپ کو دیکھا - تو درویش دوستی اور محبت کے مراسم نہایت شوق سے بجالایا - اور فرمایا - کوئی بات کیجیے درویش نے جواب دیا - کوئی بات پوچھئے جس کا جواب دیا جاوے - پھر فرمایا جو گنج معرفت آپ کے پاس ہے - اس مین سے کچھہ ہم کو بھی دیجیئے - اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عطا کئے ہوئے جو خزانے ہم کو سپرد کئے گئے ہین - اُن مین سے کچھہ آپ طلب فرمائے - درویش نے جواب دیا - کہ نہ مین کچھہ رکھتا ہون - جو آپ کو دون - اور نہ آپ کچھہ رکھتے ہین - جو مین طلب کرون - پھر چند روز دارالسلطنت کا تماشا کرتے رہے - جب وطن کو واپس جاتے تھے تو راستہ چلتے چلتے قصبہ سانبھر مین پہونچے - جو ہندوستان کا نمکسار ہے - یہ مقام اچھا معلوم ہوا - اسی جگہہ ٹھیر گئے - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین اُخروی سفر کو روانہ ہوئے - شیخ [illegible] جو راجہ مان سنگہ کے ہمراہ [illegible] مین قدیم الایام سے مقرر ہے راجہ مان سنگہ - اکبرشاہی [illegible] امرا مین سے ہین - جن کو شاہنشاہ کی عالی توجہ اور عنایت نے صوبہ مالوہ کے شرقی حصہ کا [illegible] بنا دیا تھا - ایک لاکھہ سوار کی جاگیر ہے - مصرع

[illegible]

مولانا خواجہ محمد باقی

آپ قاضی عبد السلام کے بیٹے - اور مولانا خواجگی امکنگی کے مرید ہین - جو اصحابؑ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ کے استثنا مین داخل ہین - اور نیز جو ارباب عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا کی صفت سے موصوف ہین - ان کے زمرہ مین آپ داخل تھے - زادبوم کابل ہے - ماوراءالنہر کے شہرون مین - کتاب علم تحصیل کرنے کے بعد ہندوستان کی ہوا - راہ غربت مین آپ کی قدم فرسائی کا باعث ہوئی - جب آپ دارالسلطنت لاہور مین پہونچے - تو شیخ فرید بخاری اکبرشاہ کی عنایت [illegible] نہایت [illegible] دوست شخص [illegible] آپ کے روزانہ مصارف کی ذمہداری اپنے اوپر لازم کرلی [illegible] بارگاہ کے پرانے تذکرے مطالعہ مین آئے - جس کے سبب سلوک کی شورش آپ کے باطن مین [illegible] ہوئی - چنانچہ ان اطراف

لہ مگر وہان اُسی کی نجات ہوگی - جو پاک دل سے کر خدا کے حضور مین حاضر ہوگا ۱۲ ؎ (خدای) رحمن کے (خاص) بندے تو وہ ہین - جو زمین پر فروتنی سے ساتھ چلین ۱۲ -

کے بزرگون کی خدمات مین چل پہر کر اپنے حوصلہ اور وقت کے موافق فروغ معرفت حاصل کیا۔ اور دوسرون سے پوشیدہ۔ نقشبندیہ نسبت پیدا کرنے مین بہت کچہہ مشق کی۔ بزرگوار خواجون کی پاک روحون نے معنوی امداد دیکر کرامت اور کرامت کے اوپر سعادت عطا فرمائی۔ یہان تک ہوا۔ کہ نقشبندیہ نسبت کے گرامی آثار نے آپ کے باطن کو سر سے پانون تک جکڑ بند کر لیا تہا۔ بالخصوص خواجہ بزرگ اور خواجہ احرار۔ آپ کی ہر ایک مشکل کو جو پیش آجاتی۔ فوراً حل کر دیا کرتے تہے۔ یہان تک کہ آپ کا سلوک اویسیہ طریقہ پر انجام کو پہونچا۔ مگر طریقہ کے مقاصدین سے دو مسئلون کی تنقیح نہین ہوسکی۔ لراسمہ

ازطفیل عشق آسان گشت ہر مشکل کہ بود	مشکلے کاسان نشد بردل غم ہجران اوست

ہرچند توجہ کی گئی۔ لیکن مذکورہ بالا دونون مسئلے حل نہین ہوئے۔ اِس نگرانی مین بے شمار رات گزر گئی۔ پہر اس طور پر آگاہی دی گئی کہ ارباب طریقت کی عادت خاص کر اس طرح پر ہے۔ کہ بحسب ظاہر پیر سے بیعت کرتے ہین۔ اسی سبب سے یہ دو مسئلے لاینحل پڑے ہوئے ہین۔ شرط یہ ہے۔ کہ جو رہنما اس انقباض کو دریافت سے پہلے دور کر دیوے۔ اُسی کے دستِ قبول پر بیعت کے واسطے اپنا ہاتہہ رکہدینا چاہیئے۔ ناچار آپ ایسے انفسی و آفاقی رموز کے جاننے والے بزرگ کی ملازمت حاصل کرنے کے ارادہ پر چلے۔ اور ہند کے اکثر شہرون کو تلاش کے پانون سے کہوندا۔ لیکن کسی برگزیدہ بارگاہ سے حصول مطلب مین کامیابی نہین ہوئی۔ جب طلب کی پریشانی سے رہائی نہین ملی۔ تو ماوراء النہر کے سفر پر کمر باندہی۔ اور وہان پہونچکر بہی بہت سے بزرگون کی ملازمت کی کسی شخص سے معہودہ ضمیر شناسی کا ظہور نہین ہوا۔ اتفاقاً قصبہ امکنہ مین گزر ہوا۔ یہان پر مولانا خواجگی کے سعادت دیدار سے آنکہون مین روشنی حاصل ہوئی۔ بدون اسکے کہ بات کی تمہید کی جاوے مولانا نے مذکورہ بالا دشواری واضح عبارت کے ساتہہ حل فرمائی۔ اُسی وقت مراسم بیعت بہی ادا ہوئے۔ چند روز خدمت مین رکہکر ہندوستان جانے کے واسطے اجازت دی۔ اور فرمایا۔ کہ ہندوستان مین ایک شاہباز تمہارے ہاتہہ لگے گا۔ جو ظاہر مین تو تم سے فیض پاوے گا۔ مگر باطن مین وہ تم کو منزل مقصود کی رہنمائی کرے گا۔ چنانچہ آج رات مین مرجود واقعہ۔ اور اپنا طفیلی ہونا تم کو عالم خواب مین ظاہر ہو جاوے گا۔ کہتے ہین۔ اُسی رات آپنے عالم خواب مین دیکہا۔ کہ ایک طوطی ہاتہہ پر بیٹہی ہوئی ہے۔ اور آپ اپنے

منہ کا لعاب اُس کی چونچ مین ڈالتے ہین - اور طوطی اپنی چونچ کا قند آپ کے دہن مبارک مین ڈالتی ہے - جب عالم بیداری مین بازگشت ہوئی - اور تعبیر کو نوید مذکور کے موافق پایا - تو آپ عزم کر کے راہی ہند ہوئے - چند مدت لاہور مین بسر کی - پہر دہلی کے ارادہ پر چل نکلے - جب شہر سرہند کی حدود مین پہونچے - تو آفتاب کی سی روشنی اِس شہر کے گرداگرد پہیلی ہوئی دیکھی - یہ حال مشاہدہ کر کے کمال حیرت ہوئی - رجال الغیب مین سے ایک نے آواز دی - پیر بزرگوار نے جس مرد کی بشارت فرمائی ہے - وہ اسی سرزمین مین مشغول خدا پرستی ہے - لیکن ازلی فرمان کا مضمون یہ ہے - کہ اُس کو دہلی مقام پر آپ کی مصاحبت مین داخل کرینگے - اب مزید جستجو کرنے کی اجازت نہین ہے -

القصہ - آپنے کچہہ عرصہ دہلی مین رہ کر انتظار کیا ناگاہ شیخ احمد کو حرمین شریفین کے طواف کا شوق پیدا ہوا - یہ شوق اُن کو پریشان کر کے وطن سے سفر مین کہینچ لایا - جب شہر دہلی مین پہونچے - اور خواجہ کی ملازمت حاصل ہوئی - تو خواجہ کو پہلے ہی دیدار مین معرفت کا چہرہ نظر آگیا - اور سمجہہ لیا - کہ شخص معہود یہی شخص ہے - اس مین شک نہین - کہ ایک ہفتہ کی صحبت مین ہی آنے والے کا کام انجام کو پہونچ گیا تھا - مگر اِس اثنا مین مقیم کو ایک عزیز کے کار خیر کے لیئے قصبہ سنبہل کا سفر پیش آیا - مجبوراً واپس آنے تک شیخ احمد کو دہلی مین توقف کرنا پڑا - چند روز بعد جب خواجہ نے خانقاہ مین معاودت فرمائی اور کمال عروج کی حالت مین شیخ کا نظارہ کیا - تو از روے خواہش یہ فرمایا - وہ وقت آگیا ہے - کہ یہ وحدت کی شکر خا طوطی درویش کے منہ مین - ایک مصری کی ڈلی ڈال دیوے - چند مدت تک اسی طریقہ پر رازداری کی باتین گرماگرمی کے ساتہہ ہوتی رہین - ان واقعات کے بعد ایک محرم عزیز نے دریافت کیا - کہ حضرت خواجہ کے مشرب کا رنگ اِس سے قبل کچہہ اور تھا - اور اب ان ایام مین بیان معارف کے متعلق جو کچہہ فرمایا جاتا ہے - وہ سابقہ روش کے بالکل برخلاف ہے - فرمایا - کہ توحید کوچہ تنگ تہا - اب شیخ احمد کی مصاحبت کی برکات سے ایک شاہراہ مل گئی ہے - امید ہے - کہ تمام حقیقت طلب حقیقی دوستوں کو یہ شاہراہ نصیب ہوگی -

کہتے ہین - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت کیا - کہ فقیر کی عمر کے چالیس سال ہونے مین کس قدر باقی ہے - فرمایا - بارہ روز پوچہنے سے دو روز نہین گذرے تہے

کہ بیماری کا اثر عنصری ترکیب مین پیدا ہوا - جس روز کہ چالیسوان سال ختم ہوا - اُسی روز منزل قدس مین جا اُترے - خوابگاہ دہلی - آپ کے مرید صوفی محمد صدیق بدائی تخلص تھے - انھون نے تاریخ رحلت اِن الفاظ مین نکالی ہے - ہادی شریعت بود - اور یہ تمام بیان صوفی کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے -

وہو اعلم بحقیقۃ الحال فمنہ الیہ مافی ہذا المقال -

مصرع گفت و گوئی طوطی من حرف اُستاد من ست

یاد شیخ دولت گجراتی

گمنامی و خاموشی آپ کے افعال کی پیشانی کے نقش تھی اور بیخودی و انکسار آپ کے حالات کے کف دست مین خطوط تھے - شیخ کپور مجذوب مداری گوالیاری کے آپ مرید ہین - اور شیخ کا جامجذوب سارنگ پوری کی ملازمت مین بھی پہونچ چکے ہین - شیخ بہکاری گوالیاری جو سارنگ پور مین مقیم تھے اُن کے منور باطن سے بہت کچھ حصہ آپ کو ملا تھا - آپ کا پانون پرکار کی طرح چکر مین ہی رہتا تھا - اِس سیاحی کی بدولت تمام سطح زمین آپنے ناپ ڈالا - اور جہان کا نشیب و فراز خوب دیکھا - ہجری سنہ نوسو ستاسی مین قصبہ دسور (مندسور) کے اندر آکر ایک حجرہ اختیار کرلیا - اور ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ تک زندگی کی گودڑی جسم پر پہنے رہے - اور پہلو نشین دشمن (نفس) کے ساتھ لڑائی رکھی -

مصرع خداش روی فیروزی نمایاد ؏

یاد شیخ صدر جہان ابن ابوالفتح

آپ کا مولد موضع موال ہے - جو مانک پور کے مضافات اور ہند کے شرقی حصہ مین ہے - ظاہری انجمن کی آرائش - آپ کی باطنی خلوت مین مانع نہین ہوئی - اور دنیا جیسی وسعت آبادی کی پیمایش نے آپ کی معنوی گوشہ نشینی مین ہرج نہین ڈالا - ہمیشہ ہنگامہ مین گوشہ گزین اور سیر و سیاحت مین چلہ نشین رہے - جب تک آپنے امانت حیات واپس سپرد نہین کی - تب تک آپ کے عیال و اطفال کی رفیع مِن حَیثُ لَا یَحتَسِبُ ہو پہونچی - اہل جہان مین جو اسباب متعارف ہین - اُن مین سے کسی سبب کو کسی وقت آپنے خواہش کا ہاتھ نہین لگایا - باینہمہ جو کچھ خشک و تر - دوپہر کے وقت یا شام کے وقت نصیب ہوجاتا تھا کسی بینوا مہمان کو تقسیم کرنے کے بدون کام مین نہین لائے - اور اپنے وطن مین جہان کہین بہوکے کی خبر ملی - اُس کی غمخواری کو اپنی دلسوزی کے ذمہ لازمی سمجھا -

ایثار۔ (دوسرے کی منفعت اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا) از خود رفتگی۔ اور خیر فراموشی کا شیوہ۔ آپ کی خاص عادت اور خمیر میں داخل تھا۔ ایک عجیب و غریب حالت۔ آپ کے وجدان کے ساتھ ساتھ رہتی تھی۔ راقم نے ہرچند فکر کی۔ زبان کو آراستہ۔ اور قلم کو روان کیا۔ لیکن ایسا حرف جو آپ کے سلوک سے آشنا ہو۔ صفحہ پر تحریر نہ کرسکا۔ بیت

چہ بنمایم بہ حسنِ زلفِ درویش	کہ حسنِ او ورای این و آن ست

آپ فرماتے تھے۔

آغازِ جوانی تھا۔ طواف حرمین شریفین کے واسطے شرفنا اللہ وایاکم بزیارتھما۔ جہان پیمائی کا شوق اپنے وطن سے دریا کے کنارہ کی طرف سوکستان لے گیا اتفاقاً اِس سال دریا کے اندر ایسی شورش تھی۔ کہ کوئی جہاز اُس بندر سے مقام مقصود کو نہیں پہونچ سکا۔ خوف دہندہ بیماری بھی عارض ہوئی۔ جس نے درستی عزم میں تباہی پیدا کی اور سہولت دہندہ اسباب مفقود ہوئے۔ جو علامت انلی اجازت کی ہے اِن امور کے جمع ہونے سے معلوم ہوا۔ کہ امسال غیب کی طرف سے رخصت نہیں ہے ناکام لوٹکر ملک مالوہ مین آیا۔ اور قصبہ دہار مین گزر رہا۔

ایک تو زمین دہار کی ترو تازگی دامنگیر تھی۔ دوسرے بہت سے خداشناس بزرگ یہان پر مقبرون کے اندر آسودگی کے ساتھ سوئے ہوئے ہین۔ جیسے شیخ کمال مالوہ مولانا غیاث برادر مولانا مغیث جن کی آرامگاہ دریائے اُجین کے کنارہ ہے۔ شیخ عبداللہ جنگال۔ اور شیخ جوہران صدر الذکر بزرگون کے کسی قدر حالات ہر ایک کی یادداشت مین لکھے بھی گئے ہین)۔ اِن کی معیت نے مجکو جنبش نہین کرنے دی۔ یہ دونون باتین اقامت اور تاہل کا سبب ہوئین۔ القصہ شیخ معروف غریب اللہ کی خدمت مین آمد و رفت بہت زیادہ ہوئی۔ جس نے مجکو درویشی اور بینوائی کی روش سے آشنا کیا۔ اور استعداد کے موافق الٰہی تجلیات نے خودی سے کھو دیا۔ چند روز بعد شیخ معروف کو ازلی توفیق اور خاک گور کی کشش حرمین شریفین کی طرف کھینچ لے گئی۔ اور اُن کے لڑکے شیخ تاج الدین عطاء اللہ کی نسبت یہ رائے قرار پائی کہ چونکہ شیخ تاج ... سال ہین

لہذا اِن کی پرورش میرے (شیخ صدرجہان کے) سپرد کرنی چاہیئے - اِس سبب سے میری کوشش نے سفرِ مبارک کی رفاقت کا ثمرہ پیدا نہین کیا - اور خطاب مین مغلوب ہو بالآخر شیخ معروف مجکو اپنی خانقاہ مین جانشین کرکے روانہ ہوئے"

چنانچہ شیخ معروف کا تحت الذکر خط جو مکہ معظمہ سے شیخ صدر جہان کے نام آیا تھا - یہ بھی صدر الذکر مضمون کو ظاہر کرتا ہے -

محب جان یار دوجہانی بالصدق والایقان شیخ صدر جہان - معروف غریب اللہ کی طرف سے عارفانہ دعا و السلام قبول فرماکر خدا کرے - ہمیشہ خیر کے ساتھہ مع العشق والعرفان رہین - واللہ تم بااللہ - ایک دم اور ایک قدم بھی آپ کے بدون نہین گزرتا ہے - اگرچہ بظاہر مصاحبت اور قربت سے جدائی ہے - لیکن معنیً ہمیشہ اِس طریق عظمیٰ مین رفاقت بنی ہوئی ہے - ما حاضر ضروری یہ ہے - کہ فرزند ارجمند شیخ تاج الدین عطاء اللہ کو مینے آپ کی سپردگی مین دیا ہے - اور آپ کو اپنی جگہہ چھوڑ آیا ہون - جو شخص میری طرف ارادت لیکر آوے - اُس کو بیعت اور حق سبحانہ تعالیٰ کی رہنمائی کرنا - اور دریا بشارت خلافت نامہ - عالی مقام البیت الحرام سے روانہ کیا گیا ہے - مشایخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے طریق بیعت مستقیم مرتبہ اس حج کا مرتبہ اب آپ کو اُس مقدار سے زیادہ نصیب ہوگا - کہ جس قدر ہمراہیون نے پایا ہے - والسلام -

جب آپ کے پاس خبر آئی - کہ شیخ معروف کی خاک پاک مدینہ منورہ مین مدفون ہوگئی - نیز اُس جگہ اُن کے فرزند رشید کو بھی علمی کتابون کے پڑھنے کی استعداد ہوچلی - تو شیخ صدر جہان کی نیازمندی جو معنوی رہنما کے ساتھہ تھی - جوش مین آئی - جست وجو کے راستہ مین قدم رکھنا تیزی کے ساتھہ شروع کیا - تقدیری سعادت کا جذبہ آپ کو مسیح الاولیا کی خدمت مین لے پہونچا - قصہ کوتاہ - تھوڑے عرصہ مین بایافت کے درد کا مسیح الاولیا کی ہادیانہ تلقین سے علاج ہوگیا - اس کے بعد جب تک کالبد کے عنصر آباد سے آپ کی رحلت نہین ہوئی - تب تک ہرسال اپنے وطن سے ایک دفعہ مسیح الاولیا کی ... مین برہان پور جاتے رہے - برہان پور وطن سے ساٹھہ کوس دور ہے - وہان پر ایک اعتکاف کرکے بازگشت فرمایا کرتے تھے - آپ کی تاریخ رحلت سترہوین ربیع الاول ہجری سنہ ایک ہزار چودہ ہے

آپ کے وطن سے جو راستہ برہان پور کو جاتا ہے - منڈو (مانڈو) اُس راستہ کے عین خط پر واقع ہے
اور راقم کا اقامت کدہ ہے - آپ جب اس طرف سے اور نیز اُس طرف سے جاتے آتے تھے -
تو چند روز اس عبرت افزا شہر میں بھی ٹھیرا کرتے تھے - اور نیز بدون اس سلسلہ آمد و رفت کے
بھی راقم کی دوستی اور آرزو کا لحاظ کر کے سال میں دو - تین دفعہ اپنے سعادت بخش قدوم سے غریبخانہ
کو منور فرمایا کرتے تھے - اور رازداری کی باتیں کرنے میں باہم ایک کے حالات دوسرے کو معلوم ہو جایا کرتے
تھے - نیز ایک دوسرے کے عیب و ہنر پر بہت کچھ متنبہ کرنے والی نگاہیں پڑ جایا کرتی تھیں - آپ کی
مصاحبت کا مزہ بس ذوق ہی پاتا ہے - گویائی میں نہیں آسکتا - جس کو زبان حوالہ قلم اور قلم حوالہ
کاغذ کرے -

یاد شیخ حمید تپا

آپ کے پیر ارادت شیخ نظام نارنولی ہیں - آپ کی چشم ہمت میں زمانہ کا قیمت پانے والا
نقد و جنس - کچھ قدر نہیں رکھتا تھا - آپ کا ہاتھ اموال کے حق میں - گویا چھلنی تھا - اسی دم دو حصہ اس
طرح کر دیتا تھا - ادہر لیتا - اور ادہر بخشتا کمال چابک دستی سے ایک چیز کو پلک مارنے میں ایک ملک
سے دوسری ملک میں پہونچا دیتے تھے - توقف کو داد و دہش کے مقام پر ننگ جوانمردی - اور
نشان دلبستگی سمجھتے تھے - جب جذبہ پیدا ہوا - تو دار السلطنۃ آگرہ میں آکر ایک درخت کے نیچے
نشستگاہ اختیار کر لی تھی - چند روز بعد اُس درخت کی شاخیں - چاروں طرف سے ایسی بڑھیں - کہ
آفتاب کی دہوپ آپ تک نہیں پہونچتی تھی - ہمیشہ اپنے سامنے ایک بڑی اونچی آگ مشتعل رکھتے
تھے - اس سبب سے ہند کی زبان میں آپ کو تپا کہتے ہیں - ہجری سنہ ایک ہزار اونیس تھا - کہ
عنصری پیکر کا آتش خانہ ترک کر کے - جاوید بہار باغ کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے -

مصرع رخت ہستی آتش افروز شناے عشق باد

یاد شیخ امین ابن احمد نہروالہ

آپ علوم متداولہ کو اچھی طرح جانتے تھے - مولانا محمد طاہر محدث نہروالہ کے بزرگ شاگردوں میں
سے ہیں - ہجری سنہ نوسو تراسی میں گجرات سے مالوہ کی طرف تشریف لائے تھے - ایک سال
سے کچھ زیادہ دار الفقر منڈو (مانڈو) میں رہے - بعدہٗ اُجین کی طرف چلے آئے - یہاں پر شیخ راجے محمد

قادری شیخ عبد الغفور شیخ الاسلام شیخ جمال ابن احمد - قاضی باباخواجہ میان کالے میان امین ماوی
اور نیز اس سرزمین کے دیگر مشائخ کی مصاحبت ہوئی - **نفعنا اللہ و جمیع الطالبین برکاتہم**
یہ مصاحبت کچھہ ایسی دلچسپ معلوم ہوئی - کہ جہان گردی کی ہوا - اور گھر کی تجویز کی فکر دل سے نکل کر
اُجین کی اقامت کا سبب ہوئی - اس یادداشت کی نگارش کا آغاز ہجری سنہ ایک ہزار چودہ
سے ہوا ہے - اس سال تک آپ زندگانی کی مسند پر بیٹھے رہے - اور درس دیتے رہے ہمیشہ وضو
آب رواں سے کیا کرتے تھے - بارش کی کثرت - تمازت آفتاب کی شدت - سرما کی فراوانی - اور گھر سے ندی
کا دور ہونا ان چیزوں میں سے کوئی چیز آپ کو مانع نہیں ہوتی تھی - قاضی عبد العزیز - ابن شیخ عبد الکریم -
ابن شیخ راجی محمد قادری برہان پور میں ظاہری اور معنوی کمالات سے آراستہ اور پیراستہ تھے - آپ ان کے
دیدار کے واسطے ہجری سنہ ایک ہزار ستر و میں برہان پور کو گئے تھے - اتفاق سے چونکہ آپ کی خاکِ
پاک وہیں کی تھی اسواسطے تاریخ یکم ربیع الاول سنہ مذکور کو اُسی جگہہ سپرد خاک کر دئے گئے -

مصرع چون امین بود شد ظلوم و جہول ثؔ

یاد شیخ محمود ابن سید ملک

آپ کی زاد بوم قلعہ سورت ہے - جو دار الملک گجرات کے بندروں میں سے ایک بندر ہے - ہجری
سنہ نوسو اسی میں اپنے وطن سے تبلاش پیر جہان پیمائی کا آغاز کیا - چند روز سید احمد بخاری کی خدمت
میں دل نہاد ہو کر رہے - اور آرزوے ارادت ظاہر کی - سید احمد بخاری نے مراقبہ اور تامل کے بعد جواب
دیا - تمہارا نام میرے یاروں کے دفتر میں نہیں ہے - لیکن صبر کرنا چاہیئے - میں جس کی طرف اشارہ
کروں - اُسی سے تم ارادت لانا - یہاں سے آپ چلے - اور اثناے سیاحت میں دولت آباد دکن کے
قلعہ پر گزر ہوا - اور یہاں پر آپ باجازت سید احمد بخاری شیخ عبد اللطیف مجاور کے مرید ہوئے -
شیخ عبد اللطیف چند واسطہ سے سلطان برہان الدین غریب قدس سرہٗ کو پہونچتے ہیں - آپ کو پیر کی
خدمت میں رہنے کی توفیق نہیں ہوئی - خوشی کے ساتھہ سفر کی اجازت لی - اور مالوہ کے راستہ سے نارنول
کو گئے - وہاں پر قطب الاولیا شیخ نظام نارنولی کی ملازمت حاصل کی - اور شیخ جمال کو بھی دیکھا -
خلاصہ یہ ہے - کہ ہر ایک مقام کے زندوں اور مدفونوں کے آستانوں پر ناک رگڑی - اور فروغ باطن چاہا - قلعہ
منڈو (مانڈو) کے پائین میں دو کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ نغلچہ نام ہے - اُس قصبہ کے اطراف میں

ہجری سنہ نوسو چیاسی تہا۔ کہ دالان اور مسجد کی بنیاد رکہی۔ اونیس سال سے برابر آج تک آپ سرراہ سردپانی سے بہرے ہوئے گہڑے موجود رکہتے ہین۔ اور آنے جانے والون کو اُن مین سے پانی پلاکر تازگی بخشتے ہین۔ حرص سے اور آزادہی سے آزادزندگی بسر کرتے ہین۔ اور طبیعت کو ہوس سے دور رکہتے ہین۔ فرماتے تہے۔ ایک روز ایک شخص ایک تیتر ذبح کرکے درویش کے کہانے کے واسطے پکالایا۔ اوس لقمہ کی لذت ایسی ملی کہ ہوس نے بیدار ہوکر یہ بات دل مین جمائی۔ کہ کبہی پہر ہی تیتر کا شوربا کہانا چاہیئے پہر یہ خیال آیا۔ کہ ذبح کون کریگا۔ خود ہی مینے کہا کہ فلان شخص ذبح کرپوے گا۔ فوراً سمجہ مین آیا۔ کہ نفس چاہتا تھا لذت کا فریب دیکر۔ دل کو ہوس کے جال مین پہنسا وے۔ اس کشاکش سے پشیمان ہوا۔ غیب سے ندا آئی۔ کہ زندہ کو بیجان کرنا۔ اور اپنے تن کو پالنا۔ درویشون کا طریقہ نہین ہے۔ بس وہی فرہ دال چاول کے پانی کا پسند آیا۔ مین گہری خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور وہ کہانا دوسرے کو دیدیا۔ خشک روٹی کہاکر بہوک کو رخصت کیا۔

سال کے اندر ایک دو مرتبہ منڈو (مانڈو) کے قلعہ مین آتے تہے۔ اور اپنے مبارک قدوم سے راقم گلزار کے مکان کو منور فرمایا کرتے تہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار اونیس مین ظاہری بیداری کو ترک کرکے قصبہ نعلچہ کے میدان مین ابدی خوابگاہ اختیار کی۔ مصرع ظل رحمت برسرش ممدود باد۔

یادہبائی اسحق حصور

آپ۔ حافظ اسمعیل سندہی کے لڑکے ہین۔ جوانی کا کسی قدر زمانہ سپاہگری مین گزارا۔ جب تیس۳۰ سال کی عمر ہوئی۔ تو آپ جذبہ پیدا ہوا۔ یہ جذبہ ہستی کا سامان۔ درویشی کی منزل مین کہینچ لایا۔ اور بنیوائی کا آشنا بنایا۔ متفرق طور پر جابجا سے قرآنی سورتین اور آیتین یاد تہین۔ اُن کو ہمیشہ حزین آواز کے ساتہہ پڑہا کرتے تہے۔ اور سننے والے کو ہلا دیتے تہے۔ اور جہان کہین پنجگانہ اوقات نماز مین سے کوئی وقت آجاتا تہا۔ وہین بلند آواز سے اذان دیا کرتے تہے مسجد اور بت خانہ مین کوئی تفاوت نہین کرتے تہے۔ قصبہ ہیسر مین شیخ عبداللہ چشتی قدس سرہ کے روضہ کی چہاردیواری کے اندر رہا کرتے تہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بارہ کے ذی حجہ مہینے مین راقم کے یہان۔ برخوردار شیخ عبدالاول نزاد عمرہ کی شادی کا آغاز تہا۔ شہر منڈو (مانڈو) کے اطراف کے قصبات اور مواضع سے بہت سے دہت اور درویش۔ مہمانخانہ مین تشریف لائے تہے۔ طبیعت بڑے بڑے

کامون مین مشغول تھی - اس وجہ سے آپ کا بلانا بھول گیا - لیکن نگرانی دل مین ضرور تھی - جس کا سبب ظاہر نظر نہین آتا تھا - کہ مبادا دوستون مین طلبی سے کوئی صاحب باقی نہ رہ گئے ہون - آپ کے دل مین وہی سابقہ دوستی کا خیال آیا - اور بے تکلف اپنے مکان سے چلکر ایک گلدستہ تہنیت کے طور پر ساتھ لیتے آئے - مجلس شادی کو رونق بخشی - فرمایا - جس کی طلب دل کے اندر کھٹکتی تھی - وہ اسحق ہے - کم و بیش تین مہینے مہمان رہے - ایک روز بدون رخصت ہوئے - اپنے گھر کو چلے گئے - سید شاہ محمد ولد سید حبیب اللہ مہیسری سے روایت ہے - آپ کا مرض الموت مرض اسہال تھا جب ہاتھ پانون کی طاقت سفر کی نہ رہی - تو تنہائی سے دل تنگ ہو کر اپنا حجرہ چھوڑ دیا تھا - اور راوی کے مکان پر چلے آئے تھے - بعدہٗ چند روز تک دانہ پانی سے حلق کو آشنا نہ کر کے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے مین حقیقی محبوب کی دیدار سے روزہ افطار کیا - مصرع شام افطارش بصبح وصل باد

یاد شیخ محمد حی برحمتہ

آپ کی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - شیخ صدر الدین ذاکر کے فارغ البال صوفیون مین سے ہین آپ کا سلوک جذبہ کے ساتھ ملا ہوا تھا - لیکن آپ کے اکثر حالت جذبہ مین گزرا کرتی تھی - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آپ سے فرض نماز اور روزہ کے تمام اوقات - درنگ اور تعطیل کی غارت گری سے ازلی حفاظت مین محفوظ رہتے تھے - آپ کے پیر بزرگوار حضرت غوث الاولیا کے روضہ مقدس کے طواف کے واسطے - ہجری سنہ نو سو تراسی مین بروذرہ (بڑودہ) گجرات سے گوالیار کو گئے تھے - اس وقت آپ نے پیر کی خدمت سے رخصت ہو کر شیخ حبیب شطاری کے ہمراہ - مالوہ کے راستہ سے اپنے وطن کو معاودت کی - شیخ حبیب شطاری - حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہین - اس سلسلہ مین آپ کا گزر منڈو (مانڈو) ہی ہوا تھا - جو راقم کی زاد بوم ہے - چند روز باہم ایک دوسرے کی صحبت غنیمت شمار کی گئی - جب آپ اپنے وطن مین پہونچے - تو تھوڑے ہی روز کے اندر آپ کی زندگانی کا آفتاب واپسین نفس کی اُفق مین غروب ہو گیا - جس گفت وگو سے کہ ایک شمہ انانیت یا علامت ہستی پائی جاوے ایسے مضمون سے آپ کی زبان روزمرہ کے محاورون مین بھی قطعی آشنا نہ تھی - ہمیشہ اپنے عرفی اور عرفانی مقاصد کو موحدانہ عبارت

سے بیان کیا کرتے تھے۔ سخت افسوس ہے۔ کہ اس روزمرہ روش کی خصوصیات تحریر کے ذریعہ سے
ادا نہین ہوسکتی ہین۔ اور تقریر کا عصا ان خصوصیات کو دل سے باہر نہین کھینچ لا سکتا ہے۔ ورنہ آشنا
کے کانون کو اُس لذت مین شر... ...علوم کا جال بنا کر پھیلا دل آویز تقریر کے اثر سے
سے رہا ہے۔ واہ عجب تعبیر اور تصویر کی نارسائی ہے۔

یاد شیخ عبد الواحد تارک الماء

آپ کے باپ کا نام شیخ محمد ہے۔ جو تحت اللہ کر چار واسطہ سے شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری
کو پہونچتی ہین۔ یعنی شیخ عبد الکریم۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ نعمت اللہ۔ شیخ سالار۔ پدر بزرگوار نے آپ کو خواجہ حسین
چشتی اجمیری کا مرید کرا دیا تھا جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ تو کسی قدر علم آپنے شیخ محمد کی شاگردی سے تحصیل
کیا۔ جو میر عبد الاول شیرازی کے شاگرد تھے۔ اور پھر چند روز بعد شیخ عبد اللہ صوفی شطاری اکبرآبادی
اور شیخ مبارک دانش مند گوالیاری کی ملازمت مین پہونچکر شطاری طریقہ پر تلقین طریقت لی۔ صدر الذکر
دونون اصحاب حضرت غوث الاولیا قدس سرہ کے بزرک خلفا مین سے ہین۔ آپ کو دونون سلسلون
کے خلعت خلافت سے سرفرازی ہوئی اور اگرچہ آخر الذکر شیخ سے درس سے آپ کو تمام علوم کے کمالات
حاصل ہو چکے تھے۔ لیکن اس زمانہ مین تمام علوم سے درگزر کر صرف فقہ اور تفسیر کے علم مین منہمک تھے
ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخرین حصہ مین راقم بہ دستور امندسور مقام پر آپ کی خدمت مین پہونچا تھا
ایک رات رازداری کی باتین ہوئین۔ بہت سی پر معانی باتین دونون طرف سے کہی سنی گئین۔ اس
درمیان مین آپنے فرمایا۔ جب میری عمر تیس سال کی تھی۔ اُس زمانہ مین دو تین سال تک مجکو جذبہ رہا تھا۔ اب
کہ آپ ستر کے قریب ہو گئے ہین۔ ابھی تک اُسی از خود رفتگی۔ جنون۔ بے تعینی۔ اور جستجو دی کا رنگ
آپ کی پیشانی اور کاروبار سے عیان ہے مصرع آب حیوان ریالسان باد میدانہ پرام ہے کم وبیش ستائیس
برس تک آپنے پانی قطعی نہین پیا۔ خواہ کیسا ہی سخت آب طلب کھانا معدہ مین پہونچا۔ ہجری سنہ
ایک ہزار ستر مین آپنے آب وخاک کی اس سرائے سے جان پاک کے جہان کو جاکر بہ زبانی۔

مصرعہ خشک لب سیراب دیدہ زندگانی کرد ورفت ؛

یاد شیخ بدّھا

آپ کا نام عبد اللہ ہے۔ حضرت غوث الاولیا کے فرزند رشید اور سجادہ نشین ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ

حضرت گنجبخش کی پاک نسل سے ہیں۔ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا کی رموزدانی کی عبا۔ اور وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ کی قبا آپ کے زیب بدن تھی۔ دنیا اور آخرت کی سعادت مندی۔ آپ کے دامن ہمت پر سجاف تھی۔ اور آپ کی نسبت کی بسمعصف اپنے سکان سے جھلکرایک۔ وجیہ الملۃ احمد آبادی۔ اور مولانا مبارک دانشمند گوالیاری کی شاگردی سے بہت سے رسمی علوم کا سرمایہ آپ کی جیب مین فراہم ہوگیا تھا اور نیز اُستادی کے درجہ کو پہونچے تے۔ تمام فنون مین درس دیکر آپنے طلبا کی استعداد کے موافق فیض اور فائدہ پہونچایا تہا۔ جب حضرت غوث الاولیا عالم قدس کو روانہ ہوئے۔ تو آپنے پدر بزرگوار کی مسند رہنمائی کو اپنے جلوس سے رونق بخشی۔ اُس زمانہ مین شہنشاہ زمان اکبرشاہ کو یہ منظور ہوا۔ کہ روضہ غوثیہ کی عمارت دولت کی طرف سے تیار کی جاوے۔ شیخ بدہانے عرض کیا۔ کہ یہ خدمت اپنے فقیرزادہ کو سپرد فرمائی جاوے تو اچھا ہے۔ تاکہ شاہنشاہی بارگاہ سے جوکچھ میرے نام مقرر ہو۔ اُس مین سے درویشانہ معاش کے موافق صرفہ معاش مین اُٹھاکر باقی جوکچھ بچے۔ حظیرہ کی تعمیر کے مصالح مین صرف کرون۔ اور اسپر بھی اگر کچھ ضرورت باقی رہے۔ تو حضور خسروی سے مدد لون۔ بادشاہ انصاف پسند اور ہمت آفرین تہا۔ اُسنے آپ کی ہمت کی داد دیکر بہت کچھ عنایتین اور التفات فرمایا۔ چونکہ شہنشاہ کو یہ منظور نہ تہا۔ کہ آپ گوشہ نشین درویش ہوکر رہین۔ لہذا حکم دیا۔ کہ مخدوم زادہ چند روز بحسب ظاہر کمر مین تلوار باندہ کر اولیاے دولت مین شامل رہین۔ تاکہ آپ کی باطنی توجہ پر ظاہری امداد اضافہ ہوکر۔ یہ دونون امدادین شاید حضرت غوث الاولیا کی باطنی پرورش کے برکات کی برابر ہو جاوین۔ اور سب جگہہ اور ہرحال مین آپ کی ہمراہی میرے قلبی سکون کا باعث ہوکر مجکو شادکام اور کامیاب کرے۔

القصہ چونکہ دو امرون کے درمیان مین تعارض کی ادنیٰ شرط۔ مساوات مانی گئی ہے۔ اِس بنیاد پر اگرچہ اختیار دنیا کے تمام باعث بوجہ معارضۃ (ہارج ہوتے) موانع کے درجہ اعتبار سے ساقط تہے۔ مگر فقدان شرط کے سبب سے موانع موجودہ معارض نہین ہوسکتے تہے۔ اسواسطے یہ باعث اختیار دنیا۔ جس کے آثار۔ سپاہگری کا قبول کرنا ہے۔ وقوع پذیر ہوا۔ یعنی آپنے منصب عالی کے ساتھ سرفرازی پائی۔ اور چالیس سال تک صورت مین سپاہی اور معنی مین درویش رہے۔ کہتے ہین جب شہنشاہ زمانہ اکبرشاہ نے آپ کو وکالت کے نام سے میرزا شاہرخ کے پاس بدخشان کو روانہ فرمایا تہا۔ تو میرزا نے ایک منزل کی مسافت سے آپ کا استقبال کیا۔ اپنے دولت خانہ پر کمال عزت

اکرام کے ساتھ لے گیا - اور شاہانہ مہمانداری کی - اس ملک کے امرا اور علما - آپ کی سپاہیانہ شکل - اور میرزا کی اس قدر تواضع و تعظیم کو دیکھکر حیرت اور تعجب مین ہوئے - اور آپ کے حوصلہ کی آزمایش کے واسطے علمی گفت وگو کے بہندون سے مشکلات علوم کا جال بنا کر پھیلا یا - آخر جب بات کی نوبت آپ تک پہونچی - تو پھیلائے ہوے جال کو آپنے ایک ہی اوڑان مین توڑ تاڑ کر درہم برہم کر دیا - اس واقعہ سے آپ کی شاہبازی کی حقیقت ارباب امتحان پر روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی - اور اس نواح کے طلبانے جلیسی جلیسی فرصت پائی - آپ کی خدمت سے مختلف فنون کا استفادہ کیا -

خلاصہ کلام یہ ہے - کہ جب ملک وملت کا تخت وتاج ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین جہانگیر شاہی جلوس سے زینت یاب ہوا - تو نشاط - کامرانی - خواہش پذیری - اور آرزو شکنی کا ہنگامہ گرم ہوا - اور آپ کو سپاہگری کی منافی جو پیری ہے اُس نے آگیرا - ترک اور تجرید کا شوق آپ کی جبلی بات تھی اس کو ترقی ہوئی - لہذا آپنے اپنی ناتوانی کو شفیع بنا کر حضور شاہی مین التماس کیا - کہ زندگانی کے دن مین نماز عصر کا وقت آگیا - اگر سلطانی اجازت دستگیری فرماوے - تو مین اپنی صورت کو معنی کے ہم رنگ بنالون اور یک رنگی و یک جہتی کے ساتھ - اپنی عمر کی نماز مغرب ادا کرون - اپنے مشائخ کے طریقہ پر دو - تین گھڑی گوشہ نشینی کو غنیمت سمجھون - اور یک دلی اور یکتائی کے ساتھ دنیا سے نکل جاون - تاکہ سابقہ عمر کا تدارک اور تلافی کرسکون - کیونکہ العبرة للخواتیم واقع ہے - شہنشاہ نے آپ کی حقیقت نما راے کی آفرین کی - اور التماس کو شرف قبول بخشا - سال جلوس کے آغاز سے ہجری سنہ ایک ہزار اکیس تک کہ یہی سال رحلت ہے - آپ حسب اجازت سلطانی اپنے وطن مین فارغ البال - عبادت ذوالجلال کے اندر مشغول رہے - اور اپنے بزرگوار کے مرقد مبارک کی مجاورت سے عزت حاصل کی - شیخ ظہورالدین محمود جلال شطاری کے خلیفہ شیخ داؤد جو ارباب طریقت مین خدا رسیدہ کامل ہین - روایت کرتے ہین - کہ آپنے رحلت سے چہ مہینے پہلے تمام ماکولات اور مشروبات ترک کردیا تھا - صرف ایک کٹورہ پانی پی کر وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ کی تصدیق فرماتے تھے - جب تاریخ اٹھارھوین محرم سنہ مذکور اور شب جمعہ آئی - توحاضرین

ف - اور ہم نے اُن کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے - کہ کھانا نہ کھاتے ہون - اور وہ ہمیشہ دنیا مین رہنے والے ہی تھے ۱۲ -

خدمت کو رخصت کر کے عالم محسوس سے ملک معقول کو روانہ ہوئے - اور حضرت غوث الاولیا کی نورانی آسائش گاہ کے پہلو مین خوابگاہ اختیار کی - آپ کی صوری درویشی کا یہ طرا شاہد عدل ہے - کہ اخروی سفر کے بعد آپ کا نقد متروکہ تجہیز و تکفین کو کافی نہین ہوا - اور متاع - اساس البیت اور آبادی کے مکان کی قیمت میزان قرض کی برابر نہین آئی جو آپ کے ذمہ تھا - حال آنکہ چند سال آباد و سرکارین اور معمور پرگنات بھی آپ کی جاگیر مین رہے - ہمیشہ فرمایا کرتے تھے - کہ حقیقی نقر زائل کا دل صاف ہوتا ہے اور معنوی تجرید زائل کا ہاتھ چلنی کا حکم رکھتا ہے - اگر بالفرض مشرق و مغرب کی سلطنت کی دستگاہ اُس کو مل جاوے - تب بھی وہ ظاہری تعلقات مین مبتلا نہ ہو - اسی بنیاد پر کہا ہے - جس کسی نے کہا ہے - مصرع گدا اگر ہمہ عالم بدو دہند گداست ؎

یاد شیخ نور محمد خلیل جانپانیری

آپ بوہرہ قوم مین سے ہین - مدت ساٹھ سال تک خوردہ فروشی کی بساط سے قناعت - توکل - اور رضا بہ قضا کے ساتھ نعمت حاصل کرتے رہے بازار نشینی کے شیوہ کو اپنے مقام خلوت در انجمن کے چہرہ کا نقاب بنائے رکھتے تھے - جب حضرت غوث الاولیا نے گوالیار سے ہجرت فرما کر اپنا جہان افروز جمال گجرات نشینون کو دکھایا - تو ایک روز بازار جانپانیر کے راستہ مین حضرت غوث الاولیا کی کیمیا اثر نگاہ شیخ کے استغراق پر جا پڑی - فرمایا - اے شیخ - کہان تک فطری نور مخفی رکھو گے - بہت مدت ہوئی ہے کہ لوح محفوظ سے تمہارا خطاب شیخ نور اللہ ہو گیا ہے - یہ کہکر حضرت غوث الاولیا نے آپ کا ہاتھ اپنے ولایت بخش ہاتھ سے پکڑ کر دوکان سے اُٹھا لیا - اور دوکان کو فقرا پر لٹا کر - آپ کو خانقاہ مین لے آئے - اسی وقت خلعت خلافت پہنا کر پہنائی اور شیخ خت کی مسند پر بٹھایا - پھر آخیر زندگانی تک آپ سوائے حرم مسجد کے حجرے سے باہر نہین نکلے - اور اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[۵۷] کا مظہر بن گئی - خوابگاہ احمد آباد -

تمہید عذر گزاری ؎

چونکہ کتاب گلزار ابرار - طوالت سے مطلق خالی - اور اختصار سے بالکل مالامال - چار چمن

---

۵۷ اللہ ہی کے دم سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۔

کی چار چھوٹی طلنابون مین بند ہی ہوئی ہے - اِس سبب سے بہت سے دانش وبنیش والے اصحاب
کے حالات کے سبزہ زار کو تفصیل نگار قلم کے سینچنے سے نہین - بلکہ مجمل نویس قلم کی ہواداری سے
ہی سرسبز نہ کرسکا - اور اِس نہ لکھہ سکنے کی خلش ہمیشہ دل کے اندر خراش پیدا کرتی تھی - اگر اپنے اپنے
وقت کے تذکرہ نویسون نے صدر الذکر اصحاب کے بابرکت حالات لکھنے سے کدورت خاطر کی
چھاڑ پونچھہ کر کے صفائی نہ بخشی ہوتی - باایںہمہ دل اور جان کو تسلی اور تسکین نہین ہوئی - ناچار
ہر ایک ملک کے چند اصحاب جو اِس چارچمن کی انجمن مین رونق بخش نہین ہوئے تھے - اُن کے
نام آخر مین لکھکر جس طرح فرمانون کو تمام کرنے کے بعد مہر اور رسالہ سے فرین اور سجل کرتے ہین - اسی طرح
راقم نے بھی اِس رسالہ کو مکمل اور مرتب کیا - **بیت** -

نام ہر ایک کہ ورد خامۂ ماست	رونق خالقاہ نامۂ ماست

یاد شیخ ابوالفتح دھلوی

آپ - سید محمد گیسو دراز کے خلیفہ ہین - آپ کے مراتب اور مقامات نہایت عالی تھے - گلبرگہ شہر
سے باجازت پیر بزرگوار گجرات مین تشریف لائے - بہت سے اصحاب معرفت کے کمالات - آپ
کی رہنمائی کی بدولت - قوہ سے فعل مین آئے - جیسے (۱) شیخ علی خطیب احمدآبادی - اور (۲) شیخ
سراج الدین - شروع شروع مین یہ دونون صاحب - سلطان السادات قطب عالم بخاری کے مرید
تھے - مگر اخیر مین شیخ ابوالفتح کی صحبت سے فیض پایا - (۳) شیخ محمد پیارا - اِن کی پرورش سید
محمد گیسو دراز نے اپنے عزیز پوتے شاہ یداللہ حسینی کے حوالہ فرمائی تھی - خرق عادات مین اِن کو پورا
کمال تھا - اور (۴) شاہ جلال گجراتی - جو شیخ منکن کے پیر تھے - اور جو سنبھل کے ملاّوہ مین مدفون
ہین - یہ چارون اصحاب آپ کے مرید تھے -

یاد مولانا مسعود بیک

آپ - ترکان عراق وتبریز کی قوم مین سے ہین - کہتے ہین - آپ کے ہاتھ مین معرفت کا میوہ
کتابی علم کے باغیچہ مین کمال کی شاخ سے آیا تھا - لیکن صحیح روایت یہ ہے - کہ مسعود بیگ شیخ نصیرالدین
محمود چراغ دہلی کے مرید ہین - کمانی تھے - سپاہیانہ وضع تھی - ظاہری علم اور فضیلت کی تحصیل سے
کوئی حصہ نہین ملا تھا - چراغ دہلی کی خدمت سے آپ کی دانش وبنیش کی شمع روشن ہوئی تھی

اور آپ کاملون کے درجہ پر پہونچے - بہت سے رسالے عربی اور فارسی زبان مین آپ کی طرف منسوب مین - آپ کی تصنیفات جو زیادہ تر مشہور ہین مرآۃ العارفین - اور غزلون کا دیوان ہے جس کو آپنے پیرو تبریزی کی طرز پر فراہم کیا ہے -

(۱) شیخ شہاب الدین لکھنوی - حاجی الحرمین - اور محرم اسرار کونین تھے - (۲) مولانا محبۃ الدین ملتانی آپ کی پرستش اور ریاضت کھی طرح کا تھا - اور اقوال و افعال مین شوق انگیزی کی شان عیان تھی - چشتیہ بڑے بڑے سلسلون کو عربی زبان مین نظم کیا ہے - (۳) مولانا بدر الدین تولہ - (۴) مولانا رکن الدین (۵) خواجہ عبد الرحمٰن سرنگ پوری (۶) خواجہ احمد بدایونی (۷) خواجہ لطیف الدین کندسالی - (۸) مولانا نجم الدین محبوب عرف شکر خای تھانیسری (۹) خواجہ شمس الدین دہاری جنہون نے اپنے پیر کے ملفوظات کو صحیفون کی شان مین محفوظ کیا ہے (۱۰) مولانا سراج الدین حافظ بدایونی (۱۱) مولانا قاضی شاہ پائلی (۱۲) مولانا قوام الدین یکدانہ اودہی جن کی نسبت شیخ کلام کرنے مین ہمیشہ نیک مرد کر کے خطاب کیا کرتے تھے (۱۳) مولانا برہان الدین ساوی (۱۴) خواجہ عبد العزیز بانگرسوی (۱۵) مولانا جمال الدین اودہی جو تحصیل علم اور تعلیم فنون مین بڑی دستگاہ رکہتے تھے (۱۶) مولانا بجاث جو دہلی کے تمام علما مین مناظرہ کے اندر سبقت کیا کرتے تھے -

القصہ صدر الذکر تمام بزرگان نام آور جو آ... تعالیٰ کے نمونے اور ایزدی تجلیات کے مظاہر ہین - ان مین سے اکثر کو خرقۂ خلافت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی خدمت سے حاصل ہے اور ہر ایک نے اپنے اپنے مقام پر گردہ کے گردہ لوگون کو جن کی جیب حسن عمل کے نقد سے تہی ہوئی تھی - اپنی ہدایت بخش تلقین سے سلوک اور رہنمائی کے خزانہ کا مالک بنا دیا ہے - غرض اس سے ہے - کہ طریقت کا سلسلہ اس نمود بے بود کا رشتہ ٹوٹنے کے وقت تک مسلسل جاری رکھین - اور نیز انہون نے غزل کے عوض بنی آدم کو جہالت کے غار سے اپنے فیض تعلیم کی بدولت - علم اور دانائی کے بالاخانہ پر چڑہا دیا ہے - اس نیت سے کہ عنصری اور فلکی صحیفون سے - موجودات کے نقوش مٹنے کے روز تک کتا... تصویر خانہ مین رنگ آمیزی کرتے رہین -

یاد مولانا عالم دہلوی

آپ کا لقب فرید لیتہ ہے - سلطان فرزر ابن رجب خلجی کے زمانہ مین - اُن کے داماد ملک

نہ بازخان نامی کے مصاحب تھے - کئی قسم کے علوم اور فنون میں تبحر حاصل تھا - بالخصوص فقہ کے اصول اور فروع میں آپ کی یکتائی کا ڈنکا بجتا تھا - فتاوی تاتارخانی آپ کی ہی تالیف ہے - عجب کتاب ہے فقہ کی تمام جزئی روایتیں - جو فتوی لکھنے والوں اور لکھوانے والوں کو درکار ہوتی ہیں اس فتوی کے بابوں میں درج ہیں - کہتے ہیں سلطان نے بہت کچھہ کوشش کی تھی کہ فتاوی تاتارخانی فتاوی فیروزشاہی کے ساتھہ نامزد ہوجاوے - لیکن مصنف نے اس کو قبول نہیں کیا - اور اپنے محسن مصاحب کے نام پر معنون اور مزین کردیا - اس کتاب کی تالیف اسی سال میں ہے - کہ جس کی اکائیاں - دہائیاں اور صدیاں سات سات ہیں -

اس میں شک نہیں - اگر ایسے لوگ - لوازم آشنائی کے بارہ میں حقیقت کا لحاظ نہ کرکے - تمنا کے تیزمزاج گھوڑے کو سابقہ معرفت کی شاہراہ سے لوٹا لیجائیں - اور اسباب ہوا و ہوس کی تحصیل کے میدان - اور نفس پروری کے کوچہ میں اس کو جولان دیں - تو پھر یہ مناسب ہوگا - کہ حق شناسی اور حق گزاری کی امید کا قافلہ - دلوں کی سراے سے کوچ کرجاوے -

یاد مولانا سماء الدین جونپوری

آپ - قاضی شہاب الدین زابلی کے بالواسطہ شاگرد ہیں - سلطان حسین - ابن سلطان ابراہیم شرقی آپ کا ہی شاگرد ہے - چونکہ سماء الملۃ کی راے امور ملکی میں بیش بہا ہوتی تھی - لہذا سلطان نے خواہی نخواہی مسند وزارت پر بٹھاکر قتلق خانی خطاب عطا فرمایا تھا - جب سلطان بہلول لودی نے سلطان حسین شرقی پر لشکرکشی کی - تو قتلق خان گرفتار کرلئے گئے - اور شہر دہلی میں لاکر مثل یوسف قیدخانہ میں محبوس رکھے گئے - دہلی کے بہت سے بااستعداد لوگوں نے آپ کے دیدار اور گفت سے قلبی فروغ اور فراغ بہم پہونچایا - بالخصوص شیخ عیسی ابن شیخ بدہا آپ کی صحبت میں بہت جایا کرتے تھے - اور [illegible] کرتے تھے - کہ خان - ظاہری و باطنی علم میں ایسا کمال رکھتے ہیں - جس میں نقصان نہیں ہے -

(۱) مولانا شمس الدین (۲) شیخ رکن الدین (۳) بابو تاج الدین (۴) شیخ مردان (۵) شیخ جہانگیر (۶) اور شیخ کبیر - ان محقق بزرگوں نے شہر جونپور میں نشو و نما پائی تھی - اور اسی شہر میں ان کی خوابگاہیں ہیں - چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ میں منسلک تھے - اور اس باکمال جماعت میں سے ہر فرد - تن گدازی - جان نوازی - تحصیل علوم - اور عمل کے ساتھہ تکمیل علوم میں - استوار پہاڑوں کی مانند

راسخ مستقیم - اور مستقل تھا -

یاد (۱) شیخ حاجی چراغ ہند (۲) و سید اسد الدین

یہ دونون صاحب ظفرآباد کے باشندے - اور شیخ رکن الدین جونپوری کے خلفا مین سے ہین - دن اور رات - بوقلمون نفس کے ساتھہ روزہ داری کا محاربہ رہتا تھا - اور بیداری کی صف آرائی رہتی تھی - جہاد اکبر کے میدان مین شہسوار تھے -

یاد شیخ الہداد صالح

آپ شیخ عبدالوحد کے خلفا مین سے ہین - ظاہری اور باطنی علوم آپ مین جمع تھے - لیکن کتابی علم کو اُنپنے باصفا باطن کے جمال کا برقع بنا کر ہمیشہ درس دینے مین مشغول رہتے تھے - اکثر اُس زمانہ کے طالبان علم - آپ کی خدمت مین فضیلت اور مولویت کی اونچی سیڑھی پر چڑھ گئے ہین - منجملہ اُن کے ایک **مولانا مجد الدین محمد** ہین - تمام علوم اور فنون مین آپ کی مشکل کشا تصانیف اور لطیف تالیفات ہین - اور ہندوستان کے بہت سے متبحر علما آپ کے شاگرد ہین - اور مشہور سلسلون کے اکثر مشائخ آپ سے کامل طور پر بہرہ یاب تھے - ہجری سنہ نوسو بتیس مین فرمانروائے سلطنت ظہیر الدین بابر شاہ نے ملک ہند کو فتح کیا تھا اس زمانہ مین آپ مسند حیات پر ارباب فضل کی فیض رسانی کر رہے تھے - اِس بزرگ دولت اور بزرگ دوست بادشاہ کی طرف سے آپکے بارہ مین بہت کچھہ تنظیم اور توقیر ظہور مین آتی تھی -

اُنہین مین سے ایک **مولانا عبد القادر** صابونی ہین - شہر دہلی کی تمام درس دینے والون مین آپ افضل تھے - کہتے ہین - مولانا عصام الدین ابراہیم اسفرائی کے شاگردون مین سے ایک شاگرد بیان کرتا تھا -

"مین ہجری سنہ نوسو چالیس مین شرح کافیہ مولانا الہداد کی جو میان اسد دیا کرکے لوگون مین مشہور ہین - دہلی مین لایا تھا - مولانا کے تمام شاگردون نے اور نیز دیگر علمانے اُس شرح کو مطالعہ کرکے تعلیقات اور حاشئے چڑہا دئے - جب مین دارالعلوم بخارا کو لوٹ گرگیا اور اُستاد کی نظر سے وہ حاشئے گزرے تو تمام تعلیق نویسون مین سے مولانا عبد القادر کی علم نوبین زیادہ تعریف فرمائی"

یاد مولانا عبداللہ

آپ مولانا شمس الدین انصاری لاہوری کے فرزند ہین - آغاز جوانی سے آپ کو مخدوم الملکی - اور شیخ الاسلامی کا خطاب تھا آپ کی تقریر کی زبان اور تحریر کا قلم - فصاحت اور بلاغت کی عروسون کو زیور پہنا کر حسن و بہا لا رہا تھا - آپ کے قلم کی لکھی ہوئی تالیفات اور تعلیقات تو بہت کچھ ہین لیکن عصمۃ الانبیا - منہاج الوصول - اور رسالہ تفضیل عقل بر علم - جو عقلی اور نقلی دلائل سے استوار کیا گیا ہے - یہ تین کتب باتمیز ظریفون کے نزدیک - آپ کی جملہ تصنیفات مین زیادہ مقبول ہین - ہجری سنہ نو سو چونتیس مین جب میر ابو البقا ابن میر عبد الباقی ابن میر تقی الدین محمد جو ایران اور توران کے تمام علما اور فضلا مین افضل تھے - ہندمین آئے - اور یہان کے علما کے ساتھ علم آزمائی کی مجلسین ہوئین - تو انہون نے مخدوم الملک کو سب پر ترجیح دی - اور فرمایا - اس نوجوان کی معنوی فطرت - پختگی کی راہ سے کمال پیری مین - اور استحکام کے اعتبار سے آغاز شباب مین ہے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ حج کی فرضیت ساقط ہونے کے بارہ مین انہین معمولی کتب فقہ مین سے آپنے روائتین سو سے زیادہ ہی زیادہ نکالی تہین اکثر روایتون کی بنا - راستہ کے غیر مامون ہونے پر رکھی تھی - لیکن اخیر مین تقدیری کرشمہ - عرش آستانی اکبر شاہ کی سلطنت کے صدر الصدور شیخ عبد النبی کی رفاقت مین آپ نے گردن اختیار - اکراہ (ناخوشی) کی رسی مین باندہ کر دریا کے راستے سے سفر حجاز کو لے گیا - ایک مدت تک اُس اسلامی مقام مین رہے - اور مدرسانہ گفت و گو کے ذریعہ سے مختلف علوم کے آئینون کی زنگ دور کر کے صیقل پر چڑہایا - جب آپنے قدیمی وطن کو معاودت کی - تو اثنائے راہ مین احمد آباد گجرات ہی پڑا یہان پر آپ کا زمانہ حیات جو تقریباً سو سال تہا - پورا ہوا - اور صدر عالی قدر - عرش آستانی کے دربار معلی مین آ پہونچے - اور جس طرح سے مقدر مین تہا - روز زندگی کی شام ہوئی -

یاد مولانا عبدالرحمن

آپ شہر لاہور کے بڑے عالمون مین سے ہین خواجہ عبد الحق احراری کی خدمت مین ارادت لائے ہوئے تھے - ہجری سنہ نو سو پچاس مین جہان فانی کو رخصت فرمایا - خوابگاہ لاہور -

یاد (۱) مولانا حسام الدین سبزو (۲) مولانا حسام الدین سرخ

یہ دونون صاحب شہر لاہور مین مختلف فنون کے اندر ملکہ رکھتے تھے۔ اور ان کے اخلاق بہی پسندیدہ تھے۔ خواجگان سلسلہ نقشبندیہ کی خدمت مین ارادت مندانہ برتاؤ سے پیش آتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو ستر مین اس عنصری ملک سے بار نیستی باندہ کر چلے گئے۔ خوابگاہ لاہور۔

یاد مولانا بدرالدین اسحق

آپ۔ علم اور ہنر کے خزانہ تھے۔ احراریہ سلسلہ کے حضرات سے مریدانہ اعتقاد رکھتے تھے اور اس خانوادہ کے بزرگ اصحاب بہی آپکے خدمت فروش اور با فیض درس مین کتاب کھول کر شاگردی کرتے تھے۔ اور اپنے حوصلہ کے انداز کے موافق جنس علم لے جاتے تھے۔

یاد مولانا عبدالسلام

آپ علماے زمانہ مین افضل تھے۔ ہجری سنہ نوسو ستسٹھ مین مولانا سعید ترکستانی سفر حجاز کے ارادہ پر ہند کی طرف آئے تھے مگر کچہہ آسمانی واقعات پیش آجانے کے سبب سے مقصد کو نہ پہونچ سکے اور ناچار ولایت ماوراءالنہر کی طرف لوٹ جانا پڑا۔ کہتے تھے ہند کے عالمون مین مولانا عبدالسلام ایک ہی سربرآوردہ وقت ہین۔ ہجری سنہ نوسو تراسی مین آپ کے نفس مطمئنہ نے اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ کی ندا قبول کرکے سامان باندہا۔ اور دارالسلام کی طرف چلا گیا۔ خوابگاہ لاہور۔

لهم دار السلام عند ربهم یمال السلام هنا بمعنی السلامه ومن کان فی رق شیٔ من العوارض والمکونات لم یجد مشامه رائحة السلامة وانما یجدها من تحرر رقبته من رق المخلوقات عرضًا کانت او جوهرًا۔ ظاهرة کانت	ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہان سے دارالسلام مقرر ہے۔ بعض کہتے ہین سلام کے معنی اس مقام پر سلامتی کے ہین۔ اور جو شخص عوارض کی یا کون ومکان کی کسی شے کی قید مین مقید ہوگا۔ اس کے دماغ مین سلامتی کی خوشبو نہین پہونچے گی۔ یہ خوشبو اوسی شخص کے دماغ کو پہونچیگی جس کی گردن مخلوقات کی قید سے محفوظ (آزاد) ہوگی۔ یہ عرض عارضی ہو یا اصلی ہو۔ ظاہری ہو۔ یا باطنی ہو۔ اور قرآنی آیۃ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اسلامی قوم جنت مین رہنے والی ہے لیکن

اوبالمنتزہات تشبیہا لہم بالقوم فی الجنۃ
لکنہم لیسوا فی اسر الجنۃ بل محررون من رق
کل کون لقولہ تعالیٰ لا یستوی اصحب النار
واصحب الجنۃ اصحب الجنۃ ھم الفائزون
الفوز النجاۃ من کل ما یمکن فیہ شائبۃ
علاقۃ وملاحظۃ رق ویقال شرف تلک قلۃ
الدار لکونہا فی محل الکرامۃ واختصاصہا
بمنزلۃ الزلفۃ والا فالاقطار کلہا دار
لکن قیمۃ الدار بالجار فی معناہا انشد

قطعہ

انی لاحسد جارکم لجوارکم
طوبیٰ لمن اضحیٰ لدارک جارا
یالیت جارک باعنی من دارہ
شبرا لاعطیہ بشبر دارا

فقال الحقیقۃ سواء کانت منزھۃ من قبول
الجوار ولیس القرب منہ بذلک الا فطار
ما اطلاق ھذا اللفظ لقلوب الاحباب مونس
بل لو جاز القرب فی وصفہ من حیث المسافۃ
لم یکن لہذا کثیر اثر وانما حیوۃ القلوب
بہذا لان حقیقتہ مقدسۃ عن
ھذہ الصفات ثم لاجل قلوب احبابہ
یطلق ھذا ولو تعرض العلماء فی کذا التاویل
بل ھو ھذا امارۃ الحب انا من اجلک

یہ لوگ صرف جنت کے پردہ مین بیٹھنے والے نہین ہین - بلکہ کل کونی ومکانی
قید سے نجات پاوینگے جیساکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے - اصحب نار -
(دوزخی) اور اصحاب جنت (جنتی) باہم برابر نہین ہوسکتے ہین - کیونکہ
اصحب جنت ہی نجات پانے والے ہین -
فوز کے معنی ہین نجات پانا - اُن تمام چیزون سے جن مین شائبہ کسی علاقہ
کا یارعایت کسی قید کی پائی جاوے - اور کہتے ہین - اس دارالسلام کے
مرتبہ کا شرف اس سبب سے ہے - کہ یہ محل کرامت مین واقع ہوا ہے - اور
قربت قربی کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے ورنہ کل اقطار دار گھر ہین لیکن
قدر وقیمت گھر کی باعتبار ہمسائگی ہونی ہے اسی معنی مین کسی شاعر نے اچھا کہا ہے

ترجمہ

مین آپ کے ہمسایہ پر آپ کی ہمسائگی کے سبب سے حسد کرتا ہون
جو شخص آپکے گھر کا ہمسایہ ہو کر رہا - اُس کو بڑی خوشی کا موقع ہے
اے کاش آپ کا ہمسایہ اپنے گھر مین سے مجکو فروخت کردیوے
ایک بالشت بھر زمین - مین اوسکو بالشت بھر زمین کے عوض ایک پورا مکان دیدونگا

کہتے ہین - اگرچہ حقیقت ایزدی ہمسائگی قبول کرنے سے بالکل پاک ہے اور
حقیقت کا قرب - قرب انتظار کے ذریعہ سے نہین ہوتا ہے باانیہمہ اس
لفظ قرب کا جو اطلاق کیا گیا ہے - تو اس کا سبب یہی کہ لفظ قرب کا اطلاق
قلوب احباب مین اُنس پیدا کرنے والا ہے - بلکہ اگر قرب کا وصف مسافت
کے اعتبار سے جائز مانا جاوے تو بھی اس کا کچھ مزید اثر نہین ہے - اور
اسی قرب سے قلوب کی حیات ہے کیونکہ حقیقت ایزدی ان صفات سے
پاک ہے - پس قلوب احباب کے لحاظ سے قرب کا لفظ بولا جاتا ہے
اور البتہ علما تاویلات کے جھگڑے مین پڑے ہوئے ہین بلکہ یہی تو
محبت کی علامت ہے - کہ مینے آپکے سبب سے ایسی شے کو بیچے

حلت الذی لا استطیع	اور اگنیز کر لیا جس کی استطاعت نہین رکہتا تہا۔

یاد (۱) شیخ نور الدین و (۲) شیخ شمس الدین

یہ دونون اصحاب شیخ یعقوب ابن شیخ رکن الدین کے فرزندان رشید ہین ۔ اولین صاحب زادہ ظاہری علم سے بہت کچہ بہرہ یاب تہے ۔ تکمیل علم کی سیڑہی پر چڑہ کر اخیر مین دریاے لاہور کے کنارہ موضع سیانی مین چلے گئے تہے ۔ اور وہین گوشہ درویشی اختیار کر لیا تہا ۔ اور بقیۃ العمر اُسی گوشہ مین اور اُسی کنارہ دریا پر گذاردی ۔ دوسرے صاحب زادہ کو بہی بقدر حاجت رسمی علم کا سرمایہ حاصل تہا ۔ سلوک اور طریقت کے اندر اپنے بڑے بہائی کی برابر تہے ۔ دونون صاحب زادے اپنے پدر بزرگوار کی راست روی کے راستہ پر ثابت قدم تہے ۔

مولانا قاضی شاہ لاہوری ۔ شریعت اور طریقت کی شاہراہ کے سوا ۔ قدم نہین رکہتے تہے ۔ اور مجاز وحقیقت کے اصول سے بہی پوری معرفت حاصل تہی ۔ بیخودی کے گوشہ مین قناعت پسند قوت سے عمر گزاری ۔ اور مرتبہ تلوین (ایک مقام ہے تصوف کا) کی رنگ آمیزی سے رہائی پاکر بے رنگی کے مقام مین آسودہ رہتے تہے ۔

یاد مولانا اسمعیل

آپ ارباب حدیث کی بڑی سند دینے والون مین سے ہین ۔ فقہ اور سنت کی کتابین ایران مین شیخ الاسلام مولانا سیف الدین احمد شہید ہروی ۔ اور حضرت امیر سید جمال الدین عطاء اللہ محدث کی خدمت مین تصحیح اور مطالعہ فرمائی تہین ۔ نقشبندیہ سلسلہ مین ارادت رکہتے تہے ۔ امیر عبد اللہ ہروی جو میر تبطی کر کے مشہور ہین شیخ جلال واعظ ہروی بخاری کے مرید تہے ۔ امیر عبد اللہ کی ملازمت مین آپ مریدانہ سلوک سے پیش آتے تہے ۔ ہجری سنہ نوسو اسی مین فرمان طلب قبول فرما کر لاہور مین خوابگاہ اختیار کی ۔

یاد (۱) مولانا الہداد و (۲) مولانا شمس الدین

آپ دونون صاحب شیخ احمد ابن شیخ شمس الدین ملتانی سلطانپوری کے بیٹے ہین ۔ بڑے باکمال عالمون مین سے ہین ۔ ان کے پدر بزرگوار ۔ ملتان کے بزرگان ولایت مین سے تہے ۔ اور

اِن کے جدامجد جناب مولانا کمال الدین داؤد ہین - جو تمام علوم مین فاضلان عہد کے اُستاد تھے فنون حکمیہ کی زیادہ تر تحصیل - سید شریف جرجانی کی خدمت مین بمقام شیراز کی تھی - القصہ ان اصحاب کے طبقہ مین - دین - دانش - دیانت - درویشی - پرہیز - پرستش - پند - اور پذیرائی یہ جملہ اوصاف موروثی اور نیز کسبی ہین -

خواجہ قطب الدین سہرندی - زمان کے شرف - مکان کی سعادت - علم کی کمال - اور عمل کے جمال مین شیخ الہدا وصالح کے سہیم وشریک تھے - اور مولانا مجدالدین محمد کی خدمت مین لوجہ الله صحبت اور دوستی رکھا کرتے تھے - سرائے مجد کے دروازہ پر آپ کی قبر اس مدعا کی شاہد ہے -

یاد شیخ بدرالدین سہرندی[۵۱]

آپ شیخ یحییٰ کے خلیفہ ہین - جو مقام سندیلہ مین قیام رکھتے تھے - اور نہایت بزرگ تھے - اُس نواح کے بہت سے عالی قدر لوگون نے استنباط انوار بدر الملة سے کیا - اور آپ کی تلقین کی روشنی مین طریقت کی منزلین طے کی ہین - منجملہ ان کے

ایک میان امان الله ابن میان غازی سہرندی ہین - جو مقاصد فنون کے عالم - مخفی اسرار کے عارف - کلام مجید کے حافظ - اچھے شاعر - رنگین نگار منشی - موسیقی دان - مختلف قلمون کے خوشنویس اور فقرائے باب الله کے خادم تھے -

دوسرے مولانا میر علی کنبو ہین - صاحب حکمت وصفا تھے - اور آپ کا ظاہر ہمیشہ باطن کا مغلوب رہتا تھا - درویشون کے ساتھہ ہمیشہ پرستارانہ بسر کیا کرتے تھے - اُس زمانہ مین سہرند کے اکثر فضلا - آپ کے ساتھہ نسبت شاگردی رکھتے تھے - آپ کے تمام شاگردون مین افضل - جامع کمالات صوری ومعنوی شیخ عبدالحی ہین - جو شیخ جوہر کر کے مشہور تھے -

یاد میان علی شیر سہرندی

آپ ایک عالم تھے - جن کو تمام مشہور سلسلون سے بالخصوص قادریہ خانوادہ سے استحکام کے ساتھہ نسبت تھی آپنے عمر عزیز مشائخ طریقت کی خدمت مین صرف کر کے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین عالم علوی کو کوچ فرمایا -

---

۵۱ سرہند کو سہرندبھی کہتے ہین ایک شہر کا نام ہے ۱۲ -

یادشیخ احمد سہرندی

آپ فقہ کے اصول اور فروغ کو اُستادانہ جانتے تھے - اور اکثر اہل تجرید - اور صاحب فنا
مشائخ کے ساتھ اعتقاد صحیح رکھتے تھے - اُس مقام کے تمام جید سے بڑے ہنگام ضرورت فتوی - آپ
کے محکمہ مین آکر اپنی مشکلات حل کیا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین مفتی قضا کے حکم سے
آپ نے نقد حیات ملک الموت کے سپرد کردیا -

یادشیخ عبدالاحد سہرندی

آپ شیخ عبدالقدوس چشتی کے دلی ارادتمندون مین سے ہین - آپ کو مولویت کا شرف - اور
تصنیف وتالیف کا سلیقہ حاصل تھا - بہت سے مفید رسالے آپکے قلم کے لکھے ہوئے ہین -
باطنی شعلہ - پردہ سوز برق تھا - اس کی روشنی مین آپ نے مجاہدہ کے ہنگامہ سے نکل کر مشاہدہ کے
خلوتخانہ مین راہ پائی تھی - بڑی عمر تک خوشحال زندہ رہے - مگر ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم
بعد علم شیئا ۵ے کے قبیلہ مین داخل نہین ہوئے -

قال بعض المحققین ارذل العمر زمان الفترة بعد المجاهدة وحال الحجاب بعد المشاهدة وقیل ارذل العمر تحبس المرء بحیث لا تعرف قدر العمر وقیل ارذل العمر المطلوع فی اودیة الحسبان ان شیئا بغیر الله -	بعض محققین نے فرمایا ہے - رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس مین مجاہدہ کے بعد فترہ واقع ہوجاوے یا وہ حالت ہے جس مین مشاہدہ کے بعد حجاب واقع ہوجاوے - بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ وقت ہے جس مین انسان ایسا نہیں جاوے کہ اپنی عمر کی تاریخ نہ پہچان سکے - بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس کے اندر انسان اس خیال کے وادی مین خوشی خاطر سے چلے کہ کوئی شے اللہ جل شانہ کے سوا بھی ہے -

یاد (۱) شیخ علاء الدین سارنی و (۲) شیخ خیرالدین سارنی

یہ دونون صاحب - آلہی تجلیات کے مظہر تھے - پرہیز اور صبر کا مرقع - توکل اور محویت کی چادر

ف اور تم مین سے کوئی کوئی سب سے زیادہ نکمی عمر (یعنی بڑھاپے) کی طرف لوٹا کر لایا جاتا ہے - کہ (سب کچھ) جانے پیچھے -
(آخر مین ستر ابتر) ہو کر کچھ بھی (بوجھے خاک) نہین - ۱۲

دانش اور بنیش کا خرقہ اور فقر و فاقہ کی گودڑی - اپنے مشرب کے قد پر پہنے ہوئے تھے - تمام تعلقات سے آزاد خاطر اور آزادانہ رہتے تھے -

یاد شیخ اختیار الدین سارنی

آپ کو تمام اشیا کے روحی تصرفات مین - اور جانداروں کے ضمائر معلوم کرنے مین کامل اختیار تھا - روایت ہے کہ عزیزان قصبہ سارن چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ مین مراسم ارادت و خلافت ادا کیا کرتے تھے - موحدانہ ولایت احمدی کی چادر اور فقر محمدی کی عبا علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ اپنی دوش ہمت پر رکھتے تھے - اور انفسی و آفاقی (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی رموز سے واقف تھے - کما فہم من مضمون بعض مکتوبات لبعضہم الی بعضہا منہا -

عزیز من - ارباب بصیرت کو تحقیق طور سے دریافت ہوا ہے - کہ آدم علیہ السلام اور اُن کے بنی نوع کی پیدائش - ذات اور صفات جلت عن احاطتہ کی معرفت کے واسطے ہے - اور یہ معرفت اس مقدمہ پر موقوف ہے - کہ شناخت نتیجہ اس امر کا ہے - کہ عارف اور معروف کے درمیان مین اشتراک اور اتحاد - صورت اور معنی کے اندر پیدا ہوجاوے - نظیر اس کی یہ ہے کہ جب تک کوئی شخص بادشاہ نہین ہوجاتا ہے - وہ دوسرے بادشاہ کے حالات اور اوصاف کا فی الحقیقت عارف نہین ہوسکتا ہے - پس انسان بدون اس مرتبہ کے حقیقی مالک الملک - اور اصلی ملک الملوک کو کیسے پہچان سکتا ہے - اسواسطے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو انسان کو پیدا کیا - تو اپنی سلطنت کی صورت اور ملکیت کی صفت پر پیدا کیا - تاکہ انسان - انسانی سلطنت کی مطابقت - الٰہی سلطنت کے ساتھ اس ترتیب سے دیوے - کہ دل عرش - دماغ کرسی - قوۃ خیال لوح محفوظ روح حیوانی اسرافیل - دوسرے ظاہری حواس اور باطنی قوی ملائک - قیہ دماغ جو اعصاب کا منبت - اور قوت نامیہ کا منبع ہے آسمان اور کواکب - اخلاط اربعہ اور کیفیات ممتزجہ عناصر اور قوت ہائے ہاضمہ و مدبرہ - سپاہ اور اہل کچہری - یکے بادیگرے جڑے ہوئے اعضا وغیرہ رعیت - اور انسانی روح جو یگانگی - بیچونی - اور بیچگونگی کے عالم سے اصل خلقت مین حصہ اپنے ساتھ لیکر آئی ہے - سب پر بادشاہ اور حکمران ہے -

القصہ عالم ارواح پر عالم شہادت کے قیاس کی شرطین انسان کو حاصل کرنا چاہیے - اور

اور معلوم کرنا چاہیئے کہ جو شخص ازلی عنایت کی مدد سے جس کا ہیولی - پیر کا ارشاد اور مرید کا شغل ہے اپنی سرداری کے اسباب درہم برہم کر کے ناشناسا ویران جنگل مین جاکر مقیم نہ ہوگا - اور نیز جو [۵۱] مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی کے گروہ مین داخل نہ ہوگا - وہ شخص اس معرفت کے فروغ سے ان معانی کی اصل صفائی دیکھہ سکے گا - وہی شخص الہی معرفت کی سعادت سے سرفراز ہوگا - اور وہی شخص [۵۲] مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے دائرہ مین داخل ہوگا - لیکن اس معرفت کا چہرہ بدون فکر کے نظر نہین آسکتا ہے - اور فکر ذکر سے - اور ذکر محبت سے پیدا ہوتا ہے - اور سالک طالب جب تک دنیا کی خرابی خواری - تباہی - اور فنا ہی (انتہا) معلوم کر کے - اُس کو دشمن قرار نہین دیتا ہے - اور اس کی محبت کو جو بغض - حسد - کینہ - اور نیز دیگر خسیس عادتون اور ناقص سیرتون کا سرمایہ ہے - بالکل سینہ کے اندر سے جھاڑ بہار کر جگہہ پاک صاف نہین کرتا ہے - تب تک اُس کی گردن اس مکار دنیا کی محبت کے طوق سے آزادی نہین پاتی ہے - اور ایزدی محبت جل ذکرہ اُس کی انسانی سلطنت مین پیدا نہین ہوتی ہے وھذا مما اتفق علیہ خاتم النبیین والانبیاء السابقون والاصحاب والاولیاء اللاحقون - امید ہے کہ توحید کی توفیق بخشنے والا اللہ جل شانہ اپنے تمام دوستون کو انفس وآفاق (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی یگانگی اور اصل کے اندر سایہ کی فنا کا مکاشفہ روزی فرماویگا - اس انفاس فروشی کی غرض - اس امر کا ظاہر کرنا ہے - کہ اس مقبول جماعت سنتے کے کچھہ لوگ تو ظاہر و باطن سے آراستہ اور بیرونی و اندرونی گرشتگی سے پیراستہ تھے - جو فنا اور بقا کے مرحلے - اور جمع و تفرقہ کی منزلین طے کر کے اہل کشف وکرامات ہو گئے - کچھہ لوگون نے کاغذی نقوش کی شناخت اور تحصیل کی سیر مین سخن آفرینی کا منصب پاکر علم کا دروازہ اہل جہان کے سامنے کھول دیا - اور بعض لوگ درویشی - قناعت - گوشہ نشینی - اور تن گدازی کے طریقہ مین مشغول ہو کر تجرید اور تفرید کی شاہراہ پر پڑے -

یاد شیخ یحیی کبیر بختیار

آپ مخدوم جہانیان کے خاص مرید - اور بزرگ خلیفہ ہین - جو کوہستان ملتان اور قندھار کے درمیان ہے - اُس مین رہتے تھے - سیادت اور شرافت کے نسب کے ساتھہ خلافت اور مشیخت کا شرف آپنے

---

[۵۱] جو شخص اس (دنیا) مین (دیدہ و دانستہ) اندھا (بنا) رہا - وہ آخرت مین بھی اندھا ہوگا - م [۵۲] جس شخص نے اپنے نفس کو پہچانا - اُس نے اپنے رب کو بھی پہچانا -

حاصل کرلیا تھا - تمام صحرا کے رہنے والے افغان آپ کے ساتھ اعتقاد اور ارادت سے پیش آتے
تھے - اب آپ کی نسل کے تمام افراد بختیار کے لقب کے ساتھ مشہور ہین - منجملہ اِن کے

ایک شیخ محمد بختیار ہین - تمام ہند کے رہنے والے افغانون کی گردنون مین آپ کی بیعت کا طوق
پڑا ہوا ہے - جیسے شیر خان سور اپنے تئین آپ کے مریدون مین سے شمار کیا کرتا تھا - اور اپنی ظاہری سلطنت
اور اُس کا تسلط آپ کی باسعادت، عا کا ثمرہ سمجھتا تھا - شیر خان سور ہجری سنہ نوسو سینتالیس مین ہند کے
تمام صوبون کا فرمان روا - ہو چکا ہے - شیخ محمد کے فرزند خواجہ خضر دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ گزین تھے
انہون نے اپنے آبا و اجداد کا طریقہ اور مشرب تعلیم کرتے کرتے زندگی کی شام کو اجل کی صبح کردیا تھا -
منجملہ پرہیزگاران سلسلہ بختیاریہ کے دوسرے شیخ حسن محمد - اور تیسرے شیخ ابابکر تھے - جنہون نے
آغاز جوانی مین ترک و تجرید کی توفیق پاکر اپنے بابرکت اوقات خدا پرستی مین گزارے -

یاد سید حسین مشہدی

آپ کے آبائے کرام نجف کے ہین - اور خوابگاہ بھروچ گجرات ہے - مخدوم جہانیان کے سعید
خلیفہ تھے - اکثر سفرون مین ہمرکاب اور ہم عنان رہنے کا شرف حاصل تھا - آپ کی باحقیقت باتین
بالکل سید محمد گیسو دراز کے ہم رنگ تھین - غالباً اِن دونون بزرگون کا باطنی باغ - ایک ہی ندی کے
پانی سے سینچا گیا - اور شاداب ہوا ہے -

القصہ - یہ دونون والا فطرت نامور اپنے وقت مین کمالات اسمائی کے عیش محل کی رونق
تھے - اور رہنمائی کی صفائی سے فروغ معرفت کی متلاشی اپنی آنکھون مین خداشناسی اور حق بینی
کا سرمہ لگا کر نورانی رکھتے تھے - نفعنا اللہ والمسلمین ببرکات آثارہم اجمعین -

یاد سید شیخ ابن شیخ عبداللہ عندروسی صادقی یمنی حضرموتی

آپ عالی نسب سادات مین سے ہین - نسب مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو پہنچتے
ہین - حدیث - اسمار رجال - اور انساب کے علم مین - سیر و تاریخ مین - اصطلاحات تصوف مین - اور
بیان عرفان مین کامل طور پر تبحر اور رسائی رکھتے تھے - داد و دہش کی ہمت کی - اور اخذ و جر سے درگزر
کرنے کی مشق اعلیٰ درجہ کو پہونچائی تھی - اپنی مدۃ العمر مین کسی امیر و وزیر کے دروازہ پر نہین گئے

اپنے عالی خاندان آباو اجداد کا سلسلہ صحیح ہوتے ہوئے۔ قادریہ خانوادہ او مغربیہ خاندان مین اپنی ارادت اور خلافت کی نسبت قایم کرتے تھے۔

یاد شریف شیخ

ذاتی اور اکتسابی دونون طرح کی شرافت آپ کو حاصل تہی۔ دسوین دور کے اخیر حصہ تک حیات کی مسند پر بیٹھے رہے۔ راقم گلزار بہی شریف کی شریف ملازمت سے بہرہ یاب ہوچکا ہے۔ احمد آباد کے محلون مین سے ایک محلہ جوہری واڑہ ہے۔ اُسی مین آپ کی خوابگاہ ہے۔

یاد شیخ عبد المعطی

آپ اپنے وقت کے بزرگ محدثین مین سے ہین۔ حدیث کی تصحیح اور سند آپ کی ایک واسطہ سے امام سخاوی مصری کی خدمت مین پہنچتی ہے۔ احمد آباد مین رہتے تھے۔ قادریہ اور مغربیہ خانوادہ مین اعتقاد ارادت رکہتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین عالم علوی کو کوچ فرمایا۔

یاد شیخ عبد اللہ و شیخ رحمت اللہ

ان دونون بزرگوارون کی زادبوم سیوستان سندہ ہے۔ ایک تو انہون نے شہر مدینہ مین رہکر زادھا اللہ شرفاً علم حدیث کی تحصیل بہت کچہہ کی تہی۔ دوسرے شیخ علی متقی کے ساتہہ شیخ ابوالحسن بکری شافعی مصری کی ملازمت مین اور نیز دیگر والا سند محدثین کی ملازمت مین حاضر ہوکر احادیث کی تصحیح کی۔ اور عالی درجہ کی سندین لی تہین۔ لہذا یہ دونون بزرگوار شیخین منی کے لقب سے مشہور تہے۔ باآخر گجرات مین آکر دونون نے احمد آباد مین مکان قیام تجویز کرلیا تہا۔ لیکن شیخ عبد اللہ کو حجاز کی طرف پہر لوٹ جانے کی توفیق ہوئی۔ اور ہجری سنہ نوسو چوراسی مین مدینہ معظمہ کے اندر اُخروی خوابگاہ اختیار کی۔

یاد سید عطا محمد

آپ کا لقب علاء الدین ہے۔ صحیح النسب سادات۔ اور سلسلہ قادریہ کے عالی مرتبہ مشائخ مین سے ہین۔ احمد آباد گجرات مین ریاضت اور عبادت کے لئے۔ ایک حجرہ تجویز کرلیا تھا۔ ہجری سنہ نوسو اکتالیس تہا۔ کہ جنت آشیانی ہمایون شاہ نے جب صوبہ گجرات فتح فرمایا۔ تو سلطان بہادر ابن مظفر گجراتی شکست کہا کر جزائر کے سواحل کی طرف بہاگا۔ اُس وقت سید نے بہی بہادر کے لشکر کے ہمراہ ہجرت کی تقدیری کرشمہ سے۔ دریا کے ایک ساحل پر اسیر فرنگ ہوگئے۔ اور جب وہان سے رہائی ملی۔ تو حرمین محترمین

زادھا اللہ شرفاً کے طواف سے سعادت حاصل کی - پھر وہان سے تھوڑی سی ہی مدت مین قدیمی
وطن کی طرف بازگشت فرمائی - آپ کے حالات کا بیان کسی قدر اس طرح پر ہے کہ ایام سال کا اکثر حصہ روزہ
مین گزرتا تھا - روزہ کے اندر افطار کا سبب ضیافت کے سوا اور کوئی نہین ہوتا تھا - آپ کا رات کا کھانا
صرف ایک پیالہ شوربا سے یا قلا - اور ایک پیالہ دودھ ملا ہوا قہوہ تھا - دونون پیالون کا وزن پانچ چھ
چمچہ سے زیادہ نہین ہوتا تھا چشتیہ - سہروردیہ - مغربیہ - اور بخاریہ خانوادہ سے بھی اجازت - خلافت
اور ارشاد کا خرقہ ملا تھا - عربی شعر شیخ ابن فارض مصری کی روش پر کہا کرتے تھے - اعجوبۃ الزمان - اور
نادرۃ الدوران - یہ دو دیوان آپ کے - ارباب سخن مین مشہور ہین - ماہ ربیع الاول ہجری سنہ نوسو چھیاسی
مین اُخروی سفر فرمایا - آپ کی قبر اوسی خانقاہ مین بنائی گئی - جس مین رہتے تھے - پانچ بیٹے اور تین
خلیفہ چھوڑے - سب رشید تھے - اولین فرزند سجادہ نشین تھے - سید عبدالرزاق نام اور ابوبکر کنیت تھی
دوسرے فرزند سید نصیر نام اور ابو صالح کنیت تھی تیسرے فرزند سید محمد - چوتھے فرزند سید علی - اور
پانچوین سید احمد تھے - اولین خلیفہ شیخ بہاءالدین - دوسرے خلیفہ شیخ محمد - اور تیسرے خلیفہ شیخ ابراہیم
تھے - یہ تمام اولاد اور خلفا - رہنمائی کی مسند پر ظاہری و باطنی کمالات - دینی و دنیوی سعادت - اور علمی
و عملی شرف سے آراستہ اور پیراستہ تھے - اور زمانہ کے مشائخ اور اولیا کے حلقہ مین کامل طور پر شہرت
رکھتے تھے -

یاد شیخ کلیم الدین موسی گجراتی

آپ نامور علما مین سے ہین - تقریر اور تحریر مین فصیح زبان اور شیرین قلم تھے - کئی طرح کی عبادات
مین اپنی اُوقات منضبط رکھتے تھے - شمس عالم اور قمر عالم آپ کے فرزندان رشید ہین - یہ دونون صاحبزادے
حقانی انوار اور ربانی تجلیات کے مظہر تھے - ان تینون اصحاب کی خوابگاہ احمد آباد مین ہے -

یاد شیخ نصیر جمال

آپ کی خوابگاہ نوساری مین ہے - جو گجرات کے پرگنات مین سے ہے - آپ شیخ الشیوخ
سہروردی کی پاک نسل سے ہین اپنے زمانہ کے قطب تھے - بہت سے لوگ آپ کی ہدایت سے
کمال کے درجہ کو پہونچے -

یاد شیخ شریف محمد

آپ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین منڈو (مانڈو) مین تہے۔ تصوف کا آغاز۔ علم کی تحصیل۔ جواہر خمسہ کا عمل۔ دعوات کی استجازۃ۔ اذکار کی سند۔ اور اشغال ورشتۃ الحق کی تعلیم۔ یہ تمام کام آپنے۔ شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین کئے تہے۔ جو راقم گلزار کے مربی ہین شیخ نصیر جمال کی نسل مین سے ہین۔ کشایش (کشف ہونے) کے بعد چند روز آپنے قصبہ دیواس مالوہ کے کوہسار مین ریاضت کی۔ اور یہان سے حضرت غوث الاولیا کی زیارت کے واسطے گوالیار کو گئے۔ گوالیار ہو چکر شیخ عبداللہ سجادہ نشین کی خدمت سے اور شیخ ضیاءاللہ۔ اور نیز یہان کے دیگر مشایخ کی خدمت سے فیض حاصل کیا۔ پہر یہان سے دہلی کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے۔ دہلی مین اہل دہلی کے قلوب اور قبور کی زیارت کی۔ پہر گجرات کو لوٹ آئے۔ اب اپنے آباے کرام کے وطن مین۔ چراغ معرفت روشن کرکے۔ گوشہ گزین ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار اٹہارہ تک خبر ملی ہے۔ کہ مسند حیات پر بیٹہے ہوئے تہے۔ خدا کرے۔ عمر دراز ہو۔

این ترانہ در پردہ شکرگزاری ست

الحمد للہ المعین علی اتمام ما اراد ظہورہ فی الازل منا کہ چارون سمیون کے بیدار دل اصحاب جو اخروی خوابگاہ کے تہ خانون مین آسودہ ہین۔ ان کے سوصدانہ حالات کے لکہنے سے فرصت ہوئی اور جو غیب رندہ داران خلافت ظاہری زندگانی کے دالان مین تلقین وارشاد کی انجمن۔ ان ایام مین گرم رکہتے ہین۔ اُن کے بابرکت حالات لکہنے کے واسطے ایزدی تجلیات کے دربار سے مجکہ شروع کرنے کی توفیق ملی اعلموا ایہا الجالسون علے بساط الفقر والحضور کہ یہ بات کسی اہل دانش کے یقین مین نہین آتی ہے۔ کہ ارباب سیر و تاریخ۔ اصحاب تذکرہ و تبصرہ۔ اور اہل انساب واسمارجال۔ اس امر کا شکر کیونکر ادا کرین۔ کہ محبی علی الاطلاق نے اُن کے خامہ تصنیف کے ذریعہ نفس کتابت مین کرامت کے طور پر عادۃً احیاء اموات اور ابقاء نسل انسانی کی وہ خاصیت عطا فرمائی ہے۔ جو نطق کے ذریعہ سے انفاس مسیحائی کو بطور معجزہ عطا فرمائی تہی۔ یا یون کہئے۔ وہ خاصیت رعایت وشفقت کے طور پر نفس رحمانی کے ساتہہ

مخصوص ہے اور ؎۱ مَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَ النَّاسَ جَمِیعًا کے ثواب کا خلعت مصنفین کو پہنا کر کافی امتیاز بخشا ہے۔

اس مین شک نہین۔ کہ طبیعت اور فطرت کے اہل حقیقت اور صاحب طریقت گروہ نے عالم ارواح اور عالم اجسام کی رموز دانی کے دریا مین جوسیتے ادراک کا جال ڈالا ہے۔ اس تلاش سے اُن کی غرض سوا سے اس کے نہین ہے۔ کہ عالم شہادت اور عالم ترکیب کے بیابانی شکار کے بارہ مین توحلال وحرام۔ اور منع و اجازت کی نسبت کہین اختلاف اور کہین اتفاق ہے۔ لہذا اپنی فرصت کا وقت اس شکار کے کام مین صرف نہین کرنا چاہیے۔ تاکہ روز پرسش کی کشاکش سے۔ جواب دہی کی کش مکش مین گرفتار نہ ہونا پڑے۔ بلکہ بجاے اس کے فنا اور استغراق کے دریا مین مراقبہ کو شکار کا موقع دیا جاوے۔ اور کشف اور عین الیقین کے ذریعہ سے مرکبات اور مجردات کے حقائق کو شکار کرکے حقیقۃ الحقائق کے دستارخوان پر **الاکل علی ملک المبیح** کے فتوی کے بموجب اپنے لیئے مباح کیا جاوے۔ تاکہ فرقانی بطون کی عرفانی مجلس مین آیۃ ؎۲ اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ کے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو۔

قیل المراد من البحر الفناء فی الله ومن الصید حقائق الموجودات ومراکز الکائنات۔ کما قال بعض المحققین فی تفسیرہ حکم البحر خلاف حکم البر فاذا غرق العبد فی بحر الحقائق سقط حکمه فصید البحر مباح له لانه اذا غرق صار محوا فنما الیه ولیس به ولا منه اذ هو محو والله غالب علی امرہ۔	کہا گیا ہے۔ کہ بحر سے مراد فنافی اللہ اور صید سے مراد موجودات کی حقیقتین اور کائنات کے مرکز ہین۔ جیسا کہ بعض محققین نے اس آیۃ کی تفسیر مین فرمایا ہے بحر کا حکم بر (جنگل) کے حکم کے خلاف ہوتا ہے۔ جب بندہ حقائق کے دریاؤن مین غرق ہوا۔ تو حکم بری اُس پر سے ساقط ہوگیا۔ اور اس وقت مین دریا کا صید اُس کے واسطے مباح ہوجاتا ہے۔ کیونکہ بندہ جب غرق ہوگیا تو وہ محو ہوگیا۔ پس کوئی بات نہ اُس کی طرف سے نہ اس کے ساتھ ہے۔ اور نہ اُس کی طرف سے ہی کیونکہ وہ تو محو ہے اور اللہ جل شانہ اپنے حکم پر غالب اقتدار ہے۔

؎۱ جس نے مرتے کو بچا لیا۔ تو گویا اوس نے تمام آدمیون کو بچا لیا ۱۲ ؎۲ دریائی شکار تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے ۱۲

اس بنیاد پر اعتقاد اور اخلاص کی منزلون مے رہنے والون اور چلنے والون کے حال و قال کے مناسب یہ ہے - کہ اس جماعت کے جس حال اور قال کو اپنے ادراک کی ترازو سے صحیح صحیح وزن نہ کر سکین - یا جس حال و قال کو اپنے حوصلہ کے ظرف مین نہ لا سکین - اُس حال و قال کی تحقیق اور تصحیح سے متعرض نہ ہون - کیونکہ جس شے کو اس جماعت نے آفتاب کشف کی روشنی مین پایا ہے اُس کو یہ لوگ چراغ عقل کے پرتو سے نہین دیکھ سکتے ہین - لراسمہ

	از فروغ شمع شب را روز نتوان ساختن		از خرد جان را جہان افروز نتوان ساختن	

یاایہا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم قال بعض المحققین فی تفسیرہ اذا اسبل علیکم ستر اللطف فلا تعرضوا للعلم بما اخفی علیکم فیتنغص بالتجسس سلبکہ عیشکم وقال لا تعرضوا للوقوف علی محل الاکابر فلا تستوحون ذالک فیسوءکم تقاصر رتبتکم-

مسلمانو! بہت باتین (کرید کرید کر) نہ پوچھ کرو - کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائین تو تم کو بُری لگین - اس آیۃ کی تفسیر مین بعض محققین نے فرمایا ہے - جب تمھاری آنکھون پر (مصلحۃً کسی امر کے مخفی رکھنے کے واسطے) مہربانی کا پردہ ڈال دیا جاوے تو جو امر تمھارے اوپر مخفی رکھا گیا ہے - اُس پر علم حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اس تلاش سے تمھارے اوپر تمھارا عیش منغص ہو جاوے گا - اور بعض کا قول یہ ہے کہ تم اکابر کے مقامات پر وقوف حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اکابر یہ علم تم کو دنیا (اپنے اوپر) واجب نہین سمجھین گے - اور پھر تم کو اپنے مراتب کی کمی بڑی معلوم ہو گی -

پس یہی بہتر ہے - کہ اصحاب دعوت اس کتاب کی کہف (غار) کے اندر عبارت کی قبولہ گاہ مین بے اعتبار اغیار کی نظر سے اپنے تئین پوشیدہ رکھین - اور حقائق و معارف بیان کرنے کے مقام پر اہلہا ہر تحت رحمت نے سونے والون کی طرح سے خاموشی - اور باطن مین محفل زندگانی کے مسند نشینون کی مانند گویائی اختیار کرین - تاکہ ان کی رہنمائی کی ہمیشہ رہنی والی بہار - طالب افسردہ دلون کی زمین استعداد سے ل کر اس زمین کو الرضوان عنہم وعنہ کا باغ بنا دیوے الی یوم الوقت المعلوم -

یاد شیخ علیسیٰ ابن شیخ قاسم سندہی

ب آپ کی عقیدت کے آفتاب سے وحدت کی شعاعین نکلین - مقبولیت کے چانہ مین معائنہ

کا اقتباس ہو۔ مراقبہ مشاہدہ کے جہان کو حاوی ہو۔ ہمت کا سایہ دار درخت۔ بدنصیب درویشون کے سرون پر چتر کا کام کرے۔ ہنگام ارادت آپ کی دست بوسی۔ ایزدی عرفان کا سرمایہ بخشے۔ تلقین کی گوہرفشان زبان۔ آگہی وجدان کے خزانہ کا راستہ دکھا دے۔ ایک لحظ کی باطنی توجہ ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم ارواح) کے کام بنا دے۔ اور آپ کی کشادہ پیشانی کا شیوہ۔ ربانی لوگون کی دل ربائی کرے۔ تو کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کے وجود کا باغ صرف علوم اور فضائل کی بہار سے سرسبز ہے۔ بلکہ یون کہنا نہایت موزون ہے کہ آپ کا فیض رسان وجود تمام عقول اور کل علوم کے چمنستان کا نوروز ہے۔ مدظلہ العالی آپ شیخ شکر محمد عارف کے مرید اور خلیفہ ہین۔ اگر تصوف کے شہرستان کو شیخ شکر محمد عارف کی بصیرت کا قدم فرسودہ کوچہ اور سلوک کے سنسان جنگل کو صاحب ممدوح کی دانش لے قدمون سے کہندی ہوئی گھاٹی کہا جاوے تو ناموزون نہ ہوگا قدس سرہٗ۔
شیخ علیسی کی زادبوم ایرج پور دارالسلطنۃ صوبہ برار ہے۔ ایک روز آپ نے فرمایا۔
جن ایام مین میری مان مجھسے امیدوار تھین۔ اُن ایام مین بہ بزرگوار کے اُستاد نے خواب دیکھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام میرے گھر تشریف لائے ہین۔ انہین ایام کے قریب قریب میری مان نے یہ خواب دیکھا۔ کہ مولانا یونس ہمارے گھر آئے ہوئے ہین جو ایک عالم متبحر اور درویش مستغرق تھے۔ ان ایام مین یہ بزرگوار ایک گانون کو گئے ہوئے تھے۔ جو ایرج پور کے نزدیک ہی ہے۔ والدہ ماجدہ نے علی الصباح عمی واستادی شیخ طاہر محدث کی خدمت مین حاضر ہو یہ واقعہ خواب کا عرض کیا عم مکرم نے فرمایا۔ تمہارے اس شکم سے ایک فرزند پیدا ہوگا جس کو دونون جہان کی ریاستین نصیب ہونگی بالآخر عم مکرم کے موثر انفاس کے فیض سے روز یکشنبہ تاریخ پانچوین ذی حجہ ہجری سنہ نوسو باسٹھ یا تریسٹھ کو عنصری تصویرخانہ مین میرا نقش نمودار ہوا عم مکرم نے تیمناً اپنے عم کے ہم نام میرا نام عیسیٰ رکھا۔ عم مکرم کے عم محترم۔ دونون جہان کے فضائل اور کمالات سے آراستہ۔ قرآن کے حفظ اور قراۃ کے ساتھ نامور۔ اور سخاوت دروت مین شہرۂ روزگار رہتے۔ اس کے بعد یہ بزرگوار اس موضع سے لوٹ آئے کہ جس موضع کو گئے ہوئے تھے۔ تو انھون نے اپنے اُستاد کی خواب کی بنیاد پر یہ چاہا۔

کہ میرا نام سلیمان رکھیں لیکن بڑے بھائی کی بزرگی اور ادب کے لحاظ نے باز رکھا۔ پھر تاریخ پانچویں محرم ہجری سنہ نوسو اکیاسی کو پدر بزرگوار کا سایہ میرے سر سے اُٹھ گیا۔ اسی سال اپنے عم مکرم رحمہ اللہ کے ہمراہ سامان اقامت اُٹھا کر برہان پور خاندیس میں چلا آیا۔ اور ہم دونوں نے یہیں مکان تجویز کر لیا۔ ہجری سنہ نوسو پچاسی تھا۔ کہ رہنما پیر کی تلاش کے واسطے۔ جو معرفت کی آباد اور با فروغ بستی میں پہونچا دیوے۔ سیاحی کی شورش نے دل کے اندر سے پانون باہر نکالا جب مکان سے نکل کر۔ مسافرت کے راستہ میں چل کھڑا ہوا۔ تو دوسری منزل پر قصبہ کوول واقع ہوا۔ اس کے قریب پہونچکر یہ تلاش ہوئی۔ کہ منزل پر جلد پہونچکر کسی عزیز آشنا کا مہمان ہونا چاہیے۔ یہ خیال دل میں استحکام کے ساتھ قایم ہوا۔ اور اس اندیشہ سے خاطر میں ایک قسم کی شگفتگی تھی۔ ایکبارگی ایک گھاٹی میں راہ بھول گیا۔ کوہستان اور بیابان میں بہت کچھہ سرگردانی اُٹھائی۔ اتنے میں دور سے ایک ویران دیہ نظر آیا۔ میں سمجھا۔ کہ پھٹے پُرانے کپڑے جو پاس ہیں۔ یہ بھی لُٹ جاوینگے۔ یہ خیال کرتے ہوئے فقیر اور رفیق دونوں شکستہ دل اور دعا کرتا ہوا پانی کی تلاش میں گانون کے کنارہ پہونچے ویرانہ کے گوشہ میں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے ہم درویشوں کو دیکھا۔ اور دوستی دلجوئی۔ فروتنی۔ اور خوش دلی کے ساتھہ گانون کے اندر لے گئے۔ اور جو کچھہ اُن سے ہو سکا۔ پرستاری میں کوتاہی نہیں کی۔ اس کے بعد آیندہ منزل کے واقعات بھی اسی روز کی طرح پیش آئے۔ یہ دو توی ثبوت دیکھکر توکل کا خیال دل میں پیدا ہو گیا۔

القصہ جب میں اُجین مالوہ میں پہونچا۔ تو شیخ عبدالکریم ابن شیخ راجے محمد قادری علینی کی خانقاہ میں اُترا۔ اُن ایام میں مالوہ کی جاگیردار اور امیران اعظم ایک اہم کام کے واسطے شہر کی حدود میں خیمے لگا لگا کر ایک جگہہ جمع ہوئے تھے۔ شہر کے مشائخ اور عالموں نے چاہا کہ میری ملاقات ان اصحاب سے کرا دیں اور میٹے علم۔ پرہیز۔ فقر۔ اور فنا غرض کہ جو کچھہ بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی کے واسطے عرق پیشانی سے فراہم کیا ہے۔ اوسکو قلیل المقدار تنخواہ کے عوض بیچ دیں۔ سبحان اللہ۔

راقم گلزار بھی اُن ایام میں وہان موجود تھا۔ آپ کے دیدار سے بہرہ یاب ہوا تھا۔ اور بیچنے والون کے

خلاف راے دی تھی۔ چونکہ لوگون کی قرارداد کو آپ کے الہام پذیر ضمیر نے پسند نہین کیا۔ لہذا دوسرے روز پیغام کے ذریعہ سے سب کو رخصت کر کے۔ سارنگ پور کا راستہ لیا۔ آپ کہتے تھے۔

"جب مین سارنگ پور پہونچا۔ تو شیخ عبدالملک شطاری کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ شیخ عبدالملک شطاری شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ تھے۔ اور سالک تھے۔ مگر اہل توحید و تحقیق۔ بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ اور معرفت کی باتین تعلیم کین۔ میرا ایک رفیق تھا۔ جس کا دست راست کارآمد نہ تھا۔ کچ تھا۔ جب کھانا سامنے آیا۔ تو اُسنے بایان ہاتھ خرقہ کے اندر سے نکالا۔ اور مذاق سے کہا۔ روایت کے بموجب عیسیٰ کے ساتھ اندھا شخص ہونا چاہئے۔ نہ کچ ہاتھ والا۔ تھوڑی دیر اسی قسم کی باتون سے دل بہلتا رہا۔ پھر جب مین گوالیار کو گیا۔ تو یہ چاہا۔ کہ الہی مجذوب سید کبور حسینی کی قبر پر جاؤن۔ فوراً دل مین یہ بات آئی۔ کہ جب تک حضرت غوث الاولیا کے روضہ کی آستانہ بوسی سے سعادت حاصل نہ کرلون گا۔ تب تک کسی دوسری جگہ نہین جاؤن گا۔ جب مین قبلہ خدا پرستان حضرت غوث الاولیا کے حظیرہ مین پہونچا۔ تو دل مین آرام اور بصیرت پیدا ہو کر کچھہ ایسا جما۔ کہ ہمیشہ فاتحہ کو حضرت غوث الاولیا کی روح پرفتوح کا تحفہ کرتا رہتا ہون۔ پھر گوالیار سے روانہ ہو کر دارالسلطنتہ آگرہ مین آیا۔ یہان پر قاضی جلال الدین ملتانی علمی مدرسہ کے استاد اور خانقاہ کے صوفی تھے۔ اِن سے ملا۔ انہون نے اول ہی۔ رئیس المحدثین عمی شیخ طاہر کے حالات دریافت فرمائے۔ مینے جواب مین مانڈو کی کیفیت بیان کی۔ اُس وقت مولانا ابوبکر عطاءاللہ۔ اور حکیم اسحق لاہوری بیٹھے تھے۔ اُنھون نے کہا۔ یہ ہمارے شیخ طاہر کے بھائی کا بیٹا ہے۔ بہت خوش ہوئے۔ اور بہت دلجوئی کی۔ مینے چند روز گرانی کہائی پر چند تارکان دنیا کے ساتھہ بسر کئے۔ ہر روز کسی قدر نقد ہاتھہ آجاتا تھا۔ اور شکم پروری کے شامل ہوجاتا تھا۔ یہ دیکھکر دل مین خدشہ پیدا ہوا۔ شاید میری درویشی۔ ایزدی درگاہ مین قبول نہین ہوئی۔ جو ہر روز تونگرانہ۔ سیری کے ساتھہ گذرتی ہے۔ اس اندیشہ پر مین دیوانہ آزمایا گیا۔ اس آزمائش مین ظاہر ہوا۔ کہ اس طرح کا توکل بھی شرک خفی ہے۔ اور قوت القلوب مین جو التوکل ھوالفرار عن التوکل کا بیان ہے۔ وہ یہین سے ہے۔ جب اس قضیہ

من بہی خوب اندیشہ کیا گیا - تو تسلسل کی صورت معلوم ہوئی - پس حیرت ہوئی - کہ توکل کیا چیز ہے - بحکم الٰہی - نفس ملہم نے آگاہ کیا - کہ اسم قوی اور متین کی اُس تجلی کو توکل کہتے ہین - جو سالک کے دل پر پڑے - یعنی جب تک درویش کا دل اِن دونون بزرگوار اسمون کا تجلی گاہ نہین ہوجاتا ہے - تب تک اوسکو متوکل نہین کہتے ہین - اور یہ توکل - توحید حق اور فناے خلق کے معنی مین ہے - قصہ کوتاہ مینے برہان پور کو باز گشت کی - یہان آکر ایک حسین منظر کے حسن پر دل مائل ہوا - اور محویت کی نوبت یہان تک پہونچی - کہ کتاب پڑہنے کے وقت صحیفون کے حروف اور خطوط سے - نام محبوب کے نقش کے سوا - کچہہ نظر مین یا اندیشہ مین نہین آتا تھا - اور نماز کی محراب مین محبوب کی صورت نے صنم ہونے کی شان اختیار کی - بلکہ ادراکات اور حواس اپنے مدرکات سے بیکار ہوکر محبوب کے سوا کچہہ معلوم نہین کرسکتے تہے - توۃ ذائقہ - پانی کو دودہ سے جدا نہین کرسکتی تہی - اور کان - نغمہ کو نوحہ سے علیحدہ نہین پہچانتے تہے - میرے سودا کی کسی قدر کیفیت استادی عم مکرم کو معلوم ہوئی - تو فرمایا - ایسی استعداد والا اگر رسمی علم کی طلب چہوڑکر ایزدشناسی کے دامن سے لٹک جاوے - تو بہت زیادہ جلدی مقصد مین کامیاب ہوجاوے - بالجملہ چونکہ محبوب کی صورت نظر کے سامنے سے بالخصوص نماز کے اندر - تغافل کرنے اور لاحول پڑہنے پر بہی دور نہین ہوئی - اور مینے اِس بات کو ازروے شریعت ناروا جانا - لہذا شیخ لشکر محمد عارف شطاری قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اصلیت گراہی بیان کی - اِن ایام مین طالبان ہدایت کی عنان شیخ لشکر محمد عارف کے دست رہنمائی مین تہی - شیخ لشکر محمد عارف نے فرمایا - تین روز روزہ رکہو - اور چوتہے روز تلقین ذکر لو - ذکر کے نور سے - یہ وسواس نیستی کی طرف کوچ کرجاوینگے - چنانچہ مینے ایسا ہی کیا - ہنوز تیسرا روزہ افطار نہین کرنے پایا تہا - کہ میرا دل اُس تعلق سے یکبارگی ہٹا - اور تلقین کے روز دل کے اوپر ذکر نے ایسی جگہہ پکڑی کہ گہر کی طرف واپس آنے کے وقت بازار کے چراغون سے اللہ جل شانہ کے نام کے سوا کچہہ بہی نظر نہین آیا - اور اِس چلہ کے آغاز مین تمام بدنی اعضا سے بلکہ ہر ایک بال کی جڑ سے

ذکر مذکور مینے گوش خیال سے سن لیا - اسی چلہ کے انجام مین توحید کا تخم - زمین دل پر بکھیرا گیا - اور دوسرے چلہ کی بہار سے گلستان بنا دیا گیا - اب مین اُسی گلستان سے بے شمار پھول - تصنیف اور تلقین کے ذریعہ سے - دوستان حال و استقبال کے واسطے ذخیرہ کرتا ہون،،

ایک روز یاد کر کے آپ فرماتے تھے -

"رمضان کا مہینا اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ تھا - ایک رات اعتکاف کے اندر مجھ معتکف سراپا عبودیت کی خاطر مین یہ بات آئی - کہ اس وقت مین تمام اصحاب کو جمعیت اور حضور حاصل ہے - اور حصن حصین کی حدیث مین لکھا ہے - کہ رقت قلب کا وقت دعا کی قبولیت کا محل ہے - لہذا مجکو دعا کا ہاتھ قبولیت کی امید پر اُٹھانا چاہیئے - ہنوز یہ خیال نفس ناطقہ سے آگے بڑھکر زبان تک نہین آنے پایا تھا کہ مینے حق سبحانہ تعالیٰ کو اُن تمام مظاہر سے آشکارا دیکھ لیا جو نظر آتے تھے مع ذلک سوال کا خیال اس بنیاد پر دل سے دور نہین ہوا - کہ مرتبہ عبودیۃ اسی صورت مین ثابت ہوتا ہے -

انما یسال العبد امتثالا للامر الذی وقع فی قوله تعالے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ[1] والعبد المحض للہ سبحانہ من ہو لیس فیہ شوب ربوبیۃ وشائبۃ رقیۃ لامر سواہ ولیس لھٰذا الداعی ھمۃ ورَوم متعلقۃ فیما سال فیہ من مسئول معین وغیر معین وانما ھمتہ مصروفۃ الی الامتثال فقط غیر متجاوزۃ

بندہ دعا صرف تعمیل حکم کے واسطے کرتا ہے جو اللہ جل شانہ کے قول ادعونی استجب لکم مین واقع ہوا ہے - کیونکہ خالص اللہ جل شانہ کا بندہ وہی ہوسکتا ہے - جس مین ربوبیۃ کا لگاؤ - اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کسی اور شے کے ساتھ پھنساؤ نہ ہو - مذکورہ بالا سائل کا قصد اور ارادہ اُس شے کے متعلق نہین ہوتا ہے - کہ جس کے بارہ مین اُس کا سوال ہوتا ہے - خواہ وہ مسئول معین ہو یا غیر معین ہو بلکہ سائل کا قصد تمام و کمال صرف تعمیل حکم کی طرف متوجہ

[1] - ہم سے دعا مانگتے رہو - ہم (تمہاری دعا) قبول کرینگے -

الی مطلوب سواہ فانہ لایجوز ان یکون مطلوبا لان من شان المطلوب ان یکون موجودا فی نفس الامر ومفقودا عند الطالب باعتبار والغیر وما سواہ معدوم فی نفسہ فلا یکون من شانہ ان یطلب فلا ینبغی ان یطلب احد احدا سواہ فاذا اقتضی الحال السوال اللفظی سال عبودیۃ واذا اقتضی التفویض والسکوت عن الدعاء سکت عنہ

ہوتا ہے - اور اللہ جل شانہ کے سوا کسی دیگر مطلوب کی طرف متجاوز نہین ہوتا کیونکہ غیر اللہ کا مطلوب بنانا جائز نہین ہے اس واسطے کہ شان مطلوب یہ ہے - کہ وہ نفس الامر مین ضرور موجود ہو - مگر طالب کے نزدیک اُس کے اعتبار سے مفقود ہو اور غیر اللہ اور ماسوائے اللہ فی نفسہ معدوم ہین - لہذا اُن کی شان مین یہ بات داخل نہین ہے کہ مطلوب بنائے جاوین - پس ہرگز یہ بات سزاوار نہین ہے - کہ کوئی شخص بھی اللہ جل شانہ کے سوا کسی اور شے کو مطلوب بناوے اس صورت مین اگر حال - لفظی سوال کا مقتضی ہو - تو عبودیۃ کی راہ سے سوال کرے - اور اگر حال تفویض اور سکوت عن الدعاء کا مقتضی ہو - تو دعا سے سکوت کرے -

فسنح ہذا المرجو فی صورۃ التمیز علی خاطری عند تخیل السوال معا الیست الموجودات یمکن ان تتصف بالرحمۃ الرحیمۃ کما اتصفت بالرحمۃ الرحمانیۃ علی مقتضی رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ[1] کُلَّ شَیْءٍ لان الشیٔ اذا اتصف بالرحمۃ الرحمانیۃ التی ھی عبارۃ عن نفس الرحمٰن وھو تجلی الوجود الواجب تعالی فلا یلیق ابتلاءہ بالقہر والعذاب لان صفۃ الرحمۃ ثابتۃ للحق سبحانہ بالذات وبالفضل وصفۃ القہر بالعرض وبالتبع

یہ مدعا خیال سوال کے ساتھ ہی تمیز تفریق کے طور پر میرے دل مین یہ سوال پیدا ہوا کہ اگرچہ تمام موجودات بمقتضی رحمتی وسعت کل شئے رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہین - اور دلیل اس کی یہ ہے - کہ جب کوئی شے رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہو چکی جو عبارت نفس رحمن سے ہے - اور نفس رحمانی بعینہ وجود واجب تعالی کی تجلی ہے - تو پھر یہ بات کب موزون ہے کہ وہی شے قہر اور عذاب مین مبتلا ہو - لیکن کیا یہ ممکن نہین ہے - کہ موجودات جس طرح رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہوئی ہین - اسی طرح وہ رحمۃ رحیمیہ کے ساتھ بھی متصف ہوئی ہون - کیون کہ حق سبحانہ کے واسطے صفۃ رحمۃ بالذات اور بالقصد ثابت ہے اور صفت قہر بالعرض اور بالتبع -

[1] ہماری رحمت داہل وناہل سب چیزون کو شامل ہے ۱۲ ت

وعلی ھذا ما قال البیضاوی فی قوله تعالیٰ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۵ وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیه لذاته لیمتنع الترد[^54] والتعلق با تَمَّتْ[^55] کَلِمَةُ رَبِّکَ بِالْحُسْنٰی

اور اسی اصول پر مبنی ہے - یہ جو قاضی بیضاوی نے فرمایا ہے اللہ جل شانہ کے قول پاک ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم کی تفسیر میں وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید (ترجمہ) یعنی شرک کا نہ بخشنا مقتضائے وعید ہے - اس بیان میں بذاتہ کوئی تناقض نہیں ہے - کہ جس کی وجہ سے تردید[^54] اور کلمات تمت کلمۃ ربک بالحسنیٰ کے ساتھ تعلیق ممتنع ہو -

آپ کی تصنیفات کا شمار یہ ہے (۱) روضۃ الحسنیٰ (۲) اور عین المعانی یہ دونوں رسالے ننانوے نام الٰہی کی شرح ہیں - اول اول ہے - اور ثانی کا ثانی نہیں ہے - (۳) انوار الاسرار - قرآنی تاویلات کے بارہ میں دوسری ذی تاویل اور حقائق نما تفسیروں پر نظر کر کے ثانی نقش ہے جس کو آپ کی فطرت کے نقاش نے معانی کے بدیع نگار قلم سے لکھکر اہل زمانہ کے سامنے پیش کیا ہے - (۴) رسالہ حواس پنجگانہ - جس میں آپنے حضرات خمس کے ساتھ مطابقت دی ہے شیخ صدر جہان دہارواں - آپ کے برگزیدہ خلفا میں سے ہیں - ان کی التماس قبول فرما کر لکھا تھا - (۵) حاشیہ بر اشارۂ غریبہ کتاب انسان کامل جو شیخ عبد الکریم جیلی قدس سرہ کی تصنیفات میں سے ہے - یہ حاشیہ آپنے اُس وقت تحریر فرمایا تھا - کہ جب آپ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ سید احمد دکنی کی شاگردی میں داخل تھے - (۶) شرح فارسی بر قصیدہ بردہ (۷) رسالہ قبلۃ المذاہب الاربعہ مع اشارات اہل التصوف (۸) حاشیہ بر شرح ضیائیہ - ایک شرح ہے جس کو حقائق آگاہ مولانا عبد الرحمن جامی نے کافیہ پر لکھا تھا - اس شرح پر آپنے حاشیہ چڑھایا ہے - یہ اُس وقت کی بات ہے - کہ جب آپ اپنے بڑے صاحبزادہ شیخ عبد الستار کو درس دیتے تھے - مولانا عبد الغفور اور مولانا عصام الدین کے حاشیوں کے مقابلہ میں بڑی میٹھی میٹھی باتیں لکھی ہیں - (۹) فتح محمدی در علوم ما یتعلق بہ التفسیر - یہ کتاب شیخ فتح محمد کے واسطے تالیف فرمائی تھی - جو آپ کے چھوٹے فرزند

---

۵۳ اگر تو اُن کو عذاب دے - تو تجھکو اختیار ہے - یہ تیرے بندے ہیں - اور اگر تو اُن کو معاف کرے - تو کوئی تیرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا (کیونکہ) بے شک تو (ہی سب پر) غالب (اور) حکمت والا ہے ۱۲

[^54]: الترديد دائر بین النفی والاثبات ۱۲

[^55]: (اے پیغمبر) تمہارے پروردگار کے کلمات سب کے سب خوبیوں پر ہی تمام ہوئے ہیں ۱۲ -

ہین (۱۰) تتمیم شرح ماتہ عامل جسکو میر فتح اللہ شیرازی نے آغاز فرمایا تھا۔ مگر زمانہ کی بیوفائی کے سبب سے انجام کو نہین پہونچی تھی۔ اس کتاب کو آپنے میر سید علی ابن عم قاضی نور اللہ کی آرزو پر التفات فرما کر آغاز کی طرح انجام کو پہونچایا ہے۔ قاضی نور اللہ۔ عرش آستانی اکبرشاہ کے لشکر کے قاضی تھے۔

(۱۱) رسالہ عقود جس کو سب سے زیادہ مختصر عبارت مین لکہا ہے۔ ارباب حدیث گنیتون کا شمار اپنے ہاتھہ کی انگلیون پر رکھتے ہین۔ اس کو عقود کہتے ہین۔ (۱۲) دو رباعی کی دو شرح (۱۳) ترجمہ اسرار الوحی بھی آپ ہی کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ تقدیری کرشمون سے امید ہے۔ کہ ان سرتا پا کشف سے بھرے ہوے رسالون کے نام سننے والے کو اگر ان کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوگا۔ تو میرے ستایش نما بیان کو لاف و گزاف نہ سمجھے گا۔

اس مین شک نہین۔ اگر تمام معاملہ ذوی الانصاف گروہ کے ساتھہ ہی ہوتا۔ تو کوئی اندیشہ کی بات نہین تھی۔ لیکن کیا کیا جاوے۔ چند غربال نش اور صافی طینت لوگون سے بھی کام پڑنے والا ہے۔ اسواسطے ہر ایک رسالہ مین سے نمونہ کے طور پر ایک ایک نقل تحریر کرتا ہون۔ تاکہ جن اصحاب نے دعوت قبول کرلی ہے۔ وہ میری ستایش نمائی کے خوان پر سے صرف چاشنی چکھہ کر ناراستہ نہ اٹھہ جاوین۔

یہ انوار الاسرار کے دیباچہ کی نقل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لک الحمد یا من دعوتہ لطالبیہ الی جمال عزتہ فاتحۃ لابواب خزائنہ وکان دعوی ممنوعا	بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے مقدس اور بابرکت خداوند کہ حمد جمیع اقسام اور اشکال تیرے ہی لئے شایان اور موزون ہین جو ایسا ہے۔ والاصفات کی دعوت (طلب) اس کے جمال عزت کے طالبین کے واسطے اس کے خزانون کے دروازون کی کنجی ہوسکتی ہے۔ نیز جس کی دعوت (طلب) نہایت زیادہ ہے وہ تو ہی ہے۔
وللک الشکر یا من لا وسیلۃ الی اظہار نعمہ الا بسعی بقلبہ ومن کان ساعیا بقلبہ یری کان سعیہ مشکورا	اور اے کثیر النعم منعم۔ شکر کے جملہ افراد اور انواع تیرے ہی لئے زیبا اور سزاوار ہین جس منعم کی نعمتون کے اظہار کے واسطے سوائے قلبی سعی کے کوئی وسیلہ نہین ہوسکتا ہے۔ بیا منعم تو ہی ہے۔ اور یہ مسلم ہے۔ کہ جو شخص دل کے ساتھہ ساعی ہوتا ہے۔ وہ دیکھہ لیتا ہے۔ کہ اس کی سعی مشکور ہوتی ہے۔

وعليك الصلوة والسلام
يا من حقيقته مجمع حقائق
جميع المراتب والمجالى وروحه
منبع العوالم والمعالى و
وجوده لحضرة العوالم رحمة الله للتعالى وكان
كتابه منشورا

اور نامحدود صلوة وسلام آلہی نازل ہو آپ پر اے ذات
پاک محمدی - جس شخص کی حقیقة جملہ مراتب اور مجالی کی حقیقتون
کا مجمع - جس کی روح پر فتوح - عوالم اور معالی کا چشمہ جس کا
وجود باجود - ظہور عوالم کے واسطے - اللہ جل شانہ کی رحمة
اور جس کی کتاب - منشور (واضح) ہے وہ آپ ہی کی ذات
عالی درجات ہے -

وعلى الذين فضلوا بالصحبة
الرفيعة الصورية والمعنوية
وكان صحبتهم به صلعم وعلى
آله مسرورا

اور اُن اصحاب پر بھی صلوة وسلام نازل ہو - جو صوری
اور معنوی رفیع الشان صحبت کے ساتھ فضیلت دئے گئے
ہین - جن کی صحبت رسول مقبول صلعم کے ساتھ رہتی تھی -
اور رسول مقبول صلعم کی اولاد امجاد پر بھی صلوة وسلام نازل
ہو - اور یہ نزول صلوة وسلام جملہ آل واصحاب کے مسرور الوقت
ہونے کا باعث بنے -

وبعد فهذه مشاعل
انوار الاسرار فى المشاهيد
الابكار لتنوير عيون الفحول
الاحرار عن رقبة التقليد
والاكدار قد لاحت من حضرة
القدير على المذنب الفقير
من غير تامل وكسب بل الهمه الله بعين
عنايته عند لكتابة وصدر انقول النفس
ايها الفضول الى اين تذهب اتدرى ما الكتاب
وما الايمان بظاهره وباطنه فنقف
عنده ونقول ما ادرى ما يفعل

بعد حمد وصلوة التماس یہ ہے - کہ یہ مضامین گویا انوار
اسرار کی مشعلین ہین جو دست نارسیدہ محلون مین اُن جوان
مردون کی آنکھین منور کرنے کے واسطے رکھی ہوئی ہین -
جو تقلید اور کدورتون کی قید سے آزاد ہین مذکورہ بالا اسرار جناب
باری عز اسمہ کی طرف سے - فقیر مذنب پر بغیر تامل اور کوشش
کے وارد ہوئے ہین - بلکہ یہ کہنا بے محل نہین ہے - کہ
اللہ تعالی جل شانہ نے اپنی عین عنایت سے کتابت کے
وقت صدر الذکر اسرار کو الہام فرمایا اور ایسی حالت مین
الہام فرمایا - کہ فقیر مذنب (مین) اپنے نفس سے بار بار کہتا تھا
کہ اے بوالفضول کدھر جاتا ہے - کیا تو جانتا ہے - کہ کتاب
کیا ہے - اور ظاہراً و باطناً ایمان کیا ہے - کہ اُس تک

بی فالھمنی اللہ تعالیٰ فنودیت من
سری۔ مَاكُنْتَ تَدْرِیْ مَا
الْكِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ
نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ
لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ لبیان
بعض اسرار الکتاب البشیر النذیر
غیر مبینة فیها اسرار الفصاحة و
انوار البلاغة ولا مشرحة فیها غرائب
اللغة والعربیة لما فصت الوطر
من تنبیه العلماء الراسخون فی الظاھر
ومن قرءه واوله علی الباطن ولم
یلتفت الی ظاھره اصلا کاذھب
اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی یراد بہا
ان موسیٰ روحه وفرعون نفسه
من غیر ملاحظة المعنی الاصلی
الذی لاجله نزل فھو باطنی
لبطونه فی احد معانیه ومن فسر
علی الظاھر الصرف من غیر ایمان واقرار
بالاشارات والنکت التی ھی
عین البلاغة الی ربه و محض

پہونچ کر مجکو وقوف حاصل ہوئی اور نفس مجکو جواب دیتا تھا۔
کہ مین نہین جانتا۔ میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا" ایسی
حالت مین اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجکو الہام فرمایا۔ یعنی
میرے باطن سے آیۃ کریمہ ماکنت تدری ما الکتاب
ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من
نشاء من عبادنا وانک لتھدی الی
صراط مستقیم۔ صراط اللہ الذی لہ ما فی
السمٰوت وما فی الارض الا الی اللہ تصیر الامور
کی ندا مجکو ہوئی۔ اور یہ ندا اسواسطے ہوئی کہ مین بشارت دینی
والی اور نیز ڈرانے والی کتاب (قرآن کریم) کے ایسے بعض
اسرار بیان کرون جن کے اندر فصاحت کے اسرار اور بلاغت
کے انوار بیان نہ ہون نہ غریبہ اور عربیہ لغات کی تشریح
کی جاوے۔ کیونکہ یہ ضرورت بڑے بڑے علماے ظاہر
کی کوشش سے پوری ہو چکی ہے۔ نیز جس شخص نے قرآن
پڑھ کر اُس کی تاویل صرف باطن پر کی۔ اور ظاہر کی جانب قطعی
ملتفت نہین ہوا۔ جیسے آیۃ کریمہ اذھب الی فرعون انہ طغیٰ
مین بغیر لحاظ اصلی معنی کے۔ جس کے واسطے یہ آیۃ کریمہ نازل
ہوئی ہے۔ یہ معنی مراد لئے جاتے ہین۔ کہ موسیٰ۔ روح
انسان ہے۔ اور فرعون نفس انسان ہے ایسی تاویل
کرنے والا شخص باطنی ہے۔ کیونکہ وہ منجملہ دو معانی کے
صرف ایک معنی کے اندر گھسا ہے اور جس شخص نے
تفسیر قرآن صرف ظاہر پر کی۔ اور جو اشارات اور نکات اللہ
جل شانہ کی طرف نگاہ کر کے عین بلاغت۔ اور نفس انسانی

الفصاحة من نفسه فهو حشوی خارجی لا نری من جلال قرءته الا سرادقات عزته ولم یظفر بدخوله فی مجلس وقوفه علی جماله المندرج فیه والمندمج نحته ومن جمع بینهما فهو العارف الکامل الواقف بالکتاب وبمراد نزوله ولذا اکثر ما نذکر من الاشارات نلعل ویحتمل لادب ادب الله سبحانه العلماء الواقفین بجمیع مراتب التنزیه والتشبیه واسال الله ان یجعلنی ومن سلک طریقی من الذین لیس للشیطان علیهم سبیل

کی طرف نظر کرکے محض فصاحت ہین - ان اشارات اور نکات پر وہ شخص نہ ایمان لایا - نہ اقرار کیا - وہ حشوی خارجی ہے - کہ جلال قراۃ مین سے صرف پردہاے عزت کے سوا کچہہ نہین دیکہہ سکا ہے - اور جو خوبیان قرآن مجید کے اندر یا اُس کے ذیل مین درج ہین - اُن کی واقفیت کی مجلس مین داخل نہین ہوسکا ہے اور جس شخص نے ظاہری اور باطنی دونون معانی جمع کئے - وہی عارف کامل ہے جو کتاب سے - اور نزول کتاب کی مراد سے واقف ہے - اسی واسطے جہان کہین اشارات کا ذکر کیا گیا ہے - لفظ ''لعل'' کے ساتہہ کیا گیا ہے - اور یہ بہی ممکن ہے کہ لفظ ''لعل'' کے ساتہہ ذکر - ادب کے خیال سے کیا گیا ہو جس کی تعلیم اللہ سبحانہ نے اُن علما کو فرمائی ہے جو تنزیہ اور تشبیہ کے جمیع مراتب سے واقف ہین - اور مین اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہون - کہ وہ مجکو اور میرے پیرو اصحاب کو اُن لوگون کے گروہ مین داخل کردیوے جن پر شیطان کا زور نہین چل سکتا ہے -

اعوذ باللہ المتجلی بصفته الجمال والجلال من الشیطان البعد وهو البعد الذی وقع بین العبد وربه وهما ولیس فی الحقیقة او البعد الموهوم والخلاء المتوهم فی محل وجود العالم یعنی العالم ظاهر خارج عن حضرة

اعوذ باللہ - مین اللہ تعالی جل شانہ کی پناہ چاہتا ہون جو جمال اور جلال کی صفت کے ساتہہ آراستہ ہے - من الشیطان شیطان سے یعنی بعد سے - بُعد سے مراد وہ بُعد ہے جو عبد اور اُس کے رب کے درمیان مین وہماً واقع ہے - مگر فی الحقیقة کچہہ نہین ہے - یا بعد سے مراد وہ موہوم بعد - اور متوہم خلاء ہے - جو وجود عالم کے محل مین پایا جاتا ہے - یعنی عالم وہ ظاہری مقام ہے - جو حضرت غیب سے خارج - اور

الغیب المتجلی فی الخلاء المتوهم۔ الرحیم المراد
عن حد الوجود الاصلی فی الحقیقة وان
ظهر بالاعتبارات الوجودیة ۔
بسم الله ملتبساً باسم الله الذی
تجلی بالاسماء والصفات المقتضیة
لحقائق الاسماء الکونیة بعلم الیقین
یعنی شرعت فی حال التحاق علمی
باسماء الله بالذوق والوجدان
او قل متحققاً باسم الله الذی تجلی
بالاسماء الالوهیة والصفات الربانیة
بعین الیقین یعنی شرعت فی حال
تحققی بالاسماء والصفات
یعنی معها ۔ او قل متلبساً باسم
الله الذی تجلی بالنسب الوجوبیة
والاوصاف الفعلیة بحق الیقین
یعنی شرعت بحال اظهاری وتحقیقی
الاسماء الالهیة الفعلیة علی الحقائق
الکونیة الانفعالیة بالخلافة لا بالاصالة
فان لا قدم للممکن کائناً
ما کان فی الوجوب الذاتی
ولا یکون هذه الا للمکمل
والتی فوقها للکامل والتی
فوقها للواصل المبتدی

متوہم خلا مین نمایان ہے ۔ الرحیم کون بعد جو مردود یعنی وجود
اصلی کی حد سے حقیقۃً باہر ہے ۔ اگرچہ اعتبارات وجودیہ
کی رو سے ظاہر ہے ۔
بسم اللہ ۔ مین اللہ تعالیٰ شانہ کے نام پر شروع کرتا ہون درانحالے
کہ مین علم الیقین کے ساتھ اللہ پاک کے نام سے ملتبس ہوتا ہون
جسنے ایسے اسما اور صفات کے ساتھ تجلی فرمائی ہے جو اسماے کونیہ
کی حقیقتون کے مقتضی ہین ۔ یعنی مینے ایسی حالت مین شروع
کیا ہے ۔ کہ جس حالت مین میرا علم ۔ آلہی اسما کے ساتھ ذوق
اور وجدان سے ملحق ہوا ہے ۔ یا یون کہئے ۔ مین اللہ جل شانہ
کے نام پر شروع کرتا ہون ۔ درانحالے کہ مین عین الیقین کے
ساتھ اللہ پاک کے نام سے متحقق ہوتا ہون جسنے اسماے
الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھ تجلی فرمائی ہے ۔ یعنی مینے
ایسی حالت مین شروع کیا ہے کہ جس حالت مین میرا عینی
(ذاتی) تحقق اسماے الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھ
ہوا ہے ۔ یا یون کہئے ۔ مین اللہ جل شانہ کے نام پر شروع کرتا ہون
درانحالے کہ مین حق الیقین کے ساتھ اللہ پاک کے نام
سے ملتبس ہوتا ہون جسنے وجوبی نسبتون اور فعلی اوصاف
کے ساتھ تجلی فرمائی ہے یعنی مینے ایسی حالت مین شروع
کیا ہے ۔ کہ جس حالت مین اسماے الٰہیہ فعلیہ کا فعل ۔
حقائق ۔ کونیہ انفعالیہ پر بالخلافۃ ظاہر اور تحقیق کرتا ہون
نہ بالاصالۃ کیونکہ ممکن کو خواہ وہ کسی وقت تک رہے
وجوب ذاتی کے اندر قدم نہین ہوسکتا ہے ۔ اور یہ تلبس
بس مکمل کو ہی حاصل ہوتا ہے ۔ اور جو تلبس اس سے

في العرفان بالاحدية الذاتية

بالاتر ہے - وہ کامل کو حاصل ہوتا ہے - اور جو تلبس پاس بھی بالاتر ہے - وہ اُس شخص کو حاصل ہوتا ہے - جو واصل ہے - اور اوس نے احدیۃ ذاتیہ کے عرفانی مقام مین قدم رکھنا ابھی ابھی آغاز کیا ہے -

والاسم باصطلاحهم اعنی اهل التصوف ليس هو اللفظ بل هو الذات المسمى باعتبار صفة وجودية كالعليم والقدير اوعدمية كالقدوس والسلام واقحام الاسم بين الباء والله لرفع الالتباس بالقسم عند اهل الظاهر والامر اخر وهو المشهور في كتبهم اما عندي فوجه الاقحام ان التحقق والتلبس والالتباس والتبرك انما هي بمرتبة الالوهية المقتضية بذاتها حقائق العالم المعبر عنها باسم الله فاذا لم يقحم توهم ان التحقق وغيرها بذات الله سبحانه وذات الله متعاليه من ان ينسب اليه وصف او يلحقه حد او يقيده رسم فانه هو الوجود المطلق والعين البحت ومتبرية من ان يحيط به علم

اسم - اُن کی یعنی اہل تصوف کی اصطلاح میں صرف لفظ نہین ہے - بلکہ ذات ہے - جو وجودی صفت کے اعتبار سے مثل علیم اور قدیر کے اور عدمی صفت کے اعتبار سے مثل قدوس اور سلام کے نام زد کی جاتی ہے حرف (ب) اور لفظ (اللہ) کے درمیان مین لفظ - (اسم) داخل کرنا اہل ظاہر کے نزدیک تو واسطے رفع التباس کے ہے - جو باے قسم کے ساتھ ہوتا اور نیز ایک اور وجہ سے بھی ہے - جو کتب صوفیہ مین شہرت کے ساتھ مذکور ہے لیکن میرے نزدیک لفظ (اسم) داخل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تحقق - تلبس - التباس اور تبرک جو کچھ بھی ہوتا ہے محض مرتبہ الوہیۃ کے ساتھ ہوتا ہے - جو بذاتہ - حقائق عالم کا مقتضی ہے - اسی کی تعبیر اسم سے کی جاتی ہے - پس اگر لفظ (اسم) داخل نہین کیا جاوے گا - تو وہم پیدا ہوگا - کہ تحقق اور تلبس وغیرہ وغیرہ اللہ سبحانہ کی ذات کے ساتھ ہے - حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اِس امر سے عالی ہے کہ اُس کی جانب کسی وصف کی نسبت کی جاوے یا اُس کو کوئی حد لاحق ہو - یا اُس کو کوئی رسم مقید کرے کیونکہ اللہ پاک کی ذات - وجود مطلق اور عین بحت ہے حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اس امر سے بالاتر ہے - کہ اُس کا

او عقل او كشف ومتنزه من ان
يتزهه منزه بالاطلاق والاقتضاء
والتعين او يحدده مشبه في جهة
من الجهات تعالى الله عن ذلك
علوا كبيرا وهو اخفى من كل شئ هويته
وحقيقة واظهر من كل شئ انية
وتحققا وله مراتب باعتبار انبساطه
على اعيان الممكنات وظهوره بمراتب
الالهيات والكائنات فاول تعين
يتعين منه بذاته في ذاته هو الوحدة
ثم الوحدة تنقسم بقوسين قوس
الاحدية وقوس الواحدية ثم
الواحدية تتشعب بسهمين ظاهر
الوجود وظاهر العلم والحقيقة
الجامعة بينهما والحد الفاصل
بينهما حقيقة الانسان لا غير و
من واجبات الاول الوجوب
الذاتي والتاثير والفعل وغيرها
المسمى بالله وبالاشتراك اللفظي يطلق
لفظة الله على هذه المرتبة وعلى الوجود
المطلق ايضا من غير ملاحظة مفهوم
من المفهومات ومن لوازم الثاني
الاستعداد والقابلية والانفعال

کوئی علم یا عقل یا کشف احاطہ کر سکے - اور حال آنکہ اللہ جل شانہ
کی ذات اس امر سے پاکیزہ تر ہے - کہ کوئی تنزیہ بیان کرنے والا
شخص - اطلاق اقتضا - اور تعین کے ساتھ اُس کی تنزیہ کرے
یا کوئی تشبیہ بیان کرنے والا شخص منجملہ جہات کے کسی جہت مین
اُس کو محدود کرے - اللہ تعالیٰ جل شانہ اِن تمام باتون سے بالاتر ہے
نیز وہ ہر ایک شئے سے ہُویّۃ اور حقیقۃ کے اعتبار سے
مخفی تر - اور انیّۃ اور تحقق کے اعتبار سے ظاہر تر ہے
اور نیز چونکہ ذات باری عز اسمہ کو اعیان ممکنات پر انبساط
اور مراتب الہیات وکائنات پر ظہور حاصل ہے - اِس
اعتبار سے اُس کے کئی درجہ ہین - پس اول تعین جس کے
ذریعے سے اللہ عز اسمہ بذاتہ اپنی ذات کے اندر متعین ہوتا ہے
وہ وحدۃ ہے - پھر اس کے بعد وحدۃ دو قوسون پر منقسم ہوتی
ہے - ایک قوس احدیۃ ہے - اور دوسری قوس واحدیۃ -
اِس کے بعد واحدیۃ کی دو شاخین ہوتی ہین - ایک ظاہر الوجود
اور دوسری ظاہر العلم - اِن دونون شاخون کے درمیان مین
حقیقۃ جامعہ پائی گئی - اِن دونون کے درمیان مین حد فاصل
انسان کی حقیقۃ ہے - نہ کچھ اور - اولین قسم کے واجبات
مین وجوب ذاتی - تاثیر - اور فعل وغیرہ وغیرہ داخل ہین - اسی
کا نام اللہ ہے - لفظ اللہ کا اطلاق اِس مرتبہ پر تو آتا ہی ہے
مگر لفظی اشتراک کی وجہ سے یہ لفظ وجود مطلق پر بھی بولا جاتا
ہے - بدون ملاحظہ کسی مفہوم کے - اور دوسری قسم
کے لوازم مین استعداد - قابلیۃ - انفعال - اور
تاثر وغیرہ وغیرہ شامل ہین - اسی کا نام اصطلاحات مین غیر اللہ

والتأثير وغيرها المسمى بالغير والسوى في الاصطلاح ثم
للمرتبة المؤثرة اذا ظهرت تفصيلاً تسمى ربّاً۔

اور سوی اللہ رکھا گیا ہے۔ پھر جب موثر درجہ تفصیلاً ظاہر
ہوا۔ تو اُس کا نام رب ہوا۔

الرحمن الذي تعين بمراتبه وكمالاته
في جميع ممكناته ثم انه تجلى الواحدية
بالاحكام والآثار بالفيض المقدس
والنفس الرحماني يسمى رحماناً والنفس
الرحماني عبارة عن انبساط وجوده تعالى
وامتداده على مراتب ممكناته فكما
ان كلمات الانسان عبارة عن انبساط
نفسه على مخارجه ويظهر من كل مخرجه
بحسب استعداده حروف ثم اذا اجتمعت
الحروف يسمى كلمات كذلك النفس الرحماني
بسبب مروره وظهوره على مراتب يظهر
من كل مرتبة بحسب استعدادها تعينات
كلية وجزئية ثم باجتماعها يسمى مرتبة
كلية اولية روحاً ومثالاً وشهادة
وشخصاً جامعاً وليس لها في الخارج وجود
يتميز عن تعيناتها خارجاً كالسلطنة
مثلاً فان تعين كل سلطان متعين
في السلطنة وليس للسلطنة
وجود ممتاز عنه

الرحمن جو رحمن ہے۔ یعنی جس نے اپنے مراتب اور
کمالات کے ساتھ اپنی جمیع ممکنات مین تعین فرمایا۔ جاننا
چاہیئے کہ جب واحدیۃ نے احکام وآثار کے ذریعہ سے
فیض مقدس اور نفس رحمانی کے ساتھ تجلی فرمائی۔ تو اس وقت
مین اُس کا نام رحمن رکھا گیا۔ وجود باری تعالی نے اپنے
مراتب ممکنات پر جو انبساط اور استداد فرمایا ہے۔ نفس
رحمانی اسی سے عبارت ہے جس طرح کلمات انسانی عبارت
ہے مخارج حروف پر نفس کے انبساط سے۔ اور ہر مخرج سے
اُس کی استعداد کے موافق حروف ظاہر ہوتے ہین
اور پھر جب حروف جمع ہو جاتے ہین۔ تو اُن کا نام کلمات
ہوتا ہے۔ اسی طرح نفس رحمانی کا حال ہے کہ مراتب ممکنات
پر اُس کے مرور اور ظہور سے حسب استعداد ہر ایک مرتبہ
سے کلی اور جزئی تعینات ظاہر ہوتے ہین۔ پھر ان کلی وجزئی
تعینات کے جمع ہونے سے مرتبہ کلیہ اولیہ کا نام روح۔
مثال۔ شہادۃ یا شخص جامع رکھا جاتا ہے۔ اور اس مرتبہ
کلیہ کا وجود خارج مین نہین ہوتا ہے۔ جو اپنے تعینات
سے باعتبار خارجی وجود ہونے کے متمیز ہو سکے۔ جیسے
مثلاً سلطنۃ۔ کہ ہر ایک سلطان کا تعین سلطنت
کے اندر ہوتا ہے۔ اور باینہمہ سلطنۃ کا اُس سے
کوئی علیحدہ وجود نہین۔

الرحيم الذي تجلى على المؤمنين

الرحیم۔ جو رحیم ہے۔ یعنی جس نے مومنین پر اپنی

برحمته الخاصة

(الف) باعلامه اياهم هذه المراتب والمجالي التي ظهرت من كمال الاسماء الالهية المقتضية للظهور بانه هو سار بكلية في جميع مراتبه ومراياه۔

(ب) او باعلامه علم الرجوع عن النفسانية المذمومة الى الحقيقة في مقام العبودية

(ج) او باعلام ان هذه المراتب باسرها كلها وجزءها سارية بالوجود على الكل باعتبار كل شئ في كل شئ او ظاهرة في الشهود في حقيقة الانسان الكامل الممتاز بكماليته عن سائر المكونات۔

(د) او باعلام ان الانسان الكامل اذا بلغ غاية الكمال الممكن في حق البشر يرى ذاته مدبرة لجميع العوالم والمراتب ويرى اوصاف سبحانه اوصاف نفسه سوى الوجوب الذاتي بمرتبة جمع الجمع + وهذا سر لا يجوز كشفه الا لاهل الكمال البالغ مرتبة الرجال

الحمد لله الذي نور وجود

خاص رحمت سے تجلی فرمائی۔

(الف) یا تو اس طرح کہ رحیم نے مومنین کو اُن مراتب اور مجالی سے آگاہ کیا۔ جو اسماے الہیہ کے کمال سے ظہور پذیر ہوئے ہیں اور اسماے الہیہ خود مقتضی ظہور ہیں باین طور کہ ذات باری تعالی اپنے تمام مراتب اور مرایا میں کلیۃ ساری ہے

(ب) یا اس طرح پر تجلی فرمائی کہ رحیم نے مومنین کو مذموم نفسانیت سے مقام عبودیۃ میں حقیقۃ کی طرف رجوع کرنے کا علم تعلیم کیا۔

(ج) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ کر دیا کہ کلیۃً اور جزئیۃً یہ تمام مراتب وجود کے ساتھ کل کے اندر ساری ہیں۔ اس طور پر کہ ہر ایک شے ہر ایک شے میں ساری ہے یا کلیۃً اور جزئیۃً یہ تمام مراتب انسان کامل کی حقیقۃ میں مشاہدہ کے اندر ظاہر ہیں۔ اور انسان کامل اپنی کمالیتہ کے اعتبار پر تمام کونی اشیا سے ممتاز ہے۔

(د) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ فرمایا۔ کہ جب انسان کامل۔ غایت کمال کو پہونچ جاتا ہے۔ جو حق بشر میں ممکن ہے۔ تو اپنی ذات کو جمیع عوالم اور مراتب کا مدبر دیکھتا ہے۔ نیز اللہ سبحانہ کے اوصاف کو سوائے وجوب ذاتی کے اپنے ذاتی اوصاف دیکھتا ہے مرتبہ جمع الجمع میں۔ اور یہ ایک ایسا راز ہے جس کا کشف اہل کمال کے سوا۔ دوسرے پر جائز نہیں۔ اہل کمال بھی وہ ہونا چاہیے۔ جو مرتبہ رجال کو پہونچا ہوا ہو۔

الحمد للہ کہ جمیع افراد حضرت باری عز اسمہ کی ہی پاکیزہ

الممکنات بنور ذاتہ وتلالی فی لوح وجودہ سر سو رتہ ولما کان الحمد والثناء مترتبًا علی الکمال و الکمال الحقیقی لیس الا للہ سبحانہ کان الحمد کلہ للہ خاصۃ

فعند اھل الظواھر تعریفہ ھو الثناء باللسان علی قصد التعظیم و لہ مراتب اربع عندھم اما ان یکون ثناءہ لعبدہ علی حسن اقوالہ وافعالہ او یکون ثناء العبد لہ سبحانہ علی کمالاتہ الواصلۃ الیہ من الوجود والبقاء او یکون ثناءہ لہ کقولہ تعالی الحمد للہ رب العالمین او یکون ثناء العبد للعبد علی کمالاتہ الظاھرۃ فیہ باذن اللہ سبحانہ فکل المحامد راجعۃ الیہ

اما عند اھل السلوک فستۃ اقسام فعلی وقولی وحالی من کلا الجانبین فاما القولی من العبد فبان یقول الحمد للہ موافقًا القلب عند القول بہ واما الفعلی فھو الاتیان بالاعمال البدنیۃ من العبادات

کے لئے شایان ہین۔ جس نے ممکنات کے وجود کو اپنی ذات کے نور سے منور فرمایا۔ اور اپنے وجود کی لوح مین اپنے شرف و منزلت کے اسرار مطالعہ کئے۔ اور ہرگاہ کہ حمد اور ثنا کمال کے اوپر مترتب ہوتی ہے۔ اور حقیقی کمال سوائے اللہ سبحانہ کے کسی فرد کو حاصل نہین ہے لہذا حمد محض خصوصیات الٰہیہ مین سے ہے۔

پس حمد کی تعریف اہل ظاہر کے نزدیک یہ ہے۔ کہ زبان کے ساتھ بارادہ تعظیم ثنا کی جاوے۔ اور ان کے نزدیک اس کے چار مرتبہ ہین (۱) ایک یہ کہ اللہ سبحانہ کی ثنا اپنے بندہ کے لئے ہو اُس کے حسن اقوال اور حسن افعال پر۔ (۲) دوسرے یہ کہ بندہ کی ثنا۔ اللہ سبحانہ کے لئے ہو۔ اُس کے کمالات پر جو بندہ کی طرف واصل ہوتے ہین جیسے وجود اور بقا۔ (۳) تیسرے یہ۔ کہ اللہ سبحانہ کی ثنا خود اپنے لئے ہو۔ جس طرح خود اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے الحمد للہ رب العلمین۔ (۴) چوتھے یہ کہ بندہ کی ثنا بندہ کے لئے ہو۔ اُس کے اُن کمالات پر جو اُس کی ذات مین اللہ سبحانہ کے حکم سے ظاہر ہین۔ اس مذکورہ بالا بنیاد پر کل محامد راجع اللہ سبحانہ کی ہی طرف ہین۔

تعریف حمد اہل سلوک کے نزدیک چھ قسم پر ہے فعلی۔ قولی۔ اور حالی۔ اور یہی تین قسمین طرفین کے اعتبار سے چھ قسمین ہوجاتی ہین۔ (۱) بندہ کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ بندہ الحمد للہ ایسی حالت مین کہے کہ کہتے وقت اس کا قلب اس کے موافق ہو۔ (۲) بندہ کی

والخیرات ابتغاء لوجہ اللہ ولتوجہا
الی جنابہ الکریم لان الحمد کما
یجب علی العبد باللسان یجب بحسب
کل عضو وذلک لا یمکن الا باستعمال
کل عضو لما خلق لاجلہ علی الوجہ
المشروع عبادۃ للحق سبحانہ و
انقیادا لاوامرہ لا طلبا للحظوظ
النفسانیۃ من اللذۃ العجیبۃ
فی الدنیا ومن الجنۃ والنعیم فی الاٰخرۃ
واما الحالی فھو الذی یکون بحسب
الروح والقلب کالاتصاف
بالکمالات العلمیۃ والتخلق
بالاخلاق الملکیۃ والربانیۃ
من الرضا فی الطاعات والجود
عند العطیات اما القولی منہ
سبحانہ بان حمد نفسہ فی کتب الانبیا
انی منزہ عن النقائص والفعلی منہ
سبحانہ بان یسلم افعالہ من الشر المحض
فعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم
وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم
والحالی منہ سبحانہ بان یظہر
فی الکل من الممکنات بالکل
من المحامد والخیرات

طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ عبادات اور خیرات
وغیرہ بدنی اعمال محض لوجہ اللہ اور اُس کی جناب کریم کی طرف
متوجہ ہو کر عمل مین لاوے۔ کیونکہ بندہ پر حمد جس طرح زبان کے
ساتھ واجب ہے۔ اسی طرح ہر ایک عضو کے ساتھ واجب
ہے اور ہر ایک عضو کے ساتھ حمد کرنا ممکن نہین ہے جب
تک بندہ ہر ایک عضو کو جس کام کے واسطے وہ پیدا
کیا گیا ہے۔ اُس کام مین مشروع طور پر استعمال نہ کرے۔ یہ
استعمال محض حق سبحانہ کی عبادت کے واسطے۔ اور احکام
آلہی کی بجا آوری کے واسطے ہونا چاہیئے۔ نہ نفسانی حظ
کی غرض سے۔ جس سے مراد دنیا مین عجیب وغریب لذتین
اور آخرۃ مین جنۃ اور نعیم جنۃ ہین۔ (۳) بندہ کی طرف
سے حالی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ وہ روح اور قلب کے
ذریعے سے ہو۔ جیسے کہ علمی کمالات کے ساتھ موصوف
ہونا۔ اور ملکی اور ربانی اخلاق سے مزین ہونا ہے
طاعات کے اندر رضا۔ اور عطیات ملنے پر جود کام مین لانا
اِس اتصاف مین داخل ہے (۴) اللہ سبحانہ کی طرف
سے قولی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ اُس نے خود اپنی کتب
مین اپنے انبیا کو مخاطب کر کے اپنی ذات کی تعریف کی ہے
کہ مین نقائص سے منزہ (پاک) ہون۔ (۵) اللہ سبحانہ
کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ وہ اپنے افعال
شر محض سے منزہ قرار دیتا ہے۔ فعسی ان تکرھوا شیئا[۱]
وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا
وھو شر لکم (۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے

[۱] ترجمہ۔ عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بری لگے۔ اور وہ تمہارے حق مین بہتر ہو۔ اور عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے۔ اور وہ تمہارے حق مین بری ہو ۱۲

حالی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ وہ کل ممکنات مین کل محامد اور انواع کمالات
خیرات کے ساتھ ظہور کر رہا ہے۔

واما عند اهل المعرفة الذی
سفرہ وسیرہ من نفسہ الی ربہ
فایضا ستة اقسام وتعریف الحمد
عندهم ظهور الکمالات للہ
تعالی فهو قولی وفعلی وحالی
فاما القولی من العبد فبان یعلم
عند المنطق ای نطق کان من
النفس او من غیرہ ان هذہ
کمالات ظاهرة من الحق بصفة
الکلام بعلم الیقین واما الفعلی
منہ فبان یتمکن عن نفسہ بحرکات
کل عضو من اعضائہ عند التصرف
والتعریف ای فعل کان سواء
من نفسہ او من غیرہ ان هذہ
کمالات ظاهرة بحواس السالك
وبجوارحہ بحسب قرب النوافل بعین
الیقین کما ورد فی الصحیح بی یسمع وبی یبصر
وبی ینطق (الحدیث) واما الحالی منہ فان
یحول عن نفسہ بالکلیہ وبکل التصرف الی ربہ
لان ینصرف بجمیع حواسہ وقواہ و
جوارحہ بحسب قرب الفرائض بحق الیقین

حمد کی تعریف اہل معرفت کے نزدیک بھی چھہ قسم پر
ہے۔ قولی۔ فعلی۔ اور حالی۔ کون اہل معرفت جس کا سفر
اور سیر اُس کے نفس سے اُس کے رب کی طرف ہو۔ اور
حمد کی تعریف ارباب معرفت کے نزدیک کمالات خداوندی
کا ظہور ہے۔ (۱) عبد کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے
کہ عبد بہنگام نطق خواہ وہ نطق اُسی کے نفس سے ہو۔ یا
اُس کے غیر سے۔ علم الیقین کے ساتھہ یہ سمجھے۔ کہ یہ تمام
کمالات صفت کلام کے ذریعہ سے منجانب حق ظاہر ہوتے
ہین (۲) عبد کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ جب
ہنگام تصرف وتعریف (کام مین لاتے وقت) اعضا حرکت
کرین تو یہ صدور فعل خواہ عبد کے خود نفس سے ہو۔ یا
اُس کے غیر سے عبد اپنی ذات سے عین الیقین کے ساتھہ
بالجزم یہ سمجھے۔ کہ یہ تمام کمالات سالک کے حواس اور جوارح
کے ذریعہ سے حسب حصول قرب نوافل منجانب حق
ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ حدیث صحیح مین وارد ہے۔
بی یسمع وبی ینطق الحدیث (الحدیث)[۳] عبد کی طرف سے
حالی حمد اس طرح پر ہے کہ بندہ کلیتہً اور کامل توجہ سے حق
الیقین کے ساتھہ اپنی ذات کو اس طور پر اپنے رب کی
طرف پلٹ دیوے۔ کہ عبد کی ذات مین جمیع حواس۔ قوی
اور جوارح کے ذریعہ سے حسب حصول قرب فرائض
اللہ سبحانہ ہی متصرف ہے جیسے خود اللہ جل شانہ کا

[۳] جیسا کہ سنا اور جیسا کہ دیکھا اور معلوم ہوا۔

كقوله تعالى [۵۱] وما رميت اذ رميت ولكن الله
رمى واما القولى من الله سبحانه فبان
يظهر كمالاته الوجودية عن نفسه بقول
[۵۲] هو الاول والآخر والظاهر و
الباطن وهو بكل شئ عليم واما الفعلى
منه سبحانه فبان ينسب اليه كل فعل
[۵۳] والله خلقكم وما تعملون [۵۴] ما كان لهم
الخيرة سبحان الله وتعالى عما يشركون
من نسبة الفعل الى الغير واما الحالى
منه سبحانه فبان يلتذ بكل لذة يجدها
الممكن بظهوره فى مرتبة التفرقة
ولعلك تقول ان الحق منزه واللذة
من لوازم الممكنات المحدثات
فكيف يضاف اليه فجوابه الشافى
انه من المتشابهات ستقف
عليه قريبا فى اول البقرة
انشاء الله تعالى ولعلك
لم تجد احدا اسبق لبيان
هذه الاقسام الستة الاخيرة
عبارة وان سبق وجدانا

کا قول پاک ہے۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی
(۴) اللہ سبحانہ کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ
اپنے وجودی کمالات خود بنفس نفیس ظاہر فرماتا ہے اور
کہتا ہے هو الاول والآخر والظاهر والباطن و
هو بكل شئ عليم (۵) اللہ سبحانہ کی طرف سے
فعلی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ وہ کل افعال اپنی طرف منسوب
کرتا ہے (قرآن کریم میں اس قسم کی متعدد آیتیں موجود ہیں)
والله خلقكم وما تعملون۔ ما كان لهم الخيرة۔
سبحان الله وتعالى عما يشركون۔ من نسبة الفعل الى الغير
(۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے حالی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ
حق سبحانہ ہر اُس لذت سے لذت پاتا ہے جس کے
ظہور سے مرتبہ تفرقہ میں ممکن پاتا ہے۔ اور اے مخاطب
غالبًا تو یہ کہے گا۔ کہ حق سبحانہ منزہ (پاک) ہے۔ اور
اور لذت ممکنات محدثات کے لوازم میں سے ہے۔ پھر
لذت حق سبحانہ کی طرف کیونکر منسوب کی جا سکتی ہے۔
اس کا شافی جواب یہ ہے۔ کہ یہ بات متشابہات میں سے
ہے انشاء اللہ العزیز تو عنقریب سورہ بقرہ کے اول
میں ہی اس رمز پر آگاہ ہو جاوے گا۔ اور اے مخاطب
تو غالبًا کسی ایک کو بھی ایسا نہ پاوے گا۔ کہ جس نے ان
اقسام ستہ آخیرہ کے بیان کی طرف قبل ازین عبارة سبقت

---

[۵۱] (ترجمہ) اور (اے پیغمبر) جب تم نے تیر چلائے۔ تو تم نے تیر نہیں چلائے۔ بلکہ اللہ نے تیر چلائے ۱۲ [۵۲] (ترجمہ) وہی شروع سے ہے اور وہی آخر تک رہے گا۔ اور وہ (قدرتوں سے) ظاہر اور (ذات صفات سے) پوشیدہ ہے۔ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے ۱۲ [۵۳] (ترجمہ) تم کو اور جن چیزوں کو تم بناتے ہو (سب کو) اللہ ہی نے پیدا کیا ہے ۱۲ [۵۴] (ترجمہ) لوگوں کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں اُس سے یعنی فعل کی نسبت غیر کی طرف کر دینے سے اللہ (کی ذات) پاک اور (اُس کی شان بہت) بلند ہے۔

واشارۃ

وھھنا سر اٰخر کما لا یجوز
کشفہ لا یجوز کتمہ من اھلہ و
ھو ان فی الحمد القولی والفعلی والحالی
معنی اٰخر اما فی القولی فبان ینطق
العارف الخلیفۃ بکل من یتکلم بالکلام
الازلی وغیرہ وفی الفعلی بان
یفعل ویسمع ویبصر بکل من
یفعل ویسمع ویبصر وفی الحالی
بان یتلذذ بکل من یتلذذ
من اللذات الملائمۃ للطبع
ولعلہ لم یسبق ببیان ھذہ
الاقسام الثلاثۃ من الحمد
ایضاً احد من قبلی او سبق
ولم یبلغ لنا واللہ اعلم
بالصواب

وللجمھور من الصوفیۃ
رضی اللہ عنھم فی بیان معنی الحمد
اربع معانی جمع بجمع وتفرقۃ بتفرقۃ
او جمع بتفرقۃ وتفرقۃ بجمع
فاما الجمع علی الجمع فبان یتعین
ویتجلی بالتعین والتجلی الاول
والثانی وما اشتملا علیہ من الشیون

کی ہو - اگرچہ وجداناً اور اشارۃً سبقت کی ہے -

اس مقام پر ایک راز اور ہے - جس طرح اُس کا کشف
جائز نہین ہے - اسی طرح اُس کے اہل سے اُس کا اخفا
بھی جائز نہین ہے - اور وہ یہ ہے - کہ قولی - فعلی - اور حالی
حمد مین ایک اور معنی نکلتے ہین - یعنی (۱) قولی حمد اس طرح
پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ
سے تکلم کرتا ہے - جو کلام ازلی وغیرہ کے ساتھ تکلم کرے
(۲) فعلی حمد اس طور پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس
شخص کے ذریعہ سے فعل کرتا - سنتا - اور دیکھتا ہے جو
فعل کرے - سنے - اور دیکھے - (۳) اور حالی حمد اس طرح
پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ
سے لذت پاتا ہے - جو لذات ملایم طبع سے لذت پا سکتا ہے
اور غالب یہ ہے - کہ حمد کے ان اقسام ثلثہ کے بیان کی
طرف بھی مجھہ سے قبل کسی نے سبقت نہین کی -
یا سبقت کی ہو - تو وہ بیان مجھہ تک نہین پہونچا -
واللہ اعلم بالصواب -

جمہور صوفیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک
معانی حمد کے بیان مین چار صورتین ہین - جمع بجمع
تفرقہ بتفرقہ جمع بتفرقہ - اور تفرقہ بجمع - (۱) حمد
جمع علی الجمع - اس طرح پر ہے - کہ حق سبحانہ کی ذات پاک
اولین اور ثانوی تعین وتجلی کے ساتھ متعین اور
متجلی ہوتی ہے - اور نیز بہ تعین وتجلی فیض اقدس کے
ذریعہ سے جمیع شیون اور اعتبارات پر اولاً - اور جمیع حقائق

والاعتبارات اولاً والحقائق الالهية
والكونية ثانيا- بالفيض الاقدس
والتفرقة على التفرقة كاظهار الخلق
بكمالات الخلق وتبيين الاحد
بجمال الاخر بعلمه بان هذا الجمال ظل
من جمال الله تعالى بل عينه والجمع على
التفرقة بان يفيض نور وجوده
على حقائق الممكنات واعيان الموجودات
بالفيض المقدس والتفرقة على الجمع بان يكون
جميع مراتب الوجود روحاً ومثالاً وشخصاً
جسماً حامداً لحضرة الحق سبحانه قولاً وفعلاً و
حالاً بحسب استعدادهم

وعندي حمد الجمع على التفرقة
بان يرى الحق سبحانه ذاته وصفاته
مفصلاً من رتبة الغيب في مرايا جميع
العوالم والمراتب جمعاً وفرادى في عالم الشهادة
وحمد التفرقة على الجمع بان يرى التفرقة الجمع في
المراتب والمجالي

وههنا وجوه اخر الفيت من
القديم القدير على العديم الفقير
بمحض العناية والتقدير احدها
حمد الجمع في تفرقة الكل على
نفسه بان يرى الحق سبحانه كالانه

آسیہ اور کونیہ پر ثانیاً شامل ہیں۔ اُن کے ساتھ تعین اور
تجلی فرماتی ہے (۲) حمد تفرقۃ علی التفرقۃ اس طرح پر ہے کہ مخلوقات
کا اظہار کمال خلقت کے ساتھ اور ایک کا ظہور۔ دوسرے
کے جمال مین حق سبحانہ کے علم سے ہے باین طور کہ یہ جمال
اللہ تعالیٰ جل شانہ کے جمال پاک کا ظل ہے۔ بلکہ
عین وہی ہے (۳) حمد جمع علی التفرقۃ اس طرح پر ہے۔ کہ
وجود باری تعالیٰ کا نور۔ حقائق ممکنات اور اعیان
موجودات پر فیض مقدس کے ذریعہ سے فائض ہوتا
ہے (۴) اور حمد تفرقۃ علی الجمع اس طرح پر ہے۔ کہ وجود
کے جمیع مراتب کیا روح۔ کیا مثال۔ اور کیا شخص۔ قولاً
فعلاً۔ اور حالاً۔ حسب استعداد خودہا۔ حضرت حق
سبحانہ کے ثناخوان جسم ہیں۔

اور میرے نزدیک حمد جمع علی التفرقۃ اس طرح پر
ہے۔ کہ حضرت حق سبحانہ اپنی ذات اور صفات کو
مرتبہ غیب سے جمیع عوالم اور مراتب کے آئینوں مین
بالتفصیل مجموعی طور پر۔ اور فرداً فرداً عالم شہادۃ کے اندر
دیکھے۔ اور حمد تفرقۃ علی الجمع اس طرح پر ہے کہ تفرقۃ
مراتب اور مجالی مین جمع کا مشاہدہ کرے۔

اس مقام پر کچھ وجوہ اور بھی ہیں جو
قدیم اور قدیر حق سبحانہ کی طرف سے
عدیم اور فقیر (مصنف) کے دل مین محض
عنایت اور تقدیر سے القا ہوئے ہین منجملہ اُن کے
(۱) حمد الجمع فی تفرقۃ الکل علی نفسہ اس طور پر ہے

مع ذاته فی حقیقة جمعیة
مظهریة تفرقیة کلیة انسانیة
وثانیها احمد تفرقة الکل
علی عین الجمع بان یری الانسان
الکامل جمیع التعینات مع النفس
عین الواحد وثالثها احمد
تفرقة الکل علی التفرقة المطلقة
بان یری الانسان الکامل کل
الکمال ذاته مدبرة لجمیع
التعینات والاعتبارات جامعة
بکلیة لجمیعها بحسب استعدادها
ورابعها احمد التفرقة
المطلقة علی عین تفرقة الکل بان تمحی جمیع
الممکنات والموجودات فی ذات الانسان
الکامل لسالك فافهم انت

تنبیه

الحمد مصدر الحامد والمحمود بالمعروف
والمجهول فالحمد قد یکون من مرتبة الجمع
علی عین التفرقة فیکون الله سبحانه حامدًا
لمرتبة الجمع ومحمودًا لمرتبة التفرقة وقد یکون
بالعکس فهو الحامد والمحمود فی الحقیقة
فحصلت تسعة وعشرون قسما من الحمد
فان ضربت هذه الاقسام فی الاسماء

کہ حق سبحانہ اپنے کمالات کو مع اپنی
ذات کے ایسی حقیقة کے اندر دیکھے۔
جو صفات جمعیہ۔ مظہریہ۔ تفرقیہ۔ کلیہ
اور انسانیہ کو شامل ہو۔ (۲) حمد تفرقة
الکل علی عین الجمع اس طور پر ہے کہ انسان
کامل جمیع تعینات کو مع نفس کے عین واحد
کرکے دیکھے (۳) حمد تفرقة الکل علی التفرقة
المطلقہ اس طور پر ہے۔ کہ انسان جو کل کمال کا کامل
ہے۔ اپنی ذات کو جملہ تعینات اور اعتبارات
کا مدبر۔ اور نیز ان تعینات اور اعتبارات کی استعداد
کے موافق۔ ان تمام کا بالکلیہ جامع سمجھے
(۴) اور حمد التفرقة المطلقة علی عین تفرقة الکل اس
طرح پر ہے۔ کہ جمیع ممکنات اور موجودات
انسان کی ذات میں جو کامل اور سالک ہے محو ہو جائیں
بس اے مخاطب تو اس کو سمجھ لے۔

تبنیہ

الحمد حامد اور محمود کا مصدر ہے معروف اور
مجہول دونوں صیغوں پر۔ اس بنا پر حمد کبھی تو مرتبہ جمع
عین تفرقہ کی نسبت ہوتی ہے۔ اس صورت میں اللہ سبحانہ
مرتبہ جمع کا حامد اور مرتبہ تفرقہ کا محمود ہوگا۔ اور کبھی اس کے
برعکس ہوتا ہے۔ اس صورت میں فی الحقیقة حق سبحانہ ہی حامد اور حق
سبحانہ ہی محمود ہوتا ہے پس حمد کی انتیس قسمیں ہوئیں۔ اور
اگر یہ انتیس قسمیں ننانوے ناموں میں ضرب دی جائیں

التسعة والتسعين حصلت احد وسبعون
ثمان مائة والقاسم من المحامد وان ضربت
فی الاسماء الالف والواحد حصلت تسعة
وعشرون احادا وتسعة وعشرون الفا
ومعنى الاسم ما ذكرت آنفا لا تغفل عنه
حتى لم يشكل عليك فی الضرب لصفات
عدمية كالسلام والقدوس

تو دوہزار آٹھ سو اکہتر قسمین حمد کی حاصل
ہوجاوین اور اگر ایک ہزار ایک اسماءمین ضرب دی
جائین - تو انتیس ہزار انتیس قسمین ہوجاوین -
اور اسم کے معنی وہی ہین - جو مین ابھی ابھی ذکر کر آیا ہون
اے مخاطب کہین تو اُس سے غافل نہ ہوجانا - تاکہ
ضرب دینے مین سلام اور قدوس جیسی عدمیہ صفات
کی وجہ سے تیرے اوپر اشکال واقع نہ ہو -

ان دو - تین نقلون کے بعد ایک نقل عین المعانی مین سے ہدیۂ ناظرین ہے - اسم الولی کی
شرح مین آپ لکھتے ہین -

عالی شان امام اسوۃ المحدثین شیخ محی الدین عربی کے کلام سے ایسا مفہوم ہوتا ہے - کہ
ہمارے نبی کو جو خاتم الانبیا علیہ وعلیہم السلام کہتے ہین - یہ اس معنی کر کے ہے -
کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت تک انسانی نوع کی افراد مین سے جو کوئی شخص کمال
کے درجہ کو پہونچ جاتا تھا اُس کو نبی کہا کرتے تھے - کہ یہ نام اسمائے آلٰہی کے مغائر ہے - مگر
آپ کی بعثت کے بعد آپ کی اُمت مین سے جو اصحاب کمالات کے درجات کو پہونچتے ہین
اُن کو اس نام کے ساتھ نامزد نہین کرتے - کیونکہ آنحضرت صلعم کی بعثت نے خاتمیت کی مہر
اس نام کی گویائی کے منہ پر لگا کر دوسرے نام کی تجویز جو اسم آلٰہی کے موافق ہے - فرمائی ہے -
اور وہ ولی ہے - یعنی آنحضرت صلعم کی بعثت کے بعد کامل کو ولی کہتے ہین "

جو اصحاب انفس وآفاق (عالم ارواح اور عالم اجسام) کے رموز فہم اور موشگاف ہین - وہ
صدر الذکر کلام کی اصل اور خلاصہ کو اچھی طرح جانتے ہین - کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے زمانہ تک
کاملون کو نبی یا رسول کے نام کے ساتھ نامزد کرنے مین اسمی اور رسمی مغائرت باقی تھی - لیکن جب سے
نور معرفت کا اولین چراغ روشن ہوا ہے - جس سے مراد حقیقت محمدیہ ہے علیہ السلام تب سے
اس چراغ کی روشنی کی بدولت - مغائرت اور منافات کی تمام تیرگیان اور تاریکیان دنیا کی اعتباری سرائے
سے عالم عدم کو بستر باندہ گئین - یہان تک کہ اسمی مغائرت بھی باقی نہین رہی - جس سے اعتبار دوئی کا

وہم ہوتا ہے۔ یعنی جب سے آپ کے عنصری وجود کے نیر اعظم نے جمال و جلال کے افق سے آگہی اسما کے آسمان اور کون ومکان کی منزل میں طلوع فرمایا ہے۔ تب سے آپ کی اُمت اور ملت کے خاص بزرگوں کو سند وموعود الی درجۃ الکمال ولی کہتے ہیں۔ جو ایزدی اسم اقدس کے مطابق ہے۔ اور خلیفہ اور خلیفہ کرنے والے کی درمیانی مغائرت دور کرنے کا واجب التعمیل زمان اصفیا ورسنا خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مہر اور نام ولایت کے نگینہ سے مکمل کر کے عطا فرمایا گیا ہے۔ کہ آج سے پیچھے۔ کسی شخص کے واسطے مغائرت کا کاغذ نہیں لکھا جاوے گا۔

اللہ۔ رحمٰن۔ اور رحیم یہ تین جلیل الشان اسمار۔ تمام امور کے دروازوں کی کنجی ہیں۔ ان کی شرح جہان پر ختم کی ہے۔ اُس مقام پر آپ لکھتے ہیں۔

حدیث ابتدا کے بموجب کہ کل امر ذی بال الخ ہے۔ اِن تینوں اسما کی تقدیم کے بدون اقوال اور افعال میں شروع کرنا۔ حسن ادب سے دور ہے۔ اور تمام ارباب تصوف خواہ عروجی ہوں یا نزولی۔ دریائے توحید کے غواص ہوتے ہیں۔ ان کی اصطلاحات کے جواہر ان تینوں اسما کے ڈبہ میں رکھے ہوئے ہیں۔ واضح ہو۔ کہ اسم اللہ کا جیسا اطلاق مرتبہ الوہیت پر آتا ہے۔ اسی طرح مرتبہ لاتعین پر بھی آتا ہے اور لاتعین سے۔ تعین اول پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تعین اول کی تعیین ہوگئی۔ تو یہی فیض اقدس ہے۔ اور فیض اقدس کی دو طرفیں ہوتی ہیں۔ ایک احدیۃ دوسری واحدیۃ۔ انہیں دونوں طرفوں کے اعتبار سے فیض اقدس۔ وحدت ذاتی کے ساتھ موصوف ہوتا ہے۔ احدیۃ جو وحدت کی باطنی طرف ہے۔ یہ اولین درجہ اور باطنی سمت قبول کر کے اسما اور صفات کے علاقہ سے بالکل مجرد ہوگئی اور واحدیۃ جو وحدت کی ظاہری طرف ہے۔ یہ دوسرا درجہ میں ہے۔ اور یہی ظاہری سمت کے میدان میں سیر وسلوک کرتی ہے۔ اور نیز الٰہی کمالات کو اپنی پورش کا مقدمہ بناتی ہے۔ کیونکہ صفات فعلیہ کا تعلق اسی مقام سے ہے۔ پھر جب صفات فعلیہ کو یہ منظور ہوتا ہے۔ کہ سلطنت کے لوازم اور اپنی مقتضیات کو ظاہر کریں۔

لہ درجہ کمال پر اُن کے فائز ہونے کے وقت ۱۲ ۵۲ پوری حدیث یہ ہے۔ کل امر ذی بال لم یبدأ بسم اللہ فھو اقطع و ابتر (ترجمہ) جو مہتم بالشان کام بسم اللہ کے ساتھ شروع نہ کیا جاوے۔ وہ ناقص اور ابتر ہوتا ہے ۱۲

تو وہ فیض مقدس کی امداد سے نفس رحمانی کے درمیانی حصہ لشکر کو ترتیب دیکر آگے روانہ کرتے ہین - اور عدم کی نوجون کو درہم برہم کر دیتے ہین - تاکہ سلطان وجود کا علم فیروزی نصب ہو - یعنی صفات فعلیہ ماہیات کو وجود خارجی کی شان مین لاتی ہین - اور اسماے متقابلہ کو جلوہ گر کرتی ہین - جب صورت فتح نمایان ہو جاتی ہے تو لوازم اور مقتضیات جو اسما کے زبردست لشکر کا پچھلا حصہ ہے ہر طرف سے سر اٹھا کر ظہور کرتے ہین - اور جس راستہ سے منزل بمنزل آئے تھے - اُسی راستہ سے وحدت کی دار السلطنۃ کو بازگشت کر جاتے ہین - کیونکہ رحیمی تجلی - اِس گروہ کے حال کی پاسبان ہے - اس وقت مین کسی شخص کو غنیمت - اموال - انفال - خود رائی - اور خود داری مین مشغول نہین ہونا چاہیے کیونکہ ایسے امور مین مشغول ہو جانے سے عظیم شکست پیدا ہو جاتی ہے - جیسے جنگ احد مین بعض اصحاب کو خود رائی کی وجہ سے پیش آیا جو کچھ پیش آیا - لہذا مناسب یہ ہے کہ نبی **علیہ السلام** یا نائب نبی (ولی) کی قرارداد کے جو صراط مستقیم ہے - او سپر استحکام کے ساتھ قدم جما کر اپنے مقام سے تجاوز نہ کرین - اور نیز اُن کے حکم سے ایک قدم بھی آگے پیچھے نہ رکھین - کام کی حقیقت ان اشعار کے مضمون سے معلوم کرنے چاہیے

اشعار

تامل سطور الکائنات فانہا[۱]	من الملک الاعلی الیک رسائل
وخطیہا لو تاملت خطہا	الا کل شیء ما خلا اللہ باطل

اور پروانہ وار اُڑکر اپنے تئین اُس بزم مین پہونچا دینا چاہیے - جس مین اسما اور صفات کے اجتماع کی شمع روشن ہے شاید[۲] لیس فی جبتی سوی اللہ کا ہی نغمہ تحت الذکر پردہ مین گایا جاتا ہے ۵

ہم ازین رو گفت آن بحر صفا	نیست اندر دلق من غیر از خدا

[۱] اے مخاطب تو کائنات کی سطور پر تامل کی نظر ڈال یہ سطرین مالک اعلیٰ کی طرف سے تیرے نام رسالے ہین - اور ان مین ایک خط ہے اگر تو اوس خط مین تامل کرکے دیکھے - تو معلوم ہو جاوے کہ اللہ جل شانہ کے سوا تمام اشیا باطل ہین - ۱۲ [۲] میرے جبہ کے اندر اللہ کے سوا کچھ نہین ہے ۱۲

آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اس طرح پر ہے - کہ جن پردون کے سبب سے اخفا و امتیاز
اُن پردون کے اٹھ جانے سے جب آپ کے وجود شریف پر ذات احمدی علیہ السلام کی حقیقت
جامعہ کا عکس پڑا - تو قرآن مجید جس شان کے ساتھ لوح محفوظ پر عالم غیب مین تھا - اُسی شان کے سا
آپ کے یاد کرنے سے بہر عالم شہادت مین آپ کے دل کی لوح محفوظ پر جا گزین ہوا - بلکہ ایزدی اسما او
آلہی صفات کے سبب سے آثار و احکام جو کمالات اسمائی کے حصول کے واسطے عالم امکان مین آ
تھے - اور اُن آثار و احکام کو ما یتوقف علیہ المعاد کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنے وطن کی طرف بازگشت
نہین ہوتی تھی - وہ آپ کے وجود عزیز مین عالم قید سے نکل گئے اور اپنے مدعا کو پہونچ کر عا
اطلاق کی طرف رجوع ہونے کی استعداد اُن مین پیدا ہوئی - جس کے سبب سے وجوبی اور امکانی
مین اتصال نمایان ہوا - اس سخن سرائی کا ماحصل یہ ہے - کہ جو اہل سفر - آلہی علم کی آبادبستی سے
امکانی مخلوق آباد کی قید مین مقید تھے - یہ تمام اصحاب - آپ کی ولایت وارشاد اور ہدایت و تلقی
کے زمانہ مین ازروے دانش و بنیش عروجی اور نزولی سیر و سلوک کا سرمایہ فراہم کر کے فرق کے
سے جمع کے شہر مین آمد و رفت کرنے لگے - یہ عجیب و غریب لطیفہ ہے - کہ مذکورہ بالا واقعہ لکھتے
جب مین یہ بات کہ آپ کا دل قرآن مجید کے نور سے لوح محفوظ ہو گیا - اور قرآن بھی اپ
اصلی وطن مین پہونچ گیا - جو عالم صورت مین مسافر تھا" لکھ ہی رہا تھا - کہ یکایک شیخ صدر جہان
کے بیٹے شیخ فرید برہان پور سے راقم کے دالان مین آکر اُترے اور سیح الاولیا کا گرامی نامہ مجکا
جب مینے خط کی تہ کھولی تو اس کے عنوان مین یہ بیت لکھی تھی - **بیت**

لوح محفوظ ست پیشانی یار	ہست در وے سر جان آشکار

اور خاتمہ مین نسخہ گلزار ابرار کی خواہش کا مضمون تھا - امید ہے کہ آپ کے ساتھ میری یکجہتی اتحا
کا راز اور[۱] المؤمن مرآۃ المومن کی رموز اس سرگزشت کے پڑھنے سے ارباب دانش کو روشن ہو

تم کلامہ -

جو اصحاب - تاویل - اور توجیہ کے جوہر شناس ہین - اُن کو واضح ہو - کہ[۲] الولایۃ افضل من الل
اس قول کے معنی اگرچہ تاویل نگارون نے بہت کچھ وجوہ کے ساتھ دائرہ اشکال سے

[۱] مومن کا آئینہ مومن ہے ۱۲ [۲] نبوت سے ولایت افضل ہے ۱۲

جواز و صحت کے درجہ کو پہونچاسئے ہین - لیکن منجملہ توجیہات کے اِس توجیہ سے زیادہ کوئی توجیہ اقرب بصواب اورشاداب نہین ہے - کہ نبی کی نبوت پر نبی کی ہی ولایت کی تفضیل مراد ہے - کیونکہ ارباب تحقیق کے لطیف دماغون کو تمام توجیہات مین متبوع پر تابع کی - اور اصل پر فرع کی ترجیح کی بو آتی ہے -

کمال خجند

طبعم چنان بہ نکہت زلف تو شد لطیف	گر باد مشکبوے تو آمد درد سر شود

اور تمام وجوہ سے ولی کی ولایت نبی کی ولایت کے تابع پائی جاتی ہے - البتہ نبوت پر ولایت کی افضلیت کی وجہ یہ ہے - کہ ولایت عبارت قرب حق سے ہے - اور نبوت حکم رسانی ہے معجزہ - قدرت مطلق کا اثر ہے - اور نبی - حق سبحانہ اور خلق کے درمیان مین برزخ ہے - پس یہ بات ٹھیر چکی کہ جب تک بندہ کو قرب نہین ہوتا ہے - تب تک قدرۃ مطلق کے مقتضیات کا اُسپر ظہور نہین ہوسکتا ہے - وہ اُس وقت تک فیض مطلق - مقید کو نہین پہونچا سکتا ہے - اور مقید کو ہدایت کی امداد سے عالم مطلق کا راستہ نہین دکھا سکتا ہے - نیز قوم کی اصطلاح مین نبوت ایک واسطہ ہے رسالت اور ولایت کے درمیان مین اس معنی کرکے - کہ نبوت صرف حقائق الٰہی کی خبرین اُمت کی طرف پہونچانا ہے - یعنی ذات - صفات - اور اسما کی معرفت سے بہرہ یاب کرنا ہے - یہ خبر رسانی دو طرح پر ہوتی ہے - (۱) صرف علم دیدینا - اور معرفت مذکور کے طریق سے محض خبردار کر دینا - اور یہ قسم - ولایت مطلق کے ساتھ مخصوص ہے - (۲) تمام خبرین دینا جن کے ساتھہ احکام شرعیہ پہونچانا - اخلاق سکھانا - اور حکمت تعلیم کرنا وغیرہ وغیرہ امور بھی شامل ہین - اور یہ خاصہ رسالت کا ہے - اس دوسری قسم کو نبوت تشریعی کہتے ہین - اور اولین قسم کا نام نبوت تعریفی ہے - چونکہ تشریعی نبوت بعثت احمدی علیہ السلام والصلوٰۃ کے سبب سے ختم ہوگئی - تو حضور نے فرمایا[۱] لا نبی بعدی اور تعریفی نبوت جو مطلق ولایت کو لازم ہے - باوجود خاتم الولایت ہونے حضور کے باقی رہی - کیونکہ حضور نے فرمایا ہے - [۲] علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس تمہید سے یہ بات مفہوم ہوئی - کہ ولایت تو رسالت اور نبوت سے عام ہے - اور نبوت - رسالت سے عام اور ولایت سے خاص ہے - کیونکہ ہر ایک رسول نبی ہے - اور ہر نبی ولی ہے - اور یہ لازم نہین ہے کہ ہر ولی

[۱] میرے بعد نبی نہین ہے ۱۲ [۲] میری امت کے علما - بنی اسرائیل کے نبیون کے مثل ہین ۱۲

بنی ہو - پس لفظ نبی کا اطلاق انسان کامل پر ہونا منسوخ ہوا - اور نبوت کا دعوی - کفر شریعت قرار دیا گیا اور اسم ولی کا اطلاق - حق سبحانہ کے بندگان خاص پر ہوا کرتا ہے - کیونکہ بندگان خاص - اخلاق الٰہی کے ساتھ تہذیب یافتہ - فنا فی اللہ کے بعد بقا باللہ کے مرتبہ کو پہونچے ہوئے - اور محو کے بعد صحو کے درجہ مین ہوتے ہین - اور ولایت عبارت ہے حق کے ساتھ بندہ کا قائم ہونا - اور یہ ایک عظیم نعمت اور بڑی سعادت ہے دیکھا چاہیئے کس دردمند کو نصیب ہو -

بیدر درا شراب محبت کجا دہند	کیفیتے ست عشق بتان تا کرا دہند

نیز ولی کا اطلاق قوم کی اصطلاحات مین اُس فرد پر آتا ہے - جس کو حق سبحانہ کی حفاظت - عصیان اور مخالفت کے ارتکاب سے باز رکھے - تاکہ وہ اُس فرد کو ہستی موہوم کی جنگ سے بچا کر ولایت کے انتہائی درجہ کو پہونچا دیوے - جو حق سبحانہ تک پہونچتا ہے - اِس اعتبار سے ولی فعیل بمعنی مفعول کے معنی مین ہوتا ہے - اور اس اعتبار سے کہ ولی ایک بندہ قایم بحق ہوتا ہے - فعیل فاعل کی معنی مین ہے اس بنیاد پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ولی قرب فرائض کے اندر اولین معنی مین سمجھا جاوے - اور قرب نوافل کے اندر دوسرے معنی مین تصور کیا جاوے - دوسرے یہ کہ نبی کے تصرفات کا مرجع اور ماخذ اپنی ولایت کے اندازہ پر ہوا کرتا ہے - نبی کا قرب حق کے ساتھ ہی نبی کی ولایت ہے[۱] ھُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اور ولی کا تصرف اس مقدار پر ہوا کرتا ہے کہ جس مقدار پر اُس کو اپنے نبی کے ساتھ قرب ہو - اور یہی اُس کا قرب اپنے نبی کے ساتھ اُس کے اُس قرب کی میزان ہے - جو حق کے ساتھ ہے[۲] قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ پس آفتاب کو مانند نبی سمجھنا چاہیئے - جو اپنے ذاتی نور سے منور ہے - اور ماہ کو مانند ولی تصور کرنا چاہیئے - جو آفتاب کے فروغ سے نور کا اقتباس کر کے روشن ہوتا ہے والعلم عند اللہ ـ

یاد شیخ احمد ابن شیخ عبد الاحد

آپ فاروقی سرہندی ہین - محبوبیت - وحدانیت - اور فردیت کی محفلون مین بالانشینی کا مرتبہ آپ کو حاصل ہے صوفی محمد صدیق ہدایت تخلص - ظہیر الدین حسن کسمی کے فرزند - اور مولانا خواجہ باقی نقشبندی

[۱] یہین سے معلوم ہوا - کہ سب اختیار خدائے برحق کو ہی ہے - [۲] اے پیغمبر کہدو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو - تو میری پیروی کرو - کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے ۱۲ -

دلیپی کے مرید ہین - انہون نے ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین دہلی سے سیاحی کے اندر قدم اُٹھایا - تاکہ
یہ بلاد شش فنا اللہ وابا کو بطی قدس کی زیارت سے - اور پھر ایک سرزمین کے مشائخ کی صحبت سے فیض
حاصل کیا جاوے - جب صوفی صاحب ملک خاندیس مین پہونچے - تو آگے بڑھنے کی توفیق ہمراہ نہین
ہوئی - بازگشت کے وقت منڈو (مانڈوم) کے عبرت کدہ مین جہان **غوثی** کی زاد بوم ہے - چند روز توقف
فرمایا - ایک روز شیخ احمد کے باکمال حالات مینے دریافت کئے - تو صوفی صاحب نے آپ کی تصنیف
کا ایک رسالہ جس کے اندر مصنف نے اپنی خاص واردات اور مکاشفات کو درج کیا ہے - راقم کے
مطالعہ کیے واسطے دیا - رسالہ کا اصل خلاصہ یہ ہے - کہ

درویش کے دل مین جب خداشناسی کے سلوک کا شوق پیدا ہوا - تو ایزدی عنایت نے
سلسلہ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کی خدمت مین مجکو پہونچایا - اور اُن کی دلنشین تقریر
سے اس خانوادہ کے بزرگون کا طریقہ اختیار کر کے چند روز اُن کی خدمت مین
بسر کی - اُن کے انفاس اور توجہ کی برکت سے - اور بزرگوار خواجون کے جذبہ سے
جو قیومیت کے وصف مین اپنے تئین فنا کرنے سے پیدا ہوتا ہے - طالب کا حال
پلٹ گیا - اور اندراج النہایۃ فی البدایۃ کی بہی چاشنی چکھی - جب صدر الذکر جذبہ متحقق
ہوگیا - تو نوبت بہ سلوک پہونچی - سلطان ولایت محمدی امیر مردان علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ کی روحانی پرورش نے مجھے اُس اسم کے مرتبہ کو پہونچایا - جو اُن بزرگوار
خلیفہ کا رب تہا - اور اُس اسم سے خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحانی امداد اور رہنمائی
کی بدولت قابلیت اولی کو عروج کیا - جس سے مراد حقیقت محمدی ہے **علی صاحبہا**
افضل الصلوٰۃ اور حضرت فاروق اعظم رض کی روحانی امداد ہونے پر اس قابلیت اولی
سے بہی ترقی میسر ہوئی - پہر حضور خاتم النبوۃ **علیہ السلام** کی روحانی پرورش کا فیض
ہوا - تو سابقہ قابلیت اور مرتبہ سے ایسے مقام کی طرف صعود ہوا - جو اقطاب محمدی
کے واسطے مخصوص ہے - سابق کا مقام گویا اس مقام کی تفصیل ہے - اور جس وقت
اس مقام پر ورود ہوا تھا - تو اوس وقت مین کسی قدر امداد خواجہ علاءالدین عطار کی
روحی حقیقت سے بہی اس درویش کو پہونچی تہی - خواجہ علاءالدین عطار خواجہ بزرگ

ملہ امپہل شانہ ہم کو اور تم کو اوس کے طواف سے مشرف فرماوے۔ آمین

نقشبند کے بڑے خلیفہ ہیں - اور اپنے وقت کے قطب ہدایت تھے - اقطاب کے عروج کی نہایت اسی مقام تک ہے - اور ظلیت کا دائرہ بھی اسی جگہ منتہی اور تمام ہو جاتا ہے - اس کے آگے یا تو اصل خالص ہے - یا ممتزج بہ ظل ہے - افراد کی جماعت کو اس مرتبہ پر پہونچنے کا شرف حاصل ہوتا ہے - اور افراد کی صحبت کے ذریعہ سے بعض اقطاب کو بھی مقام ممتزج تک عروج میسر ہوتا ہے - اور امتزاج کے مرتبہ سے اصل پر بھی نظر پڑتی ہے - لیکن اصل خالص کو پہونچنا - یا اس پر نظر کرنا - باعتبار تفاوت درجات - افراد کا ہی خاصہ ہے[۵۷] ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ پھر اقطاب کے مقام پر پہونچنے کے بعد اس درویش کو دین و دنیا کے سردار علیہ السلام نے قطبیت ارشاد کا خلعت عنایت فرما کر اس مبارک منصب سے سرفراز کیا - اس کے بعد ازلی عنایت نے دستگیری فرمائی - کہ اس مقام سے ایک دفعہ ترقی اصل ممتزج تک عطا کی - فنا اور بقا جیسی اور جس طرح سے ہر ایک سابقہ مقام پر پیش آتی تھی - اس جگہ بھی پیش آئی - اور یہاں سے اصل کے مقام پر صعود حاصل ہوا - حتی کہ اصل الاصل تک پہونچ گیا - اس آخرین عروج میں جو اصل کے مقامات میں واقع ہوا - اسوۃ العرفا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلی کی روحانیت سے مدد ملی - انھوں نے کامل تصرف کی طاقت کام میں لا کر ان مقامات سے عبور کرا دیا - اور اصل الاصل سے آگاہ کر کے یہاں سے عالم شہادت کی طرف مراجعت کا حکم فرمایا - اس طرح سے - کہ میں ہر ایک مقام سے دوسرے مقام کو نزول کے طور پر بازگشت کروں - اگرچہ اس درویش کو فردیت کی نسبت جو عروج اخیر سے مخصوص ہے - اپنے پدر بزرگوار سے ارثاً تھی - اور پدر بزرگوار کو ایک قوی الجذبہ عزیز سے - اور نیز ایک بزرگ سے جو خرق عادات میں نامور تھے حاصل ہوئی تھی - لیکن منازل سلوک قطع کرنے سے بیشتر اپنی ضعف بصیرت کے سبب سے یا قلت احساس کے سبب سے اس نسبت کا اپنی ذات میں قطعاً ظہور نہیں پایا تھا - اور نیز عبادت نافلہ خصوصاً

[۵۷] - یہ اللہ جل شانہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے - اور اللہ بڑے فضل والا ہے

نماز نفل کی توفیق - پدر بزرگوار کی امداد سے ہے - اور پدر بزرگوار کو اپنے شیخ سے تھی - مجھ پتہ
سلسلہ مین تھے - اِس درویش کو علم لدنی خضر علیہ السلام کی روحانیت کے فیض سے
حاصل ہوتا رہا اُسی وقت تک کہ اقطاب کے مرتبہ سے آگے نہین بڑھا - لیکن جن عالی مقامات
کا حال صدر مین لکھا گیا ہے - ان مقامات سے عروج اور عبور کے بعد تمام وہبی اور کسبی علوم
یہ درویش ہمیشہ اپنی حقیقت سے اخذ کرلیتا ہے - یعنی تمام علوم اپنی ذات مین خود بخود پاتا ہے
کسی غیر کو کوئی دخل نہین ہے - نیز اس درویش کو نزول کے وقت جو عبارت السیر من اللہ
باللہ سے ہے تمام دوسرے سلسلون کے مشائخ کے مقامات پر عبور حاصل ہوا - اور ہر ایک
مقام سے کچھ نہ کچھ حصہ ہاتھ آیا - اور ہر مقام اور سلسلہ کے مشائخ سے بے شمار امداد ملی - اور
ہر ایک صاحب نے اپنی نسبتون کے خلاصہ سے مجکو آگاہ اور محرم فرمایا - اوّل بزرگان خانوادہ
چشتیہ قدسنا اللہ تعالیٰ بذکرہم - کے مقام پر گزر ہوا - اور اُس مقام سے اور اصحاب
مقام سے بہت کچھ فائدہ اُٹھایا اور منجملہ اِن کے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی روحانیت
نے سب سے زیادہ التفات فرمایا - یہ بالکل سچ ہے - کہ خواجہ کی ذات شریف کی شان
اس مرتبہ مین نہایت رفیع ہے - جب یہان سے آگے بڑھا - تو اکابر سلسلہ کبرویہ کے
مقام کی طرف روحنا اللہ تعالیٰ بریاحین اسرارہم راستہ ملا - یہ دونون مقام
عروج کے اعتبار سے برابر ہین - لیکن مقامات مذکورہ بالا سے نزول کے وقت - اولین
مقام - اس صراط مستقیم کے بائین جانب اور دوسرا مقام داہنی جانب رہتا ہے - اور
یہ شاہراہ ایسا راستہ ہے کہ بعض اکابرین یعنی اقطاب ارشاد مفردیت کے مقام کو اسی
راستہ سے جاتے ہین - اور نہایۃ النہایۃ کو پہونچتے ہین - تنہا افراد کا راستہ دوسرا ہے -
بدون قطبیت کے اِس شاہراہ پر ہو کر گزر نہین ہوسکتا - اور یہ مقام ایک قسم کا برزخ ہے
اس شاہراہ کے اور مرتبہ صفات کے درمیان مین - یعنی دونون طرف سے بہرہ یاب ہے
اور اولین مقام - اس مبارک راستہ کی دوسری جانب مین واقع ہوا ہے - جس کو مرتبہ صفات
سے آمیزش اور مناسبت بہت کم ہے - سلسلہ کبرویہ کے مقام سے آگے بڑھکر ان مشائخ
کبار سہروردیہ کے مقام پر نفعنا اللہ ببرکات حقائقہم عبور ہوا - جو شیخ الشیوخ

شہاب الملۃ والدین شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے اس جانب ہین - یہ مقام پیروی سنت نبوی علیہ السلام کے فروغ سے آراستہ - اور جمال فوق الفوق کے مشاہدہ سے پیراستہ ہے - عبادات کی توفیق - اور خدا پرستی کی طاقت اس مقام کے ساتھ ساتھ ہے بعض نا رسیدہ سالک جو عبادات نافلہ مین سخت منہمک ہین - اور اسی خشک پرستش سے آرام پا رہے ہین - ان کو فی الجملہ حصہ بحسب مناسبت اسی مقام سے ملتا ہے - غرض یہ ہے کہ نفل عبادت سے یہ مقام حاصل ہوتا ہے - القصہ یہ ایک بے نظیر مقام ہے - ایزدی فروغ جو اس مقام پر نظر آتا ہے - دوسرے مقامات پر نظر نہین آتا - اور اس مقام کے لوگ کمال متابعت اور پیروی سنت کی وجہ سے - دوسرے عالی مقام خدا شناسون سے قدر اور شان مین اعظم اور ارفع ہین - اگرچہ عروج اور فوقیت کے اعتبار سے دوسرے مقامات بلند زیادہ ہین - لیکن جو کچھ اس مقام والون کو حاصل ہے دوسرے مقامات والون کو میسر نہین ہے - سہروردیہ مقام کے بعد - جذبہ کے مرتبہ پر اوترا - یہ مقام سب اعلیٰ جذبات کے مقامات کو جامع ہے - پھر مجکو اس مقام سے بھی اوترنا پڑا - مراتب نزول کی نہایت - مقام قلب تک ہے - جو حقیقت جامع ہے - اور ارشاد وتکمیل اسی مقام پر اوترنے سے وابستہ ہے - اس مقام پر تمکین حاصل ہونے کے بعد پھر ایک دفعہ عروج واقع ہوا - اس دفعہ اصل کو بھی ظل کی طرح سے چھوڑنا پڑا جب یہ عروج ہوا - تو اس دوسری دفعہ مین مقام قلب پر تمکین حاصل ہو گئی - الحمد للہ علی کل حال ومقال؎

ایک کتاب معارف لدنیہ آپ کی تصنیفات سے ہے - اس مین آپ تحریر فرماتے ہین -

"خدا شناسون کی جماعت کو کامل توجہ اور خاص حضور کے اعتبار سے بحکم[1] فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا ایسا عالی درجہ حاصل ہے - کہ جس مین سالکون مین سے کسی سالک کی نہ گزر ہے - اور نہ نظر ہے - اس تفرقہ کا اصلی راز یہ ہے - کہ جب تک ارواح کا تعلق اور تعشق بدن کے ساتھ نہین ہوا تھا - تب تک ارواح کو حق سبحانہ کے ساتھ حضوری حاصل تھی - پھر جب حسب فرمان اعیان ثابتہ ارواح کا تعلق اور تعشق - ابدان کے ساتھ ہوا - تو وہ حضور فی الجملہ جاتا رہا (۱) بعض کا تو سابقہ حضور

[1] یہ خدا کی دبنائی ہوئی) سرشت ہے - جس پر خدا نے لوگون کو پیدا کیا ہے ۱۲ -

بالکل موقوف ہوگیا - اور توجہ - تو دو - اور اُس کے لوازم - صرف پیکر کے ساتھ رہ گئے (۲)
اور بعض کی سابقہ توجہ جو مبدء کے ساتھ تھی - بالکل فراموش نہین ہوئی - یعنی عالم
اجسام کے ساتھ وابستگی ہونے کے بعد بھی اُس نسبت کا اثر باقی رہا - اِس بنیاد پر
جب قدیمی توجہ کا فراموش کرنے والا اولین گروہ - پھر مبدء کی طرف عروج کرتا ہے - تو
اُس کو حق کے ساتھ ایسی خاص نسبت اور قرب حاصل ہوتا ہے - کہ پچھلے گروہ کو عروج
اور سلوک کے ذریعے سے اگرچہ ترقی حاصل ہوجاتی ہے - لیکن اُس خاص مرتبہ کی بو تک
اُن کے دماغ مین نہین پہونچتی - کیونکہ صدرالذکر معاملہ اور مقولہ سے ایسا مفہوم ہوا - کہ اولین
فرقہ کا طریقہ استعداد اِس طور پر ہے - کہ جس شے کی طرف توجہ کرتا ہے - اُسی کا رنگ
پکڑ لیتا ہے - اور احوال سابق کا کوئی اثر اُس کے ساتھ باقی نہین رہتا ہے - اور
دوسرے فرقہ کی صور علمیہ کا اقتضا اس طرح پر نہین ہے - بلکہ جس امر کی طرف رخ کرتا ہے -
حالت سابقہ سے کچھہ حصہ اپنے ساتھہ محفوظ رکھکر لائق لباس مین ظہور کرتا ہے - اِس
عقلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے - کہ اس گروہ کی سرشت - قصور توجہ پر - اور دوسری جماعت
کی خلقت کمال تعشق پر واقع ہے - **بای معشوق کان** -

ارباب معرفت جو دوربین نظر رکھتے ہین - وہ اچھی طرح جانتے ہین - کہ اِس تفرقہ کے
راز کی بنیاد - کشفی شہادت کے بدون - صرف عقلی دلائل پر قایم کرنا - کوئی استحکام کی بات
نہین ہے - دران حالیکہ عقل اس مدعا کے خلاف اس قضیہ اور تفرقہ مین اس طور پر
دلیل قایم کرتی ہے - کہ مبدء کو بالکل فراموش کرنے سے - اور عنصری ابدان کے لوازم کی
طرف ہمہ نوع متوجہ ہونے سے - ایسا پایا جاتا ہے - کہ عالم وجوب کے ساتھہ مناسبت
قلیل - اور عالم کون ومکان کے ساتھہ خصوصیت زیادہ ہے اور جہان امکان کی طرف نزول
کرنے کے بعد - حضرت باری تعالی کے ساتھہ فی الجملہ تعلق باقی رہنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ ذات باری عز اسمہ کے ساتھہ حد درجہ پر اتصال - اور عالم امکان کی طرف سے بالکل
بے تعلقی ہے - لیکن اِس گروہ کے حقائق کا عالم امکان مین نزول بمقتضائے حکمت
الٰہی ہے پس اِس تقدیر پر عقل کی رو سے عروج اور صعود کے بعد مقام خاص کو دوسری

وجہ والا شخص ہو نہ سکتا ہے - نہ پہلی وجہ والا[۵۱] واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

خلاصہ کلام یہ - کہ دونون توجیہیں باہم ایک دوسرے کو ہٹاتی ہین - لہذا ان دونون فرقون مین سے کسی فرقہ کو عقلیہ دلائل کی رو سے - صدر الذکر وجہ وحدت کے ساتھ مخصوص نہین کر سکتے ہین - اس مین شک نہین کہ تخصیص کی پہلی وجہ مین ازروے تحقیق - علم ازلی کی شان پیدا ہے[۵۲] وھو اعلم بمن ضلّ عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین اور دونون گروہون کے افراد مین مذکورہ بالا خاص مرتبہ کے عام کرنے اور دائر رکھنے کے ساتھ اعتقاد رکھنا - اقرب بہ صواب ہے -

دوسرے ظاہر حال پر - اور[۵۳] ما یبناھد من الافراد پر قیاس کر کے ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمام نوع انسان چار قسم پر منقسم سمجھی جاوے اس طور پر - کہ مذکورۃ الصدر دو گروہون مین سے جو اُوہ ابدان کے ساتھ تعلق پیدا ہونے کے بعد اپنے تئین مع تمام گزشتہ حالات کے بھول جاتا ہے وہ منجملہ چار قسم کے قسم اول مین شمار کیا جاوے - اور اس مقام والے عام لوگ اور اہل تقلید ہین - اور ترکیبی صورت کے ساتھ تعلق پیدا ہونے کے بعد جن اصحاب کا حضور اپنے مبدء کے ساتھ باقی رہتا ہے - یہ اصحاب مقدار تعلق کے اعتبار سے تین اقسام پر منقسم ہین - یعنی ان لوگون کا تعلق دونون طرف برابر ہے یا نہین ہے - جن لوگون کا تعلق طرفین کے ساتھ برابر نہین ہے - ان کی دو قسمین ہین - کیونکہ راجح تعلق یا تو قدم کی طرف ہوگا یا حدوث کی طرف ہوگا - پس جو لوگ حدوث کی طرف تعلق راجح رکھتے ہین - وہ اصحاب استدلال - اور ارباب براہین - علمیہ وعقلیہ ہین - اور جو لوگ قدم کی جانب زیادہ تعلق رکھتے ہین - وہ ذات احدیۃ کے انوار مستغرق اور اہل جذبہ ہین - اور جو لوگ دونون طرف برابر تعلق رکھتے ہین وہ صاحبان کشف وتحقیق ہین - اور

---

[۵۱] حقیقت حال کو اللہ جل شانہ ہی خوب جانتا ہے ۱۲-

[۵۲] - جو شخص خدا کے راستہ سے بھٹکا - اُس کو وہ خوب جانتا ہے - اور ہیزوہ اون کو ہی خوب جانتا ہے جو راہِ راست پر ہین ۱۲ [۵۳] افراد مین سے جو نظر آتے ہین ۱۲

اسی شکل کی تقسیم آیہ کریمہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ سے بھی مفہوم ہوتی ہے۔ اس طور پر کہ اول
اصطفٰی کے لفظ سے جمہور انام کی دو قسمیں کیں۔ ایک جماعت غیر مختار۔ دوسری
جماعت مختار۔ اور پھر مختار جماعت کو تین اقسام پر منقسم کیا لقولہ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ
مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ پس غیر مختار قسم اول ہے کہ وہ گرفتاران تقلید
ہیں۔ ظالم لنفسہ وہ اصحاب ہیں جو جذب استہلاک کے دریا میں مستغرق ہیں۔ اور
مقتصد وہ لوگ ہیں جو اعتقاد اور استدلال سے پر فضا محل میں آسودہ ہیں۔ اور
سابق بالخیرات وہ جماعت ہے۔ جو مشاہدہ اور معائنہ کے گلزار کی تماشائی ہے۔

اس میں شک نہیں۔ نقل کی کرامی۔ نظر اور عقل کی امداد سے جس قدر تانا تن کر بانا
بن سکتی ہے۔ اس بنے ہوئے کپڑے کا طول اور عرض اس سے زیادہ نہیں ہوگا۔ اگر
کسی شخص کے دل میں اس مقام کی تحقیق کا درد ہو۔ اور وہ چاہے۔ کہ مجرب علاج سے
کامل شفا پاکر تن درست ہو جاوے۔ تو اس کو شیخ الاولیا کی خدمت اور ارشاد سے چارہ جوئی
کرنی چاہیے۔ کیونکہ آج کل در اصل ایسے دردمندوں کے حاذق طبیب ہی ہیں اور خلفائے
حضرت غوث الاولیا میں سے ایک اور جماعت بھی ہے شعار یہ سلسلہ میں ہو چکی ہے
جس کی ولایت اور ہدایت کے آثار باقی ہیں۔ جیسے وجیہ الملۃ والدین علوی گجراتی
شیخ لشکر محمد عارف شیخ شمس الدین شیرازی۔ شیخ صدر الدین محمد شمس بروددہ (بڑودہ)
گجرات۔ شیخ عبدالحی جو شیخ جیو کر کے مشہور ہیں۔ اور نیز دیگر بزرگوار اصحاب ان ارباب
شہود اور اصحاب یقین کے کسی قدر حالات اس مختصر کتاب کی گنجائش کے موافق ہر ایک بزرگوار
کے ذکر خیر میں لکھے گئے ہیں۔ حافظ

ہزار نکتہ باریک تر ز مو اینجا ست	نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

۵۱۔ پوری آیہ اس طور پر ہے۔ ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ
ترجمہ۔ پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث ٹھیرایا۔ جنکو ہم نے (اہل سمجھکر اس کی خدمت کے
لیے) منتخب فرمایا۔ (یعنی مسلمانوں کو) پھر ان میں سے بعض تو (اس پر عمل نہ کرکے) اپنی جانوں پر ستم رو ہے ہیں۔ اور (بعض)
ان میں بیچ کی چال چلے جاتے ہیں۔ اور (بعض) ان میں سے (ایسے بھی ہیں جو) خدا کے حکم سے نیکیوں میں (اوروں سے)

یاد شیخ خدا بخش مندوی

آپ کے آبا و اجداد ہجری آٹھوین صدی کے سنوات مین عربستان سے ہند مین آئے تھے - آپ
کے پیر بیعت شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین ملتانی چشتی ہین - آپ تنہائی اور گمنامی کے محب - گوشہ نشینی اور
خلوت کے مشتاق - مراقبہ اور محاسبہ کے دریا مین مستغرق اور آثار سوز و گداز کے مجموعہ ہین - سلمہ اللہ تعالیٰ
اگرچہ علوم متداولہ کی مختلف فروع اور اصول کے میدان یا نخلستان مین آپ کی عندلیب طبع پرواز
نہین کرتی ہے لیکن اعتقادات کے معانی اور عبادات کے ارکان کی اصلاح کے واسطے جیسے کہ اسنے
مین نک اس قدر علم فقہ سے آگاہی ضرور ہے - آپ کی تجرید کا بیان - تفرید کا اظہار - مخلوق کے ساتھ بیگانگی
اور حق کے ساتھ یگانگی کی تحریر اِن مین سے کوئی چیز - عبارت - اشارت - بیان - یا زبان مین نہین آسکتی -
محض معانی اور معقول ہین - لہذا ان کا ادراک اہل حال و عرفان اور اصحاب ذوق و وجدان کے حوالہ کر کے
آپ کے ماجرا مین سے چند باتین لکھتا ہون اور یہ چند باتین وہی ہین - جو راقم کو بلا واسطہ معلوم ہوئی ہین -

ابتدا ابتدا مین آپ کا پیشہ ندبانی تھا - حریر فروشی کی بھی دوکان کر رکھی تھی - اور الکاسب حبیب اللہ
کے لباس مین یکتا روزگار تھے - سرمایہ مین سے روزانہ محنت کا فائدہ حاصل کر کے ایک حصہ تو مستحق فقرا
کی نذر کر دیتے تھے - ایک حصہ عیال و اطفال کی معاش کے نام زد کرتے تھے - اور ایک حصہ اپنی قوت
اور مہمانون کی ضیافت کے نام سے اٹھا لیتے تھے - اِس درویشانہ انتظام کے ساتھ پندرہ سال کی عمر سے چالیس سال تک
بسر کی اور ترک خانہ نشینی اور اختیار گوشہ گزینی کی آرزو کو اپنے دل کے اندر پرورش دیتے تھے - اسی کشاکش
مین جب آپکی عمر چالیس سال کی ہو گئی - تو تجرد گزینی کا نشہ ابھرا - ایکبارگی خدا طلبی کا جوش - اور حق شناسی کی
خواہش کا سیلاب آیا - اور اسنے آپکے صنوبری دل کو شوق کا فوارہ بنایا - جو کچھ گزر اوقات کے واسطے بساط
مین تھا - وہ تمام و کمال آپنے بے اختیار ہو کر عام محتاجون پر لٹا دیا - اور خود خاص درویشی کا جامہ پہن کر
مقصد اور آلہی معرفت کی یافت کے واسطے ہر ایک دل سے اور ہر ایک دروازہ سے گدائی کرنے لگے
ایک مدت تک اس طریق مین بھی عمر گزاری - پھر آخر کار ہجری سنہ نو سو اکیاسی مین خضر سیرت مرشد کی بابرکات
صحبت سے کسی قدر گوناگون اضطراب کا جوش تسکین اور تمکین کے ساتھ دل مین فرو ہوا - ساگر تالاب
کے کنارہ ایک پشتہ پر ایک کہنہ مسجد تھی - اُس کی مرمت فرما کر قبر کی طرح ایک چھوٹا سا حجرہ اُس کی چھت کے

پیچھے بنایا۔ یہ حجرہ آبادی سے ایک کوس دور ہے۔ اس تاریخ سے ہجری سنہ ایک ہزار بائیس تک ایزدی عنایت سے حجرہ مذکور مین استقامت کے ساتھ تنہا بیٹھے رہے۔ اور آخرکار فقر و بینوائی کے بارہ مین جس درجہ کے آپ متلاشی تھے۔ وہ درجہ آپ کی استعداد کے موافق حاصل ہوا یافت اور شناخت کی بخیہ جو آپ کی گدڑی پر لگی۔ تو گدڑی مذکور شاہی سوزنی بن گئی۔ اب آپ کی زبان حال نے لیس فی جبتی سوی اللہ کا ترانہ گانا شروع کیا۔ گوچند سال سے آپ کا آستانہ اکابر اور اصاغر کا مرجع ہوگیا ہے۔ لیکن آپ کی ملازمت حاصل ہوجانا۔ عالی شان سلاطین اور سپہ سالار امرائے اعظم کے بھی اختیار اور قبضہ قدرت مین نہین ہے۔ بلکہ آپ کی عنایت اور ارادت کے متعلق ہے۔ تنہا بیٹھے رہنے۔ اور لوگون سے نہ ملنے کی عادت جو ابتدائے زمانہ ترک سے تھی۔ وہی عادت آج تک روز افزون ترقی پر ہے۔ یعنی ملاقات چاہنے والون سے ایک لحظہ کا بھی ملنا آپ اپنے اوپر بار نہین رکھتے ہین۔ نہ درگہ صرف بمقدار ایک فاتحہ پڑھنے کے۔ با اخلاص آنے والون کے نزدیک بیٹھ جاتے ہین۔ بلکہ اکثر اوقات کھڑے ہی رہتے ہین۔ اور جو کچھ خشک و تر اس وقت ہاتھ مین موجود ہوتا ہے۔ پیش کر کے رخصت کر دیتے ہین زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آپ مخلوقات سے علیحدہ رہنے کو تنہائی اور گمنامی کا جز جانتے ہین۔ بالآخر یہی شیوہ آپ کی ناموری اور شہرہ کا باعث ہوا۔ اس مین شک نہین۔ کہ یہ ظاہری اور باطنی موجودات کا مبدا ہی ہے۔ جو تنور سے طوفان کا نکالنے والا ہے۔ اور ہمیشہ تقدیر سے تدبیر منفصل رہتی ہے[۵] عَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ۔

الحمد للہ والمنۃ کہ بایںہمہ۔ ازلی محافظت۔ مصاحبت چاہنے والے اور خدمت کرنے والے لٹیرون کی لوٹ سے آپ کی اوقات شریف کی نگہداشت فرماتی ہے۔ اور آپ کو صرف یاد حق کی طرف متوجہ اور مشغول رکھتی ہے۔ سبحان اللہ سوائے گوشہ نشینی کے۔ مرید کرنا۔ خانقاہ بنانا۔ خادم رکھنا۔ ہنگامہ عرس کو رونق دینا۔ اور سرود و سماع کی مجلس گرم کرنا وغیرہ وغیرہ سلسلہ دوست مشائخ کے کسی طور اور طریقہ سے آپ کی آزاد اور تنہائی پسند طبیعت مقید نہین ہے۔ اس پر بھی آپ اپنے نفس مطمئنہ سے خطاب کر کے اس مضمون کے ساتھ مترنم رہتے ہین۔ نزہت

مجردان طریقت جماعتے دگرا ند	باین صفت کہ تو داری بدان صفت نبرند

[۵] عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بری لگے۔ اور وہ تمہارے حق مین بہتر ہو۔ اور عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے۔ اور وہ تمہارے حق مین بری ہو[۱۲]

ان تمام حقائق کے بیان کا خلاصہ یہ ہے - کہ اپ مشیخت کا بناؤ سنگھار بے تعینی کی سادگی کے عوض فرخت کرکے میدان فنا کے شہسوار اور رسوم شکنی کے معرکہ مین صف شکن ہین[۱] ولا تقولوا لمن هو فانی فی الله وعائش فی لمزاج انه حی علی مثال انفسکم بل هو غریق فی بحر الفنا وانتم لا تشعرون

آپ کی سعید اولاد تین لڑکے اور دو لڑکیان ہین - بڑے شیخ عبدالرحیم ہین - جنہون نے اپنے تئین عین جوانی مین پیری کے کمالات سے آراستہ کیا ہے - اور جو مشائخ اور طبقہ صوفیہ علیہم الرحمۃ کی اصطلاحات مین فہم درست اور استعداد درست رکھتے ہین - منجھلے لڑکے عبداللطیف ہین - حسن سیرت - اور حسن صورت دونون مین متوسط ہین - سب سے چھوٹے تیسرے محمد لطیف ہین - با ادب جوان ہین - اپنے پدر بزرگوار کی خدمت ماعظمت مین قبولیت کا مرتبہ پائے ہوئے ہین - چھوٹی لڑکی مریم نام راقم کے فرزند - برخوردار عبدالاول کے حبالہ نکاح مین ہے - مالک[۲] انی خالق بشرا من طین نے ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین بشب غرہ صفر[۳] ختم الله بالخیر والظفر ایک لڑکا برخوردار عبدالاول مد عمرہ کے گھر عطا فرمایا - ادھر آپ کی بے پروائی - اور ادھر ولادت کی خوشی - اس مین راقم کی غفلت سے کچھ ایسا ہو - کہ جد مادری کے اتفاق کے بدون اُس مبارک نوزاد کا نام شیخ ماہ رکھدیا بدین وجہ شیخ کی خدمت سے کمال خجالت ہوئی - پھر جب واجب العطایا کی عنایت سے تاریخ بیسوین رمضان المبارک ہجری سنہ ایک ہزار اکیس کو دوسرے فرزند کی علیہ صورت - عینی وجود کے لباس مین ظہور پذیر ہوئی - تو شیخ کی ملازمت مین راقم نے حاضر ہوکر مبارک باد کے مراسم ادا کئے - اور تجویز نام کے واسطے التماس کیا - آپ نے فرمایا نام رکھنا آپ کو ہی مبارک ہے - اور تصدیق کرنا - اور مبارک باد دینا ہمارا حق ہے - جب الارشاد مینے عیسیٰ نام تجویز کیا - آپنے مسکراکر دعا دی اور فرمایا[۴] الاسماء ینزل من السماء بہت ہی مناسب اور خوب واقع ہوا - کیونکہ اس کی مان کا نام بھی مریم ہے

---

[۱] جو شخص الله کی ذات مین فنا اور اسرار و سے مزاج زندہ ہو - اُس کو یہ نہ کہو - کہ وہ تم لوگون کی طرح بقیہ حیات ہے - بلکہ وہ دریائے فنا مین مستغرق ہے - تم اسے سمجھ نہیں سکتے ہو ۱۲ [۲] مین مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہون ۱۲ [۳] الله تعالے اوسکو خیر اور ظفر کے ساتھ ختم کرے ۱۲ [۴] اسما آسمان سے اوترتے ہین ۱۲ -

پھر فرمایا - کہ شیخ ماہ آپ کا ہے - اور شیخ عیسی ہمارا - اور یہ کہکر دونون کو سعادت بخش دعاؤن کے ساتھہ سربلند فرمایا - خدا کرے سب کو علم سے اور عمر سے بہرہ وری نصیب ہو[۵۱] بحرمتہ النبی والہ الامجاد صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین الی یوم الرشاد -

یاد شیخ عبد القادر

آپ - ابی محمد - ابن ابی احمد - ابن ولی ہامون بغدادی کے فرزند رشید - اور سید جمال ستھری کے مرید ہین زاد بوم باب اللزج - جس کو اہل زمانہ بغداد جدید کہتے ہین - اسی ہین قطب الاقطاب سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی خوابگاہ ہے - رحمتہ اللہ علیہ اور پل کی اُس طرف والی آبادی کا نام بغداد قدیم ہے اس مین امام موسی کاظم کی آسایش گاہ ہے رضی اللہ عنہ اور اہل بغداد اسی کو برج اولیا کہتے ہین جس کے اندر ایک روایت سے چوبیس ہزار نامدار مشایخ سوئے ہوئے ہین - اس مین شک نہین جب باحقیقت خداشناس لوگ - چاند سورج کی طرح سالک درویشون کے رہنما ہین تو اس با فروغ گروہ کی آسایش گاہ کا نام برج قرار دینا اہل مذاق سخن آفرینون کو بہت کچھ مزہ دیتا ہے - غوثی اگرچہ اس نغمہ مین دل ربائی کی طرز ضرور ہے - لیکن یہ نغمہ - پردہ آغاز کے ہم آواز نہین ہے - لہذا ایسی کے اُٹھا جس کا راستہ اصل مقام کی طرف پلٹ جاوے - ایک روز آپ کے حالات راقم نے دریافت کئے تو فرمایا -

ایزدی مشیت کے سبب مین اپنی زاد بوم مین ڈہائی برس کی عمر کو پہونچکر بے باپ ہوگیا - لہذا عم مکرم نے میری پرورش اپنے ذمہ لی - نو برس کی عمر مین کلام ربانی حفظ کر لیا - جب گیارہوین سال کا آغاز ہوا - تو عم مکرم مجکو اپنے ہمراہ بندر گوہ کو لے گئے - وہان پر عم مکرم سامان سفر باندہ کر اُس جہان کو روانہ ہوئے - مین جب تک سولہ برس کا نہین ہو لیا تب تک اُس بندر سے باہر نکلنا نہین ہوا - القصہ ہجری سنہ نوسو چہیاسٹھ مین کہ یہی سال سلطان مظفر ابن محمود کے جلوس کا ہے احمد آباد گجرات مین آیا - یہان پر چند روز سرکہیج کے مدرسہ مین فقیہ حسن عرب کی ملازمت مین علوم ادب کی تحصیل کی فقیہ صاحب - داہولی کر کے مشہور ہین - اس کے بعد

---

[۵۱] - بنی - اور بنی کے بزرگ اولاد کی عزت کے طفیل مین - اللہ تعالی کی رحمت بنی پر اور اولاد بنی پر غرض کہ سب پر یوم قیامت تک رہے ۱۲ -

شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے عقلی علم حاصل کیا- اسی اثنا مین قاضی علاء الدین عیسی احمد آبادی کی خدمت مین علم کلام کی کتابین نکالین- بالآخر اپنی جملہ تحصیل کو شیخ وجیہ الدین علوی شطاری کی خانقاہ مین رہ کر کمال کے درجہ پر پہونچایا ہجری سنہ نوسوبیاسی مین جب کہ عرش آستانی اکبر شاہ نے گجرات فتح کیا ہے مینے تحصیل علم کے واسطے دار السلطنۃ آگرہ کی طرف سامان باندہا- چند روز بعد شرح تجرید کا قدیم حاشیہ تحریر اقلیدس مجسطی- شرح تذکرہ مولانا نظام الدین- اور نیز دیگر بعض ادبی علوم- علامی میر فتح اللہ شیرازی کے درس مین منکر شدہ تان خاطر کی آئینہ بندی کی- پورے ایک ہزار سال ہجری مین ملک الشعرا شیخ فیضی فیاضی ابن شیخ مبارک نفر- نہایت خواہش کی کہ مجھے اپنے ہمراہ دکن کو لیگئے راقم بھی اپنے وطن سے جو دکن کے مین راستہ پر واقع ہے- طوعًا وکرہًا ہمراہ ہوکر اس جانے مین شریک تھا- جب بازگشت ہوئی تو آپ اُسی مین کے اندر ملک الشعرا کی ہمراہی سے رہ گئے تھے- یہان پر اس شہر کے طالبان علم کی فیض رسانی شروع کی- ہجری سنہ ایک ہزار اکیس تک آپ کے وجود سے مسند فیض رسانی رونق پر رہے- اسی جگہہ عقد بھی کر دیا ہے- دو لڑکے- اور ایک لڑکی اس بیوی سے ہین- ابو علی فیاض اور ابا حسن فیاض نام بھی ہین- اور نیز ان دونون تاج دانش کے گوہر دن کی تاریخ ہا ے ولادت بھی ہین- اولین فرزند نے ہجری سنہ ایک ہزار اکیس مین عالم روحانی کو کوچ کیا- دوسرے فرزند بقید حیات ہین- اللہ تعالی جل شانہ عمر طبعی کو پہونچا وے قصائد کا ایک دیوان متنبیانہ طرز پر- ہر ایک فن کی کتابون پر جستہ جستہ حاشئے- عربی عبارت کا ایک رسالہ جو نہایت سنجیدگی اور تازگی کے ساتھ ملک الشعرا کے بعض حالات کے بیان مین ہے- اور ایک رسالہ علم کی تعریف مین متکلم اور حکیم کی طرز پر جو شیخ ابو الفضل مبارک کے نام سے معنون ہے- اس قدر تو انکی تصنیفات ہین- ناظرین پر مخفی نہ رہے- کہ صدر الذکر نمائشی حالات بعض تو خود صاحب حالات کے بیان پر- اور بعض راقم کی معلومات پر لکھے گئے ہین-

مصرع آب حیوان تر امان علم اوست

یاد سید احمد افغان

پنجاب کے پرگنات مین ایک بستی قصبہ بجوارہ ہے- اُس مین آپ گوشہ نشین تے شیخ محمد ابن الیاس

شیوہ نوغشتی کے فرزند ہیں۔ صوری اور معنوی فضیلت کی تحصیل مین آپنے اپنی استعداد پوری کر لی تھی۔ جب آپ کے پدر بزرگوار ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین نزق کے ویران گوشہ سے صبح کے آباد صحن مین چلے گئے۔ تو جانشینی کی مسند کو آپ کے وجود سے شرف حاصل ہوا۔ آپنے آباؤ اجداد کے مراسم سلوک کو اپنا دستور العمل بنایا۔ کہتے ہین۔ آپنے دانش و بنیش زیادہ تر۔ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے۔ اور کمتر شیخ الہداد لاہوری کی شاگردی سے حاصل کی تھی۔ جب ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین شہنشاہ کشورستان اکبرشاہ نے اقلیم زندگانی کے تصرفات۔ اور عنصری کشور کے تمتعات رخصت فرمائے۔ تو اُس کے پور پر نور نورالدین جہانگیر شاہ سے تاج و تخت سلطنت کو رونق ہوئی۔ جس کے گرامی نام پر اس کتاب کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس اثنا مین شہنشاہ نورالدین کے بیٹے سلطان خسرو کو چند امرا جو عقل مین جوان مگر بے قوت تھے۔ دارالسلطنۃ سے نکال کر لاہور کی طرف چلے گئے۔ پیچھے سے ہوشیار فرمان روا بھی تعاقب کرتا ہوا جا پہونچا۔ اس غرض سے کہ نصیحت کو کام فرما کر اُس کو ناہموار بے راہی سے باز رکھے۔ اور ادب اور فرمان برداری کے راستہ مین لے آوے۔ مگر سلطان خسرو نے حقوق کا کچھ لحاظ نہ کرکے جنگ کی طرح ڈالی۔ بالآخر اُس کی سپاہ نے شکست کھائی۔ **القصہ** اس فتنہ انگیز سال مین ہر ایک تقریب سے شہنشاہ کی محفل مین باوجود کمال ارزانی کے اسی قسم کی گفت وگو کا نرخ بڑھ گیا تھا۔ ایک روز ایک ندیم نے سادات صفویہ کے سلسلہ مین سلطنت ایران کے انتقال کا باعث عرض کیا۔ اس اثنا مین ایک اور شخص بول اُٹھا۔ کہ اس وقت مین بھی چند درویش صورت اشخاص ایسے ہین۔ جو ایک ولایت کی فوج کی برابر اپنے فرمان بردار معتقدین رکھتے ہین۔ انہین مین سے اُس جماعت کے سرگروہ سید احمد افغان ہین۔ جو بجوارہ کی افغان قوم کے اندر جنگ و شورش کا باعث ہوتی ہے۔ اور تمام جماعت آپ کے حکم سے سرتابی نہین کرتی ہے۔ فرمان صادر ہوا۔ کہ اچھا سید احمد افغان دربار معلی مین حاضر کئے جاوین۔ **قصہ کوتاہ** جب آپ شاہی حضور مین پہونچے۔ تو ملازمت شاہی کے آداب بجا نہین لائے۔ بادشاہ نے فرمایا۔ اس دیوانہ کو چند روز قلعہ گوالیار کے اوبستان مین محفوظ رکھو۔ یہان تک کہ حُسن سلوک کے گلوبند مین اپنی گردن دینا گوارا کرے۔ تین برس تک آپ اُس عالی شان قیدخانہ مین کشادہ پیشانی سے خدا کے ساتھ مشغول رہکر زندہ رہے۔ اور ولایت کے متعلق بہت سی فتوحات اور پہلو نشین دشمن پر فیروزی حاصل کی۔ اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار انیس مین خان جہان جن کا قدیمی نام پیر خان ابن دولت خان لودی ہے۔ صوبہ خاندیس اور دکن کے حاکم مقرر کئے

گئے - اور انہیں حدود کی لشکرکشی ان کے ذمہ کی گئی - جب خان جہان قلعہ گوالیار کے نیچے پہونچے - تو واجب العرض بحضور شاہ للکمر التماس کیا - کہ سید احمد اس یورش مین فدوی کے ہمراہ دئے جاوین - یہ گزارش حضور شاہنشاہی مین قبول ہوئی - اس سبب سے آپ خان جہان کے ہمراہ خاندیس تک گئے - اور چند روز برہان پور مین رہے - آخر کار یہ ہوا - کہ خان جہان کے واسطے دارالسلطنت سے فرمان طلب صادر ہوا - اور وہ برہان پور سے دارالسلطنت آگرہ کو روانہ ہوئے - آپ بھی ہمراہ تھے - جب تاریخ چھبیسوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین آپنے اپنی قدوم کی برکات سے منڈو (مانڈو) کو سرفراز کیا - تو راقم حروف بھی آپ کی ملاقات سے بہرہ یاب ہوا تھا - جب راز کی باتین ہونے لگین - تو آپ کی گفت وگو کا سلسلہ اس تقریب پر مائل ہوا -

" ایک روز خان جہان پسر دولت خان لودہی احمد کے مکان مین آئے - اور شیخ علاءالدولہ سمنانی کی چہل مجلس اُن کے ہاتھہ مین تھی - اس کتاب مین شیخ محی الدین عربی کی یہ روایت درج تھی[۱] راءیت ربی جالسًا علی الکرسی وقام بین یدی واجلسنی وقال انت ربی وانا عبدک - یہ رویت مجکو دکہائی - اور میرا دامن پکڑ لیا اس متشابہ قول کے معنی ذہن نشین کئے جاوین - لاچار احمد نے جواب دیا کہ رب اول سے مراد نفس امارہ ہے - جب یہ - عالم کالبد پر قبضہ پالیتا ہے - تو قوی - حواس - اعضا - اور جوارح کا ملک وملکوت اوس کے زیر حکم آجاتا ہے - دل کی کرسی پر نشست کرتا ہے - جو روح کی نشستگاہ ہے - اور علی الاعلان ربوبیت کا دعوی کرتا ہے - اور عنصری اقلیم کے دیگر باشندون کی طرح روح کو بھی اپنی عبودیت مین لینا چاہتا ہے - پہر جب صوفی مجاہدہ اور ریاضت کی بدولت نفس پر فتح پاتا ہے - تو ناچار کرسی نشینی روح کی طرف عود کرآتی ہے - اور نفس اطاعت اور پرستش کے مقام پر کہڑا ہوکر انت ربی وانا عبدک کہکر مراسم بندگی بجالاتا ہے اور روح کے اوپر نفس کی طرف سے رب کا اطلاق اور اقرار یہ بھی شیطان رجیم کا فریب ہے "

[۱] مینے اپنے رب کو دیکھا - کہ کرسی پر بیٹھا ہے (مجھکو دیکھکر) میرے سامنے اُٹھہ کہڑا ہوا - اور مجھکو بٹھایا - اور کہا - تو میرا رب ہے - اور مین تیرا بندہ ہون ۱۲ -

یہ تاویل بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

"مینے مکاشفہ ابن عربی کی عبارت شیخ عیسیٰ کی خدمت مین بھیجی تھی۔ شیخ عیسیٰ نے بھی اپنا مافی الضمیر کئی طرح کی توجیہ اور تاویل کے ساتھ لکھکر میرے پاس روانہ فرمایا۔ چونکہ اُن تاویلات کی نامقبولیت کا حرف میری زبان سے نکلا۔ اور یہ حال شیخ عیسیٰ کو معلوم ہوا تو اُنھون نے اپنا نوشتہ مکرر واپس طلب فرمایا۔ اور پیغام طلب کے ساتھ اُس کے چاک کردینے کی بھی التماس کرکے آرزو ظاہر فرمائی۔ لیکن باوصف چند تلاش کے اُس نوشتہ نے واپسی کی راحت یا چاک ہونے کا رنج نہین دیکھا۔ اب وہ نوشتہ میرے ہمراہ ہے۔ اگر آپ کہین تو منگاؤن"۔

مینے جواب دیا۔ آپ کو اختیار ہے۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ مسیح القلوب کا نوشتہ مینے پڑھا۔ اس مین شک نہین مسیح القلوب کا جام دل۔ وحدت وجود کے فروغ سے منور ہے۔ جس کے کمال کا شاہد عدل یہ توجیہ نامہ ہے۔ اس توجیہ نامہ کے مطالعہ نے خوانندہ کے حسن اعتقاد کی بنیاد مین گویا استحکام کا سیسہ پلا دیا۔ اور جو اعتراضات تاویل کی ہوئی ظاہر روایت پر از روے شریعت و طریقت وارد ہوتے تھے ان اعتراضات کو عقلی و نقلی دلائل۔ اور کشفی و یقینی براہین کے ساتھ دفع کرنے سے ابن عربی کے کشف کی صحت پر ایک حجت قاطع اور اکابر سلف کے ساتھ مشارالیہ کی پیروی پر ایک دلیل واضح ہاتھ آئی۔

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله - اعلم ان توجیه السید احمد ناظر الی ان قائل هذا القول المتشابه امرء مبتدی فی السلوك فارغ عن تزکیة النفس متصف بتصفیة القلب شارع فی تجلیة الروح وتخلیة السر وتاویل مسیح قلوبنا ناطق بان من صدر منه هذا الکلام فهو رجل کامل واصل	جمیع اقسام و انواع حمد اُسی اللہ جل شانہ کو سزاوار ہین جس نے ہم کو یہ ہدایت دی۔ اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت پانے والے نہین تھے۔ واضح ہو۔ کہ سید احمد کی توجیہ سے یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ اس متشابہ قول کا کہنے والا۔ ایسا شخص ہے۔ جو راہ سلوک مین مبتدی ہے۔ تزکیہ نفس سے فارغ ہے۔ تصفیہ قلب کے ساتھ متصف ہے اور جس نے روح کی جلا۔ اور اسرار کے چھپانے کا کام شروع کیا ہے۔ اور ہمارے مسیح القلوب کی تاویل بکہتی ہے۔ کہ جس شخص سے یہ عبارت صادر ہوئی ہے۔ وہ شخص کامل ہے۔ اور درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے

بدرجة الكمال فى الفناء من
لوازم الامكان وفى البقاء
بحقيقة الربوبية فى مقام
الجمع وفى التخلق باخلاق الرحمن
الذى على العرش استوى ثم لا يخفى
على ذائقى عسيلة ابكار الكلام فى
خلوات التشابه بفحولية التاويل
ما فى هذا التعيين والتفريق من
نكتة وهى ان الكلام المتشابه
سواء نزل من الله المرسل الى العبد
المرسل اليه او وصل منه الى الصحابة
او وقع منهم بالتابعين او وصل
منهم الى مشائخنا ومنهم الينا مرآة
ينطبع فيها حقائق مراتب المترجمين
بفهم معانيها - ومحك يظهر به عيار معارج
المتهممين بمعانيها لا يراد به من تكلم بهذا
الكلام لان مراده لا يعلمه الا هو بدليل
قوله تعالى فى حق الآيات المتشابهات
لا يعلم تاويله الا الله فظهر بهذين
التاويلين ما ظهر من حقيقة مرتبتهما
سلمهما الله تعالى وفهمها من له النصفة
رحم الله من انصف -

فنا کے اندر درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے امکانی لوازم چھوڑکر بقا کے اندر
درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے حقیقت ربوبیت کے ساتھ جمع کے مقام
پر - اور تہذیب اخلاق مین درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے - اخلاق رحمن
کے ساتھ - جو عرش پر براجمان ہے جو اصحاب متشابہات کی خلوت
مین - تاویل کی جوانمردی کے ساتھ - دوشیزگان کلام سے لذت پانے
والے ہین - اُن پر وہ نکتہ مخفی نہین ہے جو اس تعین اور تفریق کے
اندر ہے - اور وہ یہ ہے - کہ کلام متشابہ خواہ بھیجنے والے اللہ تعالیٰ جل شانہ
کی طرف سے مرسل الیہ بندہ پر نازل ہوا ہو - یا مرسل الیہ بندہ سے
صحابہؓ کو پہونچا ہو - یا صحابہ سے تابعین کو پہونچا ہو - تابعین سے
ہمارے مشائخ کو اور مشائخ سے ہم کو پہونچا ہو - غرض کہ متشابہ کلام ایک
آئینہ ہے جس کے اندر مترجمون کے درجات کی حقیقتین مفہومات کلام
کے ذریعہ سے منعکس ہوتی ہین - اور نیز متشابہ کلام ایک کسوٹی ہے
جس سے طبع آزمائی کرنے والون کی انتہائی پرواز کی مقدار - معانی کلام
کی رو سے ظاہر ہوجاتی ہے - متشابہ کلام سے وہ مراد نہین ہے - جو
ایسے کلام کے ساتھ تکلم کرنے سے ارادہ کیا جاتا ہے - کیونکہ متشابہ
کلام کی مراد اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کوئی نہین جانتا ہے اس کے
دلیل خود اللہ جل شانہ کا ارشاد آیات متشابہات کے بارہ مین ہے -
لا یعلم تاویلہ الا اللہ پس اِن دونون تاویلون سے جو کچھ ظاہر
ہوا - وہ صدر الذکر دونون اصحاب کے درجات کی حقیقت ہے
اللہ تعالیٰ ان دونون صاحبون کو سلامت رکھے - اور اس بات
کو سمجھا بھی وہی شخص ہے جو منصف ہے - جس نے انصاف
کیا - اللہ تعالیٰ اسپر رحم فرمائے -

معذرت - ہر صاحب کو واضح ہو کہ سبع القلوب کے خط کی نقل اس واسطے جز رگڑ ا نہین

کی گئی۔ کہ یہ ماجرا سید احمد کی خدمت مین اخیر صحبت کے وقت پیش آیا تھا۔ اور رات زیادہ گزر جانے کے
سبب بخواست مجلس کے مقدمات کا آغاز ہو گیا۔ تکلیف دہی کا خیال بھی دامنگیر ہوا۔ اگرچہ نقل کر لینا
ممکن تھا۔ لیکن دوبارہ مجلس کی نوبت پہونچنے کا بھی گمان تھا۔ اس گمان نے کوشش کے چہرہ پر یون
ہی سستی کا نقاب ڈالا۔ اور مسافر عزیز کا کوچ علی الصباح ہی ہو گیا۔ اس سبب سے یہ اندیشہ جو دل کے اندر تھا۔
پورا نہ ہو سکا۔ ایک مدت تک یہ دو اندیشی دل کے اندر کھٹکتی رہی۔ (۱) ایک مسوح القلوب کے خط کی نقل نہ
لینے کی پشیمانی (۲) دوسرا اس خط پر سید احمد کا اعتراض الحمد للہ کہ غیبی صفائی اور ارادت کی برکت
سے مذکورہ بالا خس و خاشاک سلوک کے راستہ سے دور ہوا بلکہ اس تجربہ کے سبب سے یہ ہوش اول سے
بھی زیادہ ہوا۔ کہ جو شخص۔ زمانہ حال کی قدر نہ جانے۔ شک مین رہ کر نیک کام کرنے کو زمانہ استقبال پر
موقوف رکھے۔ اور آج کا کام کل پر چھوڑے۔ وہ شخص جلد عظیم نقصان کی پشیمانی اٹھاوے گا۔ بقیۃ العمر
اس کو نایابی کی حسرت مین گزارنا پڑے گی۔ اور [۵۱] الوقت سیف قاطع کا زخم کھا کر۔ مرہم نہ ملنے کے سبب سے
اس کے التیام کی آرزو مین۔ ہمیشہ گرفتار رہے گا۔ اور وقتاً فوقتاً ہمیشہ آگاہی ملنے سے یہ ہدایت ہوئی کہ
جس کسی کے قول و فعل کا مضمون تجھکو ناگوار گزرے۔ اس کو مبدا کی طرف سے تصور کرکے۔ نکتہ چینی
اور اعتراض کا ذریعہ نہ بنانا۔ اور عقیدے کے بازار مین جو فروش گندم نما نہ بننا۔ کیونکہ [۵۲] ما بداب علی الارض
تمام۔ الہی تقدیر کے قبضہ قدرت مین ہین حرکات اور سکنات مین خود کوئی اختیار نہین رکھتے ہین بالخصوص
آدمی زاد۔ جو کمال اسمائی کا مظہر ہے پھر جو بزرگوار اصحاب ایزدی اخلاق کے ساتھ تہذیب یافتہ ہین
اُن کے حالات اور افعال کو الہی شان اور الٰہی اوامر سمجھکر دل کے اندر روگردانی کا خیال نہ آنے دینا۔ کیونکہ
باحقیقت خداشناسون کے اقوال اور افعال۔ مخاطبین کے مختلف ادراکات اور استعدادات پر لحاظ کرکے
بعض کی نسبت جان گزا۔ اور بعض کے حق مین جان بخش کا حکم رکھتے ہین۔ ان کی مثال قرآن مجید کی سی
ہے۔ جس کے منصوص احکام بعض کے اعتبار سے نافع۔ اور بعض کے اعتبار سے ضار واقع ہوئے
ہین۔ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا پس اس جگہ کسی قدر دوربینی کو کام فرمانا چاہیے۔ تاکہ جلد
معلوم ہو جاوے۔ کہ جس قدر اوراق قرآنی کے اندر وعدہ اور وعید کی آیتین آج کے روز موجود ہین یہ
تمام خاتم النبوۃ علیہ السلام پر جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے پروردگار جل اسمہ کی بھیجی

---

[۵۱] وقت شمشیر برّان کا حکم رکھتا ہے۔ ۱۲ [۵۲] جو متحرک زمین پر چلتا ہے ۱۲

ہوئی ہین - اب انصاف کے گریبان مین سر جہکا کر معلوم کرنا چاہیے - کہ ان لکھے ہوئے قرآنون کے دشمن
ماننے سے - ایمان کا جلانا - اور دہونا دل مین لانے سے کس قدر کفر اور ضلالت کا نتیجہ پیدا ہوگا - اور اس کا
ثمرہ کیا ہے - اسی طرح سمجھنا چاہیے - کہ ہر ایک شخص کے حالات کی حقیقتین - اوس کی صورت علیہ کے موافق
ہوتی ہین - باینہمہ لوگون کے اقوال اور افعال کی عیب گیری کی جاتی ہے - پس ظاہر ہے کہ اس سے
کس قدر گمراہی اور سیاہ دلی پیدا ہوگی - اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا - کیونکہ صاحبان نبوت کی آیات اور معجزات کا
نزول - ظاہری اور باطنی دونون طرح کی وحی سے ہوا ہے - اور اصحاب ولایت کے معاملات اور مکاشفات
کا ورود صرف باطنی وحی سے ہوتا ہے -

آن نیست کلک صنع کہ خطِ خطا کشد	بر حرف ہیچکس منہ انگشتِ اعتراض

کہتے ہین - سلطان سادات - اور برہان مشائخ شاہ محمد بخاری - جن کی اخروی خوابگاہ دار الاسلام لاہور
مین ہے ایک دفعہ شیخ محمد افغان کی ملاقات کے واسطے قصبہ بجوارہ مین آئے تہے - جب معرفتون
کے بیانات کا ہنگامہ گرم ہوا - تو ایک تقریب سے اس قسم کی بات نکلی - کہ باوجود شرف سیادت حاصل ہونے
کے اپنے تئین قوم غرغشتی سے ظاہر کرنا - کس غرض سے ہے - اور یہ بہی دریافت کیا کہ یہ نوید اس جانب
کی ہے - یا اُس جانب کی - جواب دیا - کہ فقیر دو جانب جاننے سے ایک طرف ہے - کل امور جانب حق سے
بیان کر کے کبہی کا بول بولتا ہے - اور آج کے بعد جو لڑکا پیدا ہو - اُس کا نام سید احمد رکہا جاوے - یہی وجہ ہے - کہ
یہ خدا پرست بزرگوار اس لقب کے ساتہ مخصوص ہین - کسی قدر اجمالی بیان آپ کے حالات کے
متعلق یہ ہے - کہ آپ وحدت وجود کے باغ کی فضا سے اپنے عقیدہ کے گہوڑے کی باگ کشیدہ رکہتے ہین
آپ کے سلوک کا طریقہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کی پیروی ہے - اور اپنے تئین اویسیہ سلسلہ مین
سے شمار کرتے ہین -

یاد سید ابراہیم نوری

آپ کا سابقہ نام شیخو ہے - زاد بوم غیاث پور جو کیہانہ کر کے مشہور ہے - حویلی حصار کے تعلق
ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین ماہ ربیع الثانی ایک روز راقم نے آپ کے مکان پر جا کر آپ کے
حالات کی حقیقت دریافت کی تہی - تو فرمایا -

ابراہیم کی بارہ سال کی عمر تھی - کہ مکتب کے اندر کلام ربانی کی تصحیح کرتا تھا - ناگاہ سیاحی کی شورش اور الٰہی طلب کی خلش - سودائی دل مین پیدا ہوئی - لہذا وطن چھوڑکر دیوانون کی طرح چل کھڑا ہوا - دہلی مین پہونچکر بہار الاولیا بخاری کے صوفیون کی ایک جماعت کے ساتھ لاہور چلا گیا - یہان پر مولانا اسحٰق کاکو کے درس مین کسی قدر فقہ سیکھی - یہان سے ملتان کو گیا - شیخ کبیر بخاری کی خدمت مین مراسم ارادت بجا لاکر پھر دہلی چلا آیا - اور حضرت غوث الاولیا کی ملازمت سے مشرف یاب ہوا - حضرت غوث الاولیا نے مجھکو شیخ مبارک دانش مند کے حوالہ فرمایا - جو اون کے بڑے خلیفہ ہین - شیخ مبارک کے نزدیک جواہر خمسہ پڑھکر کمالات طریقت حاصل کئے - پھر حجاز کے ارادہ پر لاہور - ملتان - ایران توران - اور شیراز ہوتا ہوا - لار کے راستہ سے بغداد کو چلا گیا اس جگہہ سید زین العابدین امام اور متولی روضہ محی الملۃ غوث العرفا جیلانی کے دیدار سے بہت کچھہ فیض حاصل کیا - یہان سے مرسل مین پہونچکر یونس علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کی اور شام کے اندر جنۃ النسا مین شیخ حسن چشتی کے دیدار سے باطنی فروغ لیا - مدین مین حضرت شعیب علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کرکے تخت رب العالمین کی طرف نکل گیا - یہان سے قدس خلیل کی طرف جاکر مسجد اقصیٰ مین نماز پڑھی - اس کے بعد تمام حصہ جات زمین کی سیاحی کرتا ہوا اسکندریہ کے راستہ سے مصر مین جا پہونچا - یہان پر چند روز رئیس المحدثین شیخ محمد بکری کی ملازمت سے حدیث اور تفسیر کا استفادہ کیا - پھر مصر سے دریاے شور مین قدم رکھا - اثناے راہ مین شیخ ابوالحسن شاذلی کی خاک پاک کی زیارت کی اس کے بعد دریاے شیرین پر سے عبور کرکے - مدینہ مکرمہ مین حضور کے آستانہ کی خاک پر ناک رگڑی پھر یہان سے قافلہ کے ہمراہ مکہ معظمہ کو روانہ ہوکر ارکان حج ادا کئے - شیخ علی متقی کی ملازمت سے بھی یہان مشرف ہوا - چونکہ کوہ طور مین بارہ سال خلوت کے اندر رہ چکا تھا - لہذا شیخ نے جلدی ہی خرقہ خلافت پہنا دیا - اور ابراہیم نوری خطاب ملا - بعدہ جدہ کے راستہ سے روپار جہاز پر سوار ہوکر باب مندب کے جزیرہ مین جا اوترا - یمن دیکھنے کا شوق ہوا - تو اس سرزمین کی بھی سیر کرکے عدن کے جہاز مین سوار ہوا اور اکیس روز کے اندر دیو بندر مین جا پہونچا - چند

سورت کی سیر کی اس سیر کے اندر شیخ جمال نوری اور سید حبیب کی ملازمت سے جونگڈہ
مین فیض پایا - قصبہ لاٹھی مین ایک بزرگ سید کی قبر پر فاتحہ پڑہ کر سلطان خواجہ احمد دانشمند
سے بھی ملاقات کی - جو سید محمد گیسو دراز کے باواسطہ خلفاے اعظم مین سے ہین - یہان
غیبی اشارہ ہوا - تو ان کی تلقین مین داخل ہو کر بہت کچھ فائدہ حاصل کیا - پہر ڈونگرپور
کے راستہ سے بانسواڑہ ہو کر مندسور کو دیکھا - اور ہجری سنہ نوسو اٹھتر مین اجین مالوہ
کے اندر آگیا - اور یہین بوریا بچھا کر قیام کر لیا - اس کے بعد تین دفعہ یہان سے اپنے قدیمی
وطن کو قدم بڑہایا ہے - ایک دفعہ والدین کی پابوسی کے واسطے - دوسری دفعہ ان کی
رحلت کے بعد فاتحہ کے واسطے - تیسری دفعہ پدر بزرگوار کی وفات کے بعد - ان کی خاک
پاک کی زیارت کے واسطے - ان تین سفرون کے سوا پہر کبھی اپنی خلوت کدہ سے
نکل کر کسی شخص کے گہر جانے سے پانون خاک آلود نہین کیا -

اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کا شکر ہے - کہ دل اور پانون دونون شکستہ ہین - اور سیورغال
(معین وجہ معاش) کے طور پر حاکم صوبہ اور گماشتگان حاکم کی طرف سے کوئی چیز قبول نہ کر کے - روزی
کی طرف سے تمام عمر آسانی کے ساتھہ پوری کر دی - آپ کی دل افروز باتون مین سے یہ بات بھی ہے -
خداوندا قبلہ کی طرف یا قبیلہ (پدری خاندان) کی طرف قدم فرسائی کی توفیق عطا فرما - اور اس کے
سوا دوسری جگہہ جانے سے بندہ کے پانون مین لنگ پیدا کر دے " آپ نسب کے اندر سید شاہ
اجملی سامانی ترمیذی کو پہونچتے ہین - اور یہ بات تحقیق ہے - کہ سید شاہ سادات ترمیذ مین سے ہین
آپ کے بزرگوار آبا و اجداد کے انساب اور حالات کی تفصیل تاریخ اشتر دشتی مین لکھی ہے -
خدا عمر دراز کرے -

یاد شیخ عبد اللطیف

آپ شیخ نور محمد احمد آبادی کے بیٹے ہین - جب پانچ چہہ سال کی عمر تہی اس وقت مین حضرت
غوث الاولیا نے شیخ نور محمد کو خدمت کے طور پر اپنے فرزند شیخ ضیاء اللہ کی پرورش کے لئے - شہر
نہروالہ مین بہیج دیا تہا - کہتے ہین - شیخ عبد اللطیف کی ولادت - فقر و فاقہ کے زمانہ مین ہوئی تہی -

جب آپ کے ہوش کا زمانہ آیا - تو وہ ایام طفولیت مین فقر وفاقہ کے اندر پائی ہوئی پرورش آپ کے سلوک
کے واسطے - اختیاری فقر مین معین ہوئی - اور اوس نے آپ کے پانون مین ثابت قدمی پیدا کی - ایام
کی گردش اور نفس نافرجام کی رنگ آمیزی بہی اپنے فریب اور افسون سے آپ کے استقامت پسند پانون
کے لئے سنگ راہ یا باعث لغزش نہ ہو سکی - الحمد للہ علی نعمتہ جمال صورتہ - العلمیۃ ہوش اور
اختیار درویشی کے وقت سے ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ تک کہ اس وقت مین آپ کی عمر لطیف
چونسٹھہ سال کی میزان کو پہونچی ہے - اپنے حجرہ سے وجہ معاش کی تجویز کے لئے - باہر نکل کر نصف
قدم بہی تردد کے راستہ مین نہین چلے - اور معین وجہ معاش کے طور پر اُس نواح کے والی اور امرا
سے کوئی روپیہ قبول نہین کیا - کہتے ہن - آپ کے عیال اور اطفال کی یومیہ قوت جب تک شیخ ضیاء اللہ
مسند حیات پر جلوس فرما رہے - تب تک فتوحات ضیائیہ سے متعلق تہی یعنی دار السلطنت آگرہ
سے دار الاسلام احمد آباد مین پہونچتی تہی - اس کے بعد کے چند سال کا حال معلوم نہین ہے -

شیخ داؤد شطاری بیان کرتے ہین - ایک روز شیخ عبد اللطیف نے فرمایا - چونکہ قوت بہم پہونچانے
کے راستہ مین ظاہری بے سببی کی گہاٹی کے اندر نشیب وفراز بہت سے ہین - اس وجہ سے چندروز
تک آزمائش کا پلہ بہاری ہوگیا تہا - اور مین بدستور اپنی ہمت کا پانون صبر وشکیبائی کے دامن مین
سمیٹے ہوئے تہا - لیکن متعلقین کی بے طاقتی پر رحم آتا تہا - ایک رات عالم خواب مین حضرت غوث الاولیا
نے فرمایا - عبد اللطیف - فلان طاق مین ایک سکہ دار شے ہے - وہ لے لو - جب عبادت صبح کے
وظیفون سے فارغ ہوا - تو اوس طاق کو جا کر دیکہا - نقرہ ایک درم ملا - جس سے دو تین روز کی قوت
نکل آئی - اس تاریخ کے بعد پہر کبہی آزمائش نہین کی گئی - اور روزمرہ خرچہ مین تنگی نہین آئی پس معلوم ہوا
کہ روزی آسمان مین ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا
وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ روے زمین پر کوئی جنبش کرنے والا ایسا نہین ہے - جس کی روزی
پروردگار کی جامع الکمالات ذات پر اس کے فضل سے اور اس کے وعدہ کے بموجب نہ ہو - وہ ہر
جنبش کرنے والے کی قرارگاہ کو جانتا ہے - کہ زمین مین کہان پیدا ہوا ہے - اور کہان آرام کرتا ہے جب
مرتا ہے - تو کہان مرتا ہے - کس صورت سے اور کس حالت سے اوس کی پیکر تبدیل ہو جاتی ہے - نیز
جانتا ہے - کہ استقرار سے پہلے کہان رکہا گیا تہا - آیا دواب کے صاحب مین - رحم مین - یا انڈے مین

اور رزق - استقرار - اور استیداع یہ تمام چیزیں لوح محفوظ کے اندر لکھی ہوئی ہیں۔

واضح ہو - کہ لفظ علیٰ لانے سے کچھ تفضیل کے منافات نہیں ہوتی ہے - کیونکہ وعدہ کی ایفاء اور فضل کی ایصال میں مبالغہ ہے - اس کی نظیر یہ ہے کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ اور ایسے لفظ کا لانا جس سے وجوب کا مفہوم پیدا ہو - اس غرض سے ہے - کہ بندوں کو اعتماد ہو - وصول رزق کا یقین ہو - اور ان کے قلوب کو اطمینان حاصل ہو - اور اس میں اشارہ توکل کی طرف ہے - استقرار اور استیداع کے علم کا جو ذکر ہے - اس میں یہ اشارہ ہے کہ ایصال رزق یقینی طور پر ہوگا - اور کتاب مبین میں ان تمام امور کے لکھے ہونے کا جو ذکر ہے - اس میں یہ اشارہ ہے کہ بڑھنے - گھٹنے اور کم و بیش ہو جانے کا وہم نہیں آنے پاوے گا - کیونکہ ایک تو وَمَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ واقع ہے دوسرے جف القلم بما ہو کائن موجود ہے بیت

جامی مکن اندیشہ کہ تغییر نیابد	در روز ازل انچہ مقدر شدہ باشد

قال بعض المحققین اراح القلوب عن تعب التقسیم والافکار عن نصب الترحم فی باب الرزق قال الا علی اللہ رزقہا فسکنت القلوب لما تحققت ان الرزق علی اللہ ویقال اذا کان الرزق علی اللہ فمن المحال طلبہ من غیر اللہ ویقال اذا کان الرزق علی اللہ فصاحب الخاوف فی غلط من حسبانہ - ثم ان اللہ سبحانہ بیّن الرزق الذی علیہ ما حالہ فقال وفی السماء رزقکم وما کان فی السماء لا یوجد فی السوق

بعض عارفین نے فرمایا ہے - اللہ تعالیٰ جل شانہ نے رزق کے بارہ میں رحم کو کام فرما کر تقسیم اور افکار کی تکلیفات سے قلوب کو راحت دی ہے جب کہ ارشاد فرمایا ہے الا علی اللہ رزقہا یعنی مخلوقات کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس واسطے قلوب نے تسکین پائی - جب کہ تحقیق کر لیا - کہ رزق بے شک اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے - اور بعض کا کنایہ ہے - کہ جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا - تو غیر اللہ سے اوس کا طلب کرنا محال ہے - اور بعض کا کنایہ ہے جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا ہے تو ڈرنے والا رزق کے حساب کی وجہ سے غلطی میں پڑا ہوا ہے - پھر جو رزق اللہ سبحانہ کے ذمہ ہے اوس کا کیا حال ہے - یہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فی السماء رزقکم یعنی تمہارا رزق آسمان میں ہے - اور جو شے آسمان میں ہوگی وہ بازار میں نہیں پائی جا سکتی ہے - اور نہ مشرق و مغرب کے اندر گشت لگانے سے مل سکتی ہے - اور بعض کا کنایہ ہے -

ولا تتطوان فی الغرب و المشرق ویقال الارزاق مختلفۃ فرزق کل حیوان علی ما یلیق بصفتہ ویقال للنفوس رزق وھو غذاء طریقۃ الحلق وللقلوب رزق موجدہ الحق ۔ و لو نقل ما لبسہ ھیہ و مقدار ما یکفیہ بل ھو موکول الی مشیتہ فمن موسع علیہ ومن مقدر علیہ	ارزاق مختلف ہین ۔ پس ہر ایک حیوان کا رزق اُس طور پر ہے جو اُس کی شان کے مناسب ہے ۔ اور بعض کا کنایہ ہے ۔ نفوس کا رزق علیحدہ معین ہے اور یہ ایک غذا ہے جس کا راستہ حلق ہے ۔ اور قلوب کا رزق علیحدہ ہے جس کا موجد حق سبحانہ ہے ۔ اور ہم نے وہ شے بیان نہین کی ہے جس کی خواہش رزق کمانے والا کرے ۔ اور نہ وہ مقدار بیان کی ہے جو رزق کمانے والے کو کفایت کرے ۔ بلکہ یہ دونون باتین مشیت آلہی کے سپرد ہین ۔ پس ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار کے موافق اور غیر ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار کے موافق اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے ۔

یاد شیخ عبد الستار

آپ علم و عمر سے برخوردار ۔ ربانی دانش کے حاکم پسندیدہ افعال ۔ اور سمیع القلوب کے بڑے بیٹے ہین ۔ امر ایجادی کی رہنمائی سے عالم جوانی مین ہی ترک اور توبہ کی توفیق ہوئی تھی ۔ آپ کا طریقہ سلوک خدا طلب ریاضت مندون کے واسطے دستور العمل ہوا ہے آپ کے چھوٹے بھائی شیخ فتح محمد ہین ۔ فتح اللہ علیہ ابواب کل خیر کما فتح علی اولیائہ برخورداری ۔ کامیابی ۔ ادراک ۔ اور فراست کے آثار و احکام ان کی پیشانی سے بہت کچھ نمایان ہین ۔ مصرع ع باد عمرش عمر شیخ المرسلین ۔

ایک شخص صوفی کرز علی قرب سمیع الاولیا کے برگزیدہ درویشون مین سے ہین ۔ ایک روز کہتے تھے ایک مدت تک شیخ عبد الستار نے ۔ ریاضت کی غرض سے کھانے پینے کا راستہ اپنے اوپر روک دیا تھا جب یہ خبر آپ کے والد ماجد کو پہونچی ۔ تو ایک پیالا شوربا کا دیکر مجھکو آپکے پاس بھیجا ۔ اور وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ کے مضمون سے متنبہ کیا ۔ اور مسنون ریاضت کے واسطے پیغام فرمایا ۔ جو افراط اور تفریط کے درمیان مین ہے ۔ ناچار ہوکر آپنے یہ ارشاد قبول کیا ۔ اور تھوڑا تھوڑا کھانا شروع کر دیا تاکہ تن گدازی کی مشق بھی قایم رہے جو خاص آپ کی نیت تھی ۔ آپنے ظاہری علوم اور معنوی معارف کی اکثر تحصیل تو اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی ہے ۔ اور ریاضی کے بعض فنون مین میرزا شکر اللہ

له اور ہمنے اُن کے ایسے جثے نہین بنائے ۔ کہ کھانا نہ کھاتے ہون ۱۲ ۔

شیرازی کے شاگرد ہیں - جب میرزا شکراللہ ملک فارس سے ہندوستان مین آئے تھے - تو چند سال برہان پور مین افاضہ اور افادہ کی انجمن گرم رکھی تھی - عبدالرحیم خان خانخانان ان ایام مین صوبہ دکن کے حاکم - اور چارون ارکان فضیلت کے مالک تھے - اور پھر مسیح الاولیا - ولایت معرفت کے والی - اور رسوم کثرت کے مٹانے والے موجود تھے - ان دونون اصحاب کی محبت اور ہمسائگی کے ذوق نے میرزا کو قیام برہان پور پر مجبور کیا - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین سپہ سالار کے ہمرکاب دارالسلطنۃ آگرہ کو چلے گئے اور سیان فرمان روائے زمانہ کی ملازمت مین پہونچکر ان کے اقبال کا درجہ - ترقی پاگیا - خدا عمر کرے -

یاد شیخ فیض اللہ نارنولی

آپ نے جب تک ترک و تجرید اختیار نہین کی تھی - تب تک آپ خوراک حمالی کے ذریعہ سے بہم پہونچاتے تھے - ایکبارگی - آپ کو توفیق شیخ نظام نارنولی چشتی کے دربار مین موکشان لے گئی - یہان پر آپ لوازم ارادت بجالاکر شیوۂ درویشی مین سرگرم ہوئے - اور پیر کی روشن تلقین کی امداد سے اپنے آبا و اجداد کا پیشہ ترک کرکے توکل کا خرقہ پہن لیا - ناگاہ ایک کسبی کے جمال سے دلبستگی پیدا ہوئی اور بڑھتے بڑھتے آخرکار اوس کے سودا مین بیخودی - گرفتاری - اور عاشقی کی نوبت یہان تک پہونچی - کہ ننگ و ناموس کا خیال بھی پس پشت ڈال دیا - کسبی کا طبلہ اور سارنگی کندھے پر اوٹھاکر ہمراہ رہنا لازم کرلیا - القصہ اسی شکل کے ساتھ آپ ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت مین بھی پہونچے - چونکہ آپ عشق کی شورش مین محو - اور حسن کے تلاطم مین مضطرب تھے مجلس کی کیفیت معلوم نہ ہوئی - اور یہ نہ جانا - کہ مین کون ہون - کہان آیا ہون کس کے ہمراہ ہون - کس کے سامنے کھڑا ہون - میرا کیا طریقہ تھا اور اب کیا حال ہوگیا ہے - پیر بزرگوار یہ محویت دیکھکر حیرت مین ہوئے - اور کہا - فیض اللہ - تم دور چلے گئے - اور دیر کردی - اور بھول گئے لوٹ آؤ - ہماری یاد تم کو - اب تمہارے اوپر نہین رہنے دیگی - یہ دل آویز گفتار سنکر معنوی دلدار کے قدمون پر سر رکھا - اور ایک عرصہ دراز تک خودی سے گذرے رہے - جب پھر ہوش آیا - تو سر اوٹھاکر اوستاد پیر کے گردیدہ ہوئے - اور سلوک کا قدم بزرگون کے راستہ مین استحکام کے ساتھ رکھکر نفس کی لڑائی اور ہوسناک تن کے گھلانے مین مشغول ہوئے - رہنما پیر نے ان الفاظ کے ساتھ آپ کی دلاسا فرمائی جس گروہ والے معشوق کے ساتھ تم کو دلبستگی تھی - وہ گروہ واپسین نفس تک تمہارا مطیع فرمان رہے گا -

چنانچہ آج کے روز تک کہ ہجری سنہ کچھ اوپر ایک ہزار ہین۔ گروہ مذکور آپ کی پرستاری مین اپنا مال و منال صرف کر کے آپ کی خوشنودی کا جویان رہتا ہے۔ خدا عمر کرے۔

یاد شیخ نعمة اللہ شیخپوری

آپ۔ وحید العصر شیخ فرید گنجشکر کی نسل سے ہین۔ نیز قرآن مجید کے حافظ۔ ارباب توحید مین منتخب اور ظاہری و معنوی مسالک کے واقف کار ہین۔ آغاز جوانی مین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق آپ کی آئینہ نما صاف طبیعت مین پیدا ہوا۔ تو والدین کی اجازت سے توکل اور تسلیم کو زاد راہ بنا کر دریا کے راستہ سے روانہ ہوئے۔ اور طواف حرمین سے **زادھما اللہ شرفا** سعادت حاصل کر کے قبول اور اقبال دونون پائے۔ چند سال بعد جزیرہ دابھول کے جہاز مین سوار ہو کر ہند کی طرف لوٹ آئے۔ مذکورۃ الصدر بندر مین مسیح الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد نامی اُس نواح کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے نامزد تھے اون کے دیدار سے آنکھون کو منور کیا۔ جب مرشد کے اوصاف کا حُسن شیخ محمد خلیفہ کی پر اثر تقریر سے از راہ گوش۔ مہمان کے دل مین جا گزین ہوا۔ تو دولت ملازمت اور سعادت پابوسی حاصل کرنے کا ولولہ شورش مین آیا۔ بے اختیار صاحب خانقاہ سے۔ سفر برہان پور کی اجازت چاہی۔ جہان مسیح الاولیا کا ہدایت خانہ ہے۔ مقیم نے اس خیال سے۔ کہ چند روز کا توشہ ضرور ہونا چاہیئے۔ کچھ نقد مسافر کی خدمت مین پیشکش کیا۔ آپ کی ہمت نے اِس کو منظور نہ کیا۔ اور کہا۔ مجکو آپ درویشی کے باسعادت گھر کی طرف رہنمائی فرماتے ہین۔ جہان سب چیزون سے زیادہ پسند چیز فقر اور نیستی ہے۔ لہذا یہی بہتر ہے کہ آپ میرے ہمراہ جو کرین۔ وہ قناعت کا توشہ اور توفیق کا نقد ہونا چاہیئے۔ نہ کہ چند پتھر کمر مین باندھ کر دل کو دنیا کا صنم خانہ بنا دین۔

القصہ۔ وارستگی اور آزادی کی رفاقت مین آپ چل کر مسیح الاولیا کی خدمت مین پہونچے اور نشاط دیدار پایا۔ چند روز گرامی صحبت مین رہکر اذکار اور اشغال کی مشق کی۔ اور دانش و بینش ہا اور ظاہری و باطنی صفائی کا سرمایہ فراہم کر کے اپنے وطن کی اجازت لی۔ بالآخر حسب اجازت پیر۔ اپنا کمالاتی سامان بے شمار لیکر قافلہ معرفت کی معیت مین اپنے ملک کو چلے **الحمد للہ والمنۃ** کہ ایسی آراستگی اور پیراستگی کے ساتھ ایک عمر کے انتظار کے بعد پدر بزرگوار کی قدم بوسی حاصل کر کے بہرہ یاب

ہوئے - اور اُسی قدیمی باپ دادون کے گھر مین ایک حجرہ تجویز کرلیا - کہتے ہین - بہت سے ذی استعداد
اور صاحب حوصلہ لوگ آپ کے مرید ہوئے - چونکہ لوگون نے آپ کی ذات مین آثار گنجشکری مشاہدہ کئے
اس واسطے اس نواح کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی ولایت کے گرویدہ ہوئے اور فرید ثانی لقب دیا -
خدا کرے - مبارک ہو -

یاد شیخ صالح حافظ

آپ خان محمد ابن تاج کے بیٹے - اور شیخ نورالدین ضیاء اللہ ابن حضرت غوث الاولیا کے
مرید ہین - زاد بوم جانپانیر گجرات صلاح اور صلح - نگہداشت اور برگزیدگی - طریقت کی طلب - اور
طبیعت کی طرب - یہ تمام خوبیان آپ کے خمیر مین داخل - اور سرشت کے اعتبار سے نمک کا حکم
رکھتی ہین - ملک علام کے کلام کی عبارت حفظ یاد ہے - اوراد - اذکار - اشغال - اور مراقبہ کی مداومت
رکھکر اپنے اوقات عمر زندہ رکھتے ہین - ہمیشہ ربانی کلام کی تلاوت کرتے ہین - جس کے سبب سے موسیٰ
کی طرح کلیم اللہی خلعت زیب بدن ہے - روایت ہے - آپ کلمات علیسوی کے حافظ لافظ - اور ولایت
موسوی کے والی ثانی ہین - جب سے آپنے عاقل بالغ ہوکر خداطلبی کے راستہ مین قدم رکھا ہے - تب
سے ہمیشہ سفر اور حضر مین شریعت کی صراط مستقیم پر چلتے رہے ہین - اور ہمیشہ استقامت کے ساتھ
توکل - اور قناعت کے ساتھ تسلیم - مدنظر رکھی ہے - چالیس سال تک عالم تجرد کا تماشا کیا - اس کے بعد
محمود العاقبتہ شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین رہ کر منڈو - (مانڈو) مین تاہل اختیار کرلیا - لڑکے
ہوگئے - اور سامان خانہ داری بھی بہم پہونچ گیا - تقریبًا پندرہ سال تک دارالسلطنتہ آگرہ کے اندر اپنے
پیر کی ملازمت مین رہکر فقر و درویشی کے اسباب تحصیل کئے - جب پیر بزرگوار کا وصال ہوا تو روح
پرفتوح سے اجازت لیکر منڈو (مانڈو) مین چلے آئے - یہان پر مسافرت کا خیال دل سے نکال دیا اور
گوشہ نامرادی اختیار کیا - آپ کو چند اولیاء اللہ سے خرقہ ہائے خلافت حاصل ہین انہین مین تین
خرقے حضرت غوث الاولیا کے فرزندون سے ہین -
(۱) اپنے پیر سے (۲) شیخ اکمل الدین برہان سے (۳) شیخ اویس سے (۴) شیخ محمود جلال سے -
(۵) مسیح القلوب کی خدمت سے ان اصحاب کے علاوہ دوسرے مشائخ کی طرف سے بھی وجہ مقبولیت

حاصل ہے - ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ آپ راقم گلزار کے ساتھ سفر مین رفیق شفیق - اور وطن مین ہمسایہ مہربان ہین -

مصرع بمن تا عمر باشد ہمچنین باد -

یاد سید احمد قادری

آپ سید الاولیا جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرہما آپ اپنے وقت کے پیشوا اور رہنما ہین ظاہری علم سے بقدر ضرورت حصہ ملا ہے - شہر ٹانڈہ مین وطن اختیار کر لیا ہے - اور یہان والے آپ کے فیض پرورش سے روشن ضمیری حاصل کرتے ہین - آپ کے درویشون کے رہنے کی خانقاہ عرفان اور عبادت کا خزانہ ہے - خدا کرے - عمر ہو -

یاد سید حسن حسینی منڈوی

آپ الہ بخش چشتی کے بیٹے - اور سید علی چشتی کے مرید ہین - جو چھہ واسطے سے سید محمد گیسو دراز کو پہونچتے ہین - زاد بوم منڈو (مانڈو) ہجری سنہ نوسو اڑسٹھ مین پیر خان نے جو اکبر شاہی امراے اعظم مین سے ہین - اولاً مالوہ کو - اور پھر دار الخلافہ منڈو (مانڈو) کو فتح کیا - یہ دستور ہے - اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا [۱] شہر کے باشندے مغلون کے ڈر سے پریشان ہو کر بھاگے اس شورش مین سید کے پدر بزرگوار بھی اپنے فرزندون سے کہین علیحدہ جا پڑے - اور باوصف کوشش کے بھی ایک دوسرے کو نہ پا سکا - اس وقت آپ کی عمر دس برس کی تھی - اس کے بعد آپ کے بہنوئی شیخ فیروز نامی نے آپ کی پرورش کی - اس سبب سے رسمی فضیلتین آپ تحصیل نہ کر سکے - جب زمانہ عقل و ہوش آیا - تو آپ کی بہن نے آپ کو کد خدا کر دیا - اس اثنا مین خدا جوئی کا ولولہ آپ کو پیدا ہوا - مرید ہو گئے - مگر آپ کے پیر نے دنیا سے جلد کوچ فرمایا - آپ کو پیاس رہی - لہذا جمال الاولیا شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین پہونچے علم طریقت حاصل کیا - جب پچیس سال کی عمر ہوئی - تو لوگون سے کنارہ کر لیا حدود شہر کے کنارہ حجرہ بنایا

[۱] بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کر کے اُس) مین داخل ہوا کرتے ہین - تو (اُن کا دستور ہے کہ) اُس کو خراب کر دیا کرتے ہین ۱۲

آج کے روز تک کہ اٹھائیس سال ہوئے - توکل پر گذران کی - امیر یا فقیر جو کوئی آپ کی ملازمت مین جاتا ہے ایک پیالہ چھاچ پیش کرتے ہین - اس مدت مین کبھی دولت مندون کے دروازہ پر نہین گئے - لکڑی اور گھاس جنگل سے لاکر فروخت کرتے ہین - اور اس سے اپنی عیال و اطفال کا صرفہ نکالتے ہین - تمام سال روزہ رکھتے ہین اور افطار کے وقت خشک روٹی کے ٹکڑہ سے روزہ کو وصل سے جدا کرتے ہین - اس طریقہ سے زندگی بسر کر رہے ہین - بہت سے آثار ولایت آپ مین موجود ہین - راقم اذکار مشائخ کے ہم عمر اور ہمدم ہین -

مصرع خدا بر عمرش افزونی فرستاد ؎

یاد شیخ بابو ابن جیون ابن بھائی خان حلیم

آپ سید راجن ابن شاہو کے مرید ہین - نیز شاہ عالم بخاری گجراتی کے پوتون مین سے ہین - عقیق فروش کے لڑکے ہین برہان پور مین چند روز اسی پیشہ سے زندگی گزاری - اس کے بعد ایزدی جذبات کے سبب سے فقیری لباس پہن لیا - جوگیہ رنگ کے کپڑے رکھتے تھے - کھانے کی قسم کی کوئی چیز اپنے کچکول مین بچا کر نہین رکھتے تھے - نیستی کا کملیان - تواضع کے بارے دیار رہتا ہے از روے تعظیم کتے سے بھی لفظ جمع کے ساتھ ہی خطاب کیا کرتے تھے - ذرات کائنات کے ساتھ ادب سے رہتے تھے -

ایک روز آپ سے ایک محرم نے اعتراض کیا - جب آپ گفت وگو مین کتے اور آدمی دونون کو لفظ جمع کے ساتھ بولتے ہین - تو بس ان دونون کے مرتبہ مین آپ کے نزدیک کوئی فرق نہین ٹھیرا - اس طرز سے حفظ مراتب کی رعایت نہ رکھنے کی بو - سننے والون کو آتی ہے فرمایا جمع کے مقام پر کوئی فرق نہین ہے حفظ مراتب کی رعایت جو کچھ ہے فرق کے ہی مقام پر ہے بیت -

محقق ہمان بیند اندر ابل	کہ در نقش خوبان چین و چگل

اور یہ اعتراض صرف لفظ جمع پر وارد ہوتا ہے - اور اگر دونون کلام کے مجموعہ پر - اور اون کے مقاصد پر نظر کی جاوے - تو لامحالہ کوئی فرق نہین ہے - حسین مظاہر کے نظارہ مین آپ کو فروا آیا کرتا تھا - ادنیٰ حسن صورت پر آپ کا دل ٹھکانے نہین رہتا تھا - چند سال تک آپ سفر مین اور حضر مین راقم کے ہم دم رہے تھے - عرس و سماع کے ہنگامہ سے - رقص و جشن کے معرکہ سے اور حسینون کی مجلس سے آپ کو برا بھلا کہکر یا زنجیرون مین باندھ کر بھی ہم باز نہین رکھ سکتے تھے - اور ہمیشہ آپ کی صحبت سے دوست

خوش وقت رہتے تھے۔ مصرع وقت او خوش باد وقت ما خوش ست۔

یاد زندہ حاجی

آپ ذی عقل مجذوب۔ شیخ معروف دھاروال کے مرید۔ اور پایک رام راج کے بیٹے ہین جو بیجانگر کا راجہ تھا۔ بیجانگر ایک بڑا شہر ہے اخیر حد دکن پر ملک سراندیب سے ملا ہوا۔ جس سال مین شاہ احمد نگر حسین نظام الملک نے رام راج کو مار ڈالا۔ اور ملک لوٹ لیا تھا اس سال مین آپ خرد سال تھے قید مین جا پڑے۔ اور مشیت ایزدی نے آپ کی پرورش چند گھرون کے ذریعے مقرر کی جب آپ حد بلوغ کو پہونچے۔ توبند وقچیون مین نوکر ہو گئے۔ یہان محنت معلوم ہوئی تو فقر کی پناہ مین بھاگ کر گھس بیٹھے۔ دار الملک گجراتی کی آستانہ بوسی سے شرف پایا۔ قصبہ دھار مالوہ مین آئے شیخ معروف سعد اللہ چشتی کے مرید ہوئے۔ پھر پیر سے آسودگان ہند کی زیارت کے واسطے اجازت لی۔ اور اس شرف سے مشرف ہو کر لوٹ آئے۔ ہجری سنہ نوسو ستانوین مین پیر کے ساتھ سفر حجاز مین جانے سے معذور رہے۔ لہذا پیر کی اجازت سے راقم کی ہمراہی قبول کی۔ ایک عجیب مزہ دار آدمی ہے۔ اپنے تئین ساتون ولایت کا بادشاہ سمجھتا ہے۔ اور اس سمجھنے پر ناز کرتا ہے۔ کسی شخص کو مرتبہ مین اپنے سے بڑا تصور نہین کرتا۔ سب کو پست نظر سے دیکھتا ہے دنیا دی سر برآوردہ لوگون کے سامنے سر نہین جھکاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی لقمہ بہم پہونچاتا ہے۔ گفتار کبھی وحشت اور کبھی نشاط پیدا کرتی ہے۔ پریشان گوئی مین بھی نفس الامر کی خبر ملتی ہے۔ بے نیازی مین بناوٹ نہین ہے۔ جب راقم آپ کے حالات قلم بند کر رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ لکھے جانے کے قابل بزرگون کے حالات ہوتے ہین۔ حالات لکھے جانے سے ہم بزرگ نہین ہو سکتے۔ اور کاغذ پر سوار ہو کر شہسوارون کے ہم رکاب نہین ہو جاوینگے۔

مصرع نصیبش باد پندارے کہ دارد ؎

یاد شیخ عبد اللہ مجذوب قادری بغدادی

آپ کے اقوال اور افعال۔ ہوش اور دیوانگی کے ہاتھون کشاکش مین رہتے ہین اور آپ کا دماغ مستی اور ہوشیاری کی آمدورفت کے لئے سرائے ہے۔ آپ دولت پرست زمانہ ساز لوگون سے کوئی لقد لیکر

بار احسان نہین اوٹہاتے - اور اپنی نیاز و آرزو کے چہرہ سے نقاب نہین اوٹہنے دیتے - کلام مجید کی تلاوت مین خوشی کے ساتھہ وقت گزارتے ہین - قرآن کا ترجمہ کسیقدر تو ایسی عبارات مین جو نظم قرآنی سے نزدیک ہین - اور کسی قدر ایسے اشارون مین جو فہم سے بالکل دور ہین - بیان کرتے ہین - شیخ محمد برقع پوش کے مرید ہین - جو سید محی الدین جیلانی قدس سرہ کی نسل سے تہے - جب بغداد سے ہند کی طرف آئے - تو ایک مدت تک سیالکوٹ مین - اور چند روز فتح پور مین بسر کی - سخن کو تاہ ہجری سنہ نو سو پچاسی کے اندر قصبہ دسور (مندسور) مین پہونچکر حجرہ اقامت تجویز کیا - کہتے ہین - ایک رات ایک حسین وجمیل عورت اس ارادہ پر - آپ کے مکان کے صحن مین پہونچی - کہ شیخ کی خلوت مین جاوے - اور ہوا و ہوس کا پیمانہ - شہوت کی شراب سے لبریز کرکے کام دل حاصل کرے - کیا دیکہتی ہے - ہر ایک سمت سے کچہہ لوگ بالکل کشتہ اور چند اشخاص نیم کشتہ - خون فشان زخم کہائے ہوئے پڑے ہین - سر سے پانون تک لرزہ پیدا ہوا - یہان تک کہ ٹہوکر کے بدون صحن کے اندر ایک قدم بہی نہ رکہہ سکی - پہر دوسرے روز آئینہ سے زنگ صاف کرکے - پاک دل کے ساتہہ آپ کی ملازمت مین گئی کسی قسم کی زحمت نہ دیکہکر مجلس مین جا پہونچی - آپنے فرمایا - کل کی رات جو وحشت اور آشوب کا سامنا تہا - یہ نفسانی وسواس کا عکس تہا - اور آج کے روز جو دیدار کی حلاوت - اور خاطر کا آرام حاصل ہے یہ توبہ اور پشیمانی کی صورت ہے - للہ الحمد ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ تک آپ کے وجود سے شہر والون کے دل سعادت کے ساتہہ آباد ہین آرزو یہ ہے - کہ اَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ[۱] آپ کی حیات مین اثر بخشے - بیت

خوش قسمت است ہستی اور ابدور عشق	نیمی بدست مستی ونیمی بدست ہوش

یاد شیخ چندن

آپ کی زاد و بوم لاہور ہے - شروع شروع مین صابون فروشی سے آپ اپنی قوت بہم پہونچاتے تہے - جب خداطلبی کی روشنی روزافزون بڑہتی گئی اور اوس نے بالآخر دل کو سر سے پانون تک گہیر لیا - تو آپنے صابون فروشی سے قطعی ہاتہہ اوٹہاکر درویشی اور بے سببی کا گریبان پکڑا - لکایک

[۱] لیکن جو لوگون کے کام آتا ہے وہ زمین مین ٹہیرا رہتا ہے ۱۲

ایسا اتفاق پیش آیا - کہ ازلی ہدایت اور آسمانی کرشمہ کے موجب آپ وطن سے کوچ کر کے شہر بردوان مین چلے آئے - جو سوبہ بنگالہ کا باعث رونق گویا نگینہ ہے - اور شیخ بہرام سقا کے روضہ کے برابر مین ایک صحن کے اندر عبادت کے واسطے مقیمانہ بیٹھ گئے - لیکن ہمیشہ دل مین یہ آرزو آیا کرتی تھی - کہ یہان پر کوئی درخت ہوتا - جس کے سایہ کے اندر کبھی آفتاب کی گرمی سے بچنے کا موقع ملتا - چند روز بعد اس سرزمین مین ایک پودہ اُگا - اور وہ زمانہ کی پرورش سے سایہ دار درخت ہوگیا - آپنے اُس کی جڑ مین ایک دالان بنایا - پھر اسی طرح ایک ایک درجہ کے دالان کی عمارت بلند ہوتی چلی گئی - چنانچہ آپ بتیس سیڑھیان چڑھ کر اوپر پہونچتے ہین - آپ نے اُس جگہہ اپنی قبر بنالی ہے - اور ہر شب جمعہ کو اوس کے اندر گھستے ہین اس اُمید پر - کہ اسی شب کے اندر جانا نصیب ہو جاوے -

رفیق دلہا ہے راسیت روان - عزیز خاطرہا سے خداجویان میر فروغی کا بیان ہے - ایک روز مین آپ کی ملازمت مین پہونچا زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ دوسرے روز وہان جانے سے مین اپنے تئین ضبط نہین کرسکا - لہذا بے ارادہ اُس جگہہ گیا - چونکہ صدرالذکر مقام منظر جمیلہ اور شاہدان دل ربا کا گزرگاہ ہے - لہذا نظر مین گرمی پیدا ہوئی - اس اثنا مین آپنے فرمایا - شروع زمانہ مین جب مینے یہ گوشہ اختیار کیا تھا - تو بہت سے نظرباز بوالہوس لوگون کو درویش کے موجود ہونے سے اس چمنستان مین آنے کا بہانہ ہوجاتا تھا اور بندہ کو ہمیشہ اس سبب سے خجالت ہوتی تھی - کہین ایسا نہو - تماشائی آنے والون سے کوئی نامناسب حرکت سرزد ہوجاوے - جو اُخروی حساب گاہ کے اندر جواب دہی اور گرفتاری کا سبب ہو - چونکہ مبدء کے ساتھ خیرگی ہوئی ہے - قسمتی شکر کو باز رکھکر مجازی نظربازون کو توبہ اور نیکی کی توفیق نے شرف سعادت بخشا - راوی کا بیان ہے - یہ تقریر سنکر انفعال کے سبب سے میرے چہرہ پر آثار پشیمانی ظاہر ہوئے جب میری صورت حال سے آپنے اندرونی مخفی بات معلوم کی - تو فرمایا - سخن معترضانہ نہین کہی گئی ہے - اور دیکھنے دیکھنے مین بہت فرق ہے مصرع نازنین جملہ نازنین ہبیند ؎

القصہ اس طرز کے ساتھ تسلی بخشی -

کم و بیش چالیس سال اسی گوشہ مین توکل تسلیم - طاعت - اور طہارت کے ساتھ گزارے - کسی شخص سے کسی قسم کا نقد - اپنے اختیار سے نہین لیا - اس سبب سے لوگ نذر کا نقد اور جنس

دالان کے صحن مین ڈال آیا کرتے تھے - اُس کو اگر کوئی اُٹھا لیتا تھا تو کچھ پوچھ پاچھ نہین ہوا کرتی تھی اگر اتفاقاً آپ کو بھی کوئی ضروری احتیاج پیش آجاتی تھی - تو دالان پر نظر ڈالتے تھے - اور وہان کی پڑی ہوئی چیز سے مایحتاج رفع کر لیا کرتے تھے - خدا علم کرے -

یاد شیخ تاج

آپ کی زاد بوم فتح آباد ہے - تقدیری کرشمے سے آپ شہر ٹانڈہ مین سامان اقامت لے گئے سلطان محمود فتح آبادی کی نسل سے اور سلطان غیاث بنگالہ کے ہم عصر ہین - اور سلطان غیاث وہ ہین - جن کے نام خداوند لسان الغیب شیرازی نے ایک غزل بھیجی تھی یہ دو بیت اسی غزل کی ہین

آن چشم جادوانہ عابد فریب بین	کش کاروانِ سحر بدنبالہ میرود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند	زین قند فارسی کہ بہ بنگالہ میرود

آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین راہ و روش سنجیدہ - اور ماند بود پسندیدہ ہے - مشائخ زمانہ کی بازگشت آپ کی تلقین و رہنمائی کی طرف - اور دلدادگی - آپ کی مصاحبت اور ملازمت پر بہت کچھ ہے - توکل کو ایثار کے ساتھ اس طرح فراہم کیا ہے کہ آپ کا تمام زمانہ ان دونون طریقون کے بارہ مین خرق عادت سے منسوب ہے - خدا علم کرے - مصرع توکل بر خدا تاج سرش باد؛

یاد شیخ ہمایون مجذوب بہاری

آپ - افغانان سور کے گروہ مین سے ہین - عمر اسّی سے اوپر نکل گئی ہے - آپ کی بیہودگی مین بہت ہی شیرینی ہے - گفتار تقدیری نسخہ ہے - اور مشہر انفاس مین اثرات اُس سے زیادہ ہین جو تحریر مین آسکین - ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین افصح روزگار مقبول دلہائے کامگار میر محمد اشرف فروغی ابن نظیر الدین علی اشرف بلخی کا گزر منڈو (مانڈو) کی طرف ہوا تھا - ایک روز بیان کیا - فروغی - شہر بہار مین انھی مجذوب کی خدمت مین گیا تھا - آپ ایسی مہربانی اور عطوفت سے پیش آئے - جس کی امید مجذوبون سے نہین ہوسکتی ہے - میرے دل مین سفر کا ارادہ مصمم تھا - آپنے صراحت کے ساتھ منع فرمایا - آپ کے بیر بیعت لوگون کی زبان زد نہین ہین - اکثر حالات مین آپ دردناک نغمہ کرتے رہتے ہین - جس سے

محبت والوں کے ہوش جاتے رہتے ہیں۔ اور محویت پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا عمر کرے۔

یادشاہ عمر خوشت گری[۱]

آپ چشتیہ سلسلہ میں مرید۔ اور اصلی و رسمی علوم کی کوٹھی ہیں۔ خانقاہ و مدرسہ بھی رکھتے ہیں اس صوبہ کے اکثر لوگ علمی اور عملی معاملات میں آپ کے فرمانے پر کام کرتے ہیں۔ آپ کے جاذبہ کے زور سے شہوالوں کے دل کی کشش ہمیشہ آپ کی مجلس کی طرف رہتی ہے۔ جو لوگ آپ کی خدمت میں کھڑے رہتے ہیں وہ آپ کی بزرگی اور خرق عادت کی بہت سی باتیں بیان کرتے ہیں۔ دیلوزہ گرزادہ ولان میر فروغی اشرف کہتے تھے۔ مولانا مغیث کاکوکی نسل کا ایک جوان میرے ہمراہ تھا جب شاہ کی خدمت میں پہونچا تو آپ کی ملازمت نے اُس کو ایسا ذوق حاصل ہوا۔ کہ وہ میری ہمراہی سے رہ گیا۔ تھوڑے عرصہ میں آپ کی فیض رہنمائی سے انسانی کمالات حاصل کرکے بہرہ یاب ہوا۔ خدا عمر کرے۔

یاد شیخ جمال بیابانی

آپ اعلیٰ پور بنگالہ میں گوشہ گزین ہیں۔ دنیا کے علم اور زبانی محاورات سے اس قدر واقفیت ہے۔ کہ دینی مطالب اور دنیاوی مقاصد صحیح صورت کے ساتھ ذہن میں آجاتے ہیں۔ بہت مدت تک آبادی سے علیحدہ ہو کر صحرائی جان داروں کے ساتھ نشست برخاست رکھی۔ یہاں تک کہ ہر ایک کے ساتھ باہم آرام کا دادوستد تھا۔ اور نیز وہ آپ کے رام تھے۔ جب ایزدی اسمائی تجلیات سے حسب فرمان صورت علمیہ۔ یہ جذبہ ہوشیاری کے ساتھ تبدیل ہو گیا۔ تو آپ نے سلوک کے راستہ میں قدم رکھا۔ اور لوگوں کے ساتھ صحبت رکھنے سے جو ناگوارائی تھی۔ وہ دور ہوئی۔ اس سبب سے شہر کے کنارہ آپ نے مکان تجویز کیا۔ میر فروغی اللہ جل شانہ اپنا فروغ ان کے راستہ کی شمع بنا دے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سندرہ میں راقم گلزار سے ملاقی ہوئے تھے۔ جب یہ خبر میر صاحب کو ملی۔ کہ میں خدا پرستان کے حالات لکھ رہا ہوں۔ تو جن چند باصفا درویشوں کی ملازمت سے میر صاحب اثنائے سیاحی میں بہرہ یاب ہوئے تھے۔ اُن کے حالات بیان کرنے کی تحریک میر صاحب کو ہوئی۔ بیان کیا۔ شیخ بیابانی نے ایک خوش رنگ بلی مجھکو دی تھی جس کو میں سفر و حضر کے اندر اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا ایک سال مجھکو

---

[۱] خوشت گری بنگال کے مضافات اور ٹانڈہ کے سرحد میں ہے۔

غازی کت کی طرف جانے کا اتفاق ہوا۔ اس راستے مین شیر کا خوف بہت تھا۔ پشیمان ہوا۔ بات کو خواب
مین دیکھا شیخ نے مجکو چند نصیحتین ایسی فصیح البیانی سے فرمائین۔ جس کو فصحاے زمانہ کی عبارت
آرائی نہین پہونچ سکتی ہے۔ پہر فرمایا۔ آزمودہ کار قافلہ والون سے یہ بات کان مین پڑی ہوئی ہے
کہتے ہین۔ جس راستہ مین شیر کا خوف ہو۔ اُس راستہ مین بلی کو ہمراہ رکہنا چاہیے۔ جب تم کو یہ افسون
حاصل ہے۔ تو شیر کی طرف سے خوف نہین کرنا چاہیے۔ آخر کار مین اُس کے دوسرے روز وہ
راستہ امن کے ساتہہ طے کر کے خیر و عافیت سے مقصد کو پہونچ گیا۔

یاد شیخ الهداد ساکن ٹانڈہ

آپ چشتیہ سلسلہ مین سے ہین۔ کتابی علوم کی سمجہہ آپ کو اُس قدر حاصل ہے۔ جس سے
اعتقاد اور عبادت کی درستی ہو جاوے۔ ابتداے حالات مین آپ کو جذبہ تھا۔ اب سلوک مین
آکر شریعت اور طریقت کے عقائد سے آراستگی ہو گئی ہے۔ لوگون کو آپ کی صحبت مین دلبستگی۔ اور
آپ کو لوگون کے اوپر مہربانی بہت کچہہ ہے۔ خدا عمر کرے۔

یاد شیخ کرم اللہ ملتانی

آپ سہروردیہ سلسلہ مین شیخ داؤد ملتانی کے مرید ہین۔ شروع شروع مین آپ کا سلوک جذبہ
کے لگاؤ سے خالی نہ تہا۔ حسین مظاہر پر نظر رہتی تہی۔ صورت دارون کی خوشی یہان تک مد نظر ہوتی
تہی۔ کہ اپنی شیخی کی طرف قطعی نظر نہین کرتے تہے۔ بالآخر آپ اپنی زاد بوم سے شہر ٹانڈہ کی طرف چلے
گئے۔ یہان کے لوگون کی دوستی دامنگیر ہوئی۔ ناچار سامان اقامت کہول دیا۔ اس صوبہ کا
جاگیردار راجہ مان سنگہہ کچہواہہ تھا۔ اِس نے آپ کی بہت کچہہ عزت اور تعظیم کی۔ اس وقت آپکے
پاس شہر مذکور مین اکابر واصاغر کی رجوعات ہے آپ کے شیرین حالات بہت سے ہین قلم
ان کے بیان سے عہدہ برا نہین ہو سکتا ہے۔ خدا عمر کرے۔

یاد شیخ گدائی پانی پتی

آپ کو آغاز جوانی مین خدا طلبی کی شورش۔ اور دریافت پیر کا شوق ہوا جس نے آپ کو وطن سے

ہمان بیابانی کے جنگل مین نکال کھڑا کیا۔ جب آپ کا گذرا جمیر مین ہوا۔ تو جس کسی کے منہ مین زبان گویا تھی اُس سے آپکے کان مین یہی آواز پہونچی۔ کہ آج کے روز رہنمائی اور خداشناسی کی روشنی سید حسین کے حالات سے عیان ہے جو خواجہ عمر بال جتی کے جانشین ہین۔ رحمہما اللہ ٥

بلے باشد شنیدن تخم دیدن	بدیدن میلش افتاد از شنیدن

آپ نے نہایت خواہش کے ساتھ ملازمت مین پہونچکر اولین دیدار مین ہی رسم ارادت ادا کی۔ چند روز پیر کی خدمت مین رہے آخرکار پیر کی اجازت سے سفر کے واسطے کمر باندھی۔ کم و بیش بیس سال ہوتے ہین کہ قصبہ برادرہ کی مسجد مین آکر گوشہ گزین ہین۔ قصبہ برادرہ دسور (مندسور) کے پرگنات مین ہے راقم نے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخرین حصہ مین آپ سے ملاقات کی تھی۔ اور حالات بھی ٹٹولے تھے یک مجذوب پایا محفوظ الاوقات لیکن گانون والے آپ کی خرق عادات بہت کچھ بیان کرتے ہین منجملہ اُن کے یہ بھی بیان کیا۔ ہمارے آمون کے باغ مین ایک درخت ہے جس نے چالیس سال کے اندر ایک پھل بھی نہین دیا تھا۔ ایک روز ہم لوگ نمبردار کی کہنے سے اُس کے کاٹنے کے واسطے گئے شیخ کو بھی خبر لگی۔ کہلا بھیجا۔ یہ اس سال کاٹنا ملتوی رکھو۔ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم سے یہ درخت امسال پھل نہ لاوے۔ تو آیندہ سال کاٹ ڈالنا کہتے تھے۔ اس درخت نے اُسی فصل مین دو درختون سے زیادہ پھل دئے۔ اُس تاریخ سے اس درخت کے آم فقرا کے واسطے وقف ہین القصہ جو بات باشندگان دیہ کی زبانی سنی تھی لکھدی۔ بیت

ازنسیم نفسش تا ابد خرم باد	نخل وجدان وہنال طلب و شاخ بقا

یاد شیخ برخوردار گجراتی

آپ۔ صاحب تجرید و تفرید ہین ہمیشہ سیاحی مین زمانہ گزارتے ہین۔ اکثر مختلف ادیان کے صول اور فروع سے واقف ہین اور دیگر مذاہب والون کی تحقیقات کے اندر سوچ سمجھ کے ساتھ مدورفت رکھتے ہین۔ ہجری سنہ نوسو بانوین کے آغاز سے راقم کے دل مین اس باصفا ذات کی آشنائی کی بنیاد استحکام کے ساتھ رکھی گئی ہے۔ اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین آپ حاجی پور پٹنہ سے سیر کرتے ہوئے شہر برہان پور کی طرف جاتے تھے۔ اس سلسلہ مین ماہ صفر کی چاندرات کے روز آپ کا گذر

مشہد (ماندو) مین ہوا- قدیمی یگانگی کے سبب سے فقیر کی مسجد مین اترے - محبوب القلوب شیخ داود شطاری بہی ان ایام مین اوسی حجرہ کے اندر عبادت اور ریاضت مین مشغول تہے - ایک رات چند تونگر اور درویش حجرہ مذکور مین حاضر تہے - چونکہ شیخ برخوردار پنجگانہ فرائض ادا کرنے کے پابند نہین تہے - لہذا حاضرین مین سے ایک شخص نے نصیحت آغاز کر کے بہت کچہ بیوقتی باتین کہین - آپنے جواب دیا - کہ مجکو اپنی حالت معقول بنانے کی طاقت نہین ہے - اور تم کو بہی اُن مقدمات کی قابلیت کی قوت اور طاقت نہین ہے - لہذا یہی بہتر ہے - کہ اس قسم کی گفت و گو کا دروازہ مقفل رہے میرے گناہ پر تمہاری گرفت نہین ہوگی - اور آیہ کریمہ ف ولا تزر وازرۃ وزر اخری کا ترجمہ اس ذیل کے مطلع مین پڑہکر سنایا حافظ -

عیبِ رندان مکن ای زاہد پاکیزہ سرشت | کہ گناہِ دگران بر تو نخواہند نوشت

فقیر بہی اس باب مین زبان حکمت بیان سے معترض ناصح کی تقویت کرتا تہا - القصہ اگرچہ ظاہری صفائی اور شگفتگی کی نگہبانی بہ تکلف کی گئی - لیکن حاضرین انجمن کے دل مین دوسرا ہی رنگ پیدا ہوگیا تہا - بقیہ شب شورش مین گزری - علی الصباح اس ارادہ پر کہ دل کا میل صاف کیا جاوے - راقم نے تذکرہ مشائخ علیہم الرحمۃ کہولکر پڑہنا شروع کیا - اولین صفحہ کے آغاز مین شیخ شرف الدین بو علی قلندر کا ماجرا نکلا جس کو شیخ شرف نے اپنے مقامات کے بارہ مین اس طرح پر لکہا ہے -

ایک روز شیخ نظام الاولیا سے میری ملاقات ہوئی - اتفاقاً اُس روز شیخ کی ایک نماز فرض قضا ہو گئی تہی - اور اس سبب سے شیخ کے مزاج مین غصہ اور غم کی موجین کی موجین آتی تہین - یہ آگاہی دینے کے واسطے - کہ میری فرض نماز قضا ہو گئی ہے - شیخ نظام الاولیا نے ایک ہندی بیت اس مضمون کی پڑہی کہ مجکو محبوب کے ساتہہ ایک لحظہ کی بہی جدائی بے انتہا بے آرامی کے شکنجہ مین دباتی ہے - افسوس ہے اُن لوگون کی جان پر - جو ہمیشہ دوری مین خاک خواری پر پڑے ہوئے ہین - اور جنہون نے بیکاری کو اپنا شغل بنا لیا ہے - چونکہ ہمدم و آشنا کی طرف سے رخ پہیر لینا دشوار معلوم ہوتا ہے - لہذا شورش عشق سے مجبور ہوکر مینے بہی ہندی عبارت مین ایک بیت کہی - جس کا مضمون

ف اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بار اپنے اوپر نہین لے گا ۱۲ -

یہ ہے۔ کہ تمہاری الگفت۔ خوان وصال کے نمک سے آشنا نہین ہے۔ مگر تمہاری نگاہ کا آئینہ اُس جمال سے انعکاس قبول کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے صاحبِ کمالات کی باتون کا رنگ ڈہنگ کچھہ اور ہی ہوتا ہے۔ مدعی کی بو وجدان والون کے دماغ مین نہین آتی ہے۔ مین اُمیدوار ہون کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ تم کو دفعہ برابر اپنی محبت کا سوز عطا فرماوے۔ اُسی رات آتش عشق مشتعل ہوئی۔ یہان تک کہ سوختگی کے آثار شیخ کے جسم اقدس پر دیکھے گئے۔ اور کسی تدبیر سے دل مین صبر نہین آیا۔ میر خسرو یہ حال دیکھکر سخت بیتاب ہوئے۔ معذرت کے طور پر ایک رنگین غزل کہی۔ اور اس بیچارہ کو سنا کر دعا کے لیے عرض کیا۔ بالآخر اُسی دم ایزدی بخشش نے شیخ کے باطن مین تمکین اور ظاہر مین تسکین بخشی۔"

باقی شیخ شرف کے حالات شریف اُن کے ذکر مین لکھے گئے ہین مطالعہ مین آوینگے۔

اس ہوش آزین بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے۔ اولاً اپنی آنکھون کو دوسرون کی عیب بینی سے بند کرے۔ پہر ہنر بینی کی عینک اُن آنکھون پر لگا کر چہوٹا سا ہنر بہی۔ جو خط غبار کی طرح انعال کے ورقون پر لکہا ہوتا ہے۔ خط جلی کی مانند بڑا کرکے دیکھے۔ بالخصوص اُس گروہ کے حالات کا مشاہدہ جو پشمینہ پوش اور از خود رفتہ معلوم ہوتا ہے تجسس کی نظر سے نہ کرے بلکہ اعتقاد اور حسنِ ظن کی نظر سے دیکھے۔ اور دکہاوے۔ امید ہے۔ کہ ایسی نظر برادرانِ طریقت کی اندرونی اور بیرونی شستگی کا سرمایہ ہو کر عقل اور اعتبار کی جلا اور رونق کا باعث ہوگی۔ اور جو شخص سوختگانِ ایزدی محبت کے اسرار کی نسبت حسن عقیدت اپنے دل کے اندر استواری کے ساتھہ قایم کرے گا۔ وہ شخص توفیق کی برکت سے۔ اپنی دو جہان کی مرادات مین کامیاب ہوگا جس کسی کے دل مین اُلجھے ہوے بالون والے درویشون کی نسبت ناقص اندیشہ پیدا ہو۔ اُس کو چاہیئے۔ کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے پناہ مانگتا رہے۔ اور اپنا باطن اس تیرگی سے توبہ کے پانی اور پشیمانی کے آنسوؤن سے دہوتا رہے تاکہ یہ فعل سوءِ خاتمہ سے اُس کی نجات کا سبب ہو۔ اور اس عذر پذیر گروہ کے مقابلہ مین قیامت کے روز عذر گوئی کے دست آویز ہاتہ آوے۔

طالبانِ صحبت کو واضح ہو۔ کہ گدڑی پوشون کی مصاحبت مین سلامتی کے ساتھہ رہنے والون کی

شاہراہ یہ ہے کہ اگر خاکساران ضیق کے ساتھ نشست و برخاست کی خواہش کسی شخص کے دل میں استحکام کے ساتھ قایم ہو - تو اُس کو چاہیے - کہ اولاً محبت کی فوج کو عقل اور خیال کے لشکر پر غالب اور فتح مند کرے - جس کو حقیقی تمیز پر مطلق نگاہ نہین ہے - اِس فوج کشی مین خیر اندیشی کے لشکر سے کمک مانگے اور اس فوج پر نگرانی بھی درکار ہوگی - سو یہ کام - لوگون کے اخفائے حالات سے ہو - دوسرے حُبُّكَ الشَّيْئَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ کے دریا مین غریق ہوکر دوست ہم نشینون کے عیب دیکھنے اور سننے سے اپنی آنکھون اور کانون کو بینائی اور شنوائی کے فعل سے معزول کرے - کیونکہ یہ جماعت باطن مین جلال - اور ظاہر مین جمال رکھتی ہے اور ایسے مظاہر مین جلال ظہور کو - اور جمال بطون کو چاہتا ہے - دراصل ان کی صحبت کی مثال - پتھر اور لوہے کی مانند ہے - کہ اگر کوئی رگڑ یا ٹکر - درمیان مین نہ لگے - تو شعلہ نہ اُٹھے - اور العیاذ باللہ اگر صورت صحبت برعکس پیدا ہوئی تو جل جانے کے خوف کے سوا - کوئی فائدہ کسی قسم کا نہین ہے - **حافظ**

خاکسارانِ جہان را بحقارت منگر	توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

پس مصاحبت کے اندر صحیح و سالم رہنے کی صورت اگر ہے - تو اصحاب مجلس کی رضا اور تسلیم مین ہی ہے **ع**

آتشے را کند سرگے تسلیم دل قوی کے کند ز زحمت وبیم	داغِ نمرود و باغ ابراہیم جز شراب و مفرح تسلیم

آن شرابے کہ اولیا سازند از شفا خانۂ رضا سازند

القصہ اگر دو مصاحب باہم موافق ہوجاوین تو الحمد للہ والمنۃ اور اگر مقابل ہون - تو اس صورت مین نجات کی شکل یہ ہے - کہ انصاف کرکے اپنی حقیقت حال پر واقف ہون - اِس درمیان مین جو زشت ہے - اُس کو شکر خدا بجانا چاہیے - کہ ایسے پسندیدہ ہمدم کی نعمت سے مشرف ہے - اور جو خوب ہے - اُس کو صبر کرنا چاہیے - کہ وہ الٰہی مشیت سے ہم نشین کی بلا مین مبتلا ہے - اس طریقہ سے دونون مصاحب - ایک دوسرے کی صحبت سے خوش اور نیز سود مند رہین گے - اسی قسم کی ایک حکایت جو مناسب مقام ہے - مدارک سے نقل کی جاتی ہے -

عراق الشادی من ادم بنی ادم زوجته
اجملهم فلما نظرت الیه فقالت
وانك من اهل الجنة قال فکیف
ت انك رزقت مثلی وشکرت
رزقت مثلك وصبرت والجنة
موعودة للشاکرین والصابرین -

عمران خابجی گندمی رنگ والا بنی آدم تھا - اور اوس کی عورت
جمیل ترین بنی آدم تھی - جب اُس عورت نے اپنے شوہر
کو دیکھا - تو کہا - مین اور تم دونون اہل جنت ہین - عمران نے
کہا - یہ کیونکر عورت نے کہا - مجھہ جیسی حسینہ تم کو دی گئی اور
تم نے شکر کیا - اور تم جیسا گندمی رنگ والا شوہر مجکو
دیا گیا اور مین نے صبر کیا اور جنت کا وعدہ شاکرین اور صابرین
کے واسطے کیا گیا ہے -

شعر

جزت ذکری وفی الایجاز فائدة		وللکرام من التطویل تصدیع

ضمیمہ

ضمیمہ - جس کو اس کتاب کا خاتمہ - تکملہ - نیز تتمہ کہہ سکتے ہین - اس طور پر ہے - کہ حمد وستایش کے
پہول صور علمیکی چمن بندی کرنے والا کی حکمت اور قدرت پر نثار ہین - جس نے اس خاکسار کی طبیعت
کی نوبہار ہین - کتاب گلزار کے آغاز کا گلدستہ - مقامات مشائخ کے باغی پہولون سے - ازلی عنایت
کے تاگہ مین پروکر - ترتیب دیا - جن کو عالم شہادت کی سیر کے وقت - یہ خاکسار تلاش کے ہاتہہ سے
چن کر - دامن ادراک مین فراہم لایا تہا اور اسی طرح جس نے صورت بنانے والی قلم کو جو درویشون کے
لات کے چار چمنون کا انجمن آرا ہے - عنصری عالم مین روان کیا - تب کہین قلم - غیبی تصور خانہ مین
بہشتی نا علمی گلدستہ کی نقاشی کر سکا ہے - اور نیز عالم عبرت وعبارت کا تماشا کرنے والون - اور عالم
غیب وشہادت کے سیاحون کی چشم شہود کو **مالاعین** رات کا ہنگامہ دکہا سکا ہے - اب یہ
خاکسار ایزدی تقدیر اور آلہی توفیق سے یہ اُمید رکہتا ہے کہ اس گلدستہ کے انجام مین اپنے احوال
کے تصویر - بقدر گنجایش - اور باندازہ فرصت آغاز کے رنگ مین کہینچکر دکہا سکے - اور پہر فارغ البالی
اور آزادی کی نعمت ملنے کی شکرگزاری - ابدالآباد تک کرتا رہے -

چونکہ دفتر کا تتمہ۔ بجائے خود۔ ایک جداگانہ رسالہ ہوتا ہے۔ لہذا اس خوف سے کہ کہین ایسا نہ ہو۔ کوئی انتخاب دوست نکتہ سنج۔ گل کی طرح۔ اس تتمہ کو گلزار سے جدا کرکے۔ جمہور اہل ولایت کی ہم رکابی سے محروم کردیوے اور اس سبب سے یہ تتمہ تنہائی کے ہولناک جنگل مین۔ بے رہبر بے سروسامان۔ اور بے دانہ پانی رہ جاوے۔ اسواسطے مینے اپنے حالات کی تحریر کو۔ ایسے چند موحد بزرگان ومشائخ کے اذکار کے تابع کیا ہے۔ جو بعض تو عالم عنصری سے بہشتی جہان کی سیرگاہ کو چلے گئے ہین۔ اور بعض زمانہ کے خلوت خانہ مین۔ شاہد زندگانی کے ساتھ ہم آغوش ہین۔ خدا کرے۔ تابع ہی رہین۔

یاد شیخ نظام امبیٹھی

آپ۔ عالم۔ عامل۔ عابد۔ عاشق۔ اور عارف تھے۔ خواجہ مودود چشتی کے پاک نسل سے اور شیخ معروف کے بامراد مریدون مین سے ہین۔ آپ ہمیشہ اخلاق کی درستی مین ایزدی حفاظت اور اخلاق کی جلا مین مصطفائی بصیرت کام مین لاتے تھے۔ اور نیز ہمیشہ تمام حرکات وسکنات کے آغاز مین بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا کرتے تھے۔ ہمیشہ اس طرح مستعد اور ہوشیار رہتے تھے۔ کہ جیسے کوئی سفر پر بہمہ وجوہ تیار ہو۔ مہمان کی خدمت گزاری اپنی ذات خاص سے کرنا۔ یہ آپ کی تواضع کا طریقہ تھا۔ بلکہ تمام اہل دنیا کے ساتھ۔ آپ مشفقانہ عام مہربانی۔ اور مرشدانہ خاص عنایت فرماتے تھے۔ امر معروف رحمت کی شان مین۔ اور نہی منکر مروت کے لباس مین کیا کرتے تھے۔ القصہ آپ کی صحبت کی چاشنی مین ربودگی کا بےشمار ذوق ہوتا تھا۔ اور آپ کی خدمت کی حلاوت مین اکسیر کی جیسی بے انتہا تاثیر ہوتی تھی۔ آپ کے باصفا حالات کی شرح۔ عبارت کے حوصلہ مین نہین آسکتی ہے۔ آپ کے اوصاف کی حقیقت دانستنی ہے۔ گفتنی اور نوشتنی نہین ہے۔ بیت

چو من یارائے دانستن ندارم	بہ گفتن یا نوشتن چون سپارم

امیر سید شاہ محمد ایک بزرگ تھے۔ اکثر کتب متداولہ محقق استادون کے درس مین پڑھی تھین اور کیا عرب کیا عجم۔ کیا ہند۔ دسوین صدی کے تمام مشائخ کی فیض بخش صحبت سے پورا حصہ پایا تھا۔ ظاہر اور باطن دونون آراستہ تھے۔ جب حرمین شریفین کی زیارت سے پلٹکر آئے۔ تو چند روز تک گجرات

مین افادہ اور استفادہ کے طور پر گذر اوقات کی انہین ایام مین اطراف ہند کی سیر و سیاحت کر کے منڈو (مانڈو)
مین آ گئے - دل کے اندر قیام کا شوق جاگزین ہوا میر جمال الدین ترکستانی پیر عراک کر کے مشہور - اور شہر
منڈو (مانڈو) کے قاضی ہین - ان کی لڑکی کے ساتھ عقد کر لیا - کم و بیش سات سال راقم کی مسجد مین
درس دیا - فقیر نے بھی کشف منار اور تلویح اصول فقہ یہ کتابین اس عرصہ مین سید کی باعظمت خدمت
مین نکالی ہین - سید صاحب ایک روز فرماتے تھے -

"مسافرت کے زمانہ مین قصبہ انبیٹھی مین گذر ہوا تھا جو شیخ نظام کا وطن ہے - مین آپ کی
خدمت مین گیا - جب شام ہوئی - تو نماز مین خود امام ہو گئے پہلی رکعت مین سورہ کافرون ملائی
میرے دل مین یہ خیال آیا - کہ جو دوسری صورتین نسخ سے سالم ہین - اون مین سے اگر کوئی سورۃ
ملاتے - تو اولیٰ ہوتا آپ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا - سید - اگرچہ یہ سورۃ نسخ کو شامل
ہے - لیکن قرأۃ کی رو سے چوتھائی قرآن کا ثواب اس کے پڑھنے مین ہوتا ہے - اگر اس
نظر سے یہ سورۃ نماز مین پڑھی جاوے - تو اولیٰ معلوم ہوتا ہے - نیز فرماتے تھے - کہ آپ کی
پیشانی مین ایمانی فراست کا نور - اور مصطفائی کرامت کی صفائی پائی جاتی تھی **تخلقوا
باخلاق اللہ** کا دروازہ آپ کے چہرہ پر کشادہ تھا"

ہجری سنہ نوسو نوے مین اس عالم سے اخروی سفر اختیار کیا - قبر اُسی قصبہ مین بنائی گئی - اس سے
زیادہ آپ کے باصفا حالات پر اطلاع نہین ملی ہے - اور طبیعت ہمیشہ آپ کے مفصل حالات معلوم کرنے
کی تشنہ ہے - ناچار یہ خدمت خیال کے سپرد کی - کہ کسی آشنا یا بیگانہ کو پیدا کرے - جو دل کی یہ پیاس بجھا کر
حصول آرزو سے سیراب فرما دے - بہت سے غور کرنے کے بعد یہ بات خیال مین آئی کہ شیخ علم اللہ
سلمہ اللہ جو ظاہری و باطنی علم کے عالم عبد الرزاق کے فرزند - اور شیخ نظام کے سالے ہین - شاید شیخ
نظام کے حالات سے واقف ہون - ان کی خدمت مین دو کلمہ لکھکر تحقیق احوال کرنی چاہیے - جب نامہ
التماس شیخ علم اللہ کے مطالعہ مین پہونچا - تو جواب دیا کہ "اس درویش کو ابتداے زمانہ ہوش سے کتاب
بینی کا شوق - اور خدا شناسی کا جوش تھا جس نے مجکو اپنے وطن سے نکال کر جہان پیمائی کی سرگردانی
کو ہمراہ کر دی تھی - بالآخر کامل اٹھارہ سال عربستان مین رہ کر دینی علوم اور یقینی معرفتین تحصیل کرنے مین افادہ
استفادہ دونون طرح پر گذارے - جب وہان سے معاودت نصیب ہوئی - تو گجرات کے راستہ سے

خاندیس مین آیا - اوس وقت مین علی عادل شاہ فاروقی والی برہان پور تہا بیت

چونسبت دارد فاروق ست باد اجاود اِن عدلش		بلابل خورد کانِ ظلم را تریاک فاروقی

اوس کی ملاقات کی گرمی اور اخلاق کی شیرینی نے دار الاسلام برہانپور کے قیام کے لئے پانون مین زنجیر ڈالی - جب بہت کچھہ حیلہ وحوالہ سے وطن کی اجازت لیکر جس حالت سے وطن مین پہونچا - اوس حالت مین ایسی تلاش کا خیال ہی نہین آیا - اِس مین شک نہین کہ زبانون پر بہی حکایتون کے سوا - کوئی حرف نہین ملا - اور بہت سی ضروری باتین ناگفتہ رہ گئین - اب کہ آپ کو اِس قسم کا خیال دامنگیر ہے - تو اُس نواح کے آنے والون سے جو اِس قسم کے حالات سے واقف ہین - تحقیق کر کے خدمت مین لکھون گا ،، سبحانہ اللہ یہ وعدہ بہی پورا نہین ہوا - کیونکہ اِن سنوات مین سفر حجاز کا خیال شیخ علم اللہ کے دل مین پیدا ہوا - اور اُس کی تیاری مین بالکل اپنے تئین منہمک کر کے جس طرح سے ممکن ہوا - بندہ رہا ہوئے دکن کی طرف متوجہ ہوئے - اسال ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے چونکہ جہاز کا موسم گزر گیا تہا - لہذا بیجاپور دکن مین قیام فرمایا - یہان کا حاکم آپ کی تشریف آوری کو اپنے پرگنہ کی سعادت سمجھکر معتقدانہ پیش آتا ہے **مصرع** در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست

یاد شیخ جلال محمد تھانیسری

آپ - عالمانہ کمالات - اور درویشانہ مقامات کے جامع - دریاے توحید کے غواص - اور کشتی تحقیق کے معلم تہے شیخ عبدالقدوس حنفی کے مرید ہین - رسمی علم کی فروع واصول مین آپ کے مطالعہ کو ید بیضا حاصل تہا - اکثر کتب متداولہ پر مشکل کشا حاشیے لکھے ہین - اور تعلیقات لگائی ہین - روز - روزہ مین گزرتا تہا - اور شب نماز مین گزرتی تہی - نماز تہجد ادا کرنے کے بعد کہانا کہایا کرتے تہے - ہر روز رات دن مین خانقاہ کے حافظون کے ساتہہ دو دفعہ قرآن ختم کیا کرتے تہے - نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد درس مین مشغول ہوجاتے تہے - آپ کی صحبت باطنی فروغ - اور ظاہری فیض زیادہ کرتی تہی - آپ درویشانہ سماع کے حریص تہے - آپ کے تواجد مین آپ کی سوزناک حالت سے حاضرین کے دل کو بہی حصہ پہونچتا تہا - جب دورِ عمر ضعیفی کو پہونچا - استغراق اور استہلاک کی حالت آپ کی تمام اوقات پر حاوی ہوگئی - لیکن جب نماز کا وقت آتا تہا - توجہ

ہوتا تھا وہ بلند آواز سے حق حق کہتا تھا۔ اُس وقت آپ عالم استغراق سے سر اوٹھا کر کے نماز کی تیاری

تے۔ جماعت کے ساتھ فرض ادا کر کے۔ پھر سابقہ حالت کی طرف پلٹ جاتے تے۔ کہتے ہین۔

یک سو دس سال کی عمر پائی۔ ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو مین عالم صورت سے معنوی روضہ کی سیر کو

گئے۔

آپ کے پیر بزرگوار۔ حضرت شیخ الاسلامی بہاء الاولیا ملتانی کو پہونچتے ہین اس ترتیب کے ساتھ شیخ

مدس شحنہ درویش قاسم ابن شیخ برہان الدین اودہی شیخہ۔ شیخ بدہن بہڑایچی شیخہ۔ شیخ سید اجمل شیخہ۔ مخدوم

ن سید جلال بخاری شیخہ۔ شیخ رکن الدین ابوالفتح شیخہ۔ ابوہ شیخ صدرالدین عارف شیخہ۔ ابوہ

اولیا۔ قدست اسرارہم شیخ عبدالبصیر شیخ جلال کے فرزند رشید ہین۔ والد ماجد کے سجادہ نشین

ین۔ اور آپ کے مریدان کامل مین سے شیخ بہاء الدین احمد سہرندی ہین۔ جو ارادتمندون مین

دم تے۔

یاد شیخ نظام تھانیسری

آپ۔ صاحب توکل و تسلیم ہین۔ علم لدنی سے تعلیم پائی ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار ساٹھ مین اپنے

سے سفر حجاز کو دریا کے راستہ سے گیے تے۔ اور حرمین محترمین کا طواف کر کے سعادت دارین حاصل

۔ پہر ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین بندر دکن کے جہاز پر سوار ہو کر شہر بیجاپور مین پلٹ آئے۔ یہان کے

نے۔ اور نیز دیگر بزرگان دین و دولت نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر۔ نہایت تعظیم اور تواضع

۔ جب یہان سے روانہ ہوئے۔ تو اپنے وطن مالوف مین پہونچے۔ پہر ملک عجم اور بلاد شمالی کی سیر و سیاحت

وق دل سے اُٹھہ کھڑا ہوا۔ بے اختیار بلخ اور بدخشان کی طرف روانہ ہو گئے۔

مصرع ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

یاد شیخ درویش قاسم

کہتے ہین۔ آپ چشتیہ سلسلہ مین شیخ سعد الدین بدایونی کے مرید تے۔ نیز اپنے پدر بزرگوار اور ان

پیر شیخ فتح اللہ بدایونی سے بھی فیض یاب ہوئے تے۔ شیخ فتح اللہ کو خلافت کا خلعت شیخ صدر الدین

شہاب قریشی نالکری سے حاصل ہوا تہا۔ اور نیز شیخ صدرالدین احمد کے پیر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی

کی صحبت سے بھی باطنی شمع روشن کر کے فروغ خاطر پایا تھا۔

القصہ درویش قاسم تین واسطے سے حضرت چراغ دہلی کو پہنچتے ہیں قدست اسرارہم درویش خانوادہ چشتیہ اور سہروردیہ بہائیہ میں ایک بلند اور بیش بہا شان رکھتے تھے۔

یادِ شیخ کمال الدین کمال مالوہ

آپ شیخ بایزید ابن شیخ نصیر الدین نصر اللہ کے بیٹے ہیں۔ معرفت مشیخت۔ کشف و کرامت فضیلت۔ اور فراست۔ یہ جملہ صفات آپ کی ذات میں موجود تھیں۔ آپ کے جد امجد حضرت گنجشکر کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ کو شیخ نظام الاولیا نے خلعت خلافت عطا فرما کر۔ مردمان مالوہ کی رہنمائی کے واسطے دہلی سے بھیجا تھا ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو ہوئے میں جب کہ پیکر پرست راجہ پورنل نامی حاکم صوبہ مالوہ تھا شیخ قصبہ دہار میں تشریف لائے۔ عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کر کے۔ اقامت کا بستر بچھایا۔ مجاہدہ اور مراقبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ ہمیشہ مناجات میں رہتے تھے۔ بحکم[1] وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ غیبی فیض اور فتوح کے دروازے آپ کے چہرہ پر کشادہ ہوئے۔ بالآخر گمنامی کا نقاب۔ شہرت کے ہاتھ نے۔ آپ کے حالات کے چہرہ پر سے حیات میں اور نیز رحلت کے بعد ایک مدت تک نہیں اٹھایا جب ملک مالوہ کی حکومت۔ غوری اور خلجی سلاطین کے قبضہ میں آئی۔ تو بہت اچھے اچھے لوگ فراہم ہوئے۔ اسلام نے قوت اور رونق پکڑی۔ چھوٹے اور بڑے سب نے آپکے مرقد اقدس کی طرف توجہ کی آپ کے فرزندان کرام کے اعزاز اور تعظیم کا درجہ ترقی پا چلا۔ اور نذرات و فتوحات کے بازار میں گرمی پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ حکومت کی نوبت سلطان محمود ابن ناصر الدین خلجی کو پہنچی۔ اور پھر سلطنت خلجی کا زمانہ اخیر ہوگیا۔ اپنے زمانہ میں سلطان محمود نے شیخ کی قبر پر ایک گنبد۔ ایک خانقاہ۔ اور صوفیوں اور فرزندوں کے واسطے ایک بڑا دالان بنوا دیا بیت

در ین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر	کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند

آپ کی نسل میں سے کچھ لوگ تو مرحوم ہیں۔ اور کچھ لوگ مالوف قصبہ دہار میں اپنے آبائے کرام کے قبہ خوابگاہ پر سجادہ ہیں۔ مشروع نذرات اور نفقات کے مصرف اور محل مقبول ہیں۔ دیکھیں۔ توفیق کون سے دو تمن کو

[1] اور جن لوگوں نے ہمارے دین (کے کام) میں کوششیں کی ہیں ہم (بھی) ان کو ضرور اپنے رستے دکھا دینگے ۱۲

ہنمائی کے ذریعہ سے اِن تک پہونچا کر سعادت کونین بخشے۔

یاد شیخ محمد ابن شیخ عارف چشتی

آپ معروف ومحمود - اولیا محمد وعارف تھے - آپ کی صورت اور سیرت سے خرق عادات کی
چمک - اور برق حالات کی رمک عیان تھی - مسند جانشینی کا منصب اپنے والد ماجد کی خدمت کی برکت سے
پایا تھا - احوال اور مراقبات ایسے مشابہ اور مناسب تھے کہ ان کے اعتبار سے آپ اپنے باپ کے بھائی
ہو گئے تھے - ہجری سنہ آٹھ سو اٹھاسی میں معنوی ولایت اور خلافت کا ڈنکا بجاتے تھے - اِن ایام میں
سلطان بہلول لودی - دار الخلافۃ دہلی کے شہروں میں ظاہری سلطنت کر رہا تھا - آپ کے کلمات میں عیسوی
معجزات کا اثر تھا - تحت الذکر چند جملے آپ کے مکتوب میں سے ہیں -

"اے عزیز - ارادہ - سالک کی سواری ہے - یہ ارادہ جس قدر زیادہ قوی اور مستحکم ہوگا - اوسی قدر
طریقت اور طریق شریعت کا سلوک اور اس کے پیچھے پیچھے - منزل حقیقت کو وصول
زیادہ آسان اور جلد ہوگا - سالک کو چاہیئے کہ کشش کے بعد کوشش کرے - اپنے تئیں -
مرشد دانا کے پاس پہونچا وے جس کو انسان کامل کہہ سکیں اور جو حضرت رسالت پناہی صلی اللہ
علیہ وسلم کے اقوال - افعال - اور احوال سے آگاہ - اور ان کے ساتھ متحقق ہو - سالک
ایسے مرشد کے تحت فرمان ہو جاوے - اپنی ظاہر و باطن کو مرشد سے پوشیدہ نہ رکھے - اور
تقویٰ - بھوک - بیداری - قلبی خاموشی - اور باطنی تنہائی کو عمل میں رکھے - تاکہ ابرار کے
مقام اور احرار کے درجہ کو واصل ہو جاوے"

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل وعنایت سے شیخ عارف کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار شیخ احمد
عبد الحق ردولی سے ہے - جن کا علم اور معرفت میں پایہ - اور استقامت وکرامت میں سرمایہ بہت بڑا تھا -
ہمیشہ اپنا سر - مراقبہ فنا کے گریبان میں رکھا کرتے تھے - جب نماز کا وقت آتا تھا - تو خدمت گزار صوفی
لوگ کلمہ حق حق کہکر ان کو آگاہ کیا کرتے تھے - جب نماز سے فارغ ہو جاتے تھے - تو پھر بدستور وحدت
کے قعر عمیق میں غرق ہو جاتے تھے - شیخ احمد خلیفہ شیخ جلال پانی پتی کے ہیں جو ایسے آفتاب تھے -
جس کے شعاع - کمالات تھے - اوج - الہیٰ جمال - اور شرف - ایزدی جلال تھا - نیز اپنے وقت میں

عالیشان درویشون کے مرکز تھے - خوابگاہ پانی پت مین ہے - کہتے ہین - خوابگاہ کے علوات سے اس قدر
فیض اور فتوح دلون کو پہونچتا ہے - کہ بیان نہین ہوسکتا - لراسمہ

بعد از وفات تربت ما در زمین مجو | در سینہ ہائے مردم دانا مزار ماست

شیخ جلال کے سفید کلام مین سے کسی قدر نمونہ یہ ہے - فرماتے تھے -

"طریقت مین منزلین اور مقامات ہین - اور ہر منزل اور مقام کی ایک ابتدا اور ایک انتہا ہے
نہایت کو پہونچنا ممکن نہین ہے - جب تک ابتدا صحیح نہ ہو - اگر اصول ضائع ہو جاوینگے - تو
وصول سے بھی حرمان ہو جاوے گا - اور اصول بعض کے نزدیک پانچ ہین - اور بعض کے
نزدیک سات ہین"

فی العوارف فالمرید ینبغی ان یخرج الی طریق القوم لله فانه ان وصل الی نهایات القوم وان نقله الحق بالمنزل ادرکه الموت قبل الوصول الی المنزل فاجره علی الله وکل من کانت بدایته احکم کانت نهایته اتم

عوارف مین لکھا ہے - مرید کو چاہئے کہ اللہ کے واسطے قومی طریق اختیار کرے - جس کے اندر اگر مرید قومی طریق کی غایت کو پہونچ جاویگا - تو منزل کو پہونچ گیا - اور اگر اوس کو منزل پر پہونچنے سے پہلے موت نے آلیا تو اوس کا اجر اللہ عزوجل کے نزدیک بڑا ہے اور جس شخص کی ابتدا زیادہ محکم ہے - اوس کی انتہا تمام ہو جاوے گی -

اخبرنا ابو زرعة اجازة عن ابن خلف عن ابی عبد الرحمن عن ابی العباس البغدادی عن جعفر الخلدی قال سمعت الجنید یقول اکثر العوائق والعلائق والحوائل والموانع من فساد الابتداء فالمرید فی اول سلوک هذا الطریق یحتاج الی احکام النیة واحکام النیة تنزیهها من دواعی الهوی وکل ما کان فیه للنفس حظ عاجل حتی یکون خروجه خالصا لله تعالی -

ابوزرعہ سے روایت ہے کہ جن کو اجازت ابن خلف سے ابن خلف کو ابی عبد الرحمن سے ابو عبد الرحمن کو ابی العباس بغدادی سے - اور ابو العباس کو جعفر خلدی سے ہے - وہ کہتے ہین - مینے جنید رضی اللہ عنہ سے سنا ہے - وہ فرماتے تھے - اکثر عوائق - علائق حوائل - اور موانع - فساد ابتدا سے ہوتے ہین - لہذا مرید کو اس طریق کی ابتدائی حالت مین استواری نیت کی احتیاج ہے - اور نیت کی استواری -

ہوا وہوس کی مقتضیات سے۔ اور پھر اُس شے سے اُچکا دیتی ہے جس کے اندر نفس کے لئے فوری حظ ہو۔ اِس قدر اُچکا دیتی ہے کہ مرید کو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے خروج حاصل ہو جاتا ہے۔

وکتب سالم ابن عبداللہ الی عمر ابن عبدالعزیز اعلم یا عمر ان عون اللہ للعبد بقدر النیۃ فمن ھمت نیتہ عون اللہ لہ۔ ومن قصرت عنہ نیتہ قصر عنہ عون اللہ بقدر ذلک

سالم ابن عبداللہ نے عمر ابن عبدالعزیز کے پاس ایک دفعہ اس مضمون کی تحریر بھیجی تھی۔ سنو عمر۔ بندہ کو اللہ جل شانہ کی مدد بقدر نیت ہوتی ہے جس شخص کی نیت کام کا قصد کرے گی اُس کو الٰہی مدد پوری ہوگی۔ اور جس شخص کی نیت کام میں قصور کریگی۔ اُس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی کوتاہی کرے گی بقدر قصور نیت

وکتب بعض الصالحین الی اخیہ اخلص النیۃ فی اعمالک یکفیک قلیل من العمل ومن لم یجتد الی النیۃ بنفسہ لیصحب من تعلمہ حسن النیۃ

ایک صالح شخص نے اپنے بھائی کو لکھا تھا تم اپنے اعمال میں خلوص نیت سے کام لو۔ تم کو خلوص نیت کا تھوڑا سا عمل بھی کفایت کرے گا۔ اور جو شخص خلوص نیت کی طرف خود ہدایت نہ پاوے۔ اس کو چاہیئے کہ اُس شخص کی صحبت اختیار کرے جو حسن نیت کی تعلیم کردیوے۔

قال سہل ابن عبد اللہ التستری اول مایومر بہ المرید المبتدی التبری من الحرکات المذمومۃ ثم النقل الی الحرکات المحمودۃ۔ ثم التفرد لامر اللہ تعالیٰ ثم التوقف فی الرشاد ثم الثبات ثم القرب الحاصل حتے تمسک المرید بالصدق والاخلاص بلغ مبلغ الرجال ولا یتحقق صدقہ واخلاصہ الا بشیئین متابعۃ امر الشرع وقطع النظر من الخلق وکل الآفات دخلت

سہل ابن عبداللہ تستری کا قول ہے۔ مبتدی مرید کو جن باتوں کی نسبت امر کیا جاتا ہے اُن میں اولین بات یہ ہے۔ کہ مذمومہ حرکات سے بچے۔ پھر محمودہ حرکات کی طرف انتقال کرے پھر صرف ایک اللہ تعالیٰ کے حکم کا ہی ہو جاوے۔ پھر راہ راست پر توقف کرے۔ پھر اس پر ثابت قدم ہو جاوے۔ پھر اس کے بعد قرب حاصل ہے جب مرید صدق اور اخلاق کو مضبوط پکڑے گا ضرور درجہ رجال کو پہونچے گا اور صدق و اخلاص کے ساتھ تحقق مرید کو دو ہی چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔ (۱) شرعی امور کی متابعت (۲) خلق کی طرف سے قطع نظر کرنا۔ اور جس قدر آفتیں مبتدیوں کو عارض ہوتی ہیں سب خلق کی طرف توجہ رکھنے سے عارض

علی اهل البلا ایات لموضع نظرهم
الی الخلق وبلغنا عن رسول الله
صلی الله علیه وسلم حدیث انه
قال لایکمل ایمان المرء حتی یکون
الناس عنده کالاباعر اشارة الی
قطع النظر عن الخلق والخروج منهم
وترك التقید بعاداتهم ونقل فی معنے
الصدق ان عابدا من بنی اسرائیل
راودته ملکة من نفسه فقال
اجعلوا الی ماء فی الخلاء اتنظف
به ثم صعد عن موضع فی القصر
فرمی بنفسه فاوحی الله تعالی
الی ملك الهواء الزم عبدی
قال فلزمه ووضعه علی الارض
وضعا رفیقا فقیل لابلیس الا
اغویته فقال لیس لی سلطان علی
من خالف هواه وبذل نفسه لله
عزوجل ـ تم

ہوتی ہین - اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
پہونچی ہے - وہ یہ ہے - کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے - انسان کا
ایمان کامل نہین ہوتا ہے - جب تک اُس کے نزدیک تمام لوگ
اونٹون کی مثل معلوم نہ ہون - اس مین اشارہ ہے اس طرف کہ مخلوقات
سے قطع نظر کی جاوے - مخلوقات مین سے اپنے تئین خارج کرے -
عادات مخلوقات کی پابندی سے آزاد ہو جاوے - اور رسول اللہ
صلعم سے صدق کے بارہ مین ایک نقل فرمائی کہ بنی اسرائیل
مین ایک عابد تھا جس پر ایک ملکہ عاشق تھی - اس عابد نے کہا
میرے واسطے خالی مکان مین پانی رکھ دو تا کہ مین اُس سے
صفائی جسم کرون - پھر عابد نے محل کے اندر ایک مقام
دیوار پر چڑھ گیا - اور وہان سے نیچے کود ا - تو اللہ تعالی نے
ہوا کے فرشتہ کو حکم فرمایا - میرے بندہ کو تھام لے
رسول اللہ صلعم فرماتے ہین - اُس فرشتہ نے اُس کو تھام لیا
اور اُس کو زمین پر نہایت سہولت کے ساتھ لا کر کھڑا کیا -
پھر ابلیس کو کہا گیا - کیا تو اس کو گمراہ نہین کر سکا - اُس نے
جواب دیا - میرا کوئی زور اُس شخص پر نہین چل سکتا ہے جو
اپنی خواہش نفسانی کی مخالفت کرے اور جس نے
اپنا نفس اللہ عزوجل کے واسطے وقف کر دیا ہو -

یہ چند باتین بھی شیخ جلال کے اقوال مین سے ہین - عمل بے علم سقیم ہے - علم بے عمل عقیم ہے - اور علم باعمل صراط مستقیم ہے "اللہم[1] اهدنا الصراط المستقیم" شیخ جلال خلیفہ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے ہین - حالات کے شغلون کو مخفی رکھنا - اور ظہور کے اسباب کو برہم کرنا شیخ شمس الدین کا مشرب تھا - شیخ شمس الدین سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین مفقود الخبر ہو کر شہر دہلی مین سرایہ فرت

[1] یا اللہ ہم کو راہ راست دکھا ۱۲

جمع کرتے تھے۔ چونکہ ان کی خدمت مین سلطان وقت کی آمد ورفت زیادہ ہوی۔ تو لوگون کے
ہجوم سے ان کی گمنامی اور خاموشی مین خلل واقع ہوا۔ بیت

ہیچ کنجے بے دود بے دام نیست	جز بہ خلوت گاہ حق آرام نیست

مالاآخر اپنے مرشد شیخ علی صابر کی اجازت لیکر دہلی سے قصبہ پانی پت مین چلے گئے۔ اور وہان
بگوشۂ گمنامی اختیار کیا۔ باقی ماجرا شیخ شمس الدین کا جیسے سرزمین پانی پت کے مشائخ۔ علما۔ اور حکما
کا حلقہ بگوش ہونا۔ ایام زندگی ختم ہونا۔ اُس جگہہ خوابگاہ ہونا۔ اور نیز دیگر سوانح کسی قدر مولانا علی کابلی
گلبہاری کے تذکرہ مین لکھے ہوے ہین۔ وہان سے مطالعہ کرتے جاوین۔

شیخ علی صابر۔ خلیفہ۔ اور بہن کے بیٹے حضرت گنجشکر کے ہین۔ وصال شیخ علی صابر کا ہجری
سنہ چھہ سو نو سے کے کسی مہینے مین ہے۔ خوابگاہ کوہپایہ کے توابع مین سے کسی مقام پر ہے۔

یاد سید عبدالواحد

آپ۔ سید ابراہیم قنوجی اور بلگرامی کے بیٹے ہین۔ صاحب مجاہدہ ومشاہدہ تھے صحت حال اور
فصاحت مقال بھی رکھتے تھے سید حسینی کی نزہۃ الارواح پر ایک شرح لکھی ہے۔ جو قابل تن ہے۔
بہت سی توجیہات اور تاویلات کام مین لاکر عبارت کے تمام مقاصد کو حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے۔
آپ شیخ حسین اسکندرآبادی کے مرید ہین۔ جب ایکبارگی ترک وتوبہ کی توفیق نے مال ومنال اور
عزوجاہ کا کوڑ شیخ حسین اسکندرآبادی کے اعتقاد کے نذر کیا۔ تو آپ کسی عالی مرتبہ صاحب معرفت
کی تلاش کرتے ہوے شیخ صفی الدین عبدالصمد کی خدمت مین حاضر ہوے۔ اور مراسم ارادت بجالا کر ذکرو
فکر و مراقبہ۔ اور تصور مین مشغول ہوگئے اور اپنے مطلوب پر کامیابی چاہی شیخ صفی۔ شیخ محمد قطب لکھنوی
کے بزرگ خلیفہ ہین۔ جو اس وقت کے لوگون کی زبانون پر شیخ مینا کر کے مشہور تھے۔ سہروردیہ اور چشتیہ
سلسلہ مین لوگون کو کلاہ ارادت۔ اور مریدون کو خلعت خلافت بخشا کرتے تھے اور طالبون کو ایزدی
وصول کے کمالات پر پہونچا دیا کرتے تھے۔

یاد امیر سید صبغۃ اللہ

آپ بھروچی مولد۔ شطاری مشرب۔ اور وجیہ الملۃ احمدآبادی کے عالی فطرت شاگرد اور صاحب۔۔

ولایت خلیفہ ہین فضیلت اور فصاحت کے قرآن کا آغاز۔ کشف وکرامت کی کتاب کا خاتمہ۔ انس وقرب کی نفحات کا تکملہ۔ اور صدق وصفا کی رشحات کا سرچشمہ تھے۔ چند سال تک مرشد کی اجازت سے اپنے وطن مین رہکر امر معروف اور نہی منکر کی ہدایت اور علوم کی تعلیم مین مشغول رہے۔ حجاز کے مبارک سفر کی توفیق۔ حرمین شریفین کی زیارت کا سبب ہوئی۔ جب آپ کو حرمین کی بہشت نما زمین سے آب ودانہ کی کشش۔ صلہ رحم کی رعایت اور فرزندون کی اور وطن کی محبت کے پردہ مین آکر ہند کی طرف لوٹا لائی۔ تو اس دفعہ آپ ہمیشہ دل ہی دل مین رویا کرتے تھے۔ **بیت**

کے بود یا رب کہ رو در یثرب وبطحا کنم	گہ بمکہ منزل وگہ در مدینہ جا کنم

اتفاقاً ہجری سنہ نوسو ننیانویں مین اپنے وطن سے تمام چیزون کو اور تمام لوگون کو خیرباد کہکر بے اختیار تن تنہا حسب مشیت ایزدی ملک مالوہ مین چلے آئے۔ اسی اثنا مین ایکبارگی۔ مدینہ مصطفویہ کی زمین بوسی کا شوق **علی صاحبہا افضل الصلوۃ** آپ کی آرزومند خاطر سے جوش کرا تہا۔ عنان اختیار ہاتھہ سے نکل گئی۔ لہذا یورش کرکے ہجری سنہ ایک ہزار مین خاندیس کے راستہ سے احمدنگر دکن مین پہونچے۔ اس ملک کے فرمان روا برہان الملک نے عرض کیا تو کچھہ کم ایک سال تک یہان پر توقف فرمایا زمانہ کے حسن اتفاق سے یہ بات ہے۔ کہ **راقم** ماجراے درویشان ان ایام مین اس مقام پر فقرا اور فضلا کی خدمت سے فیض حاصل کررہا تہا۔ نیز شعرا اور ظرفا کی صحبت مین بھی شامل نشاط وطرب ہوا کرتا تھا۔ **القصہ** آپ کے تشریف لانے۔ اور درویش کے موجود ہونے نے دونون کو غریبی اور تنہائی کے اندوہ سے نجات بخشی۔ اور چند روز مصاحبت غنیمت سمجھی گئی **بیت**

چند روزے کہ غمت مونس جان بود مرا	خاطر جمع ودل شاد ہمان بود مرا

دوسرے سال جزیرہاے دریا کے عزم پر سامان ماندہ کرتیار ہوگئے۔ جب بیجاپور پہونچے۔ تو یہان کے حاکم نے نہایت تواضع کے ساتھہ دل ہاتھہ مین لے کر اور تعظیم ما لاکلام سے پیش آکر کچھہ مدت تک ٹہرایا۔ پہر سفر مبارک کا سامان کردیا۔ اور عبا زخاصہ پیش کیا۔ تاکہ صوفیون اور درویشون کی جماعت فراغ خاطر کے ساتھہ حج کرکے۔ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا[1] کی بشارت سے کامیاب

[1] جو شخص اس مین داخل ہوگیا۔ وہ امن مین آگیا ۱۲

موجب حسب دلخواہ مشتاقِ آنکھین مدینۃ الحرام کے دیدار سے منور ہوئین - تو آپ نے بقیۃ العمر یہین رہنے
کی نیت کر کے اسی نبوت کے شہر مین گھر اور خانقاہ بنالی - ہر چند سلطان روم کی جانب سے نامہ و پیام آیا
اور منت و معذرت کی گئی - مگر آپ نے سیور غال (معاش کی وجہ معین) قبول نہ فرمائی - اور بقیۃ العمر توکل اور
تسلیم مین گزار دی -

کہتے ہین - آپ کی زیادہ خواہش پر نظر کر کے ایک رات خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والسلام نے
اپنے خدام حرم کو اجازت فرمائی - کہ سید صبغۃ اللہ ہمارا فرزند ارجمند ہے - عرب اور عجم کے دیگر تمام زائرون
کی طرح نہ سمجھکر اس کو ہمارے حرم سے باہر نہ کرنا - چھوڑ دینا کہ شب جمعہ کو ہماری خدمت مین رہکر صلوٰۃ اور صلوات
صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک ادا کرتا رہے - یہی ہمنے اجازت دی ہے - کہ اپنے یارون مین سے جس کسی
کو چاہے اپنے ہمراہ حرم شریف مین رکھے - جس روز سے کہ حضور نبوی نے خاکیون کی نظر سے عنصری
پیکر کا ظاہری چہرہ حجاب اور عزت کے برقع مین چھپا کر مدینہ وحدت مین خوابگاہ اختیار فرمائی ہے -
اُس روز سے آج تک کسی فرد بشر کو ایسی خاص عنایت کا خلعت عطا فرما کر سرفراز نہین فرمایا ہے
الحمد للہ علیٰ ذٰلک -

آپ کے کمالات - حالات - اور خرق عادات کتابت کی امداد سے انجام پذیر نہین ہین - اور اس
کتاب کا اختصار مفصل حالات کی برداشت کر ہی نہین سکتا - اس وجہ سے اِن معانی کا ادا - ایما - اشارہ
اور اجمال کے سپرد کیا جاتا ہے - بالآخر اسی تفویض اور توکل پر استقامت اختیار کر کے ہجری سنہ ایک ہزار
کے کسی مہینے مین مدینہ معظمہ کی زمین امین کے اندر دفن کئے گئے **رحمہ اللہ تعالیٰ** -

یادِ شیخ شمس الدین جالندری

آپ ہندوستان کے اندر مشائخ نامدار کے سر دفتر - اولیائے کامگار کے سرگروہ - دانشمندان
روزگار کے سر حلقہ - اور صلحائے تقویٰ شعار کے سردار تھے - جس وقت انسانی مظہر - مراتب الٰہی کے
متصف ہوتا ہے - تو باعتبار کمال اس کے مدارج مختلف ہوتے ہین اس کمال کے جامعیت
بارہ مین آپ فرماتے ہین -

الصوفی مختص ببعض الصفات ولا سیما	صوفی کچھ اسما اور صفات کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے

فانها لا يليق بجناب العزة تعالى وتقدس	گروہ جناب باری تقدس وتعالیٰ شانہٗ کی شان کے لائق
ومتخلق بالاسماء والصفات الالهية	نہیں ہیں اور باقی اسماء وصفات الٰہی کے ساتھ تہذیب
فان الصوفي من كان حزينًا في القلب	یافتہ ہوتا ہے۔ پس صوفی وہ ہے جو دل کے اندر حزین
عليلا في البدن دامعا في العين	ہو۔ بدن کے اعتبار سے علیل ہو۔ آنکھوں کے اعتبار سے
خالصا في العمل جاهدا في الدعاء	روتا ہوا ہو۔ عمل کی رو سے خالص ہو۔ دعا کے اندر کوشش
خلقا في الثوب بائتا في المسجد رفيقا	کرنے والا ہو۔ کپڑے پھٹے پرانے رکھتا ہو۔ رات کو مسجد میں
مع الفقراء باكيا من الذنوب مونسا	رہتا ہو فقرا کا رفیق ہو۔ گناہوں کے خیال سے روتا ہو
بالرب مزينا بالزهد اكلا للغضب هاديا	رب کا مونس ہو۔ زہد کے ساتھ زینت یافتہ ہو۔ غصہ کھاتا ہو
لطالب قاريا للقران كريما على الخلق	طالب کا ہادی ہو۔ قرآن کا پڑھنے والا ہو۔ مخلوق پر کریم ہو۔
عالما باحكام الشرع ودقائقها	احکام شرع اور ان کے دقائق کا عالم ہو۔ لوگوں پر رحم
راحما على الناس رحيما عليهم بستر	کرنے والا ہو۔ اور ان پر ان کے عیوب کے چھپانے سے
عيوبهم مالكا على النفس الامارة	رحیم ہو۔ نفس امارہ پر مالک ہو۔ سوال کرنے سے تکبر کرتا ہو۔
متكبرا عن المسئلة خالقا للاخلاق	اخلاق حمیدہ کا خالق ہو۔ نیز رتبہ کے اعتبار سے اُن کا
الحميدة باديا لها بالرتبة خلاقا	آغاز کنندہ ہو۔ تمام اخلاق حسنہ کا خلاق ہو۔ اپنے باطن کے
للاخلاق الحسنة الكلية مصورا	اندر اپنے افعال اور اقوال کی تصویر کھینچنے والا ہو۔ اُس کے
لافعاله واقواله في باطنه غفارا	لونڈی غلام جو اُس کی رعیت ہیں اُن کے گناہوں کو معاف
لذنوب عبيده واماءه	کرتا ہو۔ لوگوں کے اوپر بخشش کرتا ہو۔ اپنی اولاد کا۔ اور جو
وهابا على الناس رزاقا لاولاده	اُس کے عیال میں ہے۔ اس کا رزاق ہو۔ خلقت پر
ولمن كان في عياله فتاحا على الخلق اشكالهم	اُس کی مشکلات کا حل کرنے والا ہو۔ اپنے نفس کے عیبوں
عليما لعيوب نفسه قابضا على الظلمة	کو جانتا ہو۔ ظالموں کے حق میں قابض اور طالبوں کے
باسطا على الطلبة خافضا للجهلة	حق میں باسط ہو جاہلوں کا درجہ پست اور ارباب علم کا رتبہ
رافعا لارباب العلم معزا لاصحاب الحقوق مذلا	بلند کرنے والا ہو۔ اصحاب حقوق کو عزت اور کافروں اور
لكفرتهم وللملاحدة سميعا لذكر الله بصيرا	ملحدوں کو ذلت دینے والا ہو اللہ جل شانہٗ کا ذکر سننے

لاحسانه حكما على الخلق بالحق عدلا
في احواله واقواله لطيفا في غاية
خبيرا عن احوال الفقراء حليما
عن جواز الناس غفورا لتعدي
الخلق وظلمهم شكورا عن نعم
الباري عليا بالهمة حفيظا عن
ارتكاب المعاصي حسيبا لافعاله
واقواله جليلا متنزها عن
اصحاب الدول رقيبا لرعيته
من ظلم الظالم مجيبا لسوال
السائلين واسعا بقوته من في
عياله حكيما في امره ودودا
لاصحاب الزحمة مجيدا في ورعه
باعثا لافعاله واقواله الحسنة
شهيدا على الناس بالصدق حقا
في الطاعة وكيلا في امر الدنيا
والدين قويا في الذات متينا في
العبادات وليا لارباب الخيرات
حميدا في الصفات محصيا
للحركات والسكنات الواردة
من النفس الامارة في اليوم
والليلة معيدا للصيام والصلوة
بعند ورود الشبهات محييا

اور اُس کا احسان سمجھے۔ مخلوقات کے اوپر حق کے ساتھ
حکم ہو۔ اور اُس کے احوال اور اقوال کے بارہ مین عادل ہو۔
غایت درجہ لطیف ہو۔ فقرا کے احوال سے باخبر ہو لوگون سے
جو تجاوز ہو جاوے۔ اُسپر حلیم ہو۔ خلقت کے تعدی اور ظلم کا
بخشنے والا ہو۔ اللہ جل شانہ کی دی ہوئی نعمتون کا شکر کرے۔
ہمت عالی رکھے ارتکاب معاصی سے محفوظ رہے۔ اپنے
افعال اور اقوال کا حساب کرتا ہو۔ صاحبان دولت سے
بڑا اور علیحدہ رہتا ہو۔ ظالم کے ظلم سے اپنی رعیت کا محافظ ہو
سائلین کے سوال کا مجیب ہو۔ جو لوگ اُس کے عیال مین ہین
اُن کے رزق مین اپنی قوت سے وسعت دیوے۔ اپنے بارہ
مین حکیم ہو۔ تکلیف والون کا دوست ہو۔ اپنی پرہیزگاری مین
بزرگ ہو۔ اپنے نیک افعال اور اقوال کا باعث ہو۔ صدق
کے ساتھ لوگون کے مقابلہ مین گواہ ہو۔ طاعت کے اندر درست
ہو۔ دنیا اور دین کے کامون مین وکیل ہو۔ اپنی ذات سے قائم
ہو۔ عبادت کے اندر متین ہو۔ ارباب خیرات کا دوست ہو۔
صفات کے اندر محمود ہو۔ جو حرکات اور سکنات دن اور رات
مین نفس امارہ سے صادر ہونے والے ہون۔ اُن کا ضابط
ہو جب شبہات کا ورود ہو۔ تو روزون کے واسطے اور
نماز کے واسطے تیار ہو۔ اخلاق حمیدہ کا زندہ کرنے والا
ہو۔ افعال ردیہ کا نیست ونابود کرنے والا ہو۔ روح کے
ساتھ زندہ ہو۔ عبادات باقیات کے واسطے قوی ہو حسنات
کا حاصل کرنے والا ہو۔ اغنیا کے سوال سے مستغنی ہو۔
گوشہ کے اندر اکیلا رہتا ہو۔ خلق کے اندر ایک ہو کر ہے

للاخلاق الحميدة متميا الافعال الردية حييا
بالروح قويا للعبادات الباقيات واجل الحسنات ماجدا
عن سوال الاغنياء احد بالعزلة احدا
فى الخلق سيدا فى حوائج الرعية مقتدرا
بالقدرة الالهية مقدما لحوائج الناس مؤخرا
لحوائج النفس اولا فى الاتيان بالاوامر آخرا
فى الخروج عن المسجد ظاهرا فى الفرائض باطنا
فى النوافل غالبا عن النفس متعاليا على الخلق
بكثرة الطاعات برا فى المعاملات توابا فى عصيان
العصاة منتقما من النفس عفوا من الناس رؤفا
على الصغراء مليكا على النفس بجميع امره
هاديا للخلق الى الطاعات غنيا عن الناس معطيا
للسائلين سوالهم مانعا للنفس عن ارتكاب
المعاصى مبدعا فى الخيرات نافعا للغير نورا
لاصحاب الضلالة بالافعال الحميدة وارثا فى الارض من
بالصلاحية مرشدا لاصحاب الارادة رشيدا لهم
عن ظلم الخلق حافظا لحقوق اصحاب الوعظ وعدا هذا
ظهر سر تخلقوا باخلاق الله وهذا معنى اشتهر
من الامام الغزالى قدس الله تعالى روحه ان
العبد شركة فى كل اسم وصفة من اسماء
الربوبية وصفاتها وبعدا فهو غير واصل
بالله تعالى شانه تعالت اياته و
تقدست اسمائه وصفاته

رعیت کی کاربراری مین مرجع ہو - الٰہی قدرت کے اندر صاحب
مقدرت ہو - لوگون کی ضروریات کو آگے رکھے - اپنی
ذاتی ضروریات کو پیچھے ڈالے - اور امر کی تعمیل مین اول ہو -
مسجد سے باہر نکلنے مین آخر ہو - فرائض کو ظاہر ظہور ادا
کرے - نوافل مخفی پڑہے - اپنے نفس کے اوپر غالب ہو
خلق کے اوپر کثرت طاعات مین ورہو - معاملات مین
نیک ہو - عاصیون کے عصیان پر توبہ قبول کرے - اپنے
نفس سے انتقام لیوے - اور لوگون کو معاف کرے - چھوٹون
کے اوپر مہربان ہو - اپنے جمیع امور مین نفس کے اوپر مالک
ہو - خلق کو طاعت کی طرف ہدایت کرے - لوگون سے غنی
ہو - سائلین کے سوال پورے کرے - نفس کو ارتکاب
معاصی سے باز رکھے - خیرات کا عمل نئی نئی طرح سے کرے
غیرون کو نفع پہونچاوے - گمراہون کے واسطے افعال حمیدہ
کے ذریعہ سے نور ہو - زمین پر صلاحیت کے ساتھ وارث
ہو - اصحاب ارادہ کا مرشد ہو - اون کو ظلم خلق سے نیک ہدایت
دیوے - اصحاب وعظ کے حقوق کا محافظ ہو - اور مذکورہ
بالا اعمال پر عمل کرنے سے ایسے تراز ظاہر ہوئے ہین جن
کے سبب سے اہل تصوف الٰہی اخلاق سے متصف ہو گئے
ہین - اور یہ معنی امام غزالی سے پہونچے ہین - قدس اللہ تعالیٰ
روحہ کہ بندہ ربوبیت کے اسما اور صفات مین سے ہر ایک
اسم وصفت مین شرکت رکھتا ہے - اور نیز بعد بھی اس
اعتبار سے رکھتا ہے - کہ اللہ جس کی شان اور آیات عالی ہین
اور جس کے اسما اور صفات پاک ہین اُس کو پہونچ نہین سکتا ہے -

یادشیخ جلال واصل رحمہ اللہ

آپ کالپی کے باشندہ - مولانا خواجگی نخوی کی نسل سے - اور حضرت غوث الاولیا کے خلفا مین سے ہین - آپ کے دل کا سویدا مشاہدہ اور مراقبہ کا مرکز اور آپ کا باخبر ضمیر معارف اور مواجید کا مزرعہ تھا آپ کی باصفا آنکھون کو انکشاف[1] کے روزمین احدیت کے آفتاب سے اور استتار کی رات مین وحدت کے چراغ سے بینائی ملتی تھی - سرود وسماع کی بزم پر آپ عاشق تھے - آپ کے وجد اور حالت کا سوز - قلوب کی استعداد اور قابلیت کے موافق - حاضرین انجمن مین سرایت کرکے - ان کو خود بینی سے رہائی دیتا تھا ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو سے تھا - کہ آپ کے جسمانی آئینہ مین اسم محیی کے جمالی انعکاس کے جگہ اسم ممیت کا جلالی عکس نمودار ہوا - عیال کا مسکن - عبادت کا حجرہ - اور عاقبت کا مرقد مین کالپی مین ہے - آپ کے فاضل اور اہل فصاحت فرزند موجود ہین - خدا کرے - ان کو آباے کرام کے مکاشفات کی ترقی نصیب ہو - سب بڑے شیخ افضل تھے - درحقیقت یہ اپنے وقت کے علما مین افضل تھے - پدر بزرگوار کے بعد ان کو عالم فرق مین قیام کے لئے دو سال کی مہلت ملی - پھر ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین عالم جمع کی جمعیت آباد کو کوچ فرمایا - دوسرے فرزند شیخ اجمل جمیلی تخلص ہین - فارسی شعر مین ان کی مشق پختگی کے درجہ کو پہونچ گئی ہے - تیسرے فرزند شیخ معین الدین ہین - فضیلت اور دانش مندی کا فروغ ان کی پیشانی مین تابان ہے - درویشی کے طریقہ مین ثابت قدم ہین - توکل - تسلیم - عزلت - خلوت - گزشتگی - اور بے نیازی کے طریقے کمال کے ساتھ رکھتے ہین - خدا کرے - اکملیت کے درجہ کو پہونچین -

یادشیخ بابو سندہی

محبت اور حیرت کے بیابانون مین تنہا قدم آپنے ہی رکھا ہے - فنا کے صحرا - اور بقا کی شاہراہ کے اندر چلنے مین آپ کو آندہی یا بگولہ کہنا ناموزون نہین ہے - شیخ لشکر محمد عارف شطاری کے اچھے مریدہین - شہر برہان پور کے اندر سندہیون کے محلہ مین آپ کی عبادت کا حجرہ تھا - جب حجرہ مذکور دونون طرف سے گر گیا - اور اس کی مرمت کا ارادہ دل کے اندر مستحکم ہوا - تو آپنے چاہا - کہ راقم گلزار سے اس بارہ مین مشورہ کے

[1] انکشاف اور استتار - اصطلاحات صوفیہ مین مقامات کے نام ہین ۱۲ -

طور پر کچھ بات چیت کریں - اور اس ذریعہ سے پریشانی خاطر دور فرماویں اسی خیال کے اندر ناگاہ یاد
ہوا - کہ اولاً اس باب میں استخارہ کرنا درویشوں کی حالت کے اعتبار سے بہتر ہے - مثنوی منطق الطیر
ہاتھ میں تھی - اُس کو تفاؤل کے طور پر کھولا - یہ ابیات برآمد ہوئیں - **ابیات**

گلخن ست این جملهٔ دنیاے دون	قصر تو چندست ازین گلخن کنون
قصر تو گر خلد جنت آمدست	با اجل زندان محنت آمدست
گر نبودی مرگ را بر خلق دست	لائق افتادے درین منزل نشست

ان واقعات کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے - کہ اس کے بعد ہر چند تعمیر درو دیوار کے واسطے التماس کی
آوازیں بلند کی گئیں - لیکن قبولیت کا درجہ نہ ملا - اور ہجری سنہ ایک ہزار تین سے لیکر مزار کی عمارت تیار
ہونے تک جس کا سنہ ایک ہزار پندرہ ہے بے درو دیوار اُسی ویران گھر میں عمر گزاری - **بیت**

ور این خانہ بے بوم ست غوثی از خرد نبود	پئے پاس متاعش رخنۂ دیوار بر بستن

یاد شیخ بدھا طیب بھاری

آپ اپنے زمانہ میں ظاہری معلومات کی - اور رسمی علم کی مجلس کے ہم نشینوں میں سر حلقہ - اور معنوی
حقیقی محفل کی محرموں کے اندر قطب تھے - محقق دانشوران ہند - مولانا حاتم سنبلی فرماتے تھے شیخ بدھا
کی بزرگی اور شان کے بارے اکثر بزرگان وقت کی طاقت کی پشت خم تھی - ان میں سے چند بد اندیش سیاہ باطن
لوگ - آپ کی خدا داد رونق توڑنے کے واسطے ہمیشہ فلک سے بہانہ دریافت کرتے تھے - کیونکہ وہ بھی نیک
پشت میں اس جماعت کی مثل ہے - اور فرمان روایان ملک - دولت کے نشہ اور خود بینی کی مدہوشی میں
سرشار ہوتے ہی ہیں - ان کے ساتھ وہ لوگ موافق ہو کر قرار دیتے تھے - کہ امتحان کی انجمن ترتیب
دیجاوے تاکہ جو مدعی دعوی بلا برہان رکھتے ہیں - وہ الزام اور انفعال کے گوشہ میں خاموش ہو کر بیٹھیں - اور
اور ہر ایک کی حقیقت کا جوہر کھل جاوے - چاہتے تھے کہ اس حیلہ سے شیخ کی بات میں فرق پیدا کریں -
ہر چند یہ منصوبے - زمانہ پرستوں کی خواہش کی بساط پر مکرر بچھائے گئے - لیکن کسی شخص کو کسی مجلس میں آپ
کے ساتھ کلام میں معارضہ اور نقص کے طور پر بات کرنے کی گنجائش نہیں ملی بلکہ معرفتوں کے بیان کرنے کی
قوت - آپ کی ذات شریف کے سوا - دوسرے کو میسر نہیں ہوئی - اور تمام امتحانات کے مقامات سے

...شیخ اور رخصت دگی کے ساتھ اپنے مکان کو بازگشت فرمائی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا۔ کہ حاضرین انجمن نے
...گفتار کے شاہوار موتیوں سے سمعنا و اطعنا کا گوشوارہ بنا کر ارادت اور اطاعت کے کان میں
...ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگائی۔ حافظ

...پس تجربہ کردیم درین دیر مکافات		با دُرد کشان ہر کہ در افتاد بر افتاد	

یاد شیخ بدھا حقانی جونپوری

آپ شیخ بدہا طیب بہاری کے ہم نام ہیں۔ علوم شعارفہ کے اندر آپکے مطالعہ سے فنون کے
...نات اور مشکلات حل ہو کر بالکل روشن ہو جاتی تہیں۔ چونکہ آپکی صحبت سے حق ثابت اور باطل
...ہو جاتا تہا۔ آپ سخن حق کو خلا و ملا میں پوشیدہ نہیں رکہتے تہے۔ اور بلند آواز کے ساتہہ۔ نماز کی اذان
...دلون کے کان میں پہونچاتے تہے۔ اسواسطے آپ حقانی لفظ کے ساتہہ مشہور ہوئے۔ باطنی کمالات
...شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کی خدمت باعظمت سے کیا تہا۔ آپ کا ارتجا طب کو قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ
...بَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا تہا۔

...المراد بالحق ههنا الاسلام والدین و
...الکفر والشرک والحق للمطلق هو الموجود
...قید ما کان حسنا فی العقیدة والفعل
...والباطل نقیض الحق والله حق علی معنی انه
...وانه ذو الحق وانه محق الحق یقال الحق ما
...والباطل ما کان لغیر الله ویقال
...ن الخواطر ما دعی الی الله والباطل
...الی غیر الله ۔

اس مقام پر لفظ حق سے مراد اسلام اور دین ہے۔ اور
باطل سے مراد کفر اور شرک۔ مطلق حق موجود ہے اور
مقید حق وہ ہے۔ جو عقیدہ میں فعل میں۔ اور نطق میں
نیک ہو۔ اور باطل نقیض حق ہوتا ہے اور اللہ حق ہے
اس اعتبار پر کہ وہ موجود ہے۔ اور وہ ذوالحق ہے۔ اور وہ
احقاق حق کرنیوالا ہے۔ یہ بہی ایک قول ہے کہ حق وہ ہے جو
اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔ اور باطل وہ ہے جو غیر اللہ کے
واسطے ہو۔ اور یہ بہی ایک قول ہے کہ منجملہ خواطر حق وہ ہے
جسکا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور باطل وہ ہے جس کا رجوع غیر اللہ کی طرف ہو

...استا۔ اور قبول کیا۔ ۱۲ ۞ (اے پیغمبر لوگوں سے) کہدو۔ کہ (بس دین) حق آیا اور (دین) باطل
...و نابود ہوا۔ اور (دین) باطل میست و نابود ہونے والا ہی تہا ۱۲ منہ

یاد شیخ دولت ابن شیخ عبد الملک منیری

آپ علم آموز۔ عمل اندوز۔ دانش گستر۔ اور بینش پرور تھے۔ جب آپ حروف کی اور کتابی نقوش کی شناسائی۔ مسائل اور مقاصد کتب کی تحصیل۔ میان بدن منیری سے کر کے۔ ظاہری آراستگی کمال درجہ پر کر چکے۔ تو رسمی ارادت کے مراسم بھی میان بدن کی خدمت مین ہی ادا کئے۔ جب رہنمائی کی بدولت سلوک کے پاؤن سے۔ طریقت کا راستہ چل کر۔ درویشی کی منزلین اور مقامات طے فرمائے اور تلوین[۵] احوال کے گرداب سے نکل کر ساحل تمکین کے عالی مقام کو پہونچے۔ تو خلافت کا خرقہ۔ اور اجازت کا فرمان بھی ملا۔ آپ کی مانند فطرت مین۔ فراست مین۔ فنا مین اور نفس پر فیروزی پانے مین میان بدن کے ہان دوسرا کوئی خلیفہ اور شاگرد نہین تھا آپ کی درس کے حلقہ مین یہ اصحاب حاضر ہوتے تھے۔ شیخ اجمل۔ شیخ عبد الکریم۔ سید احمد بہاری۔ شیخ احمد چشتی جو حضرت گنجشکر کی نسل سے ہین شیخ عیسیٰ پٹنی۔ جن کے نام سے موضع نوادہ منسوب ہے۔ شیخ حافظ سارنی۔ شیخ یعقوب۔ جن کے نام ایک مدت تک دار الخلافۃ آگرہ کی قضا کا عہدہ رہا۔ اور نیز اس جماعت کی مثل دیگر بزرگان نامور بھی حاضر ہوتے تھے۔ اس حلقہ مین آپ مثال مرکز۔ تھے۔ شاہ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست ابن شیخ قاضن شطاری کی خدمت اور ملازمت سے بہت کچھ کامیابی اور فیض حاصل ہوا تھا:

آپ کی ایک سرگذشت بطریق اختصار اس طرح پر ہے۔ کہ ایک روز ایک امر مشروع کی تقریب سے آپ قلعہ رہتاس کی طرف گئے تھے۔ اثنائی راہ مین ایک شخص ملا۔ اُس نے کہا۔ میری لڑکی کے کار خیر (شادی) کا وقت نزدیک آگیا ہے۔ جس نے مجکو سوال پر مجبور کیا ہے۔ اور آپ کے چہرہ سے مین الٰہی بخشش کا فروغ مشاہدہ کرتا ہون۔ لہٰذا آپ میرے حق مین کیا فرماتے ہین۔ آپ نے ہمراہی کے خادم کو فرمایا جس قدر نقد جیب مین موجود ہو۔ اِس سائل کے سامنے رکھدو۔ خادم نے عرض کیا۔ ایک سو درم سکوک موجود ہین۔ اگر ارشاد ہو۔ توکل کے لائق بچا کر باقی اس سائل کو دیدون۔ آپ نے فرمایا۔ غم نہ کرو۔ کل کا آنا اور روزی کا پہونچنا۔ دونون ساتھ ساتھ ہین۔ کوئی فرماتے ہے روزی سے کلیم

[۵] تلوین اور تمکین اصطلاحات صوفیہ مین دو مقامات کا نام ہے ۱۲

"م نقد بغیر توڑے پھوڑے اس شخص کو دیدو - ہنوز وہ شخص نقد مذکور لیکر ایک تیر کے فاصلہ پر نہین گیا تھا
کسی طرف سے دوڑتے ہوئے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور بیس دینار زر سرخ - یومیہ فزوا
سے پیش کئے - اور کوندتی ہوئی بجلی کی طرح چمک کر نظر سے غائب ہو گئے۔

دیگر قاضی عبداللہ نامی ایک عالم قصبہ بنیرین رہتے تھے - مشائخ طریقت کی راہ و روش - بیعت
- اور خرقہ پوشی سے - اس سے انکار کرتے تھے - ایک رات قاضی صاحب کو عالم خواب مین معلوم ہوا
کہ اوپر مخدوم شیخ شرف الدین - شیخ احمد چرم پوش - مولانا عبدالرحمن جامی - اور امیر خسرو بیٹھے ہوئے معرفت
کر رہے ہین - اور فقیر اور شیخ دولت ہم دونون نیچے کھڑے ہوئے ہین - مولانا جامی نے ہم نشینون سے
ت کے اوپر چڑھ آنے کے واسطے اجازت لے لی - جب شیخ دولت اوپر چلے گئے - تو اُنھون نے
ضی عبداللہ بھی حاضر ہین حضور کی خدمت کی اُن کو آرزو ہے - شرف الاولیا نے فرمایا - یہ ازل سے
کے حوالہ ہی - اپنا مرید کر لینا چاہیئے - چنانچہ شیخ دولت نے حسب اشارہ میرے سر کے تھوڑے سے
مقراض سے کتر لئے - اور مراسم ارادت ادا کئے صبح کو جب مین مراسم ارادت بجالانے کے لئے
ملازمت مین گیا - تو مسکرا کر فرمایا - عبداللہ تکرار بیعت کی حاجت نہین ہے - اس بارہ مین مشائخ
ن جو کچھ تھین رات کو ادا ہو چکی ہین - یہ پوشیدہ بات سنکر سخت حیرت مین رہا - بالآخر شجرہ
جو ظاہری ارادت کا قاعدہ ہوتا ہے - لے کر اعتقاد اور اخلاص سے خوش اور سیراب ہو گیا -

کہتے ہین شیخ دولت کی تمام عمر آسمانی روزی پر گزری - اُس ملک کے حکام اور فرمان روا - آپ کے
معتقدانہ سلوک کیا کرتے تھے - اور بار بار سیورغال (معین وجہ معاش) قبول فرمانے کے لئے
کرتے تھے - لیکن اُن سے آپ کی فاقہ دوست اور فقر پرور طبیعت نے لینا گوارا نہین کیا - اور
ن التماس پر کان ہی نہین دئے - بلکہ زمانہ سابق کے فرمان اور اسناد جو اراضی کے بارہ مین آپ کے
مداد کے پاس تھین - ان سب کو لپیٹ کر آپنے آگ دکھا دی - اور دل کو داُفوض امری الی اللہ
سے پر کر کے اس سرچشمہ سے شاداب کیا - کہتے ہین - جب آپ کے گوشۂ خلوت مین اسم القابض
سے دل کے اوپر - تنگی اور تیرگی کا پرتو پڑتا تھا - تو دور دراز جنگل بیابان کی طرف جو آپ کی عمر کے
سے زیادہ دور ہوتا تھا - تنہا چلے جایا کرتے تھے - اور چند روز ایسی جگہہ مین جہان سراغ

اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہون ۱۲

نہیں لگ سکتا تھا۔ مراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے۔ تاکہ سابقہ تجلی اپنے مقابل کی طرف تبدیل ہو جاوے۔ بیت

تا کے چو گنج غوثی ویرانہ دوست باشی	شد سودہ در رہ تو پائے سراغ مردم

جب کامل طور پر انشراح پیدا ہو جاتا تھا۔ تب آپ اپنے مقام کو معاودت فرماتے تھے۔ جب آپ کو پیری نے آدبایا۔ تو استغراقی حالت نے آپ کے تمام اوقات کو گھیر لیا۔ لوگ نماز کے وقت کہ حق حق کہتے تو تب کہیں ہستی کا ادراک **لاتعین** کے مرتبہ سے نزول فرما کر اس تعینی مظہر کے ساتھ تعلق پکڑتا تھا۔ اور اس وقت **ما ہو المکتوب** کے ادا کرنے میں مشغول ہوتے تھے۔ ایک سو سات برس کی عمر اسی مستقل نشست و برخاست کے ساتھ پوری کر کے ہجری سنہ ایک ہزار انیس کے کسی مہینے میں ربانی بہشت کی سیر کے واسطے چلے گئے۔ خوانگا دمنیر۔

یاد شیخ محمد ابن فضل اللہ

آپ کی زاد بوم گجرات ہے نشو و نما دار الامان احمد آباد میں پایا ہے تسلیم۔ توکل۔ تقوی۔ اور ظاہری و معنوی علم کی فضیلتوں کے مالک ہیں۔ رسمی علم میں وجیہ الملۃ احمد آبادی کے شاگرد۔ اور طریقت میں شیخ ماہ بیر پوری کے مرید اور خلیفہ ہیں جن کو خلافت کا خلعت اور اجازت کا خرقہ شیخ من اللہ عرف شیخ اوہن۔ ابن شیخ بہاء الدین جونپوری کی خدمت سے ملا تھا شیخ محمد۔ محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی کے دور دولت میں گجرات سے خاندیس میں آئے ہیں۔ اور برہان پور میں مسجد اور خانقاہ بنائی ہے۔ ہمیشہ حدیث۔ تفسیر۔ اور دیگر دینی علوم کو درس میں مشغول رہتے ہیں۔ بہت سے طالب آپ کی رہنمائی کی برکت سے حق شناسی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہیں۔ آپ از بس کہ روضہ نبوی **علیہ السلام** کی زیارت پر والہ و شیفتہ ہیں۔ اس واسطے ہر سال اپنے وطن سے جہاز کے موسم پر دیوانہ وار لنگر دریا کے کناروں پر پہونچ جاتے ہیں۔ اگر کوئی مانع پیش آجاتا ہے۔ تو آئندہ موسم تک صبر کرتے ہیں۔ ورنہ اپنے مطلب مقصد کی طرف متوجہ ہو کر روانہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طریق سے کئی دفعہ سفر حجاز کو دریا کے راستہ سے گئے۔ اور حرمین شریفین کے طواف سے دونوں جہان کی سعادت حاصل کر کے اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ ہمت کا قدم سنت کے راستہ میں استواری کے ساتھ رکھ کر

[illegible] تمام پہل رہے ہین - سطرح دسروکی طرف میلان نہین کرتے ہین - اور ماہ ربیع الاول کے
اولین بارہ روز مین رقہ مورات کو حدیثین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین عربی
اور فارسی قصیدے - ذاکرین کی جماعت - آواز حزین کے ساتھ پڑہتی ہے - اور جوکچھہ آپ کی بساط مین ہوتا ہے
وہ اُن ایام مین حلوے - عطریات - اور صلحا - فقرا مجلس میلاد کے ذاکرین اور حاضرین اِن اصحاب کی
خدمت کرنے مین صرف ہوجاتا ہے - اور کوڑی پیسہ جوکچھہ آپ بچاتے ہین - اُس کا سبب اِن چند روزون مین
انہین چند مبارک ایام کا خرچ ہے - یا کسی معتمد شخص کے ہاتھہ حرمین محترمین کو بہیج دینا - جو لیجاکر اُس ملک کے
فقرا کو تقسیم کردیوے - اِن دو اہم کامون کے سوا دوسری آرزو - اشیا کے جمع کرنے اور لینے کی نہین ہوتی ہے
آپ کی عمر عزیز اس ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین ستر کو پہونچ گئی ہے - امید ہے - کہ باقی ماندہ سنوات
گذرے ہوئے سنوات سے زیادہ ہونگے - آپ کے کامگار اور ذی معرفت متعدد فرزند اور مرید ہین - اللہ تعالیٰ
جل شانہ سب کو مرشد کے بلند مرتبہ پر پہونچاوے -

شیخ اوہن - جو شیخ ماہ کے پیر تہے - مشائخ وقت کے انیس - اولیاے زمانہ کے جلیس
اور بزرگان دین و دولت کے اندر رئیس تہے - کہتے ہین - مولانا علاء الدین محمد لاری - نوع انسانی کے بڑے
جوہر شناس اور دقائق سخندانی کے بال کی کہال نکالنے والے تہے - فرماتے تہے شیخ اوہن - اپنے زمانہ
مین بے نظیر ہین - مولانا محمد بر غلی کے بہائی مولانا حافظ بر غلی کو جنت آشیانی کی رکاب مین جب ہجرت
کی توفیق نہین ہوئی - اور جونپور مین رہ گئے - تو ارادت مندان شیخ اوہن کے حلقہ مین داخل ہوکر ہمیشہ
ان کی خدمت کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا تہا - علی ہذا القیاس جنت آشیانی کے امیر اعظم اور عالی فطرت
خان زمان علی قلی نے جب ہجری سنہ نوسو پینسٹہہ مین جونپور کو افغانون کے قبضہ سے نکال لیا تہا
تو شیخ اوہن کی خدمت مین حاضر ہوکر بہت کچھہ مراسم عقیدت مندی ادا کئے تہے - القصہ سب قسم
کے لوگون نے اپنی گردن شیخ اوہن کی ارادت کے طوق مین دے رکہی تہی - تمام اقسام عمر کے حقوق
کافی طور پر حاصل کرکے اطوار زندگانی کی حقیقتین معلوم کی تہین - بعدہ ہجری سنہ نوسو ستر مین حقیقی
محبوب کے وصال کی مجلس مین جا داخل ہوئے - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ عبد الحق حقی تخلص

آپ حقی تخلص - قادری مشرب - دہلوی مسکن - علوم متداولہ اور فنون متعارفہ کے دقیقہ شناس -

عالم ارواح کی ام الکتاب اور عالم اجسام کے مواليد ثلاثہ کی رموز سے واقف ہین سلمہ اللہ تعالیٰ
آپ کے کسی قدر خجستہ حالات۔ جو کسی تذکرہ نویس کی سابقہ گزارش کے بدون راقم گلزار کے
صور علیہ مین عیان کے تختے پر لکھتا ہون۔ ہجری سنہ نو سو پچانوین کے آغاز مین سفر حجاز کے شوق کے
جذبات آپ کو اپنے وطن سے نکال کر مالوہ کے راستہ سے بندر گجرات کی طرف لے آئے۔ ان
ایام مین مرکز مدار مردمی و مروت۔ مہر سپہر مجد و مکرمت۔ مروج مراسم ملک و ملت۔ بزرگ کوکہ عرش
آستانی اکبر شاہ۔ حاکم ممالک صوبہ مالوہ۔ مرزا عزیز محمد الملقب بہ خطاب اعظم خان مدظلہ۔ شہر اجین مین
بطریق قیام تشریف رکھتے تھے۔ جب آپ مرزا کی ملازمت اور اجازت سے راستہ چل کر دار العبرۃ
مندو (مانڈو) مین آئے۔ تو ان ایام مین راقم گلزار نے بھی آپ کے با فروغ دیدار سے بہت کچھ
فیروزی اور فرخندگی کے فوائد حاصل کئے تھے۔ بالآخر آپ گجرات مین ایسے وقت پہونچے۔ کہ موسم جہاز گزر
چکا تھا۔ میرزا نظام الدین احمد اس صوبہ کے بخشی تھے۔ انہون نے بے حد التماس کر کے آیندہ موسم تک
ٹھیرایا اور نہایت خواہش کے ساتھ آپ کی خدمتین بجا لائے۔ پھر جب دوسرا سال آیا۔ تو الٰہی مشیت کی
کارسازی سے آپ حرمین شریفین کے طواف سے مشرف ہوئے۔ وہان پر مکہ معظمہ مین شیخ علی متقی کے
خلیفہ اور جانشین شیخ عبد الوہاب رہتے تھے۔ ان کی سعادت تلقین سے خلعت پایا۔ اور نیز اس محلی
مقام کے دیگر عالی اسناد بزرگون سے بھی کتب احادیث کی تصحیح فرمائی۔ **القصۃ لطولہا** جب آپ
مراجعت کر کے اپنے وطن مالوف مین پہونچے۔ تو خلوت اور وحدت کی حلاوت نے سیر و سیاحت کا اندیشہ
عزم کے مذاق مین تلخ کر دیا۔ آج کے روز تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے۔ آپ ہمیشہ صبر و سکون
کا بالون۔ آسودگی کے دامن مین لپٹا ہوا رکھتے ہین۔ اور ہمیشہ طالبان علم و عرفان کی درس اور تلقین مین
مشغول رہ کر اپنے بابرکات اوقات کے عادی ہین۔ اور با اینہمہ **الحمد للہ** آپ نے اس فرصت کے اندر عالم
باطن کے پردہ نشینون کی تصویر بھی قلم کی نقاشی سے کھینچ کر کتب تصنیف کو معرفت بیانی کے تصویر خانہ
مین جگہ دی ہے۔ بالخصوص تذکرہ مشائخ جو اخبار الاخیار کے نام سے نامزد ہے۔ اس کتاب کی
خوبیان۔ تعریف کے قالب مین نہین سما سکتی ہین چونکہ آپ نے اس تذکرہ کے ضمن مین اپنے آبائے کرام اور
اقربائے عالی مقام اور حضرات مرشدین کے با حقیقت حالات تحقیق اور تفصیل کے ساتھ لکھے ہین۔ اسلئے
راقم نے اس حاصل الاختصار نسخہ مین صدر الذکر حالات کا اعادہ نہین کیا۔ بلکہ تیمناً نمونہ کے طور پر

عنوان کی طرح - اس عزیز ماجرا مین سے چند حرف لکھے ہین آپ کے عالی فطرت فرزندان رشید سب کے
سب دانشوری اور سخندانی کے درجہ کو پہونچکر راہ طریقت پر چل رہے ہین - خدا کرے - پدر بزرگوار کی شاخ گل
سے سب کی عمرون کی نوعروس - علم و عمل کے زیور سے - ہمیشہ روز افزون بناؤ سنگھار کے ساتھ
جلوہ گر رہے -

یاد مولانا محمد رضا

آپ شکیبی تخلص - اور خواجہ عبد اصفہانی کے فرزند ہین - فنون معقولہ کے مسائل کے ذاکر اور طبقات
سلف کے اُن حالات کے بیان کرنے والے ہین جو اصحاب سیر و تاریخ کی کتب مین مسطور ہین - آپ فارسی شعر
کو اعلی درجہ پر پہونچا کر فن انشا مین آثار اُستادی - ظاہر کرتے ہین - اور جو کچھ آپ کی معنوی خوبیان ہین - وہ الفاظ اور
تعبیر کے کالبد مین نہین آسکتی ہین - کسی قدر آپ کے حالات بیان کئے جاتے ہین - آپ کے مورثان اعلی
خواجہ عبد اللہ نامی کی پاک نسل سے ہین - جن کے باکمال حالات - نفحات الانس مین حقائق پناہی مولانا نور الدین
عبد الرحمن جامی نے لکھے ہین - خواجہ عبد اللہ امامی خواجہ امین الدین حسن کے فرزند ارجمند تھے اور خواجہ امین الدین حسن
وہ ہین - جن کے مبارک نام پر لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل موشح کی تھی - یہ دو بیتین
اسی غزل مین سے ہین حافظ

چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمد اللہ	نہ میل لالہ و نسرین نہ برگ نسترن دارم
بر رندی شہرہ شد حافظ پس از چندین ورع لیکن	چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم

دوسرے یہ ہے - کہ ہجری سنہ ایک ہزار چار کے آغاز مین آپ خانخانان مدظلہ کی سپہ سالاری کی
ملازمت مین دکن کی یورش پر عازم ہو کر آئے تھے - مولانا نظیری نیشاپوری - بولقلی بیگ انیس ملا حب علی
سنہی - شریف کاشی - ملا کامی سبزواری ملا بقائی - یہ تمام اصحاب - اور نیز اہل سخن کی دیگر جماعت بھی
رفاقت مین تھی - یہ جملہ اصحاب منڈو (ماندو) کے راستے سے گذرے جو راقم کا غریب خانہ ہے - روحانی
شناخت تو اول ہی سے تھی بحکم الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف جب یہ موقع آیا تو
مصدر الفکر شناسائی - غیب کے تہ خانے سے نکلکر وجود کے جلوہ گاہ مین آئی - اور پھر دونون جانب سے
ہوئی اس کی پرورش - لہذا نوزادگی کے درجہ سے ابھر کر کمال کے درجہ کو پہونچی لیکن اس محبت کی معین

معرفت کے جسم پر سفارقت کی بیماری کمر عارض ہوئی - الحمد للہ کہ بغیر آفت ملکے ہوگئے - بعد
سفارقت صحت قرب کے ساتھ تبدیل ہوتا رہا - القصہ لطولہا ہجری سنہ ایک ہزار ستر مین پہلے
آپ کا عبور منڈو (مانڈو) پر ہوا - چونکہ ایک مدت کے بعد نوبت ملاقات پہونچی - اور یہ وقت وہ وقت تہا کہ
راقم مشائخ وقت اور بزرگان عصر کے باصفا حالات لکھ رہا تھا - لہذا گذرے ہوئے خاص خاص واقعات
دریافت کئے گئے - فرمایا -

"ہجری سنہ نو سو چونسٹھ مین میری علمی صورت - عالم عین مین آئی - جب زمانہ ہوش آیا -
تو کچھ علوم تو شیراز مین - اور کچھ اپنی زادبوم مین تحصیل کر کے - مطالعہ کے ذریعہ سے عبارت پڑھنے
مین مہارت پیدا کی - جب عمر نے چونتیس سال کی بساط پر قدم رکھا - تو کلام کا وزن برابر کرنے
کا ملکہ پیدا ہوا - اور جوانی نے قوت جسمانی بخشی - اس بنیاد پر سیر ہندوستان کی ہوا سر میں
بھری - فرمان دل کی اطاعت کر کے اپنے مکان سے لار ہو کر ہرمز مین آیا - ہرمز سے بندر چول
کی کشتی مین بیٹھکر دریا پار کے کنارہ آ - اوترا - یہان سپہ سالاری کی ملازمت کا شوق مجکو کشان
احمد آباد گجرات مین لے گیا - ان ایام مین نواب کام بخش دار الخلافۃ شاہنشاہی مین تشریف
رکھتے تہے - لہذا جس طرح سے ممکن ہوا - احمد آباد سے روانہ ہو کر اپنے تئین نواب معظلہ
کی گرامی خدمت مین پہونچایا - ہنوز مین اپنے دامن سے گرد راہ نہین جھاڑنے پایا تہا - کہ
ہمرکاب دولت تہ کے لشکر مین فوراً جانے کا عزم بالجزم ہوگیا - الٰہی تائید شامل حال تہی
کہ فتح کا چہرہ نظر آیا - اور اس صوبہ کا والی میرزا جانی جو تہا - اوس کو ہمراہ لیکر شاہی دربار مین
حاضر ہوا - انہین ایام مین دکن کی لڑائی بہی حسب مشیت ایزدی نواب کی خدمت مین
ہوگئی تہی - سو بلا توقف اودہر روانہ ہونا پڑا - قصہ کوتاہ ہجری سنہ ایکہزار چھ مین سہیل مقہور
کی لڑائی کے بعد جب قرار دادو یہان سے فارغ ہو کر لشکر سوزنج مین آیا - ناگاہ خون شکم کی بیماری
عارض حال ہوئی - یہان تک کہ دست زندگی سے ناامید ہو کر اخروی سفر کے سامان مین
مشغول ہوئے - اس حالت مین یہ ارادہ مصمم ہوا - کہ اگر صحت حاصل ہوجاوے تو آیندہ
دنیا کے کام کو ہاتھ مین نہ لگاؤن گا اور اخروی سامان کو راہ مجاز مین صرف کرون گا - اسی روز سے
شفا کا ستارہ طلوع ہو کر اوپچا ہونا شروع ہوا - چونکہ تعلقات کا سلسلہ بے انتہا مستحکم تہا -

واسطے قسمی چند در دین تدبیرین کرتے کرتے بتدریج منقطع کیا - اور دل کو کامل طور پر دنیای
گرفتاری اور آلایش سے نجات دی - پہر ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین حجاز کے مبارک
سفر کا ارادہ ہوا - تین سال کے اندر دشواریان اور سختی کی گہاٹیان طے کرکے - اس باسعادت
سفر کو انجام دیا - وہان سے مراجعت کرکے بندر سورت کے کنارہ پر اترا - جب برہان پور
مین پہونچا - تو وہی خانخانان کی صحبت کی زنجیر آزادی کے پانون مین پڑگئی - بے اختیار
ایک مدت تک ملازمت مین جس طرح مقدر تہا - بسر کیا - چونکہ یہ بات تجربہ مین آچکی ہے - کہ
جو کام صفاے طبیعت کے ساتہ کیا جاوے - اس کی تاثیر ضرور ہوتی ہے - لہذا ہجری
سنہ ایک ہزار انیس ہین نواب نے میری گوشہ نشینی کی درست خواہش پر اطلاع پائی
اور آزادی کی اجازت دیکر اندرونی ناسور پر مرہم رکہا - اور جہانگیری عالیشان دربار سے
سیور غال جو درویشانہ معیشت کے واسطے مکتفی ہو - لیکر دہلی مین گوشہ اختیار
کرلیا ہے ''

اب آپ صدارت کا خلعت پہنکر - فقراے دہلی کی خدمت مین فراغ دل سے خدا کے ساتہ
مشغول ہین اللہ تعالیٰ آپ کو نشاط حضوری نصیب فرماوے **ایہا السامعون** ان ایام مین خانخانانی
انجمن کے اندر - اور سپہ سالاری کی مسند پر صاحب مجلس کی توجہ سے سخن سنج اور عالی فطرت آدمیون کا ایک
ایسا دائرہ فراہم ہوا تہا - کہ اگر ایران اور توران جیسے بڑے بڑے ملکون کے سلاطین کوشش کرین - تو
ایسی خوبی اور خوشی کی جامع مجلس کو برسون مین بہی منعقد نہ کرسکین - آپ لوگ - اس راست کلام کو صرف آواز
مدح کا نقش نہ سمجہین - کیونکہ اگر آپ لوگ مخاصمانہ معاملہ پیش کرینگے - تو اس مدعا پر عادل شاہد - قاضی وقت
کے حضور مین بہت سے پیش کئے جاسکتے ہین بالخصوص یہ سرآوردون کی جماعت جس کے نام اوپر لکہے
جاچکے ہین - اس جماعت کی گفتار - اور اس کا شعار - اپنے خداوندون کی فضیلت اور فصاحت پر خود گواہ
ہے - منجملہ ان اصحاب کے مولانا نظیری نیشاپوری ہین - حاجی الحرمین درویش طبیعت - صوفی سیرت - اور
مہذب الاخلاق تہے - آپ کے کلام کی معجون مین تاثیر کی تلخی - سوختگی کی شورش - اور چوٹ کہائے ہوئے دل کا
ہ - یہ صفات - فصاحت کی شیرینی - اور عبارت کی ترتیب سے زیادہ پائی جاتی ہین - انہون نے زندگانی کے
آخرین حصہ مین نظم کا رخ - موحد صوفیون کی گفتار کی طرف پہیر دیا تہا - اولاً عربی عبارت مین مہارت راقم گذار

کی مصاحبت سے پیدا کی تھی بعدہ بارہ سال جو بقیہ عمر کا عصہ رہتا اس کے اندر احمد آباد مین قیام کر کے
علوم تحصیل کئے تفسیر و حدیث کی تصحیح - مولانا حسین جوہری داڑہ والا کی خدمت مین کی تھی - احمد عرب
ایک ہزار بیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے بیت

لاینفع العلم والآداب والنجے	وصاحبہا عنداکمال یموت

یاد شیخ فرید

آپ شیخ عبد الحکیم ابن شاہ باجن چشتی برہان پوری کے فرزند ہین فضل و فراست کی فصل کی نوبہار
رضا و ریاضت کی بربیع کے نوروز کشف و کرامات کی کتاب کے شاگرد - اور حالات و مقامات کے
خداوند ہین شروع ہوش کے زمانہ سے آپ مسیح القلوب کی خدمت پر شیفتہ ہین - علوم متداولہ کی تحصیل اُن کے
درس مین کر کے عیانی اور بیانی علوم کے کمالات کو پہونچے ہین - فارسی اور عربی کی بہت سی مبسوط کتابون کا
اختصار اور انتخاب اس طرح سے کیا ہے - کہ وہی انتخاب اُن مبسوط کتابون کے معانی کا فائدہ دیتا ہے -
آپ فارسی شعر درویشانہ کہتے ہین - آپ کی حالت دیکھکر ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ فکر کی زبان - شعر کو ذکر مین
ادا کرتی ہے - یعنی ذاکر ہونا - شاعر ہونے سے بہتر ہے - اکثر سرود کی مجلسون مین دیکھا گیا ہے - کہ جب سماع کے
وقت آپ تواجد کے ہاتھون کو جنبش دیتے ہین - تو اہل انجمن کے لب پر شوق کا نعرہ - اور سر پر حیرت کا ہاتھ
ہوتا ہے - آپ کی ظاہری صفائی اور باطنی نور سے آبائے کرام کی معرفت کے چراغ مین از سر نو روشنی پیدا
ہوگئی ہے مصرع کجا حدست حسنش ما ہنوز آغاز می بینیم -
مسیح القلوب اپنے بڑے بیٹے شیخ عبد الستار کی پرورش - اور آپ کی تربیت یکسان فرماتے ہین -
اور آپ بھی اپنے مرشد کی نسبت نہایت اطاعت اور ادب کے مقام مین رہتے ہین بیت

میان عاشق و معشوق صحبتِ عجب است	اگر فرشتہ بود غیر در نمی گنجد

خدا کرے - اِن دونون اوج شرف کے نیرین - اور دونون برج سعادت کے قمرین کی تربیت کا پرتو - ابن[illegible]
کے سر پر ابدالآباد تک رہے -

یاد خواجہ علی مسیحی تخلص

آپ کی زاد بوم احمد آباد ہے - قادری سلسلہ حسین رومی کے فرزند - اور گجرات کے جرے[illegible]

بھی سے تھے طریقت کی تلقین مسیح الاولیا سے تھی - راقم گلزار کے ساتھ بہت کچھ رسم دوستی رکھا کرتے تھے
رسمی علوم کی کلیات سے آگاہ تھے فارسی زبان مین صوفیانہ اشعار کہا کرتے تھے - آزاد خاطر - فارغ البال
نوعی فکر کا سے بے نیاز قسام لاشریک لہ کے دئے ہوئے حصہ پر خوشنود تھے - اپنے مرشد کے
خرق عادات کے متعلق حالات کے چند اوراق لکھکر راقم کے پاس بھیجے تھے منجملہ اُن کے چند بیانات
کا خلاصہ تو عبارت مین لاکر راقم نے اپنے گلزار کی بہار بنایا - باقی چند بیانات کو عذر اختصار کر کے دیگر تذکرہ
نویسون کی کتابت پر موقوف رکھا -

رومی نگارخانہ مین سے ایک بات ہے - کہ سید محمد قادری کے بیٹے - سید عبداللطیف نے شیخ عبدالرحیم
چشتی عادل پوری کی روایت کے حوالہ سے فرمایا ہے - کہ شیخ عبدالرحیم کہتے تھے - ایک رات اعتکاف کے
اندر خواب اور بیداری کے درمیان مجکو ایسا معلوم ہوا - کہ چار نورانی اشخاص نے مسیح الاولیا کے بیٹھنے کے واسطے
اُن کے مکان مین ایک تخت آراستہ کیا ہے اور اون کے نام سے قطبیت کا ترانہ گاتے ہین - اور مسیح الاولیا
مسکراتے ہوئے فرماتے تھے - مجھ جیسے شخص کو اس تخت کی نشست کے لائق نہ سمجھو - قصہ کوتاہ - ان چارون
شخصون نے مسیح الاولیا کے بہانہ پر خیال نہ کر کے تخت کے اوپر بٹھایا - اور سب نے ازراہ طرب سامنے ادب سے
ہاتھہ باندھ کر مبارک باد مین خوشی اور نشاط کی آوازین بلند کین - جب مین صبح کے وقت مسیح الاولیا کی خدمت
مین گیا - تو میرے بشرہ سے رات کی دیکھی ہوئی حالت کے آثار معلوم فرمائے - اجازت کے واسطے لب نہ ہلایا -
اور مجکو کہنے سے روک دیا - درس سے فارغ ہونے کے بعد جب خلوت ہوئی - تو وہی خواب کی سرگذشت
مجھسے بے کم و کاست خود ظاہر فرمائی - مینے اللہ جل شانہ کا شکر بہت زیادہ کیا - کہ میری خواب اضغاث
احلام (پریشان خوابون) مین سے نہ تھی -

یاد شیخ کاجا

آپ کا نام الہداد ہے - اور نسل افغان سے ہین - بے خودی - بے نیازی - اور آزادی - آپ کا
شعار ہے - جب جوانی تھی - تو آپنے ایک عمر سپاہ گری مین ہی گذاری - انہین ایام مین ایک حسینہ عورت پر
یہی نظر جا پڑی تھی - اور آپ اسیر نگاہ ہوگئے تھے - مجازی محبت کا غلبہ - ظاہری اسباب روزگار چھوڑنے کا
سبب ہوا - اور رفتہ رفتہ نوبت بہ جذبہ پہونچی - سارنگ پور مالوہ مین رہتے ہین - صادر اور وارد گے ہمیشہ اپنی

خدمت مین جاتے ہین - اور آپ کے ایسے مجاہدات دیکھتے ہین جو خرق عادت ہین - عجب عجیب بخیر
عادات مزدورہین - القصہ آپ شراب جذبات سے مست - اور غمخانہ آزادگی مین مدہوش ہین جب راقم
نے آپ کے حالات تحریر فرمانے کے واسطے عارف وقت اور عارف تخلص صورۃً اور معنیً سید مولانا محی الدین
سارنگ پوری کے خدمت مین مدظلال افادتہ یاد دہانی کی - تو مولانا نے آپ کے اسرار کچھ ایسے لکھے
کہ کانون سے سنکر سخت تعجب ہوا - باوجود پانچ منزل کی مسافت کے - اور باوصف غلبہ شوق کے - آپ
کی صورت جو دل کے اندر ہے - آنکھون کی منزل مین نہ لاسکا - اس مین شک نہین جو شے مرہون وقت
ہوتی ہے - اُس کا انفکاک نقدِ وقت خرچ کرنے کے بدون - صرف کوشش سے نہین ہوسکتا ہے -

یاد شیخ داؤد شطاری

آپ کے پدر بزرگوار کا نام شیخ خان محمد ہے - آپ کی حقیقت حال - صبر اور شکر کے مرتبہ سے بڑہی
ہوئی ہے راقم آپ کی ازخود رفتگی - اور شگفتگی کا حال کیا لکھے آپ شہر اور جنگل کو بے تفاوت ایک سمجھتے
ہین - درویش اور تونگر مین فرق نہین کرتے ہین - آباد اور ویرانہ کو یکسان جانتے ہین - سب کے ساتھ کشادہ پیشانی
سے پیش آتے ہین - اظہار احتیاج کو کفر طریقت شمار کرتے ہین - ایثار (دوسرون کی مصلحت کو اپنی منفعت
پہ مقدم رکھنا) اور نثار کو فرض سمجھتے ہین - آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین - آپ کے پیر خرقہ - اور پیر صحبت
محمود العواقب شیخ جلال محمود شطاری ہین - عین جوش شباب مین ترک و توبہ کی توفیق نے آپ کی آرزومند
دل کی فریاد رسی کی - اور رہنما بزرگ کی تلاش کے ارادہ پر گھر سے نکال کر مسافرت مین ڈال دیا - ہر ایک آبادی
اور ویرانہ مین پہونچکر - اُن بزرگون کی ملازمت حاصل کی - جو ارشاد کی عام شاہراہ پر بیٹھکر طالبون کی ہدایت
کا سامان فرماتے تھے - کسی شخص کے دیدار سے اپنی پرورش کا کاغذ آپ نے مطالعہ نہین کیا - اسی طریقہ پر
قدم فرسائی کرتے کرتے شہر منڈو (مانڈو) مین آئے ازلی عنایت کے پرتو سے راستہ محمود العواقب کی خدمت
مین ملا - اور اولین مشاہدہ مین ہی دلبستگی کی تھوڑی سی چمک نمایان ہوئی - پھر حق شناسی کے آثار روز افزون
بڑہنے شروع ہوئے - چنانچہ بہت تھوڑے عرصہ مین اذکار و اشغال کی تعلیم اور مراقبات صوفیہ کے
تصورات کا نشیب و فراز طے کر کے شطاری راہ درویش سے آشنا ہوگئے تین سال بعد محمود العواقب نے
صورت کا برقع حقیقت کے چہرہ پر سے دور کیا - اور ان کا آفتاب عمر اخروی مغرب مین ڈوب گیا - آپ نے

بہ تقاضائے وقت مکان مرشد مین جب تک مقید رہے۔ گذران کی۔ جب حضرت غوث الاولیا کی
زیارت اور عالی قدر مخدوم زادون کی ملازمت کا شوق ہجوم کر کے آیا۔ تو باطنی جذبات کے ساتھ روانۂ گوالیار
ہوئے۔ گوالیار پہونچکر بہت برسون تک شیخ عبد اللہ۔ اور شیخ ضیاء اللہ کی صحبت سے الٰہی معرفت کا فیض
حاصل کیا۔ اِس درمیان مین صوبہ دہلی۔ اور ممالک شرقی و شمالی کی سیر و سیاحت کر کے۔ شہرنشین دانشورون
اور صحرا گزین خدا پرستون کے دیدار سے باطن کی تشنگی کو دبایا۔ اور صفائی قلب کی بدولت سرچشمہ وحدت کے
کنارہ سے۔ کامیابی کے ساتھ سیراب ہوئے۔ کم و بیش بیس سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار انیس مین پیر
بزرگوار کی زیارت کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ منڈو (مانڈو) کی طرف آئے۔ یہان پر کچھ اوپر ایک سال
بسر کرنے کے بعد۔ پھر شوقِ گوالیار۔ گوالیار کو لے گیا۔ جب بمقام گوالیار پہونچے۔ تو حضرت غوث الاولیا
کے جانشین شیخ عبد اللہ کو مرض الموت مین مبتلا پایا۔ چنانچہ شیخ عبد اللہ دس روز بعد اخروی سفر کو روانہ
ہوئے۔ آپ نے چند روز تو شیخ عبد اللہ کے فرزندون اور ملازمون کے ساتھ افسوس اور تاسف کے
اظہار مین شریک رہکر مراسم تعزیت ادا کئے۔ پھر اجازت لیکر منڈو کی طرف مراجعت فرمائی ہجری سنہ
ایک ہزار اکیس مین ماہ ذی قعدہ اپنے شہر مالوف مین داخل ہوئے۔ جو کچھ آپ کے ظاہری ماجرا کا خلاصہ
تہا۔ اختصار کے طور پر لکھا گیا۔ لیکن آپ کی باطنی حقیقت جو کچھ ہے۔ اُس کے بیان کرنے کی طاقت عبارت
مین نہین ہے۔

یاد شیخ اویس پور غوث الاولیا

آپ نے ہنگام جوانی مین عربی زبان کی مہارت پیدا کر کے ظاہری علم تحصیل کیا تہا۔ نیز سلوک کے
راستہ مین قدم رکھکر پانچون جوہرون کو کہ وہ یہ ہین عبادات۔ اوراد۔ دعوات۔ اذکار۔ اور اشغال عمل مین
لا چکے ہین۔ اور اپنے تمام اوقات کو مشائخ کے معمولی کامون پر تقسیم کر کے ایک لحظہ بہی بیکار نہین جانے
دیتے ہین۔ احمد آباد کی خانقاہ اور مسجد آپ کے پدر بزرگوار کی تعمیر کرائی ہوئی ہے اُس کو ظاہری اور باطنی عزت
سے معمور رکہتے ہین۔ آپ کی طبیعت اخفا دوست واقع ہوئی ہے۔ اِس سے شہرت کے مقابلہ مین
گمنامی کو اختیار کیا ہے۔ ظاہر کرنے والی رسمیات کو دل مین گہسنے نہین دیتے ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ
افضل و اعلی روزگار امیر شاہ میر شیرازی کی سادات نسل سے ہین جنہون نے بزرگ سلطان محمود کی سلطنت
کے زمانہ مین گجرات مین آکر چانپانیر مین قیام فرمایا تہا۔ امیر شاہ میر۔ صدر الدین محمد شیرازی۔ اور مولانا جلال الدین محمد

دوانی یہ تینون بزرگ ایک ہی زمانہ کی مجلس مین صدر نشین تھے۔ جب راقم محمد غوثی [illegible]
مین وجیہ الملۃ کے مقدس روضہ کا طواف کرنے کے ارادہ پر خاندیس سے احمد آباد گیا تھا۔ تو اُس وقت
مین شیخ اویس سے ملا تھا۔ حالات بیان کرنے کے ضمن مین ایک تقریب سے گزارش کیا۔ کہ علی العموم
مشائخ اور بالخصوص آسودگان ہند کے باکمال احوال کی جمع اور تالیف کا خیال ایک مدت سے دل مین پیدا
ہو رہا ہے۔ دعا سے امداد فرمائیے تاکہ ذہن کی خلوت مین بیٹھنے والیان تحریر کے کھلے ہوئے میدان
مین نکل کر اپنا جلوہ دکھائین۔ آپ نے دعا دیکر فرمایا۔ اگرچہ یہ منصوبہ دیر سے ظہور پذیر ہوگا۔ لیکن بہت اچھا
ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ دس سال تک اس مسودہ کے تیار کرنے کے واسطے قلم اُٹھانے کی توفیق ہی نہین ہوئی
بالآخر جب ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین شیخ ابوالخیر مبارک خضر جن کی پیشانی سے فلاح اور اخلاق کے
بہت سے آثار نمایان تھے۔ بطریق سفارت میرزا شاہرخ والی ملک بدخشان کی ملازمت مین جانے کے
واسطے اجین مالوہ مین آئے تو غوثی بھی ان ایام مین مولانا کمال محمد عباسی کے عرس کے واسطے اجین
کو گیا تھا۔ چونکہ شیخ ابوالخیر مبارک خضر کو راقم کے مذکورہ بالا ارادہ پر۔ اور اُس کے آغاز اور انجام پذیر نہ ہونے پر
اطلاع تھی۔ تو ہنگام ملاقات کمال آرزو اور اخلاق کے ساتھ زمانہ کی بیوفائی۔ عمر کی کوتاہی۔ اور مانع الغیب
معلوم ہونے کے متعلق بہت سی باتین کر کے اس کے اہتمام کے واسطے غایت درجہ راقم کو آمادہ
کیا چونکہ اہتمام پر آمادہ کرنے والی شیخ ابوالخیر کی گفتار آلہی تقدیر کے موافق تھی۔ تو کوشش کا دامن خدمت
گزاری کے ہاتھ نے پکڑ لیا۔ اور شیخ کی ہمت اور امداد کی برکت سے اولین نسخہ دو سال کے اندر کتابت کی
صورت مین آیا۔ لیکن اُس کی تصحیح اور صاف کرنے مین پھر اٹکاؤ کی شکل پیدا ہو گئی۔ آخر کار مسیح القلوب
کے پیامی اور زربانی تازیانے جو غیبت اور حضور مین وقتاً فوقتاً لگتے رہے یہ تازیانے قلم [illegible] کی روانی
کا باعث ہوئے۔ اور مسیح القلوب کے باتاثیر انفاس کی برکات سے بیاضی نسخہ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس
کے رجب مہینے مین اتمام کو پہونچا۔ اِس ماجرا کے بیان کرنے کی علّت غائی یہ ہے۔ کہ فرزند غوث الاولیا
(شیخ اویس) کے فرمانے کے بموجب اِس مجموعہ کے فراہم کرنے کا تخم نما اندیشہ۔ نوبہار زبان کی امداد۔
کلک بیان کے سینچنے۔ اور دوستون کی مددگاری سے۔ کاغذی صفحون کے باغچہ مین اٹھارہ سال بعد
درخت کی مانند بارور ہوا۔

الحمد للہ المعین وحسن لقائہ | جمیع اقسام حمد اللہ جل شانہ کے واسطے ہی ہین جو معین ہے اور اُس کا عمدہ [illegible]

قوله تعالی۔ ومن اراد الآخرة وسعی لها سعیها وهو مؤمن فاولئك كان سعیهم مشكورا۔ علامة من اراد الآخرة علی الحقیقة ان یسعی لها وارادة الآخرة اذا تجردت عن العمل لها كانت تمنیا لا ارادة

اُن اصحاب کے واسطے ہے جنہون نے اُس کے واسطے سعی کی ہے قوله تعالی ومن اراد الخ جو شخص طالب آخرت ہو۔ اور آخرت کے واسطے جیسی کوشش کرنی چاہیے ویسی کوشش بھی کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو۔ تو یہی لوگ ہین جن کی محنت خدا کے ہان مقبول ہوگی۔ جس شخص نے فی الحقیقة آخرت چاہی۔ اُس کی علامت یہ ہے۔ کہ آخرت کے واسطے کوشش کرے اور ارادہ آخرت جب عمل آخرت سے خالی ہوگا۔ تو یہ صرف تمنائی ارادہ ہے۔

قوله تعالی۔ وهو مؤمن ای فی المآل كما انه مؤمن فی الحال ویقال وهو مؤمن بان نجاته بفضله لا بسعیه

قوله تعالی وهو مومن۔ ترجمہ۔ اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو۔ یعنی عاقبت کے بارہ مین جیسے کہ وہ ایمان رکھتا ہے حال مین۔ نیز کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایمان رکھتا ہو اس طور پر کہ اُس کی نجات فضل الٓہی سے وابستہ ہے نہ اُس کی سعی سے۔

قل السعی المشكور المقبول ومع القبول یكون فی التضعیف موفورا كما ان صدقة العبد یربیها ویكثرها فكذلك طاعة العبد اذا شكرها۔ ینمیها ویكثرها۔

کہتے ہین۔ سعی مشکور وہ ہے جو مقبول ہو۔ اور قبول کے ساتھ دو چند ہونے مین زیادہ ہو۔ جیسے کہ بندہ کا صدقہ مقدار صدقہ کو بڑھاتا ہے اور زیادہ کرتا ہے۔ اسی طرح بندہ کی طاعت۔ جب بندہ شکر گزار ہو تو نتیجہ طاعت کو بڑھاتی ہے۔ اور زیادہ کرتی ہے۔

یادِ شیخ حسن ابن موسی احمد آبادی

آپ راقم گلزار کے بزرگوار ہین۔ کلام مجید کے حافظ۔ اور رسمی علم کے عالم تھے۔ آپ کے والد ماجد نے چار سال کی عمر ہونے کے بعد آپ کو اُستاد کے سپرد کیا تھا۔ اٹھوین سال مین ربانی کلام حفظ کر لیا۔ اور رسمی علوم کی تحصیل مین مشغول ہوئے۔ ان ایام مین آپ کے پدر بزرگوار کی موسوی روح۔ عیسوی کالبد کی طرح۔ آسمان کو چلی گئی جس کے سبب سے آپ کی ہمت جمعیت۔ فراغت اور کوشش کی چار دیواری مین رخنے پڑ گئے۔ پس آپ کسی قدر نحو۔ فقہ۔ اور حدیث کے سوا کچھ تحصیل نہ کر سکے۔ مراسم ارادت سید جلال ابن سید احمد جعفر رفاعی کی خدمت مین ادا کر کے خانقاہ مین رہتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو اکتالیس مین جب آپ کی

عمر چوبیس سال کی تھی - جنت آشیانی ہمایون شاہ نے گجرات فتح کرنے کے واسطے لشکر کشی کی تھی - اور سلطان
خیمے احمد آباد مین آکر نصب ہوئے تھے - صوبہ مذکور کا حکمران سلطان بہادر دریا پار کے سواحل کی طرف بھاگا
ان حوصلہ آزما اور خرد رُبا حادثات کے پیش آنے سے گجراتیون پر پریشانی کی فوجین یورش کرکے آئین - قاعدہ
کی بات ہے اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا یہان تک کہ ثریا کے متصل چھ ستارون کی طرح جو
لوگ اجتماعی حالت مین آباد تھے - وہ بنات النعش کے منتشر سات ستارون کی طرح متفرق ہوکر تمام ہند کے
شہرون مین پراگندہ ہوگئے - موسیٰ کے فرزند کا دل خانمان کی خرابی - اور ہمراز صوفیون کی مفارقت کے سبب سے
جو پریشان خاطری تھی - اُس سے پہلے ہی باختہ تھا - اب یہ تنہائی کا درد - اور اہل قبیلہ کی جدائی کا رنج - مذکورہ
بالا واقعات پر فزید ہوا - جس نے نہایت حسرت کے ساتھ گھر سے بھی آوارہ کردیا لہذا آپ ہمایونی باظفر لشکر کے
ہمراہ خاندیس سے چل کر مالوہ کی طرف آئے - ایک موضع نوبرہ نامی شہر منڈو (مانڈو) سے شمالی سمت مین
تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اس موضع مین قیام کرنے کا ارادہ کیا - چند روز تک رسمی اسباب کو ہاتھ نہین لگایا
صرف ظاہری توکل پر گزران کی - اور نوبارہ نامی ایک عمارت قصبہ اور آبادی کی حدود سے دور ہے - اس عمارت
مین آپ قیام فرماکر تن کے گھلانے - اور جان کی پرورش کرنے مین راتون کو صبح کیا کرتے تھے اور دن کے
اندر آبادی مین آکر آزادگان زمانہ کی صحبت مین گزارتے تھے - جو لقمہ بے سوال ہم پہونچتا تھا - چونکہ اُس کے
روا - و ناروا - اور حلال و حرام کی تمیز اور پہچان مین قوت شناخت کارگر نہین ہوتی تھی - اور دل شریعت
پسند کھانے کو چاہتا تھا لہذا آپ نے فتوحات لینے سے ہاتھ آستین مین کھینچ لیا - اور روزی کے واسطے
ناچار یہ تجویز نکالی - کہ آپ کی شب باشی کے گنام گوشہ کی ہمسائگی مین کاغذیون کا ایک محلہ تھا - وہان جاکر چند دستے
کاغذ قرض خریدے - اور کاغذ فروشی کے پردہ مین روزی دہندہ پروردگار کے کمال کا مشاہدہ کرکے اپنی
حقیقت بین آنکھون مین بصیرت کا سرمہ لگایا - اس پیشہ کے ذریعہ سے وسعت رزق کا دروازہ آپ کے
چہرہ پر کشادہ ہوا - یہان تک کہ اس ملک کے تمام سوداگرون کے معاملات کا انحصار آپ کے مشورہ پر ہوگیا
اور آپ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ[2] کے حلقہ مین سرگروہ قرار دئے گئے - اور بہت
مدت تک ایک جگہ رہنے سے ایسا ہوا - کہ باغ دوستی کے تازہ کھلے ہوئے پھولون کے ہاتھ آپ نے اپنی

---

[1] بادشاہ جب کسی شہر کو بزور فتح کرکے اُس مین داخل ہوا کرتے ہین - تو اُن کا دستور ہے کہ اُس کو خراب کر دیا کرتے ہیں
[2] - ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہین کرنے پاتی ۱۲-

مل اعا لگین فرحت کردین - اور اِس حالت کے اقتضا سے کہ خدا ہونے کا پھول ضمیر کے اندر
ہمیشہ کھلا ہوا۔

جب اِس ناشگفتہ پھول کی مہک - دلسوز ہمدمون کے دماغ کو پہونچی - تو اُنہون نے اس اندرونی خیال گو عمدہ سے عمدہ صورت کے ساتھ تکمیل کو پہونچایا - اور تنہائی کے وحشت کدہ سے رہائی دیکر خانہ آبادی کا سامان دیکر سعید کدخداؤن کی طرح کیا - آخر کار سمدھیانہ والون کی کشش اور کوشش کے اثر سے آپ تونرہ مین رہنے سے دل تنگ ہوکر منڈو (مانڈو) مین رہنے لگے - چند روز بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نو محمد رکہا گیا - ہنوز دو سال کی عمر نہین ہونے پائی تہی - کہ اُس بچہ کی ہستی کا سامان آسمانی ہوا - پہر ایک مدت دراز تک کسی فرزند کی ولادت کی نوید - گوش امید کے کان مین نہین پہونچی - ہجری سنہ نوسو ساٹھہ مین شیخ میان جیو جو سید جلال ابن سید احمد جعفر کے مرید شیخ صدر الدین ذاکر کے خلیفہ - اور راقم گلزار کے ماموں ہین تجارت کے طور پر احمد آباد گجرات مین گئے تہے - ایک دفعہ شب جمعہ کو اپنے پیر کے روضہ مین گئے - اور مراقبہ کے زانو پر - جو آرزومند دن کے اونگنے کا تکیہ ہے - اِس ارادہ پر سر رکہکر محو ہوگئے کہ میری فلان ہمشیرہ جو بچہ ہونے سے نا اُمید ہے - اِن بزرگوار کی برکت سے نشاط خوشخبری کے ساتھہ سیعدار ہو - الحاصل عالم مثال مین ایسا نظر آیا - کہ ایک نہایت منور فانوس میرے ہاتہہ مین دیا گیا ہے جس کی روشنی کے اندر مین اُس جگہہ باسانی پہونچ گیا ہون - کہ جہان کا عزم تہا - اور جہان راستہ کی تنگی و ناہمواری اور رات کی تاریکی اور خوف سے نہین پہونچ سکتا تہا بیدار ہوکر اللہ جل شانہ کا شکر حد سے زیادہ کیا - شیخ میا نجیو وطن کو لوٹ کر آئے - تو اِس بشارت سے ہمشیرہ کے مغموم دل کو مسرور کیا - اور اسی واقعہ کی تعبیر سے جو تقدیر کے موافق تہا - راقم گلزار کی علمی صورت نے اطوار سبعہ[1] پر سے عبور کرکے جمعہ کی رات تاریخ گیارہوین رجب ہجری سنہ نوسو باسٹھہ مین عنصری پیکر کا لباس زیب بدن کیا -

اِس خوشی کی روح فزا ہوا سے گہر کے در و دیوار شگفتہ ہوئے - اور تمام خویشون اور عزیزون کے سرون مین نوروزی اور آرایش کی صورت پیدا ہوئی - جس طرح باغ - ہزار داستان کے ترنم سے پرآہنگ

---

[1] اطوار سبعہ صوفیہ اصطلاح مین یہ ہین - طبع - نفس - قلب - روح - سر - خفی - اور اخفی - اور بیان پر اطوار سبعہ سے مراد مضمون آیۃ قرآنی ہے - جو اٹھارہوین پارہ کے اول رکوع مین ہے - ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما

ہوتا ہے۔ اسی طرح نشاط اور خوشی دل کے لغمون سے مکان مالامال ہو گیا سعادت [illegible]
کے اعتبار سے محمد نام رکھا۔ پرستارانِ خانہ محبت اور تعظیم کی راہ سے راجہ محمد کہنے لگے۔ (راجہ ہند میں [illegible]
شاہ کو کہتے ہیں) اور پدر بزرگوار نے یعقوبی محبت سے یوسف نام رکھا جس قدر نقد وجنس قبضہ میں تھا نیز
جس قدر نقد اور کپڑا قرض سے ہم پہونچ سکا۔ تمام کشادہ پیشانی سے۔ اور عذر و معذرت کے ساتھ عزیزون
کی تواضع اور تکریم میں۔ آزادہ دلون کی نذر میں۔ عزیزون کی خلعت میں۔ مطربون کے گانے بجانے کے
انعام میں۔ اور بادہ فروشون کی سخن آرائی کے صلہ مین صرف کیا۔ مختصر کوتاہ۔ ہر ایک گروہ کے ساتھ جس
طریقہ سے کہ مناسب معلوم ہوا۔ خدمت گذاری کرنے میں نیم قدم بھی پیچھے ہٹا کر نہین رکھا۔ چنانچہ صد الذکر
لاف و گزاف کی صورت راقم کے وطن میں گوناگون رنگ کے ساتھ شہرت رکھتی ہے اس ہمت آزما
خوشی کے اندر مال لٹانے میں جو ڈھیلی چٹکی سے کام لیا گیا۔ اس سبب سے آپنے پھر دوبارہ مال و منال [illegible]
کرنے میں کبھی تگ و دو کر کے اپنا پانون غبار آلود نہین کیا۔ صرف قوت کی مقدار سے ضروری الوقت چیزین
پسند رہیں۔ بالخصوص جب راقم کی عمر کم وبیش پانچ سال کی ہوئی۔ تو گردش زمانہ سے سلطنت میں صورت
تحویل پیدا ہوئی۔ اس شورش کے سبب سے کیا سوداگر۔ اور کیا سپاہی۔ جملہ ارباب واد و ستد ہجرت
اور فرار کر گئے۔ اور زیان زدگی کی ترقی ہونے کے سبب سے تہی دستی کا بازار گرم ہوا۔ چونکہ خدا طلبی اور
درویشی کی سابقہ عادت پدر بزرگوار کی ذات میں استحکام کے ساتھ قایم تھی۔ اسواسطے کام کرنے والا ہاتھ
بیکاری کی آستین میں۔ اور پانون گوشہ گزینی کے دامن میں کھینچ لیا۔ آپ کا واپسی سفر شب جمعہ تاریخ چودھوین
صفر ہجری سنہ نو سو ستر میں ہوا ہے۔ اُس وقت تک کسی حاجت اور کسی کام کے واسطے اپنے مکان
اور مسجد سے بازار کی طرف یا کسی کے مکان کی طرف باہر نکل کر نہین گئے۔

مصنف گلزار کے حالات

تقریب کی تلاش نہین کرنی پڑی۔ اور اس کے بدون سخن کا گہر۔ درویش کی سرگزشت پرہوا جبر
سنگلاخ کنانا موزون نہین ہے۔ پانچوین سال میں اُنہین میرے ماموں (شیخ میانجیو) نے مجھکو شیخ کمال
قریشی کے مکتب میں داخل کیا۔ اِن دونون بزرگون کا کسی قدر حال چوتے چمن میں گزارش ہو چکا ہے
آٹھوین سال کے آغاز میں تجوید قرآن کی صفائی کی۔ پھر فارسی خوانی میں کوشش کی گئی۔ جب [illegible]

... رفتار طفل کی مانند چلنا سیکھا - اور عمر نے گیارہ سال کے دائرہ مین قدم رکھا - تو جب ہنگام حیات
... تمام ہوئی - کوچ کے وقت فرمایا - میرے دل مین ایسا خیال تھا - کہ تیس سال تک اس خرد سال لڑکے
... جس کے خورد روز افزون ترقی پر ہے - ہوشیار دانا دلون کی خدمت سے - اور اہل علم عالی فطرتون کی ملازمت سے
... بہرہ مند نہین ہوسکے دون گا - تاکہ گوناگون درستی فنون اور انواع واقسام کے ملکی اور انسانی علوم کی تحصیل مین سرگرم
... ہو کر اپنا تقدیری جوہر اونچے درجہ پر ظاہر کرے - لیکن اُخروی سفر بعجلت پیش آجانے کے سبب سے یہ اندیشہ
... اندرون باطن سے ظہور مین نہین آیا - اور دل کے ارمان دل مین ہی رہے - یہ بالکل سچ ہے - کہ آپنے
... اپنے قلبی نقش کے قرارداد کو زبانی تقریر مین ایسی خوش اسلوبی سے ادا کیا - کہ سننے والے کو لٹے کی طرح اندر سے
... خالی کر کے - اپنے باثر ترنم سے مالامال کر دیا - اور راقم کے دل مین استحکام کے ساتھہ یہ بات جمی - کہ اگر تقدیر
... تدبیر کے ساتھہ موافق آوے - تو والد ماجد کے قایم کئے ہوئے خیال کے موافق کار بند ہو کر اس کام کو مین
... اس طرح انجام دون گا - کہ جس طرح این و آن کی صور علمیہ عینی لباس مین ظہور پذیر ہوتی ہین - اور پدر بزرگوار
... کی روح اس تعلق سے آزاد ہو کر بے رنگی اور آسودگی کی بہشت مین خرامان پھرے گی -

بالآخر - سواے اُن چند روزون کے جو پابندی رسم وعادات کے لحاظ سے - لوازم سوگواری ادا
کرنے مین گزرے راقم نے ایک سانس بھی طلب علم کا راستہ چلنے کے بدون نہین لیا - اور بفرمان
مَن اسْتَوىٰ يوماه فهو مغبون ہر ایک دن کو اس کے آگے آنے والے دن کے ساتھہ ایک حالت
پر نہین ملایا - بلکہ روز بروز دریافت مطالب کے فتوحات دوڑنے کے اندازہ سے سو حصہ زیادہ اپنی ذات
مین پاتا تھا والدہ ماجدہ ہر چند مجھ سے ناخوش اور رنجیدہ اور دل تنگ رہتی تھین کہ شاید یہ حال دیکھکر
مین درویشون کی خدمت اور مدرسون کی ملازمت سے دل برداشتہ ہو کر دنیا دارون کے کام اور کسب مین
لگ جاؤن اور اسی خیال سے مجکو سترہ سال کی عمر مین کدخدا بھی کر دیا - اس امید پر کہ اس زنجیر کے سبب سے
جو پاؤن دانش وبینش طلبی کے کوچہ مین آمد و رفت رکھتا ہے وہ سست قدم ہو جاوے گا - اور اس
... کے ذریعہ سے ہماری اور نیز دیگر اپنے عزیزون کی طرف کھنچ آوے گا لیکن اس جنتر منتر کرنے پر بھی
اس استغراقی حالت سے جو تحصیل معرفت کے غرقاب مین حاصل تھی - ایک بال برابر بھی کمی نہین آئی
... بیس سال کی عمر ہوئی - تو کسی قدر تونگری جو ظاہر مین تھی - ہزار حصہ زیادہ ہو کر تعمیر باطن کی طرف

... کے معنی برا ہون - وہ نقصان مین ہے ۱۲ -

مستوجب ہو۔ اہتمام فقر و نیستی جس نے دل کے اندر۔ اسباب اور علم کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کے فطرت سون حصہ باقی رہ کر وجہ معاش کے گریبان سے ٹلک گئی یہان تک کر دن مین تنہا اور مخفی طور پر جنگل میں جا کر پتے اور خودرو گھاس سے آتا تھا۔ اور اس ذریعہ سے درد گرسنگی کا علاج کرتا تھا۔ اور رات مین گھر کے اندر دل ہی کی روشنی چراغ کا کام۔ اور ہاتھ کی ٹٹول بینائی کی نیابت کرتی تھی۔ کیونکہ میری طبیعت کو ما ہوا لواقع کے اظہار مین ننگ معلوم ہوتی تھی۔ اور زبان کو بہت فروشانہ گفتار سے آشنا نہین کرتا تھا۔ آخرکار یہ شیوہ بڑہتے بڑہتے۔ اس درجہ پر پہونچا۔ کہ میری استغنا اور بے نیازی کے سبب سے چند لوگ ارباب تجارت کے ساتھ میری ملاقات دیکھکر مجھکو مالدار تاجر کہتے تھے۔ بعض لوگ میری موزون طبیعت پر نظر کر کے صلہ لینے والا شاعر جانتے تھے۔ بعض لوگ جوہریون کے ساتھ میری ہمراہی دیکھکر مجھکو کیمیاگر تصور کرتے تھے بعض لوگ دولتمندون کے ساتھ میری آشنائی دیکھکر میرے اوپر ان سے بہت کچھ فائدہ حاصل کرنے کا گمان کرتے تھے۔ بعض لوگ عمال اور پرگنات کے کلان افسرون کے ساتھ میری امداد دہی دیکھکر۔ مال گزاری کے کامون مین شریک سمجھکر مجکو مرتشی کہتے تھے۔ القصہ لباس بہت لوگون کے نزدیک سب قسم کے لوگون سے ان کی صورتون مین میری آمیزش اس قسم کے خلاف ظنون اور خیالات کا منشا ہوتی تھی۔ اور نیز لوگ اسی طرح کے مختلف تصورات میری تونگری کے بارہ مین۔ ظاہری وہم سے قائم کر کے ہمیشہ مجکو ذی ثروت دنیادار جانتے تھے۔ مروت اور جوانمردی کے ساتھ پیش آنے سے جس کی کچھ قدر و قیمت عوام کے نزدیک نہین ہے۔ مجکو اور نیز خود کو شرمندہ نہین کرتے تھے۔ خشک و خالی آشنائیون کو غذائی صحبت اور ربانی مجلس قرار دیکر کبھی اجازت کے ساتھ۔ اور کبھی تغافل کے ساتھ ہم ایک دوسرے سے خوش و خرم جدا ہوتے تھے۔ ہم مین سے ہر ایک بحسب ظاہر خوش دلی کے ساتھ اپنے اپنے کام کا راستہ لیتا تھا لیکن جو اصحاب محرم ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ ہمیشہ رازداری کی باتین رہا کرتی تھین۔ مین ہمیشہ اپنی خاطر کو رضا و تسلیم کا گلستان۔ اس تصور کی بہار سے بنائے رکھتا تھا۔ الحمد للہ الملہم بالصواب جس نے اس گزرے ہوئے واقعہ مین اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے اوصاف کے ساتھ مجکو متصف فرما کر آیہ کریمہ[1] لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ط

---

[1] خیرات تو ان حاجت مندوں کا حق ہے۔ جو اللہ کی راہ مین گھر سے بیٹھے ہیں ملک میں کہیں جا نہیں

[illegible] مین ہتا تماشا ل کیا - اور جس نے صدر الذکر سربستہ نکتہ سمجھا کر اہل زمانہ کے سلوک کو جو بہت
سی شکایتون کا سبب تہا - ہزارون شکر کا باعث بنایا - القصّہ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ
مہمان داری - مروت - اور تقلیدی داد وستد مین خویش و ہمسایہ کے ساتہہ برتاؤ - اور آشنا و بیگانہ کے
ساتہہ معاملہ جس طرح سے اور جس درجہ پر پدر بزرگوار کے زمانہ مین اور فراخ دستی کے وقت تہا - بالکل بے
کم و کاست اوسی طرح سے اور اوسی درجہ پر عمل مین آتا تہا - ایزدی پوشش کی وسیع پردہ داری کی ستایش سے
کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہون - کہ اُس نے وقت بے وقت کام پیش آنے پر - کمال ضرورت کے موافق -
نقد و جنس مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ[۱] عطا فرما کر حسب عادت کاربراری فرمائی - کیونکہ اگر سابق طریقہ پر کوئی کام
نہین کیا جاتا ہے - تو ناداری اور درویشی کے چہرہ پر سے نقاب دور ہوا جاتا ہے - اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ
کہ مین اس حالت کی مشق کو غنیمت نہین جانتا تہا اور قدم ڈگمگا جاتا تھا - کہ عزیزون کی طرف بازگشت کرتا
تہا - اگرچہ معاش مین تنگی نہین آتی تہی - لیکن مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا[۱] کے
پیشگاہ سے ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ[۲] کی گمراہی کے گڈہے مین سرنگون جا پڑتا تہا - پہر تقدیری
کرشمہ سے اس دشوار زمانہ مین والدہ ماجدہ کی خوشنودی کا باعث ہے کہ مقلب القلوب نے مدد فرمائی اس
طور پر - کہ مان نے اپنے بیٹے کو درویشی اختیار کرنے پر دلاور کیا - جس کے سبب سے ستون دل کی قوت یکدلی پر پاکر
خداشناسی اور تحصیل علم کی شاہراہ مین پہلے سے زیادہ استواری کے ساتہہ قدم رکہا - اور اس لغزش گاہ
سے بہت جلد آگے بڑہکر ساز و سامان والے عزیزون کو مشرق مین - تو خود کو مغرب مین سمجہا - اور ظاہری
توجہ کو اُن کی طرف محال جان کر اپنے تئین برگزیدہ کام مین تیز رو کیا -

اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی عجب شان ہے - جس خوف نما شورش نے - والدہ ماجدہ کی
دل تنگی کے سبب سے بیٹے کی خاطر کے آفتاب کو سر سے پانون تک گہیر لیا تہا - اُس کا ہنوز پورا پورا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۳ - (جانا چاہین - تو) جا نہین سکتے - (جو شخص اِن کے حال سے) بے خبر ہے وہ) ان کی
خودداری (کی وجہ) سے اِن کو غنی سمجہتا ہے - (لیکن اے مخاطب) تو ان کو دیکہے - تو) ان کی صورت سے ان کو صاف
پہچان جائے (کہ محتاج ہین مگر وہ) لگ لپٹ کر لوگون سے نہین مانگتے ۱۲

[۱] جس کو حکمت مل گئی - اُسنے بے شک بڑی دولت پائی - [۲] پہر ہم اُس کو (بوڑہا کر کے) کمتر سے کمتر حالت
[illegible] گے ۱۲ -

انکشاف نہین ہونے پایا تہا کہ انجلاے باطن کے آغاز ہی مین ہی - ایک وبال بہت گرفتار ہوگیا یعنی [illegible] کی آنکھ ایک نورانی صورت جمیلہ کے دیدار سے گرم نگاہ ہوئی - اور ایک زمانہ دراز تک طرفین سے سوال وجواب کا کام - گوش وزبان کی نیابت کی حیثیت سے نگاہ کرتی رہی - بوستان ۵؎

دو کس را کہ باشد بہم جان وہوش
حکایت کنانند ولبہا خموش

اِس آفت کے نازل ہونے سے کونین کے اسباب اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کرنے سے دل سرد ہوا - صدر الذاکرین شیخ صدر الدین محمد شمس ذاکر - برودرہ (بڑودہ) گجرات سے حضرت غوث الاولیا کی آستانہ بوسی کے واسطے گوالیار گئے ہوئے تہے - یہان سے اِن ایام مین تاج العرفا شیخ سراج الدین خان اپنے پیر صدر الذاکرین کی خدمت سے واپسی کی اجازت لیکر براہ مالوہ اپنے وطن کو جاتے تہے - جب شہر منڈو (مانڈو) مین گزر ہوا - تو راقم گلزار کے مکان مین نزول فرمایا - راقم کو سوز عشق اور شور شوق مین بالکل مستغرق پایا - ایک رات میرا ہاتہ پکڑکر اپنی ارادت مین لینے کے واسطے دعوت دی - مینے جی قبول کرکے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ۶؎ پڑہا - اور رسمی بیعت انجام کو پہونچائی - میری دیکھا دیکھی میرے بہت سے ہم عمر اور دوست بہی مرید ہوئے - تاج العرفا عرض معروض کرنے پر دو تین روز مہمان رہکر - روانہ وطن ہوئے - غوثی کاغذی نقوش والون کی دیرینہ رسم ہے کہ ہر ایک نامہ نگار تقریبی واقعات درمیان مین لاکر بیان کا اولین سلسلہ توڑ دیتا ہے - اور جب تقریبی واقعہ سے فراغت ہوجاتی ہے - تو اُسی سابقہ ناتمام تقریر کی طرف متوجہ ہوجاتا ہی جیسے کوئی راہرو - راستہ چلا جا رہا ہے راستہ کے درمیان مین اگر داہین بائین دیکہنے کے قابل کوئی چیز نظر آجاتی ہے - تو فوراً اُس طرف نگاہ اُٹہا کر دیکہنے لگتا ہے - اور اُس دلکش منظر کے دیکہنے سے ایزدی آفرینش کے عجائبات پر عبرت کی نظر ڈال کر سمت مقصود کو چل نکلتا ہے - علیٰ ہذا - اب ہم کو بہی اسی سابقہ واقعہ نگاری کی طرف رخ کرنا چاہیے ایک سال نہین ہوا تہا - کہ اُس جمیلہ کے شوہر کا ارادہ دار السلطنۃ آگرہ کے سفر کا ہوا - راقم کو ایسا کوئی بہانہ نہین ملا جس کے سبب سفر کرنے کی صورت مین سفر کی اصلیت پر [illegible] کی [illegible] پہونچنے سے کوتاہ رہے - ناچار ہمراہی سے باز رہا - صبر وسکون کی دیوار پر تکیہ لگاکر - اور تحمل [illegible] سر رکہکر جدائی کے غم کا بے انتہا بار - جو صبر کے دوش پر اُٹہا تا رہا - جبکہ اُس کے [illegible]

۵؎ جو لوگ تمہارے ہاتھ پہ بیعت کرتے ہین [illegible]

نہیں کھا سکتا تھا۔ لراسمہ

قرار صبر بخود داده باز ماندم از و	باین خسته حال کہ تن درد ہم بہ تنہائی
فراق میکشدم ہر زمان و میگوید	سزائے آنکہ کند تکیہ بر شکیبائی

چند مدت اِسی طریقہ پر خون جگر کھا کر عمر گزاری - بالآخر معلوم ہوا - کہ محبت کے درد اور دوری کی تکلیف کے واسطے ملامت کا سفوف نصیحت کی گولیان - شرم کا لعوق - دوستی وطن کا ضماد - دیدار والدہ کا شربت - ہم نشینون کی مفارقت کا داغ - عزت کی معجون - عقل کا تریاق - طعن کا نشتر - اور آسودگی کا نطول - یہ چیزین فائدہ بخش نہین ہین - اور کسی افسون و افسانہ سے - کسی تعویذ و طومار سے - اور کسی قسم کہ تصدق و خیرات سے اس درد اور تکلیف سے نجات کی صورت ممکن نہین ہے لراسمہ

دیگر بر مع درد محبت دلا بکوش	روزے کہ ہیچ وصل دوا داشتم کشد

ناچار یہ بات دل مین ٹھانی - کہ جو سمت اپنے مسافر کی ہے - اُس طرف آوارگی کا سامان کرنا چاہیے - یہ خیالات ہو ہی رہے تھے کہ اس درمیان مین صدر الذاکرین ہی حضرت غوث الاولیا کی روح پر فتوح سے اور انکے حقیقی جانشین شیخ عبد اللہ سے قدس سرھما رخصت ہو کر براہ مالوہ گجرات کی طرف لوٹ کر آئے جو اُن کا خاص وطن ہے - جب منڈو (مانڈو) مین پہونچے - تو غریب خانہ کو اپنے بابرکت قدوم سے سعادت خانہ بنایا - راقم نے اپنے سابقہ واقعات - تحصیل علم کی کیفیت - اسی کے برابر مین والد ماجد کا ضمیر جو وصیت کے وقت زبان پر لائے تھے - اس تعمیل کے ضمن مین جو واقعات پیش آئے - اور برداشت کرنے پڑے - عشق کی بلا مین مبتلا ہونے کا ماجرا - جدائی کی آفت - ہمراہ نہ جاسکنے کا حرمان - ان گھاٹیون کے طے کرنے مین جو کچھ سر پر گزرا - اور اٹھانا پڑا - اس اثنا مین شیخ سراج الدین کے پہونچنے اور اپنے مرید ہونے کی کیفیت - اور اس سلوک کے اندر جو کچھ عمل مین لایا - اور قرار دیا - غرض کہ یہ تمام حالات ایک ایک کرکے تفصیل وار ان بزرگوار کے سامنے عرض کئے - صدر الذاکرین نے فرمایا - جب تک آب و گل کی دوری (ظاہری بعد) درمیان مین تھا - تب تک شیخ سراج الدین کے ساتھ تمہاری ارادت - صورت اور معنی کے اعتبار سے سراج اور صدر کے درمیان مین منقسم تھی - جب تقسیم کا سبب - جو مکانی بعد ہے - باقی نہین رہا - تو وہ نسبت بھی جو صورت کے اعتبار سے تھی - صدر کی ہی طرف لوٹ آئی - یہان سے ظاہر ہوا کہ جب شخص کا شیخ زندہ ہو - اُس شخص کا مرید جب تک شیخ (دادا پیر) سے دور ہے - تب تک صدر الذاکر شیخ

(دادا پیر) کے ساتھ ارادت معنی رکھتا ہے - اور جب وہ مرید شیخ (دادا پیر) کی صحبت میں پہونچتا ہے
تو ظاہری تصرف بھی اُسی شیخ (دادا پیر) کی طرف بازگشت کرجاتا ہے - اور وہ شخص (مرید کا اصلی پیر) اس معاملہ
مین محض سفیر رہ جاتا ہے -

درویش کی اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی عجب سعادت ہے - کہ وطن کی طرف جانے والا مسافر کو جن کا
ایک روز کا مقام بھی ذی عزت اصحاب کی التماس سے - یا کسی مانع کے پیش آنے سے ہی ظہور پذیر ہو سکتا ہے
مسبب الاسباب نے بدون اس بہانہ کے ایک سالہ قیام کی توفیق عطا فرمائی - اور اُن کی زبان کو اس دل نواز بیان
کے ساتھ شکرفشان کیا - کہ اس شہر کا قیام - اس نیک مزاج جوان کی خوش قسمتی نے میرے حق مین عزیز کیا ہے
اور مسافر کے معنوی تصرف کی عجب کرامات ہے - کہ کوچ کا ارادہ کرنے والا مجبور کو جو اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار
کے پیچھے آوارگی کا ارادہ رکھتا تھا - اس قدر عرصہ دراز تک اپنی ملازمت کے اندر کام مین لگائے رکھا - اور باوصف
اس قدر پراگندہ دلی اور پریشان خاطر کے اُس کے ادراک کے ڈبہ کو پنجگانہ جواہر کے اسرار سے مالامال
کیا - جو حضرت غوث الاولیا کی عمدہ تصانیف مین سے - چند روز بعد جب ایک دل پر چوٹ مارنے والی
خبر صدرالذاکرین کو پہونچی - تو گجرات جانے کا پرانا عزم جو ضمیر کے تہ خانہ کے اندر خواب فراموشی مین تھا -
بیدار ہوا - مرغ دل پھڑپھڑایا - اور دماغ چکر کھا گیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ کالبد کے قفس کو جنبش ہوئی -
ناچار سکون کا پلہ سفر کے پلہ سے ہلکا پڑ گیا - صدرالذاکرین نے محمود العواقب مسعود المآرب شیخ ظہورالدین محمود
جلال کو درویش کی باطنی پرورش کے واسطے جو اُس وقت تک اتمام کو نہین پہونچی تھی - ہمیشہ منڈو (مانڈو)
مین رہنے کی اجازت دی - مسبب الاسباب کے الطاف کی ستایش سے کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہون - کہ
جن ایام مین ظاہری و باطنی حواس کے بھائیون نے میری روح کے یوسف کو - نفسانی ہوا و ہوس کے
کنوئین مین ڈالا تھا - اُن ایام مین صدرالذاکرین کے دل مین اپنے وطن سے حضرت غوث الاولیاء
کی زیارت کا عزم بالجزم قایم کرکے روانہ گوالیار کیا - اور پھر قافلہ والون کی طرح گوالیار سے براہ مالوہ لوٹا کر اِس
تباہ کاری کے کنوئین مین ڈوبے ہوئے شخص کے سر پر پہونچایا - تاکہ صدرالذاکرین - توجہ کے ڈول
مین تلقین کی رسی کے ساتھ غریق کو مجازی گرفتاری کے کنوئین سے نکال کر مصر حقیقت کی طرف
پہونچا فرماوین - اب راقم امیدوار ہے - کہ وہی مسبب الاسباب - پھر مالک نشاتین - اور صاحب
یاسین کو مہربان کر دیوے - کہ اس گرفتار کے حق مین تھوڑی سی توجہ کو کام فرما کر انانیت کے تہ خانہ

زال [illegible] اور تخت خلافت کی کرسی پر پہونچا دیوین - اور مذکورہ بالا بھائیون کا مسجود بنا دیوین - سبحان اللہ
س قدیم کے واسطے کس قدر اسباب انگیزی اور پردہ داری کام مین لائی گئی ہے - اسی معنی مین ہی جس
سی نے یہ کہا ہے رُبَّ سَاعٍ لِقَاعِدٍ ترجمہ - ایک بھٹنے والے کے لئے - کئی خدمت
مند ہوتے ہین -

قال بعض المحققین فی تفسیر قولہ تعالیٰ وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ الآیۃ لما اراد اللہ خلاص یوسف عن الجب ازعج خواطر السیارۃ فی قصد سفر واعدمھم الماء حتی احتاجوا الی الاستسقاء لیصل یوسف علیہ السلام الی خلاصہ ولھذا قیل

بعض محققین نے قولہ تعالیٰ - وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ کی آیۃ کی تفسیر مین ایسا کہا ہے - ہرگاہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کنوئین مین سے یوسف علیہ السلام کی رہائی کا ارادہ فرمایا تو ارباب قافلہ کے قلوب کو قصد سفر پر برانگیختہ کیا - اور پھر اُن کے پاس سے پانی معدوم کر دیا - یہان تک کہ قافلہ والے پانی بہم پہونچانے پر مجبور ہوئے - اور یہ سب سامان اللہ تعالیٰ نے اسواسطے کیا کہ قافلہ والون کو یوسف علیہ السلام کے پاس تک اون کی رہائی کے واسطے پہونچا دیوے - اسی معنی مین یہ شعر ہی کہا گیا ہے - ترجمہ

الارب تشویش یقع فی العالم والمقصود منہ سکون واحد

سنو جی بعض متعدد تشویشین عالم مین ایسی واقع ہوتی ہین - جن سے سکون واحد مقصود ہوتا ہے

بیت

بحلوا پزی سد کس آتش کنند	زحلوا و بان یکے خوش کنند

یہ سب کچھ تو ہوا - مگر وہ دیرینہ پریشانی جس نے دل کو مکھی کی طرح - عنکبوتی تانے بانے مین لپیٹ
رکھا تھا اُس پریشانی کا ہر ایک تار - آزادی کی گردن کے واسطے پھانسی کی رسی ہو گیا - اور وہ پرانی آگ
جو شوق و جدائی کی بجلی سے ہستی کے خرمن مین آپڑی تھی - اُس آگ کو پیر بزرگوار کے مرشدانہ تصرف نے
خاکستر کیا - (راکھ مین دبایا) انجام یہ ہوا - کہ مفارقت کی ہوا جو دور دیہ چلی - تو اُس نے اُس آگ کے
پوشیدہ خسارہ پر مشتعل ہونے کا اوٹھنا ملا - اور بدن کے ہر ایک مسام سے پسینہ کی جگہ شعلے نکلنے لگے -
[illegible] اور صبر و سکون عنقا ہوا - پھر ہنوز اس مجازی عشق سے اپنے تئین باز رکھنے کے لئے

جواہر خمسہ کے اوراد - اذکار - اشغال - اور مجز تمام اعمال عمل مین لایا - لیکن جمعیت حاصل [illegible]
پھر خیال کیا - کہ اگر پریشان کے چہرہ پر نقاب ڈالکر اس دیوانگی کے ساتھ ننگے سر - اور اس [illegible] کے
ساتھ آبلہ پا - اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار کے راستہ مین چل کھڑا ہوتا ہون - تو ناتوان والدہ کی [illegible]
کا سرمایہ جو کچھہ ہے - لڑکے کا ہی دیدار ہے - بیشک لڑکے کی آوارگی کا وقت والدہ کے واسطے
واپسین نفس ہوگا - ناچار اس ملک سے نکل بھاگنے کی تدبیرین رفتار زمانہ سے تلاش کرنے لگا - سوائے
اس کے کوئی راستہ نہین ملا - کہ اپنے تئین سابقہ طرز معیشت اور اولین راہ وروش سے لوگون کے نزدیک
پشیمان ظاہر کرنا چاہیئے - اور قبیلہ قرابت کی طرف توجہ کرکے پھر تجارت کرنے اور سامان تجارت ہم پہونچانے
کی آرزو پیش کرنی چاہیئے - جب اِس فریب دہ بازگشت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگون کے دل دیرینہ
پژمردگی سے نکل کر - تازہ اور شگفتہ ہونے لگے - اور خواہش کی مقدار سے زیادہ سوداگری کا سامان فراہم
ہوگیا - ہجری سنہ نوسو تراسی مین دیار یار کی طرف کوچ ہوا - اور بجلی کی طرح دوڑ چلنے کو زحل کی دائمی رفتار
کے عوض فروخت کرکے اُس بلبل کی مثل جاتا تھا جس کو قفس کے اندر بند کرکے باغ کی طرف سے جائین
اوبھو - بات بڑھ گئی - جب دارالسلطنۃ آگرہ مین پہونچا - تو سراغ لگانے مین سخت انقباض پیدا ہوا - ناگاہ عشق
کے شعلہ نے آفتاب کی شعاع جیسی روشنی سامنے کی ایک آشنا ملا - اور یکے بادیگرے پرسش حالات
مین اصل مدعا سے محروم رہا - آشنا نے کہا - بروز فردا جست وجو کی پریشانی یافت مقصود اور دیدار کی
تسلی سے دور کردی جاوے گی - چونکہ عجلت کرنے سے ستمندانہ شوق کی پردہ کشائی ہونے کا خیال
تھا - لہذا اپنے تئین قرار داد کے حوالہ کرکے صبر کے ساتھہ لوٹ آیا - دوسرے روز علی الصباح خواہش کا
نقد ہاتھہ پر لئے ہوئے سراغ رسان کے گھر گیا - وہ بھی کشادہ پیشانی اور شگفتگی کے ساتھہ پیش آیا - اور
اوس نے رہنمائی کرکے منزل مقصود کو پہونچایا خدا سخن کی عمر دراز کرے - جس کی امداد کے ذریعہ سے
طرفین کی سرگذشت ظاہر ہوکر دلدہی - دلبری - دلسوزی - اور دل آویزی کے ساتھہ یکے بادیگرے
واقفیت حاصل ہوئی - اور خوشی وخرمی کے ساتھہ ملاقات - اور ملاقات کے ساتھہ دلاسا اور دیدار
نصیب ہوا - اسی طریقہ پر ہلال پانچ دور تک رازداریان روزافزون رہین - اور آمد ورفت کی کمی - جو [illegible]
کی اندرونی گدازش سے تھی - یہی بالکل حصول مراد - اور کامیابی کا سرمایہ ہوئی - جدائی کے داغ جو دل
جگر مین فراہم تھے - یہی اخیر مین درخت آسودگی کا پھل ہوئے جس نے رنگین [illegible] سے [illegible]

[illegible] کی ہیکل [illegible] رازداری کے دامن مین بہرے - يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ نے تمام اُنکو ہاے
[illegible] کی الٹ پھیر دیکر ہجران کے قوس اللیل کو بتمامہ وصل کے قوس النھار مین داخل کیا - اندوختہ
[illegible] الفاظ - اس نقد معانی حاصل ہونے کی نشاط مین لٹائے گئے - اور ہم دوتن کی ہم کلامی کی بلند
پائگی کے مقابلہ مین الفاظ غم کا گروہ بالکل سست ہوکر مہجوری کے غار مین گر گیا -

مدت پانچ سال تک مجازی محبت کی رونق افزائی رہی - اس عرصہ مین طبیعت طرح طرح کی عاشقانہ
نظمین ترتیب دیتی تہی - اس سے پیشتر کہ مین دل نہاد ہوکر سلسلہ کوشش مین اپنے تئین ڈالون -
سخندانی - اور عبارت سنجی کے سامان سے فطرت کا علمی مکان چہت تک بہر گیا - یہان تک کہ ناطقہ
سخن آفرینی کے درجہ پر پہونچا - اور ہمت کو اس درجہ تلاش مین ڈالا - کہ کلام - قدیمانہ قالبون مین نہ ڈہالا جاوے
غور و فکر کی چلنی مین چہان کر اختراعی قالب ہم پہونچایا جاوے - اور اس مین رنگ برنگ کی ریختہ گری کام
مین لائی جاوے - باوجودیکہ مین جانتا ہون - عنقا طلب اندیشہ ہمیشہ باد بدست ہوتا ہے - یہ بہی جانتا
ہون کہ استعارہ دوست اصحاب کے کلام کی تند و رعنا گرم رفتار ہے - اور اس قسم کی اشعار گوئی کی قوت
راقم حروف کی عجائب نگار قلم مین بہت کچہہ ہے - لیکن اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ کے ذوق مین صدر الذکر
فطری خیال سے باز نہین آیا - کیونکہ برگزیدہ کام کے سرانجام کے واسطے آستین کے اندر سے ہاتہہ خواہ
نکلے ہی نہین - مگر فی نفسہ ایسے کام سے پشیمان ہونا - عقلمند کے نزدیک علامت بے استقامتی
کی ہے - بالاخر - اس خیال سے کہ کہین ایسا نہ ہو - فکر اور شعر کا راستہ چلنے والے مسافر - ہمراہی چہوڑ دینے کو
پیچہے رہ جانے کے سبب سے گمان کرین دو تین قدم پیچہے ہٹ کر وسط سخن کی آبادی مین نظم گوئی کا گہر پسند کیا
تاکہ مجوزہ گہر سخنوران عہد کے محلہ سے ایک کنارہ پر نہ رہے - نیز بالواہم صفیرون کا آشیانہ - اس شخص کی گفتار
کے ترنم سے - بلاوجہ اونچی نے اُٹہانے کے بے میل اور پستی مین واقع نہ ہو - اور جیسی مجنون گردہ کے ہجوم مین
عقل والا آدمی صرف اکیلا اور متہم بنادانی ہوتا ہے - اس طرح میرا حال نہ ہو - اس واسطے زیادہ تر غزل کی
نساجی (بناوٹ) مینے دوسرون کے بنے ہوئے ردیف وقافیہ کے تانے بانے سے نہین کی ہے -
خوبی شاعرانہ تقریر کو لاف و گزاف کے منصب سے معزول کرو - اور وقائع نگار قلم کو درست نویس راستی کی
[illegible] مین دو - اس افسانہ کا تتمہ - ایسے الفاظ کے ساتہہ جو تہوڑے ہون مگر معنی بہت رکہتے ہون -
[illegible] خوشی کے ساتہہ پورا کرو - اور [illegible] واقعہ کی شاخ پر عندلیبانہ آئین سے مترنمی نوا کے ساتہہ

تازگی پیدا کرو - اِس مجازی طفلانہ کھیل مین کہان تک بھاگ دوڑ کروگے - اپنے کلام کو لوگون کی

اصطلاحی باتون کے ساتھہ جو کھیل کے وقت باہم بولتے ہین - کہان تک برابر رکھوگے - دیکھو - بہت

دیر ہوگئی ہے - حیا اور خجالت کو بلانے کے واسطے آواز دینے کا وقت ہے -

القصہ جب دار السلطنۃ آگرہ سے اپنے وطن کو لوٹ کر آیا - تو محمود العواقب کی صحبت نے

دل ربائی کی بنیاد ڈالی جس کے سبب اُس خام سودا سے دماغ نے اور اُس سخت پریشان حالی سے

سر نے نجات پائی اب راقم نے ایزدی معرفت کے دروازہ کی زنجیر ہلائی - ناطقہ کو آراستہ کرنے والے

انواع و اقسام کے جہری ذکرون نے زبان کو کام مین لگایا - اور شطاری مشرب کے اشغال و افکار کی مشق نے

دل کی تمام وسیع آبادی پر قبضہ کیا لیکن مینے قبا کو گودڑی کے عوض فروخت کرکے - اور صورت کو دگرگون

بنا کر سیرت کی پردہ دری نہین کی - البتہ یہ ضرور چاہا - کہ مین خداشناسون کا سا باطن - اور دنیا پرستون

کا سا ظاہر اپنا بناؤن اور اِس برنگ نا دورنگی سے - صلح کل کے باغچہ کے لئے شگفتہ و شاداب کرنے

والی نسیم بنون - تاکہ اگر اہل دل لوگون کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہو - تو باطن کے ذریعہ سے آشتی

کی بزم آرائی کرون - اور اگر صورت پرست آدمیون کے ساتھہ چلنے کا موقع پیش آوے تو ظاہر

کے ذریعہ سے موافقت کی صورت قائم رہے اس عالم کو جس کا ظاہر خلق اور باطن حق ہے - معکوس

کرکے جیسا ہو ویسا دیکھون اور اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ[۱] کے فرمان پر کاربند ہون - یعنی اللہ

تعالی جل شانہ کے ساتھہ احسان کرو - اسی طرح کہ جس طرح اللہ تعالی جل شانہ نے

تمہارے ساتھہ احسان کیا ہے - یعنی تمہاری علمی صورت عینی لباس پہنا کر اپنے تئین تمہارے اندر چھپایا ہے

تم بھی اپنے اندر چھپی ہوئی شے کو عیان کرو - اور دیکھنے مین اپنے تئین نہان کرو - تاکہ كُلُّ شَيْءٍ

يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ[۲] کا مشاہدہ نور بصیرت عطا فرماوے -

گجرات کی لڑائی کا بیان

جب راقم گلزار کی عمر چھبیس سال کی ہوئی - تو ایک نوزاد مہمان کا راقم کی ظاہری پرورش خانہ

---

[۱] تو احسان کر جیسا تیرے ساتھہ اللہ تعالی نے احسان کیا ہے ۱۲ [۲] ہر ایک شے اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے ۱۲ -

[illegible] ہوا۔ عید الاول نام رکھا۔ میرے دوجہانی دوستون کو مبارک ہو۔ جب عمر کا ستائیسوان سال
ہوا۔ جو ہجری سنہ نوسو نوے کی برابر تہا۔ تو علوم کی بقیہ تحصیل سے فراغت پانے کے واسطے احمد آباد
کو گیا۔ دو سال بعد سلطان محمود گجراتی کا بیٹا سلطان مظفر اپنے صوبہ پر قابض ہوگیا۔ شہاب الدین احمد
خان حسینی نیشاپوری جاگیردار احمد آباد تہا۔ وہ تلاش اور پرخاش سے پہلے ہی اپنی دار الحکومت سے
رخصت ہو کر پٹن کی طرف چل دیا۔ قطب الدین محمد خان۔ عرش آستانی اکبر شاہ کا اتکہ۔ اور قلعہ
بہروچ و بردودہ (بڑودہ) وغیرہ کا جاگیردار تہا۔ اس کے لشکر کے تمام سردار۔ اور امرا بدنصیبی سے روگردان
ہو کر سلطان مظفر کے لشکر مین جا ملے۔ جب یہ ناگوار خبر دار السلطنۃ آگرہ مین اکبر شاہی تخت پر پہونچی
تو فوراً اتکہ مذکور کے بڑے بیٹے نورنگ خان کو اور قلیچ خان کو گجرات جانے کا حکم دیا گیا۔ اور مالوہ کی
تمام سپاہ اور خوانین کے نام فرمان صادر ہوا۔ کہ ان دونون امیران اعظم کے اتفاق سے ملک گجرات
کی پرورش بروش سے جادین۔ قلیچ خان ایک شخص انسانی اور ملکی کمالات کے جامع۔ اور ارضی و
فلکی جواہر کی حقیقت شناس ہین۔ تمام علوم متداولہ اور غریبہ کا کئی دفعہ درس دیا ہوا ہے۔ اور بہت سے
طالبان علم ان کی ملازمت سے مدرسی کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین۔ نیز قلیچ خان۔ عرش آستانی اکبر شاہ کے
خوانین اعظم مین سے ہین عمر شریف اسی کے خانہ سے متجاوز ہوگئی ہے۔ ہمیشہ صوبہ کے مالک اور چند ہزار
سوار کے سردار رہتے ہین۔ قلیچ خان کی دولت۔ سعادت۔ سامان۔ اور دنیوی شوکت کی تعریف ان کی
معنوی بزرگیون اور ذاتی خوبیون کے مقابلہ مین کرنا۔ ایسا ہے۔ کہ جیسے آفتاب کے مقابلہ مین ستارہ
کی تعریف کرنا۔

صدر الذکر واقعہ کا بقیہ بیان اس طور پر ہے۔ کہ نیرگرون کی سروہی کے راستہ سے ایک لشکر اور بھی میرزا خان
ابن بیرم خان خانخانان کی سرداری مین اسی مذکورہ بالا شورش کے فرو کرنے کی غرض سے صوبہ گجرات کے
تمام سے نامزد کیا گیا۔ چونکہ کمک کے سردارون کو ایک دراز راستہ درپیش تہا۔ اور اس سبب سے مقصد پر پہونچنا
فرصت چاہتا تہا۔ لہذا یہ ضروری توقف اتکہ مذکور پر بہت زیادہ معلوم ہوا۔ کیونکہ اتکہ کو کمال انتظار تہا۔ یہان تک
کہ [illegible] نہ آنے کا اندیشہ۔ اتکہ کے دل مین کامل طور پر جاگزین ہوا۔ چونکہ تنگی کی نوبت حد درجہ
[illegible] گجرات [illegible] کے ہاتہ مین گرفتار ہو جانے کا وہم زیادہ بڑہ گیا تہا۔ اس واسطے اتکہ نے اپنی [illegible]
[illegible] کے [illegible]۔ اور کم بخت یہ نہ سمجہا کہ اس نا صواب فراق نا اندیشی

میان ستان زہر کا ہوا ہے۔ خیر جب اتگہ مظفر کے دربار میں دخل یافتہ ہو گیا۔ تو گجراتیون کی رائے۔ اتگہ کے مار ڈالنے مین ہوئی۔ اور اس کے نابود کر دینے مین ملک کی بہتری سمجھ کر شمشیر تیز سے گردن مار کر خاک نیستی مین ملا دیا۔ اور اس بات کی تہ کو نہین پہونچے۔ نہ کسی نے اُن کو آگاہ کیا۔ کہ فرمان پذیر کا مار ڈالنا۔ بہت برا نتیجہ نکالتا ہے۔ خلاصہ اس یورش کی سرگزشت کا یہ ہے۔ کہ مذکورۃ الصدر دونون اشخاص نورنگ خان اور قلیج خان سرداران مالوہ کو اپنے ساتھ شامل کر کے گجرات کی طرف سلطان پور کے راستہ سے روانہ ہوئے۔ آدھے راستہ پر پہونچے تھے۔ کہ گجراتیون کے غالب اور اتگہ کے مارے جانے کی خبر سننے مین آئی۔ جس کے سبب سے ان کی تیز روی کے گھوڑون کے نعل گر گئے۔ اور ہر ایک کا دل بھاری پڑ کر گویا کہ شتر خانہ ہو گیا۔ دلون کے اندر جو آگے بڑھنے کی ایک اُمنگ تھی۔ وہ رُک کر سکون کے مقام پر بیٹھ گئی۔ دوسرے سپہ سالار (میرزا خان) نے عجلت عمل دوش اور قاعدہ کو باہم ملا کر درمیانی رفتار کے ساتھ جنگل اور گھاٹیان قطع کرنا شروع کین۔ اور احمد آباد سے اس طرف بیس کوس کے فاصلہ پر شہاب الدین احمد خان (جاگیر دار احمد آباد) اور نیز گجرات کی دیگر سپاہ نے ملحق ہو کر تعداد لشکر بڑھائی۔ کارسازی تقدیر سے اس جوانمرد کی ہمرکابی مین شتر دلون کا جگر شیرانہ ہو گیا۔ تمام سپاہ نے یک دل اور یک رو ہو کر۔ دلیرانہ دوا دوش کی۔ دریاے سابرمتی قلعہ احمد آباد کے نیچے ایسی خوشنمائی سے روان ہے۔ جس نے قلعہ کو جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بنا دیا ہے۔ اس دریا کے کنارہ سلطان مظفر سے جنگ کا موقع پیش آیا۔ اگرچہ دشمن کا لشکر ساٹھ ہزار سوار سے زیادہ ہی زیادہ تھا۔ اور شاہنشاہی سپاہ کی تعداد دس ہزار سے بھی کم تھی۔ لیکن كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ط کی اُمید پر لڑائی کا آغاز کیا تھا۔ چنانچہ فتح اور فیروزی کے ساتھ سرفرازی نصیب ہوئی۔ گجراتی سلطان نے قلعہ بھروچ کی جانب بھاگ جانے کو چند روزہ زندگانی کا ذریعہ سمجھ کر قدم بڑھایا۔ اور یہ فتح یاب لشکر آہستگی کے ساتھ تعاقب مین جاتا تھا۔ اس فتح کی خوشخبری سننے سے مالوی سپاہ کے دل۔ بظاہر تو بڑھے۔ مگر باطن مین ننگ اور شرمساری سے گھٹ گئے۔ بحال مالوی سپاہ کوچ کر کے عجلت سے روانہ ہوئی۔ اور کلال بانٹی مین جو بڑودہ (بڑودہ) کے [illegible] کے لشکر سے آملی مجلس شوری مین۔ ایسا قرار پایا۔ کہ مالوی سپاہ سے جنگ کی [illegible] مین۔ [illegible] کا سامان ہی اچھا ہے۔ [illegible] سپاہ منصورہ کے تعاقب [illegible]

ان کو ہیشہ کی گمنامیون مین بالکل اسے لگا دیوے۔ اور فتح یاب لشکر بازگشت فرما کر دارالخلافۃ احمدآباد
مین قیام کرے۔

مذکورۃ الصدر سال مین اِس رنگین داستان کا مجمل نویس۔ اور سکندری واقعات کا مختصر نگار
استادی شیخی وجیہ الملۃ احمدآبادی کی خانقاہ مین دینی علوم کی تحصیل۔ اور حکمی فنون کی سماعت کے
نور سے نادانشگی اور بے علمی کی تیرہ و تاریک رات کو صبح سعادت بنا رہا تھا۔ اور جنگ احمدآباد کے تماشائیون
مین سے تھا۔

القصہ جب اکتیسوان سال عمر کا آغاز ہوا۔ تو اپنے وطن کو لوٹ کر آیا۔ اُس کے دوسرے سال کہ
عمر کا بتیسوان سال تھا۔ تاریخ انتیسوین ماہ صفر ختم **بالخیر والظفر** ہجری سنہ نوسو پچانوین کو آلٰہی علم کے
خلوتخانہ سے عین (وجود) کی بزم مین۔ ایک فرزند نے کمال سعادت کے ساتھ ورود کیا۔ اور وہ
اپنے ساتھ خوشی لایا۔ ہرطرف سے مبارک بادکی آوازین آئین۔ کامگار پیرون کی بشارت کے
بموجب۔ حسن محمد نام رکھا۔ علم۔ عمر۔ عزت۔ اور عرفان سے خداوند تعالی برخوردار اور بہرہ یاب
فرماوے۔

واقعہ گجرات کا تتمہ اس طور پر ہے۔ کہ جب اس فتح کی خوشخبری اکبر شاہ کے حضور مین پہونچی۔ تو
سپہ سالاری اور خانخانانی کے خطاب کا طغرا۔ جو پانچ کرسی سے اُن کا موروثی ہے۔ صوبہ گجرات کی جاگیر
تمام زد ہونے کی خوشخبری۔ اور مزید برآن کئی طرح کی دیگر نوازشین۔ یہ تمام لوازم۔ میرزاخان کے نامی نام
پر صادر ہوے۔ اور شاہنشاہی التفات سے۔ نیز اس شجاعت دستگاہ کے استحقاق سے روزافزون
ترقیات نصیب ہوئین اور تمام امراے اعظم جو ہم رکاب تھے۔ اپنی کوشش اور کارگزاری کے
موافق۔ نیز سپہ سالار کی سفارش کے موافق منصب کی ترقی۔ جاگیر کی بخشی۔ اور خسروانی بخشش
سے ممتاز ہوئے۔

میرزاخان خانخانان کی تعریف

سبحان اللہ۔ تقریب طلب خاطر کو مدت دراز سے اِس بات کی آرزو تھی کہ اس گلزار ابرار
مین قدیمی ہواخواہی کے اعتبار پر میرزاخان سپہ سالار کے کسی قدر حالات ظاہر کرون۔ جن کے
ذریعہ سے ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب) کی آرایش ہے۔ چنانچہ اب اِس خواہش کا دامن

ہاتھ مین آگیا ہے۔ لہذا چند دل آویز جملے لکھکر قلم کو ہوش رہا کرتا ہون۔

اولاً۔ یہ کہ دسوین اور گیارہوین صدی کے دور مین ہرچند ملک عدم کو گئے ہوئے لوگون کے ساتھ جست و جو کرنے والے کان اور آنکھ نے ڈھونڈا لیکن محمودی کمالات کے ساتھ متصف۔ اور ایزدی اخلاق کے ساتھ موصوف ہونے مین کسی شخص کو آپ کی مثل صاحب سعادت نپایا۔

ثانیاً۔ یہ کہ آپ کے سوا کسی دوسرے کو ایسا نپایا۔ جس نے دولت کی عالی دستگاہ کو۔ اخروی نشاط بہم پہونچانے کا بازو معنوی فقر کا پردہ دار۔ اور حقیقی تجرد کا چشم بند۔ (آنکھ باندھنے کی پٹی) بنایا ہو۔ آپ اُن لوگون کے بالکل برعکس ہین۔ جو بیٹھے ہوئے تو خلوت مین ہین۔ مگر دل بازار بنا ہوا ہے۔ اور جو زہد و درویشی کی گراہی گودڑی کو دنیاوی سامان کی تحصیل کا بہانہ بناکر باطن کے برخلاف ظاہر کا چہرہ دکہاتے ہین بیت

کجا این اختلاف آئین کجا آن پردہ آرائی		تماشا کن تفاوت در رونگہہا تماشا کن	

ثالثاً۔ یہ۔ کہ نظم و نثر مین اقسام مفرد و مرکب کی۔ اور ان اقسام کی فصاحت کی جوہر شناسی۔ اور حقیقت و مجاز مین انواع و اقسام کے لطائف مدلولات۔ اور بلاغت ترکیب کی عیار روانی جس قدر آپ کی فطرت اور فکر کی نوعروس کا زیور بنائی گئی ہے۔ اس مین سے ہزاروان حصہ بہی اس شخص کو نہین مل سکتا ہے۔ جو تمام عمر سخن آرائی۔ اور نکتہ طرازی کے دریاے فضیلت مین غواصی کیا کرے۔

رابعاً۔ یہ۔ کہ بیان کے ذریعہ سے مدعا کی تصویر کہینچنے کے وقت جو عبارت کی رنگینی۔ آپ کی معجزہ نما بول چال کی زبان و دہان سے پیدا ہوتی ہے۔ بہتر ہے۔ کہ جمہور اصحاب بلاغت۔ اور ارباب معانی۔ اپنے صنائع و بدائع کی قلم سے اُس کی نقل لیکر سخن سنج حوصلہ کا سرمایہ بناوین تاکہ تہذیبانہ فطرت کے لوگ جو آیندہ آنے والے ہین۔ اُن کے ناطقہ اور گویائی کے واسطے وہ نقش قانون بن جاوے بیت

ہزارت آفرین سعدی برین شیرین سخن گفتن		مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی	

خامساً۔ یہ کہ آپ کی خاص ہمت اور عام عطا کے ہاتھ کو بخشش اور بخشایش مین جو مرتبہ زر و جواہر لٹانے کا حاصل ہے اگرچہ خارا اور گل پروری کے مقام پر بلالحاظ تفاوت ابر بہی سرمایہ فراست عطا کرتا ہے مگر آپ کے سامنے شرمسار ہے قطعہ

من نگویم کہ ابر [illegible]		ہر نگو [illegible]	

[illegible] ہمی گریہ ہا | تو ہمی بخشی وہمی خندی

سادسًا - یہ کہ دشمن کشی خصم افگنی - نبرد آزمائی - اور جہان کشائی کے میدان مین دلیری اور دلاوری آپ کی شمشیر امکان کے ساتھ ساتھ ہین - اور تیزی وتندی - آپ کے حملۂ شوکت کے برابر برابر لگے ہوئے ہین - اس طرح پر - کہ زمانہ قدیم کے کسی شجاعت شعار کے کارنامہ مین اس کی نظیر دیکھنے مین نہین آئی -

سابعًا - یہ - کہ آپ جبتہ للہ عام مخلوق اور رعایا کی - اور ان کے دلون کی پاسبانی اپنے ذمہ واجب سمجھکر ہرایک کے ساتھ اس طرح مہربانی سے پیش آتے ہین - کہ زبون ترین مخلوق کی بال برابر آزردگی بھی آپ کے مہر آگین دل پر ایک پہاڑ سے بھی زیادہ وزن دار معلوم ہوتی ہے - اور حال وقال کی زبان سے اس مضمون کے ساتھ آپ کا ترنم ہے - بیت

نیازارم زخود ہرگز دلے را | کہ می ترسم دروجائے تو باشد

ثامنًا - یہ - کہ تمام موجودہ جواہر سے آپ کی بے نیازی اور بیخودی حد کمال کو پہونچ گئی ہے - اس مدعا کے ثبوت کی ادنیٰ دلیل یہ ہے کہ مین کئی طرح کے زیور اخلاص کے ساتھ - جو ساخت اور ریا سے معرا ہے - اور ہزارون قسم کے لباس خدمت کے ساتھ جو تصنع اور خودنمائی سے مبرا ہے اپنے باطن اور اعتقاد باطن کی نوعروس آراستہ رکھتا ہون - باایںہمہ مجھ جیسے دعاگو کو اس طرح نظر سے گرا رکھا ہے - کہ میرا وجود - عدم کی برابر ہے - پھر دوسری چیزون کے ساتھ آپ کی دلبستگی کا خیال کب ذی ہوش اصحاب کی تصور مین آسکتا ہے - اور اسباب تجمل - کوکبہ حشمت - دبدبہ شوکت - سامان منازل - اور ساز رفعت - غرض کہ جو کچھ بھی دنیاوی لوازم آپ کی عشرت اور خدمت کی بارگاہ مین ازلی سپردگی کے بموجب مہیا رہتے ہین - یہ آپ کے منصب اور مرتبہ کے اقتضا سے ہین - اور انسانی مصارف کی اشیاء کا موجود ہونا کچھ صاحب تصرف کے تعلق خاطر کی دلیل نہین ہے -

تاسعًا - یہ - کہ آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ کی صفائی اس درجہ پر پہونچی ہوئی ہے - کہ اگر انعکاس کی غرضین مفقود بھی ہوجاوین - جو دوسرا یسے عکس اور آئینہ مین معتبر ہین - تاہم آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ مین [illegible] معانی کا عکس پڑنا زائل نہو - اور آئینہ حافظہ - عالم مثال کی طرح ہیشہ شدہ مثال - معقولات [illegible] رکھتا ہے - بیت

ازہر عرض کردن انواع صنع خویش	ازذات بود نسبت قصا بجزء

چنانچہ آپ کے با فروغ دل کا صحیفہ قرآن مجید کے الفاظ اور معانی یاد کر لینے سے لامع ہے

غوثی جن جواہر اوصاف کا شمار عقل نہین کرسکتی ہے۔ اُن کے شمار سے اپنے عجز کا اقرار کرنا

صواب اندیش عقل مندون کا شیوہ ہے۔ لہذا تم بھی بحکم اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا آپ کے

اوصاف محصور نہ کرسکنے کا اور اپنے قصور کے وجود کا اقرار صحیح کرو۔ کیونکہ تمہارا ممدوح وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ

الصُّدُوْرِ کا مظہر ہے اب چند صفحات لکھے ہوئے اوصاف کی برابر مین سفید سادہ چھوڑو۔ تا کہ ممدوح اپنے

اوصاف مین سے جو کچھ مناسب جانے۔ اس کے لکھنے کا حکم فرما دے۔ قطعہ

چہ فرکشی باد ستاع سخن	کہ بضیع تو از خزینہ اوست
آنچہ تو بردکان لب داری	آن ہمہ از دعاے سینہ اوست

یہ تمہارا معاملہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

کے بازار مین راست آنے والا ہے۔ کیونکہ مبیع اور ثمن کا مالک ان دونون معاملون مین ایک ہی طرح پر

معلوم ہوتا ہے۔

قال المفسرون فی هذه الاٰية لما کان من المؤمنین تسلیم انفسهم واموالهم لحکم الله تعالیٰ ومنه سبحانه الثواب والجزاء شبه الشراء الذی فیه العوض للعوض فیما بینهما من المشابهة اطلق لفظ الاشتراء ولما قال هل ادلکم علی تجارة وقال فما ربحت تجارتهم وفی الحقیقة لایصح فی وصف الله سبحانه الاشتراء لانه مالک

اس آیۃ کی تفسیر مین مفسرین نے لکھا ہے۔ ہرگاہ کہ بحکم اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کی طرف سے اُن کے نفوس اور اموال کی سپردگی۔ اور اللہ سبحانہ کی طرف سے ثواب اور جزا عطا فرمایا جانا۔ شری کے مشابہ ہے۔ جس کے اندر عوض اور معوض دونون پائے جاتے ہین اور وجہ شبہ وہی ہے جو ان دونون کے درمیان مین ہے۔ لہذا لفظ اشترے بولا گیا۔ اور نیز اس سبب سے لفظ اشترے بولا گیا۔ کہ اللہ سبحانہ نے ایک جگہہ فرمایا ہے۔ ہل ادلکم الخ اور دوسری جگہہ فرمایا ہے۔ فما ربحت الخ اور فی الحقیقۃ اللہ سبحانہ کے صفت

سلہ اگر تم خدا کی نعمتون کو شمار کرنا چاہو۔ تو ان کو پورا پورا شمار نہ کرسکو ۱۲ ۵۲ (اور) اللہ تو لوگون کے دل کی باتون (کو) خوب (جانتا ہی) واقف ہے ۱۲ ۵۳ اللہ تعالیٰ نے مسلمانون سے ان کی جانین اور مال ان کے مول لے لیے ہین کہ ان کے لئے جنت ہے گا ۱۲

[illegible] لم يستحق شيئًا لا يقال اذًا في الحقيقة اشترى فلا مجال في هذه الآية لمقال

مین خریدے کا لفظ صحیح نہین ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اُس کے سوا کوئی مالک نہین اور تمام اعیان کا مالک وہی ہے اور جو شخص جدید طور پر کسی شے کا مالک نہ بنے۔ اُس کی نسبت نہین کہا جاسکتا ہے۔ کہ اُس سے فی الحقیقۃ وہ شے خریدی۔ اور اِس آیۃ مین گفت وگو کے لئے گنجایش ہے۔

فيقال البائع لا يستحق الثمن اذا امتنع من تسليم المبيع فكذلك لا يستحق العبد الجزاء الموعود الا بعد تسليم المال والنفس على حسب اوامر الشرع فمن فرط فيه غير مستحق الجزاء

پس بعض کہتے ہین۔ کہ بائع قیمت کا مستحق نہین ہوتا ہے۔ اگر باز رہے مبیع کے سپرد کرنے سے۔ اسی طرح عبد جزاے موعود کا مستحق نہین ہوتا ہے مگر اپنا مال اور نفس بموجب احکام شرع سپرد کردینے کے بعد۔ اگر کسی شخص نے احکام شرعی کی شروط مین کمی کی۔ یا زیادتی کی۔ تو وہ جزا کا مستحق نہین ہوسکتا ہے۔

وفي التورية الجنة جنتي والمال مالي اشتروا جنتي بمالي فان ربحتم فلكم وان خسرتم فعلي

اور توریت مین آیا ہے۔ جنت میری جنت ہے۔ اور مال میرا مال ہے پس تم میری جنت میرے مال کے عوض مین خریدو۔ اگر تم نے تجارت مین فائدہ اُٹھایا۔ تو وہ تمہارا ہے اور اگر نقصان اوٹھایا تو وہ مجھکو رہا۔

وقيل لا ينبغي للمؤمن ان يتعصب لنفسه بحال لانها ليست له والذي اشتراها اولى بها من صاحبها الذي هو اجنبي عنها لانه باعها

اور بعض کہتے ہین۔ کہ مومن کے واسطے یہ صحیح نہین ہے کہ اپنے نفس کے دینے مین کسی طرح بخل کرے کیونکہ نفس مذکور اُس کا نہین ہے اور جس نے اس کو خریدا ہے۔ وہ اس کے قابض کی بنسبت اولیٰ ہے۔ کیونکہ وہ نفس سے اجنبی ہے۔ اور اُس نے نفس کو بیچ دیا ہے۔

فقيل اخبر انه اشتراها لئلا يدعي العبد فيها ولا يساكنها ولا يلاحظها ولا يعجب بها

اور بعض کہتے ہین۔ خبر دی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ نے نفس کو خرید لیا۔ تاکہ عبد اُس کی بابت دعویٰ نہ کرسکے نہ اُس کے ساتھ میل جول کرسکے۔ نہ اُس کا ملاحظہ کرے۔ نہ اُس کی بنیاد پر غرور کرے۔

وقیل انما قال اشتری من المؤمنین انفسہم ولم یقل قلوبہم لان النفس محل الآفات فجعل الجنۃ فی مقابلتہا والقلب محل استواء الرحمن فجعل ثمنہ اجل من الجنۃ۔ وھو ما یحض بہ اولیاءہ فی الجنۃ من عزیز رویتہ۔

بعض کہتے ہیں۔ اللہ جل شانہ نے اشتری من المؤمنین انفسہم کہا اور قلوبہم نہیں کہا۔ کیونکہ نفس محل آفات ہے لہذا جنت کو نفس کے مقابلہ میں قرار دیا۔ اور قلب محل قیام رحمن ہے۔ لہذا اس کی قیمت جنت کی بہ نسبت زیادہ شاندار قرار دی۔ اور وہ جناب باری عز اسمہ کا عزیز دیدار ہے جو جنت کے اندر بالخصوص اُس کے اولیا کو نصیب ہوگا۔

وقیل النفس مورد العیب والکریم یرغب فی شراء ما لا یرید فیہ غیرہ۔

بعض کہتے ہیں۔ نفس مورد عیب ہے۔ اور کریم آدمی اُس شے کی خرید کی طرف رغبت کرتا ہے جس کی خرید کا ارادہ کوئی نہ کرے۔

وقیل من اشتری شیئا لینتفع بہ اشتری خیر ما یجدہ ومن اشتری شیئا لینتفع غیرہ فلیشتری ما روعلی صاحبہ فینفعہ بثمنہ۔

بعض کہتے ہیں۔ جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے کہ خود کو اُس سے نفع حاصل ہو۔ اُس کو اُن سب چیزوں میں سے بہترین چیز خریدنی چاہیئے جو بہم پہونچیں اور جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے۔ کہ غیر شخص اُس سے نفع پاوے۔ تو اُس کو وہ شے خریدنی چاہئے۔ جو اُس کے مالک کی طرف پلٹ جاوے تاکہ یہ شخص غیر کو اُس شے کی قیمت سے نفع پہونچاوے۔

وقال الشیخ ابو علی الدقاق لم یقل اشتری قلوبہم لان القلب وقف علی محبتہ والوقف لا یشتری۔

شیخ ابو علی دقاق نے کہا ہے۔ کہ اللہ جل شانہ نے اشتری قلوبہم نہیں کہا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ قلب اُس کی محبت میں وقف ہے۔ اور وقف کا بیع و شری نہیں ہوسکتا۔

قیل الطیر فی الھواء والسمک فی الماء لا یصح شراءہ لانہ غیر ممکن التسلیم کذلک القلب صاحبہ لا یمکنہ تسلیمہ فلم یقل اشتری قلوبہم قال اللہ تعالیٰ واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ

کہتے ہیں۔ ہوا میں پرندوں کا۔ اور پانی میں مچھلی کا شری صحیح نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ ان کی سپردگی ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح صاحب قلب کو قلب کی سپردگی ممکن نہیں ہے لہذا اشتری قلوبہم نہیں کہا۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے۔ یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اُس کے قلب کے درمیان میں حائل ہے۔

جو صاحب ... جہان کی صناعت محل کی تعمیر کرنے والے ہیں - اُن کے ریاضی دان ضمیر کو
منبع ہے کہ حدیث اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا اس ستار قول کے محل کی بنیاد ہے - یعنی

عبارت کا جہان جس کی حسی صورتون کا ہیولی حروف تہجی ہین - مرکبات اور مولیدے جہان کی
بہ نسبت فنون اور قسمت زیادہ اور بہت بڑا ہے - اولین جہان کے قطر اور ضلعے جو انواع و اقسام کے فنون
اور مختلف علوم ہین - دوسرے جہان کی نواح اور ولایتون کی بہ نسبت کہ عرب اور عجم ہین - زیادہ خوش
ہوا - اور شاداب ہین -

اولین جہان کی شہر اور قریے کہ مبسوط کتابین اور مختصر رسالے ہین - دوسرے جہان کے شہرون اور
موضعون کی بہ نسبت کہ روم کا استنبول - اور ہند کا احمد آباد ہے - مقبولیت اور تحصیل محصول مین زیادہ ہین
اولین جہان کے کوشک - قصر - ریاض - اور رباط - کہ مقاصد اور مسائل کے ابواب اور فصول ہین
دوسرے جہان کی منازل - محلات - باغ - اور بازار کی بہ نسبت کہ طلائی چار دیواری ہین - رنگین چھتین -
راحت دینے والے اشجار - اور ضلع دار دوکانین ہین - زیادہ خوش وضع - زیادہ رعنا - زیادہ روشن - اور
زیادہ اونچے ہین -

عالم کلام کے مکانات کے مکین - کہ اشیا کے معانی اور حقائق ہین - کرہ خاک کے باشندون کی
بہ نسبت کہ آدمیون کی اقسام اور حیوانات کی انواع ہین - زیادہ دیرپا - زیادہ لطیف - زیادہ موزون
اور زیادہ نازک ہین -

اور عالم کلام کے سلاطین کہ اصحاب دانش و بینش ہین - کرہ خاک کے بادشاہون کی بہ نسبت کہ ارباب
جاہ و حشمت ہین - زوال کے غم - اور انتقال کے اندیشہ سے زیادہ فارغ - اور زیادہ آزاد ہین -

یہ سچ بلکہ بالکل سچ ہے - کہ عالم اول کے تمام توابع اور تمام لواحق - عالم ثانی کی بہ نسبت زیادہ سنجیدہ
پسندیدہ اور منفعت و مرتبہ مین اعظم و اعلی ہین - تم دیکھتے نہین ہو - کہ جب ظاہری آفتاب اپنے افق سے
طلوع کرتا ہے - تو رات کی تیرگی - زائل ہو جاتی ہے - اور دن کی روشنی سے ظاہری آنکھ مین مخلوقات کے
دیکھنے کا فروغ پیدا ہو جاتا ہے - اور جب معانی کا آفتاب حکمت بیان کرنے والی زبان کے مشرق
سے طلوع فرماتا ہے - تو جہالت کی رات منوری قلب کے کوسے بستر باندھ جاتی ہے - اور ادراک کی

(۱) مضمون حدیث ... ہین ۱۲

صبح کی سفیدی ابر کرم کی آنکھون کو حق شناسی کا [illegible] ہے - بیت

مہ کجا و آفتاب طلعت جانان کجا — آن شب است این روز و شن این کجا [illegible]

ایک روز چند خوبان صورت و معنی - بزرگان ظاہر و باطن - اور خاصان مسافر و مقیم کی جماعت درویش کے مہمانخانہ مین گفت و گو کر رہی تہی - اور ہر ایک قسم کی باتین گرما گرمی سے ہو رہی تہین منجملہ اون کے حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ شیخ شمس الدین زندہ دل نے اُس مجمع مین معرفت کے متعلق کچہہ بیان کرنا شروع فرمایا - جس قدر باتین کرنے والے کیمیا بیان لوگ انجمن مین بیٹھے ہوئے تہے - وہ سب زبان کو خاموش کر کے - سراپا گوش ہوئے - زندہ دل کے باعجاز کلام پر عاشق ہو کر سننے سے سیر نہین ہوتے تہے - اور اسی طریقہ پر ان کا کلام کرتے رہنا دعا کے ساتہہ خدا سے مانگتے تہے - اور اس بیت کا ترانہ گاتے تہے - بیت

وحدثتنی یا سعد عنہا فزدتنی — جنونا فزدنی من حدیثک یا سعد

صدر الذکر انجمن کی تقریر درمیان مین لانے سے غرض یہ ہے - کہ زندہ دل نے فرمایا - کہ علوم - معارف حقائق اور معنی کا ملک فتح کرنے کی نشاط بیان مین نہین آ سکتی ہے - کیونکہ جب مشکلات فنون کا عقدہ - مطالعہ اور تامل کی امداد کے بدون حل ہو جاتا ہے - تو چارون طرف سے بے حد خوشی اس طرح سے میرے متجسس دل پر نثار ہونے کو آتی ہے - کہ مجکو یقین ہو جاتا ہے کہ اتنی خوش دلی اور خوشحالی - کسی بادشاہ کی خاطر عاطر کو کسی جدید ملک فتح کرنے سے بہی نہین ہوتی ہوگی - بہت اچہا ہے وہ گروہ - جو سخنوری اور سخن شناسی کے ملک مین صاحب خطبہ اور صاحب سکہ ہے - اور بہت ہی اچہی ہے وہ جماعت جو عرفان اور علم کی اقلیم فتح کرنے کے واسطے کر ہمت باندہ کر جہاد اکبر مین مشغول ہے - نہین نہین - دولتمندی مین عالی مرتبہ وہ صاحب خانہ ہے جو سلیمانی طالع اور سکندری زائچہ کے ساتہہ علم عدم کے آسمان سے عین (وجود) کی زمین پر آیا ہے - اور یہ دونون زیبا دلنشین (اہل سخن اور طالب عرفان) جس کے عشرتخانہ تصرف کی دلربا بیبیان ہین - الحمد للہ والمنتہ کہ ہمارے زمانہ کا شہنشاہ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ ابداً ان دو کیا سلطنت کی سعادت سے اور جن صدر الذکر دو عروسون کو ارث و استحقاق کی آرزو نے ناز کے ساتہہ پرورش کیا ہے ان کے ہم خوابگی کی نشاط سے کامیاب اور کامران ہے - اور نیز تمام مقاصد کے حصول مین [illegible]

۵۸ — سعدی نے اُس کی بات سمجہہ کر کے بہی جہاد باندہ کر دی [illegible]

[illegible] کلام بخشش ملکام ہوا ہے سلخ جمادی الاولیٰ ملا خوشتر اس گلزار کا آغاز
[illegible] عالم شاہنشاہی ستایش اور مدح کی ہوا کھانے سے نوبہار تازگی کی آغوش میں اور ابر سعادت
کے سایہ میں ہے۔

تاریخ اتمام

سب بے حجابانہ خلوتے دارند	چون بزرگان درین چہار چمن
خلوت بے حجاب گشت ازان	سال اتمام این حدیقۂ من

تمت بالخیر

تواریخ اذکار ابرار من نتائج افکار گہر بار ابو الاعجاز منشی سید محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری

فقرات نثر تاریخی

روضۂ شہود ۱۳۲۶ھ — صحیفۂ نیک بختان ۱۳۲۶ھ — مخزن المشرح ۱۳۲۶ھ

قطعۂ تاریخ

(۱) فرید العصر حافظ فضل احمد — مکرم زبدۂ امثال و افراد
(۲) تصوف میں تھا نسخہ فارسی کا — بھرے تھے اس میں اچھے اچھے اوراد
(۳) لباس اُردو کا پہنایا جو اوسکو — کیا یہ کام اونھوں نے قابلِ داد
(۴) بڑی محنت بڑی کوشش کا ہی کام — شناگر اون کے ہیں عباد و زہاد
(۵) حقیقت میں ہے وہ اذکار ابرار — بیانِ منزلِ اقطاب و اوتاد
(۶) مکمل ہر طرح دیکھا جو اوس کو — خوشی سے روحِ شبلی نے کیا صاد

(۷) ہوئی محبہ کو جو فکرِ سال احسان
کیا میں نے رقم الصلح ارشاد ۱۳۲۶ھ

دیگر

(۱) فضل احمد کہ بہ فضلِ خداست — آن زگلزار برآورد اذکار
(۲) ترجمہ کرد زسعیِ وافر — باد این نسخہ قبولِ اخیار

(۳) بہر تاریخ جہان تاب احسان
آسمان گفت خجستہ انوار ۱۳۲۶ھ

دیگر سال طبع

(۱) آن حافظِ مصحف الٰہی — فضل احمد خجستہ تقریر
(۲) اذکار نوشت چون بہ اُردو — انظار گیان شدہ قسمیر

(۱۲) احسان سے سال طبع ہاتف
خوش گفت مآثر المشاہیر
۱۳۲۸ھ

مصرع سال طبع

چھپ گیا مصحف ابرار تفقد آگین
۱۳۲۸ھ

فقرۂ نثر تاریخ

روضۂ نورانی
۱۳۲۸ھ

تواریخ اذکار ابرار اُردو ترجمۂ گلزار ابرار از محمد عزیز الدین رخشان انصاری چپوری

قطعہ تاریخ

سلف میں ہوا ہے مشائخ کا فرقا — سوانح میں اون کے کوئی تذکرہ تھا
جو گلزار ابرار تھا نام اوس کا — ہزار اوس کے مانند بلبل تھے شیدا
زبانِ عجم اُس کی آسان نہیں تھی — زبانِ عبر تھی بلاغت میں ڈوبی
مضامین تھے مشکل۔ عبارت ادق تھی — عدیم الوجود اوس کا تھا اصل نسخا
رئیسانِ اجین میں دو برادر — خدا یار خان اور الہ یار خان ہین
ملی اتفاقاً اونہیں نقل اُس کی — جسے دیکھ کر اون کے دل مین یہ گزرا
کرین ترجمہ اس کا اُردو زبان مین — لطیف و سلیس و نفیس اور آسان
مسلمان بھائی پڑھین اور سمجھین — شریعت۔ طریقت۔ حقیقت کا رستا
اسی دھن میں ایک روز یہ دونوں بھائی — ملے میرے خالِ معظم سے آکر
سپرد اون کے گلزار ابرار کر کے — کہا ترجمہ کیجئے آپ اس کا
مرے قبلہ ظاہر و پیر باطن — حمیدہ خصائل گرامی محاسن
گران منزلت مولوی فضل احمد — وہ حافظ کلام الٰہی کے یکتا
اگرچہ مشاغل کی تھی اتنی کثرت — نہ ملتی تھی اون کو کسی وقت فرصت
[illegible] حضرت سلامت — مناسب سمجھ [illegible] سے انکار بھلا

یہ بحرِ حقیقت کے غوّاص اب موتی
زمانہ چھپائے گا کب تک اب اِنکو

یہ کانِ طریقت کے انمول جوہر
اٹھا دیجئے اِن کے چہرے سے پردا

خدا کا نہین کام حکمت سے خالی
نہین قابل اِس کام کے اور کوئی

سعادت یہ ہے حصۂ ذاتِ سامی
کرینگے اسے آپ ہی ختم اچھا

ادھر تھیں رجز خوانیاں میری ہیچ
بڑھا ایک یہ یک جوشِ خیالِ معظم

ادھر خانِ ذی شان کا اصرار ہر دم
اٹھایا قلم ترجمہ اوس کا لکھا

جو دشواریاں ہوتی ہین ترجمہ مین
مگر حضرت **فضل** نے ہیچ تو یہ ہے

اونھین جاننے والے ہی جانتے ہین
کیا ترجمہ نادر و صاف و زیبا

وہ علم و لیاقت کے جوہر دکھائے
مزے اہلِ علم و تصوف کو آئے

فصاحت سلاست کے سکّے بٹھائے
غل احسنت احسنت کا خوب اٹھا

مرا منہ نہین داد دون ترجمہ کی
غرض ترجمہ کی تو ہے صرف اتنی

کرے گا تعجب پڑھے گا جو کوئی
کہ کھنچ جائے اصلی مقاصد کا نقشا

بصیرت سے جب ذاتِ وحدت کو دیکھین
نہ کیون اپنی ہستی کو ہم ہیچ سمجھین

خدائی کا جلوہ نمودار پائین
قدیم و ابد ہے وہی ذات یکتا

یہ اب خاتمہ پر خدا سے دعا ہے
زمانہ مین یہ ترجمہ پائے شہرت

کہ جب تک زمین و فلک کو بقا ہے
کرے اس کی ہر ایک دل سے تمنا

یہ توفیق دے اپنے بندون کو یارب
ترا ذکر لب پر تری فکر دل مین

نہ تیرے سوا کچھ کسی سے ہو مطلب
نظر مین ہو تو سر مین ہو تیرا سودا

قبولیت عام دے ترجمہ کو
مظاہر ہین جلوہ نما تیرے ہر سو

سبق ہم تصوف کا پاتے ہین اس سے
مگر پھر بھی ثانی نہین کوئی تیرا

بالآخر یہ کی فکر بھی مین نے رخشان
کہ تاریخ ہو ترجمہ کی نمایان

ملی ترجمہ کو امدادِ فیضِ بزرگان
نیا نام اذکارِ ابرار نکلا

دیگر

مقدس کیوں نہ ہو گلزار ابرار
عبارت فارسی کی ہے سراسر
لباس اردو کا پہنایا ہے اوس کو
بہت خوش ہوں گے اس کے پڑھنے والے

وہ ہے اک تذکرہ خاصانِ حق کا
بڑی دلکش بڑی دلچسپ و زیبا
جناب فضل خوش گو نے سراپا
کہ ایسا ترجمہ دیکھا نہ ہوگا

ہوئی مجھ کو جو فکر سال رخشان
تو شوقِ دل سے ذکر شوق لکھا
۱۳۲۶ھ

رباعی

یہ ترجمہ ہے نشانِ خاصانِ خدا
برجستہ سنین عیسوی میں رخشان

دل سے پڑھیں طالبانِ خاصانِ خدا
تاریخ ہے گلستان خاصان خدا
۱۹۰۸ء

رباعی

سب کے لئے وا ہے بابِ خاصانِ خدا
نکلا ہے یہ سال طبع موزون رخشان

نایاب ہے یہ کتابِ خاصانِ خدا
گلدستہ لاجوابِ خاصانِ خدا
۱۹۰۹ء

آیۂ قرآنی متضمن تاریخ اذکار ابرار کہ مولوی اکبر حسن صاحب مجسٹریٹ
درجہ اول شہر اجین را در عالم خواب القا شدہ

ذِکْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنٰهُ

۱۳۲۶ھ

تمت

ر ملاحظہ کتاب تصحیح کر لینی چاہیے۔ ۱

صحت نامہ اذکار ابرار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۴	کی تسبیح خانہ	کے تسبیح خانہ	۱۳	۱۹	تقدس	مقدس
۲	۱۱	لقیاس	القیاس	״	۲۰	اولی	اُوے
۳	۳	صفات سے	صفات کی	״	״	اولی	اُوے
״	۸	کی نفیس خزانے	کے نفیس خزانے	۱۴	۲۱	گدائی	گدائے
۶	۴	کی دست	کے دست	۱۵	۱۹	کی قلم	کے قلم
۹	۹	کے اس	کہ اس	۱۶	۲۰	آسنیات	الٰہیات
״	۲۳	بلائی	بلالی	۱۷	۱۳	اُستاہ	اُستاد
״	۲۴	(پہر دنیا) مین	(پہر دنیا مین)	۱۹	۱۷	یہی	یہ بہی
۱۰	۶	یزید	پرند	״	۱۹	اپنے پیش بین	اپنی پیش بین
״	۱۹	الحَزَنَ	عَنَّا الحَزَنَ	۲۰	۱	سمجتے	سمجنے
״	۲۱	جذبۂ	جذبہ	״	۱۵	کی قلم	کے قلم
״	۲۳	اُس کے	اُس کی	۲۴	۳	روشن	روش
۱۱	۷	عبارت کی	عبارت کے	״	۱۷	روزیہ	رفذبہ
״	۹	کے مراد	کی مراد	۲۵	۳	جلالی	جلابل
״	۱۰	ہے کہ	سے کہ	״	۱۰	قدس	قدسنا
״	۱۲	انا	انام	״	۱۸	عموی	مموی
۱۲	۱۲	زیان	زبان	۲۶	۱۰	فضل	فصل
״	۲۲	(رہٹ مین)	(رہٹ) مین	״	۲۰	ہونے	ہوئے
״	״	بادشاہ	بادشاہ مین	۲۷	۱	آدمُ	آدمَ
۱۳	۴	غرض کے	غرض کہ	״	״	صُبرِ	[illegible]
״	۱۵	جلت	جلت	״	۸	آلاصاقۃ	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	۴	یہ منشوانؔ	یہ عنوان	۴۷	۱۵	صورۃ اور معنیٰ	صورۃ او معنی
۲۸	۳	علائق	علائق	۴۸	۵	طوالئع	طوالع
۲۹	۴	پرداری	برداری	〃	۱۸	پڑہی	پڑہی
〃	۲۰	اندین	الدین	〃	۲۱	بینرو	پیرو
۳۰	۵	گروہ کی	گروہ کے	۵۳	۲۱	سیتالیس	سینتالیس
〃	۷	ایسی	ایسے	۵۵	۱۶	اپنی	اپنے
〃	۱۰	ویسی	ویسے	〃	۱۹	قلعی	قلعے
〃	۱۴	غیب کی	غیب کے	۵۸	۲۳	رہی	رہے
۳۱	۱۳	قیمت کا	وقیمت کا	۵۹	۱۴	اور زیادہ	اور حد سے زیادہ
〃	۱۴	کَشَفَتْ عَطَاءَ	کَشَفَ الْغِطَاءُ	〃	〃	ایسی	ایسے
		مَا اَنْدَدْتَ	مَا اُرْدُدْتُ	۶۲	۸	نشین	نشینی
۳۲	۱۳	آپ کی	آپ کے	〃	۹	رہے	رہی
۳۳	۲۳	دہان	دہار	〃	۱۲	تبجر	تبحر
۳۵	۴	ملخ	بلخ	〃	۱۹	براپر	برابر
〃	۹	تعینات	متعین	۶۴	۵	کے ابرو	کی ابرو
〃	۱۰	وکام	کو کام	〃	۱۶	استغراق ہے	استغراق سے
۳۶	۱۱	اکار	انکار	۶۸	۴	بہی تھے	بہی
۳۹	۷	کونسی	کونسے	۷۰	۱۳	درویشوں د	درویشوں کو
۴۰	۱۹	مع سلطان تمام	مع تمام	〃	۲۰	سرکار کی	سرکار کے
۴۴	۱۵	تدیم	قدم	〃	〃	برزمانہ	بہ زمانہ
	۷	یانگی	بانگی	〃	۲۳	سدسورے	سندسورے
[illegible]	۴	دادستد	دادوستد	۷۱	۳	اپنے	اپنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۲	۶	تب	تب	۸۴	۲۳	پڑھے ہیں	پڑھے ہیں
"	۸	فرگئے	فرما گئے	۸۶	۵	جانی	جانی
۷۳	۱۳	آمپنے	اپنے	"	۹	الایعلم تاویلہٗ	لا یعلم تاویلہٗ
۷۵	۱	زیادہ سے	زیادہ ہی	"	"	الراسخون	الراسخون
"	۳	خلائق کے	خلائق کی	"	۱۰	اامنّا	اٰمنّا
"	۱۲	کے مقلد	کی مقلد	"	"	سبحانہ	سبحانہٗ
"	۲۰	بربیع	بدیع	"	۱۸	مُرا	مرا
"	۲۳	زادہ	زیادہ	۸۷	۶	شیخہ	شیخہ
۷۶	۱۴	صل	اصل	"	۱۳	تمسی	شمسی
"	"	انناک	انہماک	۸۹	۶	دُر،	دُرر
"	۱۵	اس کے	اُس کی	۹۳	۶	گذاشت	گذشت
"	۲۰	میزند	نبزند	"	۱۳	رمضاف	رمضان
"	۲۲	کے	کی	۹۹	۲۱	ہیں ہے	ہیں سے
۷۷	۱۸	راھی	راجے	۱۰۰	۱۹	پہنچی	پونچی
۷۹	۱۶	جیسی	جیسے	۱۰۲	۱۴	سوند	سُوید
۸۰	۱۶	تکمیہ کے	تکیہ کی	"	۱۸	خطرہ	حظیرہ
۸۲	۲۰	بحاری	بخاری	۱۰۳	۳	کی درس	کے درس
"	۱۲	اُسکے	اُسکی	۱۰۶	۱	چائز	جائز
"	۱۸	فزارقت	فراقت	"	۱۵	ہذالقیاس	ہذا القیاس
"	۲۰	نجوید	تجوید	"	۲۳	راہل ظاہر	اہل ظاہر
۸۳	۱۸	ٹھکر	لکھکر	۱۰۷	۱	آپ سے	آپ کی
"	۱۸	فرما سے	فرمائے	۱۰۸	۲۰	بہت سی	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۰	۲۱	نکالا	نکلا	۱۲۳	۱۰	تیرہا	تیرہ
۱۱۱	۱۹	شسنات	سنہ سات	"	۱۲	بہ تصنیف	تصنیف
۱۱۲	۷	اثرات کی	اثرات کے	۱۲۴	۶	ونعنوی	ومعنوی
"	۱۷	اپنی	اپنے	۱۲۵	۲	اَمَّنْ	مِّنْ
۱۱۳	۱۲	تھی تے	تھی	"	"	فِیۃٍ	فِئَۃً
۱۱۴	۶	کے	کی	"	۷	مقدس	مقدمہ
"	۹	ادریس	اُویس	۱۲۷	۱۷	کرتاہے	کرناہے
۱۱۵	۵	بائون	بانون	۱۲۸	۶	تھی	تھے
۱۱۶	۹	کے	کی	۱۲۹	۱۳	آئین	آمین
"	۱۱	کے	کی	"	۱۵	گمورہ	گہوارہ
"	۱۷	گئے	ہوگئے	"	۱۹	پدربزرگوار	بزرگوار
۱۱۹	۱۵	گٹلیان	گٹھلیان	۱۳۰	۵	تجربہ	تبحر
"	۱۲	کٹلیوں	گٹھلیون	۱۳۱	۱۳	سلوک کے	سلوک
"	۱۷	گٹلیون	گٹھلیون	۱۳۲	۱۵	الہی	آلہی
"	۱۹	گٹلیان	گٹھلیان	۱۳۶	۱۱	دودہ کا	دود
"	۲۲	ہوی	ہوئی	"	۲۰	قرآن	قرآن
"	حاشیہ	(موجب بن)	(موجب) بن	۱۳۷	۲	قرآن	قرآن
۱۲۷	۱۶	کی قلم	کے قلم	"	۴	زقرآن	زقرآن
"	۲۳	الآخری	الاُخری	"	۱۲	زقرآن	زقران
"	۸	صوفی کے	صوفی کی	"	۸	شکر سے	شکرمن سے
"	۱۱	تنقی کی	ترقی کے	"	۲۳	السعادات	السادوات
[illegible]	[illegible]	کی قلم	کے قلم	۱۴۳	۲۰	کردنی	کردینے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۳	۱	بس	وبس	۱۶۶	۶	عبادت	عبارت
۱۴۴	۲۱	جن کی	جن کے	"	۷	رت	رق
۱۴۵	۱۹	معطلاح	اصطلاح	"	۱۴	الموهیة	الموهبة
۱۴۷	۸	کی	کے	"	۲۳	اُپر	اوپر
۱۵۰	۱۷	کہشو	کہشبو	۱۶۸	۱۲	تمین	ثمین
۱۵۲	۴	کے کمرمین	کی کمرمین	۱۶۹	۳	لیس	عبس
"	"	کے کمرکو	کی کمرکو	"	۵	(رشحات	(رفحات)
۱۵۳	۱۰	عقلی	عقلا	۱۷۰	۲۱	تیر	تبر
۱۵۴	۳	کے درویش	کی درویش	۱۷۱	۲۱	بہت سی	بہت سے
۱۵۹	۱۸	دو دو	دو دہ	"	۲۲	نقل	نفل
۱۶۰	۱	بادشاہ	یادشاہ	"	۲۳	حات	حالات
"	۱۶	آٹھہ	سنہ آٹھہ	۱۷۳	۷	وجود کے	وجود کی
۱۶۱	۴	خلیج	خلیج	"	"	وحدت کی	وحدت کے
۱۶۲	۶	اوپرہی	اوپربھی	"	۲۰	ختلانی	ختلافی
۱۶۳	۳	ایسی	ایسے	۱۷۴	۶	ہیت	ہیئت
"	۵	عیات	غیاث	۱۷۵	۳	مشغول	مشغول ہونے
"	۶	ٹیرے	ٹھیرے	۱۷۶	۲	مجار	مجاز
"	۲۱	جیبی	جیسے	"	۲۲	کُشرای	کُشزای
"	"	کے آئن	کی آئین	۱۷۷	۲۱	الھوالے	المعوالے
۱۶۴	۲۱	سبب	مسبب	"	۲۳	مین محبت	کرمین محبت
۱۶۵	۹	اولاد	واولاد	۱۷۹	۱۹	ہشتمد	ہشتمد
"	۲۳	الحکمت	الحکمة	"	۲۰	اشتمد	ہشتمد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۰	۴	کی درس	کے درس	۲۰۸	۲۲	استعداو	استعداد
〃	۷	کی درس	کے درس	۲۱۴	۵	ثانی	ثانے
۱۸۱	۱۴	حالات	حالت	۲۱۸	۱۱	سبوز	سوز
〃	۱۱	بیہوتی	بیہوشی	۲۱۹	۹	ہوکے	ہوئے
۱۸۲	۱۲	نفخات	نفحات	۲۲۰	۱۴	دود	دودھ
۱۸۳	۳	کی قلم	کے قلم	۲۲۱	۸	سٹوٹنے	بٹوٹتے
〃	۵	اکاس	کاس	〃	۲۰	واسطے	واسطہ
۱۸۴	۱	مقصودہ کی	مقصودہ کے	۲۲۳	۱۹	رہنمانی	رہنمائی
〃	۴	کرتے	آتے	۲۲۵	۹	پاکیرہ	پاکیزہ
۱۸۷	۱۱	وقضنا	وفقتنا	〃	۷	گزاری	گزارے
۱۹۰	۱۵	رکھتے ہین	رکھنے مین	۲۲۷	۱	ہداات	ہدایت
۱۹۱	۲	کے برکات	کی برکات	〃	۱۷	پہونچتا	پہونچنا
۱۹۲	۷	توآن	توان	۲۳۰	-	قلب	قالب
〃	۱۰	کارروان	کاروان	〃	۱۰	لورہی	لودہی
۱۹۴	۲۱	سے	والے سے	۲۳۱	۱	ین کہ	بن کر
۱۹۵	۲	کاہوا	ہوا	〃	۱۰	انگسار	انکسار
〃	۳	اسلام	سلام	۲۳۲	۲۰	نوستر	نوسوستر
۱۹۷	۱	بیٹھہ کر	بیٹھکر	〃	۲۱	شنروانی	شروانی
۲۰۰	۱۱	حلات	آلات	۲۳۳	۲۳	اسمعیل	اسمٰعیل
۲۰۵	۵	ڈہکیں	دہکیں	۲۳۴	۲	خاتون	خاتون
۲۰۶	۱۳	ہین	مین	۲۳۶	۹	ارشاد	اشارہ
[illegible]	۲۲	ہوئے	ہوئی	۲۳۷	۱	بسین	بیس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۸	۱۲	سے ہے	ہیں	۲۶۴	۵	گر	گھر
〃	۲۰	سعادوت	سعادت	۲۶۵	۹	تھی	سے ہے
۲۳۹	۲	کٹھو	کٹھو	۲۶۶	۱	اسمعیل	اسمٰعیل
۲۴۰	۵	نگوئید	نگوئیدہ	〃	۸	حدمت	خدمت
۲۴۱	۱۶	کی نقاب	کے نقاب	۲۶۷	۹	خیات	حیات
۲۴۲	۱۰	عالسان	عاطان	〃	۱۳	پندیری	چندیری
۲۴۳	۵	لیس	لبس	〃	۱۴	مصرجاو	مصرجاہ
〃	۸	وجہ	وجہہ	〃	۱۷	خان کے	خان کی
۲۴۴	۱۸	منڈر	منڈو	۲۶۸	۵	اصلاح	صلاح
۲۴۶	۳	دو	وہ	۲۷۲	۱	خطائش	خطائش
۲۴۸	۱۱	کے	کی	۲۷۳	۱۰	ستے	تین
۲۵۲	۳۰	ہیں یہ سید	ہیں۔ سید	۲۷۴	۱۴	کی معنوی	معنوی کی
۲۵۵	۳	کی درس	کے درس	〃	۱۹	ایسے	جیسے
۲۵۶	۱۳	جند	چند	〃	۲۰	کی درس	کے درس
۲۵۷	۱۱	علاو	علاؤ	۲۷۶	۴	تعریب	تقریب
〃	۲۱	اسمعیل	اسمٰعیل	〃	۱۶	آرزومن	آرزومیں
〃	〃	اسمعیل	اسمٰعیل	۲۷۸	۱۴	انہس	انہیں
〃	۲۲	اسمعیل	اسمٰعیل	۲۷۹	۱۰	رہنے	اپنے
۲۵۹	۲۱	نز د	نز	۲۸۱	۴	کی درس	کے درس
۲۶۱	۱۸	یار	باز		۲۲	رزبیان	طرزبیان سے
۲۶۳	۱۹	علم کے	علم کی	۲۸۴	۳	[illegible]	[illegible]
〃	۲۳	میرے	میری	۲۸۵	۲	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۵	۹	نصیب	نصب	۳۱۱	۳	چہتر	چہیتر
〃	۱۱	اللہ	اللّٰہ	۳۱۲	۱	چہتر	چہیتر
۲۸۶	۱۲	بابتہ	ثابتہ	〃	۱۷	آپ کے	آپ کی
۲۸۷	۱۱	ترتب	ترتیب	۳۱۳	۱۱	توی	قوی
〃	۱۴	غلا	گلا	۳۱۴	۵	مسند	سند
۲۸۸	۷	سکیا	سکّیا	〃	۷	کے میزان	کی میزان
۲۸۹	۷	گنجوری	گنجوی	〃	۱۴	دنیا کی	دنیا کے
〃	۱۲	اسمعیل	اسمٰعیل	〃	۱۷	بادشاد	بادشاہ
۲۹۲	۱۵	شواری	دشواری	۳۱۵	۸	احقیاط	احتیاط
۲۹۳	۷	سوداے	سویداے	۳۱۹	۱۳	مشہو د	ومشہود
〃	۸	راہ وفتورے	وفتورے راہ	〃	۱۹	یوسفی	یوسفے
۲۹۵	۷	ادعبہ	ادعیہ	۳۲۰	۴	باآسانی	بآسانی
۲۹۶	۷	زمائی تھی	فرماتے تھے	〃	۱۱	شاطیہ	شاطبیہ
〃	۱۵	لاہوتے	یہ لاہوتی	۳۲۲	۲۱	ولایت صدیق	ولایت صدیق
۲۹۷	۱۰	وَکبّشر	وَکبّشرِا	۳۲۳	۶	آپ سنے	آپ کے
۲۹۸	۸	رَبُّک	رَابُّک	۳۲۴	۵	یہ لفظ	بہ لفظ
۲۹۹	۵	وخلافت	خلافت	۳۲۵	۱	آپ کے	آپ کی
〃	۱۲	علیہ	علیہ وسلم	〃	۲۰	باہم	ماہم
۳۰۰	۱۹	الذین	الدین	۳۲۷	۱۰	ہسنی	ہستی
۳۰۱	۱۷	حقیقتہ	حقیقیہ	۳۲۹	۱۷	کے تنگ	کی تنگ
۳۰۲	۲۲	کی	کے	〃	۲۲	اسمعیل	اسمٰعیل
[illegible]	۱۰	صیان	دھیان	۳۳۰	۱۷	پہونچتی تھی	پہونچتے تھے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳۱	۴	نظروں کے	نظروں کی	۳۷۶	۵	آپ کے	آپ کی
"	۶	رخصت کی	رخصت لی	"	۲۳	برتریں	ترین
۳۳۲	۷	بند	پند	۳۷۷	۱۷	آھذا	آھذا
"	۱۲	نقل	نقل	۳۷۹	۴	انفاس کی	انفاس سے
۳۳۹	۲۱	غزیتوں	غزبیتوں	۳۸۳	۱۶	خاکی نقش	نقش خاکی
۳۴۰	۲۰	لوچھا	پوچھا	۳۸۴	۱۸	آشنا تے	آشنا تھی
۳۴۱	۱۳	الم	عالم	۳۸۶	۱۱	اسمعیل	اسمٰعیل
۳۴۳	۱۳	علمہٗ وعملہٗ	علمہٗ وعملہٗ	"	۱۵	اسمعیل	اسمٰعیل
۳۵۲	۴	طاری	طارمی	۳۸۷	۲۳	خلیج	خلیج
"	۱۵	دوستانہ	دوستان	۳۸۹	۱۲	اسمعیل	اسمٰعیل
۳۵۳	۱	انجلیں	الجلیں	"	۱۳	مشائخ	مشائخ
"	۲۰	راستہ	آراستہ	۳۹۰	۳	پڑھی	بڑھی
"	"	سہی	نہی	"	۲۰	بہت ی	بہت سی
۳۵۶	۲۱	اسنے	اٹھنے	۳۹۵	۱	کلی	گلی
"	۲۲	نزدیگر	نیز دیگر	"	۱۴	اصورۃ	صورۃ
۳۶۲	۲۱	متجلّی	متجلیّ	۳۹۹	۷	(مثیامحل)	رمثیامحل
۳۶۳	۲۱	بلبیانی	بنبانی	۴۰۰	۱۲	زبان	زمان
۳۶۵	۱۴	العارنین	العارفین	۴۰۱	۸	دَاعُبدُ	وَاعبُدُ
۳۶۷	۸	امصہ	امتہ	۴۰۲	۷	کیا خاص	کرکیا خاص
"	۱۴	قی	فی	"	۵	احادیث کے	احادیث کی
"	۱۸	پرجبال	جبال	۴۰۳	۱۱	آپ ہے	آپ کے
۳۷۳	۱	اسمعیل	اسمٰعیل	"	۱۹	پہونچائے	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۵	۱۷	تنا	تہا	۴۲۷	۲۱	الایدیۃ	الابدیۃ
〃	۲۰	لبد	بلند	۴۲۸	۲۱	حبذی	جندی
۴۰۶	۵	سوتوت	موقوف	۴۲۹	۱۹	اُن کے	اُن کی
۴۰۸	۱۱	کی درس	کے درس	۴۳۰	۹	فاو	فلو
۴۱۰	۲۳	تقرر	تقرر کو	〃	〃	اُن کے	اُن کی
۴۱۱	۱	اسعیل	اسمٰعیل	〃	۱۱	پہچانا	پہچانا
۴۱۲	۸	اُوقات	اوقات	〃	۱۳	ھواء	ھو
〃	۱۸	جاو	باد	〃	۱۴	النعقۃ	الفقہ
۴۱۳	۱۳	بلا	صلاّ	〃	〃	احرجوا	اخرجوا
〃	۱۴	آپنے	اپنے	〃	۲۳	لصلوٰۃ	الصلوٰۃ
۴۱۴	۹	دم	قدم	〃	〃	فرماما	فرمایا
〃	۱۷	وطن	باطن	۴۳۱	۹	القلب	القلب
[illegible]	۲۲	ہفتہ کی	ہفتہ کے	۴۳۲	۴	کا دھوان	دھوان
〃	۲	نرچشم	نورچشم	〃	۱۸	کے	کی
[illegible]	۱۶	شورہ	مشورہ	〃	۱۷	جمیع	جمع
[illegible]	۳	ہمام	جام	〃	۲۳	اسیدون	اسیدون کی
[illegible]	۱۷	سیاری	ہباری	۴۳۳	۳	خانی	خوافی
[illegible]	۱۰	کے چہرہ کشائی	کی چہرہ کشائی	〃	〃	اکرام	اکرم
〃	[illegible]	شیخ	شیخ	〃	۲۳	روز	روزمین
[illegible]	۷	مجبوراً	مجبوراً	۴۳۴	۶	بنا	بنائے
[illegible]	[illegible]	کے	•	۴۳۵	۱۵	جھوٹا	جھوٹا
[illegible]	[illegible]	الحقیقۃ	الحقیقیۃ	۴۳۶	۲	ہاد	باد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴۳	۶	دل اش	دلش
۴۴۰	۳	سورۃً	صورۃً
۴۴۲	۱۹	رحمعت	رحمت
۴۴۳	۱۴	باعتبار۔صورت	باعتبارصورت
۴۴۶	۶	خانقاد	خانقاہ
۴۴۹	۴	اپنی	اپنے
۴۵۳	۱۷	ادرار	اووار
۴۵۵	۸	ہم	تم
"	۱۹	غربیہ	غزبیہ
۴۵۶	۲۱	بیگانیکے	بیگانہ کے
۴۵۹	۸	بنیانی	بنبانی
"	۱۹	آب	اب
۴۶۰	۳	گزاری	گزارے
۴۶۱	۱۱	جاگیرین	جاگیریں
۴۶۲	۲۳	وحبید	وجبیہ
۴۶۳	۷	علیم	علم
۴۶۷	۱۵	آشا	آشنا
۴۶۹	۱۰	اُوقات	اوقات
۴۷۳	۲۰	شیخ	شیخ
۴۷۴	۱۹	شب	سب
۴۷۸	۱۹	داضع	واضح
۴۸۰	۷	تھی	تھے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۰	۱۷	وسعت	بحروسعت
۴۸۲	۷	والسلام	الاسلام
"	۱۲	یا	با
"	۲۳	ماز	باز
۴۸۶	۶	ہیبۃ	ہبۃ
۴۸۸	۱۵	پرورتس	پرورش
"	۱۸	ہونے	ہونے
۴۹۰	۱۹	گئی	گئے
۴۹۱	۳	تی	رہتی
۴۹۲	۸	ہے	یہ ہے
"	۲۳	فروز	فیروز
۴۹۳	۴	فتوی	فتاوی
"	۲۳	گذازی	گدازی
"	"	مانند	مانند
۴۹۴	۱۶	کی	کے
"	۱۷	آبِ افقل	آپ افضل
۴۹۶	۱۶	کرے	کرکے
۴۹۷	۲	اسرار	اسرا
"	۸	یعمندیۃ	بغندیۃ
"	۱۴	شیرا	شابرا
"	۲۲	کذ	کذا
۴۹۸	۱۸	قبطی	قبطی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۰۰	۲	فروغ	فروع
〃	۱۴	رذل	رذیل
۵۰۱	۶	الصلواة	الصلوٰة
〃	۱۸	قیہ	قبہ
۵۰۵	۱۷	اُوتات	اوقات
۵۰۶	۱۹	مجی	محیی
〃	۲۰	ایقاے	ابقاے
۵۰۸	۱۷	قبلولہ	قیلولہ
۵۱۱	۱	لوگون کی	لوگون کے
〃	۶	یایان	بایان
۵۱۳	۳	دریعہ	ذریعہ
۵۱۴	۱۴	بمقتضی	بمقتضاے
〃	۲۲	بالفصل	بالقصد
۵۱۷	۱۰	اولادو	اولاد
۵۱۸	۵	نھذی	تھذی
〃	۸	تُصبُرٌ	تَصِیرُ
۵۱۹	۶	بیھما	بینھما
۵۲۰	۱۴	ملتبس	متلبس
۵۲۱	۱۱	وکلامہ	وکلامہ
۵۲۴	۱۸	یسمع وبی ینطق	یسمع وبی یبصر و بی ینطق
〃	۲۲	یتصرفیہ	یتصرف فیہ
〃	حاشیہ	حاشیہ	×

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲۸	۱۸	اپنے	اسے
〃	۲۰	آخیرہ	اخیرہ
۵۲۹	۱۹	ینفرقة	بتفرقة
〃	۲۰	تیفرقة	بتفرقة
۵۳۰	۱	آلسیہ	اللیہ
۵۳۳	۱۴	یعیین	تعیین
〃	۲۲	بہ بسم اللہ	جسبم اللہ
۵۳۴	۲	کرتے	کرتی
〃	〃	کردیتے	کردیتی
〃	۱۱	کی قرارداد	کے قرارداد
۵۳۵	۱۳	اپتے	اپنے
۵۳۷	۳	باللہ	باللہ
۵۳۸	۱۱	بسرکی	بسرکئے
۵۴۱	۲۰	کی	کا
۵۴۳	۱۸	براہین علمیہ	براہین علمیہ
۵۴۴	۱۰	اُس	اِس
〃	۱۱	ہی	یہی
۵۴۸	۱۳	ایسی کے	ایسی سے
۵۵۲	۱۳	جوتے	سے تھے
〃	۱۴	صحبت	صحت
〃	۲۲	قلونسا	قلوبنا
〃	〃	ن	من

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۹۴	۸	جا ہتا	جاتاتھا
۵۹۵	۷	نفس	نفس
"	۱۸	مسائل	سائل
۵۹۹	۲	گلزار کے	گلزار کی
"	۱۱	نجام	انجام
"	۱۷	کی درس	کے درس
"	۱۹	باطن کے	باطن کی
۶۰۰	۱۲	موشیخ	موشیخ
۶۰۵	۱۴	آپ کی	آپ کے
۶۰۸	۷	رادة	ارادة
"	۱۲	قبل	قبل
۶۰۹	۲۲	دستوری	دستور
"	۲۳	کرتے	کرنے
۶۱۰	۴	گو	کو
۶۱۲	۷	سئے	سائے
"	۱۵	مطالب کے	مطالب کی
۶۱۳	۲۳	تو)	(تو)
"	"	مندوی	مندون
۶۱۴	۱۹	ہے ہ)	(ہے وہ)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱۴	۲	ان کو	(ان کو
۶۱۷	۴	درویش کی	درویش کے
"	۹	س	اس
"	۱۰	خاطر	خاطری
"	۱۱	مین سے	مین ہے
۶۱۸	۳	بیٹنے	بیٹھتے
۶۲۰	۱۲	کی	کے
"	۱۸	جبیی	جیسے
۶۲۱	۲	راقم کی	راقم کے
۶۲۲	۱۱	جواہر کی	جواہر کے
"	۱۰	ل	کی
۶۲۳	۲	امکہ	آنکھ
۶۲۶	۱۴	نوعروس	نوعروس کو
۶۲۷	۱۶	الفوض	العوض
"	۲۱	(اور) وہ	اور اللہ
"	"	(لوگون)	(لوگون) کے
۶۲۸	۱۷	ھا	بھا
۶۲۹	۱۲	یقمنہ	بثمنہ

تمت بالخیر